انوار المصابیح

شرح

مشکوٰۃ المصابیح

شیخ ولی الدین الخطیب التبریزی رحمہ اللہ

جلد پنجم

انوار المصابیح

شرح

مشکوٰۃ المصابیح

ترجمہ و تشریح

شیخ الحدیث مولانا عبد السلام بستوی رحمہ اللہ

تحقیق و تخریج ماخوذ از

ھدایۃ الرواۃ

فضیلۃ الشیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

عنوانات
عمر فاروق قدوسی

تکمیل ترجمہ
پروفیسر عتیق الرحمٰن

اردو قالب تخریج
حافظ ندیم ظہیر

مکتبہ قدوسیہ

خوبصورت اور معیاری مطبوعات

کتاب وسنت
کی
نشر واشاعت
کے لیے
کوشاں

اہتمام طباعت
ابوبکر قدوسی

اشاعت —— ۲۰۱۴ء

مکتبہ قدوسیہ
قدوسیہ اسلامک پریس

رحمان مارکیٹ ⊙ غزنی سٹریٹ ⊙ اردو بازار ⊙ لاہور پاکستان
Tel: +92-42-37351124,37230585
maktaba_quddusia@yahoo.com

فہرست مضامین

كِتَابُ الْفِتَنِ
فتنوں کا بیان

بَابُ الْمَلَاحِمِ
گھمسان کی لڑائیوں کا بیان

بَابُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ
قیامت کی بعض اہم نشانیوں کا بیان

بَابُ الْعَلَامَاتِ بَيْنَ يَدِيِ السَّاعَةِ وَ ذِكْرِ الدَّجَّالِ
قیامت سے پہلے ظاہر ہونے والی نشانیوں اور دجال کا بیان

بَابُ نُزُوْلِ عِیْسٰی علیہ السلام
عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے اترنے کا بیان

بَابُ قُرْبِ السَّاعَةِ وَإِنَّ مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِیَامَتُهُ
قرب قیامت کا بیان اور یہ کہ جو شخص فوت ہو گیا اس کی قیامت قائم ہوگئی

بَابٌ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ إِلَّا عَلٰی شِرَارِ النَّاسِ
قیامت بدترین (کافروں) لوگوں پر قائم ہوگی

کِتَابُ صِفَةِ الْقِیَامَةِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ
قیامت کے احوال، جنت وجہنم اور صور پھونکے جانے کا بیان

بَابُ الْحَشْرِ
حشر (قیامت کے روز مخلوق کو جمع کرنے) کا بیان

بَابُ الْحِسَابِ وَالْقِصَاصِ وَالْمِیْزَانِ
حساب، قصاص اور ترازو کا بیان

بَابُ الْحَوْضِ وَالشَّفَاعَةِ
حوض کوثر اور قیامت کے دن شفاعت کا بیان

بَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ وَأَهْلِهَا
جنت اور اہل جنت کی صفات کا بیان

بَابُ رُؤْيَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی
دیدار الٰہی کا بیان

بَابُ صِفَةِ النَّارِ وَاَهْلِهَا
جہنم اور اہل جہنم کی صفات کا بیان

بَابُ خَلْقِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ
جنت اور دوزخ کی تخلیق کا بیان

بَابُ بَدْءِ الْخَلْقِ وَذِكْرِ الْاَنْبِيَاءِ
کائنات کی ابتدا اور انبیاء کا بیان

كِتَابُ الْفَضَائِلِ
فضائل کا بیان

بَابُ أَسْمَاءِ النَّبِيِّ ﷺ وَصِفَاتِهِ
نبی کریم ﷺ کے اسمائے مبارک اور صفات کا بیان

بَابٌ فِي أَخْلَاقِهِ وَشَمَائِلِهِ
آپ ﷺ کے اخلاق و عادات کا بیان

بَابُ الْمَبْعَثِ وَبَدْءِ الْوَحْيِ
نبی (ﷺ) کی بعثت اور آغاز وحی کا بیان

بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ

نبوت کی علامات کا بیان

بَابٌ فِی الْمِعْرَاجِ

معراج کا بیان

بَابٌ فِی الْمُعْجِزَاتِ

معجزات کا بیان

بَابُ الْكَرَامَاتِ
کرامات کا بیان

بَابُ هِجْرَةِ الرَّسُوْلِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ وَوَفَاتِهٖ
نبی کریم ﷺ کی مدینہ کی طرف ہجرت اور وفات کا بیان

باب

نبی ﷺ کے ترکہ (میراث) کا بیان

كِتَابُ الْمُنَاقِبِ وَالْفَضَائِلِ

فضائل کا بیان

بَابُ مَنَاقِبِ الصَّحَابَةِ

بَابُ مَنَاقِبِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ
عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

بَابُ مَنَاقِبِ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ رضی اللہ عنہما
ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے فضائل کا بیان

بَابُ مَنَاقِبِ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ
عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

بَابُ مَنَاقِبِ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ رضی اللہ عنہم
اصحاب ثلاثہ (ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم) کے فضائل کا بیان

تَسْمِیَةُ مَنْ سُمِّیَ مِنْ اَھْلِ الْبَدْرِ فِیْ الْجَامِعِ لِلْبُخَارِیّ

جنگ بدر میں شریک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی جنہیں امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''صحیح البخاری'' میں اہلِ بدر کے نام سے موسوم کیا ہے۔

بَابُ ثَوَابِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ

اس امت کے ثواب کا بیان

❀❀❀❀

كِتَابُ الْفِتَنِ

فتنوں کا بیان

فتن: فتنہ کی جمع ہے اور فتنہ کے معنی امتحان، آزمائش اور گمراہی کے ہیں۔ اور جنگ و جدال، حرب وضرب اور فسق و فجور، بلا اور مصیبت پر بھی بولا جاتا ہے لغت میں فتنہ کے معنی سونے کو آگ میں تپانے کے ہیں تا کہ اس کا کھرا یا کھوٹا پن معلوم ہو جائے اور فتنہ کے معنی عذاب کے بھی آتے ہیں جیسا کہ آیت کریمہ ﴿ذوقوا فتنتكم﴾ میں ہے یعنی اپنے عذاب کو چکھو۔ قرآن مجید اور حدیث شریف میں موقع بموقع مقتضائے حال کے مطابق یہ لفظ کثرت سے استعمال کیا گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاصَّةً﴾ اس فتنہ سے بچو جو ظالموں پر خاص نہیں رہتا (بلکہ ظالم غیر ظالم عام خاص سب اس میں پس جاتے ہیں) یہاں فتنے سے مراد وہ گناہ ہے جس کی سزا عام ہوتی ہے مثلاً بری بات دیکھ کر خاموش رہنا اور امر بالمعروف اور نہی المنکر میں سستی اور مداہنت کرنا پھوٹ ونا اتفاقی شرک و بدعت وغیرہ۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

(٥٣٧٩) عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَقَامًا مَاتَرَكَ شَيْئًا يَكُوْنُ فِيْ مَقَامِهِ ذَالِكَ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ اِلَّا حَدَّثَ بِهٖ حَفِظَهٗ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ قَدْ عَلِمَهٗ اَصْحَابِيْ هٰؤُلَآءِ وَاِنَّهٗ لَيَكُوْنُ مِنْهُ الشَّيْءُ قَدْ نَسِيْتُهٗ فَاَرَاهُ فَاَذْكُرُهٗ كَمَا يَذْكُرُ الرَّجُلُ وَجْهَ الرَّجُلِ اِذَا غَابَ عَنْهُ ثُمَّ اِذَا رَاٰهُ عَرَفَهٗ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۵۳۷۹) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے درمیان میں کھڑے ہو کر یہ خطبہ دیا جس میں قیامت کے ہونے والے اکثر واقعات بیان فرمادیے اور کوئی ایسا اہم فتنہ نہیں چھوڑا مگر اس کو بھی بیان فرمایا جس نے اس کو یاد رکھا یاد رکھا تو اور جو بھول گیا تو بھول گیا میرے یہ ساتھی لوگ اس کو جانتے ہیں جن میں سے بعض کو کچھ باتیں یاد ہیں اور بعض بھول گئے ہیں میں بھی بھول گیا ہوں لیکن جب ان باتوں کو آنکھوں سے دیکھ لیتا ہوں تو وہ یاد آجاتی ہیں جیسے کوئی آدمی جان پہچان والا سفر میں چلا گیا ہو اور بہت دنوں تک وہ غائب رہا ہو تو وہ یاد نہیں رہتا جب وہ واپس آجاتا ہے تو دیکھ کر یاد آجاتا ہے کہ فلاں شخص ہے (بخاری و مسلم) یعنی جس طرح سے وہ آدمی یاد آجاتا ہے اسی طرح سے وہ بھولی ہوئی فتنے کی باتیں یاد آجاتی ہیں۔

فتنوں کے اثرات

(٥٣٨٠) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ ((تُعْرَضُ الْفِتَنُ عَلَى الْقُلُوْبِ

(۵۳۸۰) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ فتنے لوگوں کے دلوں پر چٹائی کے تنکے کی

٥٣٧٩۔ صحيح بخاري كتاب القدر باب وكان امر الله قدراً مقدوراً ٦٦٠٤ .

٥٣٨٠۔ مسلم كتاب الايمان باب بيان ان الاسلام بدأ غريباً ١٤٤ .

كَالْحَصِيْرِ عُوْدًا عُوْدًا فَاَيُّ قَلْبٍ اُشْرِبَهَا نُكِتَتْ فِيْهِ نُكْتَةٌ سَوْدَآءُ وَاَيُّ قَلْبٍ اَنْكَرَهَا نُكِتَتْ فِيْهِ نُكْتَةٌ بَيْضَآءُ حَتّٰى تَصِيْرَ عَلٰى قَلْبَيْنِ اَبْيَضَ مِثْلَ الصَّفَا فَلَا تَضُرُّهٗ فِتْنَةٌ مَادَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَالْاٰخِرُ اَسْوَدَ مُرْبَادًّا كَالْكُوْزِ مَجْخِيًا لَا يَعْرِفُ مَعْرُوْفًا وَلَا يُنْكِرُ مُنْكَرًا اِلَّا مَا اُشْرِبَ مِنْ هَوَاهُ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

طرح پیش کیے جائیں گے یعنی فتنے کا اثر دل پر پیدا ہوگا تو جو دل اس فتنے کو یعنی اس کے اثر کو قبول کرے گا تو اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ پیدا ہو جائے گا اور جس دل نے اس کو انکار کر دیا یعنی اس سے متاثر نہیں ہوا تو اس کے دل میں سفید نقطہ پیدا ہوگا۔ تو گویا دو قسم کے دل ہو گئے ایک سیاہ دل اور ایک سفید دل پر جو دل سنگ مرمر کی طرح سفید ہے اس میں قیامت تک فتنے کا اثر نہیں آئے گا اور نہ نقصان پہنچے گا اور جو دل سخت سیاہ ہو چکا ہے اور فتنوں سے متاثر ہو گیا ہے اس کے دل میں ایمان کی کوئی روشنی باقی نہیں رہی ہے تو وہ اوندھے کوزے کی طرح ہے کہ جس میں کوئی چیز ٹھہری نہیں رہتی۔ اسی طرح سے سیاہ دل میں نہ نیکی ہے نہ بھلائی ہے نہ وہ نیکی بدی کو پہچانے گا اور نہ برائی سے رکے گا مگر وہی جو اس کے دل میں آ گیا ہے۔ یعنی وہی خواہشات نفسانی (مسلم)

توضیح: یعنی فتنے اور گمراہی کی باتیں دلوں کو ایسا گھیر لیتی ہیں جیسے بوریا گھیر لیتا ہے۔ بعضوں نے کہا ''حصیر'' سے یہاں وہ رگ مراد ہے جو پہلو سے پیٹ تک جاتی ہے۔ بعضوں نے کہا حصیر ایک نقشی نہایت خوبصورت کپڑا ہے جس اس کو پھیلاؤ تو دل میں اثر کر جاتا ہے فتنوں کو اس سے مشابہت دی وہ بھی دلوں میں اثر کر جاتے ہیں عودا کے معنی لوٹنے اور بار بار آنے کے ہیں یعنی وہ فتنے بار بار لوٹ لوٹ کر پیش کیے جائیں گے اور ایک روایت میں عواد دال کے پیش کے ساتھ ہے یعنی بورے کے تیلیوں کی طرح ایک کے بعد ایک فتنے دلوں پر طاری ہوں گے اور بعض لوگوں نے اس لفظ کو ذال سے پڑھا ہے یعنی عوذا یہ مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا یعنی تعوذ وا باللہ عوذاعو ضا یعنی ایسے فتنوں سے تم پناہ مانگ لیا کرو کیوں یہ سخت فتنے ہوں گے اللہ تعالیٰ جس کو بچائے گا وہی بچ سکے گا۔ ایسے فتنے کے زمانے میں لوگ دو قسم کے ہوں گے بعض تو اس فتنے سے بالکل متاثر نہیں وں گے اور فتنے کی باتوں کا انکار کرتے رہیں گے اور امر بالمعروف و نهي عن المنكر کرتیرہیں گے تو ان کا دل سفید سنگ زمر کی طرح صاف ستھرا رہے گا اور قیامت تک کوئی فتنہ اس کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ اور جو لوگ اس فتنے سے متاثر ہو جائیں گے ان کا دل سیاہ ہو جائے گا۔ نہ وہ بھلائی اور نیکی کی باتوں کو سمجھیں گے اور نہ بری باتوں کا انکار ہی کریں گے ان کے رگ وریشے میں خواہشات نفسانی پیوست و مسلط رہے گی وہ ہمیشہ فتنوں میں ڈوبے رہیں گے۔

مربادا: رماد سے مشتق ہے جس کے معنی راکھ اور گرد و غبار کے ہیں۔ اور تر دی سے ہلاک ہونے اور قحط رسید ہونے کے ہیں۔ جیسا کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((سالت ربی ان لایسلط علی امتی سنة فتزمدهم فاعطا نيها.)) میں نے اپنے پروردگار سے درخواست کی کہ میری امت کو ایک ایسے (عام) قحط میں نہ پھنساتے، جس میں سب راکھ ہو جائیں (ہلاک ہو جائیں) پروردگار نے میری دعا منظور فرمائی'' عام الرماد قحط سالی کے سال کو کہتے ہیں جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اعلان تھا ان اخر الصدقة عام الرماد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قحط سالی کے سال میں لوگوں سے زکوٰۃ نہیں لی (اس کو آئندہ سال پر موخر کر دیا عام الرماد اس سال کو اس لیے کہا کہ لوگوں کا رنگ اس قحط سالی میں راکھ کی طرح ہو گیا تھا۔) تو گویا فتنے سے متاثر ہونے والا دل راکھ یا کوئلے کی طرح سیاہ ہو گیا جس میں کوئی بھلائی نہیں وہ اوندھے کوزے کی طرح ہو گیا جس میں کوئی پانی وغیرہ کا قطرہ نہیں۔ تو ایسے دل میں ایمان وغیرہ نہیں۔ مجخیا۔ جخوٗ سے مشتق ہے جس کے معنی اوندھا کرنے کے ہیں کالکوز مجخیا یعنی اوندھا کوزہ کہ اس میں پانی نہیں رہتا۔ یہ اس دل کی مثال ہے جس میں کوئی نیک بات نہیں تھی۔

فتنوں کے بعد کیا ہوگا؟

(۵۳۸۱) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم حَدِيْثَيْنِ رَاَيْتُ اَحَدَهُمَا وَاَنَا اَنْتَظِرُ الْاٰخَرَ حَدَّثَنَا اَنَّ الْاَمَانَةَ نَزَلَتْ فِيْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ وَحَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِهَا قَالَ يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْاَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهٖ فَيَظَلُّ اَثَرُهَا مِثْلُ اَثَرِ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ فَيَبْقٰى اَثَرُهَا مِثْلُ اَثَرِ الْمُجْلِ كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهٗ عَلٰى رِجْلِكَ فَنَفِطَ فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَلَيْسَ فِيْهِ شَيْءٌ وَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُوْنَ وَلَا يَكَادُ اَحَدٌ يُؤَدِّي الْاَمَانَةَ فَيُقَالُ اِنَّ فِيْ فُلَانٍ رَجُلًا اَمِيْنًا وَيُقَالُ لِلرَّجُلِ مَا اَعْقَلَهٗ وَمَا اَظْرَفَهٗ وَمَا اَجْلَدَهٗ وَمَا فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ اِيْمَانٍ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۵۳۸۱) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے دو حدیثیں بیان فرمائیں۔ ان میں سے ایک کا ظہور تو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور دوسری کے ظہور کا انتظار کر رہا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امانت داری اور ایمان داری لوگوں کے دلوں کی جڑوں میں اتاری گئی ہیں یعنی سب کے سب فطری طور پر ایمان دار ہی تھے کل مولود یولد علی الفطرۃ (پھر انہوں نے قرآن مجید سے سیکھا اور پھر حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا یعنی قرآن وحدیث پڑھا تو ان کا ایمان زیادہ قوی ہوگیا) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ایمانداری اور امانت داری کے اٹھ جانے کو بیان فرمایا یعنی ان کے دلوں سے ایمانداری بھی اور امانت داری دونوں جاتی رہے گی امانت اس طرح اٹھ جائے گی کہ آدمی سو جائے گا یعنی امانت داری سے غافل ہو جائے گا تو اس کے دل سے ایمان داری اور امانت داری اٹھالی جائے گی لیکن اس کا اثر اور نشان کالے داغ کی طرح باقی رہے گا پھر وہ سو جائے گا یعنی غفلت اختیار کرے گا تو رہی سہی امانت داری کی نشانی بھی اٹھالی جائے گی تو اس کا نشان پھوڑے پھنسی کے آبلے کی طرح باقی رہے گا جیسے تم انگار کو اپنے پاؤں پر لڑھکاؤ تو آگ سے جلنے کی وجہ سے اس میں آبلہ پڑ جاتا ہے جو ابھرا ہوا تم دیکھ لیتے ہو مگر اس میں کوئی فائدہ کی چیز نہیں ہوتی سوائے پانی اور پیپ ولہو کے۔ لوگ آپس میں خرید وفروخت کریں گے لیکن ان میں کوئی صحیح طور پر امانت دار نہیں ہوگا اور نہ امانت کو ادا کرے گا اس کے باوجود لوگ کہیں گے کہ فلاں آدمی فلاں خاندان میں بڑا امانت دار ہے اور بڑا ایمان دار ہے اور بہت عقل مند اور خوش طبع ہے اور با اخلاق ہے حالانکہ اس کے دل میں ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان نہ ہوگا اور نہ امانت داری ہوگی۔ راوی حدیث حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ پر ایک ایسا زمانہ آچکا ہے کہ میں اس کی پرواہ نہیں کرتا تھا کہ کوئی خرید وفروخت میں ادھار دینے سے قیمت نہیں ادا کرے گا بلکہ وہ معاملے کو صاف رکھتا ہوگا یعنی خرید و فروخت کرنے میں قیمت دے دیتا کیونکہ وہ مسلمان امانت دار ہوتا تو اس کا اسلام امانت کو ادا کرا دیتا اور اگر وہ عیسائی ہوتا تو اس زمانہ کا حاکم امانت دار کے ادا کرنے پر مجبور کرتا اور وہ میری امانت دے دیتا مگر اس زمانہ میں امانت دار اور ایمان دار بہت کم باقی رہ گئے ہیں اس لیے ہر شخص سے معاملہ نہیں کرتا اور نہ خرید وفروخت میں ادھار کرتا ہوں مگر فلاں فلاں آدمی سے جس کے اوپر مجھے تجربہ ہو چکا ہے یہ میری امانت ضرور واپس کر دیں گے۔ (بخاری ومسلم)

(۵۳۸۲) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَسْاَلُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الْخَيْرِ وَكُنْتُ اَسْاَلُهٗ عَنِ

(۵۳۸۲) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگ یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھلائی کی بابت سوال کرتے تھے کہ کس کام کے کرنے

۵۳۸۱۔ صحیح بخاری کتاب الرقاق باب رفع الامانۃ ٦٤٩٧ .

۵۳۸۲۔ صحیح بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوۃ فی الاسلام ٣٦٠٦۔ مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب ملازمۃ جماعۃ المسلمین ١٨٤٧ .

الشَّرِّ مَخَافَةَ اَنْ يُّدْرِكَنِيْ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا فِيْ جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ فَجَآءَ نَا اللّٰهُ بِهٰذَا الْخَيْرِ فَهَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ ((نَعَمْ)) قُلْتُ وَهَلْ بَعْدُ ذَالِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ قَالَ ((نَعَمْ وَفِيْهِ دَخَنٌ)) قُلْتُ وَمَا دَخَنُهٗ قَالَ ((قَوْمٌ يَسْتَنُّوْنَ بِغَيْرِ سُنَّتِيْ وَيَهْدُوْنَ بِغَيْرِ هَدْيَتِيْ تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ)) قُلْتُ فَهَلْ بَعْدَ ذَالِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ ((نَعَمْ دُعَاةٌ عَلٰى اَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ اَجَابَهُمْ اِلَيْهَا قَذَفُوْهُ فِيْهَا)) قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صِفْهُمْ لَنَا قَالَ ((هُمْ مِنْ جِلْدَ تِنَا وَيَتَكَلَّمُوْنَ بِاَلْسِنَتِنَا)) قُلْتُ فَمَاتَاْمُرُنِيْ اِنْ اَدْرَكَنِيْ ذَالِكَ قَالَ ((تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاِمَامَهُمْ)) قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا اِمَامٌ قَالَ ((فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ اَنْ تَعَضَّ بِاَصْلِ شَجَرَةٍ حَتّٰى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَاَنْتَ عَلٰى ذَالِكَ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ ((يَكُوْنُ بَعْدِيْ اَيِمَّةٌ لَا يَهْتَدُوْنَ بِهُدَايَ وَلَا يَسْتَنُّوْنَ بِسُنَّتِيْ وَسَيَقُوْمُ فِيْهِمْ رِجَالٌ قُلُوْبُهُمْ قُلُوْبُ الشَّيٰطِيْنِ فِيْ جُثْمَانِ اِنْسٍ)) قَالَ حُذَيْفَةُ قُلْتُ كَيْفَ اَصْنَعُ يَا رَسُوْلُ اللّٰهِ اَنْ اَدْرَكْتُ ذَالِكَ قَالَ ((تَسْمَعُ وَتُطِيْعُ الْاَمِيْرَ وَاِنْ ضُرِبَ ظَهْرُكَ وَاَخِذَ مَالَكَ فَاسْمَعْ وَاَطِعْ .))

میں زیادہ ثواب ہے اور میں برائیوں اور فتنوں کے متعلق آپ ﷺ سے پوچھ گچھ کرتا رہتا تھا کہ خدانخواستہ کہیں کسی فتنہ میں مبتلا ہو جاؤں تو اس سے نکلنے کی کیا صورت ہوگی اور کیسے میں اس سے نجات حاصل کر سکوں گا؟ تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم اسلام سے پہلے جاہلیت و برائی کے زمانہ میں تھے یعنی ہم جاہل و کافر و مشرک تھے اور اب اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعہ سے ہم کو بھلائی کی توفیق دی اور بہترین زمانہ میں ہو گئے تو کیا اس بھلائی کے بعد کوئی برائی پیش آنیوالی ہے یعنی اس بہترین زمانہ کے بعد برا زمانہ آنے والا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ پھر میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس برائی کے بعد بھی بھلائی ہوگی؟ یعنی اس برے زمانہ کے بعد بھی اچھا زمانہ ہوگا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ لیکن اس میں کدورت پائی جائے گی میں نے عرض کیا کہ اس کدورت سے کیا مراد ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ قوم ہے جو میری سنت کے خلاف چلے گی اور میرے طریقے کے مخالف اور طریقہ اختیار کرے گی اور دوسرے لوگوں کو بھی خلاف سنت چلنے کی ترغیب دے گی اور بہکائے گی۔ یعنی غیر مشروع کام کرے یا کرائے گی جن کی برائی یا بھلائی تم جان لو گے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس بھلائی کے بعد پھر برائی ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ ایسے لوگ ہوں گے جو لوگوں کو جہنم کے دروازہ کی طرف بلائیں گے یعنی علانیہ طور پر برائی پھیلائیں گے تو جو لوگ ان کی بات مان کر اس پر عمل کریں گے تو وہ دوزخ میں ان کے ساتھ جائیں گے اور وہ جہنم میں ان کو پھینک دیں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کیسے لوگ ہوں گے ان کا حلیہ اور ان کی صفت بیان فرما دیجئے تاکہ ہم پہچان کر ان سے بچیں آپؐ نے فرمایا: وہ ہمارے ہی جیسے ہوں گے وہ ہماری ہی قوم میں سے ہوں گے ہماری ہی زبان بولیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر یہ زمانہ مجھے مل جائے تو آپ ﷺ کیا حکم دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم مسلمانوں کی جماعت کو پکڑے رکھو اور ان کے امام اور امیر کی اطاعت کرتے رہو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر مسلمانوں کی باقاعدہ کوئی جماعت نہ ہو اور نہ کوئی شرعی امام اور امیر ہو تب میں کیا کروں تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم ان باطل جماعتوں سے کنارہ کشی اختیار کر کے توحید و سنت پر جمے رہنا اگر چہ تم کو زیادہ تکلیف اٹھانی پڑے اور کھانے پینے کی مصیبت میں گرفتار ہونا پڑے اور درخت کی چھال کھانے کی نوبت آ جائے یا یہ کہ آبادی اور شہر کو چھوڑ کر جنگل اور پہاڑوں میں رہنے کی نوبت آ جائے تب بھی تم توحید و سنت کو نہ چھوڑنا۔ (بخاری و مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں اس طرح آیا ہے کہ میرے بعد بہت سے پیشوا ایسے ہوں گے جو میری ہدایت و سنت کے خلاف کام کریں گے اور ان میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جن

کی شکل وصورت انسانوں جیسی ہوگی لیکن ان کے دل سیاہ اور شیطانی ہوں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر یہ زمانہ مجھے مل جائے تو میں کیا کروں؟ آپؐ نے فرمایا اگر کوئی شرعی امام وامیر ہو تو اس کی بات سننا اور اس کی اطاعت کرنا اگرچہ تمہاری پشت پر مارا جائے اور تمہارا مال چھین لیا جائے یعنی اگرچہ تم پر ظلم کیا جائے اور تم پر کوڑے برسائے جائیں تب بھی تم مسلمان امیر کی اطاعت وفرمانبرداری کرتے رہنا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر خدائے تعالیٰ کی فرمانبرداری اور سنت رسول ﷺ کی پیروی کرتے رہیں تو خداوند تعالیٰ خوش ہو کر دنیا میں وسعت رزق سے نوازتے ہوئے اخروی نجات بھی عطا کرے گا اور جو اس کے خلاف کرے گا کلمہ توحید اور اطاعت رسول ﷺ کے بجائے گمراہی وبدعت کا کام شروع کیا تو اللہ تعالیٰ فتنہ وفساد کا دروازہ کھول دے گا۔

فتنوں سے پہلے پہلے

(٥٣٨٣) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّیْلِ الْمُظْلِمِ یُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَیُمْسِیْ كَافِرًا وَیُمْسِیْ مُؤْمِنًا وَیُصْبِحُ كَافِرًا یَبِیْعُ دِیْنَهٗ بِعَرَضٍ مِّنَ الدُّنْیَا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۳۸۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سیاہ اور سخت فتنوں کے آنے سے پہلے نیک کاموں کے کرنے میں جلدی کرو کیونکہ آئندہ کالی رات کے ٹکڑوں کی طرح سیاہ فتنے پیدا ہو جائیں گے جس میں کوئی بھلی بات سمجھائی نہیں دے گی آدمی صبح کو ایمان کی حالت میں اٹھے گا اور فتنے کی وجہ سے شام کو کافر ہو جائے گا اور شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کافر ہو جائے گا اپنے دین وایمان کو دنیا کی تھوڑی سی پونجی کے بدلے میں درمیان ڈالے گا۔ (مسلم)

یعنی اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح وہ فتنے وفسادات ہوں گے جن میں حق وباطل کی تمیز مشکل ہو جائے گی اور آدمی ایسے فتنوں میں پھنس کر کافر ومرتد اور مشرک ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ ہم سب لوگوں کو ایسے فتنوں سے بچائے رکھے۔ آمین

فتنوں سے بچنے کی کوشش

(٥٣٨٤) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((تَكُوْنُ فِتَنٌ اَلْقَاعِدُ فِیْهَا خَیْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِیْهَا خَیْرٌ مِّنَ الْمَاشِیْ وَالْمَاشِیْ فِیْهَا خَیْرٌ مِّنَ السَّاعِیْ وَمَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ فَمَنْ وَجَدَ مَلْجَأً اَوْ مُعَاذًا فَلْیَعُذْ بِهٖ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ ((تَكُوْنُ فِتْنَةٌ النَّائِمُ فِیْهَا خَیْرٌ مِنَ الْیَقْظَانِ وَالْیَقْظَانُ فِیْهَا خَیْرٌ مِنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِیْهَا خَیْرٌ مِّنَ السَّاعِیْ فَمَنْ وَجَدَ مَلْجَأً اَوْ مَعَاذًا فَلْیَسْتَعِذْ بِهٖ.))

(۵۳۸۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آئندہ بڑے بڑے فتنے ظاہر ہوں گے جو اس فتنے کے زمانے میں بیٹھا ہوا ہوگا وہ اس شخص سے اچھا ہوگا جو کھڑا ہے اور جو کھڑا ہے وہ بہتر ہوگا چلنے والے سے اور جو آہستہ آہستہ چلنے والا ہے وہ اچھا ہوگا اس سے جو اس فتنے کی طرف دوڑنے والا ہوگا اور جو اس فتنہ کو جھانکے گا تو فتنہ بھی اس کو جھانکے گا۔ تو جس کو پناہ کی جگہ کہیں ملے تو وہ پناہ میں آ جائے۔ (بخاری ومسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں اس طرح آیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: آئندہ ایسا فتنہ پیدا ہوگا جس میں سونے والا جاگنے والے سے بہتر ہوگا اور جاگنے والا کھڑے ہونے والے سے اچھا ہوگا اور کھڑا ہونے والا بہتر ہوگا دوڑنے والے سے تو اس وقت جو شخص پناہ کا کوئی ٹھکانہ پائے تو وہاں جا کر پناہ حاصل کر لے۔

٥٣٨٣۔ صحیح مسلم كتاب الایمان باب الحث علی المبادرة بالاعمال ١١٨ .

٥٣٨٤۔ صحیح بخاری كتاب المناقب باب علامات النبوة فی الاسلام ٣٦٠١۔ مسلم كتاب الفتن باب نزول الفتن كمواقع القطر ٢٨٨٦ .

توضیح: اس حدیث میں اشارہ ہے ان فسادوں کا جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد ظاہر ہوئے۔ جیسے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت یعنی اس فساد عالم گیر کی اصلاح مقدر نہیں تو کم کوشش کرنیوالا اس میں بہتر ہوگا زیادہ کوشش کرنے والے سے۔ اسی واسطے اکثر اصحابہ نے فتنے اور فساد میں گوشہ گیری اختیار کی تھی۔ (تحفۃ الاخیار)

امام نووی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس حدیث اور اس کے بعد کی حدیثوں سے لوگوں نے استدلال کیا ہے کہ مسلمانوں کے آپس کے فساد میں لڑنا نہیں چاہیے بلکہ الگ رہنا بہتر ہے اور جو اس کے گھر میں اس کے مارنے کو گھس پڑے تو اپنے آپ کو بچانا نہیں چاہیے یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ صحابی کا قول ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے نزدیک اپنے آپ کو بچانا جائز ہے اور دفع کرنا لازم ہے تو ان دونوں مذہبوں میں فتنے کے وقت کسی جانب شریک ہونا جائز ہے اور اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین اور عام علماء کا یہ مذہب ہے کہ جانب حق اختیار کرنا چاہیے اور جو حق پر ہو اس کی مدد کرنا چاہیے اور باغیوں سے لڑنا چاہیے اور یہ احادیث اس حالت پر محمول ہے جب حق ظاہر نہ ہو اس وقت گوشہ گیری بہتر ہے۔

(٥٣٨٥) وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّهَا سَتَكُوْنُ فِتَنٌ اَلا ثُمَّ تَكُوْنُ فِتْنَةٌ اَلا ثُمَّ تَكُوْنُ فِتْنَةٌ اَلْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِيْ اِلَيْهَا اَلا فَاِذَا وَقَعَتْ فَمَنْ كَانَ لَهٗ اِبِلٌ فَلْيَلْحَقْ بِاِبِلِهٖ وَمَنْ كَانَ لَهٗ غَنَمٌ فَلْيَلْحَقْ بِغَنَمِهٖ وَمَنْ كَانَتْ لَهٗ اَرْضٌ فَلْيَلْحَقْ بِاَرْضِهٖ)) فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ مَنْ لَّمْ يَكُنْ لَهٗ اِبِلٌ وَلَاغَنَمٌ وَلَا اَرْضٌ قَالَ ((يَعْمِدُ اِلٰى سَيْفِهٖ فَيَدُقُّ عَلٰى حَدِّهٖ بِحَجَرٍ ثُمَّ لِيَنْجُ اِنِ اسْتَطَاعَ النَّجَاءَ اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ ثَلٰثًا)) فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ اُكْرِهْتُ حَتّٰى يُنْطَلَقَ بِيْ اِلٰى اَحَدِ الصَّفَّيْنِ فَضَرَبَنِيْ رَجُلٌ بِسَيْفِهٖ اَوْيَجِيْءُ سَهْمٌ فَيَقْتُلُنِيْ قَالَ ((يَبُوْءُ بِاِثْمِهٖ وَاِثْمِكَ وَيَكُوْنُ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(٥٣٨٥) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آئندہ بہت فتنوں کا ظہور ہوگا۔ سن رکھو اور یاد کرلو۔ پھر ان فتنوں کے بعد اس سے بھی زیادہ سخت فتنہ ہوگا پھر ان فتنوں کے بعد اس سے بھی زیادہ سخت فتنہ سامنے آئے گا۔ اس وقت جو شخص فتنہ میں بیٹھا ہوا ہوگا وہ چلنے والے سے اچھا ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے اچھا ہوگا سن رکھو جب اس قسم کا فتنہ سامنے آجائے تو جس کے پاس اونٹ ہو اور وہ اونٹ جنگلوں میں چر رہے ہوں تو وہ اپنے اونٹوں کے پاس چلا جائے یعنی شہر یا آبادی چھوڑ کر پہاڑوں یا جنگلوں میں سکونت اختیار کرلے اور جس کے پاس بکریاں ہو وہ بھی اپنی بکریوں کے ساتھ جا کے مل جائے اور جنگلوں اور بیابانوں میں رہنے سہنے کو اختیار کرلے اور شہر یا آبادی کو چھوڑ دے۔ جہاں فتنہ وفساد ہو رہے ہوں اور جس کے پاس اونٹ اور بکری نہ ہوں صرف زمین ہی زمین ہو تو وہ اپنی زمین میں چلا جائے۔ ایک شخص نے کہا یارسول اللہ! اگر کسی کے پاس اونٹ یا بکری یا زمین نہ ہو تو وہ کیا کرے؟ آپ نے فرمایا: وہ اپنی تلوار لے کر اس کو پتھر سے توڑ ڈالے اور اس کی دھار کو کچل کر بیکار کر دے تاکہ وہ کسی کو نہ مار سکے پھر اس کے بعد جہاں بن پڑے نجات حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا اے اللہ تبارک وتعالیٰ میں نے تیرے حکموں کو پہنچا دیا۔ ایک شخص نے کہا یارسول اللہ! اگر مجھے مجبور کیا جائے اس فتنے اور فساد میں شریک ہونے کا یہاں تک کہ ان دونوں فریقوں میں سے کسی ایک فریق نے زبردستی کھینچ کر لڑائی میں شریک کرلیا اور وہاں کسی آدمی نے مجھے تلوار ماری یا کوئی تیر آکر مجھے لگ گیا اور مجھے اس تیر نے مار ڈالا تو میری نسبت آپ کیا فرمائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تیرا قاتل اپنا اور تیرا گناہ لے کر جہنم میں داخل ہوگا اور تو شہید ہوگا یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ (مسلم)

٥٣٨٥۔ صحیح مسلم کتاب الفتن باب نزول الفتن کمواقع القطر ٢٨٨٧.

(۵۳۸۶) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((یُوْشِكُ اَنْ یَکُوْنَ خَیْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ یَتْبَعُ بِھَا شَعْفُ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ یَفِرُّ بِدِیْنِہٖ مِنَ الْفِتَنِ)) رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ.

(۵۳۸۶) حضرت ابوسعید ﷛ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہوں گی بکریوں کو لے کر پہاڑ کی چوٹی پر یا بارش ہونے کی جگہوں پر لے کر چلا جائے گا اور اپنے دین وایمان کو بچانے کے لیے فتنوں کی جگہوں سے بھاگ جائے گا۔ (بخاری)۔

مختلف فتنوں کا بیان

(۵۳۸۷) وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ ﷛ قَالَ اَشْرَفَ النَّبِیُّ ﷺ عَلٰی اُطُمٍ مِنْ اٰطَامِ الْمَدِیْنَةِ فَقَالَ ((هَلْ تَرَوْنَ مَا اَرٰی)) قَالُوْا لَا قَالَ ((فَاِنِّیْ لَاَرٰی الْفِتَنَ تَقَعُ خِلَالَ بُیُوْتِکُمْ کَوَقْعِ الْمَطَرِ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

(۵۳۸۷) حضرت اسامہ بن زید ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ کے ایک ٹیلہ اور بلند جگہ پر چڑھے اور صحابہ کرام ﷢ کو مخاطب کر کے یہ فرمایا: جس چیز کو میں دیکھ رہا ہوں تم بھی اس کو دیکھ رہے ہو۔ صحابہ کرام ﷢ نے کہا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا: میں فتنوں کو دیکھ رہا ہوں جو تمہارے مکانوں اور گھروں میں اس طرح برس رہے ہیں جس طرح بارش برستی ہے۔ (بخاری ومسلم)

یعنی آئندہ چل کر تمہارے گھروں میں فتنے کی بارش ہوگی۔ یہ آپ کی پیشن گوئی پوری ہوئی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلوائیوں نے مدینہ منورہ میں محاصرہ کر کے شہید کیا۔ اس وقت مدینہ منورہ کے گلی کوچوں میں فساد ہی فساد اور فتنہ ہی فتنہ نظر آرہا تھا۔ اور آپس میں خوں ریزی اور جنگ صفین اور جنگ جمل، جنگ کربلہ وغیرہ میں جو ہوئی ہے اور غالباً آپ کے اشارات انہیں چیزوں کی طرف ہیں۔ واللہ اعلم

(۵۳۸۸) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((هَلَکَةُ اُمَّتِیْ عَلٰی یَدَیْ غِلْمَةٍ مِنْ قُرَیْشٍ)) رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ.

(۵۳۸۸) حضرت ابوہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کی ہلاکت وبربادی قریش کے چند نوجوان لڑکوں کے ہاتھوں سے ہوں گی۔ (بخاری)

یہ پیشین گوئی پوری ہوئی جو شہادت حضرت عثمان غنی ﷛ اور شہادت حضرت حسین ﷛ وغیرہ کے شکل میں نمودار ہوئی۔

(۵۳۸۹) وَعَنْهُ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((یَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَیُقْبَضُ الْعِلْمُ وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ وَیُلْقَی الشُّحُّ وَیَکْثُرُ الْهَرْجُ)) قَالُوْا وَمَا الْهَرْجُ قَالَ ((اَلْقَتْلُ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

(۵۳۸۹) حضرت ابوہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زمانہ جلدی گزرنے لگے گا اور شرعی علم جاتا رہے گا اور فتنوں کا ظہور ہوگا اور دنیاوی حرص اور بخل عام ہو جائے گا اور ہرج بہت ہوگا لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ہرج کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جنگ وجدال اور آپس کی خون ریزی۔ (بخاری)

۵۳۸۶۔ صحیح بخاری کتاب الایمان باب من الدین الفرار من الفتن ۱۹ .

۵۳۸۷۔ صحیح بخاری کتاب فضائل المدینة باب الحام المدینة ۱۸۷۸۔ مسلم کتاب الفتن باب نزول الفتن کمواقع القطر ۲۸۸۵ .

۵۳۸۸۔ صحیح بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوة فی الاسلام ۳۰۶۵ .

۵۳۸۹۔ صحیح بخاری کتاب العلم باب من اجاب الفتیا باشارة البد والراس ۸۵۔ مسلم کتاب العلم باب رفع العلم وقبضه ۲۶۷۲ .

توضیح: یعنی لوگ عیش وعشرت اور غفلت میں پڑ جائیں گے ان کو ایک سال ایسا گزرے گا جیسے ایک ماہ' ایک ماہ جیسے ایک ہفتہ اور ایک ہفتہ جیسے ایک دن۔ یا یہ مراد ہے کہ دن رات برابر ہو جائیں گے یا دن رات چھوٹے ہو جائیں گے گویا یہی قیامت کی نشانی ہے یا شر وفساد نزدیک آ جائے گا کہ کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہے گا یا حکومتیں جلد جلد بدلنے لگیں گی یا عمریں چھوٹی ہو جائیں گی یا زمانہ سے برکت جاتی رہے گی۔ وغیرہ۔

(۵۳۹۰) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَاتَذْهَبُ الدُّنْیَا حَتّٰی یَاْتِیَ عَلَی النَّاسِ یَوْمٌ لَایَدْرِیْ الْقَاتِلُ فِیْمَ قَتَلَ وَلَا الْمَقْتُوْلُ فِیْمَ قُتِلَ)) فَقِیْلَ کَیْفَ یَکُوْنُ ذَالِكَ قَالَ ((اَلْهَرَاْجُ اَلْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِی النَّارِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۳۹۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا ختم نہیں ہوگی یہاں تک کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آ جائے گا کہ اندھا دھند لڑائی ہوگی مارنے والا یہ نہیں جانے گا کہ کیوں مارا ہے اور نہ مرنے والا جانے گا کہ کیوں مارا گیا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: جنگ وجدال کا زمانہ اور فتنہ وفساد کا زمانہ ہوگا اور ایسی ناحق لڑائیوں میں قاتل مقتول دونوں جہنم میں جائیں گے۔ (مسلم)

(۵۳۹۱) وَعَنْ مَعْقَلِ بْنِ یَسَارٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اَلْعِبَادَةُ فِی الْهَرْجِ کَهِجْرَةٍ اِلَیَّ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۳۹۱) حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فتنہ وفساد اور لڑائی جھگڑے کے زمانے میں عبادت کرنے کا اتنا ثواب ہے جتنا میری طرف ہجرت کرنے کا ثواب ہے۔ (مسلم)

(۵۳۹۲) وَعَنِ الزُّبَیْرِ بْنِ عَدِیٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ اَتَیْنَا اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ نَشْکُوْنَا اِلَیْهِ مَانَلْقٰی مِنَ الْحَجَّاجِ فَقَالَ اِصْبِرُوْا فَاِنَّهٗ لَایَاْتِیْ عَلَیْکُمْ زَمَانٌ اِلَّا الَّذِیْ بَعْدَهٗ اَشَرُّ مِنْهُ حَتّٰی تَلْقَوْا رَبَّکُمْ سَمِعْتُه مِنْ نَبِیِّکُمْ صلی اللہ علیہ وسلم۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

(۵۳۹۲) حضرت زبیر بن عدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حجاج کے ظلم وستم کی شکایت کی تو انہوں نے فرمایا کہ تم صبر کرو' آئندہ جو زمانہ آئے گا وہ گزرے ہوئے زمانے سے بدتر زمانہ آئے گا' اسی طرح اس کے بعد کے زمانہ کا برا زمانہ ہوگا یہاں تک کہ تم خدا سے مل جاؤ گے یعنی موت تک یہ باتیں میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہیں۔ (بخاری)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ...... دوسری فصل

(۵۳۹۳) عَنْ حُذَیْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ وَاللّٰهِ مَا اَدْرِیْ اَنَسِیَ اَصْحَابِیْ اَمْ تَنَاسَوْا وَاللّٰهِ مَاتَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ قَائِدِ فِتْنَةٍ اِلٰی اَنْ تَنْقَضِیَ الدُّنْیَا یَبْلُغُ مَنْ مَعَهٗ ثَلٰثَمِائَةٍ فَصَاعِدًا اِلَّا قَدْ سَمَّاهُ لَنَا بِاِسْمِهٖ وَاِسْمِ اَبِیْهِ وَاِسْمِ قَبِیْلَتِهٖ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

(۵۳۹۳) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خدا کی قسم! میں نہیں کہہ سکتا کہ میرے ساتھی درحقیقت بھول گئے ہیں یا بتکلف بھول جانے کو ظاہر کرتے ہیں حقیقت میں بھولے نہیں ہیں۔ خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ایسے شخص کا ذکر نہیں چھوڑا جو آج سے قیامت تک فتنہ کا باعث ہوگا یعنی اس فتنہ کے برپا کرنے والے کا حال اور اس کے ساتھیوں کی

۵۳۹۰۔ صحیح مسلم کتاب الفتن باب لا تقوم الساعة حتی بعمر الرجل بقبر الرجل ۲۹۰۸۔

۵۳۹۱۔ صحیح مسلم کتاب الفتن باب فضل العبادة فی الھرج ۲۹۴۸۔

۵۳۹۲۔ صحیح بخاری کتاب الفتن باب لا یاتی زمان الاالدمی بعده شر منه ۷۰۶۸۔

۵۳۹۳۔ اسناده ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الفتن باب ذکر الفتن ودلائلها ۴۲۴۳۔ عبداللہ بن فروخ ضعیف ہے۔

تعداد(۳۰۰)یا(۳۰۰) تین سو سے زیادہ ہوں گے یہاں تک کہ ہم کو اس کے باپ کا اس کے قبیلے تک کا نام بنام بتادیا ہے۔(ابوداؤد)

امت کی باہمی خونریزی قیامت تک جاری رہے گی

(٥٣٩٤) وَعَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اِنَّمَا اَخَافُ عَلٰى اُمَّتِىْ الْاَئِمَّةِ الْمُضِلِّيْنَ وَاِذَا وُضِعَ السَّيْفُ فِىْ اُمَّتِىْ لَمْ يُرْفَعْ عَنْهُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِىُّ.

(۵۳۹۴) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اپنی امت پر گمراہ کن اماموں اور پیشواؤں سے ڈرتا ہوں۔ یہ تلوار جب میری امت میں چل پڑے گی تو قیامت تک نہ رکے گی یعنی جب میری امت میں قتل وقتال اور حرب وضرب اور فتنہ وفساد شروع ہوجائے گا تو قیامت ہی پر جاکر ختم ہوگا۔(ابوداؤد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لوگوں میں قتل وغارت ان کی گمراہی کی وجہ سے ہوگا اور آپس میں اختلاف بہت بڑا فتنہ وفساد کا باعث ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پہلا خون ناحق فتنہ وفساد کے ذریعہ روئے زمین پر رونما ہوا وہ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں اور اب یہ قتل وقتال قیامت تک بند ہونے والا نہیں ہے۔

خلافت راشدہ کی مدت

(٥٣٩٥) وَعَنْ سَفِيْنَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِىَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ ((اَلْخِلَافَةُ ثَلٰثُوْنَ سَنَةً ثُمَّ يَكُوْنُ مُلْكًا)) ثُمَّ يَقُوْلُ سَفِيْنَةُ اَمْسِكْ خِلَافَةَ اَبِىْ بَكْرٍ سَنَتَيْنِ وَخِلَافَةَ عُمَرَ عَشَرَةً وَعُثْمَانَ اِثْنَتَىْ عَشْرَةَ وَعَلِىٍّ سِتَّةً. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِىُّ وَاَبُوْدَاوُدَ.

(۵۳۹۵) حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ منہاج نبوت پر تیس سال تک خلافت رہے گی پھر ملک گیری آجائے گی۔ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ گنو۔ دو سال حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت اور دس سال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت اور بارہ سال حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت اور چھ سال حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت کا زمانہ ہے۔(احمد، ترمذی، ابوداؤد)

توضیح: یہ چاروں خلفائے راشدین مہدیین ہیں جن کی خلافت کاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر رہی ان خلفائے راشدین کے زمانے میں ظلم وستم نہیں ہوا اور ۳۰ سال کا زمانہ اکثریت کے لحاظ سے فرمایا ہے ورنہ ان کی خلافت کا پورا زمانہ انتیس سال سات مہینہ ہے جیسا کہ جامع الاصول وغیرہ میں لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت دو برس چار مہینہ ہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت دس برس چھ مہینہ ہے۔ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت بارہ برس اور کچھ دن کم ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت چار برس نو مہینہ ہے تو اس حساب سے خلفائے اربعہ کا زمانہ خلافت انتیس برس اور سات مہینہ ہوتا ہے اور پانچ مہینہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ رہے تو کل تیس برس ہوگئے اس سے معلوم ہوا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ بھی خلفائے راشدین کے منہج پر تھا اور فتنوں سے پاک تھا اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ حساب میں دہائیوں کو شمار کیا گیا ہے اور کسور کو چھوڑ دیا گیا ہے۔(واللہ اعلم بالصواب)

٥٣٩٤۔ اسناده صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الفتن باب ذکر الفتن ودلائلها ٤٢٥٢۔ ترمذی کتاب الفتن باب ما جاء فی الائمة المسلمین ٢٢٢٩.

٥٣٩٥۔ اسناده حسن۔ مسند احمد ٥/ ٢٢٠۔ سنن ابی داؤد کتاب السنة باب فی الخلفاء ٤٦٤٦۔ ترمذی کتاب الفتن باب ما جاء فی الخلافة ٢٢٢٦.

مختلف فتنوں کا بیان

(٥٣٩٦) وَعَنْ حُذَيْفَةَ ﷛ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيَكُوْنُ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ شَرٌّ كَمَا كَانَ قَبْلَهٗ شَرٌّ قَالَ ((نَعَمْ)) قُلْتُ فَمَا الْعِصْمَةُ قَالَ ((السَّيْفُ)) قُلْتُ وَهَلْ بَعْدَ السَّيْفِ بَقِيَّةٌ قَالَ ((نَعَمْ تَكُوْنُ اِمَارَةٌ عَلٰى اَقْذَاءٍ وَهُدْنَةٌ عَلٰى دَخَنٍ)) قُلْتُ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ((ثُمَّ يُنْشَأُ دُعَاةُ الضَّلَالِ فَاِنْ كَانَ لِلّٰهِ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةٌ جَلَدَ ظَهْرَكَ وَاَخَذَ مَالَكَ فَاَطِعْهُ وَاِلَّا فَمُتْ وَاَنْتَ عَاضٌّ عَلٰى جَذْلِ شَجَرَةٍ)) قُلْتُ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ((ثُمَّ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ بَعْدَ ذَالِكَ مَعَهٗ نَهْرٌ وَنَارٌ فَمَنْ وَقَعَ فِيْ نَارِهٖ وَجَبَ اَجْرُهٗ وَحُطَّ وِزْرُهٗ وَمَنْ وَقَعَ فِيْ نَهْرِهٖ وَجَبَ وِزْرُهٗ وَحُطَّ اَجْرُهٗ)) قَالَ قُلْتُ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ((ثُمَّ يُنْتَجُ الْمُهْرُ فَلَا يُرْكَبُ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ)) وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ ((هُدْنَةٌ عَلٰى دَخَنٍ وَجَمَاعَةٌ عَلٰى اَقْذَاءٍ)) قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلْهُدْنَةُ عَلَى الدَّخَنِ مَاهِيَ قَالَ ((لَاتَرْجِعُ قُلُوْبُ اَقْوَامٍ عَلَى الَّذِيْ كَانَتْ عَلَيْهِ)) قُلْتُ هَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ شَرٌّ قَالَ ((فِتْنَةٌ عَمْيَاءُ صَمَّاءُ عَلَيْهَا دُعَاةٌ عَلٰى اَبْوَابِ النَّارِ فَاِنْ مُتَّ يَاحُذَيْفَةُ وَاَنْتَ عَاضٌّ عَلٰى جِذْلٍ خَيْرٌلَّكَ مِنْ اَنْ تَتَّبِعَ اَحَدًا مِّنْهُمْ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

(٥٣٩٦) حضرت حذیفہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! کیا اس زمانہ خیر یعنی اسلام کے بعد برا زمانہ آجائے گا اسلام سے پہلے جیسے لوگ کافر اور برے لوگ تھے ایسے ہی موجودہ اسلام کے بعد لوگ کافر اور مرتد ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! اس سے پھر کیسے بچاؤ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تلوار سے بچاؤ ہوگا۔ یعنی جہاد کرنے اور ان سے مقابلہ کرنے سے ہوسکتا ہے۔ (غالباً یہ اشارہ ہے کہ آپ کے انتقال پر ملال کے بعد کچھ لوگ مرتد ہو گئے تھے تو حضرت ابوبکر ﷛ نے تلوار سے ان کا مقابلہ کیا اور ارتداد کے فتنے سے بچایا) پھر میں نے عرض کیا۔ کیا اس تلوار کے استعمال کرنے کے بعد مسلمان باقی رہیں گے آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ اس وقت کی خلافت خالص اسلامی نہیں ہوگی بلکہ فتنہ وفساد کی بنیاد پر قائم ہوگی یعنی ظاہری طور پر تو اسلامی حکومت کہلائے گی لیکن باطنی طور پر ان کے دل صاف نہ ہوں گے بلکہ غبار آلود ہوں گے لیکن دیکھنے میں خوشنما بوئے وفا۔ کچھ بھی نہیں اور کدورت پر صلح ہوگی یعنی دھوکہ دہی اور نفاق پر صلح ہوگی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: اس کے بعد ایک ایسی جماعت پیدا ہوگی جو گمراہی اور بغاوت کی طرف بلائے گی اگر روئے زمین میں کوئی مسلمان خلیفہ ہو تو وہ ظالم ناجائز اور ناحق تمہاری پیٹھ پر درہ لگائے اور تمہارے مال کو چھین لے تب بھی تم جائز کاموں میں اس کی اطاعت کرنا اور اس سے بغاوت نہ کرنا اور اگر کوئی مسلمان خلیفہ نہ ہو تو تم گمراہ فرقوں سے الگ تھلگ رہو اور کسی درخت کی جڑ میں گوشہ نشینی کے لیے بیٹھ جاؤ اور جنگلوں اور غیر آباد جگہوں میں بودوباش اختیار کرلو۔ گو تمہیں سختی ہی کیوں نہ اٹھانی پڑے اور درخت کی چھال چبانی پڑے اور گھاس پھونس پر زندگی گزارنی پڑے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! پھر اس کے بعد کیا ہو؟ گا آپ ﷺ نے فرمایا: پھر دجال ظاہر ہوگا اس کے ساتھ پانی کی نہر ہوگی اور آگ۔ یعنی گرم اور سرد دونوں چیزیں اس کے ساتھ ہوں گی وہ لوگوں کو اپنی خدائی منوانے کے لیے مجبور کرے گا جو اس کو خدا نہیں مانے گا تو اس کو آگ میں ڈال دے گا اور جو مانے گا اس کو پانی میں۔ تو جو آگ میں گیا وہ شہید ہوا اور اس کا ثواب اس کے لیے واجب ہوگیا اور اس کا گناہ معاف کردیا گیا اور جو پانی میں آیا ہے تو اس کا گناہ اس پر مسلط ہوگیا اس کی نیکی برباد ہوگئی۔ میں عرض کیا یارسول اللہ! پھر اس کے بعد کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر اس کے بعد عیش آرام کا زمانہ ہوگا لوگ گھوڑا گھوڑی وغیرہ پالیں گے اور اس سے بچے پیدا ہوں گے لیکن اس پر سواری نہ ہوگی یعنی وہ سواری کے قابل نہیں ہوگا

٥٣٩٦۔ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الفتن باب ذکر الفتن ودلائلها ٤٢٤٤، ٤٢٤٧، ٤٢٤٦، ٤٢٤٥.

یعنی قیامت آ جائے گی اور یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ ہوگا اس کے زمانے میں کوئی کافر نہ ہوگا کہ جہاد کی ضرورت پڑے اور گھوڑے پر سوار ہونے کی نوابت آئے۔ اور ایک روایت میں اس طرح سے ہے کہ فریب کاری اور دھوکا دہی پر صلح ہوگی اور نفاق پر ایک جماعت رہے گی۔ میں نے عرض کیا کہ کدورت پر صلح ہونے کا کیا مطلب ہے؟ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب لوگوں کے دل صاف ستھرے خالص ایمان کے ساتھ نہیں رہیں گے جیسے پہلے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس زمانہ کے بعد کیا برا زمانہ آئے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں اندھا اور انگیز زمانہ آئے گا اس فتنے کے دروازے پر بیٹھ کر لوگ جہنم کی طرف بلائیں گے اے حذیفہ رضی اللہ عنہ اگر تم ایسے زمانے میں زندہ رہو تو ان گمراہ اور فتنہ انگیز لوگوں سے الگ تھلگ رہو گو تمہیں بہت سی تکلیفیں اٹھانی پڑیں اور لکڑی چبانے کی نوبت آ جائے اور تم اسی حالت پر رہو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اس سے کہ تم گمراہ فتنہ برپا کرنے والے کی تابعداری کرو۔ (ابوداؤد)

فتنوں کا سامنا کس طرح کیا جائے؟

(۵۳۹۷) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنْتُ رَدِيفًا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَوْمًا عَلٰى حِمَارٍ فَلَمَّا جَاوَزْنَا بُيُوْتَ الْمَدِيْنَةِ قَالَ ((كَيْفَ بِكَ يَا اَبَاذَرٍّ اِذَا كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ جُوْعٌ تَقُوْمُ عَنْ فِرَاشِكَ وَلَا تَبْلُغُ مَسْجِدَكَ حَتّٰى يُجْهِدَكَ الْجُوْعُ)) قَالَ قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ ((تَعَفَّفْ يَا اَبَاذَرٍّ)) قَالَ ((كَيْفَ بِكَ يَا اَبَاذَرٍّ اِذَا كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ مَوْتٌ يَبْلُغُ الْبَيْتُ الْعَبْدَ حَتّٰى اَنَّهٗ يُبَاعُ الْقَبْرُ بِالْعَبْدِ)) قَالَ قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ ((تَصَبَّرْ يَا اَبَاذَرٍّ قَالَ كَيْفَ بِكَ يَا اَبَاذَرٍّ اِذَا كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ قَتْلٌ تَغْمُرُ الدِّمَاءُ اَحْجَارَ الزَّيْتِ)) قَالَ قُلْتُ اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ ((تَأْتِيْ مَنْ اَنْتَ مِنْهُ)) قَالَ قُلْتُ وَاَلْبَسُ السِّلَاحَ قَالَ شَارَكْتَ الْقَوْمَ اِذًا قُلْتُ فَكَيْفَ اَصْنَعُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ((اِنْ خَشِيْتَ اَنْ يَبْهَرَكَ شُعَاعُ السَّيْفِ فَاَلْقِ نَاحِيَةَ ثَوْبِكَ عَلٰى وَجْهِكَ لِيَبُوْءَ بِاِثْمِكَ وَاِثْمِهٖ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

(۵۳۹۷) حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ایک خچر پر سوار تھا جب ہم مدینہ منورہ کے گھروں سے آگے نکل گئے یعنی مدینہ منورہ کی آبادی سے باہر ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے ابوذر! تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا کہ جب تم بھوک سے اپنے بستر سے اٹھو گے اور تم اپنی مسجد نبوی تک بھوک کی وجہ سے نہ پہنچ سکو گے نہایت محنت و مشقت سے بمشکل وہاں آ سکو گے یعنی قحط سالی اس وقت مسلط ہوگی اور لوگ فاقہ کشی کی وجہ سے کمزور ہو جایں گے جن کا چلنا پھرنا دشوار ہو جائے گا تم بھی اس قحط میں مبتلا ہو گے گھر سے مسجد تک آنا دشوار ہو جائے گا تو اس وقت تم کیا کرو گے؟ میں نے عرض کیا اس کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی زیادہ جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس وقت عفت اور پرہیز گاری کو اختیار کرنا اور صبر و تحمل سے کام لینا اور شک وشبہ والی چیزوں سے بچتے رہنا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوذر! اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جبکہ مدینہ منورہ میں بہت سے لوگ مریں گے مردوں کو قبر میں دفن کرنے کے لیے کوئی مفت زمین بھی نہیں ملے گی یہاں تک کہ ایک قبر کی جگہ ایک غلام کے بدلے میں خریدی اور فروخت جائے گی یعنی یا تو قحط سالی سے یا حیضہ و طاعون وغیرہ کی بیماریوں کی وجہ سے بہت سے لوگ مریں گے اور قبر کی جگہ قیمت دے کر خرید لی جائے گی تو اس وقت کیا کرو گے؟ میں نے کہا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم صبر کرنا ادھر ادھر کہیں نہ بھاگنا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوذر! اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جبکہ مدینہ منورہ میں قتل عام ہوگا اور خون ریزی اس قدر ہوگی کہ احجار الزیت خونوں سے رنگ جائے گا (احجار الزیت مدینہ منورہ میں ایک جگہ کا نام ہے وہاں سیاہ پتھر ہے گویا اس پر زیتون کا تیل ملا ہوا ہے تو خونوں سے وہ سیاہ پتھر بھی سرخ ہو جائے گا یہ جنگ

۵۳۹۷۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤد كتاب الفتن باب فی النهی عن السعی فی الفتنة ۴۲۶۱.

حرہ کی طرف اشارہ ہے اس لڑائی میں بہت سے لوگ شریک اور شہید ہوئے) تو اس وقت تم کیا کرو گے؟ میں نے کہا اللہ اور اس کے رسول ﷺ زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم جہاں کہیں بھی رہو اپنے بال بچوں میں آ جاؤ اور گھر میں رہ کر گوشہ نشینی اختیار کر لو اور ایسی خانہ جنگی لڑائیوں میں مت شریک ہونا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ میں ہتھیار پہن کر فتنہ برپا کرنے والوں سے لڑوں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اس وقت تم قوم کے ساتھ شریک ہو گے۔ پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اس وقت کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم تلوار کی چمک کا اندیشہ کرو یعنی کوئی ظالم تم پر تلوار سے حملہ کرنا چاہے تو تم اپنے منہ پر کپڑا ڈال لینا اور اپنا منہ اس میں چھپا لینا تاکہ کوئی دیکھ نہ پائے اور تو کسی مسلمان پر تلوار مت چلانا تاکہ اپنا اور تمہارا گناہ اپنے سر لے لے۔ (ابوداؤد)

توضیح: یہ سب کچھ جنگ حرہ میں ہوا یہ جنگ ۳۲ ھ میں ہوئی ہے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخر میں مرے ہیں۔ بہرحال اس لڑائی میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نہیں شریک ہوئے تھے اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ مقام ربذہ میں رہتے تھے اور وہیں پر آپ کا انتقال بھی ہوا۔

(۵۳۹۸) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ ((کَیْفَ بِكَ اِذَا اُبْقِیْتَ فِیْ حُثَالَةٍ مِنَ النَّاسِ مَرِجتْ عُهُوْدُهُمْ وَاَمَانَاتُهُمْ وَخْتَلَفُوْا فَكَانُوْا هٰكَذَا)) وَشَبَّكَ بَیْنَ اَصَابِعِهٖ قَالَ فِبِمَ تَاْمُرُنِیْ قَالَ ((عَلَیْكَ بِمَا تَعْرِفُ وَدَعْ مَاتُنْكِرُ وَعَلَیْكَ بِخَاصَّةِ نَفْسِكَ وَاِیَّاكَ وَعَوَامَّهُمْ "وَفِیْ رِوَایَةٍ" اِلْزَمْ بَیْتَكَ وَاَمْلِكْ عَلَیْكَ لِسَانَكَ وَخُذْ مَا تَعْرِفُ وَدَعْ مَاتُنْكِرْ وَعَلَیْكَ بِاَمْرِ خَاصَّةِ نَفْسِكَ وَدَعْ اَمْرَ الْعَامَّةِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَصَحَّحَهٗ.

(۵۳۹۸) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عبداللہ! اس وقت تیرا کیا حال ہو گا کہ تو ناکارہ لوگوں میں باقی رہ جائے گا۔ یعنی ردی اور برے لوگوں میں رہنے سہنے کا موقعہ ملے گا تو اس وقت تم کیا کرو گے؟ ان کے قول و قرار کا اعتبار نہیں اور امانتیں بھی خیانت سے بدل جائیں گی۔ اور آپس میں گڈمڈ ہو کر اس طرح ہو جائیں گے جس طرح ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں کے درمیان شامل ہو جاتی ہیں۔ یہ کہہ آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں داخل کر کے اشارہ فرمایا کہ اس طرح سے یعنی نیک بخت کی کوئی پہچان نہ ہو گی۔ تو انہوں نے فرمایا جیسا آپ حکم دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جو بھلی بات تمہیں معلوم ہے اس کو لازم پکڑے رہنا اور جو بری بات ہے اس کو چھوڑ دینا اور اپنے نفس کی اصلاح کی کوشش کرتے رہنا اور عام لوگوں کی خلاف شرع باتوں سے کنارہ کش اور الگ تھلگ رہنا۔ (ترمذی)

توضیح: آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم آپس میں لوگوں کے ساتھ میل محبت سے رہنا اور اپنے نفس کی اصلاح کرتے رہنا حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اپنی جوانی میں نہایت عابد و زاہد تھے اکثر روزہ رکھتے اور افطار نہ کرتے اور راتوں کو نہیں سوتے۔ عبادت الٰہی میں مشغول رہتے اور عورت کی طرف مائل نہ ہوتے۔ ان کے والد نے حضرت عبداللہ کو آپ ﷺ کی خدمت میں لا کر فرمایا کہ اس طرح کا ان کا عمل ہے تو آپ ﷺ نے انہیں روزہ اور عبادت الٰہی کو کم کرنے کی تاکید فرمائی۔

(۵۳۹۹) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ ((اِنَّ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَةِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّیْلِ

(۵۳۹۹) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت سے پہلے کالی رات کے ٹکڑے کی طرح بہت سے فتنے برپا

۵۳۹۸۔ صحیح۔ الصحیحه ۲۰۵، ۲۰۶۔ سنن ابی داؤد کتاب الملاحم باب الامر والنهی ۴۳۴۲، ۴۳۴۳۔

۵۳۹۹۔ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الفتن باب فی النهی عن السعی فی الفتنة ۴۲۵۹، ۴۲۶۲۔ ترمذی کتاب الفتن باب ما جاء فی اتخاذ سیف من خشب فی الفتنة ۲۲۰۴۔

الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيْهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا وَيُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا الْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ وَالْمَاشِيْ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِيْ فَكَسِّرُوْا فِيْهَا قِسِيَّكُمْ وَقَطِّعُوا فِيْهَا اَوْتَارَكُمْ وَاضْرِبُوْا سُيُوْفَكُمْ بِالْحِجَارَةِ فَاِنْ دُخِلَ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْكُمْ فَلْيَكُنْ كَخَيْرِ بَنِيْ اٰدَمَ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ ذُكِرَ اِلٰى قَوْلِهٖ ((خَيْرٌ مِّنَ السَّاعِيْ)) ثُمَّ قَالُوْا فَمَاتَاْمُرُنَا قَالَ ((كُوْنُوْا اَحْلَاسَ بُيُوْتِكُمْ)) وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِي الْفِتْنَةِ ((كَسِّرُوْا فِيْهَا قِسِيَّكُمْ وَقَطِّعُوْا فِيْهَا اَوْتَارَكُمْ وَالْزِمُوْا فِيْهَا اَجْوَافَ بُيُوْتِكُمْ وَكُوْنُوْا كَابْنِ اٰدَمَ)) وَ قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ .

ہوں گے کہ اس فتنے میں پڑ کر کوئی صبح کو مومن ہو کر اٹھے گا اور شام کو کافر ہو جائے گا اور شام کو مومن رہے گا تو صبح کو کافر ہو جائے گا یعنی فتنے کی وجہ سے صبح و شام ایمانی حالت بدلتی رہے گی۔ اس فتنے میں بیٹھنے والا بہتر ہو گا کھڑے ہونے والے سے اور چلنے والا بہتر ہو گا دوڑنے والے سے۔ ایسے فتنے میں تم لوگ اپنے تیر و کمان کو توڑ دینا اور اپنی تلواروں کی دھار کو پتھر سے مار مار کر کند کر دینا۔ یعنی تم اسی فتنے میں نیزہ زنی اور تلوار زنی سے کام نہ لینا بلکہ ایسے فتنے سے الگ تھلگ رہنا اگر کوئی قاتل تمہیں قتل کرنے کے لیے تمہارے پاس آ جائے گا تو تم حضرت آدم علیہ السلام کے اچھے بیٹے کی طرح ہو جانا۔ یعنی تم دست درازی نہ کرنا اور مقتول ہو جانا جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں بیٹے ہابیل و قابیل میں کچھ اختلاف ہو گیا تھا تو ایک بھائی نے اپنے سگے بھائی کو مار ڈالا تھا تو تم بھی مظلوم مقتول ہونے کی صورت اختیار کرنا۔ (ابو داؤد) اور ابو داؤد کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ پیدل چلنے والا بہتر ہو گا دوڑنے والے سے پھر لوگوں نے کہا آپ ہم کو کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے گھروں میں ٹاٹ بن جانا یعنی گھر کے ٹاٹ کی طرح گھر میں چمٹے رہنا۔ لیکن فتنے میں شریک نہ ہونا اور حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے کی طرح ہو جانا اور مظلوم مر جانے کو پسند کرنا لیکن کسی مسلمان پر ہاتھ نہ اٹھانا۔

فتنوں سے کون بچا رہے گا؟

(٥٤٠٠) وَعَنْ اُمِّ مَالِكٍ الْبَهْزِيَّةِ قَالَتْ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِتْنَةً فَقَرَّبَهَا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ خَيْرُ النَّاسِ فِيْهَا؟ قَالَ ((رَجُلٌ فِيْ مَاشِيَتِهٖ يُؤَدِّيْ حَقَّهَا وَيَعْبُدُ رَبَّهٗ وَرَجُلٌ اٰخِذٌ بِرَاْسِ فَرَسِهٖ يُخِيْفُ الْعَدُوَّ وَيُخَوِّفُوْنَهٗ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .

(٥٤٠٠) حضرت ام مالک بہزیہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتنے کا ذکر فرمایا اور فتنہ کے قریب ہونے کا دردناک واقعہ سنایا یعنی بہت جلد عنقریب ہی فتنہ اٹھے گا۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس فتنے میں سب سے بہتر کون ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص جو اپنے جانوروں میں لگا رہے گا یعنی بکری، بھیڑ، گائے، اونٹ وغیرہ لے کر پہاڑوں اور جنگلوں میں چلا جائے گا اور فتنوں سے دور رہے گا اور ان جانوروں کا حق ادا کرے۔ یعنی زکوۃ وغیرہ نکالتا رہے اور اپنے رب کی عبادت میں لگا رہے۔ اور وہ شخص بھی بہتر ہو گا جو اپنے گھوڑے کی لگام تھام کر سوار ہو کر دشمن سے لڑنے کے لیے تیار ہو اور کافروں کو ڈرائے۔ یعنی مجاہد بھی سب سے بہتر ہو گا یعنی ایسے فتنے میں جو اپنے جانوروں کو لے کر باہر چلا جائے یا دشمن سے مقابلہ کرنے کے لیے جہاد کرے۔ یہ دونوں سب سے اچھے ہوں گے۔ (ترمذی)

فتنوں کی حشر سامانیاں

(٥٤٠١) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ

(٥٤٠١) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

٥٤٠٠۔ صحیح۔ الصحیحہ ٦٩٨۔ سنن الترمذی کتاب الفتن باب ما جاء فی کیف یکون الرجل فی الفتنۃ ٢١٧٧ .

٥٤٠١۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن الترمذی کتاب الفتن باب ما جاء فی کیف یکون الرجل فی الفتنۃ ٢١٧٨۔ لیث بن ابی سلیم ضعیف راوی ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((سَتَکُوْنَ فِتْنَۃٌ تَسْتَنْظِفُ الْعَرَبَ قَتْلَاھَا فِی النَّارِ اَللِّسَانُ فِیْھَا اَشَدُّ مِنْ وَقْعِ السَّیْفِ)) رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ.

فرمایا: عنقریب ایک بڑا فتنہ اٹھے گا جو سارے عرب کو گھیر لے گا اس فتنے میں مقتولین جہنم میں جائیں گے۔ اور اس فتنے میں زبان درازی کا فتنہ تلوار مارنے سے بھی زیادہ سخت ہوگا یعنی جو اس فتنے میں زباں دراز اور عیب جوئی وغیرہ کریں گے وہ سب سے برے ہوں گے۔

(۵۴۰۲) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ ((سَتَکُوْنُ فِتْنَۃٌ صَمَّاءُ بُکْمَاءُ عُمْیَاءُ مَنْ اَشْرَفَ لَھَا اِسْتَشْرَفَتْ لَہٗ وَاِشْرَافُ اللِّسَانِ فِیْھَا کَوَقْعِ)) السَّیْفِ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

(۵۴۰۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب گونگے، بہرے، اندھے فتنے ظاہر ہوں گے جو اس فتنہ کے قریب جائے گا اور اس کو دیکھے گا تو فتنہ بھی اس کو دیکھے گا اور اس کے قریب ہو جائے گا اس فتنے میں زبان درازی تلوار کی گھاؤ سے زیادہ سخت ہوگی۔ (ابوداؤد)

(۵۴۰۳) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ کُنَّا قُعُوْدًا عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ فَذَکَرَا لْفِتَنَ فَاَکْثَرَ فِیْ ذِکْرِھَا حَتّٰی ذَکَرَفِتْنَۃَ الْاَحْلَاسِ فَقَالَ قَائِلٌ وَمَا فِتْنَۃُ الْاَحْلَاسِ؟ قَالَ ((ھِیَ ھَرَبٌ وَحَرَبٌ ثُمَّ فِتْنَۃُ السَّرَّاءِ دَخَنُھَا مِنْ تَحْتِ قَدَمَیْ رَجُلٍ مِنْ اَھْلِ بَیْتِیْ یَزْعَمُ اَنَّہٗ مِنِّیْ وَلَیْسَ مِنِّیْ اِنَّمَا اَوْلِیَائِیْ الْمُتَّقُوْنَ ثُمَّ یَصْطَلِحُ النَّاسُ عَلٰی رَجُلٍ کَوَرِکٍ عَلٰی ضِلَعٍ ثُمَّ فِتْنَۃَ الدُّھَیْمَاءِ لَاتَدَعُ اَحَدًا مِّنْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اِلَّا لَطَمَتْہُ لَطْمَۃً فَاِذَا قِیْلَ اِنْقَضَتْ تَمَادَّتْ یُصْبِحُ الرَّجُلُ فِیْھَا مُؤْمِنًا وَیُمْسِیْ کَافِرًا حَتّٰی یَصِیْرَالنَّاسُ اِلٰی فُسْطَاطَیْنِ فُسْطَاطِ اِیْمَانٍ لَانِفَاقَ فِیْہِ وَفُسْطَاطِ نِفَاقٍ لَا اِیْمَانَ فِیْہِ فَاِذَا کَانَ ذَالِکَ فَانْتَظِرُوْا الدَّجَّالَ مِنْ یَوْمِہٖ اَوْ مِنْ غَدِہٖ)) رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

(۵۴۰۳) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ نے فتنے کا ذکر فرمایا اور بہت بیان فرمایا یہاں تک کہ فتنہ احلاس کا ذکر کیا۔ کہنے والے نے کہا یا رسول اللہ! فتنہ الاحلاس کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بھاگنا اور لڑنا ہے یعنی بہت سے لوگ بھاگ بیٹھیں گے اور بعض لوگ لڑائی لڑیں گے آپس میں مار پیٹ کریں گے اور مال وغیرہ لوٹیں گے اور پھر فتنے سرا ہوگا اور وہ فتنہ میرے دونوں قدموں کے نیچے سے ایک شخص کے ذریعہ سے جو میرے خاندان سے ظاہر ہوگا یعنی یہی شخص فتنے کا بانی ہوگا اور وہ یہ سمجھے گا میں خاندان نبوت سے ہوں لیکن حقیقت میں وہ مجھ سے نہیں ہوگا گو وہ میرے خاندان سے تعلق رکھتا ہو مگر وہ میرے طریقے پر نہیں ہوگا میرے دوست اور موجب پرہیز گار ہی لوگ ہوں پھر لوگ ایک ایسے شخص کے ہاتھ پر بیعت کریں گے جو کولے اور پسلی کی طرح ہوگا یعنی جس طرح پسلی کولے یہ غیر مستقل ہوتی ہے اسی طرح وہ شخص غیر مستقل مزاج ہوگا۔ اس کے بعد دھیما کا فتنہ ہوگا۔ یعنی سیاہ وتاریک فتنہ میری امت میں سے باقی نہ چھوڑے گا اور ہر شخص پر ایک طمانچہ لگائے گا یعنی ایک شخص بھی اس کے اثر سے محفوظ نہ رہے گا جب یہ کہا جائے گا کہ یہ فتنہ ختم ہو گیا تو اس کی مدت کچھ اور بڑھ جائے گی اس کے بعد یہ فتنہ بہت طول پکڑے آدمی صبح کو مومن اٹھے گا اور شام کو کافر ہو جائے گا یہاں تک کہ لوگ دو قسموں میں تقسیم ہو جائیں گے ایک خیمہ میں جس میں ایمان خالص ہوگا نفاق نہیں ہوگا اور دوسرا خیمہ کہ جس میں نفاق ہوگا' ایمان نہیں ہوگا اس وقت مومنوں کی جماعت الگ ہو جائے گی اور کافروں کی جماعت الگ ہو جائے گی جب ایسی حالت پیدا ہوگی تو تم اسی دن یا اس کے اگلے دن دجال کو ظاہر ہونے کا انتظار کرنا۔ (ابوداؤد)

توضیح: رسول اللہ ﷺ نے پیدا ہونے والے فتنوں کی پیشین گوئی فرمائی ہے یا اپنے زمانے میں پوری ہوئی اس میں سے ایک

۵۴۰۲۔ ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الفتن باب فی کف اللسان ۴۲۶۴۔ عبد الرحمن السلیمانی ضعیف ہے۔
۵۴۰۳۔ اسنادہ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الفتن باب ذکر الفتن ودلائلها ۴۲۴۲.

فتنہ احلاس ہے۔ احلاس حلس سے ہے جس کے معنی ٹاٹ کے ہیں جو نفیس فرشوں کے نیچے بچھایا جاتا ہے جو ہمیشہ نیچے پڑا رہتا ہے اور اس کے معنی سیاہی اور برائی کے بھی ہیں تو ایسے فتنے کے زمانے میں لوگ گھروں پر پڑے رہیں اور گوشہ نشینی اختیار کریں نہ بھاگیں اور نہ لڑیں اس کے بعد یہ فتنہ سرا ہوگا یہ سرور سے ہے جس کے معنی خوشی کے ہیں یعنی ایسی لڑائی میں دشمنوں سے مال غنیمت کی وجہ سے لوگ خوش ہوں گے۔ پھر فتنہ دہیما ہے دھیما دھما کی تشریح ہے اس کے معنی سیاہ اور تاریک کے ہیں اس سے حوادث اور آپس میں لڑائی جھگڑے کے ہیں فساد و خونریزی ہے۔ لوگ دو قسموں میں منقسم ہو جائیں گے مومن اور منافق تو اسی زمانے میں دجال ظاہر ہوگا۔ حضرت مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری ہوگی تو اس وقت مومن الگ ہوں گے اور کافر و منافق الگ ہو جائیں گے اور شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ فتنہ احلاس سے مراد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا قتل ہونا ہے۔ اور فتنے سرا سے مختار کا غالب ہونا اور فتنہ دھیما سے مراد ترکوں کا غالب ہونا۔ واللہ اعلم۔

(٥٤٠٤) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((وَیْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِاقْتَرَبَ اَفْلَحَ مَنْ كَفَّ یَدَهٗ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

(۵۴۰۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عرب والوں کے لیے بڑی افسوس کی بات ہے کہ فتنہ ان کے اوپر عنقریب آنے والا ہے جو اس وقت اپنے ہاتھ کو روک لے گا وہ نجات پا جائے گا۔ (ابوداؤد)

غالباً اس سے مراد شہادت عثمان رضی اللہ عنہ اور شہادت حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما ہیں یا جنگ صفین کی طرف اشارہ ہے۔

(٥٤٠٥) وَعَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ ((اِنَّ السَّعِیْدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ اِنَّ السَّعِیْدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ اِنَّ السَّعِیْدَ لِمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ وَلَمَنِ ابْتُلِیَ فَصَبَرَ فَوَاهًا)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

(۵۴۰۵) حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا: جو فتنے سے دور رکھا گیا وہ نیک بخت ہے اس لفظ کو تین مرتبہ فرمایا اور جو فتنے میں مبتلا ہوا اور صبر کیا وہ بھی نیک بخت ہے اور جو فتنے سے دور بھی نہیں ہوا اور صبر بھی نہیں کر سکا اس کے لیے افسوس ہے۔ (ابوداؤد)

(٥٤٠٦) وَعَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اِذَا وُضِعَ السَّیْفُ فِیْ اُمَّتِیْ لَمْ یُرْفَعْ عَنْهَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَلَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ اُمَّتِیْ بِالْمُشْرِكِیْنَ وَحَتّٰی تَعْبُدَ قَبَائِلُ مِنْ اُمَّتِیْ الْاَوْثَانَ وَاِنَّهٗ سَیَكُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ كَذَّابُوْنَ ثَلٰثُوْنَ كُلُّهُمْ یَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِیُّ اللّٰهِ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَلَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ اُمَّتِیْ عَلَی الْحَقِّ ظَاهِرِیْنَ لَایَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ

(۵۴۰۶) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں جس وقت تلوار رکھ دی جائے گی یعنی جنگ و جدال شروع ہو جائے گا تو قیامت تک نہیں اٹھائی جائے گی یعنی قیامت تک لڑائی بند نہیں ہو سکتی اور قیامت نہیں قائم ہوگی یہاں تک کہ میری امت کے بہت سے قبیلے والے مشرکین کے ساتھ مل جائیں گے۔ یہاں تک کہ میری امت کے بہت سے لوگ بتوں کو پوجنے لگیں گے اور آئندہ میری امت میں تیس جھوٹے، مکار، دھوکے باز پیدا ہو جائیں گے جس میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ میں اللہ کا نبی اور رسول ہوں۔ حالانکہ میں نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں

٥٤٠٤۔ اسناده صحيح۔ سنن ابی داؤد كتاب الفتن باب ذكر الفتن ودلائلها ٤٢٩٤ .

٥٤٠٥۔ اسناده صحيح۔ سنن ابی داؤد كتاب الفتن باب فی النهی عن السعی فی الفتنة ٤٢٦٣ .

٥٤٠٦۔ اسناده صحيح۔ سنن ابی داؤد كتاب الفتن باب ذكر الفتن ودلائلها ٤٢٥٢ .

حَتّٰی یَاْتِیَ اَمْرُ اللّٰہِ)) رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ.

میرے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا اور میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ حق پر باقی رہے گی اور لوگوں پر غالب رہے گی مخالفین ان کو نقصان نہیں پہنچا سکیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آ جائے۔ یعنی قیامت تک باطل پرست حق پرستوں کو نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

(۵۴۰۷) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ تَدُوْرُ رَحَی الْاِسْلَامِ لِخَمْسٍ وَّثَلٰثِیْنَ اَوْسِتٍّ وَّثَلٰثِیْنَ اَوْسَبْعٍ وَّثَلٰثِیْنَ فَاِنْ یَّھْلِکُوْا فَسَبِیْلُ مَنْ ھَلَکَ وَاِنْ یَّقُمْ لَھُمْ دِیْنُھُمْ یَقُمْ لَھُمْ سَبْعِیْنَ عَامًا قُلْتُ اَمِمَّا بَقِیَ اَوْ مِمَّا مَضٰی قَالَ ((مِمَّا مَضٰی)) رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

(۵۴۰۷) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام کی چکی پینتیس برس یا چھتیس برس یا سینتیس برس گھومتی اور چلتی رہے گی ان میں سے جو ہلاک ہوا تو پہلی امتوں کی طرح ہلاک ہو جائیں گے اور اگر ان کا دین سیدھا رہا تو ستر برس تک سیدھا رہے گا۔ راوی حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ مدت مابقی یا ما مضی کے لحاظ سے ہے آپ ﷺ نے فرمایا ما مضٰی کے اعتبار سے ہے۔ (ابوداؤد)

توضیح: یعنی اسلام کی چکی ۳۵، ۳۶، ۳۷ برس تک رہے گی سب مسلمان اتفاق واتحاد سے ملے جلے رہیں گے کہ نہ لڑائی جھگڑا رہے گا نہ فتنہ وفساد اگر یہ صحیح اسلام پر قائم رہیں گے تو ستر سال اور قائم رہے گا اور اگر انہوں نے گڑبڑی کی تو پہلی امتوں کی طرح یہ لوگ بھی ہلاک وبرباد ہو جائیں گے چنانچہ پینتیس سال تک سب متفق رہے پھر اس کے بعد اختلاف اور انتشار کا آغاز ہوا اور فتنے اور جنگ وجدال کا بازار گرم ہوا۔ اہل مصر نے بغاوت کر کے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر چڑھائی کی اور چھتیس سال گزر رہے تھے کہ جنگ جمل ہوئی اور ایک سال بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی کے زمانے خلافت میں جنگ صفین ہوئی جس پر ہزاروں مسلمان مارے گئے اور جس نے ملت اسلامیہ کو نا قابل تلافی نقصان پہنچایا۔ اور ستر برس قائم رہنے سے یہ مراد ہے کہ ان لڑائیوں اور خرابیوں کے بعد ایک سلطنت قائم ہوگی جو ستر برس تک رہے گی یعنی بنی امیہ کی سلطنت کیونکہ ان کی سلطنت کے قیام واستحکام سے لے کر اس وقت تک کہ دولت عباسیہ کی طرف بلانے والے خراسان پیدا ہوئے۔ ستر برس کے قریب کی مدت ہے مگر اس میں یہ اشکال ہوتا ہے کہ بنی امیہ کے زمانہ حکومت میں دین کہا قائم ہوا تھا؟ بلکہ دین کی بربادی ہوئی تھی اس اشکال کو اس طرح دفع کیا ہے کہ آں حضرت ﷺ نے بطور شرط فرمایا کہ اگر ۳۷ سال کے بعد امت میں اتفاق نہ ہوا تو ستر برس دین اور قائم رہے گا اگر تباہ ہوئے تو پچھلی امتوں کی طرح تباہ و برباد ہو جائیں گے چونکہ پینتیس سال ہی میں پھوٹ پیدا ہوا کہ اسلام کا شیرازہ بکھر گیا لہٰذا مسلمان بھی پچھلی قوموں اور امتوں کی طرح تباہ ہو گئے۔ بنی امیہ کا نام ونشان نہ رہا اس کے بعد دولت عباسیہ قائم ہوئی وہ بھی ہلاکو خاں کے ہاتھ برباد ہوئی اس کے بعد دولت عثمانیہ اتراک کی قائم ہوئی اور اب تک قائم ہے۔ گو اس کی حالت بھی بہ نسبت سابق کے بہت خراب ہوگئی ہے اور ہر چہار طرف سے کفار نے اس کو تنگ کر دیا ہے اکثر ممالک اس کے ہاتھ سے نکل گئے ہیں۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

(۵۴۰۸) عَنْ اَبِیْ وَاقِدٍ نِ اللَّیْثِیِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ لَمَّا خَرَجَ اِلٰی غَزْوَۃِ حُنَیْنٍ مَرَّ بِشَجَرَۃٍ

(۵۴۰۸) حضرت ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ غزوہ حنین کی طرف تشریف لے چلے تو راستے میں مشرکین کے ایک درخت کے

۵۴۰۷۔ اسنادہ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الفتن باب ذکر الفتن ودلائلھا ۴۲۵۴.

۵۴۰۸۔ اسنادہ صحیح۔ سنن الترمذی کتاب الفتن باب ما جاء مترکبن سنن من کان قبلکم ۲۱۸۰.

لِلْمُشْرِكِيْنَ كَانُوْا يُعَلِّقُوْنَ عَلَيْهَا اَسْلِحَتَهُمْ يُقَالُ لَهَا ذَاتَ اَنْوَاطٍ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِجْعَلْ لَّنَا ذَاتَ اَنْوَاطٍ كَمَا لَهُمْ ذَاتَ اَنْوَاطٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((سُبْحَانَ اللّٰهِ هٰذَا كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوْسٰى اِجْعَلْ لَّنَا اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ. وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَتَرْكَبُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

پاس سے گزرے جس پر وہ اپنی تلواریں لٹکایا کرتے تھے اس درخت کو وہ لوگ ذات انوط کہا کرتے تھے (وہ گویا ان کا مندر تھا جس کو وہ پوجتے تھے) لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ہمارے لیے بھی ذات انواط بنا دیجئے جس طرح مشرکین کے لیے ذات انواط ہے یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ یہ تو ایسا ہی ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے یہ عرض کیا تھا اجعل لنا الها کما لهم الهة ''ہمارے لیے بھی ایسا معبود مقرر کر دو جیسا ان لوگوں کے لیے معبود ہے۔'' خدا کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے تم لوگ بھی پہلے لوگوں کی چال چلن اور طریقوں پر چلو گے۔ (ترمذی)

توضیح: انواط۔ نوط کی جمع ہے جس کے معنی لٹکانے کے ہیں۔ مشرکین درخت پر اپنی تلواریں لٹکایا کرتے تھے جس کا نام ذات انواط پڑ گیا اور یہ خاص درخت تھا بظاہر مشرکین اس درخت کی پوجا پاٹ کرتے تھے جس طرح ہندوستان میں بھی بعض لوگ پیپل کے درخت کی پوجا کرتے ہیں۔ بعض نو مسلموں نے دیکھ کر یہ خواہش ظاہر کی کہ یا رسول اللہ ہمارے لیے بھی ایک ایسا درخت متعین فرما دیجئے جس پر ہم تلواریں لٹکایا کریں تو رسول اللہ ﷺ نے بطور تعجب اور انکار کے طور پر فرمایا سبحان اللہ تم لوگوں نے ویسا ہی کہا جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے ان سے کہا تھا کہ ہمارے لیے بھی ایسا بت مقرر کر دو۔ جیسا کہ مشرکین کا بت ہے تم تو یہود و نصاریٰ کے طریقے پر چلنے کے خواہش مند ہو گئے وہ لوگ برباد ہو گئے تم بھی براد ہو جاؤ گے یہ آیت کریمہ سورہ یونس کے چودھویں رکوع میں ہے۔ پوری آیت یہ ہے:

قرآنی آیت: ﴿وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَ جُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّ عَدْوًا حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ ''اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا پار کر دیا پس ان لوگوں کا ایک قوم پر گزر ہوا جو اپنے چند بتوں کو پوج رہے ہیں۔ کہنے لگے اے موسیٰ ہمارے لیے بھی ایسا ہی ایک معبود مقرر کر دیجئے جیسے ان کے یہ معبود ہیں۔ آپ نے فرمایا واقعی تم لوگوں میں بڑی جہالت ہے یہ لوگ جس کام میں لگے ہیں یہ تباہ کیا جائے گا اور یہ محض بے بنیاد ہے۔ فرمایا کیا اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کو تمہارا معبود تجویز کر دوں حالانکہ اس نے تم کو جہان والوں پر فوقیت دی ہے تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کے تفسیر میں یہ لکھا ہے۔ بنی اسرائیل کے جاہل لوگوں کا مطالبہ بیان کیا جا رہا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب دریا کو پار کر لیا اور اللہ تعالیٰ کی یہ عظیم نشانی دیکھ لی تو ان کا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جو بتوں کو لیے بیٹھی تھی بعض مفسرین کہتے ہیں کہ وہ کنعانی تھے یا قبیلہ لخم کے تھے۔ گائے جیسے جانور کو بت بنا رکھا تھا اس لیے بعد میں اسی کے مشابہ ایک گؤ شالہ کی پرستش میں وہ مبتلا ہو گئے اور کہنے لگے کہ اے موسیٰ! ہمارے لیے ایک خدا بنا دو جیسا کہ ان لوگوں کے خدا ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا تم بڑے ہی جاہل لوگ ہو خدا کی عظمت کو بھول بیٹھے ہو وہ تو ایسی باتوں سے منزہ ہے کہ کوئی اس کا شریک و مثل ہو سکے انکا مذہب بھی باطل ہے اور ان کا عمل بھی باطل اور بے کار ہے۔

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ مکہ سے حنین کی طرف جا رہے تھے راستہ میں کفار کا ایک درخت بیری تھا جس پر وہ دھرنا جمائے بیٹھے ہوئے تھے اپنے ہتھیار کو اس درخت پر باندھ رکھے تھے اس درخت کی عظمت کرتے تھے۔ اس درخت کو کہا جاتا تھا ذات انواط۔ جب ہم اس درخت کے پاس پہنچے جو بہت سرسبز اور عظیم الشان تھا تو ہم نے رسول اللہ ﷺ سے کہا یا رسول اللہ! ایک ذات انواط ہمارے لیے بھی قرار دے دیجئے جیسا کہ ان لوگوں کا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: خدا کی قسم! تم نے تو وہ بات کہی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام

کی قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی کہ موسیٰ! ہمارے لیے بھی ایک خدا بنا دیجئے جیسا کہ ان لوگوں کا ہے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا کہ تم بڑے جاہل ہو ان کا طریق اور ان کے اعمال سب جھوٹے اور باطل ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم بھی انہیں کے قدم بقدم چلنا چاہتے ہو۔

امت مسلمہ میں سب سے پہلا فتنہ

(٥٤٠٩) وَعَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ رضی اللہ عنہ قَالَ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الْاُولٰى يَعْنِىْ مَقْتَلَ عُثْمَانَ فَلَمْ يَبْقَ مِنْ اَصْحَابِ بَدْرٍ اَحَدٌ ثُمَّ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الثَّانِيَةُ يَعْنِىْ الْحَرَّةَ فَلَمْ يَبْقَ مِنْ اَصْحَابِ الْحُدَيْبِيَةِ اَحَدٌ ثُمَّ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الثَّالِثَةُ فَلَمْ تَرْفَعْ وَبِالنَّاسِ طَبَّاخٌ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ.

(٥٤٠٩) حضرت سعید ابن میسب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ پہلا فتنہ یعنی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت جس میں بدری صحابیوں میں سے کوئی صحابی باقی نہ رہا۔ پھر دوسرا فتنہ یعنی حرہ میں کوئی حدیبیہ والا صحابی باقی نہ رہا پھر تیسرا فتنہ آیا کہ وہ نہیں اٹھا کہ لوگوں میں عقل باقی ہو۔ (بخاری)

توضیح: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بین بہت ہی دردناک ہے اس کے سننے اور سمجھنے اور لکھنے کے لیے بہت ہی صبر و استقلال ہمت و جرأت کی ضرورت ہے۔

خاکسار مترجم سلمہ اللہ عنہ اس حدیث کے ماتحت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا مختصر بیان خلفاء راشدین سے اخذ کر کے لکھ رہا ہے جو یہ ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارہ سالہ خلافت میں ابتدائی چھ سال کامل امن و امان سے گزرے فتوحات کی وسعت، مال غنیمت کی فراوانی، وظائف کی زیادتی زراعت اور تجارت کی ترقی اور حکومت کے عمدہ نظم و نسق کے تمام ملک میں تمول، فارغ البالی اور عیش و تنعم کو عام کر دیا یہاں تک کہ بعض متقشف صحابہ رضی اللہ عنہم ایام نبوت کی سادگی اور بے تکلفی کو یاد کر کے اس زمانہ کی ثروت اور سامان تعیش کو دیکھ کر حد درجہ غمگین تھے، کہ اب مسلمانوں کے اس دنیاوی رشک و حسد کا دور آ گیا جس کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی فرمائی تھی چنانچہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ جن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شیخ الاسلام کا خطاب دیا تھا وہ اعلانیہ اس کے خلاف وعظ کہتے تھے اور فرماتے تھے کہ ضرورت سے زیادہ مال جمع کرنا ایک مسلمان کے لیے ناجائز ہے۔ شام کا ملک جس کے حاکم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تھے اور جو صدیوں تک رومی تعیش و تکلفات کا گہوارہ رہ چکا ہے وہاں کے مسلمانوں میں سب سے زیادہ برائیاں پیدا ہو رہی تھیں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ برملا ان امراء اور دولت مندوں کے خلاف وعظ کہتے تھے جس سے نظام حکومت خلل پڑتا تھا اس لیے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی استدعا پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو مدینہ منورہ بلوا لیا مگر اب مدینہ پہلا مدینہ نہ رہا تھا بیرونی لوگوں کے بڑے بڑے محل تیار ہو چکے اس لیے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے یہاں سے بھی دل برداشتہ ہو کر زبدہ نامی ایک گاؤں میں اقامت اختیار کر لی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے آخری زمانہ میں جو فتنہ و فساد برپا ہوا اس کی وجہ درحقیقت یہی ہے کہ دولت مندی اور تمول کی کثرت نے مسلمانوں میں بھی اس کے وہ لوازم پیدا کر دیے جو ہر قوم میں ایسی حالت میں پیدا ہو جاتے ہیں اور بالآخر ان کے ضعف اور انحطاط کا سبب بن جاتے ہیں اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں سے فرمایا کرتے تھے کہ: ((لا اخاف عليكم الفقر بل اخاف عليكم الدينا .)) مجھے تمہارے فقر و فاقہ سے کوئی خوف نہیں ہے بلکہ تمہاری دنیاوی دولت ہی کے خطرات سے ڈرتا ہوں۔ تمول اور دولت کی کثرت کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کل قوم کے مقابلہ میں ہر جماعت اور ہر فرد اپنے جماعتی اور شخصی فوائد کو ترجیح دینے لگتا ہے جس سے بغض و عناد پیدا ہو جاتا ہے

٥٤٠٩۔ صحيح بخارى كتاب المغازى باب ١٢ ٤٠٢٤ .

اور قومی وحدت کا شیرازہ بکھر جاتا ہے اور انحطاط کا دور شروع ہو جاتا ہے لیکن اس کے علاوہ اس فتنہ و فساد کی پیدائش کے بعض اور اسباب بھی تھے۔

۱۔ سب سے پہلی وجہ یہ تھی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی وہ نسل جو فیض نبوت سے براہ راست مستفیض ہوئی تھی ختم ہو چکی تھی جو لوگ موجود تھے وہ اپنی کبرسنی کے سبب سے گوشہ نشین ہو رہے تھے اور ان کی اولاد ان کی جگہ لے رہی تھی یہ نوجوان زہد و اتقا' عدل و انصاف' حق پسندی و راست بازی میں اپنے بزرگوں سے کم تر تھے اس بنا پر رعایا کے لیے ویسے فرشتہ رحمت ثابت نہ ہوئے جیسے ان کے اسلاف تھے۔

۲۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مشورہ اور مسلمانوں کی پسندیدگی سے امامت و خلافت کے لیے قریش کا خاندان مخصوص ہو گیا تھا اور بڑے بڑے عہدے بھی زیادہ تر ان ہی کو ملتے تھے اور نوجوانان قریش اس کو اپنا موروثی حق سمجھ کر دوسرے عرب قبیلوں کو اپنا محکوم سمجھنے لگے، عام عرب قبائل کا دعویٰ تھا کہ ملک کی فتوحات میں ہماری تلواروں کی بھی کمائی ہے۔ اس لیے وظائف منصب اور عہدوں میں قریش اور ہم دونوں میں مساوات ہونا چاہیے۔

۳۔ اس وقت کابل سے لے کر مراکش تک اسلام کے زیر نگیں تھا جس میں سینکڑوں قومیں آباد تھیں ان محکوم قوموں کے دلوں میں قدرتاً مسلمانوں کے خلاف انتقام کا جذبہ موجود تھا لیکن ان کی قوت کے مقابلے میں بے بس تھے۔ اس لیے انہوں نے سازشوں کا جال بچھا دیا جس میں سب سے آگے مجوسی اور یہودی تھے۔

۴۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فطرۃً نیک، ذی مروت اور نرم خو تھے عموماً لوگوں سے سختی کا برتاؤ نہیں کرتے تھے اکثر جرائم کو بھی بردباری اور حلم سے ٹال دیا کرتے تھے اس کی وجہ سے شریروں کے بہت زیادہ حوصلے بڑھ گئے۔

۵۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اموی خاندان سے تعلق رکھتے تھے اس لیے فطرۃً ان کے جذبات اپنے اہل خاندان کے ساتھ خیر خواہانہ تھے اور آپ ان کو فائدہ پہنچانا چاہتے تھے اور اپنے ذاتی مال سے ان کو امداد فرمایا کرتے تھے شریر لوگوں نے اس کو یوں ملک میں پھیلایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سرکاری بیت المال سے ان کے ساتھ داد و دہش کرتے ہیں۔

۶۔ ہر امام کی کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ اس کے کارکن اور اعمال اس کے مطیع اور فرماں بردار ہوں اور اسلام کی دوسری نسل میں جواب پہلی نسل کی جگہ لے رہی تھی امام وقت کی اطاعت کا وہ مذہبی جذبہ نہ تھا جو اول الذکر میں موجود تھا ایسی حالت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نظام خلافت کے قیام و استحکام کے لیے بنی امیہ میں سے زیادہ افراد لینے پر مجبور ہوئے۔

۷۔ مختلف محکوم قوموں کے شورش پسند اشخاص اس لیے انقلاب کے خواہاں تھے کہ شاید اس سے ان کی حالت میں فرق پیدا ہو۔

۸۔ غیر قومی لوگ جو مسلمان ہو گئے تھے یا مسلمانوں نے غیر قوموں کی عورتوں سے جو شادیاں کر لی تھیں، یا وہ باندیاں بنی تھیں، ان کی اولادیں بہت کچھ فتنہ کا باعث بنیں۔

ان مختلف الخیال جماعتوں کے اغراض و مقاصد پر نظر ڈالنے سے یہ بالکل نمایاں ہو جاتا ہے کہ اس فتنہ و انقلاب کے حقیقی اسباب یہی تھے جو اوپر مذکور ہوئے مثلاً۔

۱۔ بنو ہاشم بنو امیہ کے عروج و ترقی کو پسند نہیں کرتے تھے اور خلافت کے عہدوں کا سب سے زیادہ اپنے کو مستحق جانتے تھے۔

۲۔ عام عرب قبائل منصبوں اور عہدوں اور جاگیروں کے استحقاق میں اپنے کو قریشیوں سے کم نہیں سمجھتے تھے اس لیے وہ قریش افسروں کے غرور و تمکنت کو توڑنا اور اپنا جائز استحقاق اور مساوات حاصل کرنا چاہتے تھے۔

۳۔ مجوسی چاہتے تھے کہ ایسا انقلاب پیدا کیا جائے جس میں ان کی مدد سے حکومت ایسے خاندان میں منتقل ہو جس سے وہ بہتر سے بہتر

حقوق اور مراعاتیں حاصل کر سکیں اور عام عربوں کے مقابلہ میں ان کا استحقاق کرنے کو سمجھا جائے۔

۴۔ یہودی چاہتے تھے کہ مسلمانوں میں افتراق پیدا کر دیا جائے کہ ان کی قوت پاش پاش ہو جائے اور ان کا شیرازہ بکھر جائے اور ٹولیوں ٹولیوں بٹ جائیں۔

یہ اغراض و مقاصد مختلف قوموں اور جماعتوں کے تھے اور ہر جماعت اپنی غرض کے لیے کوشش میں مصروف تھی اس کے لیے خفیہ ریشہ دوانیاں شروع ہوئیں عمال کے خلاف سازشیں ہونے لگیں خود امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بدنام کرنے کی کوشش شروع ہوئی' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان فتنوں کو دبانا چاہا لیکن یہ آگ ایسی لگی تھی جس کا بجھانا آسان نہ تھا فتنہ پردازوں کا دائرہ عمل روز بروز وسیع ہوتا گیا یہاں تک تمام ملک میں ایک خفیہ جماعت پیدا ہو گئی جس کا مقصد فتنہ و فساد تھا۔

کوفہ کی انقلاب پسند جماعتوں میں اشتر نخعی، ابن ذی الحبکہ، جندب صعصعہ، ابن الکوار کمیل اور عمیر بن ضابی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان لوگوں کا خیال تھا کہ امارت و ریاست قریش کے ساتھ مخصوص ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ عام مسلمانوں نے ممالک فتح کیے ہیں اس لیے وہ سب اس کے مستحق ہیں۔ سعید بن عاص رضی اللہ عنہ والی کوفہ سے جماعت کو خاص طور پر عداوت تھی ان کو بدنام کرنے کے لیے روز ایک نئی تدبیر اختراع کی جاتی تھی اور قریش کے خلاف ملک کو تیار کرنے کے لیے طرح طرح کے وسائل کام میں لائے جاتے تھے اشراف کوفہ نے ان مفسد پردازیوں سے تنگ آکر امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے التجا کی' خدا کے لیے جلد ان فتنہ جو اشخاص سے کوفہ کو نجات دلائے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تقریباً دس آدمیوں کو جو اس جماعت کے سرگردہ تھے شام کی طرف جلاوطن کر دیا۔

اسی طرح بصرہ میں بھی ایک فتنہ پرداز جماعت پیدا ہو گئی تھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہاں سے بھی کچھ آدمیوں کو ملک بدر کرایا۔ لیکن فتنہ کی آگ اس حد تک بھڑک چکی تھی کہ یہ معمولی چھینٹے اس کو بجھا نہ سکے بلکہ یہ انتقال مکانی اور بھی ان خیالات کی اشاعت کا سبب بن گئے اور پہلے جو آگ ایک جگہ سلگ رہی تھی وہ سارے ملک میں پھیل گئی۔

مصر سازش کا سب سے بڑا مرکز تھا مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن یہودی تھے چنانچہ ایک یہودی النسل نومسلم عبداللہ بن سبا نے اپنی حیرت انگیز سازشانہ قوت سے مختلف الخیال مفسدوں کو ایک مرکز پر متحد کر دیا اور اس کو زیادہ موثر بنانے کے لیے اس نے مذہب میں عجیب وغریب عقائد اختراع کیے اور خفیہ طور پر ہر ملک میں اس کی اشاعت کی موجودہ شیعی فرقہ دراصل انہیں عقائد پر قائم ہوا مفسدین کی جماعت تمام ملک میں پھیلی ہوئی تھی اور ان میں سے ہر ایک کا مطمح نظر مختلف تھا اور آئندہ خفیہ کے انتخاب کے بارے میں ہر ایک کی نظر الگ الگ شخصیتوں پر تھی۔

اہل مصر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عقیدت کیش تھے' اہل بصرہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے طرف دار تھے' اہل کوفہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو پسند کرتے تھے۔ اہل قریش کی ایک جماعت تمام قریش سے عداوت رکھتی تھی اور ایک جماعت سرے سے ہی عربوں کے خلاف تھی لیکن امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی معزولی اور بنوامیہ کی بیخکنی پر سب باہم متفق تھے۔ عبداللہ بن سبا نے اپنی حکمت عملی سے ان اختلافات سے قطع نظر کر کے سب کو ایک مقصد یعنی عثمان رضی اللہ عنہ کی مخالفت پر متحد کر دیا اور تمام ملک میں اپنے داعی اور سفیر پھیلا دیے تاکہ ہر جگہ فتنہ کی آگ بھڑکا کر بدامنی پیدا کر دی جائے اور اس مقصد کے حصول کے لیے داعیوں کو حسب ذیل طریقوں کی ہدایت کی۔

۱۔ بظاہر متقی و پرہیزگار بننا اور لوگوں کو وعظ و پند سے اپنا معتقد بنانا۔

۲۔ عمال کو دق کرنا اور ہر ممکن طریقہ سے ان کو بدنام کرنے کی کوشش کرنا۔

۳۔ ہر جگہ امیر المومنین کی کنبہ پروری اور ناانصافی کی داستان مشتہر کرنا۔

ان طریقوں پر نہایت مستعدی کے ساتھ عمل کیا گیا ولید بن عتبہ والی کوفہ پر شراب خوری کا الزام قائم کیا گیا اور حد بھی جاری کی گئی جو درحقیقت ایک بڑی سازش کا نتیجہ تھا۔ اسی طرح حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ والی بصرہ کی معزولی بھی جس کا ذکر آئندہ آئے گا ان ہی کی ریشہ دوانیوں کا نتیجہ تھی۔

۳۴ھ میں جب قیصر روم نے پانچ سو جنگی جہازوں کے عظیم الشان بیڑے کے ساتھ اسلامی سواحل پر حملہ کیا اور مسلمان بڑے خوف و ہراس میں مبتلا ہو گئے اس وقت بھی یہ انقلاب پسند اپنی فتنہ انگیزی سے باز نہ آئے اور محمد بن ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ اور محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے جو مفسدین کے دام تزویر میں پھنس چکے تھے اسلامی بیڑے کے امیر البحر عبداللہ بن ابی شرح کو ہر طرح دق کیا۔ نماز میں بے موقع تکبیریں بلند کر کے برہمی پیدا کرتے۔ عبداللہ بن سعد کی علانیہ مذمت کرتے اور مجاہدین سے یہ کہتے تم رومیوں کے مقابلہ میں جہاد کرنے کے لیے جاتے ہو۔ حالانکہ اسلام کو مدینہ میں خود مجاہدین کی ضرورت ہے لوگ تعجب سے پوچھتے کہ مدینہ میں کیا ضرورت ہے تو وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نام لیتے اور کہتے کہ اس ظالم کو معزول کرنا اسلام کی سب سے بڑی خدمت ہے اس نے سنت شیخین رضی اللہ عنہما کو چھوڑ دیا ہے کبار صحابہ کو معزول کر کے اپنے اعزہ واقربا کو سیاہ وسپید کا مالک بنا دیا ہے۔ غرض ہر طرح کی فریب کاریوں سے لوگوں کو متاثر کرنے کی کوشش کی گئی اسلامی بیڑا رومیوں کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوا تو محمد بن ابی حذیفہ اور محمد بن ابی بکر نے ایک کشتی میں سوار ہو کر بیڑے کا تعاقب کیا اور جہاں جہاز لنگر انداز ہوتے وہ اپنی کشتی کو قریب لے جا کر اپنے خیالات کی اشاعت کرتے۔ مجاہدین رومی بیڑے کو شکست دے کر مظفر ومنصور واپس آئے تو چند آدمیوں نے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور محمد بن حذیفہ رضی اللہ عنہ کو جہاد سے پہلو تہی کرنے پر ملامت کی انہوں نے کہا ہم اس جہاد میں حصہ کس طرح لے سکتے ہیں جس کا انتظام حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ایما سے ہوا ہو اور جس کا امیر عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ ہو۔ اس کے بعد حسب معمول حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے معائب اور برائیوں کی طویل داستان شروع کر دی۔ عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ یہ دونوں اپنی حرکتوں سے کسی طرح باز نہیں آ رہے ہیں اور ان کے مسموم خیالات آہستہ آہستہ اپنا اثر کر رہے ہیں تو نہایت سختی سے ان کو منع کیا اور کہا کہ خدا کی قسم اگر امیر المومنین کا خیال نہ ہوتا تو تمہیں اس مفسدہ پردازی کا مزہ چکھا دیتا۔

مدینہ منورہ بھی مفسدین سے خالی نہ تھا لیکن کبار صحابہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اس لیے علانیہ اس جماعت کا کوئی اثر نہ ہوا البتہ ۳۵ھ میں جس سال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے مفسدین مدینہ اس قدر بے باک ہو گئے کہ بیرونی مفسدوں کی مدد سے ان کو خود امیر المومنین پر بھی زبردست ستم دراز کرنے کی جرأت ہو گئی۔ چنانچہ ایک دفعہ جمعہ کے روز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ منبر پر خطبہ دے رہے تھے ابھی حمد و ثنا ہی شروع کی تھی کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا عثمان کتاب اللہ کو اپنا طرز عمل بنا لیکن صبر وتحمل کے اس پیکر نے نرمی سے کہا بیٹھ جاؤ پھر دوسری مرتبہ کھڑے ہو کر اس نے اسی جملہ کا اعادہ کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ہر بار نرمی سے بیٹھنے کو فرمایا لیکن اس کی سازش پہلے سے ہو چکی تھی ہر طرف سے مفسدین نے ایکا کر لیا اور اس قدر سنگریزے اور پتھروں کی بارش کی کہ نائب رسول صلی اللہ علیہ وسلم زخموں سے چور ہو کر منبر سے فرش خاک پر گر پڑے مگر صبر وتحمل کا یہ عالم تھا کہ اس بے ادبی پر بھی جذبہ غیظ وغضب کو ہیجان نہ ہوا۔

غرض مختلف عناصر مل کر افترا پردازیوں اور کذب بیانیوں سے اس طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بدنام کرنے کی کوشش کی اور آپ کی مخالفت کا صور اس بلند آہنگی سے پھونکا کہ اتنی طویل مدت کے بعد اس زمانے میں بھی بہت سے تعلیم یافتہ حضرات جو واقعات کی حقیقت تک پہنچنے کی کوشش نہیں کرتے ان غلط بیانیوں اور فریب کاریوں سے متاثر نظر آتے ہیں۔ اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر تمام اعتراضات کو قلم بند کر کے اصل واقعات کو بے نقاب کر دیا جائے اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر جس قدر اعتراضات کیے گئے ہیں ان کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ کبار صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن بن ارقم رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے خاص اپنے کنبہ کے نااہل اور ناتجربہ کار افراد کو مامور کیا۔

۲۔ بیت المال میں بیجا تصرف کیا اور مسرفانہ طریقہ پر اپنے اعزہ و اقارب کے سخاوت کا اظہار کیا۔ مثل حکم بن العاص کو جسے رسول اللہ ﷺ نے طائف میں جلاوطن کر دیا تھا مدینہ آنے کی اجازت دی اور بیت المال سے ایک لاکھ درہم عطا کیے اور اس کے لڑکے حارث کو اس کی اجازت دی کہ بازار میں جو چیزیں فروخت ہو اس کی قیمت سے اپنے لیے عشر وصول کرے۔

۳۔ مروان کو افریقہ کے مال غنیمت کا خمس دیا گیا۔ اسی طرح عبداللہ ابن خالد کو تین لاکھ درہم کا گراں قدر عطیہ مرحمت کیا اور خود اپنی صاحبزادیوں کو بیت المال کے قیمتی جواہرات عنایت فرمائے حالانکہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے نہایت شدت کے ساتھ اس قسم کے تصرفات سے احتراز کیا تھا اس کے علاوہ ایک عظیم الشان محل تعمیر کرایا اور مصارف کا تمام بار بیت المال پر ڈالا۔

۴۔ بیت المال کے مہتمم حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ اور معیقیب رضی اللہ عنہ نے اس اسراف پر اعتراض کیا تو ان کو معزول کر کے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو یہ عہدہ تفویض کر دیا۔ ایک دفعہ بیت المال میں وظائف تقسیم ہونے کے بعد ایک لاکھ درہم پس انداز ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بے وجہ حضرت زید بن ثابت کو یہ گراں قدر رقم لے لینے کی اجازت دیدی۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے روزینے بند کر دیے مدینہ کے اطراف میں بقیع کو سرکاری چراگاہ قرار دیا اور عوام کو اس سے مستفید ہونے سے روک دیا۔

۵۔ مدینہ منورہ کے بازار میں بعض اشیاء کی خرید و فروخت اپنے لیے مخصوص کر لی اور حکم دیا کہ کھجور کی گٹھلیاں امیر المومنین کے اجنٹ کے سوا کوئی دوسرا نہیں خرید سکتا۔

۶۔ اپنے حاشیہ نشینوں اور قرابت داروں کو اطراف ملک میں نہایت وسیع قطعات زمین مرحمت فرمائے حالانکہ اس سے پہلے کسی نے ایسا نہیں کیا تھا۔

۷۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تذلیل کی گئی اور ان کو جلاوطن کیا گیا مثلاً حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ، حضرت جندب بن جنادہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت عباد بن ثابت رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہایت نامنصفانہ سلوک کیا۔

۸۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے تیار کردہ مصحف کے تمام مصاحف کو جلا دیا۔

۹۔ حدود کے اجراء میں تغافل سے کام لیا۔

۱۰۔ فرائض وغیرہ میں تمام امت کے خلاف روایات شاذہ پر عمل کیا گیا حالانکہ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب تک روایات کی اچھی طرح توثیق نہیں کر لیتے تھے ان کو قبول نہیں کرتے تھے۔

۱۱۔ مذہب میں بعض جگہ نئی بدعتیں پیدا کیں جن کو اکثر صحابہ نے ناپسند کیا۔ مثلاً حج کے موقعہ پر منیٰ میں دو رکعت نماز کے بجائے چار رکعت نماز ادا کی۔ حالانکہ خود رسول اللہ ﷺ نے اور آپ کے بعد شیخین رضی اللہ عنہما نے کبھی دو رکعت سے زیادہ نہیں پڑھی۔

۱۲۔ مصری وفد کے ساتھ بدعہدی کی گئی جس کا نتیجہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شہادت کی صورت میں ظاہر ہوا۔

مذکورہ بالا واقعات میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فرد قرارداد جرم کو رنگ آمیزی کر کے نہایت بدنما اور مکروہ بنایا گیا ہے لیکن ان میں سے ایک الزام بھی تحقیق کی کسوٹی پر نہیں اترا ہمیں دیکھنا چاہیے کہ اس میں صداقت کا کتنا شائبہ ہے اور اس کو رنگ آمیزی سے کتنا بدنما بنا دیا گیا۔

سب سے پہلا الزام جو بجائے خود متعدد الزامات کا مجموعہ ہے اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ کبار صحابہ رضی اللہ عنہم کو ذمہ داری کے عہدوں سے معزول کر دیا۔

۲۔ نا اہل اور نا تجربہ کار افراد کو رعایا کی قسمت کا مالک بنا دیا۔

۳۔ اپنے خاندان کو فوقیت دی۔

امر وسل کی نسبت تحقیقی فیصلہ سے قطع نظر کر کے پہلے دیکھنا چاہیے کہ اگر یہ الزام ہے تو اسلام کے سب سے عادل اور مدبر خلیفہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر جن کا عدل و انصاف اور تدبر دنیا سے اسلام کے لیے قیامت تک مایہ ناز رہے گا یہی الزام عائد رہے گا یا نہیں؟ جنہوں نے حضرت خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ، حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ، اور حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ فاتح ایران کو معزول کر دیا تھا یا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اسی اعتراض کے موافق ہوتے ہیں یا نہیں؟ انہوں نے عنان حکومت ہاتھ میں لینے کے ساتھ ہی تمام عمال عثمانی کو ایک قلم موقوف کر دیا جن کی قوت بازو نے طرابلس، آرمینیہ اور قبرس کو زیر نگیں کیا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ ایک ہی قسم کے واقعات کسی خاص وقتی سبب کی بنا پر ایک شخص کے لیے موجب مدح اور دوسرے کے لیے موجب ذم بنا دیے جاتے ہیں اور اس پر ایسی طمع سازی کی جاتی ہے کہ کسی کو تحقیق و تنقید کا خیال تک نہیں آتا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کبار صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے جن لوگوں کو معزول کیا تھا ان میں سے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ، حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی معزولی کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے اس سے معلوم ہوا ہوگا کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ والی مصر نے اسکندریہ کی بغاوت فرو کرنے میں ذمیوں کے ساتھ نامنصفانہ سلوک کیا تھا اور ان کو لونڈی غلام بنا لیا تھا نیز نئی نہروں کے جاری ہو جانے کے باوجود مصر کے مالیات میں کچھ اضافہ نہ کر سکے اور آخر حضرت عبداللہ بن ابی سرح کی تقرری کے بعد اس سے کہیں زیادہ ہو گیا۔ اسی طرح حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ والی کوفہ نے بیت المال سے ایک بیش قرار رقم قرض لی اور پھر اس کے ادا کرنے میں تساہل کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مہتمم بیت المال سے سخت کلامی تک نوبت پہنچی۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابی بصرہ رعایا کو خوش نہ کر سکتے تھے اور تمام اہل بصرہ ان کے مخالف ہو گئے تھے چنانچہ ان کے وفد نے دار الخلافہ جا کر ان کے معزولی کا مطالبہ کیا۔

کیا یہ تمام وجوہ ان حضرات کو معزول کر دینے کے لیے کافی نہ تھے؟ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ پر رشوت ستانی کا الزام قائم کیا گیا اگرچہ یہ سراسر بہتان تھا لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو اس لیے معزول کر دیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی جگہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی تقرری کی وصیت کی تھی۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے معزول نہیں کیا تھا بلکہ وہ عہد فاروقی ہی میں معزول ہو چکے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی معزولی بے وجہ تھی لیکن لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کی طرف سے اس قدر بدگمان کر دیا تھا کہ ان کو معزول کر دینا ناگزیر ہو گیا رہا بیت المال کے مہتمم حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ اور حضرت معیقیب رضی اللہ عنہ کی سبکدوشی تو اس کے متعلق خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بیان موجود ہے جو انہوں نے ان دونوں بزرگوں کی معزولی کے سلسلہ میں ایک جلسہ عام میں کیا تھا۔

الا ان عبد الله بن ارقم لم يزل على جراتكم زمن ابى بكر و عمر الى اليوم انه كبر وضعف وقد وينا عليه زيد بن ثابت۔ صاحبو! حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے اس وقت تک آپ کے تقسیم وظائف کی خدمت انجام دیتے رہے لیکن اب بوڑھے اور ضعیف ہو گئے اس لیے اس خدمت کو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا ہے۔

ظاہر ہے کہ مال کی نگرانی کا کام جس قدر اہم اور مشکل ہے اس لحاظ سے اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو جو ضعف و پیروی کے باعث اپنی خدمت کو باحسن وجوہ انجام نہیں دے سکتے تھے سبکدوش کر دیا اور اس عہدہ پر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو جو پڑھنے لکھنے اور حساب و کتاب میں خاص طور پہ ممتاز تھے مامور کیا تو کون سی خطا کی؟

دوسرے معاملے کی نسبت غور کرنا چاہیے کہ نااہل اور ناتجربہ کار افراد کی تقرری کا الزام کہاں تک درست ہے؟ اس میں شک نہیں ہے کہ حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ حضرت سعید ابن العاص رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن ابی شرح رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ۔ اگرچہ صحابہ کرام اور فاروقی عمال کی زہد واتقا کے مالک نہ تھے تاہم ان کے انتظامی کارنامے اور عظیم الشان فتوحات کسی طرح ان کو نااہل اور ناتجربہ کار نہیں ثابت کرتے۔

حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جزیرہ کے عامل رہ چکے تھے حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے طبرستان اور آرمینیہ فتح کیا۔ حضرت عبداللہ بن ابی شرح رضی اللہ عنہ نے طرابلس اور قبرس کو زیر نگیں کیا۔ ان کی یہ فتوحات ان کی ناتجربہ کاری کا ثبوت ہیں؟ حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ والی بصرہ البتہ ایک کمسن نوجوان تھے لیکن فطری لیاقت کو عمر کی کمی زیادتی سے کوئی تعلق نہیں فتوحات کے سلسلہ میں اوپر گزر چکا ہے کہ اسی نوجوان نے کابل، ہرات، بجستان اور نیشاپور کو اسلام کے زیر نگیں کیا تھا۔ غرض نااہل اور ناتجربہ کار عمال کے تقرر کا الزام سراسر خلاف واقعہ ہے۔

البتہ تیسرے معاملے یعنی اپنے خاندان کے لوگوں کو ذمہ داری کے عہدوں پر مامور کرنے کا الزام ایک حد تک قابل غور ہے اس میں شک نہیں کہ شیخین رضی اللہ عنہما اس بارہ میں نہایت محتاط تھے اور ہر ایک شک وشبہ کے موقع سے بچتے تھے یہی وجہ ہے کہ خلافت کے عاملات میں اپنے اعزہ واقارب کے لیے ہمیشہ کوتاہ دست رہے لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک سادہ طبع اور نیک نفس بزرگ تھے۔ مزاج میں اتنی پیش بینی نہ تھی۔ نیز اپنے اختیارات سے اپنے قرابت مندوں کو فائدہ پہنچاتے تھے ایک دفعہ جب لوگوں نے اس طرز عمل کی علانیہ شکایتیں کیں تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے صحابہ کو جمع کیا اور خدا کا واسطہ دے کر پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کو تمام عرب تر ترجیح نہیں دیتے تھے اور کیا قریش میں بنوہاشم کو سب سے زیادہ خیال نہیں رکھتے تھے؟ لوگ خاموش رہے تو ارشاد فرمایا کہ اگر میرے ہاتھ میں جنت کی کنجی ہوتی تو تمام بنی امیہ کو اس میں بھر دیتا۔ بہرکیف یہ امام وقت کی ایک اجتہادی رائے تھی ممکن ہے کہ عام لوگ اس سے متفق نہ ہوں لیکن اس سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فضل وکمال کا دامن داغدار نہیں ہوسکتا دوسرا الزام بیت المال میں مسرفانہ تصرف کا ہے لیکن ثبوت میں جن واقعات کو پیش کیا گیا ہے وہ یا تو سرتاپا غلط ہیں یا رنگ آمیزی کر کے ان کی صورت بدل دی گئی ہے۔ ہم تفصیل کے ساتھ ہر ایک وقاعہ کو اس کی اصل صورت میں دکھاتے ہیں جن سے اندازہ ہوگا کہ مفسدین نے کس طرح واقعات کی صورت کو مسخ کر کے حضرت عثمان کو بدنام کرنے کی کوشش کی تھی۔

اس سلسلہ میں سب سے اول ہم کو یہ دیکھنا چاہیے کہ ذاتی طور پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مالی حالت کیسی تھی؟ تاکہ یہ اندازہ ہوسکے کہ وہ اپنی ذاتی دولت سے اس قسم کی فیاضی اور جود وکرم پر قادر تھے یا نہیں؟ یہ مسئلہ تاریخی واقعہ جس سے کسی کو انکار نہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ صحابہ کرام میں سب سے زیادہ دولت منداور متمول تھے' ان کی دولت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ ہزار ہا روپیہ بیر رومہ کی خریداری پر صرف کیے۔ ایک پیش قرار رقم سے مسجد نبوی کی توسیع کی اور لاکھوں روپیہ سے آپ نے جیش عسرت کو آراستہ کیا اب سوال یہ ہے کہ راہ خدا میں جس کے جود وسخا کا یہ حال ہے وہ اپنی دولت سے ذوی القربی کے ساتھ کچھ صلہ رحمی نہیں کر سکتا تھا؟ اس کے متعلق ایک موقع پر خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ تقریر فرمائی تھی جس سے اس الزام کی حقیقت پورے طور سے واضح ہو جاتی ہے۔

((قالوا انی احب اهلی وعطیهم فاما حبی فانه لم لیصل معهم علی جوربل احمل الحقوق علیهم۔ واما عطائوهم فانی ما اعطیهم من مالی ولا استهل اموال المسلمین لنفسی ولا لاحد من الناس ولقدکنت اعطی العطیة الکبیرة الرغیبة من صلب مالی فی ازمان رسول الله (صلی اللہ علیہ وسلم) و ابی بکر و عمر رضی الله عنهما وانا یومئذ شحیح حریص فحین اتیت علی اسنان اهل بیتی و

فنی عمری دودعت الذی لی فی اھلی قال الملحدون ماقالوا وانی واللہ ماحملت علی مصر من الامصار فضلا فیجوز ذلک لمن قالہ ولقد رددتہ علیھم وما قدم علی الاخماس ولایحل لی منھا شی ء قولی المسلمون وضعھا فی اھلھا دونی ولایتلفت من مال اللہ تبلس مما فوقہ وما ایتلغ منہ ما اکل الامن مالی .))

''لوگ کہتے ہیں کہ میں مدینہ میں اپنے خاندان والوں سے محبت رکھتا ہوں اور ان کے ساتھ فیاضی کرتا ہوں لیکن میری محبت نے مجھے ظلم کی طرف مائل نہیں کیا ہے بلکہ میں صرف ان کے واجبی حقوق ادا کرتا ہوں اسی طرح فیاضی بھی۔ اپنے ہی مال تک محدود ہے مسلمانوں کا مال نہ میں اپنے لیے حلال سمجھتا ہوں اور نہ کسی دوسرے کے لئے۔ میں رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں بھی اپنے مال سے گراں قدر عطیہ دیا کرتا تھا۔ حالانکہ میں اس زمانے میں حریص اور بخیل تھا اور اب جب کہ میں خاندانی عمر کو پہنچ چکا ہوں زندگی ختم ہو چکی ہے اور اپنا تمام سرمایہ اپنے اہل وعیال کے سپرد کر دیا ہے تو ملحدیں ایسی باتیں مشہور کرتے ہیں۔ خدا کی قسم! میں نے کسی شہر پر خراج کا کوئی بار ایسا نہیں ڈالا ہے کہ اس قسم کا الزام دینا جائز ہو اور جو کچھ وصول ہوا وہ انہیں لوگوں کے رفاہ بہبود پر صرف ہوا۔ میرے پاس صرف خمس آتا ہے اور اس میں سے بھی کچھ میرے لیے لینا جائز نہیں۔ مسلمانوں نے اس کو میرے مشورے کے بغیر مستحقین میں صرف کیا۔ خدا کے مال میں ایک پیسہ کا بھی تصرف نہیں کیا جاتا۔ میں اس سے کچھ نہیں لیتا ہوں یہاں تک کہ کھاتا بھی ہوں تو اپنے مال ومتاع سے۔''

مذکورہ بالا تصریحات نے بعد اب ہم کو ان واقعات کی طرف رجوع کرنا چاہیے جن کی بنا پر ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی تابش ضیا کو غبار آلود کیا جاتا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ حکم رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے طائف کو جلا وطن کر دیا تھا لیکن اخیر عہد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سفارش سے مدینہ آنے کی اجازت دے دی تھی۔ چونکہ شیخین رضی اللہ عنہما کو ذاتی طور پر رسول اللہ ﷺ کی منظوری کا علم نہیں تھا اس لیے انہوں نے مدینہ آنے کی اجازت نہیں دی جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عنان خلافت ہاتھ میں لی تو اپنے ذاتی علم کی بناء پر ان کو مدینہ بلا لیا اور ان کے لڑکے مرحان سے اپنی ایک صاحبزادی کا نکاح کر دیا اور صلہ رحم کے طور پر جیب خاص سے حکم رضی اللہ عنہ کو ایک لاکھ درہم عطا فرمائے، نیز مروان کو جہیز میں ایک لاکھ درہم کا عطیہ مرحمت کیا یہ ہے اصل واقعہ جس کو مفسدین نے رنگ آمیزی کر کے کچھ سے کچھ کر دیا۔

طرابلس کے مال غنیمت سے مروان خمس دلانے کا واقعہ سراسر بہتان ہے اس کی صحیح کیفیت یہ ہے کہ مروان نے اس کو خرید لیا تھا۔ چنانچہ مورخ ابن خلدون لکھتا ہے: ((وارسل ابن زبیر بالفتح والخمس فاشتراہ مردان بن حکم بخمس مائۃ الف دینار و بعض الناس یقول اعطاہ ایاہ فلایصح وانما اعطی ابن ابی سرح خمس الخمس من الغزوۃ الاولیٰ .)) ''ابن زبیر نے فتح کا مژدہ اور پانچواں حصہ دار الخلافہ روانہ کیا جس کو پانچ لاکھ دینار پر مروان نے خرید لیا۔ اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ مردان کو دے دیا گیا یہ صحیح نہیں ہے بلکہ پہلے معرکہ کے مال غنیمت کے خمس کا خمس حضرت ابن ابی سرح کو دے دیا گیا۔

اب یہ اعتراض رہ جاتا ہے کہ کسی غزوہ کی مال غنیمت کا کوئی حصہ ابن ابی سرح کو دینے کا کیا حق تھا؟ لیکن واقعہ یہ ہے کہ طرابلس کی جنگ کے قبل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ابن ابی سرح سے وعدہ کیا تھا کہ اگر تم اس معرکہ میں کامیاب ہوئے تو مال غنیمت کے پانچویں حصہ کا پانچواں حصہ تم کو دیا جائے گا۔ چنانچہ فتح کے بعد حسب وعدہ ان کو دے دیا اس سے عام مسلمانوں کو شکایت پیدا ہوتی۔ اور انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اس کا اظہار کیا تو انہوں نے اس کو واپس لے لیا۔ طبری کے یہ الفاظ ہیں: ((فان رضیتم نقد جاز وان سخطتم

فهوارد قالوا انا نسخطه قال فهوارد و كتب الىٰ عبد الله برد ذالك .)) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تم اس پر راضی ہو تو ان کا ہو چکا اور تمہاری مرضی کے خلاف ہے تو واپس ہے۔ لوگوں نے کہا ہم راضی نہیں ہیں فرمایا واپس ہے اور حضرت عبداللہ کو واپس کرنے کا حکم نادر لکھ دیا۔''

حضرت عبداللہ بن خالد کو تین لاکھ کا عطیہ مرحمت فرمایا گیا لیکن اس کی نسبت خواہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مصری معترضین سے فرمایا تھا کہ میں نے بیت المال سے یہ رقم بصورت قرض لی ہے۔ حارث بن حکم کو مدینہ کے بازار سے عشر وصول کرنے کا اختیار دینا بالکل بے بنیاد ہے۔ اسی طرح اپنی صاحبزادیوں کو ہیرے جواہرات دینے کا قصہ صرف ابن اسحاق نے حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روایت کیا ہے اور چونکہ درمیانی راوی مجہول ہے اس لیے یہ روایت قابل اعتبار نہیں۔

۱۔ بیت المال کے صرف سے اپنے لیے محل تعمیر کرنے کا قصد محض کذب صریح ہے جو فیاض طبع اپنے ابر کرم سے دوسروں کو سیراب کرتا ہو اور جو اپنا مقرر وظیفہ تک بیت المال سے لینا پسند نہ کرتا ہو وہ اپنے لیے عام مسلمانوں کا شرمندہ احسان ہونا کس طرح گوارا کرتا۔

۲۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ مہتمم بیت المال کو ایک لاکھ درہم دینے کی روایت بالکل بے بنیاد ہے۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ ایک دفعہ بیت المال میں اخراجات کے بعد ایک معقول رقم پس انداز ہوئی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت کو حکم دیا کہ اس کو کسی رفاہ عام کے کام پر صرف کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے اس کو مسجد کی توسیع اور تعمیر میں صرف کر دیا۔ ان شاءاللہ اس کا تفصیلی بیان تعمیرات کے سلسلہ میں آئے گا۔

۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے وظائف کا بند کرنا کوئی قابل اعتراض امر نہیں ہے امام وقت کو سیاسی وجود کی بنا پر اس قسم کے اختیارات حاصل ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان دونوں بزرگوں کی طرف سے کچھ غلط فہمی پیدا ہو گئی تھی اس لیے انہوں نے کچھ دنوں کے لیے وظیفہ روک دیا تھا۔ چنانچہ جب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو غایت انصاف سے کام لے کر جس قدر وظیفہ بیت المال کے ذمہ باقی تھا جس کی مقدار تخمینا بیس ہزار تھی ان کے ورثہ کے حوالہ کر دیا۔

۴۔ چوتھا اعتراض بالکل بے معنی ہے فوجی گھوڑوں اور زکوٰۃ کے اونٹوں کے لیے چراگاہیں بنوانا خلیفہ وقت کا منصبی فرض ہے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام بقیع کو چراگاہ قرار دیا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمام ملک میں وسیع چراگاہیں تیار کرائی تھی۔ عہد عثمانی میں قدرتا گھوڑوں اور اونٹوں کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہو گیا۔ یہاں تک کہ صرف ایک چراگاہ سے چالیس ہزار اونٹ پرورش پاتے تھے۔ اس سرکاری چراگاہوں کا وسیع پیمانہ پر انتظام کرنا ضروری تھا۔ چنانچہ یہ تمام چراگاہیں سرکاری خرچ سے تیار ہوئی تھیں اس لیے عوام کو اس سے مستفید ہونے کا کوئی حق نہیں تھا۔

البتہ اگر الزام کی یہ صورت ہو کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے ذاتی گھوڑوں اور اونٹوں کے لیے مقام بقیع کی چراگاہ کو مخصوص کر لیا تھا تو اس کے متعلق انہوں نے خود جن الفاظ میں اپنی برأت ظاہر کی ہے اس بحث کے فیصلے کے لیے کافی ہے۔

((قالوا حيت حمى وانى والله ماحهو شيئا لا حد الا ماغلبه هليه اهل المدينة ثم لم يمنعوا عن رعية احد و اقتصر وا الصدقات السلمين يحمونها له لا يكون بين من يليهاد بين احد تنازع ثم مامنعوا ولا تنحو منها احد الامن ساقم هما رمالى من بعير غير رالتين ومالى ثاغية ولا رعية وانى قلاوليت والى اكثر العرب اوشافمالى اليوم شاة ولا بعير غير بعيرين لجعى .))

''لوگ کہتے ہیں کہ تو نے مخصوص چراگاہیں بنائیں ہیں، حالانکہ خدا کی قسم! اس کو میں نے مخصوص چراگاہ قرار دیا ہے جو مجھ سے

پہلے مخصوص ہو چکی تھی اور خدا کی قسم! ان لوگوں سے وہی مخصوص چراگاہیں تیار کرائیں جن پر تمام اہل مدینہ غالب آئے اس کے بعد چرانے سے کسی کو نہیں روکا اور اس کو مسلمان کے صدقے پر محدود کر دیا۔ ان کو اس لیے چراگاہ بنایا تاکہ والی صدقہ اور کسی کے درمیان نزاع نہ واقع ہو۔ پھر کسی کو نہ منع کیا نہ اس سے ہٹایا۔ بجز اس کے جس نے بطور ثبوت کے کوئی درہم دیا میرے پاس اس وقت دو اونٹوں کے علاوہ اور کوئی مویشی نہیں حالانکہ جس وقت میں نے خلافت کا بار گراں اپنے سر لیا ہے تو میں عرب میں سب سے زیادہ اونٹوں اور بکریوں کا مالک تھا اور آج ایک اونٹ اور بکری تک نہیں ہے صرف حج بیت اللہ کے لیے دو اونٹ رہ گئے ہیں۔"

۵۔ بازار میں بعض اشیاء کی خرید و فروخت کو اپنے لیے مخصوص کر لینے کا قصہ بالکل غلط ہے۔ اگر اس کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو نائب رسول ﷺ اور ایک جفا کار بادشاہ میں کوئی فرق نہیں رہ جاتا۔ البتہ کھجور کی گٹھلیوں کو زکوٰۃ کے اونٹوں کی خوراک کے لیے خرید کا انتظام کیا۔ لیکن اس سے کوئی الزام عائد نہیں ہو سکتا۔

۶۔ اپنے حاشیہ نشینوں اور اہل قرابت کو اطراب ملک میں وسیع قطعات زمین مرحمت فرمانے کا جو الزام قائم کیا گیا ہے اس کی صحیح کیفیت یہ ہے عہد عثمانی میں بہت سے اہل یمن گھر اور جائیداد چھوڑ کر مدینہ چلے آئے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کی راحت اور سہولت کے خیال سے نزول کی اراضی کا ان کی یمن کی جائیداد سے تبادلہ کر دیا تھا مثلاً حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو ایک قطعہ زمین دیا تو اس کے معاوضہ میں کندہ میں ان کی مملوکہ جائیداد پر قبضہ کر لیا۔ انتظامی حیثیت سے اس قسم کا ردوبدل ناگزیر تھا۔

عراض میں بہت سی زمین غیر آباد پڑی ہوئی تھی جن لوگوں نے اس کو قابل زراعت بنایا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے من احیی ارضا میتة فھی لہ پر عمل کر کے ان کو اس کا مالک قرار دیا۔ ملک کو آباد اور قوم کو مرفہ الحال کرنے کے لیے اس قسم کی ترغیب و تحریص نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہے۔

۷۔ اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اخلاقی یا سیسی مصالح کی بنا پر کسی صحابی کی تادیب کی تو اس سے اس کی تذلیل نہیں ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت بغابن کعب رضی اللہ عنہ پر کوڑا اٹھایا، حضرت عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ کا کرتہ اتروا کر بکریاں چرانے کو دیں اور حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کو درے مرے تو کسی نے اس کو تذلیل پر محمول نہیں کیا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جلاوطن نہیں کیا تھا وہ خود تارک الدنیا ہو گئے تھے۔ چنانچہ جب عثمان رضی اللہ عنہ نے تحقیقات کے لیے ان کو طلب کیا اور وہ دربار خلافت میں حاضر ہوئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پہلے فرمایا کہ آپ میرے پاس رہیے۔ آپ کے اخراجات کا میں کفیل ہوں لیکن انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ تمہاری دنیا کی مجھ کو ضرورت نہیں ہے۔

اسی طرح حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی کوئی واقعہ پیش نہیں آیا تھا بلکہ ان کی جلاوطنی کی روایت کے برخلاف ایک مستند روایت موجود ہے کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آخری عہد تک شام میں تقسیم غنیمت کے عہدہ پر مامور تھے۔ البتہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ حضرت جندب بن جنادہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ کچھ سختیاں ہوئیں لیکن اس سے ان کی تذلیل نہیں ہوئی۔ ایک مصحف کے سوا تمام مصاحف کے جلا دینے کا الزام صرف ان لوگوں کے نزدیک قابل وقعت قرار پا سکتا ہے جن کے دل بصیرت سے اور آنکھیں بصارت سے محروم ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خود کوئی صحیفہ ترتیب دے کر پیش نہیں کیا بلکہ فتنہ کے ظہور سے پہلے آپ ﷺ کی وفات کے بعد ہی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جو مصحف تیار کرایا تھا اسی کی نقلیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مختلف امصار و دیار میں بھجوا دیں اور اسی کی تسلیم پر امت کو متفق کر دیا یہ آپ کا وہ کارنامہ ہے جس کے بار احسان سے امت محمدیہ کو کبھی سبکدوشی نہیں ہو سکتی۔

۹۔ اس میں شک نہیں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نہایت رحم دل اور رقیق القلب تھے لیکن شرعی حدود کے اجرا میں انہوں نے کبھی تساہل سے کام نہیں لیا جن واقعات کی بنا پر ان کو اجرائے حدود میں تغافل شعار بتایا جاتا ہے ان کی تفصیل یہ ہے۔

(۱)...... حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ہرمزان کا قصاص نہیں لیا گیا۔

(۲)...... حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ پر شراب خوری کی حد جاری کرنے میں غیر معمولی تاخیر ہوئی۔

ہرمزان کا واقعہ یہ ہے کہ جب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو ابولولو مجوسی نے شہید کیا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے غضب ناک ہو کر قاتل کی لڑکی اور ہرمزان کو جو ایک نومسلم ایرانی تھا قتل کر دیا۔ کیونکہ ان کے خیال میں یہ سب سازش میں شریک تھے چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب عثمان خلافت ہاتھ میں لی تو سب سے پہلے یہی مقدمہ پیش ہوا۔ آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس کے متعلق رائے طلب کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو ہرمزان کے قصاص میں قتل کر دینے کا مشورہ دیا بعض مہاجرین نے کہا کہ ابھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کل بحالت نماز قتل کیے گئے اور ان کا لڑکا آج مارا جائے گا؟ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے امیر المومنین! اگر آپ عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو معاف کر دیں گے تو امید ہے کہ خدا آپ سے باز پرس نہ کرے گا۔ غرض اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے قتل کر دینے کے خلاف تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا چونکہ ہرمزان کا کوئی وارث نہیں ہے اس لیے بحیثیت امیر المومنین میں ان کا ولی ہوں اور قتل کے بجائے دیت پر راضی ہوں اس کے بعد خود اپنے ذاتی مال سے دیت کی رقم دی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جس عمدگی کے ساتھ اس مقدمہ کا فیصلہ کیا ہے اس سے بہتر نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ قبیلہ عدی کبھی ہرمزان کے قصاص میں حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے قتل کو پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھا اور درحقیقت اسی وقت فتنہ وفساد کی آگ مشتعل ہو جاتی۔

حضرت ولید بن عقبہ والی کوفہ نے بادہ نوشی کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فوراً معزول کر دیا۔ لیکن حد کے اجراء میں اس وجہ سے تاخیر ہوئی کہ گواہوں پر کامل اطمینان نہیں تھا جب کافی ثبوت بہم پہنچ گیا تو پھر حد کے اجراء میں پس وپیش نہیں کیا۔

۱۰۔ یہ خیال کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے موثق روایات کو چھوڑ کر روایات شاذہ کمل کیا۔ قطعی غلط ہے البتہ اجتہادی مسائل میں اختلاف آرا ہوا۔ اور یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم میں اس قسم کا اختلاف پایا جاتا ہے۔

۱۱۔ مذہب اختراع بدعات کا الزام نہایت لغو اور سراسر کذب ہے۔ اتباع سنت حضرت عثمان کا مقصد تھا میدان منیٰ میں دو رکعت کی بجائے چار رکعت نماز ادا کرنا دراصل ایک نقص شرعی پر مبنی تھا چنانچہ جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کو بدعت محمول کر کے اس پر ناپسندیدگی اختیار کیا تو خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک مجمع میں چار رکعت نماز پڑھنے کے حسب ذیل وجہ بیان کی۔

((یا ایھا الناس انی تاھلت بمکۃ منذقدمت وانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من تاھل فی بلد فلیصل صلوٰۃ المقیم .))

''صاحبو! جب میں مکہ معظّمہ پہنچا تو اقامت کی نیت کر لی اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے جو کسی شہر میں اقامت کی نیت کر لے اس کو مقیم کی طرح نماز پڑھنی چاہیے۔''

۱۲۔ بارھواں الزام مصری وفد کے ساتھ بدعہدی کا ہے اس پر تفصیلی بحث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شہادت کے موقع پر آئے گی۔

شورش کے انسداد اور اصلاح کی آخری کوشش

غرض یہ حقیقت ہے ان تمام الزامات کی جن کی بنیاد پر سازش فتنہ بردازی انقلاب کی عمارت قائم کی گئی تھی اور اس حد تک مکمل ہو چکی

تھی کہ اس کا انہدام تقریباً ناممکن ہو گیا تھا تاہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے شورش رفع کرنے کے لیے اصلاح اور شکایتوں کے ازالہ کی ایک آخری کوشش کی اور تمام اعمال کے دار الخلافہ میں طلب کر کے اس کے متعلق ایک مجلس شوریٰ منعقد کی جن میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبد اللہ بن سرح رضی اللہ عنہ، حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک مختصر تقریر کے بعد موجودہ شورش کو رفع کرنے کے متعلق ہر ایک سے رائے طلب کی حضرت عبداللہ بن جابر رضی اللہ عنہ نے کہا اے امیر المومنین! میرا خیال یہ ہے کہ اس وقت کسی ملک پر فوج کشی کر دی جائے لوگ جہاد میں مشغول ہو جائیں گے تو فتنہ فساد کی آگ خود بخود سرد ہو جائے گی۔ حضرت سعید بن العاص نے کہا موجودہ شورش صرف ایک جماعت کی وجہ سے ہے اس کے سرگردہ اگر قتل کر دیے جائیں تو مفسدین کا شیرازہ بکھر جائے گا اور ملک میں کافی امن وامان پیدا ہو جائے گا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہر ایک عامل اپنے صوبہ میں امن وامان قائم رکھنے کا ذمہ لے میں ملک شام کا ضامن ہوں۔ حضرت عبداللہ بن سعید رضی اللہ عنہ نے کہا شورش پسند گروہ حریص و طماع ہے اس لیے مال وزر سے اس کا منہ بند کیا جا سکتا ہے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا امیر المومنین! آپ کی بے اعتدالیوں نے لوگوں کو احتجاج حق پر آمادہ کیا ہے اس کے تدارک کی صرف دو ہی صورتیں ہیں یا عدل وانصاف سے کام لیجیے یا خلافت سے کنارہ کشی اختیار کیجیے اگر یہ دونوں ناپسند ہو تو جو چاہے کیجئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تعجب سے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا اور فرمایا افسوس کیا تم میری نسبت ایسی رائے رکھتے ہو؟ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ خاموش رہے لیکن جب مجمع منتشر ہو گیا تو تنہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رہ گئے تو کہا اے امیر المومنین! آپ مجھے زیادہ محبوب ہیں مجمع عام میں میں نے جو رائے دی وہ نمائشی تھی تا کہ مفسدین مجھے ہم خیال سمجھ کر اپنا رازدار بنائیں اور اس طرح آپ کو ان کے خیر وشر سے مطلع کرتا رہوں۔ اگر چہ یہ عذر معقول اور دل نشین نہ تھا تاہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے۔

مجلس شوریٰ کے ارکان نے اگر چہ اپنے اپنے خیال کے مطابق مفید رائے دیں لیکن ان میں سے کسی رائے سے بھی اصل مرض کا ازالہ نہیں ہو سکتا تھا اس لیے اصلاح ملک کا کوئی مکمل دستور العمل تیار نہ ہو سکا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تمام اعمال کو واپس کر دیا اور خود ایک مکمل اسکیم سوچنے میں مصروف ہو گئے۔

مفسدین کوفہ کی رضا جوئی

پہلے گزر چکا ہے کہ مفسدین کوفہ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ سے خاص بغض وعناد رکھتے تھے چنانچہ جب وہ مجلس شوریٰ میں شریک ہونے کے لیے مدینہ گئے تو انہوں نے باہم عہد کیا کہ اب وہ ان کے واپس آنے میں بروز مزاحم ہوں گے۔ چنانچہ جب حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ مدینہ سے کوفہ گئے تو مفسدین نے شہر سے بالکل باہر نکل کر مقام جرعہ میں مزاحمت کی اور حضرت سعید رضی اللہ عنہ کو مدینہ جانے پر مجبور کر دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کی خواہش کے مطابق حضرت سعید رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو تقرر کیا اور باغیوں کے پاس لکھ بھیجا کہ میں نے تمہاری خواہش کے مطابق تقرر کر دیا۔ اور آخری وقت تک تمہاری اصلاح میں جدوجہد کروں گا اور کسی وقت صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑوں گا۔

تحقیقاتی وفود

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ برابر اصلاح ملک میں تھے کہ کوئی مناسب تدبیر سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے مشورہ کر دیا کہ ملک کے مختلف حصوں میں حالات کے تحقیقات کے لیے وفود روانہ کیے جائیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو رائے پسند آئی چنانچہ ۳۵ھ میں حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کوفہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بصرہ، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ مصر، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ شام میں اور بعض دیگر صحابہ کرام

دوسرے صوبہ جات کی طرف تفتیش حال کے لیے روانہ کیے گئے نیز تمام ملک میں گشتی اعلان جاری کر دیا کہ میں عموماً حج کے موقع پر تمام عمال جمع کرتا ہوں اور جس عامل کے خلاف کوئی شکایت پیش کی جاتی ہے فوراً تحقیقات کر کے تدارک کرتا ہوں لیکن باوجود اس کے معلوم ہوا ہے کہ بعض عمال بے وجہ لوگوں کو مارتے ہیں اور لوگوں کو گالی دیتے ہیں اور دوسرے طریقوں سے لوگوں کو ظلم وتعدی کرتے ہیں اس لیے اعلان عام ہوا ہے کہ جس کو مجھ سے یا میرے عامل سے کوئی شکایت ہو وہ حج کے موقع پر بیان کرے۔ میں کامل تدارک کر کے ظالم سے مظلوم کا حق دلاؤں گا۔

انقلاب کی کوشش

ادھر دربار خلافت میں یہ اصلاحات کی تجویزیں پیش ہو رہی تھیں۔ دوسری طرف ملک میں ایک عظیم الشان انقلاب کی مکمل سازش ہو چکی تھی چنانچہ بصرہ، کوفہ اور مصر کے فتنہ پردازوں نے آپس میں طے کر کے اپنے اپنے شہر سے حاجیوں کی وضع میں مدینہ کا رخ کیا تاکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بزور اپنے مطالبات تسلیم کرائیں۔

مدینہ منورہ کے قریب پہنچ کر شہر سے دو تین میل کے فاصلہ پر قیام کیا اور چند آدمی جو اس جماعت کے سرگردہ تھے باری باری حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے کہ وہ اپنی وساطت سے معاملہ کا تصفیہ کرادیں لیکن سب نے اس جھگڑے میں پڑنے سے انکار کر دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو فتنہ وفساد کا دبانا اور لوگوں کی صحیح شکایات کا رفع کرنا بہرحال منظور تھا اس لیے انہوں مفسدین کی اجتماع کی خبر سنی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلا کہ کہا کہ آپ اس جماعت کو راضی کر کے واپس کر دیجئے۔ میں جائز مطالبات کے تسلیم کرنے کے لیے تیار ہوں۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے وساطت سے مفسدین واپس گئے۔

اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے روز مسجد میں خطبہ دیا اور تفصیل کے ساتھ اصلاحی اسکیم اور اپنے آئندہ طرز عمل کی توضیح کی۔ لوگ خوش ہوئے کہ اب منازعات کا خاتمہ ہو گیا اور جدید کے اجراء سے ایک طرف تو بنوامیہ کا زور ٹوٹ جائے گا۔ دوسری طرف باغ اسلامی میں جس کو مسلسل پانچ چھ سال کے فتنہ وفساد اور سازش وفتنہ پردازی کی بادخزاں نے بے رونق کر دیا ہے پھر تازہ بہار آجائے گی۔

ابھی یہ غنچہ سرور اچھی طرح کھلا بھی نہ تھا کہ مرجھا گیا۔ اور ایک دن دفعتہً مدینہ منورہ کی گلیوں میں تکبیر کے نعروں اور گھوڑوں کی ٹاپوں سے شور قیامت برپا ہو گیا۔ کبار صحابہ رضی اللہ عنہم گھبرا کر گھروں سے نکل آئے دیکھا کہ مفسدین کی جماعت پھر واپس آگئی ہے اور انتقام انتقام کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بڑھ کر واپس آنے کا سبب دریافت کیا مصریوں نے کہا کہ راہ میں دربار خلافت کا ایک قاصد ملا جو نہایت تیزی اور عجلت کے ساتھ مصر جا رہا تھا کی مشتبہ حالت سے بدگمانی پیدا ہوئی اور خیال ہوا کہ ضرور ہم لوگوں کے متعلق والی مصر کے پاس احکام جا رہے ہیں۔ تلاشی لی گئی تو درحقیقت ایک ایسا فرمان برآمد ہوا جس میں ہدایت کی گئی تھی کہ ہم لوگوں کی گردن ماردی جائے اس لیے اب ہم اس بدعہدی اور فریب کاری کا انتقام لینے آئے ہیں۔

خلافت سے کنارہ کشی کا مطالبہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ سے اطلاع دی گئی تو آپ نے حیرت کے ساتھ اپنی لاعلمی ظاہر کی اور قسم کھا کر کہا کہ مجھے مطلقاً اس خطر کی اطلاع نہیں ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلیفہ انکار پر لوگوں نے قیاس کیا کہ یقیناً یہ مروان کی شرارت ہے۔ مصریوں نے کہا بہرحال کچھ بھی ہو جو خلیفہ اس قدر غافل ہو کہ اس کی لاعلمی میں ایسے اہم امور پیش آجائیں اور اسے خبر نہ ہو وہ کسی طرح خلافت کے لیے موزوں نہیں ہو سکتا۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مسند خلافت سے کنارہ کش ہو جانے کا مطالبہ کیا۔ آپؓ نے فرمایا جب تک مجھ پر رمق جان باقی ہے میں اس

خلعت کو جو مجھے خدا نے پہنایا ہے خود اپنے ہاتھوں سے نہیں اتاروں گا اور حضور اکرم ﷺ کی وصیت کے مطابق میں اپنی زندگی کے آخری لمحہ تک صبر کروں گا۔

محاصرہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے انکار پر مفسدین نے کاشانہ خلافت کا نہایت سخت محاصرہ کیا جو چالیس دن تک مسلسل قائم رہا اس عرصہ میں گھر کے اندر پانی تک پہنچانا جرم تھا۔ ایک دفعہ ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ساتھ کھانے پینے کے کچھ چیزیں لے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک پہنچنے کی کوشش کی مگر مفسدین کے قلوب نور ایمان سے خالی ہو چکے تھے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے حرم محترم کا بھی پاس و لحاظ نہ کیا اور بے ادبی کے ساتھ مزاحمت کر کے واپس کر دیا ہمسایہ گھروں سے کبھی کبھی رسد و پانی کی امداد پہنچ جاتی تھی۔ مفسدین کی خیرہ سری سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بے احترامی اتنی بڑھ گئی تھی کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بلانے پر ان کے گھر اندر جانا چاہا تو لوگوں نے ان کو روک دیا آپ نے مجبور ہو کر اپنا سیاہ عمامہ اتار کر قاصد کو دے دیا اور کہا کہ جو حالت ہے اس کو دیکھ لو اور جا کر کہہ دو کہ بہت سے صحابہ مدینہ چھوڑ کر چلے گئے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سفر حج کا ارادہ کر لیا اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان پر آشوب حالات میں گوشہ نشینی بہتر سمجھی ذمہ دار صحابہ میں اس وقت تین بزرگ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ موجود تھے جو نہ بے تعلق رہ سکتے تھے اور نہ ان حالات پر ان کو قابو تھا۔ تینوں صحابوں نے بہت کچھ کوششیں بھی کیں مگر اس ہنگامے میں کوئی کسی کی نہیں سنتا تھا اس لیے یہ تینوں صحابہ بھی عملاً علیحدہ رہے مگر اپنے اپنے جگر گوشوں کو خلیفہ وقت کی حفاظت کے لیے بھیج دیا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ دروازہ پر پہرہ دے رہے تھے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں جو جاں نثار موجود تھے ان کی افسری پر متعین کیا۔

باغیوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی فہمائش

کاشانہ خلافت کا محاصرہ کرنے والے باغیوں کو متعدد دفعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سمجھانے کی کوشش کی ان کے سامنے موثر تقریریں کیں حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے تقریر کی مگر ان لوگوں پر کسی چیز کا اثر نہ ہوا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چھت کے اوپر سے مجمع کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ آپ ﷺ جب مدینہ آئے تو یہ زمین تنگ تھی' آپؐ نے فرمایا کہ کون اس زمین کو خرید کر وقف کرے گا اس کے صلہ میں اس کو اس سے بہتر جگہ جنت میں ملے گی۔ تو میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی۔ تو کیا تم اسی مسجد میں مجھ کو نماز نہیں پڑھنے دو گے؟ تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں بتاؤ کیا تم جانتے ہو کیا تم جانتے ہو کہ آپ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو مدینہ میں بیر رومہ کے سوا میٹھے پانی کا کوئی کنواں نہ تھا آپ نے فرمایا اس کو کون خرید کر عام مسلمانوں پر وقف کرتا ہے اور اس سے بہتر کنواں اس کو جنت میں ملے گا۔ تو میں نے ہی اس کی تعمیل کی تو کیا اسی کے پانی پینے سے مجھے محروم کر رہے ہو کیا تم جانتے ہو کہ غزوہ عسرت کے لشکر کو میں نے ہی ساز و سامان سے آراستہ کیا تھا سب نے جواب دیا خداوندا یہ سب باتیں سچ ہیں۔ مگر سنگ دلوں پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا پھر مجمع کو خطاب کر کے فرمایا تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں تم میں سے کسی کو یاد ہے کہ ایک دفعہ آپ ﷺ پہاڑ پر چڑھے تو پہاڑ ہلنے لگا آپ نے پہاڑ کو ٹھوکر مار کر فرمایا کہ اے حرار پہاڑ ٹھہر جا' تیری پیٹھ پر ایک نبی ﷺ اور ایک صدیق اور ایک شہید ہے اور میں آپ ﷺ کیساتھ تھا لوگوں نے کہا یاد ہے پھر فرمایا میں خدا کا واسطہ دیتا ہوں بتاؤ کہ حدیبیہ میں مجھے آپ نے مکہ معظمہ کا سفیر بنا کر بھیجا تھا تو کیا خود اپنے ایک دست مبارک کو میرا ہاتھ قرار نہیں دیا تھا اور میری طرف سے خود ہی بیعت نہیں کی سب نے کہا سچ ہے آخر باغی یہ دیکھ کر کہ حج کا موسم چند روز میں ختم ہوتا ہے اور اس کے ختم ہوتے ہی لوگ مدینہ کا رخ کریں گے اور موقع ہاتھ سے نکل جائے گا۔ آپ کے قتل کے مشورے کرنے لگے جس کو خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے کانوں سے سنا۔ اور مجمع کی

طرف مخاطب ہو کر فرمایا لوگو! آخر کس جرم پر تم میرے خون کے پیاسے ہو۔ اسلام کی شریعت میں کسی کے قتل کی صرف تین ہی صورتیں ہیں۔ اس نے بدکاری کی ہو تو اس کو سنگسار کیا جائے گا یا اس نے کسی کو بلا ارادہ قتل کیا ہو تو وہ قصاص میں مارا جائے یا وہ مرتد ہو تو قتل کیا جائے میں نے تو نہ جاہلیت اور نہ اسلام میں بدکاری کی اور نہ کسی کو قتل کیا نہ اسلام کے بعد مرتد ہوا اب بھی میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا ایک ہے اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ لیکن باغیوں پر ان میں سے کوئی تقریر کارگر نہ ہوئی۔

جاں نثاروں کے مشورے اور اجازت طلبی

بعض جاں نثاروں نے مختلف مشورے دیے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے آ کر عرض کیا کہ امیر المومنین! تین باتیں ہیں ان میں سے ایک قبول کیجیے آپ کے طرف داروں اور جانثاروں کی ایک طاقتور جماعت یہاں موجود ہے۔ اس کو لے کر نکلئے اور ان باغیوں کا مقابلہ کر کے انکو نکال دیجئے آپ حق پر ہیں وہ باطل پر، لوگ حق کا ساتھ دیں گے یا اگر یہ منظور نہیں تو پھر صدر دروازہ چھوڑ کر دوسری طرف سے دیوار توڑ کر اس محاصرہ سے نکلنے اور سواریوں پر بیٹھ کر مکہ معظّمہ چلے جایئے وہ حرم ہے وہاں یہ لوگ نہ لڑ سکیں گے یا پھر یہ شام چلے جایئے وہاں کے لوگ وفادار ہیں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ موجود ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں باہر نکل کر ان سے جنگ کروں تو میں وہ پہلا خلیفہ نہیں بن سکتا۔ جو امت محمدیہ کی خونریزی کرے اگر مکہ معظّمہ چلا جاؤں تو بھی اس کی امید نہیں کہ یہ لوگ حرم الٰہی کی توہین نہ کریں گے اور جنگ سے باز آ جائیں گے اور میں آپ کی پیشین گوئی کے مطابق وہ شخص نہیں بننا چاہتا جو مکہ جا کر اس کی بے حرمتی کا باعث ہوگا اور شام کو نہیں جا سکتا جو کہ ہجرت کے گھر اور رسول اللہ ﷺ کے جوار کو نہیں چھوڑ سکتا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا گھر بہت بڑا اور وسیع تھا۔ دروازہ اور گھر میں عام مسلمانوں اور صحابہ کی خاصی جمعیت موجود تھی جس کی تعداد سات سو کی تھی اور جس کے سردار حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے بہادر صاحبزادہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ تھے وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ امیر المومنین! اس وقت گھر کے اندر ہماری خاصی تعداد ہے اجازت ہو تو میں ان باغیوں سے لڑوں فرمایا اگر ایک شخص کا بھی ارادہ ہو تو میں اس کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ وہ میرے لیے اپنا خون نہ بہائے۔

آپ کے گھر میں اس وقت بیس غلام تھے ان کو بھی بلا کر آزاد کر دیا حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے آ کر عرض کیا۔ امیر المومنین انصار دروازے پر کھڑے منتظر ہیں کہ وہ دوبارہ اپنے کارنامے دکھائیں کہ وہ دوبارہ اپنے کارنامے دکھائیں اگر لڑائی مقصود ہو تو اجازت نہ دوں گا اس وقت میرا سب سے بڑا مددگار وہ ہے جو میری مدافعت میں تلوار نہ اٹھائے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی تو فرمایا اے ابو ہریرہ! کیا تمہیں پسند آئے گا کہ تمام دنیا کو اور ساتھ ہی مجھ کو قتل کراؤ۔ عرض کی نہیں فرمایا اگر تو نے ایک شخص کو بھی قتل کیا تو گویا سب قتل ہو گئے یہ سورہ مائدہ کی آیت کی طرف اشارہ ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ سن کر لوٹ آئے۔

شہادت کی تیاری

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو آنحضرت ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق یہ یقین تھا کہ ان کی شہادت مقدر ہو چکی ہے آپ نے متعدد مرتبہ ان کو اس سانحہ سے باخبر کیا تھا اور صبر واستقامت کی تاکید فرمائی تھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس وصیت پر پوری طرح قائم اور ہر لحظہ ہونے والے واقعہ کے منتظر تھے جس دن شہادت ہونے والی تھی اس دن آپ روزہ سے تھے۔ جمعہ کا دن تھا آپؓ نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف فرماں ہیں اور ان سے کہہ رہے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ جلدی کرو۔ بیدار ہوئے تو حاضرین سے خواب کا تذکرہ کیا اہلیہ محترمہ سے کہا کہ شہادت کا وقت قریب آ گیا باغی مجھے قتل کر ڈالیں گے انہوں نے کہا کہ امیر المومنین ایسا نہیں ہو سکتا فرمایا کہ میں خواب میں دیکھ چکا ہوں اور ایک روایت میں کہ آنحضرت ﷺ فرما رہے ہیں کہ عثمان آج جمعہ میرے ساتھ پڑھنا ہے پھر

پائجامہ جس کو کبھی نہیں پہنا تھا منگوا کر پہنا اور اپنے بیس غلاموں کو بلا کر آزاد کیا اور قرآن کھول کر تلاوت میں مصروف ہو گئے۔

شہادت

باغیوں نے مکان پر حملہ کر دیا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ جو دروازہ پر مقرر تھے مدافعت میں زخمی ہوئے چار باغی دیوار پھاند کر چھت پر چڑھ گئے آگے آگے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے چھوٹے صاحبزادے محمد بن ابی بکر تھے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے آغوش میں پلے تھے یہ کسی بڑے عہدے کے طلبگار تھے جس کے نہ ملنے پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دشمن بن گئے تھے انہوں نے بڑھ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ریش مبارک پکڑ لی اور زور سے کھینچی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا بھتیجے تمہارے باپ اگر زندہ ہوتے تو ان کو یہ پسند نہ آتا یہ سن کر محمد بن ابی بکر شرما کر پیچھے ہٹ گئے اور ایک دوسرے شخص کنانہ بن بشر نے آگے بڑھ کر پیشانی مبارک پر لوہے کی لاٹھی اس زور سے ماری کہ پہلو کے بل گر پڑے اس وقت بھی زبان پر بسم اللہ توکلت علی اللہ نکلا سودان بن حمران مرادی نے دوسری ضرب لگائی جس سے خون کا فوارہ جاری ہو گیا ایک اور سنگدل عمرو بن الحمق سینہ پر چڑھ بیٹھا اور جسم کے مختلف حصوں پر پے در پے نیزوں کے نو زخم لگائے کسی شقی نے بڑھ کر تلوار کا وار کیا فرمانبردار بیوی حضرت نائلہ جو پاس ہی بیٹھی تھیں ہاتھ پر روکا تین انگلیاں کٹ کر الگ ہو گئیں۔ وار نے ذوالنورین کی شمع حیات بجھا دی اس بے کسی کی موت پر عالم امکان نے ماتم کیا۔ کائنات ارضی وسماوی نے خون ناحق پر آنسو بہائے، کارکنان قضاء وقدر نے کہا جو خون آشام تلوار آج بے نیام ہوئی ہے وہ قیامت تک بے نیام رہے گی اور فتنہ وفساد کا جو دروازہ کھلا ہے وہ حشر تک کھلا رہے گا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔
شہادت کے وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تلاوت فرما رہے تھے قرآنی مجید سامنے کھلا تھا اس خون ناحق نے جس آیت کو خون ناب کیا وہ یہ ہے:
﴿فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم﴾ (البقرہ۔ ۱۵) خدا تم کو بس کافی ہے اور وہ سننے اور جاننے والا ہے۔

جمعہ کے دن عصر کے وقت واقعہ پیش آیا دو دن تک لاش بے گور کفن پڑی رہی۔ حرم رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں قیامت برپا تھی باغیوں کی حکومت تھی ان کے خوف سے کسی کو علانیہ دفن کرنے کی ہمت نہ ہوتی تھی سنیچر کا دن گزر کر رات کو چند آدمیوں نے ہتھیلی پر جان لے کر تجہیز وتکفین کی ہمت کی اور غسل دیے بغیر اسی طرح خوان آلو پیراہن میں شہید مظلوم کا جنازہ اٹھایا۔ اور کل سترہ آدمیوں نے کابل سے مراکش تک کے فرماں روا کے جنازہ کی نماز پڑھی۔ مسند ابن حنبل میں ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اور ابن سعد میں ہے کہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنتہ البقیع کے پیچھے حش کوکب میں اس حلیم بردبار کے مجسمہ اور بیکسی اور مظلومی کے پیکر کو سپرد خاک کیا بعد کو یہ مقام دیوار کو توڑ کر جنتہ البقیع میں داخل کر لیا گیا آج بھی جنتہ البقیع کے سب سے آخر میں مزار مبارک موجود قائم ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ماتم

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مسلمانوں میں سے کوئی اس سانحہ عظمیٰ کے سننے کے لیے تیار نہ تھا اور کسی کو یہ وہم اور گمان نہ تھا کہ باغی اس حد تک جرأت کریں گے کہ امام وقت کے قتل کے مرتکب ہوں گے اور حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کریں گے اس لیے جس نے اس کو سنا انگشت بدنداں رہ گیا جو لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے طرز حکومت کے کسی قدر شاکی تھے انہوں نے بھی بیکسی اور مظلومی کی موت پر آنسو بہائے تمام لوگوں میں سناٹا چھا گیا خود باغی بھی جن کی پیاس اس خون سے بجھ چکی تھی اب مال کار کو سوچ کر اپنی حرکت پر نادم تھے لیکن دشمنوں نے اسلام کے لیے جو سازش کا جال بچھایا تھا اس میں وہ کامیاب ہو چکے تھے متحد اسلام سنی، شیعہ، خارجی اور عثمانی مختلف حصوں میں بٹ گیا اور ایسا تفرقہ پڑا جو قیامت تک کے لیے قائم رہ گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد سے نکل کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف آ رہے تھے کہ راستے میں شہادت کی اطلاع ملی یہ خبر سنتے ہی دونوں ہاتھ اٹھا کر فرمایا کہ خداوندا میں عثمان کے خون سے بری ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بہنوئی حضرت سعید بن زید بن عمر بن نفیل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگو! اگر کوہ احد تمہاری اس بداعمالی کے سبب سے تم پر

ٹوٹ پڑے تو بھی بجا ہے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں فتنہ و فساد کے پیشین گوئی کے سب سے بڑے حافظ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محرم اسرار تھے فرمایا آہ! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل سے اسلام میں وہ رخنہ پڑ گیا جو اب قیامت تک بند نہ ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تمام خلقت حضرت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل میں شریک ہوتی تو قوم لوط کی طرح آسمان سے اس پر پتھر برستے۔ حضرت ثمامہ بن عدی رضی اللہ عنہ صحابی کو جو صنعائے یمن کے والی تھے ان کو خبر پہنچی تو وہ رو پڑے اور فرمایا کہ افسوس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی جاتی رہی۔ حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ صحابی نے قسم کھائی کہ جب تک جیوں گا ہنسی کا منہ نہ دیکھوں گا حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا آہ! آج عرب کی قوت کا خاتمہ ہو گیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم مارے گئے خدا کی قسم ان کا نامہ اعمال دھلے ہوئے کپڑے کی طرح پاک ہو گیا حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسوؤں کا تار جاری تھا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ جب اس سانحہ کا ذکر آجاتا تو ڈھاڑیں مار مار کر روتے حضرت عثمان کا خون سے رنگین کرتہ اور حضرت نائلہ کی کٹی ہوئی انگلیاں ملک شام میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئیں جب وہ کرتہ مجمع عام میں کھولا گیا اور انگلیاں لٹکائی گئیں تو ماتم برپا ہو گیا اور انتقام انتقام کی آوازیں آنے لگیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا یہ دردناک واقعہ آپ نے پڑھ لیا حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ کے فرمانے کا بعض لوگوں نے یہ مطلب سمجھا ہے کہ پہلے فساد یعنی شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے لے کر دوسرے فساد یعنی حرہ تک کوئی بدری صحابی باقی نہ رہا یہ صحیح ہے کیونکہ سب بدریوں کے آخیر میں حضرت سعید بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مرے وہ بھی حرہ کے واقعہ سے پہلے گزر گئے۔

پھر دوسرا فتنہ حرہ کا ہوا جس میں یزید نے مدینہ والوں کو قتل کیا۔ اس فساد میں ان صحابیوں میں سے جو صلح حدیبیہ میں شریک تھے کوئی باقی نہ رہا۔ یہ فتنہ و فساد جنگ حرہ کی طرف اشارہ ہے جو یزید بن معاویہ کے زمانے میں ہوا جس کا مختصر بیان یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی میں اپنے بیٹے یزید کو ولی عہد بنا لیا تھا کہ میرے بعد یہی خلیفہ اور امیر رہے گا اس نے لوگوں سے اپنا ولی عہد مروان کے ذریعے لوگوں سے بیعت لینا شروع کر دیا اور اپنے حاکموں اور گورنروں کو حکم دے رکھا تھا کہ لوگوں سے میری امارت پر بیعت لو۔ لوگ اس کے حرکات و سکنات اور اخلاق سے خوش نہیں تھے بعض جگہ فوج اور ڈنڈے کے زور سے بیعت لی گئی اور لوگوں نے زبردستی اپنی جان بچانے کے لیے کر ہی لیا۔ حرہ، کالی پتھریلی زمین کو کہتے ہیں مدینہ منورہ میں ایک حصہ ایسا ہی تھا جہاں کالے کالے پتھر پڑے ہوئے تھے اس مقام پر ایک بہت بڑی جنگ ہوئی تھی جو اسلامی تاریخ میں جنگ حرہ کے نام مشہور ہے۔ یہ جنگ ذی الحجہ ۶۳ھ میں ہوئی تھی۔

یزید نے مسلم بن عقبہ کے ماتحت ایک فوج کثیر اہل مدینہ پر بھیجی تھی جس میں بہت سے صحابہ اور تابعین شہید ہوئے اور حرم محترم کی بے حرمتی ہوئی اسی دن کو حرہ کا دن کہتے ہیں۔ حافظ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے تاریخ الخلفاء میں یہ لکھا ہے۔ حضرت حسن اس طرح بیان کرتے ہیں کہ اہل مدینہ میں سے کوئی شخص ایسا نہیں رہا تھا جو اس لشکر سے پناہ میں رہا ہو۔ ہزاروں صحابہ شہید ہوئے، مدینہ شریف لوٹ لیا گیا انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اہل مدینہ کو ڈرائے گا۔ خداوند تعالیٰ ان کو ڈرائے گا اور اس کے اوپر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت ہوگی۔ (مسلم)

اہل مدینہ کے خلاف بیعت کرنے کا یہ سبب ہوا کہ یزید گناہوں میں بہت پھنس گیا تھا چنانچہ واقدی نے عبداللہ بن حنظلہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ ہم نے یزید پر جنگ شروع نہیں کی جب تک ہمیں یہ یقین نہیں ہوا کہ آسمان سے اب پتھر برس جائیں گے۔ ذہبی کہتے ہیں کہ جب یزید نے اہل مدینہ کے ساتھ یہ معاملہ کیا اور شراب اور دیگر منکرات پہلے سے ہی کرتا تھا تو تمام آدمی اس سے برافروختہ ہو گئے اور چاروں طرف اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ادھر اللہ تعالیٰ نے اس کی عمر میں برکت نہیں رکھی تھی۔ چنانچہ اس نے اپنا لشکر مکہ والوں سے بھی جنگ

کھڑے ہوئے ادھر اللہ تعالیٰ نے اس کی عمر میں برکت نہیں رکھی تھی۔ چنانچہ اس نے اپنا لشکر مکہ والوں سے بھی جنگ کے لیے بھیج دیا تا کہ وہاں حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے مقاتلہ کرے راستہ میں لشکر کا سپہ سالار مر گیا۔ دوسرا سپہ سالار مقرر کیا گیا جب لشکر مکہ معظمہ میں آیا تو حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کر لیا۔ حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی ان سے مقابلہ کیا۔ چونکہ آپ محاصرہ میں تھے اس لیے آپ پر منجنیق سے پتھر برسائے گئے جن کے شراروں سے کعبہ شریف کا پردہ اور اس کی چھت اور اس دنبہ کی سینگ جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے فدیہ کے لیے بھیجا گیا تھا اور جس کے سینگ اب تک خانہ کعبہ کی چھت میں آویزاں تھے سب جل گئے اور یہ واقعہ صفر ۶۴ ھ میں واقع ہوا آخر نصف ربیع الاول ۶۴ ھ ملک الموت نے اسے آ دبایا اور اس دنیا سے ہمیشہ کے واسطے رخصت کر دیا۔ یہ خبر عین حالت جنگ میں مکہ معظمہ میں پہنچی اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے پکار کر کہا اے شام کے لوگو! تمہارا گمراہ کرنے والا مر چکا۔ یہ سنتے ہی لشکر بھاگ کھڑا ہوا اور نہایت ذلت اٹھائی۔ لوگوں نے اس کا تعاقب کیا اس کے بعد حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے بیعت لی۔

خلاصہ

یہ ہے کہ جو حدیث مذکور میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ اصحاب رضوان وہی صحابہ کرام ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿لقد رضی الله﴾ (سورہ فتح)

''اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے راضی ہو گیا جبکہ وہ تیرے ہاتھ پر درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے جان لیا جو کچھ ان لوگوں کے دلوں میں تھا پھر اللہ نے اسی پر تسلی نازل کی اور ان کو ایک قریب فتح دی۔''

یہ خوش نصیب صحابہ بیعت رضوان والے سب کے سب یقینی طور پر جنتی ہیں جن کے جنتی ہونے کا سرٹیفکیٹ دنیا ہی میں مل گیا تھا لیکن افسوس کہ اس فتنے میں دنیا سے ہمیشہ کے لیے رخصت ہو گئے۔

اور بعض حضرات نے یہ فرمایا ہے کہ جن فتنوں کی پیشین گوئی حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے اس سے وہ فتنے مراد ہیں جو جنگ جمل اور جنگ صفین میں ظاہر ہوئے تھے جن کے خونوں سے وہاں کی سرزمین لالہ زار ہوئی چنانچہ ہم ان فتنوں کی طرف آئندہ نشان دہی کریں گے جس سے حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ کی روایت پر مزید روشنی پڑے گی۔

جب بعض لوگوں نے یزید کی بیعت پر آمادگی ظاہر کی اور بعض لوگوں نے انکار کر دیا اور بعض حضرات مدنیہ چھوڑ کر دوسری جگہ تشریف لے گئے۔ حقیقت یہی ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ مناسب نہیں تھا کہ اپنی زندگی میں اپنے بیٹے یزید کو ولی عہد بنائیں ان سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نہ اپنے بیٹے کو ولی عہد بنایا اور نہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور نہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اور نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی میں اپنے صاحبزادے یزید بن معاویہ کو ولی عہد بنا کر ایک بڑے فتنے کا دروازہ کھول دیا۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے تاریخ الخلفاء میں حضرت معاویہ کے حالات میں یہ لکھتے ہیں کہ ۵۰ ھ میں حضرت امیر معاویہ نے اپنے بیٹے یزید کے لیے اس کے ولی عہد ہونے پر اہل شام سے بیعت لی۔

اس اعتبار سے آپ ہی اسلام میں سب سے پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے اپنی زندگی میں اپنے بیٹے کے لیے بیعت کرائی پھر آپ نے مروان کو حکم لکھا کہ اہل مدینہ سے بھی یزید کی بیعت لی جائے۔ چنانچہ خطبہ میں مروان نے کہا کہ مجھے خلیفہ کی طرف سے حکم ملا ہے کہ میں ان کے بیٹے یزید کے لیے آپ لوگوں سے سنت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ پر بیعت لوں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فوراً

کھڑے ہو کر کہا کہ نہیں نہیں بلکہ سنت قیصر و کسریٰ پر کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کبھی اپنی اولاد یا اہل بیت کے لیے کسی سے بیعت نہیں لی۔

۵۱ھ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حج کیا اور اپنے بیٹے یزید کے واسطے بیعت لی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو بلا کر کہا کہ اے ابن عمر! تمہارا قول ہے کہ جس دن مجھ پر کوئی امیر نہیں ہوگا تو مجھے چین نہیں آنے کا۔ اب تم معاملہ خلافت میں لوگوں کے اندر خلل ڈالتے ہوئے معلوم ہوتے ہو۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ آپ سے پہلے بھی خلفاء گزرے ہیں اور ان کے بھی پسری اولاد تھی اور ان کے لڑکوں سے آپ کا لڑکا کسی طرح بہتر نہیں ہے مگر ان خلفاء نے باوجود اس کے اپنی اولاد کو کبھی بھی ولی عہد نہیں بنایا۔ بلکہ عام مسلمین کے انتخاب پر اس امر کو چھوڑ دیا اسی طرح اب بھی اگر وہ کسی پر اجتماع کر لیں گے تو میں بھی انہیں میں سے ایک فرد ہوں آپ مجھے اس سے ڈراتے ہیں کہ تو مسلمانوں کے اندر خلل ڈالے گا حالانکہ میں ایسا نہیں ہوں یہ کہہ کر آپ اٹھ کر چلے آئے۔ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا جس وقت وہ تشریف لائے اور ان سے بھی انہوں نے وہی کہنا شروع کیا تو حضرت ابن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بات کاٹ کر فرمایا کیا آپ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ ہم نے آپ کو اس معاملہ میں اپنا وکیل بنا لیا واللہ! ہم نے آپ کو اپنا وکیل نہیں بنایا خدا کی قسم! ہم چاہتے ہیں کہ اس معاملہ میں تمام مسلمان مجتمع ہو کر مشورہ کریں یہ کہہ کر آپ اٹھ کھڑے ہوئے مگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اول تو یہ دعا کی کہ الٰہی جو کچھ میں چاہتا ہوں اس میں آپ میری مدد کیجیے پھر کہا کہ تم سختی اور درشتی کو کام میں نہ لاؤ ذرا نرمی کرو۔ اہل شام تک اس بات کو نہ پہنچا دینا کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ تمہارے ساتھ سبقت نہ کر بیٹھیں میں تو چاہتا ہوں کہ انہیں شام تک اس بات کی اطلاع دے دوں کہ تم نے یزید کے لیے بیعت کر لی ہے اس کے بعد جو کچھ تم سے ہو سکے کر گزرنا۔

اس کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور یہ کہا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ! تو ایک تیز لومڑی کے مثل ہے کہ ایک بھٹ سے نکلی دوسرے میں جا گھسی۔ تو نے ہی ان دونوں (ابن عمر رضی اللہ عنہ و ابن ابوبکر رضی اللہ عنہ) کو کچھ ان کے کانوں میں پھونک کر بہکا رکھا ہے اور کسی دوسرے کی بیعت پر آمادہ کر رکھا ہے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر آپ خلافت سے ملول اور بیزار ہو گئے ہیں تو اس تخت خلافت کو چھوڑ کیوں نہیں دیتے تا کہ ہم آپ کے بیٹے ہی سے بیعت کر لیں آپ بتائیے! کہ باوجود آپ کی اور اس کی بیعت کے ہم کون سے کی سنیں اور کس کی اطاعت کریں کیونکہ ایک زمانہ میں دو بادشاہوں کی بیعت کسی طرح جمع نہیں ہو سکتی یہ کہہ کر آپ تشریف لے آئے۔

اس کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے اور حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ میں نے کجراہ لوگوں کی باتوں کو سنا ہے وہ کہتے ہیں کہ ابن عمر اور ابن ابوبکر اور ابن زبیر کبھی یزید کی بیعت نہیں کرنے کے حالانکہ انہوں نے یزید کی بیعت اور اطاعت سب کچھ کر لی اس پر اہل شام نے کہا کہ واللہ جب تک وہ ہمارے سامنے بالمواجہہ بیعت نہ کریں ہم کبھی نہ مانیں گے اور اگر ہمارے سامنے ایسا نہ کیا تو ہم تینوں کا سر اڑا دیں گے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سبحان اللہ! قریش کی شان میں ایسی گستاخی واللہ آج کے بعد میں کبھی تمہارے منہ سے نہ سنوں پھر آپ منبر سے نیچے اتر آئے۔

اس کے بعد لوگوں میں افواہ مشہور ہو گئی کہ ابن عمر و رضی اللہ عنہ ابن ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے یزید سے بیعت کر لی حالانکہ یہ حضرات اس سے برابر انکار کرتے رہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حج کے بعد شام کو واپس چلے گئے۔

ابن سکندر کہتے ہیں کہ جب یزید کی بیعت کی گئی تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ شخص اگر اچھا نکلا تو ہم اس سے راضی رہیں گے ورنہ بلا پر صبر کریں گے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے تاریخ الخلفاء میں یزید بن معاویہ کے حالات میں لکھا ہے کہ حضرت معاویہ نے یزید کو اپنی زندگی

میں ولی عہد بنا دیا تھا اس وجہ سے ان سے لوگ ناخوش تھے۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کے اندر دو شخصوں نے فساد بویا۔ اول حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہ انہوں نے جنگ صفین میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اشارہ کر کے قرآن شریف اٹھوایا (ابن قراء کہتے ہیں کہ انہوں نے خوارج کو حکم بنایا جس کا وبال قیامت تک باقی رہے گا) اور دوسرے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہ یہ حضرت معاویہ کی طرف سے عامل کوفہ تھے ان کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے لکھا کو جس وقت تم یہ خط پڑھو اپنے کو معزول سمجھو مگر حضرت مغیرہ بن شعبہ نے اس کی عدولی کی اور خود حضرت معاویہ کے پاس گئے انہوں نے اس کی وجہ دریافت کی تو مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ میں ایک کام کی تیاری کر رہا تھا جس کی وجہ سے تعمیل حکم میں تاخیر ہوگئی۔ حضرت معاویہ نے پوچھا وہ کیا کام تھا انہوں نے کہا کہ میں لوگوں سے یزید کے لیے آپ کے انتقال کے بعد بیعت لے رہا تھا انہوں نے کہا کہ کیا اس کام کو پورا کر دیا؟ کہا ہاں پورا کر چکا حضرت امیر معاویہ نے یہ سن کر انہیں بحال کر دیا جب مغیرہ بن شعبہ وہاں سے لوٹے تو ان کے دوست واحباب نے کہا کہ کیا گزری حضرت مغیرہ بن شعبہ نے جواب دیا کہ میں امیر معاویہ کو ایک ایسی دلدل میں پھنسا آیا ہوں کہ قیامت تک وہاں سے نہیں نکل سکتے۔ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اسی وجہ سے باپ کی زندگی میں بیٹا ولی عہد ہونے لگا ورنہ قیامت تک مسلمانوں میں شوریٰ قائم رہتا۔

علامہ ابن سیرین رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عمرو بن حزم نے حضرت معاویہ کو کہلا بھیجا کہ میں آپ کو خدا کا خوف یاد دلاتا ہوں امت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں آپ کس شخص کو خلیفہ بنائے جاتے ہیں۔ حضرت معاویہ نے فرمایا کہ تم نے مجھے نصیحت لکھی اور اپنی رائے کا اظہار کیا اس کا میں مشکور ہوں چونکہ اس وقت لڑکے ہی لڑکے موجود رہ گئے ہیں اور ان سب لڑکوں میں میرا بیٹا خلافت کا زیادہ مستحق ہے لہٰذا اسی کو ولی عہد بناتا ہوں۔

عقبہ بن قیس کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت معاویہ نے خطبہ میں فرمایا الٰہی! اگر میں یزید کو اس کی لیاقت اور فضل کی وجہ سے ولی عہد کرتا ہوں تو آپ میرے اس کام کو پورا کر دیجئے۔ اور میری مدد فرمائیے اور اگر میں محض شفقت پدری کی وجہ سے ایسا کر رہا ہوں اور وہ قابل خلافت نہیں ہے تو اس کے تخت نشین ہونے سے پہلے اس کی روح قبض کر لیجیے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد اہل شام نے یزید سے بیعت کر لی۔ پھر یزید نے اہل مدینہ سے بیعت کے لیے کہلا بھیجا۔ یہاں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا اور اسی رات دونوں صاحب مکہ معظمہ تشریف لے آئے حضرت عبداللہ بن زبیر نے نہ یزید کی بیعت کی اور نہ اپنی بیعت کے خواہش مند ہوئے مگر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو کوفہ والے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے ہی بلا رہے تھے اور ان سے بیعت کے لیے تیار تھے مگر آپ ہمیشہ انکار کرتے تھے لیکن جب یزید نے بیعت لی تو اول آپ کا اپنی موجودہ حالت پر رہنے کا ارادہ ہوا پھر آپ نے کوفہ جانے کا ارادہ کر لیا حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی آپ کو یہی خروج کی رائے دی مگر ابن عباس نے آپ کو منع کیا اور حضرت ابن عمر نے بھی نہ نکلنے کی رائے دی اور کہا کہ خداوند تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا اور آخرت کے اختیار کرنے میں مختار کیا تھا مگر آپ نے آخرت کو ترجیح دی۔

آپ بھی چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشہ ہیں اس لیے آپ بھی آخرت کو ہی اختیار کیجیے اور دنیا کی رف رغبت نہ کیجیے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس کو نہ سنا اور بالآخر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے رو کر الوداع کہا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے ہماری ایک نہ سنی اور خروج کر دیا حالانکہ ان کو اپنے والد ماجد اور اپنے بھائی صاحب امام حسن رضی اللہ عنہ کے معاملہ میں کوفہ والوں کا تجربہ ہو چکا تھا۔

اسی طرح آپ کو حضرت جابر بن عبد اللہ اور ابو سعید اور ابو واقد اللیثی نے سمجھایا مگر ان میں سے آپ نے کسی کی نہیں سنی اور عراق تشریف لے جانے کا مصمم ارادہ کر لیا آپ کے تشریف لے جانے کے وقت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ عنقریب ہی اپنے حرم محترم اور بچوں کے سامنے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرح شہید کر دیے جائیں گے غرض وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔

راقم الحروف مترجم مشکوٰۃ عبد السلام بستوی سلفی نے اسلامی عقائد میں معتبر کتابوں کے حوالے سے یہ لکھا ہے کہ رجب ۶۰ ھ مطابق ۶۸۱ء میں جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس دار فانی سے رحلت فرما گئے اور یزید تخت خلافت پر متمکن ہوا اور اس نے کل عالم اسلامی سے بیعت لینی شروع کی تو اہل کوفہ سلیمان بن مرو خزاعی کے گھر میں جمع ہو کر حمد و ثنا الٰہی بجالائے اور دوبارہ وفات حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ و بیعت یزید کی گفتگو شروع کی۔ سلیمان نے کہا کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بیعت یزید سے انکار کر کے مکہ چلے گئے انتم شیعته و شیعة ابیه (ناسخ وجلاء) تو تم ان کے فرمانبردار اور ان کے باپ کے فرمانبردار ہو۔ لہٰذا اگر تمہیں یقین ہو کہ تم ان کی کافی مدد کر سکو گے اور بجان و دل و مال ان کا ساتھ دے سکو گے تو ایک عریضہ لکھ کر ان کو یہاں بلا لو لیکن اگر ان کی نصرت میں سستی اور متابعت اور بجا آوری حکم میں تساہل کا کچھ بھی اندیشہ ہو تو پھر ان کو فریب نہ دو اور ہلاکت میں نہ ڈالو فرمانبرداروں نے جواب دیا کہ حضرت جب اپنے نور قدم سے اس شہر کو منور کریں گے تو ہم سب بقدوم و اخلاق ان کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے بیعت کریں گے۔

(جلاء العیون ص ۴۳ و ناسخ التواریخ ص ۱۳۰ و مهیج الاحزان ۴۸، ۴۷)

پھر سلیمان بن صرد، مسیّب بن نخبہ، رفاعہ بن شداد، حبیب بن مظاہر، وغیرہ کی طرف سے امام عالی مقام کو دعوتی خط روانہ کیا گیا جس کا مضمون یہ ہے:

"یہ عریضہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ہے ان کے فدائیوں اور خاصوں کی طرف سے۔

اما بعد: جلدی اپنے دوستوں اور ہوا خواہوں تک پہنچ جائیے اس ملک یعنی دیار کوفہ کے تمام لوگ آپ کے قدوم میمنت لزوم کے منتظر ہیں اور آپ کے سوا کسی کی طرف رغبت نہیں کرتے بدقسمتی سے اس وقت ہم لوگوں کا کوئی پیشوا نہیں ہے آپ ہماری طرف توجہ فرمائیے اور ہمارے سروں پر قدم رنجہ ہو جائے ہم سب آپ کے فرمانبردار ہیں۔ اگر آپ تشریف لے آئیں گے تو فوراً ہم لوگ کوفہ پر دھاوا بول دیں گے اور موجودہ حاکم کو نکال دیں گے اور ہر وقت آپ کی اطاعت پر کمر بستہ رہیں گے۔ (جلاء العیون)

غرض کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا گیا۔ حکومت کا لالچ بھی دیا گیا اطاعت کا وعدہ بھی کیا گیا اپنے اخلاص مندانہ فرمانبرداری کا اظہار کیا گیا اور خطوط کی اس قدر بھرمار کی گئی کہ ایک ایک دن میں ڈیڑھ ڈیڑھ دو دو سو خطوط امام کی خدمت میں پہنچ گئے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس ان دعوتی (بلاوے کے) خطوط کی تعداد بارہ ہزار تک پہنچ گئی تو آپ نے بر بنائے احتیاط اپنے چچیرے بھائی مسلم بن عقیل کو بطور اپنی نیابت کے کوفہ روانہ کر دیا اور ان کو حکم دیا خبردار! کوفیوں سے اپنا راز پوشیدہ رکھنا اگر واقعی اہل کوفہ میری بیعت پر کامل اتفاق کر لیں تو حقیقت حال سے مجھے مطلع کرنا۔ (جلاء العیون)

حضرت امام مسلم کے ہاتھ امام حسین رضی اللہ عنہ نے سلیمان بن صرد خزاعی، مسیّب بن نخبہ، رفاع بن شداد اور عبد اللہ بن وال کے نام ایک خط لکھا جن میں لکھا کہ ہانی و سعید کے ہاتھ تم لوگوں کے بے شمار خطوط پہنچے ہیں اس وقت مسلم کو بھیجتا ہوں وہاں کے حالات صحیحہ کا اندازہ کر کے مجھے لکھیں گے تو میں بہت جلد تمہارے پاس آ جاؤں گا۔ ملخصا (جلاء العیون ص ۱۳۳)

جب مسلم کوفہ پہنچے تو ایک نہ دو بلکہ اسی ہزار کوفیوں نے بیعت کر لی (ناسخ التواریخ ص ۱۳۳ میں ہے ہشاد ہزار کس با مسلم بیعت کردند) حضرت مسلم کے پہنچنے کے بعد بھی اہل کوفیوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو ایک خط لکھا کہ جلد تشریف لائیے ایک لاکھ تلوار آپ کی نصرت و

حمایت کے لیے تیار ہے (صد ہزار شمشیر از برائے نصرت تو مہیا است)

جب حضرت مسلم سے اسی ہزار کوفیوں نے بیعت کر لی اور ان جاں نثاروں کی لاتعداد جماعت کے خلوص وایثار کو دیکھ کر اپنی کامیابی کا پورا یقین واعتماد ہو گیا تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ اب آپ تشریف لے آئیے کوئی خطرہ نہیں ہے یہ خط مسلم نے اپنی شہادت کے ستائیس روز پیشتر روانہ کیا تھا۔ (جلاء العیون)

مگر آہ وہ مسلم جن سے ابھی کل اسی ہزار کوفیوں نے مرنے مارنے کی بیعت کی تھی آج بلا کی بے کسی وغربت کے ساتھ بالکل تنہا فجر کی نماز پڑھنے جارہے ہیں یہاں تک بے رخی وکج نگہی قابل برداشت تھی نماز سے فارغ ہو کر مسلم نے اپنے غلام سے دریافت کیا کہ یا غلام مافعل اهل هذا المصر۔ اے غلام اس شہر والوں نے یہ کیا حرکت کی۔ غلام نے جواب دیا اے سید دمولیٰ! یہاں کے لوگوں نے بیعت حسین رضی اللہ عنہ کو پیروں تلے ڈال دیا ہے اور یزید کی اطاعت کر لی ہے۔ (ناسخ التواریخ) آخر کمال سنگ دلی یہ کہ حضرت مسلم کو پتھروں سے شہید کر ڈالا۔ انا للّٰہ وانا الیه راجعون۔

بارہ ہزار خطوط کے بعد جب حضرت مسلم کا اعتماد نامہ بھی آ گیا تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے کوفہ کی روانگی کا عزم مصمم فرمایا اور ہر چند مکہ چھوڑتے وقت احباب واصحاب نے روکا مگر

بنی باتیں بگڑ جاتی ہیں جب قسمت پلٹتی ہے

آپ کو اسی ہزار کوفیوں کی یک لخت بیعت اور وعدہ جاں نثاری پر کامیابی کا اس قدر یقین ہو گیا کہ کسی نصیحت پر بھی آپ نے توجہ نہ فرمائی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے کہ انہوں نے اس موقع پر الوداع کہتے ہوئے بہ ادب فرمایا میں آپ کو خدا کے سپرد کرتا ہوں اور معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس سفر میں شہید ہو جائیں گے۔ (جلا العیون ص ٤٤٦)

راستہ میں جب حضرت مسلم (جوناب امام بن کر کوفہ تشریف لے گئے تھے) (اور رضائی بھائی عبداللہ بن یقطر اور مروہ بن ہانی جس کے گھر میں ابن زیاد کے قتل کی اسکیم تیار ہوتی تھی) کے مارے جانے کی خبر سنی تو آپ پر یک دم سناٹا چھا گیا۔ انا للّٰہ وانا الیه راجعون۔ بڑھا اور واپس چلنے کے متعلق مشورہ فرمایا مگر حضرت مسلم کے بھائی آگے بڑھے اور جوش شجاعت میں کہنے لگے کہ جب تک دم میں دم ہے ہم حضرت مسلم کا بدلہ ضرور لیں گے یا پھر ان کی طرح ہم بھی شربت شہادت پئیں گے (دنیا پلٹ جائے آسمان الٹ جائے)۔

(ناسخ التواریخ ص ١٦٢)

لہوف عربی ابن طاؤس مہیج اور الاحزان ص ۵۸ پر امام حسین رضی اللہ عنہ بھی آگے بڑھے ان کو کیا خبر تھی کہ ہمارے مطیع ہمارے ساتھ کیا سلوک کریں گے جب میدان کربلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو کوفہ والوں نے چاروں طرف سے قتل کے لیے گھیر لیا تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((تبالكم ايتها الجماعة وبدحا وبوسالكم وتعساحين استصر ختمونا فاصرفناكم موجفين فشعد تم علينا سيفا كان فى الدينا و جششتم علينا نارا اصرمنا على عدونا وعدوكم ولكنكم استصرختم الى بيعتنا كطئرة الدجاء وتهافتم اليها كتهافت الضراش ثم تقصتموها .))

(احتجاج طبرسی ص ١٥٤)

''اے لوگو! تمہیں ہلاک وبربادی اور برائی نصیب ہو تم نے ہم کو بے قرار ہو کر پکارا اور ہم تمہاری پکار پر تیزی کے ساتھ آئے تو تم نے ہم پر وہ تلوار نکالی جو ہمارے ہاتھ میں تھی وہ آگ ہم پر بھڑکائی جو ہم نے اپنے اور تمہارے دشمنوں پر بھڑکائی تھی لیکن تم

لوگ ہماری بیعت کی طرف دوڑے جس طرح کدو کے کیڑے دوڑتے ہیں اور تم اس طرح اس پر گرے جس طرح پروانے گرتے ہیں پھر تم نے اس بیعت کو توڑ دیا۔''

عمرو بن سعد نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کس نے آپ کو یہاں آنے کی ترغیب دی ہے؟ امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اہل کوفہ کے رسل و رسائل نے۔ عمرو بن سعد نے عرض کیا کہ اب تو آپ کو معلوم ہو گیا کہ اہل کوفہ نے عہد شکنی کی آپ کی دشمنی پر کمر بستہ ہو چکے ہیں اب کہیے کیا ارادہ ہے؟ تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا

((دعونی ارجع فاقیم بمکة اوالمدینة اواذهب الی بعض الثغور فاقیم به کبعض اهله .))

(ناسخ التواریخ ص ۱۷۸ و مقتل ابی هما ص۲۸)

''مجھے چھوڑ دو مکہ یا مدینہ میں جا کر مقیم ہو جاؤں یا بعض سرحدی علاقوں میں جا کر ٹھہر جاؤں۔''

مگر کوفہ والوں نے اس فرمان عالی شان کو مردود کر دیا اور قتل کا مصمم ارادہ کر لیا تو امام حسین رضی اللہ عنہ کے منہ سے یہ کلمہ بے ساختہ نکلا کہ قد خولنا شیعتنا (فلاحقا لمصائب ص ۴۹) ہمارے فرمانبرداروں نے ہم کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو کربلا میں خیمہ سے باہر کرسی پر بیٹھے ہوئے اپنے کوفیوں کے اخلاص نامہ کو الٹ پلٹ کر رہے تھے کہ عراقی راہ گیر نے اس بے کسی اور حیرانی کی وجہ دریافت کی تو امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے اہل کوفیوں نے بلایا تھا اور یہ ان کے خطوط ہیں مگر اب وہی میرے قتل کے درپے ہو رہے ہیں خدا نے چاہا تو ان کو اچھا اجر ملے گا خدا ان کو ذلیل و خوار کرے گا اور ہمیشہ مصیبت میں مبتلا رہیں گے۔ (ناسخ التواریخ)

الغرض اہل کوفہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لال۔ ساقی کوثر کے جگر پیوند حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو تین چار دن تشنہ لبی و فاقہ کشی سے رکھا اور بے کسی کی حالت میں کربلا کے سنسان میدان میں مع جملہ اعزہ کے ذبح کر دیا۔ (خلاصة المصائب)

علامہ خلیل قزوینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "باعث کشته شدن ایشان صلوة الله علیها تقصیر کوفه امامیه است از بقیه و مانند آن از مصالح امام" الخ (شافی شرح کافی) ان حضرات کے قتل کے بانی اور اصل باعث کوفہ امامیہ ہیں اور تذکرۃ الائمہ میں ہے کہ غرض ایشاں آں بود کہ بقیہ اہل بیت رسالت را برطرف کنند۔'' (تذکرہ) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل سے کوفیوں مقصد یہ تھا کہ بقیہ اہل بیت کا بھی خاتم ہو جائے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک عراقی نے یہ مسئلہ پوچھا کہ اگر محرم مکھی کو مار ڈالے تو کیا فدیہ ہے؟ ((فقال اهل العراق یسالون عن الذباب وقد قتلوا ابن ابنة رسول الله ﷺ وقال النبی ﷺ هماریحاننا من الدنیا .)) (بخاری ج۱) ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا (واہ اچھے رہے) عراق والے مکھی کو مار ڈلنا پوچھتے ہیں کیا ہے اور آپ کے نواسے حضرت امام حسین کو انہوں نے مار ڈالا حالانکہ آپ ﷺ نے ان کی نسبت فرمایا ہے یہ دونوں دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔

جب اہل کوفہ نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کر کے آہ وزاری شروع کی تو امام زین العابدین فرمانے لگے کہ جب یہی ہم پر روتے اور ماتم کرتے ہیں تو پھر کوئی بتائے کہ کس نے ہم پر یہ ستم ڈھایا اور قتل کیا؟ یعنی خود ہی قتل کیا ہے اور خود ہی ماتم کرتے ہیں (احتجاج طبری میں ۱۵۶ پر تحریر ہے۔

((لما اتی علی ابن حسین ابن علی زین العابدین بالنسوة من کربلا وکان مریضا واذا نساء اهل الکوفة ینتدین متشققان الجیوب و الرجال معهم یبکون فقال زین العابدین علیہ السلام بصوت نئیل وقدنهکته العلیة ان هولاء یبکون فمن قتلنا غیهم .)) (احتجاج)

''جب امام زین العابدین عورتوں کے ساتھ کربلا سے پلٹے تو وہ بیمار تھے دیکھا کہ اہل کوفہ کی عورتیں گریبان چاک کیے ہوئے ماتم کر رہی ہیں اور مرد بھی ان کے ساتھ رو رہے ہیں تو حضرت امام زین العابدین نے بہت کمزور آواز سے (بیماری نے ان کو کمزور کر دیا تھا) فرمایا یہ لوگ ہم پر رو رہے ہیں مگر ان کے سوا قتل کس نے کیا ہے۔''

یعنی ان ہی سینہ کوئی آہ وزاری کرنے والوں نے ہم کو قتل کیا ہے اور اب رو رو کر آہ وزاری کر کے پردہ پوشی کرنا چاہتے ہیں۔ خدا کی قسم! ہرگز نہیں قیامت کے روز میرا ہاتھ اور ان کا گریبان ہوگا۔

قریب ہے یارو روز محشر چھپے گا احوال قتل کیونکر
جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے کا آستین کا

ان تمام تاریخی شہادتوں سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کرنے والے حضرات اہل کوفہ ہی ہیں۔ مگر سینہ کوبی اور آہ وزاری کر کے اس خون کے دھبہ کو دھو کر پردہ پوشی کرنا چاہتے ہیں پھر بھی محبت حسین رضی اللہ عنہ اور اہل بیت کا دعویٰ کرتے ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی امید کرتے ہیں۔

اترجو شیعة قتلت حسینا
شفاعه جده یوم الحساب

''کیا قاتلین حسین رضی اللہ عنہ اہل کوفہ اس بات کی امید رکھتے ہیں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے نانا (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) قیامت کے دن ان کی شفاعت کریں گے۔'' کلا واللہ.

دنیا میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد جس نے سب سے پہلے ماتم ونوحہ ایجاد کر کے کار خیر سمجھا وہ بقول حضرات اہل کوفہ یزید ہے جو ان کے نزدیک اور ان کے خلاف کے مطابق اول درجہ کا دشمن اور قاتل حسین رضی اللہ عنہ تھا۔

چنانچہ ملا جعفر مجلسی (کوفی) اپنی مشہور کتاب جلاء العیون میں لکھتے ہیں کہ جب اہل حسین رضی اللہ عنہ کا قافلہ کوفہ سے دمشق آیا اور یزید کے دربار میں پیش ہوا تو یزید کی بیوی ہندہ بے تاب ہو کر بے پردہ مجلس یزید میں چلی آئی یزید نے دوڑ کر اس کے سر پر کپڑا ڈال دیا اور کہا کہ گھر میں جا اور آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم خدا قریشی کے بزرگوار پر نوحہ زار کر۔ ابن زیاد نے اس کے بارے میں جلدی کی میں ان کے قتل پر ہرگز راضی نہ تھا۔ (جلاء العیون) جب اہل بیت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ یزید کے محل میں داخل ہوئے تو اہل بیت یزید نے زیور اتار کر لباس ماتم پہنا صدائے نوحہ وگریہ بلند کی اور یزید کے گھر میں تین روز تک ماتم برپا رہا۔ (جلاء العیون)

اور اسی کتاب جلاء العیون کے ص ۲۹۳ میں ہے کہ یزید کے ہاتھ میں رومال تھا جس سے وہ آنسو پونچھتا تھا اس نے کہا ان کو میرے محل سے ہندہ بنت عامر کے پاس لے جا جب اس کے پاس پہنچائی گئیں تو اندر سے صدائے گریہ وزاری بلند ہوئی جو باہر سنائی دیتی تھی نیز ناسخ التواریخ اور منہج میں کم وبیش اس ماتم کا ذکر کیا ہے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر ماتم ونوحہ ونالہ کا یہ پہلا دن تھا جو بحکم یزید محل یزید میں جنم لیا اور اہل بیت نے اہتمام سے کام لیا۔

غرض اس طرح محرم میں کوفیوں کے تعزیہ کی روح ماتم درازی نے اول اول خانہ یزید میں جنم لیا پھر جب یزید نے چند دن کے بعد اہل بیت حسین رضی اللہ عنہ کو بعزت وحرمت شام میں رہنے یا مدینہ جانے کا اختیار دیا تو انہوں نے ماتم برپا کرنے کی اجازت چاہی جو دی گئی اور شام میں جو قریش اور بنی ہاتم تھے سب شریک آہ وماتم ہوئے ایک ہفتہ یہ گریہ وزاری قائم رہی بعد ازاں یزید نے بآرام ان کو مدینہ کی جانب روانہ کیا۔ جلاء العیون اور منہج میں ہے کہ یہ دوسرا ماتم تھا جو باجازت یزید اہتمام سے ہوا۔ مذکورہ بالا عبارتوں سے معلوم ہوتا کہ وہ بظاہر

اہل بیت کا محبت اور خیر خواہ تھا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ مناسب نہیں تھا کہ اپنی زندگی میں یزید کو ولی عہد کا منصب عنایت فرماتے یہ ان کی اجتہادی غلطی تھی بقاعدة المجهد يخطي ويصيب کے ماتحت قابل عفو ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسلام کو بہت دور دور تک پھیلایا ہے اور دشمنان اسلام سے جہاد کیا ہے اور یزید بھی اس جہاد میں ان کے ساتھ شریک رہا۔ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بعض اسلامی جہادوں میں یزید کو فوج کا سپہ سالار بنا کر بھیجا تھا جس کے مطابق حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد میں شرکت کرنے کا خیال ظاہر کیا تو آپ نے فرمایا: تم جہاد میں شریک ہوگی اور جہاد ہی میں تم کو شہادت نصیب ہوگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام حرام کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مناسب خدمت کر دیا کرتی تھیں کبھی سر مبارک کے جوئیں نکال دیتی تھیں بخاری شریف اور تہذیب میں ہے کہ حجۃ الوداع کے بعد ایک روز آپ تشریف لائے اور کھانا کھا کر آرام فرمایا تو حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے جوئیں دیکھنا شروع کیا آپ کو نیند آ گئی لیکن تھوڑی دیر بعد آپ مسکراتے ہوئے اٹھے اور فرمایا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ میری امت کے کچھ لوگ سمندر میں غزوہ کے ارادہ سے سوار ہیں حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیجیے کہ میں بھی ان میں شامل ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اور پھر آرام فرمایا کچھ دیر کے بعد پھر مسکراتے ہوئے اٹھے اور اسی خواب کا اعادہ کیا حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے پھر اپنی شرکت کے لیے دعا کی درخواست کی فرمایا تم پہلی جماعت کے ساتھ ہو اس خواب کی تعبیر ۲۸ھ میں پوری ہوئی۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے شام کے حاکم تھے انہوں نے متعدد بار جزائر پر حملہ کرنے کی خواہش ظاہر کی لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت نہیں دی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں انہوں نے اپنا ارادہ ظاہر کیا تو اجازت ملی انہوں نے جزیرہ قبرص (سائپرس) پر حملہ کرنے کے لیے ایک بیڑا تیار کیا اس حملہ میں بہت سے صحابہ شریک تھے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ، حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ، حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا ان ہی میں داخل تھیں۔ (اسد الغابه ج ٥) یہ بیڑا حمص کے ساحل سے روانہ ہوا اور قبرص فتح ہو گیا واپسی پر حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا سواری پر چڑھ رہی تھیں کہ نیچے گریں اور جان بحق تسلیم ہوئیں تمام لوگوں نے وہیں پر ان کو دفن کر دیا۔ (صحيح بخاری ج ٢)

بخاری شریف باب فنا الروم میں ہے کہ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے یہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا۔ اول جيش من امتى يغزون البحر قد او جبوا قالت ام حرام قلت يا رسول اله انا فيهم نال انت فيهم ثم قال النبى صلی اللہ علیہ وسلم اول جيش من امتى يغزون مدينة قيصر مغفور لهم فقلت انا فيهم يا رسول الله قال لا: ''میری امت کا پہلا لشکر جو سمندر پہ سوار ہوگا اس کے لیے تو بہشت واجب ہوگی۔ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں بھی اس میں ہوں گی۔ آپ نے فرمایا تو بھی اس میں ہوگی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر روم میں شہر (قسطنطنیہ) پر جہاد کرے گا اس کی بخشش ہوگی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بھی اس میں ہوں گی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔

اس جہاد میں یزید بن معاویہ فوج کا سپہ سالار تھا اور بہت سے صحابہ کرام اس کے ساتھ شریک رہے جیسے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے یہ واقعہ ۵۸ھ میں ہوا۔

اس جہاد میں شریک ہونے والے غازیوں کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ سب بخش دیے جائیں گے جیسا کہ مغفور لهم سے پتہ چلتا ہے۔

بعض لوگوں نے اس حدیث سے یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کی مغفرت پر استدلال کیا کہ وہ بھی بخشا جائے گا گو وہ بہت بڑا ظالم اور جابر

تھا اس نے اپنے زمانے میں بہت ہی ظلم کیا ہے مدینہ کے گورنر کو لکھا کہ میری خلافت پر لوگوں سے بیعت لو اس نے ایسا کرنا شروع کیا تو بعض غیرت مند صحابہ مدینہ سے مکے چلے آئے یا دوسری جگہ منتقل ہو گئے اسی یزید کی سازش سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بھی شہید کرایا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو بھی مکہ مکرمہ میں شہید کرایا۔

اور اس نے مدینہ منورہ پر چڑھائی کرائی اور حرم محترم میں گھوڑے باندھے گئے مسجد نبوی کی اور اور قبر شریف کی توہین کرائی گئی اور حجاج ظلم اپنے غلام کے ہاتھ سے ایک لاکھ صحابہ اور تابعین اور بزرگوں کو اس ناحق قتل کرایا۔ اتنے مظالم کے بعد بھی مغفور لھم میں کیسے شامل ہوسکتا ہے۔

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ اس طرح مغفور لہم میں داخل ہوسکتا ہے:

قرآنی آیت:﴿قل یعبادی الذین اسرفوا﴾

''کہہ دے اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جان پر زیادتی کی ہے اللہ کی مہربانی سے آس مت توڑو۔ بیشک اللہ تعالیٰ سہارے گناہوں کو بخشتا ہے وہی گناہوں کا معاف کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔''

یزید ظالم تو ضرور تھا لیکن مشرک نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ مشرک کو ہرگز نہیں بخشے گا اور غیر مشرک ظالم وغیرہ کو بخش سکتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:﴿ان اللہ لایغفر مادون ذالك لمن یشاء الخ﴾ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس آیت کے ماتحت یزید کو بخش سکتا ہے۔

بہرحال حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے یزید کو اپنا ولی عہد بنایا اور اس کے ذریعے ملت اسلامیہ میں بہت سے فتنے پیدا ہو گئے ان فتنوں میں ایک بڑا فتنہ جنگ حرہ کے نام سے مشہور ہے۔ جس کا سب یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ ہی ہے۔

حرہ مدینہ میں کالی پتھریلی زمین کو کہتے ہیں جہاں ایک مشہور لڑائی ہوئی تھی اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ یزید کو ولی عہد بنا دیا گیا تھا اس نے مدینہ منورہ پر فوج کشی کرائی جس میں بہت سے اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کو شہید کرایا جس میں حرم محترم کی بہت بے حرمتی ہوئی اسی دن کو یوم حرہ کہتے ہیں جو تاریخ اسلام میں بہت مشہور ہے یہ واقعہ ماہ ذی الحجہ ۶۳ ھ میں پیش آیا تھا۔

اس کی وجہ بظاہر یہی معلوم ہوتی ہے کہ یزید بن معاویہ کو ولی عہد بنا دیا گیا تھا اور مدینہ کے گورنر کو یہ لکھا گیا تھا کہ یزید کے ولی عہد کے بارے میں لوگوں سے عہد و اقرار اور بیعت لے لیکن اکثر صحابہ نے یزید کے ناشائستہ افعال و حرکات اور سکنات کی وجہ سے انکار کر کے دوسری جگہ منتقل ہو گئے اور مدینہ منورہ میں شامی فوج بھیجی گئی اور اس میں مدینہ منورہ کی توہین کی گئی۔

آخر نصف ربیع الاول ۶۴ ھ ملک الموت نے یزید کو آ دبایا اور اس دینا سے ہمیشہ کے واسطے رخصت کر دیا۔ یہ خبر عین حالت جنگ میں مکہ معظمہ میں پہنچی اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے پکار کر کہا اے شام کے لوگو! تمہارا گمراہ کرنے والا مر چکا یہ سنتے ہی لشکر بھاگ کھڑا ہوا اور نہایت ذلت اٹھائی لوگوں نے ان کا تعاقب کیا اس کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے بیعت لی اور خلیفہ کے نام سے موسوم ہوئے اور ہر اہل شام نے معاویہ بن یزید سے بیعت لی مگر معاویہ بن یزید کا زمانہ خلافت بہت کم ہوا جیسا کہ آگے ہم بیان کریں گے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت

جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ یزید نے مدینہ پر چڑھائی کرائی اور مکہ پر بھی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ مکے کے خلیفہ برحق تسلیم کر لیے گئے لیکن یزیدیوں نے چند دنوں کے بعد ان کو بھی حرم مکہ مکرمہ میں شہید کر ڈالا۔ ان کے متعلق سیر الصحابہ جلد ششم ص ۲۸۲ پر لکھا ہے جسے ہم ناظرین کرام کی اسلامی تاریخ کی دلچسپی و عبرت کے لیے نقل کر رہے ہیں۔

حضرت مصعب کے قتل سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا بازو بالکل ٹوٹ گیا اوران کا کوئی سچا ہوا خواہ اور مخلص و معتمد علیہ باقی نہیں رہا، دوسری طرف عراق کا علاقہ نکل جانے سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی آمدنی میں بڑی کمی ہوگئی اور عبدالملک کے لیے ان کو زیر کرلینا آسان ہوگیا۔ چنانچہ ۷۲ھ میں اس نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا قصہ چکانے کا فیصلہ کرلیا اور ایک دن منبر پر چڑھ کر مجمع سے سوال کیا کہ تم میں سے کون حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے قتل کا بیڑا اٹھاتا ہے؟ اس سوال پر حجاج نے اپنا نام پیش کیا۔ عبدالملک نے تین مرتبہ یہ سوال دہرایا اور تینوں مرتبہ حجاج ہی نے جواب دیا اور کہا میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں نے ایک ڈھال چھین کر لگالی ہے۔ (مستدرک حاکم)

حرم کا محاصرہ

چنانچہ عبدالملک نے ذی قعدہ ۷۲ھ میں حجاج کو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا اس وقت حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حرم محترم میں پناہ گزین تھے اس لیے حجاج نے مکہ پہنچ کر حرم کا محاصرہ کرلیا اور مسلسل کئی مہینہ تک محاصرہ قائم رہا اس پوری مدت میں ایسی ہولناک آتش زنی اور سنگ باری ہوتی رہی کہ اس کی چمک اور دھماکوں سے معلوم ہوتا تھا کہ آسمان زمین پر آجائے گا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نہایت دلیری اور پامردی کے ساتھ مدافعت کررہے تھے اور ان کے اطمینان وسکون میں مطلق فرق نہ آیا۔ (طبری ج ۸)

عین سنگ باری کی حالت میں وہ خانہ کعبہ میں نماز پڑھتے تھے اور بڑے بڑے پتھر آکر ان کے پاس گرتے تھے مگر وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹتے تھے۔ (ابن اثیر ج ۴)

سامان رسد کا اختتام اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کی بے وفائی

ابتداء میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس سامان رسد کافی تھا لیکن طویل محاصرہ کا ساتھ نہیں دے سکتا تھا اس لیے آخر میں رسد کی قلت کی وجہ سے سواری کے گھوڑے ذبح کرکے کھانے کی نوبت آگئی۔ پورے مکہ میں عام قحط پڑ گیا ہر چیز سونے کے بھاؤ بکنے لگی چنانچہ ایک مرغی دس درہم کو ملتی تھی باجرہ جیسا معمولی غلہ ۱۳ درہم فی رطل بکتا تھا ایسی حالت میں زیادہ دنوں تک استقلال دیکھنا مشکل تھا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھی محاصرہ کی سختیوں اور بھوک کی تکلیف سے عاجز آکر حجاج کے دامن میں پناہ لینے لگے اور رفتہ رفتہ دس ہزار آدمی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا ساتھ چھوڑ کر حجاج سے مل گئے حتیٰ کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے دو صاحبزادے حمزہ اور حبیب نے بھی باپ کا ساتھ چھوڑ دیا البتہ ایک صاحبزادہ آخر دم تک ثابت قدم رہا اور اس ثابت قدمی میں مارے گئے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے مشورہ اور ان کا شجاعانہ جواب

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی بے بسی کا یہ عالم دیکھا تو مایوس ہوکر ایک دن اپنی ماں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اماں! میرے تمام ساتھیوں نے ایک ایک کرکے میرا ساتھ چھوڑ دیا حتیٰ کہ میرے لڑکے بھی مجھے چھوڑ کر چلے گئے ہیں اب صرف چند فداکار باقی رہ گئے ہیں لیکن ان میں بھی مقابلہ کی تاب نہیں ہے اور ہمارا دشمن ہمارے منشاء کے مطابق مطالبات پورے کرنے پر آمادہ ہے ایسی حالت میں آپ کیا فرماتی ہیں؟ اس وقت حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی عمر سو برس سے متجاوز ہوچکی تھی جوان بیٹوں اور پوتوں کے داغ اٹھا چکی تھیں دل و جگر فگار ہورہے تھے نامور بیٹوں میں صرف حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ باقی تھے ان حالات کے باوجود اس پیرانہ سالی اور ایسی خستہ دلی کی حالت میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اولوالعزم اور بہادر بیٹی نے آمادہ بہ قتل بیٹے کو جو شریفانہ جواب دیا اس پر عورتوں کی تاریخ ہمیشہ فخر کرتی رہے گی فرمایا۔ ''بیٹا تم کو خود اپنی حالت کا صحیح اندازہ ہوگا اگر تم کو اس کا تعین ہے کہ تم حق پر ہو اور حق کی دعوت دیتے ہو تو جاؤ اس کے لیے لڑو کہ تمہارے بہت سے ساتھیوں نے اس پر جان دی ہے لیکن اگر تمہارا مقصد دنیا طلبی ہے تو تم سے بڑھ کر برا کون خدا کا بندہ ہوگا کہ خود اپنے کو ہلاکت میں ڈالا اور اپنے ساتھ کتنوں کو ہلاک کیا اگر یہ عذر ہے کہ تم حق پر ہو لیکن اپنے اعوان وانصار کی کمزوری سے لاچار ہوگئے ہو تو یاد رکھو

شریفوں اور دینداروں کا یہ شیوہ نہیں ہے تم کو کب تک دنیا میں رہنا ہے جاؤ حق پر جان دے دینا زندگی سے ہزاروں درجہ بہتر ہے۔''

ماں کی زبان سے یہ بہادرانہ جواب سن کر کہا اماں مجھے یہ خوف ہے کہ اگر بنی امیہ میرے قتل کرنے میں کامیاب ہو گئے تو میری لاش کو مثلہ کر کے سولی پر لٹکائیں گے اور اس کی بے حرمتی کریں گے۔ ''بہادر ماں نے جواب دیا۔'' بیٹا ذبح ہونے کے بعد بکری کی کھال کھینچنے سے تکلیف نہیں ہوتی۔ ''جاؤ خدا سے مدد مانگ کر اپنا کام پورا کرو۔'' یہ حوصلہ افزا کلمات سن کر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی ڈھارس بندھی اماں کے سر کا بوسہ دے کر کہا میری بھی یہی رائے ہے پھر مختصر الفاظ میں اپنی صفائی پیش کر کے کہا کہ میں نے یہ صفائی اپنے کو کمزوریوں سے مبرا ظاہر کرنے کے لیے نہیں پیش کی ہے بلکہ اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ آپ کو یہ تسکین رہے کہ آپ کے لڑکے نے ناحق بات کے لیے جان نہیں دی'' ماں نے جواب دیا'' مجھے امید ہے کہ میں ہر حالت میں صبر وشکر سے کام لوں گی اگر تم مجھ سے پہلے دنیا سے رخصت ہو گئے تو صبر کروں گی اور اگر کامیاب ہوئے تو تمہاری کامیابی پر خوش ہوں گی اچھا اب جاؤ دیکھو خدا کیا انجام دکھاتا ہے۔''

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ دعا کے طالب ہوئے ماں نے ان کے حق میں دعا کی اور انہیں خدا کے سپرد کیا پھر اپنے لیے صبر وشکر کی دعا مانگی۔ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا'' بیٹا پاس آجاؤ کہ آخری مرتبہ تم سے رخصت ہولوں۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں بھی آخری رخصتی کے لیے حاضر ہوا ہوں کہ اب دنیا میں یہ میرے آخری دن ہیں۔'' حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے گلے لگا کر بوسہ دیا اور فرمایا'' جاؤ اپنا کام پورا کرو اتفاق سے گلے لگانے میں حضرت عبداللہ زبیر رضی اللہ عنہ کی زرہ پر ہاتھ پڑ گیا پوچھا بیٹا یہ کیا؟ جان دینے والوں کا یہ شیوہ نہیں ہے۔''

شہادت

ماں کے اس فرمان پر انہوں نے جان کی حفاظت کا یہ آخری سہارا بھی اتار دیا اور کپڑے درست کر کے رجز پڑھتے ہوئے رزمگاہ میں پہنچے اور آتے ہی اس زور کا حملہ کیا کہ بہت سے شامی خاک وخون میں تڑپ گئے لیکن شامیوں کی تعداد بہت زیادہ تھی اس لیے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھی ان کے جوابی حملہ کی تاب نہ لا سکے اور ان کے ریلے سے منتشر ہو گئے ایک خیر خواہ نے ایک محفوظ مقام پر چلے جانے کا مشورہ دیا فرمایا ایسی حالت میں مجھ سے برا کون مسلمان ہو گا کہ پہلے اپنے ساتھیوں کو قتل ہونے کے لیے سامنے کر دیا اور ان کے قتل ہونے کے بعد میں خود موت سے بھاگ نکلوں۔''

اب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی قوت بہت کمزور پڑ گئی تھی اس لیے شامی برابر بڑھتے آرہے تھے یہاں تک کہ خانہ کعبہ کے تمام پھاٹکوں پر ان کا ہجوم ہو گیا لیکن حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اس حالت میں بھی شیر کی طرح چاروں طرف حملہ آور ہوتے اور جدھر رخ کر دیتے تھے شامی کائی کی طرح پھٹ جاتے تھے۔ حجاج نے جب دیکھا کہ کوئی شامی ان کے پاس جانے کی ہمت نہیں کرتا تو خود سواری سے اتر پڑا اور اپنی فوج کو للکار کر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے علمبردار کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ لیکن حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بڑھ کر اس بڑھتے ہوئے ہجوم کو بھی منتشر کر دیا اور نماز پڑھنے کے لیے مقام ابراہیمؑ کی پر چلے گئے شامیوں نے موقع پا کر ان کے علمبردار کو قتل کر کے علم چھین لیا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نماز پڑھ کر لوٹے تو بڑی دیر تک بغیر علم کے لڑتے رہے۔ (ابن اثیر ج ۴ ص ۲۸۶ تا ۲۸۹ و مستدرک حاکم تذکرہ ابن زبیر سے ماخوذ ہیں۔)

عین اسی حالت میں ایک شامی نے ایسا پتھر مارا کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا سر کھل گیا اور چہرہ سے خون کا فوارہ پھوٹ پڑا داڑھی خون سے تر ہو گئی اس خون بہ فشانی پر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے یہ شجاعانہ شعر پڑھا۔

ولسنا على الاعقاب تدمى كلومنا

ولكن على اقد امنا نقطر الدماء

''ہم جہاں پر ہیں (پیٹھ پھیرنے کی وجہ سے جن کی ایڑیوں پر خون گرتا ہے بلکہ وہ سینہ سپر ہونے کی وجہ سے) ہمارے قدموں پر خون ٹپکتا ہے۔''

یہ رجز پڑھتے جاتے اور پوری شجاعت ودلیری سے لڑتے جاتے تھے لیکن زخموں سے چور ہو چکے تھے۔ ساتھیوں کی ہمت پست ہو چکی تھی شامیوں کا انبوہ کثیر مقابل میں تھا اس لیے آخر میں شامیوں نے ہر طرف سے پورے یورش کر کے قتل کر دیا اور جمادی الثانی ۷۳ھ میں قریش کا یہ یگانہ بہادر حواری رسول اللہ ﷺ کا لخت جگر اور ذات النطاقین کا نور نظر ہمیشہ کے لیے خاموش ہو گیا۔ (طبری ج ۸ ص ۸۵۰ و مستدرک تذکرہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ)

حجاج کی شقاوت، لاش کی بے حرمتی اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی بہادری

سنگ دل اور کینہ نواز حجاج کی آتش انتقام حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے خون سے بھی نہ بجھی قتل ہونے کے بعد اس نے سر کٹوا کر عبد الملک کے پاس بھجوا دیا اور لاش قریش کی عبرت کے لیے بیرون شہر ایک بلند مقام پر سولی پر لٹکوا دی (ابن اثیر)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو جب خبر ہوئی تو انہوں نے کہلا بھیجا کہ خدا تجھے غارت کرے تو نے لاش سولی پر کیوں آویزاں کرائی اس سنگ دل نے جواب دیا ابھی میں اس منظر کو باقی رکھنا چاہتا ہوں اس کے بعد ستم رسیدہ ماں نے تجہیز وتکفین کی اجازت مانگی لیکن حجاج نے اس کی بھی اجازت نہ دی اور اس اولوالعزم اور حوصلہ مند بہادر کی لاش جس نے زندگی میں سات برس تک بنی امیہ کو لرزہ براندام کیے رکھا تھا شارع عام پر تماشا بنی رہی۔ قریش آتے تھے یہ منظر دیکھتے تھے اور عبرت حاصل کرتے ہوئے گزر جاتے تھے اتفاقاً حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا وہ لاش کے پاس کھڑے ہو گئے اور تین مرتبہ لاش سے خطاب کر کے کہا ابو خبیب السلام علیکم میں نے تم کو اس میں پڑنے سے منع کیا تھا تم روزے رکھتے تھے نمازیں پڑھتے تھے صلہ رحمی کرتے تھے حجاج کو اس کی خبر ہوئی تو لاش سولی سے اتروا کر یہودیوں کے قبرستان میں پھنکوا دی اور ستم بالائے ستم یہ کیا کہ ستم رسیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کو بلا بھیجا انہوں نے آنے سے انکار کیا ان کے انکار پر اس گستاخ نے کہلا بھیجا کہ سیدھی چلی آؤ۔ ورنہ چوٹی پکڑ کر گھسٹوا لاؤں گا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیٹی نے جواب دیا۔ خدا کی قسم! اب میں اس وقت تک نہ آؤں گی جب تک تو چوٹی پکڑ کے نہ گھسٹوائے گا یہ جواب سن کر حجاج نے سواری منگائی اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر کہا سچ کا کہنا دیکھا خدا نے اپنے دشمن کو کیا انجام دکھایا۔ دلیر خاتون نے جواب دیا ہاں تو نے ان کی دنیا برباد کر دی لیکن انہوں نے تیری آخرت برباد کر دی تو مجھے ذات النطاقین کہہ کر شرم دلاتا ہے تجھ کو کیا معلوم کہ یہ کتنا معزز لقب ہے اور کس کا دیا ہوا ہے اے نادان! یہ لقب رسول اللہ ﷺ کا عطا کردہ ہے میرے پاس دو پٹکے (نطاق) تھے ایک پٹکے سے چیونٹیوں سے بچانے کے لیے رسول اللہ ﷺ کا کھانا ڈھانکتی تھی اور دوسرا اپنے مصرف میں لاتی تھی میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ بنی ثقیف میں کذاب اور مبیر ہوں گے کذاب تو ہم لوگوں نے دیکھ لیا تھا مبیر باقی رہ گیا تھا وہ تو ہے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی یہ بے کانہ باتیں سن کر حجاج لوٹ گیا۔ (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۵۵۳ پر واضح بیان موجود ہے۔)

تدفین

عبدالملک کو جب اس کی خبر ہوئی کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے لاش مانگی مگر حجاج نے دینے سے انکار کیا تو اس نے حجاج کو نہایت غضب آلود خط لکھا کہ تم نے لاش اب تک ان کی ماں کے حوالہ کیوں نہیں کی اس ڈانٹ پر اس نے لاش فوراً دے دی اور غمزدہ ماں نے غسل دلا کر اپنے نور نظر کو مقام حجون میں سپرد خاک کیا۔ شہادت کے وقت حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی عمر ۷۲ سال کی تھی۔ مدت خلافت سات برس ہے۔

علامہ شبلی رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے غیر معمولی صبر واستقلال کو نہایت موثر پیرایہ میں

نظم کیا ہے اس مقام پر ان کا نقل کرنا بے محل نہ ہو گا فرماتے ہیں:

مسند آرائے خلافت جو ہوئے ابن زبیر رضی اللہ عنہ
سب نے بیعت کے لیے ہاتھ بڑھائے یکبار
ابن مروان نے حجاج کو بھیجا پئے جنگ
جس کی تقدیر میں مرغان حرم کا تھا شکار
حرم کعبہ میں محصور ہوئے ابن زبیر
فوج بے دیں نے کیا کعبہ ملت کا حصار
دامن عرش ہوا جاتا تھا آلودہ گرد
بارش سنگ سے اٹھتا تھا جو رہ رہ کے غبار
تھا جو سامان رسد چاروں طرف سے مسدود
ہر گلی کوچہ بنا جاتا تھا اک کنج مزار
جب یہ دیکھا کہ کوئی ناصرو یار نہ رہا
ماں کی خدمت میں گئے ابن زبیر رضی اللہ عنہ آخر کار
جا کے کی عرض کہ "اے رفت حریم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
نظر آتے نہیں اب حرمت دیں کے آثار
آپ فرمائیے اب آپ کا ارشاد ہے کیا؟
کہ میں ہوں آپ کا بندہ فرماں بردار
صلح کر لوں کہ چلا جاؤں حرم سے باہر
یا یہیں رہ کے اسی خاک پہ ہو جاؤں نثار"
بولی وہ پردہ نشیں حرم سر عفاف
حق پہ گر تو ہے تو پھر صلح ہے مستوجب عار
یہ زمیں وہی قربان گہ اسماعیل
فدیہ نفس ہے خود دین خلیلی کا شعار
ماں سے رخصت ہوئے یہ کہہ کے بآداب نیاز
آپ کے دودھ سے شرمندہ نہ ہوں گا زنہار
پہلے ہی حملہ میں دشمن کی الٹ دیں فوجیں
جس طرف جاتے تھے یہ ٹوٹتی جاتی تھی قطار
منجنیقوں سے برستے تھے جو پتھر پیہم
ایک پتھر نے کیا سر ورخ کو فگار

خون ٹپکا جو قدم پہ، تو کہا از رہ فخر
یہ ادا وہ ہے کہ ہاشمیوں کا ہے شعار
اس گھرانے نے کبھی پشت پہ کھایا نہیں زخم
خون ٹپکے گا قدم پر ہر بار
زخم کھا کھا کے لڑے جاتے تھے لیکن کب تک
آخر الامر گرے خاک پہ مجبور و نزار
لاش منگوا کے جو حجاج نے دیکھی تو کہا
اس کو سولی پہ چڑھاؤ کہ یہ تھا قابل دار
لاش لٹکی رہی سولی پہ کئی دن لیکن
انکی ماں نے نہ کیا رنج و الم کا اظہار
اتفاقات سے اک دن جو ادھر جا نکلیں
دیکھ کر لاش کو بے ساختہ بولیں اک بار
ہو چکی دیر کہ منبر پر کھڑا ہے یہ خطیب
اپنے مرکب سے اترتا نہیں یہ بھی یہ سوار[1]

یہ دردناک حادثہ تو آپ نے پڑھ ہی لیا اور یزید کا کیا حشر ہوا یہ بھی آپ حضرات کو معلوم ہی ہے اس کے بانی مبانی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں جن کا انتقال رجب ۶۰ ھ میں ہوا انتقال سے پہلے جو انہوں نے اپنے بیٹے یزید اور خاندان والوں کے لیے جو وصیت فرمائی تھی جسے ہم سیر الصحابہ جلد ششم سے نقل کرتے ہیں جو یہ ہے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی آخری تقریر اور علالت

۵۹ ھ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مرض الموت میں مبتلا ہوئے عرصہ سے ان کے قویٰ مضمحل ہو چکے تھے طاقت جسمانی جواب دے چکی تھی اس لیے مرض الموت سے پہلے وہ اکثر موت کے منتظر رہا کرتے تھے۔ چنانچہ بیماری سے کچھ دنوں پہلے انہوں نے حسب ذیل تقریر کی تھی۔

''لوگو! میں اس کھیتی کی طرح ہوں جو کٹنے کے لیے تیار ہے میں نے تم لوگوں پر اتنی طویل مدت تک حکومت کی کہ میں بھی اس سے تھک گیا اور غالباً تم لوگ بھی تھک گئے ہو گے اب مجھے تم سے جدا ہونے کی تمنا ہے اور غالباً تم کو بھی یہی آرزو ہو گی۔ میرے بعد آنے والا مجھ سے بہتر نہ ہو گا جیسا کہ میں اپنے پیشرو سے بہتر نہیں ہوں۔ کہا جاتا ہے کہ جو شخص خدا سے ملنے کی تمنا کرتا ہے خدا بھی اس سے ملنے کا متمنی رہتا ہے۔ اس لیے خدایا! اب مجھ کو تجھ سے ملنے کی آرزو ہے تو بھی آغوش پھیلا دے اور ملاقات میں برکت عطا فرما اس تقریر کے چند ہی دنوں کے بعد بیمار پڑے۔ (ابن اثیر)

اس وقت عمر کی اٹھتر (۷۸) منزلیں طے کر چکے تھے وقت آخر ہو چکا تھا اس لیے علاج معالجہ سے کوئی فائدہ نہیں ہوا روز بروز حالت گرتی گئی اسی حالت میں ایک دن حمام کیا جسم زار پر نظر پڑی تو بے اختیار آنسو نکل پڑے اور یہ شعر زبان پہ جاری ہو گیا۔

---

[1] علامہ نے خفیف تغیر کے ساتھ یہ واقعہ یعقوبی ج ص ۳۳ سے لیا ہے۔۱۲

ای اللیالی اسرعت فی نفقتی
اخذن بعضی وترکن بعضی

چنانچہ مرض زیادہ بڑھا اور لوگوں میں اس کا چرچا ہونے لگا تو ایک دن تیل اور سرمہ وغیرہ لگا کر سنبھل کر بیٹھے اور لوگوں کو طلب کیا۔ سب حاضر ہوئے اور کھڑے کھڑے مل کر سب واپس ہو گئے لوگ اس آن دیکھ کر کہنے لگے کہ امیر معاویہ تو بالکل صحیح وتندرست ہیں۔

یزید کو وصیت

جب حالت زیادہ نازک ہوئی تو یزید کو بلا کر کہا کہ جان پدر میں نے تمہاری راہ کے تمام کانٹے ہٹا کر تمہارے لیے راستہ صاف کر دیا ہے اور دشمنوں کو زیر کر کے سارے عرب کی گردن جھکا دی اور تمہارے لیے اتنا مال جمع کر دیا ہے کہ اس سے پہلے کسی نے جمع نہ کیا ہوگا اب میں تم کو یہ وصیت کرتا ہوں کہ اہل حجاج کا ہمیشہ لحاظ رکھنا کہ تمہاری اصل و بنیاد ہیں۔ اس لیے جو حجازی تمہارے پاس آئے اس سے حسن سلوک سے پیش آنا اور اس کی پوری عزت کرنا اور احسان کرنا اور جو نہ آئے اس کی خبر گیری کرتے رہنا۔ عراق والوں کی ہر خواہش پوری کرنا حتیٰ کہ اگر وہ روزانہ عاملوں کی تبدیلی کا مطالبہ کریں تو بھی اس کو پورا کرنا کیونکہ عاملوں کا تبادلہ تلوار کے بے نیام ہونے سے زیادہ بہتر ہے شامیوں کو اپنا مشیر کار بنانا اور ان کا خیال ہر حال میں مدنظر رکھنا اور جب تمہارا کوئی دشمن تمہارے مقابلہ میں کھڑا ہو تو ان سے مدد لینا لیکن کامیابی کے بعد ان کو فوراً واپس بلا لینا کیونکہ اگر یہ لوگ وہاں زیادہ مقیم رہیں گے تو ان کے خلاف بدل جائیں گے۔ سب سے اہم معاملہ خلافت کا ہے اس میں حسین ابن علی رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور کوئی تمہارا حریف نہیں ہے۔ لیکن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کوئی خطرہ نہیں ہے انہیں زہد و عبادت کے علاوہ اور کسی چیز سے واسطہ نہیں ہے اس سے عامۃ المسلمین کی بیعت کے بعد ان کو کبھی کوئی عذر نہ ہوگا۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ میں کوئی ذات ہمت اور حوصلہ نہیں ہے جو ان کے ساتھی کریں اس کے وہ بھی پیرو ہو جائیں گے البتہ حسین ابن علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے خطرہ ہے ان کو عراق والے تمہارے مقابلہ میں لا کر چھوڑیں گے اس لیے جب وہ تمہارے مقابلہ میں آئیں تو تم کو ان پر قابو حاصل ہو جائے تو درگزر سے کام لینا کیونکہ وہ قرابت دار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز ہیں۔ البتہ جو شخص لومڑی کی طرح داؤ دے کر شیر کی طرح حملہ آور ہو گا وہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اس لیے اگر وہ صلح کریں تو صلح کر لینا ورنہ موقع اور قابو میں پانے کے بعد ان کو ہرگز نہ چھوڑنا اور ان کے ٹکڑے کر ڈالنا۔ (طبری والفخری)

اپنے متعلق وصیتیں

اس وصیت کے بعد اہل خاندان کو وصیت کی کہ خدا کا خوف کرتے رہنا کیونکہ خدا خوف کرنیوالوں کو مصائب سے بچاتا ہے جو خدا سے نہیں ڈرتا اس کا کوئی مددگار نہیں پھر اپنا آدھ مال بیت المال میں داخل کرنے کا حکم دیا۔ (طبری ج ۷)

اور تجہیز و تکفین کے متعلق ہدایت کی کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کرتہ مرحمت فرمایا تھا وہ اسی دن کے لیے محفوظ رکھا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناخن اور موئے مبارک شیشہ میں محفوظ ہیں مجھے اس کرتے میں کفنانا اور ناخن اور موئے مبارک آنکھوں اور منہ کے اندر رکھ دینا شاید خدا اسی کے طفیل میں اور اسی کی برکت سے میری مغفرت فرما دے۔ (استیعاب ج ۱)

وفات

ان وصیتوں کے بعد عرب کے اس مدبر اعظم نے رجب ۶۰ھ میں جان جان آفریں کے سپرد کی۔ وفات کے بعد ضحاک بن قیس ہاتھوں میں کفن لیے ہوئے باہر آئے اور لوگوں کو ان الفاظ میں ان کے وفات کی خبر دی۔

لوگو! حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ عرب کی لکڑی اور اس کی دھار تھے خدا نے اس کے ذریعہ فتنہ فرو کیا شہروں کو فتح کرایا اور لوگوں میں انہیں

حکمران بنایا، آج وہ اس دنیا سے اٹھ گئے یہ دیکھو ان کا کفن ہے اس میں ہم انہیں لپیٹ کر قبر میں دفن کریں گے اور ان کا فیصلہ ان کے اعمال پر چھوڑیں گے جو شخص جنازہ میں شرکت کرنا چاہتا ہو وہ آئے۔ (طبری ج ۷)

اس اعلان کے بعد تجہیز و تکفین عمل میں آئی ضحاک نے نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ دمشق کی سرزمین میں سپرد خاک کیے گئے۔ مدت حکومت ۱۹ سال تین مہینہ ہے۔

یہ سارا بیان جنگ حرہ کے سلسلے میں لکھا گیا ہے جس کی وجہ یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کی ولی عہدی ہے اور بعض لوگوں نے یہ کہا ہے کہ دوسرا فتنہ جنگ جمل و صفین کا ہے اس موقعہ پر ہم ان دونوں لڑائیوں یعنی ان دونوں فتنوں کا مختصر لفظوں میں تذکرہ کریں گے تا کہ آپ اندازہ کریں اس خانہ جنگی کی فتنوں سے اسلام کو کتنا زبردست نقصان پہنچا ہے۔

جنگ جمل

جمل اونٹ کو کہتے ہیں یہ لڑائی ایک اونٹ پر ہوئی جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان ہوا اتفاقیہ طور پر جنگ چھڑ گئی تھی اور اس کی وجہ بظاہر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کے قصاص کا تھا۔

سیر الصحابیات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے حالات میں یہ لکھا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے واقعہ شہادت کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ مکہ میں مقیم تھیں۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے مدینہ سے جا کر ان کو واقعات سے آگاہ کیا تو دعوت اصلاح کے لیے بصرہ گئیں اور وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ پیش آئی جو جنگ جمل کے نام سے مشہور ہے۔ جمل اونٹ کو کہتے ہیں چونکہ حضرت عائشہ ایک اونٹ پر سوار تھیں اور اس نے اس معرکہ میں بڑی اہمیت حاصل کی تھی اس لیے یہ جنگ بھی اسی کی نسبت سے مشہور ہوگی۔ یہ جنگ اگرچہ بالکل اتفاقی طور پر پیش آ گئی تھی تاہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کا ہمیشہ افسوس رہا!

بخاری شریف میں ہے کہ وفات کے وقت انہوں نے وصیت کی کہ مجھے روضہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے ساتھ دفن نہ کرنا بلکہ بقیع میں اور ازواج کے ساتھ دفن کرنا کیونکہ میں نے آپ کے بعد ایک جرم کیا ہے ابن سعد میں ہے کہ وہ جب یہ آیت پڑھتی تھیں وقرن فی بیوتکن اے پیغمبر کی بیویو! اپنے گھروں میں وقار کے ساتھ بیٹھو تو اس قدر روتی تھیں کہ آنچل تر ہو جاتا تھا۔ (طبقات ابن سعد)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اٹھارہ برس اور زندہ رہیں اور یہ تمام زمانہ سکون اور خاموشی سے گزرا۔ آپ نے اس کے بعد کبھی بھی کسی جنگ و جدال میں حصہ نہیں لیا کیونکہ جمل کا نتیجہ سامنے آ ہی گی۔

سیر الصحابہ جلد ششم میں اس جنگ کے سلسلے میں یہ بیان لکھا ہوا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص میں ان کے قاتلوں سے بدلہ لینے کے لیے نکلے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ مدینہ لوٹ چلیے اور کچھ دنوں کے لیے خانہ نشین ہو جائیے۔ لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے میں ان حالات میں مدینہ لوٹنا اور خانہ نشین ہو جانا امت اسلامیہ میں مزید افتراق و انشقاق کا اندیشہ تھا اس لیے واپس نہ ہوئے۔

جنگ جمل

یہ وہ وقت تھا کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر وغیرہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کے لیے نکل چکے تھے اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی مقابلہ کی تیاریاں شروع کر دیں جب آپ بالکل آمادہ ہو گئے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بھی چار و ناچار آپ کی حمایت میں نکلنا پڑا چنانچہ والد بزرگوار کے حکم کے مطابق حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اہل کوفہ کو ان کی امداد پر آمادہ کرنے کے لیے کوفہ تشریف لے گئے۔ جس وقت آئے ہوئے تھے اور کوفہ کی جامع مسجد میں تقریر کر رہے تھے کہ برادران کوفہ! تم لوگ عرب کی بنیاد بن جاؤ تا کہ مظلوم اور خوفزدہ تمہارے

دامن میں پناہ لیں۔ لوگو! فتنہ اٹھتے وقت پہچان نہیں پڑتا بلکہ مشتبہ رہتا ہے فتنہ فرو ہونے کے بعد اس کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے کہ نہ معلوم یہ فتنہ کہاں سے اٹھا ہے اور کس نے اٹھایا ہے اس لیے تم لوگ اپنی تلواریں نیام میں کر لو۔ نیزہ کے پھل نکال ڈالو۔ کمانوں کے چلے کاٹ دو اور گھروں کے اندرونی حصہ میں بیٹھ جاؤ۔ لوگو! فتنہ کے زمانہ میں سونے والا کھڑے ہونے والے سے اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے مسجد پہنچ کر یہ تقریر سنی تو حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو روک دیا اور فرمایا تم یہاں سے نکل جاؤ اور جہاں جی میں آئے چلے جاؤ اور خود منبر پر چڑھ کر اہل کوفہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امداد پر ابھارا چنانچہ آپ کی دعوت اور حجر بن عدی ذی قار میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مل گئے اور جنگ کے فیصلہ تک برابر رہے۔

بہر حال ۹۶۵۰ کوفیوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدد و نصرت کے لیے آمادہ ہو گئے ادھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ قاتلین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے قصاص کا دعویٰ کیا تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ثبوت ملنے کی وجہ سے قصاص اور دیت نہیں دے سکتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان دونوں بزرگوں میں تصادم ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے کو حق سمجھتے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی اپنے کو حق پر سمجھتی تھیں خطائے اجتہادی میں جانبین کے لوگ گرفتار ہو گئے اور جنگ و جدال۔ حرب و ضرب کی نوبت آ گئی جس میں دونوں جانبوں سے ہزاروں صحابہ و تابعین شہید ہو گئے اور بہت سی عورتیں رانڈ اور بچے یتیم ہو گئے یہ بھی بہت بڑا فتنہ تھا۔

خیر قضا و قدر کے ماتحت جو مقدر ہو چکا تھا وہ ہوا اور نہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ جنگ کے لیے آمادہ تھے اور نہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کے لیے تیار تھیں یہ دونوں ہستیاں غلط فہمی کی شکار ہو گئیں۔

جیسا کہ سیر الصحابہ خلفائے راشدین میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دونوں چاہتے تھے کہ جنگ کی نوبت نہ آنے پائے اور کسی طرح باہمی اختلافات دور ہو جائیں۔

صلح کی گفتگو ترقی پر تھی اور فریقین جنگ کے تمام احتمالات دلوں سے دور کر چکے تھے اور رات کے سناٹے میں ہر فریق آرام کی نیند سو رہا تھا دونوں فریقوں میں کچھ ایسے عناصر شامل تھے جن کے نزدیک یہ مصالحت ان کے حق میں سم قاتل تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج میں سبائی انجمن کے ارکان اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کا گروہ شامل تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف کچھ اموی تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل اور سبائی سمجھے کہ اگر یہ مصالحت کامیاب ہو گئی تو ان کی خیر نہیں اس لیے انہوں نے رات کی تاریکی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فوج پر شب خون مارا۔ گھبراہٹ میں فریقین نے یہ سمجھا کہ دوسرے فریق نے دھوکا دیا ایک دوسرے پر حملہ شروع کر دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اونٹ پر آہنی ہودج رکھوا کر سوار ہوئیں کہ وہ اپنی فوج کو اس حملہ سے روک سکیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے سپاہیوں کو روکا مگر جو فتنہ پھیل چکا تھا وہ کب رک سکتا تھا۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے ان کی فوج میں غیر معمولی جوش و خروش تھا قلب فوج میں ان کا ہودج تھا محمد بن طلحہ سواروں کے افسر تھے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پیادہ فوج کی سربراہی پر مامور تھے اور پوری فوج کی قیادت حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں تھی۔

دوران جنگ حضرت علی رضی اللہ عنہ گھوڑا بڑھا کر درمیان میدان میں آئے اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بلا کر کہا ابو عبد اللہ تمہیں وہ دن یاد ہے جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے پوچھا کہ کیا تم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دوست رکھتے ہو؟ تو تم نے عرض کیا تھا کہ ہاں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یاد کرو اس وقت کو جبکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے فرمایا کہ ایک دن تم اس سے ناحق لڑو گے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہاں! اب مجھے یاد آیا۔ (مستدرک حاکم ج ۳)

یہ پیشین گوئی یاد کر کے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ جنگ سے کنارہ کش ہو گئے اور اپنے صاحبزادہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جان پدر

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسی بات یاد دلائی کہ جنگ کا تمام جوش فرو ہو گیا بیشک ہم حق پر نہیں ہیں اب میں اس جنگ میں شرکت نہ کروں گا تم بھی میرا ساتھ دو لیکن حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے انکار کیا تو وہ تنہا بصرہ کی طرف چل کھڑے ہوئے کہ وہاں سے سامان لے کر کسی طرف نکل جائیں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو تاک کر ایک ایسا تیر مارا جو گھٹنے میں پیوست ہو گیا یہ تیر زہر میں بجھا تھا زہر کے اثر سے ان کا کام تمام ہو گیا۔ اب میدان جنگ میں صرف ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کے جان نثار فرزند رہ گئے جنگ کی ابتداء ہو چکی تھی گھمسان لڑائی ہوتی رہی، ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زرہ پوش ہودج میں بیٹھی تھیں نامرتبہ شناس سبائی آپ کے ساتھ گستاخیاں کر رہے تھے اور آپ کو گرفتار کرنا چاہتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے وفادار بیٹوں میں بنوضبہ اس اونٹ کی حفاظت میں لاشوں پر لاشیں گرا رہے تھے بکر بن وائل، ازد اور بنوضبہ اونٹ کو اپنے حلقہ میں لے کر اس جوش ثبات اور وارفتگی کے ساتھ لڑے کہ خود حیدر کرار رضی اللہ عنہ کو حیرت تھی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اونٹ کی نکیل پکڑے تھے وہ زخمی ہو کر گرے تو فوراً دوسرے نے بڑھ کر پکڑ لی وہ مارا گیا تو تیسرے نے اس کی جگہ لی اسی طرح یکے بعد دیگرے ستر آدمیوں نے اپنے کو قربان کر دیا۔ (طبری مستدرک حاکم)

بصرہ کا شہسوار عمرو بن بجرہ اس جوش سے لڑ رہا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج کا جو شخص اس کے سامنے پہنچ جاتا تھا مارا جاتا اور ابن بجرہ کی زبان پر یہ رجز جاری تھا۔

یا امنا یا خیرام لعلمه

والام تغذو ولدها وترحم

''اے ہماری بہترین ماں اور ماں بچوں کو کھلاتی ہے اور ان پر رحم کرتی ہے۔''

الا ترین کم جوادتکلم

وتختلی هامته والمصم

''کیا تو نہیں دیکھتی کہ کتنے گھوڑے زخمی کیے جاتے ہیں اور ان کی کھوپڑی اور کلائی کاٹی جاتی ہے۔''

آخر کار حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج کے مشہور شہسوار حارث بن زبیر ازدی نے بڑھ کر اس کا مقابلہ کیا اور تھوڑی دیر تک تیغ و سنان کے رد و بدل کے بعد دونوں ایک دوسرے کے وار سے کٹ کر ڈھیر ہو گئے اونٹ کے سامنے بنوضبہ حیرت انگیز شجاعت کے ساتھ سد کندری بنے دشمنوں کو روک کر کھڑے تھے اور جب تک ایک شخص بھی زندہ رہا اس نے پشت نہیں پھیری اور یہ رجز ان کی زبان پر تھا۔

الموت احلی عندنا من العسل

نحن بنو ضبة اصحاب الجمل

''موت ہمارے نزدیک شہد سے زیادہ شیریں ہے ہم بنوضبہ کی اولاد اونٹ کے محافظ ہیں۔''

نحن بنو الموت اذالموت نزل

ننعی ابن عفان باطراف الاسل

''ہم موت کے بیٹے ہیں جب موت اترے، ہم عثمان بن عفان کی موت کی خبر نیزوں سے بلا رہے ہیں۔''

رد علینا شیخنا ثم بمل

''ہمارے سردار کو ہم پر واپس کر دو تو پھر کچھ نہیں۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ جب تک اونٹ بٹھایا نہ جائے گا مسلمانوں کی خونریزی رک نہیں سکتی اس لیے آپ کے اشارے سے

ایک شخص نے پیچھے سے جا کر اونٹ کے پاؤں پر تلوار ماری اونٹ بلبلا کر بیٹھ گیا اونٹ کے بیٹھتے ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فوج کی ہمت چھوٹ گئی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں جنگ کا فیصلہ ہو گیا۔ آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے حکم دیا کہ اپنی ہمشیرہ محترمہ کی خبر گیری کریں اور عام منادی کرا دی کہ بھاگنے والوں کا تعاقب نہ کیا جائے زخمیوں پر گھوڑے نہ دوڑائے جائیں مال غنیمت نہ لوٹا جائے جو ہتھیار ڈال دیں وہ مامون ہیں پھر خود ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہو کر مزاج پرسی کی اور بصرہ میں چند دنوں تک آرام و آسائش ٹھہرانے کے بعد محمد بن ابی بکر کے ہمراہ عزت و احترام کے ساتھ مدینہ بھیج دیا۔ بصرہ کی چالیس شریف و معزز خواتین کو پہنچانے کے لیے ساتھ کیا اور رخصت کرنے کے لیے خود چند میل تک ساتھ گئے اور ایک منزل تک اپنے صاحبزادوں کو متابعت کے لیے بھیجا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رخصت ہوتے وقت لوگوں سے فرمایا کہ میرے بچو! ہماری باہمی کشمکش محض غلط فہمی کا نتیجہ تھی ورنہ مجھ میں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ میں پہلے کوئی جھگڑا نہ تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی مناسب الفاظ میں تصدیق کی اور فرمایا کہ یہ آپ ﷺ کی حرم محترم اور ہماری ماں ہیں ان کی تعظیم و توقیر ضروری ہے۔ غرض پہلی رجب ۳۶ھ سنیچر کے روز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئیں۔

بصرہ میں چند روز قیام کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ کا عزم کیا اور ۱۲ رجب ۳۶ھ دوشنبہ کے روز داخل شہر ہوئے۔ اہل کوفہ نے قصر امارت میں مہمان نوازی کا سامان کیا لیکن زہد و قناعت کے شہنشاہ نے اس میں فروکش ہونے سے انکار کیا اور فرمایا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ہمیشہ ان عالی شان محلات کو حقارت کی نظر سے دیکھا مجھے بھی اس کی حاجت نہیں۔ میدان میرے لیے بس ہے چنانچہ میدان میں قیام فرمایا اور مسجد اعظم میں داخل ہو کر دو رکعت نماز ادا کی اور جمعہ کے روز خطبہ میں لوگوں کو اتقاو پرہیزگاری اور وفا شعاری کی ہدایت کی۔

جنگ جمل کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں مستقل اقامت اختیار کی اور دارالحکومت حجاز سے عراق کو منتقل ہو گیا لوگوں نے اس تبدیلی کے مختلف وجوہ بیان کیے ہیں مگر میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے حرم نبوی کی جو توہین ہوئی اس نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مجبور کیا کہ وہ آئندہ سلطنت کے سیاسی مرکز کو علمی اور مذہبی مرکز سے علیحدہ کر دیں ایک وجہ یہ بھی تھی کہ کوفہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طرف داروں اور حامیوں کی اس وقت سب سے بڑی تعداد تھی گو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مدینہ کو سیاسی شر و فتن سے بچانے کے لیے عراق کو دارالحکومت بنایا تھا لیکن اس کا کوئی مفید نتیجہ مترتب نہیں ہوا اس سے مدینہ کی سیاسی اہمیت ختم ہو گئی اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ مرکز اسلام سے دور ہو گئے جو سیاسی حیثیت سے آئندہ ان کے لیے مضر ثابت ہوا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کسی حالت میں مدینہ منورہ نہیں چھوڑنا چاہیے تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرح نہایت مستقل مزاجی کے ساتھ جمے رہنا چاہیے تھا قضا و قدر کے ماتحت جو ہونا تھا ہوا اور وہاں کے کوفیوں نے نہایت بے دردی سے شہید کر ڈالا۔ جیسا کہ ان کے حالات میں آگے کہیں آئے گا۔

بہر حال حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں قیام فرما کر ملک کا از سر نو نظم و نسق قائم کیا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بصرہ کی ولایت سپرد کی۔ مداین پر یزید بن قیس کو، اصفہان پر محمد بن سلیم کو، کسکر پر قدامہ بن عجلان ازدی کو بجستان پر ربعی بن کاس اور تمام خراسان پر خلیہ بن کاس کو مامور کر کے بھیجا۔ خلیہ جب خراسان پہنچے تو ان کو خبر ملی کہ خاندان کسریٰ کی ایک لڑکی نے نیشاپور پہنچ کر بغاوت کرا دی چنانچہ انہوں نے نیشاپور پر فوج کشی کر کے بغاوت فرو کی اور اس کو بارگاہ خلافت میں بھیج دیا۔ جناب امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ نہایت لطف و کرم کا برتاؤ کیا اور اس سے فرمایا کہ وہ پسند کرے تو اپنے فرزند اکبر امام حسن رضی اللہ عنہ سے نکاح کر دیں اس نے کہا کہ وہ ایسے شخص سے شادی کرنا نہیں چاہتی جو ابھی خود مختار نہ ہو۔ اگر خود جناب امیر رضی اللہ عنہ اپنے عقد نکاح سے مشرف فرمائیں تو بطیبِ خاطر حاضر ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انکار

کیا اور اسے آزاد کر دیا کہ جہاں چاہے اور جس جگہ چاہے بیاہ کر لے۔

جزیرہ موصل اور شام کے متصلہ علاقوں پر اشتر نخعی کو مامور کیا اشتر نخعی نے بڑھ کر شام کے بعض علاقوں پر قبضہ کر لیا لیکن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عامل ضحاک بن قیس نے حران اور رقہ کے درمیان مقابلہ کر کے اشتر کو پھر موصل جانے پر مجبور کیا اشتر نے موصل میں قیام کر کے شامی فوج سے مستقل چھیڑ چھاڑ شروع کر دی اور اس سیلاب کو آگے بڑھنے سے روکے رکھا۔

صلح کی دعوت

اگرچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم تھا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کی خلافت تسلیم نہیں کریں گے تاہم اتمام حجت کے لیے ایک دفعہ پھر صلح کی دعوت دی اور جریر بن عبداللہ کو قاصد بنا کر بھیجا' جریر ایسے وقت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے کہ ان کے دربار میں روسائے شام کا مجمع تھا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خط لے کر پہلے خود پڑھا پھر بآ نگ بلند حاضرین کو سنایا بعد حمد و نعت کا یہ خط کا مضمون تھا:

"تم اور تمہارے زیر اثر جس قدر مسلمان ہیں سب پر میری بیعت لازم ہے کیونکہ مہاجرین وانصار نے اتفاق عام سے مجھے منصب خلافت کے لیے منتخب کیا ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی انہیں لوگوں نے منتخب کیا تھا اس لیے جو شخص اس بیعت کے بعد سرکشی اور اعراض کرے گا وہ جبراً اطاعت پر مجبور کیا جائے گا پس تم بھی مہاجرین وانصار کی اتباع کرو یہی سب سے بہتر طریقہ ہے ورنہ جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔

تم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کو اپنی مقصد برآری کا وسیلہ بنایا ہے اگر تم کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے انتقام لینے کا حقیقی جوش ہے تو پہلے میری اطاعت قبول کر و اس کے بعد باضابطہ اس مقدمہ کو پیش کرو میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق اس کا فیصلہ کروں گا ورنہ تم نے جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ محض دھوکا اور فریب ہے۔"

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بیس بائیس برس سے شام کے والی تھے اس طویل حکومت نے ان کے دل میں استقلال وخودمختاری کی تمنا پیدا کر تھی جس کے حصول کے لیے اس سے زیادہ بہتر موقع میسر نہیں آسکتا تھا۔ نیز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت اور اموی عمال کی برطرفی سے بنو امیہ اور بنو ہاشم کی دیرینہ چشمک پھر تازہ ہو گئی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے معزول کردہ تمام اموی عمال امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گرد و پیش جمع ہو گئے تھے بہت سے قبائل عرب جو اگرچہ اموی نہ تھے لیکن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شاہانہ داد و دہش نے ان کو بھی ان کا طرف دار بنا دیا تھا بعض صحابہ بھی اپنے مقاصد کے لیے ان کے دست و بازو بن گئے تھے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مصر کی حکومت کا عہدہ لے کر اعانت ومساعدت کا وعدہ کر لیا تھا حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ جو عرب کے نامور مدبروں میں تھے اور پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف مائل تھے آپ سے دل برداشتہ ہو کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو گئے تھے حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جنہوں نے اپنے والد کے خون کے جوش انتقام میں ایک پرسی نومسلم ہرمزان کو بے وجہ قتل کر دیا تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے قصاص نہیں لیا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مسند نشینی کے بعد مقدمہ قائم ہونے کے خوف سے بھاگ کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دامن میں پناہ گزیں ہو گئے تھے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک اور نامور مدبر زیاد بن امیہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حامیوں میں تھا اپنے ساتھ ملا لیا تھا اکابر شام کی پہلے ہی سے ان کو تائید وحمایت حاصل تھی ان کی مدد سے انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعہ کو جس سے تمام مسلمان سخت متاثر تھے سارے شام میں پھیلایا' ہر ہر گاؤں' قصبہ اور شہر میں اس کی اشاعت کے لیے خطیب مقرر کیے۔ دمشق کی جامع مسجد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون آلودہ پیراہن اور حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا کی کٹی ہوئی انگلیوں کی نمائش کی جاتی تھی۔ (طبری ص ۵۵)

ان تدبیروں سے لوگوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کے انتقام جوش پیدا کرنے کے بعد اپنے حاشیہ نشینوں کے مشورہ سے حضرت

علی رضی اللہ عنہ کے خط کا جواب لکھا اور حسب معمول قاتلین عثمان کو حوالہ کر دینے پر اصرار کیا ابو مسلم جو خط کا جواب لے کر گئے تھے دربار خلافت میں خط پیش کرنے کے بعد رنج کے طور پر گزارش کی کہ اگر حضرت عثمان کے قاتلوں کو ہمارے حوالہ کر دیا جائے تو ہم اور تمام اہل شام خوشی کے ساتھ آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کو تیار ہیں کہ فضل و کمال کے لحاظ سے آپ ہی خلافت کے حقیقی مستحق ہیں جناب امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دوسرے روز صبح کے وقت جواب دینے کا وعدہ فرمایا۔ ابو مسلم جب دوسرے روز حاضر ہوئے تو وہاں تقریباً دس ہزار مسلح آدمیوں کا مجمع تھا ابو مسلم کو دیکھ کر سب نے ایک ہاتھ بآنگ بلند کہا ''ہم سب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل ہیں ابو مسلم نے متعجب ہو کر بارگاہ خلافت میں عرض کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ سب نے باہم بازش کر لی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم اس سے سمجھ سکتے ہو کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں پر میرا کہاں تک اختیار ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ وہ ناحق ضد سے باز آئیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل میں ان کی کوئی شرکت نہ تھی حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو علیحدہ لکھا کہ دنیا طلبی چھوڑ کر حق کی حمایت کرو لیکن زمین مسلمانوں کے خون کی پیاسی تھی گو جنگ جمل میں دس ہزار مسلمانوں کا خون پی چکی تھی لیکن ابھی اس کی پیاس نہ بجھی تھی اس لیے مصالحت اور خانہ جنگی کے سدباب کی تمام کوششیں ناکام رہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مجبور ہو کر قبضہ شمشیر پر ہاتھ رکھنا پڑا تمام عمال و حکام کو دور دراز حصص ملک سے جنگ میں شریک ہونے کے لیے بلایا اور تقریباً اسی ہزار کی جمعیت کے ساتھ حدود شام کا رخ کیا۔

معرکہ صفین

جب یہ فوج گراں فرات کو عبور کر کے سرحد شام میں داخل ہوئی تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ابو الاعور سلمی نے مقدمۃ الجیش کو آگے بڑھنے سے روکا۔ علوی فوج کے افسر زیندہ ابن النضر اور شریح بن ہانی نے تمام دن نہایت جان بازی کے ساتھ مقابلہ کیا اسی اثنا میں اشتر نخعی کمک لے کر پہنچ گئے ابو الاعور نے دیکھا کہ اب مقابلہ دشوار ہے اس لیے رات کی تاریکی میں اپنی فوج کو ہٹا لیا اور امیر معاویہ کو فوج مخالف کے آمد کی اطلاع دی انہوں نے صفین کے مدافعت کے لیے منتخب کیا اور پیش قدمی کر کے مناسب موقعوں پر مورچے جما دیے گھاٹ کو اپنے قبضہ میں لے کر ابو الاعور سلمی کو ایک بڑی جمعیت کے ساتھ متعین کر دیا کہ علوی فوج کو دریا سے پانی نہ لینے دیں۔

پانی کے لیے کشمکش

ابو الاعور نے اس حکم کی تعمیل کی چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج صفین پہنچی تو اس کو پانی کی وجہ سے سخت دقت پیش آئی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ شامی فوج کا مقابلہ کر کے بزور گھاٹ پر قبضہ کر لیا جائے چنانچہ چند آدمی اتمام حجت کے لیے آشتی کے ساتھ دریا کی طرف بڑھے لیکن جیسے ہی قریب پہنچے ہر طرف سے تیروں کی بارش شروع ہو گئی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج پیش دستی کی منتظر ہی تھی سب نے ایک ساتھ حملہ کیا ابو الاعور نے دیر تک ثبات و استقلال کے ساتھ مقابلہ کیا تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی کمک سے تقویت دی لیکن پیاسوں کو پانی سے روکنا آسان نہ تھا آخر کار شامی دستہ کے پاؤں اکھڑ گئے اور گھاٹ پر تشنہ کاموں کا قبضہ ہو گیا۔

اب جو دقت امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج کو ہوئی تھی وہی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو پیش آئی لیکن جناب حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی حمیت انسانی نے کسی کو تشنہ کام رکھنا گوارا نہ کیا اور شامی فوج کو دریا سے پانی لینے کی اجازت دیدی۔ چنانچہ دونوں فوج ایک ساتھ دریا سے سیراب ہونے لگی اور باہم اس قدر اختلاط پیدا ہو گیا کہ دونوں کیمپ کے سپاہیوں میں دوستانہ آمد و رفت شروع ہو گئی یہاں تک کہ بعضوں کو خیال ہوا کہ اب صلح ہو جائے گی۔ (ابن اثیر ج ۳ ص ۳۲۵)

میدان جنگ میں مصالحت کی آخری کوشش

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جنگ شروع کرنے سے قبل ایک دفعہ پھر اتمام حجت کے لیے بشیر بن عمرو بن محصن انصاری، سعید بن قیس ہمدانی اور شبث بن ربعی کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج کر مصالحت کی ایک جماعت موجود تھی جو دل سے اس خون ریزی کو ناپسند کرتی تھی اسی نے مسلسل تین ماہ تک جنگ کو روکے رکھا اور اس درمیان میں برابر مصالحت کی کوشش کرتی رہی اسی اثنا میں دونوں طرف سے تقریباً پچاسی دفعہ حملہ کا ارادہ کیا گیا لیکن ان بزرگوں نے ہمیشہ درمیان میں پڑ کر بیچ بچاؤ کر دیا غرض ربیع الاول، ربیع الثانی اور جمادی الاولی تین مہینے صرف صلح کے انتظام میں گزر گئے لیکن اس کی کوئی صورت نہ نکل سکی اور جمادی الاخری کے شروع سے جنگ چھڑ گئی۔

آغاز جنگ

لڑائی کا یہ طریقہ تھا کہ دونوں طرف سے دن میں دو دفعہ یعنی صبح و شام تھوڑی تھوڑی فوج میدان جنگ میں اترتی تھی اور کشت وخون کے بعد اپنے فرودگاہ پر واپس جاتی تھی فوج کمان حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی خود کرتے تھے اور کبھی باری باری سے اشتر نخعی، حجر بن عدی، شبث بن ربعی، خالد بن المعمر وزیاد بن حصفہ التیمی، سعید بن قیس، محمد بن حنفیہ، معقل بن قیس اور قیس بن سعد اس فرض کو انجام دیتے تھے یہ سلسلہ جمادی الاخری سے آخر تاریخوں تک جاری رہا لیکن جیسے ہی رجب کا ہلال طلوع ہوا۔ اشہر حرم کی عظمت کے خیال سے دفعتہً دونوں طرف سے جنگ رک گئی۔ اس التوا سے خیر خواہان امت کو پھر ایک مرتبہ مصالحت کی کوشش کا موقع مل گیا چنانچہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو امام باہلی رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ کے پاس جا کر ان سے حسب ذیل گفتگو کی۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ: تم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کیوں لڑتے ہو؟ کیا وہ امامت کے تم سے زیادہ مستحق نہیں ہے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ: میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون ناحق کے لیے لڑتا ہوں۔

حضرت ابوالدرداء: کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا ہے؟

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ: قتل تو نہیں کیا قاتلوں کو پناہ دی ہے اگر وہ ان کو میرے سپرد کر دیں تو سب سے پہلے بیعت کرنے کو تیار ہوں۔

اس گفتگو کے بعد حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شرط سے مطلع کیا اسے سن کر تقریباً بیس ہزار سپاہیوں نے علوی فوج سے نکل کر کہا کہ ''ہم سب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل ہیں۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے یہ رنگ دیکھا تو لشکر گاہ چھوڑ کر ساحلی علاقوں کی طرف نکل گئے اور اس جنگ میں کوئی حصہ نہیں لیا۔

غرض پہلی رجب سے اخیر محرم ۳۷ تک طرفین سے سکوت رہا اور کوئی قابل ذکر معرکہ پیش نہ آیا آغاز سفر سے پھر از سر نو جنگ شروع ہو گئی اور اس قدر خون ریز لڑائیاں پیش آئیں کہ ہزاروں عورتیں بیوہ اور ہزاروں بچے یتیم ہو گئے پھر بھی اس خانہ جنگی کا فیصلہ نہ ہوا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس طوالت سے تنگ آ کر اپنی فوج کے سامنے نہایت پر جوش تقریر کی اور اس کو فیصلہ کن جنگ کے لیے ابھارا تمام فوج نے نہایت جوش وخروش کے ساتھ اس تقریر پر لبیک کہا اور اپنے حریف پر اس زور سے حملہ کیا کہ شامی فوج کی صفیں درہم برہم ہو گئیں اور بڑے بڑے بہادروں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ حیدر کرار رضی اللہ عنہ خود فوج کے آگے تھے اور اس جانبازی سے لڑ رہے تھے کہ حریف کی صفیں چیرتے ہوئے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقصورہ تک پہنچ گئے۔ آپ کی زبان پر یہ رجز جاری تھا:

اضربهم ولا اری معاوية

الجاحظ العين العظيم الحاويه

''حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ! خلق خدا کا خون گراتے ہو آؤ ہم تم باہم اپنے جھگڑوں کا فیصلہ کر لیں۔''

اس وقت ابوعمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں حسب ذیل مکالمہ ہوا۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ: بات انصاف کی ہے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ: خوب! کیا انصاف ہے؟ تم جانتے کہ جو اس شخص کے مقابلہ میں جاتا ہے پھر زندہ نہیں بچتا۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ: جو کچھ ہوتا ہم مقابلہ کے لیے نکلنا چاہیے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ: تم چاہتے ہو کہ مجھے قتل کرا کے میرے منصب پر قبضہ کرو۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اعراض پر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ خود شیر خدا کے مقابلہ کے لیے نکلے دیر تک دونوں میں تیغ وسنان کا ردو بدل ہوتا رہا ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسا وار کیا کہ اس سے سلامت بچنا ناممکن تھا۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اسی بدحواسی کے ساتھ گھوڑے سے گرے اور بالکل برہنہ ہوگئے فاتح خیبر رضی اللہ عنہ نے اپنے حریف کو برہنہ دیکھ کر منہ پھیرلیا اور زندہ چھوکر واپس چلے آئے۔

اس جنگ کے بعد تھوڑی تھوڑی فوج سے مقابلہ ہونے کے بجائے پوری فوج کے ساتھ جنگ ہونے لگی چند دنوں تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ یہاں تک کہ جمعہ کے روز عظیم الشان جنگ پیش آئی جو شدت وخون ریزی کے لحاظ سے تاریخ اسلام میں اپنی آپ نظیر ہے صبح سے شام اور شام سے دوسری صبح تک اس زور کا رن پڑا کہ نعروں کی گرج گھوڑوں کی ٹاپوں اور تلوار کی جھنکاروں سے کرہ ارض تھرا رہا تھا اسی مناسبت سے اس کو لیلۃ الہریر کہتے ہیں۔

دوسرے دن صبح کو مجروحین ومقتولین کے اٹھانے کے لیے جنگ ملتوی ہوگئی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے طرف داروں کو مخاطب کر کے نہایت جوش سے تقریر کی اور فرمایا جانبازو! ہماری کوشش اس حد تک پہنچ چکی ہیں کہ ان شاء اللہ کل اس کا آخری فیصلہ ہوجائے گا پس آج کچھ آرام لینے کے بعد اپنے حریف کو آخری شکست دینے کے لیے تیار ہوجاؤ آہ اس وقت تک میدان سے منہ نہ موڑو جب تک اس کا قطعی فیصلہ نہ ہوجائے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اس وقت تک نہایت جانبازی شجاعت اور پامردی کے ساتھ اپنی فوجوں کو سرگرم کا ازار رکھا تھا لیکن لیلۃ الہریر کی جنگ سے انہیں بھی یقین ہوگیا تھا کہ لشکر حیدری کا مقابلہ کرنا ناممکن ہے۔ قبیلوں کے سردار بھی ہمت سے باہر ہو گئے تھے اشعث ابن قیس نے علانیہ دربار میں کھڑے ہو کر کہا اگر مسلمانوں کی باہمی لڑائی ایسی ہی قائم رہی تو تمام عرب ویران ہوجائے گا رومی شامی میں ہمارے اہل وعیال پر قبضہ کرلیں گے اسی طرح ایران کے دہقان اہل کوفہ کی عورتوں اور بچوں پر متصرف ہوجائیں گے تمام درباریوں کی نظریں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے چہرہ پر گڑگئیں اور سب نے بالاتفاق اس خیال کی تائید کی۔

یہ رنگ دیکھ کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جناب مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ کہ اگر ہم کو اور خود آپ کو معلوم ہوتا کہ یہ جنگ اس قدر طول کھینچے گی تو غالباً ہم دونوں اس کو چھیڑنا پسند نہ کرتے بہر حال اب ہم کو اس تباہ کن جنگ کا خاتمہ کر دینا چاہیے ہم لوگ بنی عبد مناف ہیں اور آپس میں ایک دسرے پر کوئی فوقیت نہیں اس لیے مصالحت ایسی ہو کہ طرفین کی عزت وآبرو برقرار رہے لیکن اب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مصالحت سے انکار کر دیا اور دوسرے روز علی الصباح زرہ بکتر سے آراستہ ہو کر اپنی فوج ظفر موج کے ساتھ میدان میں صف آرا ہوئے لیکن حریف نے جنگ ختم کر دینے کا تہیہ کر لیا تھا حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا اب میں ایسی چال چلوں گا کہ یا تو جنگ کا خاتمہ ہی ہوجائے گا یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج میں پھوٹ پڑ جائے گی چنانچہ دوسری صبح شامی فوج ایک عجیب منظر کے ساتھ میدان جنگ میں آئی آگے آگے دمشق کا مصحف اعظم پانچ نیزوں پر بندھا ہوا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے اشتر نخعی نے ایک جمعیت عظیم کے ساتھ حملہ کیا تو قلب سے فضل بن ادہم میمنہ سے شریح النجد الی اور میسرہ سے زرقا ابن معمر بڑھے اور چلا کر کہا اگروہ عرب! خدا رومیوں اور ایرانیوں کے ہاتھ سے تمہاری عورتوں اور

بچوں کو بچائے تم خفا ہو گئے دیکھو یہ کتاب اللہ ہمارے اور تمہارے درمیان ہے۔اسی طرح ابوالاعور سلمی اپنے سر کر کلام مجید رکھے ہوئے لشکر حیدری کے قریب آئے اور بیانگ بلند کہا اے اہل عراق! یہ کتاب اللہ ہمارے اور تمہارے درمیان حکم ہے۔اشتر نخعی نے اپنے ساتھیوں کو سمجھایا کہ حریف کی چال ہے اور جوش دلا کر نہایت زوروشور کے ساتھ حملہ کر دیا لیکن شامیوں کی چال کامیاب ہوگئی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے لوگوں کو لاکھ سمجھایا کہ مصاحف کا بلند کرنا محض عیاری ہے ہم کو اس دام تزویر سے بچنا چاہیے کردوس بن ہانی، سفیان بن ثورہ اور خالد المعمر نے بھی امیر المومنین کی تائید کی اور کہا کہ پہلے ہم نے ان کو قرآن کی طرف دعوت دی تو انہوں نے کچھ پرواہ نہ کی۔لیکن جب ناکامی ونامردی کا خوف ہوا تو اس مکاری کے ساتھ ہمیں دھوکا دینا چاہتے ہیں لیکن شامیوں کا جادو چل چکا تھا اس لیے باوجود سعی وکوشش کے ایک جماعت نے نہایت سختی کے ساتھ اصرار کیا کہ قرآن کی دعوت کو رد نہ کرنا چاہیے اور دھمکی دی کہ اگر قرآن کے درمیان میں آنے کے بعد بھی جنگ بند نہ ہوگی تو وہ نہ صرف فوج سے کنارہ کش ہو جائے گی بلکہ خود جناب امیر کا مقابلہ کرے گی مسعود بن فدکی، زید بن حصین سنسی اراابن الکواء اس جماعت کے سرگروہ تھے اسی طرح اشعث بن قیس نے عرض کیا کہ امیر المومنین! میں جس طرح کل آپ کا جاں نثار تھا اسی طرح آج بھی ہوں لیکن میری بھی یہی رائے ہے کہ قرآن مجید کا حکم مان لینا چاہیے'' غرض یہ چال ایسی کامیاب ہوئی کہ جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ مجبوراً اپنی فوج کو بازگشت کا حکم دینا پڑا اشتر نخعی اس وقت نہایت کامیاب جنگ میں مصروف تھے اس لیے واپسی کا حکم سن کر ان کو بڑا صدمہ ہوا اور فرودگاہ پر واپس جانے کے بعد ان میں مسعر بن فدکی اور ابن الکوار وغیرہ میں جنہوں نے التوائے جنگ پر مجبور کیا تھا نہایت تلخ گفتگو ہوئی اور قریب تھا کہ باہم کشت وخون کی نوبت پہنچ جائے لیکن جناب امیر رضی اللہ عنہ نے درمیان میں پڑ کے رفع دفع کر دیا۔

التوائے جنگ کے بعد دونوں میں خط وکتابت شروع ہوئی اور طریقین کے علماء وفضلا کا اجتماع ہوا اور بحث ومباحثہ کے بعد قرار پایا کہ خلافت کا مسئلہ دو حکم کے سپرد کر دیا جائے اور وہ جو کچھ فیصلہ کریں اس کو قطعی تصور کیا جائے شامیوں نے اپنی طرف سے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا نام پیش کیا اہل عراق کی طرف سے اشعث بن قیس نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا نام لیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے اختلاف کیا اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے بجائے حضرت اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو تجویز کیا لوگوں نے کہا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور آپ تو ایک ہی ہیں حکم کو غیر جانب دار ہونا چاہیے اس لیے جناب امیر رضی اللہ عنہ نے دوسرا نام اشتر نخعی کا لیا۔اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ نے برافروختہ ہو کر کہا جنگ کی آگ اشتر نخعی نے بھڑکائی ہے اور ان کی رائے تھی کہ جب تک آخری نتیجہ نہ ظاہر ہو ہر فریق دوسرے سے لڑتا رہے اس وقت تک ہم اس کی رائے پر عمل کرتے رہے ظاہر ہے کہ جس کی رائے یہ ہے اس کا فیصلہ بھی یہی ہوگا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ لوگ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور کسی پر رضامند نہیں تو تحمل وبردباری کے ساتھ فرمایا ''جس کو چاہو حکم بناؤ مجھے بحث نہیں۔''

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ جنگ سے کنارہ کش ہو کر ملک شام کے ایک گاؤں میں گوشہ نشین ہو گئے تھے لوگوں نے قاصد بھیج کر ان کو بلایا اور دونوں فریق کے باب حل وعقد ایک عہد نامہ ترتیب دینے کے لیے مجتمع ہوئے کاتب نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد لکھا هذا ما قاضی امیر المومنین امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اعتراض کیا کہ اگر میں نے امیر المومنین تسلیم کر لیا تو پھر جھگڑا ہی کیا تھا۔حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ صرف نام پر اکتفا کیا جائے لیکن احنف ابن قیس اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دوسرے جاں نثاروں کو اس لقب کا محو ہونا نہایت شاق تھا فدائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا خدا کی قسم! یہ سنت کبریٰ ہے صلح حدیبیہ (ذوقعدہ ۶ھ) میں رسول اللہ کے فقرے پر یہی اعتراض ہوا تھا اس لیے جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے دست مبارک سے مٹایا تھا اسی طرح میں بھی اپنے ہاتھ سے مٹاتا ہوں۔غرض معاہدہ لکھا گیا اور دونوں طرف کے سربرآوردہ آدمیوں نے دستخط کر کے اس کو موثق کیا معاہدہ کا خلاصہ یہ ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان دونوں کے طرف دار باہمی رضامندی کے ساتھ عہد کرتے ہیں کہ عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ (ابو موسیٰ اشعری) اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ قرآن پاک اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق جو فیصلہ کریں گے اس کے تسلیم کرنے میں ان کو پس وپیش نہ ہوگا اس لیے دونوں حکم کے لیے نہایت ضروری ہے کہ وہ قرآن اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو نصب العین بنائیں اور کسی حالت میں اس سے انحراف کریں۔ حکم کی جان اور ان کا مال محفوظ رہے گا اور ان کے حق فیصلہ کی تمام امت تائید کرے گی ہاں اگر فیصلہ کتاب اللہ اور سنت نبوی کے خلاف ہوگا تو تسلیم نہیں کیا جائے اور فریقین کو اختیار ہوگا کہ پھر از سر نو جنگ کو اپنا حکم بنائیں۔"

خارجی فرقہ کی بنیاد

معاہدہ صفر ۳۷ھ ترتیب پایا' اشعث بن قیس تمام قبائل کو اس معاہدہ سے مطلع کرنے پر مامور ہوئے سب کو ناتے ہوئے جب غزوہ کے فرودگاہ پر پہنچے تو دو آدمیوں نے کھڑے ہوکر کہا کہ خدا کے سوا اور کسی کو فیصلہ کا حق نہیں اور غضب ناک ہوکر شامی فوج پر حملہ کر دیا اور مڑ کر مارے گئے اسی طرح قبیلہ مراد اور نبورات اور بنو تمیم نے بھی اس کو ناپسند کیا بنو تمیم کے ایک شخص عروہ بن اویہ نے اشعث سے سوال کیا تم لوگ اللہ کے دین میں آدمیوں کا فیصلہ قبول کرتے ہو؟ اگر ایسا ہے تو بتاؤ ہمارے مقتول کہاں جائیں گے؟ غضب ناک ہوکر تلوار کا ایسا وار کیا کہ اگر خالی نہ جاتا تو اشعث کا کام ہی تمام ہو جاتا بہت سے آدمیوں نے خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر اس معاہدہ کی نسبت اپنی بیزاری ظاہر کی محرز بن خنیس نے عرض کی "امیر المومنین! اس معاہدہ سے رجوع کر لیجیے۔ واللہ میں ڈرتا ہوں کہ شاید آپ کا انجام برا نہ ہو غرض ایک معتد بہ جماعت نے اس کو ناپسند کیا اور انجام کار اسی ناپسندیدگی نے ایک مستقل فرقہ کی بنیاد قائم کر دی جس کا ذکر آگے آئے گا۔

تحکیم کا نتیجہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دومتہ الجندل کو جو عراق اور شام کے وسط میں تھا بالاتفاق حکمین کے لیے اجلاس کا مقام منتخب کیا اور ہر ایک نے اپنے اپنے حکم کے ساتھ چار چار سو آدمیوں کی جمعیت ساتھ کر دی حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ فوج گئی تھی اس کے افسر شریح بن ہانی اور مذہبی نگران حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ تھے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ وغیرہ بھی جو اپنے ورع وتقویٰ کے باعث اس خانہ جنگی سے الگ رہے تھے تحکیم کی خبر سن کر اس کا آخری فیصلہ معلوم کرنے کے لیے دومتہ الجندل میں آئے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے نہایت نکتہ رس اور معاملہ فہم بزرگ تھے پہنچنے کے ساتھ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے علیحدہ علیحدہ گفتگو کر کے ان کی رائے کا اندازہ کیا تو انہیں یقین ہوگیا کہ ان دونوں میں اتحاد رائے ممکن نہیں ہے چنانچہ انہوں نے اسی وقت علانیہ پیشین گوئی کی کہ اس حکیم کا نتیجہ خوش آئندہ نہ ہوگا بہر حال دونوں حکم حسب قرار داد گوشہ خلوت میں مجتمع ہوئے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو اپنا ہم خیال بنانے کے لیے ان کی غیر معمولی تعظیم وتوقیر شروع کی تعریف وتوصیف کے پل باندھ دیے اصل مسئلہ کے متعلق جو گفتگو ہوئی اس کا خلاصہ یہ ہے۔

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ: اے عمرو رضی اللہ عنہ! تم ایک ایسی رائے کے متعلق کیا خیال رکھتے ہو جس سے خدا کی خوشنودی اور قوم کی بہبودی دونوں میسر آئے۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ: وہ کیا ہے؟

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ان خانہ جنگیوں میں کسی طرح حصہ نہیں لیا ہے ان کو منصب خلافت پر کیوں نہ متمکن کیا جائے۔

معاویہ رضی اللہ عنہ تو اس منصب جلیل کے لیے موزوں ہیں اور نہ ان کو کسی طرح کا استحقاق ہے ہاں اگر تم مجھ سے اتفاق کرو تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا عہد لوٹ آئے اور عبداللہ اپنے باپ کی یاد پھر تازہ کر دیں۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ: میرے لڑکے عبداللہ پر آپ کی نظر انتخاب کیوں نہیں پڑی فضل ومنقبت میں تو وہ بھی کچھ کم نہیں۔

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ: بے شک تمہارا لڑکا صاحب فضل ومنقبت ہے لیکن ان خانہ جنگیوں میں شریک کر کے تم نے ان کے دامن کو بھی ایک حد تک داغدار کر دیا ہے برخلاف اسکے طیب ابن اطیب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا لباس تقویٰ ہر قسم کے دھبوں سے محفوظ ہے بس آؤ! ان ہی کو مسند خلافت پر بٹھا دیں۔

عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ: ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ! اس منصب کی صلاحیت صرف اس میں ہوسکتی ہے جس کے دو ڈاڑھ ہوں ایک سے کھائے اور دوسرے سے کھلائے۔

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ: عمرو! تمہارا برا ہو کشت وخون کے بعد مسلمانوں نے ہمارا دامن پکڑا ہے اب ہم ان کو پھر فتنہ وفساد میں مبتلا نہیں کریں گے۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ: پھر آپ کی رائے کیا ہے؟

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ: ہمارا خیال ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں کو معزول کر دیں اور مسلمانوں کی مجلس شوریٰ کو پھر سے اختیار دین کہ جس کو چاہے منتخب کرے۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ: مجھے بھی اس سے اتفاق ہے۔

مذکورہ بالا قرارداد کے بعد جب دونوں ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر کہا کہ خدا کی قسم! مجھے یقین ہے کہ عمرو رضی اللہ عنہ نے آپ کو دھوکا دیا ہوگا اگر کسی رائے پر اتفاق ہوا ہو تو آپ ہرگز اعلان میں سبقت نہ کیجیے گا۔ وہ نہایت غدار ہے کیا عجب ہے کہ آپ کے بیان کی مخالفت کر بیٹھے۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم لوگ ایسی رائے پر متحد ہوتے ہیں کہ اس میں اختلاف کی گنجائش نہیں غرض دوسرے روز مسجد میں مسلمانوں کا مجمع ہوا حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ وہ منبر پر چڑھ کر فیصلہ سنائیں انہوں نے عرض کی میں آپ پر سبقت نہیں کر سکتا آپ فضل ومنقبت میں سن وسال میں غرض ہر حیثیت سے ہم سے افضل اور ہمارے بزرگ ہیں۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ پر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا جادو چل گیا چنانچہ آپ بغیر پس وپیش کے کھڑے ہو گئے اور حمد وثنا کے بعد کہا صاحبو! ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں کو معزول کیا اور پھر نئے سرے سے مجلس شوریٰ کو انتخاب کا حق دیا وہ جس کو چاہے اپنا امیر بنائے۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اپنا فیصلہ سنا کر منبر پر سے اتر آئے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ان کے اترنے کے بعد منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا صاحبو! حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جیسا کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے معزول کیا میں بھی معزول کرتا ہوں لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس منصب پر قائم رکھتا ہوں کیوں وہ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ولی اور خلافت کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بہت نیک دل سادہ مزاج بزرگ تھے اس خلاف بیانی سے ششدر رہ گئے اور چلا کر کہنے لگے یہ کیا غداری ہے، یہ کیا بے ایمانی ہے؟ سچ یہ ہے کہ تمہاری حالت بالکل اس کتے کی طرح ہے جس پر لادو جب بھی ہانپتا ہے اور چھوڑ و جب بھی ہانپتا ہے:
((انما مثلك كمثل الكلب ان تحمل عليه يلهث اوتترك علميه يلهث .)) عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا اور آپ پر مثل صادق آتی ہے۔ مثلك كمثل الحماريحمل اسفارا.

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بیان سے مجمع میں سخت برہمی پیدا ہوگی شریح بن ہانی نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو کوڑے سے مارنا

شروع کیا اس طرف سے ان کے ایک لڑکے نے شریح پر حملہ کر دیا لیکن بات بڑھنے نہیں پائی اور لوگوں نے بیچ بچاؤ کر کے رفع دفع کر دیا حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو اس قدر ندامت ہوئی کہ اسی وقت مکہ روانہ ہو گئے اور تمام عمر گوشہ نشین رہے۔

خوارج کی سرکشی

پہلے گزر چکا ہے کہ تحکیم کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اعوان وانصار میں سے ایک معتد بہ جماعت نے ناپسند کیا تھا چنانچہ جب آپ صفین سے کوفہ تشریف لائے تو اس نے اپنی ناپسندیدگی کا ثبوت اس طرح دیا کہ تقریباً ۱۲ ہزار آدمیوں نے لشکری حیدری سے کنارہ کش ہو کر حروراء میں اقامت اختیار کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو سمجھانے کے لیے بھیجا انہیں ناکامی ہوئی تو خود تشریف لے گئے اور مناظرہ ومباحثہ کے بعد راضی کر کے سب کو کوفہ لے آئے یہاں یہ افواہ پھیل گئی کہ جناب امیر رضی اللہ عنہ نے ان کی خاطر داری کے لیے تحکیم کو کفر تسلیم کر کے اس سے توبہ کی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کان میں اس کی بھنک پہنچی تو آپ نے خطبہ دے کر اس کی تکذیب کی اور فرمایا کہ پہلے ان ہی لوگوں نے جنگ ملتوی کرنے پر مجبور کیا پھر تحکیم پر ناپسندیدگی ظاہر کی اور اب چاہتے ہیں کہ عہد شکنی کر کے قبل از فیصلہ شروع کر دوں خدا کی قسم! یہ نہیں ہو سکتا حاضرین میں اس جماعت کے لوگ بھی موجود تھے وہ سب ایک ساتھ چلا اٹھے لاحکم الا اللہ یعنی فیصلہ کا حق صرف اللہ کو ہے اور ایک شخص نے سامنے آ کر نہایت بلند آہنگی سے کہا: ﴿وَلَقَدْ اُوحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾ (زمر۔ ۶۵) اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! تم اور تمہارے قبل انبیاء پر وحی بھیجی گئی کہ اگر تم نے خدا کی ذات میں دوسرے کو شریک بنایا تو تمہارے سب اعمال بے کار ہو جائیں گے اور تم خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے برجستہ جواب دیا: ﴿فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ لَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ﴾ (العنکبوت: ۶۰) تو صبر کر خدا کا وعدہ حق ہے اور جو لوگ یقین نہیں رکھتے وہ تیرا استخفاف نہ کریں غرض رفتہ رفتہ اس جماعت نے ایک مستقل فرقہ کی صورت اختیار کر لی۔ دومتہ الجندل کی تحکیم کا افسوس ناک نتیجہ ملک میں شائع ہوا تو اس فرقہ نے جناب مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بیعت توڑ کر عبداللہ بن وہب الراسبی کے ہاتھ پر بیعت کی اور کوفہ، بصرہ، انبار اور مدائن وغیرہ میں جس قدر فرقہ کے لوگ موجود تھے وہ سب نہروان میں جمع ہوئے اور عام طور پر قتل وغارت گری کا بازار گرم کر دیا۔

خارجیوں کا عقیدہ تھا کہ معاملات دین میں سرے سے حکم مقرر کرنا کفر ہے پھر ان دونوں حکم نے جس طریقہ پر اس کا فیصلہ کیا اس کے لحاظ سے خود وہ دونوں اور ان کے انتخاب کرنے والے کافر ہیں اور اس عقیدہ سے جس کو اتفاق نہ ہو اس کا خون مباح ہے۔ چنانچہ انہوں نے عبداللہ بن خباب اور ان کی اہلیہ کو نہایت بیدردی کے ساتھ قتل کر دیا۔ اسی طرح ام سنان اور صیدادیہ کو مشق ستم بنایا اور جو انہیں ملا اس کو یا تو اپنا ہم خیال بنا کر چھوڑا یا تلوار کے گھاٹ اتار دیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان جگر خراش واقعات کی اطلاع ہوئی تو حارث بن مرہ کو دریافت حال کے لیے بھیجا خارجیوں نے ان کا بھی کام تمام کر دیا۔

جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس وقت نئے سرے سے شام پر فوج کشی کی تیاری فرما رہے تھے لیکن خارجیوں کی سرکشی اور قتل وغارت اس حد تک پہنچ گئی تو اس ارادہ کو ملتوی کر کے ان خارجیوں کی سینہ کوبی کے لیے نہروان کا قصد کرنا پڑا۔

معرکہ نہروان

نہروان پہنچ کر حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اور قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو خارجیوں کے پاس بھیجا کہ وہ بحث ومباحثہ کر کے ان کو ان کی غلطی پر تنبیہ کریں جب ان دونوں کو ناکامی ہوئی تو خارجیوں کے ایک سردار ابن الکواء کو بلا کر خود ہر طرح سمجھایا لیکن ان کے قلوب تاریک ہو چکے تھے اس لیے ارشاد وہدایت کے تمام مساعی ناکام رہے اور جناب امیر رضی اللہ عنہ نے مجبور ہو کر فوج کو تیاری کا حکم دیا۔ میمنہ پر حجر

بن عدی میسرہ پر شیث بن ربعی، پیادہ پر حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ انصاری اور سواروں پر حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو متعین کر کے باقاعدہ صف آرائی کی۔

خارجیوں میں ایک جماعت ایسی تھی جس کو حیدر کرار رضی اللہ عنہ سے جنگ آزما ہونے میں پس وپیش تھا اس لیے جب لڑائی شروع ہوئی تو تقریباً پانچ سو آدمیوں نے الگ ایک بڑا گروہ کوفہ چلا گیا اور ایک ہزار آدمیو نے توبہ کر کے علم حیدری کے نیچے پناہ لی اور عبداللہ بن وہب الراسبی کے ساتھ صرف چار ہزار خارجی باقی رہ گئے لیکن یہ سب منتخب اور جان باز تھے اس لیے انہوں نے میمنہ اور میسرہ پر اس زور کا حملہ کر دیا کہ اگر جاں نثاران علی رضی اللہ عنہ میں غیر معمولی ثبات واستقلال نہ ہوتا تو ان کا روکنا سخت مشکل تھا خارجیوں کی حالت یہ تھی کہ ان کے اعضاء کٹ کٹ کر جسم سے علیحدہ ہو جاتے تھے لیکن ان کی حملہ آوری میں فرق نہیں آتا تھا۔ سرتح بن اونی کا ایک پاؤں کٹ گیا تو تنہا ایک ہی پاؤں پر کھڑا ہو کر لڑتا رہا اسی طرح سے خارجی ایک ایک کر کے کٹ کر مر گئے جنگ ختم ہونے کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خارجی مقتولین میں اس شخص کو تلاش کرنا شروع کیا جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی فرماتی چنانچہ تمام علامات کے ساتھ ایک برآمدی ہوئی تو فرمایا اللہ اکبر! خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس قدر صحیح ارشاد فرمایا تھا۔

جنگ نہروان سے فارغ ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شام کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا لیکن اشعث بن قیس نے کہا ''امیر المومنین! ہمارے ترکش خالی ہو گئے ہیں تلواروں کی دھاریں مڑ گئی ہیں تیروں کے پھل خراب ہو گئے ہیں اس لیے ہم کو دشمن پر فوج کشی کرنے سے پہلے اسباب وسامان درست کر لینا چاہیے۔'' جناب امیر رضی اللہ عنہ نے اشعث کی رائے کے مطابق نخیلہ میں پڑاؤ کر کے لوگوں کو تیاری کا حکم دیا لیکن لوگ تیار ہونے کے بجائے آہستہ آہستہ دس دس بیس بیس کر کے کوفہ کو کھسکنے لگے یہاں تک کہ آخر میں کل ایک ہزار کی جمعیت ساتھ رہ گئی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ رنگ دیکھا تو دست شام پر فوج کشی کا ارادہ ترک کر دیا اور کوفہ واپس جا کر اقامت اختیار کی۔

مصر کے لیے کشمکش

پہلے گزر چکا ہے کہ جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر متمکن ہونے کے ساتھ عہد عثمانی کے تمام عمال کو معزول کر کے نئے عمال مقرر کیے تھے چنانچہ مصر کی ولایت حضرت قیس بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ کے سپرد ہوئی تھی انہوں نے حکمت عملی سے تقریباً اہل مصر کو جناب امیر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر راضی کر کے ان سے آپ کی بیعت لے لی صرف قصبہ خرتبا کے لوگوں کو تامل ہوا اور انہوں نے کہا کہ جب تک معاملات یکسو نہ ہو جائیں اس وقت تک ان سے بیعت کے لیے اصرار نہ کیا جائے البتہ والی مصر کی اطاعت وفرمانبرداری میں کوتاہی نہ کریں گے اور نہ ملک کے امن وسکون کو صدمہ پہنچائیں گے قیس بن سعد رضی اللہ عنہ نہایت پختہ کار اور صاحب تدبیر تھے انہوں نے اس بھڑ کے چھتے کو چھیڑنا خلاف مصلحت سمجھا اور انہیں امن وامان وسکون کی زندگی بسر کرنے کی اجازت دے دی۔ اس رواداری کا نتیجہ یہ ہوا کہ اہل خرتبا مطیع وفرمانبردار ہو گئے اور خراج وغیرہ ادا کرنے میں انہوں نے کبھی کوئی جھگڑا نہیں کیا۔

جنگ صفین کی تیاریاں شروع ہوئیں تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خوف ہوا کہ اگر دوسری طرف سے قیس بن سعد رضی اللہ عنہ اہل مصر کو لے کر شام پر چڑھ آئے تو پھر دقت کا سامنا ہو گا۔ اس لیے انہوں نے قیس بن سعد کو خط لکھ کر اپنا طرف دار بنانا چاہا قیس بن سعد رضی اللہ عنہ نے دنیا سازی کے طور پر نہایت گول جوال دے کر ٹال دیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فوراً اس اس کو تاڑ گئے اور ان کو لکھا کہ تم مجھے دھوکا دینا چاہتے ہو۔ مجھ جیسا شخص کبھی تمہارے دام فریب کا شکار نہیں ہو سکتا افسوس تم فریب دیتے ہو جس کا ادنیٰ اشارہ مصر کو پامال کر سکتا ہے قیس بن سعد رضی اللہ عنہ نے اس تحریر کا جواب نہایت سخت دیا اور لکھا کہ میں تمہاری دھمکی سے نہیں ڈرتا خدا نے چاہا تو خود تمہاری اپنی جان کے لالے پڑ جائیں گے۔

حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ نہایت بلند پایہ اور ذی اثر بزرگ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اکثر غزوات میں انصار کے علم بردار رہے

تھے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ ان کے مقابلہ میں کچھ پیش نہ جائے گی تو انہوں نے ان کو مصر سے ہٹانے کی یہ تدبیر کی کہ ان کے متعلق مشہور کر دیا کہ قیس بن سعد رضی اللہ عنہ میرے طرف دار ہیں رفتہ رفتہ یہ افواہ دربار خلافت پہنچی محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ وغیرہ نے اس کو اور بھی بڑھا چڑھا کر بیان کیا اور اہل خرتبا کو بیعت نہ کرنے کا واقعہ ثبوت میں پیش کیا۔

جناب امیر رضی اللہ عنہ نے اس افواہ سے متاثر ہو کر قیس بن سعد کو خرتبا والوں سے بیعت کے لیے لڑنے کا حکم دیا انہوں نے جواب دیا کہ خرتبا تقریباً دس ہزار نفوس کی آبادی ہے اس میں بسر بن ارطاۃ، طلمہ بن مخلد اور معاویہ بن خدیج جیسے جنگ آزما بہادر موجود ہیں ان سے لڑائی خریدنا مصلحت نہیں لیکن جب دربار خلافت سے مکرر اصرار ہوا تو انہوں نے استعفیٰ دے دیا قیس کی جگہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ والی مصر مقرر ہوئے یہ کمسن ناتجربہ کار تھے ان کے طرز عمل نے مصر میں شورش و بے چینی کی آگ بھڑکا دی اور انہوں نے خرتبا والوں سے چھیڑ کر کے ان کو آمادہ پرخاش کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان حالات کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے معرکہ صفین کے بعد اشتر نخعی کو مصر روانہ کیا کہ وہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو سبکدوش کر کے ملک شام کے حالات درست کریں لیکن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے راستہ میں زہر دلا کر اشتر نخعی کا کام تمام کرا دیا اور عمرو بن العاص کے ماتحت ایک زبردست مہم مصر روانہ کی محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے لیے اس فوج کا مقابلہ نہایت دشوار تھا تاہم دو ہزار کی جمعیت فراہم کر کے وہ اس جان بازی سے لڑے کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو معاویہ بن خدیج رئیس خرتبا کی مدد طلب کرنا پڑی لیکن اس دوران میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک بڑی جمعیت کے ساتھ آ کر پیچھے سے گھیر لیا اور محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھی یا تو مارے گئے یا جان بچا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ محمد بن ابی بکر نے بھی ایک ویران کھنڈر میں پناہ لی۔ لیکن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے جاسوسوں نے ڈھونڈ نکالا اور معاویہ بن خدیج نے نہایت بے رحمی کے ساتھ قتل کر کے لاش کو ایک مردہ گدھے کے پیٹ میں ڈال کر جلا دیا اس افسوسناک طریقہ پر ۳۸ھ مصر کی قسمت کا فیصلہ ہو گیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی مجبوریوں کے باعث محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی کوئی مدد نہ کر سکے۔

اسی سال یعنی ۳۸ھ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اہل بصرہ کو جناب مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اطاعت سے برگشتہ کر کے اپنی حکومت کا طرف دار بنانے کے لیے عبداللہ بن حضری کو بصرہ بھیجا عبداللہ کو اس مہم میں بڑی کامیابی ہوئی قبیلہ بنو تمیم اور تقریباً تمام اہل بصرہ نے اس کی دعوت کو لبیک کہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عامل زیاد کو بصرہ چھوڑ کر حران میں پناہ گزین ہونا پڑا بارگاہ خلافت کو اس کی اطلاع ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عین بن صبیعہ کو ابن حضرمی کی ریشہ دوانیوں کے انسداد پر مامور کیا لیکن قبل اس کے کہ انہیں کامیابی ہو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہوا خواہوں نے ناگہانی طور پر انہیں قتل کر دیا۔

عین بن صبیعہ کے بعد جناب امیر نے جاریہ بن قدامہ کو ابن حضرمی کی سرکوبی پر مامور کیا انہوں نہایت حکمت عملی کے ساتھ بصرہ پہنچ کر ابن حضرمی اور اس کے ساتھیوں کو گھیر لیا اور ان کو پناہ گاہ میں نذر آتش کر کے خاک سیاہ کر دیا اور اہل بصرہ نے دوبرہ اطاعت قبول کر لی امیر المومنین کے ترحم نے عفو عام کا اعلان کیا۔

بغاوتوں کا استیصال

جنگ نہروان میں گو خارجیوں کا زور ٹوٹ چکا تھا تاکہ ان کی چھوٹی چھوٹی ٹولیاں ملک میں موجود تھیں اور اپنی ریشہ دوانیوں سے روز ایک نہ ایک فتنہ برپا کرتی رہتی تھیں چنانچہ ایک خارجی خریت بن راشد کا صرف یہ کام تھا کہ وہ مجوسیوں، مرتدوں اور مسلمانوں کو اپنے دام تزویر میں پھنسا کر ملک میں ہر طرف لوٹ مار کرتا پھرتا تھا اور ہر جگہ ذمیوں کو بھڑکا کر بغاوت کر دیتا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے زیاد بن حفصہ اور ایک روایت کے مطابق مقطر بن قیس کو اس کی سرکوبی پر مامور کیا انہوں نے مسلسل تعاقب کر کے اور رام ہرمز کی پہاڑیوں میں مقابلہ کر کے اس سے اور اس کی جماعت سے ملک کو پاک وصاف کر دیا اور باغی ذمیوں سے پھر اطاعت کا عہد لے کر ان کے ساتھ نہایت لطف و ترحم کا

سلوک کیا مرتدوں کے ساتھ بھی ان کے قبول اسلام کے بعد بہت اچھا برتاؤ کیا جس کا اثر ان پر بہت اچھا پڑا۔ چنانچہ معقل بن قیس جب رامہرمز سے روانہ ہوئے تو ان لوگوں نے دور تک مشایعت کی ایرانی مردوں اور عورتوں نے خدا حافظ کہا اور ان کی جدائی پر بے اختیار آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا جارحانہ طریق عمل

جنگ صفین کے التواء اور مسئلہ تحکیم ایک طرف تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جماعت میں تفریق اختلاف ڈال کر خارجیوں کو پیدا کر دیا اور دوسری طرف اس سے پھر بڑھ کر یہ ہوا کہ آپ کے مخصوص ہمدموں اور جاں نثاروں کے عزم وارادے بھی پست ہو گئے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پھر وہ جنگ سے پہلو تہی کرنے لگے جناب امیر رضی اللہ عنہ نے بارہا شام پر چڑھائی کا ارادہ کیا پر جوش خطبوں سے اپنے ساتھیوں کو حمایت حق کی دعوت دی اور طیش آمیز جملوں سے ان کی رگ غیرت کو جوش میں لانے کی کوشش کی لیکن شیعان علی رضی اللہ عنہ کے دل ایسے پژمردہ ہو گئے تھے اور ان کی ہمتیں ایسی پست ہو چکی تھیں کہ وہ کسی طرح آمادہ نہ ہوئے اس سلسلے کے جو خطبے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں وہ سب نہج البلاغۃ میں موجود ہیں۔

ان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے حامیوں اور طرف داروں کی اس سرد مہری کا کتنا صدمہ تھا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس حقیقت حال سے ناواقف نہ تھے انہوں نے شیعان علی رضی اللہ عنہ کی پست ہمتی سے فائدہ اٹھا کر مدافعت کے بجائے اب جارحانہ قدم اٹھایا اور ۳۹ھ میں فوج کے چھوٹے چھوٹے دستے حجاز، عراق اور جزیرہ میں پھیلا دیے کہ وہ بدامنی پھیلا کر جناب علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی پریشانیوں میں اضافہ کریں۔ چنانچہ نعمان بن بشر نے دو ہزار کی جمعیت سے عین التمر پر سفیان بن عوف نے چھ ہزار کی فوج سے انبار اور مدائن وغیرہ پر عبداللہ بن سعد فزاری نے ایک ہزار سات سو آدمیوں سے تیماد پر، ضحاک بن قیس نے واقصہ کے نشیبی حصہ پر اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دجلہ کے ساحلی علاقوں پر حملہ کر کے بیت المال لوٹ لیا اور شیعان علی رضی اللہ عنہ کو تہ تیغ کر کے لوگوں کو اپنی حکومت کے سامنے گردن اطاعت خم کرنے پر مجبور کر دیا۔

کرمان و فارس کی بغاوتوں کا استیصال کرنا

حیدر کرار رضی اللہ عنہ کی ہمت مردانہ نے گو بہت جلد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حملہ آور دستوں کو ممالک مقبوضہ سے نکال دیا تاہم اس سے ایک عام بدامنی اور بے رعبی پیدا ہو گئی کرمان و فارس کے عجمیوں نے بغاوت کر کے خراج ادا کرنے سے انکار کر دیا اکثر صوبوں نے اپنے یہاں کے علوی عمال نکال دیے اور ذمیوں نے خود سری اختیار کر لی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس عام بغاوت کے فرو کرنے کے متعلق مشورہ طلب کیا لوگوں نے عرض کیا کہ زیاد بن امیہ سے زیادہ اس کام کے لیے کوئی شخص موزوں نہیں ہو سکتا اس لیے زیاد اس مہم پر مامور ہوئے انہوں نے بہت جلد کرمان فارس اور تمام ایران میں بغاوت کی آگ استیصال کر کے امن وسکون پیدا کر دیا۔

بغاوت استیصال ہونے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایرانی باغیوں کے ساتھ اس لطف و مدارات کا سلوک کیا کہ ایران کا بچہ بچہ منت پذیری کے جذبات سے لبریز ہو گیا ایرانیوں کا خیال تھا کہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کے طریق جہانبانی نے نوشیروانی طرز حکومت کی یاد بھلا دی۔

فتوحات

گزشتہ حالات سے یہ معلوم ہو گیا ہو گا کہ حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو اندرونی شورشوں اور خانہ جنگی جھگڑوں کے دبانے سے اتنی فرصت نہ مل سکی کہ وہ اسلامی فتوحات کے دائرہ کو بڑھا سکتے تاہم آپ بیرونی امور سے غافل نہ رہے چنانچہ سیستان اور کابل کی سمت میں بعض عرب

خودمختار ہو گئے تھے ان کو قابو میں کر کے آگے قدم بڑھایا۔(فتوح البلدان)

اور ۳۸ھ میں بعض مسلمانوں کو بحری راستہ سے ہندوستان پر حملہ کرنے کی اجازت دی اس وقت کوکن بمبئی کا علاقہ سندھ میں شامل تھا مسلمان رضاکار سپاہیوں نے سب سے پہلے اس عہد میں کوکن پر حملہ کیا۔(فتوح السندہ)

حجاز اور عرب کے قبضہ کے لیے کشمکش

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ۴۰ھ میں پھر از سر نو چھیڑ چھاڑ شروع کی اور بسر بن ارطاۃ کو تین ہزار کی جمعیت کے ساتھ حجاز روانہ کیا اس نے بغیر کسی مزاحمت اور جنگ کے مکہ، مدینہ پر قبضہ کر کے یہاں کے باشندوں سے زبردستی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے بیعت لی پھر وہاں سے یمن کی طرف بڑھا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے پہلے سے پوشیدہ طور پر یمن کے عامل عبیداللہ بن عباس کو بسر بن ابی ارطاۃ کے حملہ کی اطلاع کر دی اور یہ بھی لکھ دیا کہ جو لوگ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت تسلیم کرنے میں لیت ولعل کرتے ہیں وہ ان کو نہایت بیدردی کے ساتھ تہ تیغ کر دیتا ہے۔ عبیداللہ بن عباس نے اپنے کو اس کے مقابلہ سے عاجز دیکھ کر عبداللہ بن عبدالمدان کو اپنا قائم مقام بنایا اور خود دربار خلافت سے مدد طلب کرنے کے لیے کوفہ کی راہ لی۔ بسر بن ابی ارطاۃ نے یمن پہنچ کر نہایت بیدردی کے ساتھ عبیداللہ بن عباس کے دو صغیر السن بچوں اور شیعان علی رضی اللہ عنہ کی ایک بڑی جماعت کو قتل کر دیا۔

دوسری طرف شامی سواروں نے سرحد عراق پر ترکتاز شروع کر دی اور یہاں کے محافظ سپاہ کو شکست دے کر انبار پر قبضہ کر لیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بسر بن ارطاۃ کے مظالم حال معلوم ہوا تو آپ نے جاریہ بن قدامہ اور وہب بن مسعود کو چار ہزار کی جمعیت کے ساتھ اس کی سرکوبی کے لیے یمن وحجاز کی مہم پر مامور کیا اور کوفہ کی جامع مسجد میں پرجوش خطبے دے کر لوگوں کو حدود عراق سے شامی فوج نکال دینے پر ابھارا اور یہ تقریر ایسی موثر تھی کہ اہل کوفہ کے مردہ قلوب میں بھی فوری طور پر روح پیدا ہوگئی اور ہر گوشہ سے صدائے لبیک بلند ہوئی لیکن جب کوچ کا وقت آیا تو صرف تین سو آدمی رہ گئے جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اہل کوفہ کی اس بے حسی پر نہایت صدمہ ہوا حجر بن عدی اور سعد بن قیس ہمدانی نے عرض کیا کہ امیر المومنین بغیر تشدد کے لوگ راہ پر نہ آئیں گے عام منادی کرا دیجئے کہ بلا استثناء ہر شخص کو میدان جنگ کی طرف چلنا پڑے گا اور جو اس میں تساہل یا اعراض سے کلام لے گا تو اس کو سخت سزا دی جائے گی اب صورت حال ایسی تھی کہ کہ اس مشورہ پر عمل کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کا اعلان عام کر دیا اور معقل بن قیس کو سائق بھیجا کہ وہاں سے جس قدر سپاہی بھی مل سکیں جمع کر کے لے آئیں لیکن یہ تیاریاں ابھی حد تکمیل کو نہیں پہنچی تھیں کہ ابن ملجم کی زہر آلود تلوار نے جام شہادت پلا دیا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون.

اس جانگداز واقعہ اور اندوہناک سانحہ کی تفصیل یہ ہے کہ واقعہ نہروان کے بعد چند خارجیوں نے حج کے موقعہ پر مجتمع ہو کر مسائل حاضرہ پر گفتگو شروع کی اور بحث ومباحثہ کے بعد بالاتفاق یہ رائے قرار پائی کہ جب تک تین آدمی علی رضی اللہ عنہ، معاویہ رضی اللہ عنہ، عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ صفحہ ہستی پر موجود ہیں دنیائے اسلام کو خانہ جنگیوں سے نجات نصیب نہیں ہو سکتی چنانچہ تین آدمی ان تینوں کے قتل کرنے کے لیے تیار ہو گئے عبدالرحمٰن بن ملجم نے کہا کہ میں علی رضی اللہ عنہ کو قتل کا ذمہ لیتا ہوں۔ اسی طرح نزال نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے قتل کا اور عبداللہ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے قتل کا بیڑا اٹھایا اور تینوں اپنی اپنی مہم پر روانہ ہو گئے۔ کوفہ پہنچ کر ابن ملجم کے ارادہ کو قطام نامی ایک خوبصورت خارجی عورت نے اور زیادہ مستحکم کر دیا اس مہم میں کامیاب ہونے کے بعد اس سے شادی کا وعدہ کیا اور جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خون کو مہر قرار دیا۔

عرض رمضان ۴۰ھ میں تینوں نے ایک ہی روز صبح کے وقت تینوں بزرگوں پر حملہ کیا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اتفاقی طور پر بچ گئے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر وار اوچھا پڑا عمرو ابن العاص اس دن امامت کے لیے نہیں آئے تھے ایک اور شخص ان کا قائم مقام ہوا تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ جب مسجد میں تشریف لائے اور ابن ملجم کو جو مسجد میں آ کر سو رہا تھا جگایا جب آپ نے نماز شروع کی اور سر سجدہ اور دل

راز و نیاز الٰہی میں مصروف تھا کہ اسی حالت میں شقی ابن ملجم نے تلوار کا نہایت کاری وار کیا سر پر زخم آیا اور ابن ملجم کو لوگوں نے گرفتار کر لیا (طبری) حضرت علی رضی اللہ عنہ اتنے سخت زخمی ہوئے تھے کہ زندگی کی امید نہ تھی اس لیے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کو بلا کر نہایت مفید نصائح کیے اور محمد بن حنفیہ کے ساتھ لطف و مدارت کی تاکید کی۔ جندب بن عبد اللہ نے عرض کیا کہ امیر المومنین آپ کے بعد ہم لوگ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بیعت کریں فرمایا اس کے متعلق میں کچھ نہیں کہنا چاہتا تم لوگ خود اس کو طے کر و اس کے بعد مختلف وصیتیں کیں۔ قاتل کے متعلق فرمایا کہ معمولی طور پر قصاص لینا۔ (طبری)

تلوار زہر میں بجھی ہوئی تھی اس لیے نہایت تیزی کے ساتھ اس کا اثر تمام جسم میں سرایت کر گیا اور اسی روز یعنی ۲۰ رمضان ۴۰ھ جمعہ کی رات کو فضل و کمال اور رشد و ہدایت کا آفتاب ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے خود اپنے ہاتھ سے تجہیز و تکفین کی نماز جنازہ میں چار تکبیروں کے بجائے پانچ تکبیریں کہیں اور عزی نامی کوفہ کے ایک قبرستان میں سپرد خاک کیا۔

اس شہادت کبریٰ کے بعد لوگوں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو خلافت کے لیے منتخب کیا اور بیعت خلافت لی گئی اور اس کام کے لیے حسن رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی اور موضوع اور مستحق نہیں تھا ان کے لیے مسند خلافت پر بیٹھنے کے بعد ہی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے طرف سے چھیڑ خانی شروع ہو گئی جس سے اندیشہ تھا کہ ان دونوں میں جنگ عظیم شروع ہو جائے گی ادھر خارجیوں کا بھی بڑا زور تھا ان تمام چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت حسن ابن علی رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مصالحت کر لی اور حکومت و خلافت ان کے حوالے کر کے دست بردار ہو گئے اور مصالحت مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ ہوئی۔

(۱) کوئی عراقی محض بغض و عناد اور کینہ کی وجہ سے نہ پکڑا جائے گا (۲) بلا استثناء سب کو امان دی جائے گی۔ (۳) عراقیوں کے ہفوات کو انگیز کیا جائے گا۔ (۴) ہواز کا کل خراج حسن رضی اللہ عنہ کے لیے مخصوص کر دیا جائے گا (۵) حسین رضی اللہ عنہ کو دو لاکھ سالانہ علیحدہ دیا جائے گا۔ (۶) بنی ہاشم کو عطایا اور دیگر امور میں بنی عبد شمس (بنی امیہ) پر ترجیح دی جائے گی۔

حضرت عبد اللہ بن عامر نے یہ شرائط امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھجوا دیے انہوں نے بلا کسی ترمیم کے یہ تمام شرطیں منظور کر لیں اور اپنے قلم سے ان کی منظوری لکھ کر اپنی مہر ثبت کر کے معززین و عمائد کی شہادتیں لکھوا کر حضرت حسن رضی اللہ عنہ پاس بھجوا دیا۔

دست برداری کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے قیس بن سعد انصاری رحمہ اللہ کو جو مقدمۃ الجیش کے ساتھ شامیوں کے مقابلہ پر مامور تھے اس کی اطلاع دی اور جملہ امور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالہ کر کے مدائن چلے آنے کا حکم دیا قیس کو یہ فرمان ملا تو انہوں نے فوج کو پڑھ کر سنایا اور کہا کہ اس کے بعد ہمارے لیے صرف دو صورتیں ہیں یا تو بلا امام کے جنگ جاری رکھیں یا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی اطاعت قبول کر لیں اور قیس حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق آپ کے پاس مدائن چلے آئے ان کے مدائن آنے کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ کوفہ تشریف لے گئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یہاں آ کر آپ سے ملے اور دونوں میں صلح نامہ کے شرائط کی زبانی بھی تصدیق و توثیق ہو گئی۔ (اخبار الطوال)

اوپر شرطیں اخبار الطوال سے نقل کی گئی ہیں ان کے علاوہ عام طور پر ایک یہ شرط بہت مشہور ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے لیکن یہ شرط مروج الذہب مسعودی اخبار الطوال دینوری، یعقوبی، طبری اور ابن اثیر وغیرہ کسی میں بھی نہیں ہے البتہ علامہ ابن عبد البر نے استیعاب میں لکھا ہے کہ علماء کا یہ بیان ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ صرف حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی زندگی ہی تک کے لیے ان کے حق میں دست بردار ہوئے تھے لیکن علامہ ابن عبد البر کا یہ بیان خود محل نظر ہے اس لیے کہ جو واقعہ کسی مستند تاریخ میں نہیں ملتا اس کو علماء کا بیان کیسے کہا جا سکتا ہے ممکن ہے ان کے عہد کے علماء کی رائے رہی ہو لیکن تاریخوں سے اس کی تصدیق نہیں ہوتی خود طبری بھی اپنی تاریخ میں ہر قسم کی رطب و یابس روایتیں نقل کر دیتا ہے اس شرط کا کوئی ذکر نہیں کیا اور آئندہ واقعات سے بھی اس کی تائید نہیں ہوتی اس شرط کے نہ

ہونے کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد جب حضرت امیر معاویہ یزید کی بیعت لینے کے لیے مدینہ گئے اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ وغیرہ کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا تو ان بزرگوں نے س کے خلاف ہر طرح کے دلائل دیے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ طریقہ خلفائے راشدین کے انتخابی طریقہ کے خلاف ہے اس لیے ہم اسے منظور نہیں کر سکتے عبدالرحمٰن ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ قیصر وکسریٰ کی سنت ہے لیکن کسی نے بھی یہ دلیل نہیں دی کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ صرف تمہارے حق میں دست بردار ہوئے تھے اس لیے یزید کو ولی عہد نہیں بنایا جا سکتا۔

ظاہر ہے کہ ان بزرگوں کو اس قسم کی شرط کا علم ہوتا تو وہ دوسرے دلائل کے ساتھ اسے بھی یزید کی مخالفت میں ضرور پیش کرتے پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ یزید کے مقابلہ میں کھڑے ہوئے تو آپ نے اپنے دعویٰ کی تائید اور یزید کی مخالفت میں بہت سی تقریریں کیں اور ان تقریروں میں یزید کی مخالفت کے اسباب بیان کیے لیکن کسی تقریر میں بھی آپ نے یہ دعویٰ نہیں فرمایا چونکہ میرے بھائی حضرت حسن رضی اللہ عنہ صرف امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دست بردار ہوئے تھے اور وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زندگی میں وفات پا چکے تھے اس لیے اصول توارث کی رو سے ان کی جانشینی کا حق مجھے یا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد کو پہنچتا ہے حالانکہ یزید کی حکومت کے خلاف دلائل میں یہ بڑی قوی دلیل تھی لیکن حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف اشارہ بھی نہیں فرمایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ ہی سرے سے غلط ہے باقی رہا یہ سوال کہ پھر بعض ارباب سیر نے اسے کیوں نقل کیا ہے؟ اس کا جواب ان لوگوں کے لیے بہت آسان ہے جو بنی امیہ اور بنی ہاشم کی اختلافی تاریخ پر نظر رکھتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کے حامی دوسرے کے متعلق ایسی روایتیں گڑھ دیتے ہیں جس سے دوسرے کے دامن پر کوئی دھبہ آتا ہو۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف صف آرا ہو کر اور پھر اپنے بعد یزید کو ولی عہد بنا کر اسلامی خلافت ختم کر کے تاریخ اسلام میں نہایت بری مثال قائم کی لیکن اس غلطی کو محض اس کی حد تک محدود رکھنا چاہیے تھا مگر ان کے مخالفوں نے اس پر بھی بس نہیں کیا بلکہ ان کے خلاف ہر طرح کے بہتان تراش کر تاریخوں میں شامل کر دیے اوپر کی شرط بھی اس بہتان کی ایک کڑی ہے ہمارے نزدیک اس شرط کی ایجاد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے شارہ سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دینے والی روایت توثیق مقصود ہے جس کا ذکر آئندہ آئے گا اس لیے کہ حضرت کو جب طور مقدمہ کے اسے تسلیم کر لیا جائے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ صرف معاویہ رضی اللہ عنہ کی زندگی تک کے لیے خلافت سے دست بردار ہوئے تھے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے کو چاہتے تھے تو پھر ان دونوں مقدمات سے یہ کھلا ہوا نتیجہ نکل آتا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہی نے زہر دلوایا تھا اور ایسا مکروہ الزام ہے جس سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اخلاقی تصویر نہایت بدنما ہو جاتی ہے اور وہ ہمیشہ کے لیے طعن بن جاتے ہیں۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے اخلاق وعادات

شبیہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا لقب تھا یہ شباہت محض ظاہری اعضاء وجوارح تک محدود نہ تھی بلکہ آپ کی ذات باطنی اور معنوی لحاظ سے بھی اسوہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ تھی یوں تو آپ تمام مکارم اخلاق کا پیکر مجسم تھے لیکن زہد وورع دنیاوی جاہ وحشم سے بے نیازی اور بے تعلقی آپ کا ایسا خاص اور امتیازی وصف تھا جس میں کوئی آپ کا حریف نہیں ہے۔

استغنا وبے نیازی

درحقیقت جس استغنا اور بے نیازی کا ظہور آپ کی ذات گرامی سے ہوا وہ نوع انسانی کے لیے ایک معجزہ ہے عموماً قصر سلطنت کی تعمیر انسانی خون سے ہوتی ہے لیکن حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ایک ملتی ہوئی عظیم الشان سلطنت کو محض چند انسانوں کے خون کی خاطر چھوڑ دیا غالباً

تاریخ ایسی مثالیں کم پیش کر سکتی ہے اگر شیخین کے بعد کی اسلامی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو اس کا صفحہ مسلمانوں کے خون سے رنگین نظر آئے گا اور ابھی تک عرب کی زمین مسلمانوں کا خون چاہتی تھی لیکن یہ فخر صرف حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی ذات کے لیے مقدر ہو چکا تھا کہ وہ سلطنت و حکومت کو ٹھکرا کر امت مسلمہ کو تباہی سے بچائیں اور آن حضرت ﷺ کی اس پیشین گوئی کو پورا فرمائیں۔ ((ان ابنی هذا سید یصلح الله به بین فئتین عظیمتین من المسلمین.)) میرا یہ لڑکا سید ہے اور خدا اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرا دے گا الخلافة بعدی ثلثون میرے بعد خلافت تیس برس تک رہے گی حساب سے یہ مدت ٹھیک حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی دستبرداری کے وقت پوری ہوتی ہے۔

آپ نے خلافت فوج کی کمزوری اور مسلمانوں کی خونریزی سے بچنے کے لیے چھوڑی؟

بعض ظاہر بینوں کو یہ غلط فہمی پیدا ہوتی ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی فوج کی کمزوری سے مجبور ہو کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی اور کچھ واقعات بھی اس خیال کی تائید میں مل جاتے ہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ آپ نے یہ جلیل القدر منصب محض مسلمانوں کی خونریزی سے بچنے کے لیے ترک کیا گو یہ صحیح ہے کہ جس فوج کو لے کر آپ مقابلہ کے لیے نکلے تھے اس میں کچھ منافق بھی تھے جنہوں نے عین موقع پر کمزوری دکھائی مگر اسی فوج میں بہت سے خارجی العقیدہ بھی تھے جو آپ کی حمایت میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے لڑنا فرض عین سمجھتے تھے چنانچہ جب انہوں نے مصالحت کا رنگ دیکھا تو آپ کی تکفیر کرنے لگے۔ (اخبار الطوال ص ۳۳۰)

خود عراق میں چالیس ہزار کوفی جنہوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی آپ کے ایک اشارہ پر سر کٹانے کے لیے تیار تھے۔ (ابن عساکر ج ۲۱۹۲)

عراق تو عراق سارا عرب آپ کے قبضہ میں تھا مصالحت وغیرہ کے بعد ایک مرتبہ بعض لوگوں نے آپ کو خلافت کی خواہش سے متہم کیا آپ نے فرمایا کہ ''عرب کے سر میرے قبضہ میں تھے جس سے میں صلح کرتا اس سے وہ بھی صلح کرتے اور جس سے میں جنگ کرتا اس سے وہ بھی لڑتے لیکن اس کے باوجود میں خلافت کو خالصۃ اللہ اور امت محمدی کی خونریزی سے بچنے کے لیے چھوڑا۔ (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۷)

خود آپ کی فوج میں ان چند منافقوں کے علاوہ جنہوں نے بعض مخفی حضرات اثرات سے عین وقت پر دھوکا دیا تھا باقی پوری فوج کٹنے مرنے پر آمادہ تھی ابو عریق راوی ہیں کہ ہم بارہ ہزار آدمی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے مقدمۃ الجیش میں کٹنے اور مرنے کے لیے تیار تھے اور شامیوں کی خون آشامی کے لیے ہماری تلواروں کی دھاروں سے خون ٹپک رہا تھا جب ہم لوگوں کو صلح کی خبر معلوم ہوئی تو شدت غضب و رنج سے معلوم ہوتا تھا کہ ہماری کمر ٹوٹ گئی صلح کے بعد جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ کوفہ آئے تو ہماری جماعت کے ایک شخص ابو عامر سفیان نے غصہ میں کہا: السلام علیك یامذل المومنی مسلمانوں کے رسوا کرنے والے السلام علیك اس طنزیہ اور گستاخانہ سلام پر اس صبر و تحمل کے پیکر نے جواب دیا ابو عامر ایسا نہ کہو میں نے مسلمانوں کو رسوا نہیں کیا البتہ ملک گیری کی ہوس میں مسلمانوں کی خونریزی پسند نہیں کی اور آپس میں صلح کر لیا۔ (استیعاب ج ۱)

امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ چالیس ہزار سے زیادہ آدمیوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور سات مہینہ حجاز، یمن، عراق اور خراسان وغیرہ پر حکمران رہے اس کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شام سے ان کے مقابلہ کو نکلے جب دونوں قریب ہوئے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اندازہ ہوا کہ جب تک مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد کام نہ آ جائے گی اس وقت کسی فریق کا غلبہ پانا مشکل ہے اس لیے چند شرائط پر آپ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دست بردار ہو گئے اور اس طرح رسول اللہ ﷺ کا یہ معجزہ ظاہرہ ہو گیا کہ میرا یہ لڑکا سید ہے اور خدا اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دوسرے فرقوں میں صلح کرائے گا۔ (تہذیب الاسماء)

شیعان علی رضی اللہ عنہ اس صلح کو جس نظر سے دیکھتے تھے اور اس کے بارے میں ان کے جو جذبات تھے ان کا اندازہ ان خطابات سے ہوسکتا ہے جس سے وہ اس سردار خلد بریں کو مخاطب کرتے تھے مذلل المومنین مسلمانوں کو رسوا کرنے والے مسود وجوہ المسملین مسلمانوں کو روسیاہ کرنے والے عار المومنین ننگ مسلمین یہ وہ خطابات تھے جن سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو خطاب کیا جاتا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عام لوگ صلح اور دستبرداری کو کس درجہ ناپسند کرتے تھے۔

واقعہ یہ ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ ایسے امن پسند صلح جو، نرم خو تھے کہ انہوں نے اول یوم ہی سے ارادہ کرلیا تھا کہ اگر بلا کسی خونریزی کے انہیں ان کی جگہ مل گئی تو لے لیں گے ورنہ اس کے لیے مسلمانوں کا خون نہ بہائیں گے۔

طبری کا بیان ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ چالیس ہزار کچھ مقرر کرا کے دست بردار ہو جائیں چنانچہ جس وقت آپ نے عراقیوں سے بیعت لی تھی اسی وقت اس عزم کو اشارۃ ظاہر فرما دیا تھا۔ زہری لکھتے ہیں کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اہل عراق سے بیعت لیتے وقت یہ شرط کر لی تھی تم کو پورے طور سے میری اطاعت کرنی ہوگی یعنی جس سے میں لڑوں گا اس سے لڑنا ہوگا اور جس سے صلح کروں گا اس سے صلح کرنی پڑے گی۔'' اس شرط سے عراقی اسی وقت کھٹک گئے تھے کہ آپ آئندہ جنگ وجدال ختم کر دیں گے چنانچہ اسی وقت ان لوگوں نے آپس میں کہا تھا کہ یہ ہمارے گون کے آدمی نہیں اور لڑنا نہیں چاہتے اس کے چند روز بعد آپ کو زخمی کر دیا گیا۔ (ابن عساکر ج ۴ ص ۲۲۰)

حضرت حسن نے اپنے گھر والوں پر بھی یہ خیال ظاہر فرمایا تھا ابن جعفر کا بیان ہے کہ صلح کے قبل میں ایک دن حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا جب چلنے کا ارادہ سے اٹھا تو انہوں نے میرا دامن کھینچ کر بیٹھا لیا اور کہا میں نے ایک رائے قائم کی ہے امید ہے کہ تم بھی اس سے اتفاق کرو گے ابن جعفر نے پوچھا کونسی رائے ہے؟ فرمایا میں خلافت سے دست بردار ہو کر مدینہ جانا چاہتا ہوں کیونکہ فتنہ برابر بڑھتا جا رہا ہے خون کی ندیاں بہہ چکی ہیں عزیز کو عزیز کا پاس نہیں ہے قطع رحم کی گرم بازاری ہے راستے خطرناک ہو رہے ہیں سرحدیں بے کار ہوگئیں ہیں ابن جعفر نے جواب دیا خدا آپ کو امت محمدی رضی اللہ عنہ کی خیرخواہی کے صلہ میں جزائے خیر دے اس کے بعد آپ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ رائے ظاہر کی انہوں نے کہا خدارا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قبر میں جھٹلا کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی سچائی کا اعتراف نہ کیجیے آپ نے یہ سن کر حضرت حسین کو ڈانٹا کہ تم شروع سے آخر تک برابر میری ہر رائے کی مخالفت کرتے چلے آرہے ہو خدا کی قسم میں طے کر چکا ہوں کہ تم کو فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں بند کر کے اپنا ارادہ پورا کروں گا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے بھائی کا لہجہ درشت دیکھا تو عرض کیا آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد اکبر اور میرے خلیفہ ہیں جو رائے آپ کی ہوگی وہی میری ہوگی جیسا مناسب فرمائیے کیجیے اس کے بعد آپ نے دست برداری کا اعلان کیا۔ (ابن عساکر)

ان واقعات سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ خلافت سے دست برداری میں فوج کی کمزوری وغیرہ کا چنداں سوال نہ تھا۔ بلکہ چونکہ آپ کو اس کا یقین ہو گیا تھا کہ بغیر ہزاروں مسلمانوں کے خاک وخون میں تڑپے ہوئے کوئی فیصلہ نہیں ہوسکتا اور جنگ جمل سے لے کر برابر مسلمانوں کے خون کی ندیاں بہتی چلی آرہی ہیں اس لیے آپ نے اسے روکنے کے لیے خلافت کو خیرباد کہہ کر مدینہ کی عزلت نشینی اختیار فرمائی: فجزاہ اللہ عن المسلمین خیر الجزآء۔

شہادت حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ

دست برداری کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ آخری لمحہ حیات تک اپنے جد بزرگوار کے جوار میں خاموشی وسکون کی زندگی بسر کرتے رہے۔

۵۰ ھ میں آپ کی بیوی جعدہ بنت اشعث نے کسی وجہ سے زہر دے دیا سم قاتل تھا قلب وجگر کے ٹکڑے کٹ کٹ کر گرنے لگے جب حالت زیادہ نازک ہوئی اور زندگی سے مایوس ہو گئے تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بلا کر ان سے واقعہ بیان کیا انہوں نے زہر دینے والے کا نام

پوچھا تو آپ نے فرمایا نام پوچھ کر کیا کرو گے؟ عرض کیا قتل کروں گا فرمایا اگر میرا خیال صحیح ہے تو خدا بہتر بدلہ دینے والا ہے اور اگر غلط ہے تو میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے کوئی ناکردہ گناہ پکڑا جائے اور زہر دینے والے کا نام بتانے سے انکار کر دیا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے نانا کے پہلو میں دفن ہونے کی بڑی تمنا تھی اس لیے اپنی محترم نانی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حجرہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں دفن ہونے کی اجازت چاہی انہوں نے خوشی کے ساتھ اجازت دے دی اجازت ملنے کے بعد بھی احتیاطاً فرمایا کہ میرے مرنے کے بعد دوبارہ اجازت لینا ممکن ہے میری زندگی میں مروت سے اجازت دے دی ہو۔ اگر دوبارہ اجازت مل جائے تو روضہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں دفن کرنا مجھے خطرہ ہے کہ اس میں بنی امیہ مزاحم ہوں گے اگر مزاحمت کی صورت پیش آئے تو زیادہ اصرار نہ کرنا اور بقیع الغرقد کے گورغریباں میں دفن کر دینا۔ (استیعاب ج ا)

زہر کھانے کے تیسرے دن ضروری وصیتوں کے بعد باختلاف روایت ربیع الاول ۴۹ھ یا ۵۰ھ میں اس بوریہ نشینی مسند بے نیازی نے اس دنیائے دنی کو خیر باد کہا انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ وفات کے وقت ۴۷ یا ۴۸ سال کی عمر تھی۔

جنازہ پر جھگڑا

وفات کے بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے وصیت کے مطابق دوبارہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اجازت مانگی آپ نے پھر فراخ دلی کے ساتھ مرحمت فرمائی لیکن حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا خطرہ بالکل صحیح نکلا۔ مروان کو اس کی خبر ہوئی تو اس نے کہا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کسی طرح روضہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں دفن نہیں کیے جا سکتے ان لوگوں نے حضرت عثمان کو یہاں دفن نہ ہونے دیا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو دفن کرنا چاہتے ہیں یہ کسی طرح نہیں ہو سکتا حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے مقابلہ کرنا چاہا مروان بھی لڑنے پر آمادہ ہو گیا اور قریب تھا کہ پھر ایک مرتبہ مدینہ کی زمین مسلمانوں کے خون سے لالہ زار بن جائے کہ اتنے میں مشہور صحابی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پہنچ گئے اور چلائے کہ یہ کیا ظلم ہے کہ ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے نانا کے پہلو میں دفن کرنے سے روکا جاتا ہے پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس کے لیے کشت وخون سے کیا فائدہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وصیت بھول گئے اگر خونریزی کا خطرہ ہو تو عام مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا اس پر حضرت حسین کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا اور بنی امیہ اور بنی ہاشم میں جنگ ہوتے ہوتے رہ گئی اس کے بعد سعید ابن العاص رضی اللہ عنہ عامل مدینہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور لاش مبارک جنت البقیع میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پہلو میں سپرد خاک کی گئی۔ (استیعاب ج ا)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا روضہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے بقیع کے گورغریباں میں دفن کیا جانا بھی آپ کے روحانی تصرف کا نتیجہ تھا کہ جس پیکر صلح وآشتی نے زندگی میں مسلمانوں کے خون کی قیمت پر دنیاوی جاہ وحشم حاصل کرنا پسند نہ کیا اور خونریزی سے بچنے کے لیے سلطنت و حکومت جیسی چیز کو ٹھکرا کر عزلت نشینی کی زندگی اختیار کی اس کے جسد خاکی نے مرنے کے بعد بھی یہ کرشمہ دکھایا کہ روضہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں بقیع کے گورغریباں میں دفن ہوا لیکن حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مسلمانوں کا خون نہ گرنے دیا اور نہ اس قیمت پر جدامجد کے پہلو میں جگہ ملنی بہت آسان تھی۔

مدینہ میں ماتم

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی رحلت کا معمولی واقعہ نہ تھا بلکہ صلح ومسالمت کا ماتم تھا حلم وعفو کا ماتم تھا صبر وتحمل کا ماتم تھا۔ استغناء وبے نیازی کا ماتم تھا خاندان نبوت کے چشم وچراغ کا ماتم تھا اسی لیے آپ کی وفات پر مدینہ منورہ میں گھر گھر صف ماتم بچھ گئی بازار بند ہو گئے گلیوں میں سناٹا چھا گیا بنی ہاشم کی عورتوں نے ایک مہینہ تک سوگ منایا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مسجد میں فریاد وفغاں کرتے تھے اور پکار پکار کر کہتے تھے کہ لوگو! آج خوب رو لو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب دنیا سے اٹھ گیا۔

جنازہ میں انسانوں کا اتنا بڑا ہجوم تھا کہ اس سے پہلے مدینہ میں کم دیکھنے میں آیا تھا ثعلبہ بن مالک جو مٹی دینے میں شریک تھے بیان

کرتے ہیں کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا جنازہ میں اتنا ازدحام تھا کہ اگر کوئی ایسی ہی چیز پھینکی جاتی تو کثرت اژدھام سے زمین پر نہ گرتی۔

(تھذیب اکمال)

ہم نے اس جگہ پر ناظرین کرام کے خاطر ملول بیان سے کام لیا ہے ہمارے کرم فرماں ملول خاطر نہ ہوں ہمارا مقصد اس سے یہی تھا کہ ان فتنوں کی پیشین گوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض ترجمان سے بہت پہلے ہو چکی تھی جو علامات معجزات نبوت میں ہے رہے یہ حضرات جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابی سفیان وغیرہم سے یہ تسامح وخطا اجتہاد کے ماتحت ہوا ہے۔ قد عفا اللہ عنهم و رضی اللہ عنهم یہ سب ہمارے اسلاف اور بزرگان دین ہیں ان کی شان مقدس میں ہمیں لب کشائی کی ضرورت نہیں ہے۔

فاولئك ابی فجئنی بمثلهم

اذا جمعتنا یاجریر المجامع

❁❁❁❁

بَابُ الْمَلَاحِمِ

گھمسان کی لڑائیوں کا بیان

ملاحم جمع ہے ملحمہ کی اور ملحمہ کے معنی گوشت سے گوشت ملانا کے ہیں یعنی جنگ میں جو لوگ مارے جاتے ہیں ایک ان کی لاشیں اور دوسرے پر گر پڑتی ہیں۔ یعنی سخت لڑائی۔ جیسا کہ نہایہ ابن اثیر اور لغات الحدیث میں ہے ان اللہ یبغض اھل البیت اللحمین یعنی اللہ تعالیٰ ان گھر والوں کو ناپسند کرتا ہے جو ہمیشہ گوشت کھاتے ہوں۔ بغیر گوشت کے ان کا گزر نہ ہو سکے۔ بعضوں نے کہا اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو مسلمان بھائیوں کا گوشت کھاتے ہیں ان کی غیبت کرتے ہیں ملاحم سے مراد وہ لڑائیاں ہیں جو فتنہ وفساد کی وجہ سے شہروں اور دیہاتوں میں ہوتی ہیں اور وہ فتنہ عام ہے جن کی پیشین گوئی مندرجہ ذیل حدیثوں میں کی گئی ہیں۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

اہل ایمان کے درمیان خوفناک لڑائی

(٥٤١٠) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ عَظِیْمَتَانِ تَكُوْنُ بَیْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِیْمَةٌ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ وَحَتّٰی یُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ قَرِیْبٌ مِنْ ثَلٰثِیْنَ كُلُّهُمْ یَزْعَمُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَتّٰی یُقْبَضَ الْعِلْمُ وَیَكْثُرَ الزَّلَازِلُ وَیَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَیَظْهَرَ الْفِتَنُ وَیَكْثُرَ الْهَرْجُ وَهُوَ الْقَتْلُ وَحَتّٰی یَكْثُرَ فِیْكُمُ الْمَالُ فَیَفِیْضَ حَتّٰی یُهِمَّ رَبَّ الْمَالِ مَنْ یَّقْبَلُ صَدَقَتَهٗ وَحَتّٰی یَعْرِضَهٗ فَیَقُوْلُ الَّذِیْ یَعْرِضُهٗ عَلَیْهِ لَا اَرَبَ لِیْ بِهٖ وَحَتّٰی یَتَطَاوَلَ النَّاسُ فِی الْبُنْیَانِ وَحَتّٰی یَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَیَقُوْلُ یَالَیْتَنِیْ مَكَانَهٗ وَحَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَاِذَا طَلَعَتْ

(٥٤١٠) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک ایسے بڑے دو گروہوں میں لڑائی نہ ہوگی جن دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا (مراد صفین) کی لڑائی ہے دونوں طرف والے مسلمان ہیں اور قیامت اس وقت تک نہ ہوگی جب تک جھوٹے دجال پیدا نہ ہوں یہ تیس کے قریب ہوں گے ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں اور قیامت تک قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ (دین کا) علم دنیا سے اٹھ جائے گا اور زلزلے بہت زیادہ ہوں گے (یعنی معمول کے خلاف فتنے دین کے فسادات) نمودار ہوں گے اور ہرج بہت ہوگا (یعنی خونریزی) اور مال بہت ہو کر بہہ نکلے گا اتنا کہ مال والے کو اس کی فکر رہے گی کہ اس کی خیرات کوئی لیتا ہے یا نہیں ایک شخص کو خیرات دینے جائے گا وہ کہے مجھ کو کچھ حاجت وضرورت نہیں ہے اور لوگ خوب لمبی لمبی عمارتیں بنائیں گے اور ایک شخص دوسرے شخص کی قبر پر سے گزرے گا تو یہ کہے گا کہ کاش میں اس کی جگہ ہوتا (مر گیا ہوتا) اور سورج

٥٤١٠۔ صحیح بخاری کتاب الفتن باب حدثنا مسدد ٧١٢١۔ مسلم کتاب الایمان باب الزمن الذی لا یقبل فیه الایمان ١٥٧ .

وَرَاٰهَا النَّاسُ اٰمِنُوْا اَجْمَعُوْنَ فَذَالِكَ حِيْنَ لَايَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْ اَيْمَانِهَا خَيْرًا وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ نَشَرَ الرَّجُلَانِ ثَوْبَهُمَا بَيْنَهُمَا فَلَايَتَبَايَعَانَهُ وَلَا يَطْوِيَانَهُ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ اِنْصَرَفَ الرَّجُلُ بِلَبَنِ لِقْحته فَلَا يَطْعَمُهُ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَهُوَ يَلِيْطُ حَوْضَهُ فَلَايَسْقِيْ فِيْهِ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ اُكْلَتَهُ اِلٰى فِيْهِ فَلَا يَطْعَمُهَا)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

مغرب کی طرف سے نکلے گا جب ادھر سے نکلے گا اور سب لوگ دیکھ لیں گے تو سب کے سب (خدا پر) ایمان لائیں گے مگر اس وقت کا ایمان لانا اس شخص کے لیے کچھ مفید نہ ہوگا جو اس سے پہلے ایمان نہیں لا چکا تھا (یا ایمان لاکر) کچھ نیک کام نہیں کر چکا تھا اور قیامت ایسی اچانک آ جائے گی کہ وہ آدمی کپڑے پھیلائے بیچ رہے ہوں گے کہ ابھی بیچنے سے فراغت نہیں پائے ہوں گے اور کپڑے تہ تک نہیں کیے ہوں گے کہ قیامت آ جائے گی اور کوئی آدمی اپنی اونٹنی کا دودھ لے کر جا رہا ہوگا ابھی پینے کی نوبت نہیں آئی ہوگی کہ قیامت آ جائے گی اور کوئی آدمی اپنا حوض لیپ پوت رہا ہوگا اپنے جانوروں کو اس میں پانی نہ پلایا ہوگا کہ قیامت آ جائے گی اور کوئی آدمی نوالہ منہ تک اٹھا چکا ہوگا ابھی کھایا نہ ہوگا کہ قیامت آ جائے گی۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: رسول اللہ ﷺ کی یہ پیشین گوئی پوری ہوئی جو جنگ صفین میں پوری ہوئی یہ جنگ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ہوئی تھی جس کا بیان گزر چکا ہے جو کئی ماہ تک رہی اس جنگ میں دونوں طرف سے ہزاروں مسلمان شہید ہوئے۔ صفین سے پہلے جنگ جمل جو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان ہوئی تھی۔ یہ زمین جنگ جمل مسلمانوں کا خون پی چکی تھی لیکن پھر بھی پیاسی تھی جنگ صفین میں آسودہ ہوئی اس کا بھی بیان پہلے آ چکا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ان دونوں لڑائیوں میں اسی ہزار مسلمان شہید ہوئے اور مسلمانوں ہی نے شہید کیا دونوں کا دین ایک، دونوں کا خدا ایک، دونوں کا مذہب اسلام ایک، دونوں کا رسول ایک، دونوں کا قبلہ ایک اور دونوں کا کلمہ ایک اور ہر ایک اپنے آپ کو حق ہی پر سمجھتا رہا۔ حدیث کا لفظ دعواهما واحدة بالکل سچ ہے اور یہ آثار و علامات قیامت اور دلائل نبوت میں سے ہے کہ آپ کی پیشین گوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی۔

قیامت کے قریب تیس دجال، مکار، دھوکے باز ایسے پیدا ہو جائیں گے جو نبوت کے دعوے دار ہوں گے حالانکہ محمد رسول اللہ خاتم النّبیین ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آ سکتا۔ کیونکہ آپ خاتم الانبیاء اور خاتم الرسول ہیں آپ نے فرمایا: انا خاتم الانبياء لا نبی بعدی اس حدیث سے بھی آپ کی صداقت پوری ہوگئی اور بعض لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ ہمارے ملک ہندوستان میں بھی غلام احمد قادیانی نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا تھا اس سے پہلے بھی بعض لوگوں نے دعویٰ کیا تھا اور آئندہ بھی ایسے جھوٹے نبوت کے دعوے دار پیدا ہو جائیں گے۔

اور قیامت کے قریب کثیر علم کتاب وسنت کا جاتا رہے گا یعنی قرآن وحدیث نہیں پڑھیں گے دنیا کے پیچھے پڑ جائیں گے اور حلال و حرام کا کوئی مسئلہ نہیں معلوم ہوگا مسائل شرعیہ کی تمیز نہیں رہے گی اور خدا کا خوف نہیں رہے گا لوگ گناہوں کے کاموں میں منہمک ہو جائیں گے تو زمین میں بہت زلزل ہوں گے یعنی زمین تھرتھرانے لگے گی۔

یتقارب الزمان یعنی آخیر زمانہ میں وقت جلدی گزر جائے گا۔ علامہ وحید الزمان صاحب رحمہ اللہ نے لغات الحدیث میں اس جملے کی تحقیق میں لکھا ہے۔

آخیر زمانہ میں وقت جلدی گزر جائے گا ایک برس ایسا معلوم ہوا گا جیسے ایک مہینہ (کیونکہ لوگ عیش وعشرت اور راحت وغفلت میں

بسر کریں گے) اور آرام اور غفلت کا زمانہ جلد گزر جاتا ہے اور ریاضت اور عبادت کا زمانہ جو نفس پر شاق ہوتا ہے دیر میں گزرتا ہے دیکھو اور دنو میں دن کھاتے پیتے کیسی جلدی گزر جاتا ہے اور روزے میں دن پہاڑ معلوم ہوتا ہے کسی طرح شام نہیں ہوتی۔ بعضوں نے کہا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ زمانہ میں برکت نہ رہے گی عمریں چھوٹی ہو جائیں گی یا زمانہ کے لوگ ایک دوسرے کے قریب ہوں گے شر اور برائی میں یا خود زمانہ کے اجزا ایک دوسرے کے مشابہ ہوں گے ایک ایسا برا زمانہ آئے گا دوسرا بھی اسی طرح کی یا دولتیں اور حکومتیں دیر پا نہ ہوں گی جلدی جلدی حکومتوں کا انقلاب ہوگا کرمانی نے کہا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں پر ایسی فکریں اور سختیاں ہوں گی اور فتنوں کا ایسا ہجوم ہوگا کہ ہوش وحواس قائم نہ رہیں گے۔ ان کو ایک دن ایک سال معلوم ہوگا نہ مہینہ اور صحیح یہ ہے کہ برکت اٹھ جائے گی ہر چیز کی برکت جاتی رہے گی یہاں تک کہ زمانہ کی بھی جیسا کہ ہمارے موجودہ زمانہ میں ہو رہا ہے۔

نمبر ۵: اور قیامت کے قریب بہت سے فتنے ظاہر ہوں گے ہر زمانے میں فتنے پیدا ہوتے رہتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں فتنے اور ارشداد پیدا ہوا اور خانہ جنگی کا فتنہ بڑا زبردست رونما ہوا جنگ جمل اور جنگ صفین اس فتنے کے پیداوار ہیں اس کے بعد خوارج کا فتنہ اور ایک عرصے کے بعد تاتاریوں کا فتنہ جو قیامت خیز کا فتنہ کہا جاسکتا ہے چنگیز خاں اور ہلاکو خاں اس فتنے کے محرک تھے غرضیکہ چودہ برس کے اندر بے شمار فتنے ظاہر ہوئے۔

ہمارے موجود زمانہ میں بہت سے فتنے سامنے آچکے ہیں اور آئے دن نیا فتنہ سامنے موجود رہتا ہے۔ ۱۹۴۷ء جب ہندوستان تقسیم ہوا تو بہت سے لوگ اس فتنے میں گرفتار ہو گئے اور بلا وجہ معصوم بچے اور بچیاں اور مرد وعورتیں بیدریغ قتل کیے گئے اور یہ قتل وقتال جنگ وجدال کا فتنہ ابھی تک باقی ہے اور فتنے کی ایسی گنگھور گھٹائیں چھائی ہوئی ہیں کہ وقت بے وقت فتنے کی بارش شروع ہو جاتی ہے اور خدا جانے قیامت تک کتنے نئے نئے فتنے رونما ہوتے رہیں گے فتنے کے زمانے میں نہ جان ومال کی حفاظت ہوتی ہے اور نہ عزت وآبرو ہی محفوظ رہتی ہے اور نہ عبادت الٰہی میں دلچسپی رہتی ہے اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فتنوں سے پناہ مانگی ہے: ((اللھم انی اعوذبك من فتنة القبر و فتنة المسيح الدجال وفتنة المحياو الممات .)) ''اے اللہ میں پناہ چاہتا ہوں تیرے ذریعہ قبر کے فتنے اور مسیح دجال کے فتنے اور زندگی اور موت کے فتنے سے۔''

آپ ﷺ نے ایسے فتنوں کے بارے میں یہ فرمایا ہے لاری الفتن تقع خلال بیوتکم مواقع القطر (بخاری) میں دیکھتا ہوں تمہارے گھروں میں پانی کی بوندوں کی طرح فتنے برس رہے ہیں یعنی ایک کے بعد ایک مراد ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا فتنہ ہے پھر جنگ جمل اور جنگ صفین پھر شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پھر واقعہ حرہ مدینہ طیبہ کی خرابی وتباہی وبربادی اور پھر مکہ معظمہ کی ویرانی وغیرہ۔

اور آپ ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے اذا اردت فتنة فی قوم فاقبضنی الیك غیر مفتون جب تو اے پروردگار! کسی قوم کو فتنہ میں ڈالنا چاہے (ان کو بداعتقادی اور گمراہی میں ڈالنا) تو مجھ کو فتنہ سے بچا کر اپنے پاس اٹھا لے ایک روایت میں ہے اذا اردت بقوم فتنة فتوفنی غیر مفتون اور معنی وہی ہے خلاصہ یہ ہے کہ دنیا میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر چیز فتنہ ہی فتنہ ہے مال و دولت فتنہ، زن، زر، زمین۔ یہ تینوں فتنوں کی جڑ ہیں اور آپ ﷺ نے فرمایا: یفتنون فی الذین کما یفتن الذهب ثم یخلصون کما یخلص الذهب امام ابوالحسن نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿آلم، احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وهم لایفتنون﴾ فرمایا دین کے بارے میں لوگوں کی اس طرح جانچ ہوگی جیسے سونا (گلا کر) جانچا جاتا ہے پھر وہ اس طرح چھوٹ جائیں گے جیسے سونا (گلانے سے) چھٹ کر صاف اور پاک ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے واقعی سچ فرمایا ہے کہ آج زمانہ میں مومن کافر چھوٹ جائیں گے ایسی ہوا چلے گی کہ مومن سب مر جائیں گے کافر ہی کافر رہیں گے اور وہ جانور کی سی عادتیں اختیار کریں گے گدھے کتے کی

طرح بے شرمی سے جماع کریں گے۔

نمبر۶: قیامت سے پہلے ہرج یعنی قتل و قتال، ضرب و حرب اور ناحق خون ریزیاں ہوگی جن کی تفصیل خود رسول اللہ ﷺ نے اسی حدیث میں بیان فرمائی ہے ہرج یعنی وھو القتل.

نمبر۷: اور قیامت نہیں قائم ہوگی یہاں تک کہ مال و دولت کی بے شمار فراوانی ہوجائے گی اور سبھی ایسے مستغنی ہوجائیں گے کہ دوسروں کے مال کے لینے سے بے نیاز ہوجائیں گے غالباً یہ زمانہ حضرت عیسیٰ اور حضرت مہدی علیہ السلام کا ہوگا اس زمانے میں پانی کی فراوانی کی طرح مال و دولت کی بہتات ہوجائے گی یہاں تک کہ مال کا مالک صدقہ و خیرات اور زکوٰۃ وغیرہ لے کر اپنے گھر سے اس ارادے چلے کہ یہ کسی غریب حاجت مندوں کو دے دوں مگر کوئی حاجت مندوں کو ڈھونڈھتا ہوا پھرے گا اور جس کے سامنے پیش کرے گا وہ کہے گا مجھے ضرورت نہیں۔

نمبر۸: اور نہیں قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ معمولی حیثیت کے لوگ مال دار ہوجائیں گے اور بڑی اونچی عمارتیں اور کئی منزلوں کے مکانات تعمیر کرائیں گے اور فخر و تکبر کریں گے کہ ہماری بلڈنگ سب سے اونچی ہے یہ نشانی بھی اس وقت پائی جارہی ہے اور آئندہ بھی پائی جائے گی۔

نمبر۹: اور قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ ایک شخص قبر کے پاس سے گزرے گا اور یہ کہے گا کہ کاش میں مرا ہوا ہوتا اور اس قبر میں ہوتا تاکہ موجودہ زمانے کے فتنوں سے بچا رہتا۔

نمبر۱۰: اور قیامت نہیں قائم ہوگی یہاں تک کہ آفتاب مشرق کے بجائے مغرب کی طرف سے نکلے گا اور یہ خلاف عادت مستمرہ مغرب کی جانب سے نکلے گا اور یہ قیامت کی بہت بڑی نشانی ہے اس وقت اگر کوئی پہلے ایمان لایا ہوا نہیں ہوگا تو اس وقت ایمان لانا اس کا معتبر نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب . اللہ ہم سب کو ایسے فتنوں سے بچائے آمین۔

علاماتِ قیامت کا بیان

(٥٤١١) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ وَحَتّٰى تُقَاتِلُوْا التُرْكَ صِغَارُ الْاَعْيُنِ حُمْرَ الْوُجُوْهِ ذُلْفَ الْاُنُوْفِ كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۴۱۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ ہم ایسی قوم سے جنگ کریں گے جن کی ظاہری نشانی یہ ہوگی کہ ان کے جوتے بال دار ہوں گے یعنی چمڑے سے بال نہیں صاف کیا ہوگا اور قیامت اس وقت تک نہیں قائم ہوگی یہاں تک کہ تم لڑائی لڑو گے ترکوں سے جن کی چھوٹی چھوٹی آنکھیں ہوں گی اور ان کے چہرے سرخ ہوں گے چپٹی ناک والے ہوں گے اور رخسارے موٹے موٹے ہوں گے ان کے چہرے تہ بتہ ڈھال کی طرح ہوں گے جیسے چینی لوگ ہوتے ہیں۔ (بخاری مسلم)

(٥٤١٢) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا خُوْزًا وَكِرْمَانَ

(۵۴۱۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تم جنگ کرو گے خوز

٥٤١١۔ صحیح بخاری کتاب الجهاد باب قتال الترك ٢٩١٨۔ مسلم کتاب الفتن باب لا تقوم الساعة حتی یمر الرجل بقبر الرجل ٢٩١٢ .

٥٤١٢۔ صحیح بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوة فی الاسلام ٥٣٩٠ .

مِنَ الْاَعَاجِمِ حُمْرَ الْوُجُوْهِ فُطْسَ الْاُنُوْفِ صِغَارَ الْاَعْيُنِ وُجُوْهُهُمُ الْمَجَانُ الْمُطْرِقَةُ نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

اور کرمان سے جو عجمی لوگ ہوں گے سرخ چہرے والے، چپٹی ناک والے، چھوٹی آنکھوں والے ہوں گے ان کے چہرے تہ بتہ ڈھال کی طرح ہوں گے ان کے جوتے بال دار ہوں گے (بخاری)

(٥٤١٣) وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنْ عَمْرِو بْنِ تَغْلَبَ عِرَاضُ الْوُجُوْهِ.

(۵۴۱۳) اور ایک روایت میں ہے کہ وہ چوڑے چہرے والے ہوں گے۔

(٥٤١٤) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُقَاتِلَ الْمُسْلِمُوْنَ الْيَهُوْدَ فَيَقْتُلُهُمُ الْمُسْلِمُوْنَ حَتّٰى يَخْتَبِئَ الْيَهُوْدِيُّ مِنْ وَّرَآءِ الْحَجَرِ وَالشَّجَرِ فَيَقُوْلُ الْحَجَرُ وَالشَّجَرُ فَيَقُوْلُ الْحَجَرُ وَالشَّجَرُ يَا مُسْلِمُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا يَهُوْدِيٌّ خَلْفِيْ فَتَعَالَ فَاقْتُلْهُ اِلَّا الْغَرْقَدَ فَاِنَّهٗ مِنْ شَجَرِ الْيَهُوْدِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۴۱۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت نہیں قائم ہوگی یہاں تک کہ مسلمان یہود سے لڑیں گے پھر مسلمان ان کو قتل کریں گے یہاں تک کہ یہودی کسی پتھر یا درخت کی آڑ میں چھپے تو وہ پتھر یا درخت بولے گا اے مسلمان! اے اللہ کے بندے! یہ میرے پیچھے ایک یہودی ہے ادھر آ۔ اور اس کو مار ڈال۔ مگر غرقد کا درخت نہ بولے گا (وہ ایک کانٹے دار درخت ہے جو بیت المقدس کی طرف بہت ہوتا ہے) وہ یہود کا درخت ہے۔

(٥٤١٥) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِّنْ قَحْطَانَ يَسُوْقُ النَّاسَ بِعَصَاهُ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۴۱۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ قحطان قبیلے کا ایک شخص پیدا ہوگا جو لاٹھی سے لوگوں کو ہنکائے گا۔ (بخاری مسلم)

توضیح: یعنی سب لوگ اس کے مطیع اور تابعدار بن جائیں گے اور وہ سختی سے ان پر حکومت کرتے (یہ قحطانی یا سفیانی امام مہدی کے ظہور سے پہلے عرب سے نکلے گا اور وہ سختی سے ان پر حکومت کرے گا عرب کا سارا ملک اپنے تصرف میں کر لے گا۔

(٥٤١٦) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَذْهَبُ الْاَيَّامُ وَاللَّيَالِيْ حَتّٰى يَمْلِكَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ الْجَهْجَاهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ حَتّٰى يَمْلِكَ رَجُلٌ مِّنَ الْمَوَالِيْ يُقَالُ لَهٗ جَهْجَاهُ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۴۱۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رات دن ختم نہیں ہوں گے یعنی دنیا نہیں ختم ہوگی یہاں تک کہ بادشاہ ہو جائے گا ایک آدمی جس کو جہجاہ کہا جائے گا اور ایک روایت میں ہے کہ غلاموں میں سے ایک شخص روئے زمین کا مالک ہو جائے گا جس کو جہجاہ کہا جائے گا۔ (مسلم)

(٥٤١٧) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((لَتَفْتَحَنَّ

(۵۴۱۷) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ بیان کرتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ یقیناً مسلمانوں کی ایک جماعت

٥٤١٣۔ صحيح بخاري كتاب الجهاد باب قتال الترك ٢٩٢٧.

٥٤١٤۔ صحيح مسم كتاب الفتن باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل يقبر الرجل ٢٩٢٢.

٥٤١٥۔ صحيح بخاري كتاب المناقب باب ذكر قحطان ٣٥١٧۔ مسلم كتاب الفتن باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل ٢٩١٠.

٥٤١٦۔ صحيح مسلم كتاب الفتن باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل ٢٩١١.

٥٤١٧۔ صحيح مسلم كتاب الفتن باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل ٢٩١٩.

عِصَابَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ كَنْزَ اٰلِ كِسْرٰى الَّذِیْ فِی الْاَبْيَضِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

کسریٰ بادشاہ کے خزانے کو کھولے گی جو سفید محل میں رکھا ہوا ہے۔(مسلم)

توضیح: آپ کی یہ پیشین گوئی پوری ہوئی کہ مسلمانوں نے اس خزانے کھولا اور غنیمت میں تقسیم بھی کیا۔

قیصر وکسریٰ کی ہلاکت و بربادی

(۵۴۱۸) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((هَلَكَ كِسْرٰى فَلَايَكُوْنُ كِسْرٰى بَعْدَهٗ وَقَيْصَرُ لَيُهْلِكَنَّ ثُمَّ لَا يَكُوْنُ قَيْصَرُ بَعْدَهٗ وَلَتُقْسَمَنَّ كُنُوْزُهُمَا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ)) وَسَمّٰى الْحَرْبَ خُدْعَةً۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۴۱۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسریٰ ہلاک ہوگیا اس کے بعد آئندہ کوئی کسریٰ نہیں ہوگا اور قیصر برباد ہوگیا اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوسکتا اور ان دونوں کے خزانے اللہ کے راستے میں تقسیم کیے جائیں گے اور رسول اللہ ﷺ نے لڑائی کا نام چال بازی اور دھوکا رکھا ہے۔(بخاری ومسلم)

توضیح: کسریٰ فارس کے بادشاہ کا لقب ہے قدیم زمانے میں ہر ملک کے بادشاہوں کا علیحدہ علیحدہ لقب ہوا کرتا تھا اور وہ اسی لقب سے مشہور ہوجایا کرتے تھے گوان کا نام کچھ اور ہی ہو جیسے حبش کے بادشاہ کا لقب نجاسی اور یمن کے بادشاہ کا لقب تبع، اسی طرح فارس کے بادشاہ کا لقب کسریٰ اور شام وروم کے بادشاہ کا لقب قیصر تھا گوان کے نام اور ہی کچھ تھا رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں بادشاہوں کی ہلاکت کی پیشین گوئی فرمائی ہے کہ آئندہ یہ دونوں سلطنتیں ختم ہوجائیں گی۔ چنانچہ آپ کی یہ پیشین گوئی سچی ثابت ہوگئی۔کسریٰ کے بارے میں آپ نے اس وقت فرمایا تھا جبکہ آپ نے اسلامی دعوت نامہ اس کے پاس بھیجا اور اس نے نامہ مبارک کی قدر نہیں کی بلکہ اس کو پاش پاش کرڈالا۔جیسا کہ بخاری شریف میں ہے:

((بعث بكتابه رجلا وامره ان يدفعه الى عظيم البحرين الى كسرى فلما قرا مزقه فحسبت ان ابن المسيب قال فدعا عليهم رسول الله ﷺ ان يمزقوا كل ممزق .))

آپ ﷺ نے ایک خط لکھ کر ایک شخص (عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو دیا اور اس سے یہ فرمایا کہ اس خط کو بحرین کے حاکم کو دے۔بحرین کے حاکم (منذر بن ساوی) نے وہ خط کسریٰ (پرویز) کو بھیج دیا اس نے پڑھ کر پھاڑ ڈالا شہاب نے کہا میں کہتا ہوں ابن مسیب نے کہا کہ آن حضرت ﷺ نے ایران والوں پر بددعا کی کہ خدا کرے وہ بھی بالکل پھاڑ ڈالے جائیں تیسیر الباری کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ اس زمانے میں کسریٰ پرویز بن ہرمز بن نوشیرواں تھا اس کو خسرو پرویز بھی کہتے ہیں اس مردود کو اس کے بیٹے شیرویہ نے مار ڈالا اور خود تخت پر بیٹھ گیا اس کے بعد اور دو شخص تخت ایران پر بیٹھے مگر یہ بدنظمی بڑھتی گئی آخر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے ایران فتح کیا اور سارا مال و دولت چھین لیا شہزادیوں تک کو قید کر کے مدینہ منورہ بھیج دیا آن حضرت ﷺ نے ایران والوں کے لیے بددعا فرمائی تھی جو پوری ہوئی۔

بخاری باب بدء الوحی میں ایک لمبی حدیث میں یہ آیا ہے کہ حضرت ابوسفیان اسلام لانے سے پہلے سوداگری کی غرض سے ملک شام گئے ہوئے تھے کہ وہاں کے قیصر بادشاہ نے ان کو بلا کر دریافت کیا کہ تمہارے یہاں کا نبی کیسا ہے؟ انہوں نے نبی ﷺ کے بہت سے اوصاف جمیلہ کو بیان کیا تو یہ سن کر اس نے ظاہر طور پر آپ کی بڑی تعظیم وتوقیر بیان کی پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کا اسلامی دعوت نامہ جو آپ نے قیصر کے نام لکھا تھا وہ یہ تھا:

۵۴۱۸۔ صحيح بخاری كتاب الجهاد باب الحرب خدعة ۳۰۲۷، ۳۰۲۸.

((بسم الله الرحمن الرحيم من محمد عبد الله و رسوله الى هرقل عظيم الروم سلام على من اتبع الهدى اما بعد۔ فانى ادعوك بدعاية الاسلام اسلم تسلم يوتك الله اجرك مرتين فان لوليت فان عليك اثم اليريسين وياهل الكتاب تعالوا الى كلمة سواء بيننا وبينكم ان لا نعبد الا الله ولا شرك به شيئا ولا يتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله فان تو لوا فقولوا اشهد وا بانا مسلمون .))

''شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان اور رحم والا ہے محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے ہرقل روم کے رئیس کو معلوم ہو کہ جو سیدھے راستے پر چلے اس کو سلام اس کے بعد میں تم کو اسلام کے کلمے لا اله الا الله محمد رسول الله کی طرف بلاتا ہوں مسلمان ہو جاؤ تو بچا رہے گا اللہ تعالیٰ مجھ کو دوہرا ثواب دے گا اگر تو یہ بات نہ مانے تو تیری رعایا کا بھی گناہ تجھ پر پڑے گا اور یہ آیت لکھی تھی۔''

اے کتاب والو! اس بات پر آ جاؤ جو ہم میں اور تم میں برابر اور یکساں مانی جاتی ہے کہ اللہ کے سوا اور کسی کو وہ پوجیں اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں اور اللہ کو چھوڑ کر ہم میں سے کوئی دوسرا خدا نہ بنائیں پھر اگر اس بات کو نہ مانیں تو (مسلمانو) تم ان سے کہہ دو گواہ رہنا ہم تو ایک خدا کے تابعدار ہیں۔

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کی تحقیق یہی ہے کہ اس کے سامنے نبی ﷺ کا سچا نبی ﷺ ہونا ظاہر ہو گیا تھا لیکن اس کے باوجود ایمان نہیں لایا اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دی وہ آخر مسلمانوں سے جنگ ہی کرتا رہا اور اسی سر اس کا خاتمہ ہوا اور اس کی سلطنت ہمیشہ ہمیش کے لیے نیست و نابود ہو گئی۔

رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی بالکل سچی ثابت پائی گئی قیصر ليهلكن ثم لايكون قيصر بعده قیصر ہلاک ہو گا اس کے بعد قیصر کا نام و نشان مٹ جائے گا چنانچہ یہ دونوں سلطنتیں ہمیشہ کے لیے ختم ہو گئیں اور ان کا خزانہ بطور غنیمت کے اللہ کے راستہ میں تقسیم کر دیا گیا۔

اور رسول اللہ ﷺ نے لڑائی کا نام خدعۃ رکھا یعنی لڑائی ایک ہی داؤ سے ختم ہو جاتی ہے جو داؤ کھاتا ہے مارا جاتا ہے اب اس کو بچنے کا موقع نہیں رہتا۔ یا لڑائی درحقیقت مکر و فریب کا نام ہے جس کی تدبیر غالب آئی وہی جیتا۔ فوج و لشکر سے بھی کچھ نہیں ہوتا اگر تدبیر عمدہ نہ ہو یا لڑائی لوگوں کو دھوکے میں ڈالتی ہے، فریب دیتی ہے وہاں مارے جاتے ہیں دل کی مراد پوری نہیں ہوتی یہ حدیث آپ نے اس وقت فرمائی جب نعیم بن مسعود میں جو تینوں مسلمانوں کے مقابلے میں ایک ہو گئے تھے بگاڑ کرا دئے۔

افسوس کہ مسلمانوں کے پیغمبر ﷺ نے چودہ سو برس پہلے جو حکمت جنگ کی بیان فرمائی اس کو مسلمانوں نے چھوڑ دیا اور دوسروں نے اختیار کر لیا وہ اسی حکمت پر چلتے ہیں۔ انہوں نے کیا کیا اول دنیا کے مسلمانوں میں پھوٹ ڈالی ایک ایک کے دوست بن کر اس کو دوسرے پر علیحدہ کیا اور ابھی تک ایسا ہی ہوتا چلا آ رہا ہے۔

(٥٤١٩) وَعَنْ نَافِعِ بْنِ عُتْبَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((تَغْزُوْنَ جَزِيْرَةَ الْعَرَبِ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ ثُمَّ فَارِسَ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ ثُمَّ تَغْزُوْنَ الرُّوْمَ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ ثُمَّ تَغْزُوْنَ الدَّجَّالَ

(۵۴۱۹) حضرت نافع بن عتبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد عرب کے جزیرہ والوں سے جنگ کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو ان جزیرہ والوں پر فتح دے گا اور تمہاری جیت ہو جائے گی پھر اس کے بعد فارس والوں سے یعنی کسریٰ وغیرہ سے تم لڑائی کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو ان پر

٥٤١٩۔ صحيح مسلم كتاب الفتن باب ما يكون من فتوحات المسلمين ٢٩٠٠ .

فَيَفْتَحُهُ اللّٰهُ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

فتح دے گا پھر آدمیوں سے جہاد کرو گے یعنی قیصر سے تو اللہ تعالیٰ تم کو ان پر فتح دے گا پھر تم دجال سے جنگ کرو گے تو اس پر اللہ تعالیٰ تم کو فتح دے گا۔ (مسلم)

توضیح: (۱)...... رسول اللہ ﷺ نے پیشین گوئی کے طور پر یہ فرمایا کہ میرے بعد آئندہ عرب کے جزیرہ والوں سے جہاد کرو گے اور اس میں تمہاری فتح یابی ہوگی۔ جزیرہ اس حصے کو کہتے ہیں جو چاروں طرف سے سمندروں میں گھیر رکھا ہو تو عرب بھی جزیرہ نما ہے جو کئی سمندروں کے درمیان واقع ہے اور جزیرہ عرب میں مکہ مکرمہ مدینہ منورہ یمامہ اور یمن شامل ہے۔

(۲)...... اور اہل فارس سے بھی مسلمانوں نے جہاد کیا اور ان پر بھی مسلمانوں کی فتح یابی ہوئی جس کا بیان پہلے بھی آ چکا ہے اور رومیوں سے مقابلہ ہوا ہے وہاں بھی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کامیاب بنایا ہے یہ تینوں پیشین گوئیاں پوری ہو چکی ہیں چوتھی پیشین گوئی یہ ہے کہ تم دجال سے بھی لڑو گے اس سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ السلام ہیں جو مسلمانوں کی یعنی امت محمدیہ کی مدد کے لیے آخر زمانے میں تشریف لائیں گے اور دجال سے مقابلہ ہوگا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھ مسلمان دجال کو قتل کر دیں گے۔ جیسا کہ دوسری حدیثوں میں آ چکا ہے یہ پیشین گوئی بھی ان شاء اللہ پوری ہوگی۔

نبی کریم ﷺ کی چھ پیش گوئیاں

(٥٤٢٠) وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَهُوَ فِيْ قُبَّةٍ مِّنْ اَدَمٍ فَقَالَ ((اعْدُدْ سِتًّا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَوْتِيْ ثُمَّ فَتْحُ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ ثُمَّ مُوْتَانٌ يَأْخُذُفِيْكُمْ كَقُعَاصِ الْغَنَمِ ثُمَّ اسْتَفَاضَةُ الْمَالِ حَتّٰى يُعْطَى الرَّجُلُ مِائَةَ دِيْنَارٍ فَيَظَلُّ سَاخِطًا ثُمَّ فِتْنَةٌ لَايَبْقٰى بَيْتٌ مِّنَ الْعَرَبِ اِلَّا دَخَلَتْهُ ثُمَّ هُدْنَةٌ تَكُوْنُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ بَنِى الْاَصْفَرِ فَيَغْدِرُوْنَ فَيَأْتُوْنَكُمْ تَحْتَ ثَمَانِيْنَ غَايَةً تَحْتَ كُلِّ غَايَةٍ اِثْنَا عَشَرَ اَلْفًا)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۵۴۲۰) حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اس وقت چمڑے کے خیمہ میں تشریف فرما تھے آپ نے فرمایا: تم قیامت کے آنے سے پہلے ان چھ چیزوں کو شمار کر لو (۱) میری موت (۲) بیت المقدس کا فتح ہونا (۳) عام وباء کی بیماری تم میں پھیل جائے گی جس طرح جانوروں اور بکریوں میں پھیل جاتی ہے (۴) مال کی بہتات اور زیادتی اس قدر ہو جائے گی کہ اگر اس کو سو اشرفی مفت دی جائے تب بھی وہ ناراض ہوگا (۵) بہت سے فتنے لگاتار ظاہر ہوں گے جس سے عرب کا کوئی گھر نہیں بچ سکے گا۔ (۶) تمہارے اور رومیوں کے درمیان صلح ہوگی پھر وہ صلح توڑ کر غداری اور بے وفائی پر آمادہ ہو جائیں گے اور تم سے جنگ وجدال کرنے پر تیار ہوں گے اور اسی جھنڈا لے کر تم پر فوج کشی کریں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ بارہ ہزار آدمیوں کی فوج ہوگی۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: علامہ شبلی رحمہ اللہ نے سیرت النبی کی پہلی جلد غزوہ تبوک کے سلسلے میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ تبوک ایک مشہور مقام ہے جو مدینہ اور دمشق کے وسط میں نصف راہ پر مدینہ سے چودہ منزل ہے۔

جنگ موتہ کے بعد سے رومی سلطنت نے عرب پر حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا تھا غسانی خاندان جو شام میں رومیوں کے زیر اثر حکومت کر رہا تھا مذہباً عیسائی تھا اس لیے قیصر روم نے اس کو اس مہم پر متعین کیا مدینہ میں یہ خبریں اکثر مشہور ہوتی رہتیں تھیں آنحضرت ﷺ کے ایلاء کے واقعہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جب حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ نے دفعۃً آ کر یہ کہا کہ غضب ہو گیا تو انہوں نے کہا کیوں خیر ہے؟ کیا غسانی آ گیا؟ (بخاری)

٥٤٢٠۔ صحيح بخاری كتاب الجزية والموادعة باب ما يحذر من الغدر ٣١٧٦.

شام کے نبطی سوداگر مدینہ میں روغن زیتون بیچنے آیا کرتے تھے انہوں نے خبر دی (مولھب الدینہ) کہ رومیوں نے شام میں لشکر گراں جمع کیا ہے اور فوج کو سال بھر کی تنخواہ بھی تقسیم کر دی ہے اس فوج میں لخم، جذام، اور غسان کے تمام عرب شامل ہیں اور مقدمۃ الجیش بلقاء تک آ گیا ہے۔ مواہب دینہ میں طبرانی سے روایت نقل کی ہے کہ عرب کے عیسائیوں نے ہرقل کو لکھ بھیجا تھا کہا کہ محمد ﷺ نے انتقال کیا اور عرب سخت قحط کی وجہ سے بھوکوں مر رہے ہیں اس بناء پر ہرقل نے چالیس ہزار فوجیں روانہ کیں۔

بہر حال یہ خبریں تمام عرب میں پھیل گئیں اور قرائن اس قدر قوی تھے کہ غلط ہونے کی کوئی وجہ نہ تھی اس بنا پر آن حضرت ﷺ نے فوج کی تیاری کا حکم دیا سوئے اتفاق یہ کہ سخت قحط اور شدت کی گرمیاں تھیں ان اسباب سے لوگوں کو گھروں سے نکلنا نہایت شاق تھا منافقین جو بظاہر اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں ان کا پردہ فاش ہو چلا۔ وہ خود بھی جی چراتے تھے۔ اور دوسروں کو بھی منع کرتے تھے کہ لاتنفروا فی الحر گرمی میں نہ نکلو۔ سویلم نامی ایک یہودی تھا اس کے گھر پر منافقین جمع ہوتے اور لوگوں کو لڑائی پر جانے سے روکتے چونکہ ملک پر رومیوں کے حملہ کا اندیشہ تھا اس لیے آن حضرت ﷺ نے تمام قبائل عرب سے فوجیں اور مالی اعانت طلب کی۔ (ابن سعد) صحابہ میں سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دوسو اوقیہ چاندی اور دوسو اونٹ پیش کیے (رزقانی) اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم نے بڑی بڑی رقمیں لا کر حاضر کیں تاہم بہت سے مسلمان اس بنا پر جانے سے رہ گئے کہ سفر کا سامان نہیں رکھتے تھے یہ لوگ آن حضرت ﷺ کی خدمت میں آئے اور اس درد سے روئے کہ آنحضرت ﷺ کو ان پر رحم آیا تاہم ان کے چلنے کا سامان نہ ہو سکا انہیں کی شان میں سورہ توبہ کی یہ آیتیں اتری ہیں۔

قرآنی آیت: ﴿ولا علی الذین﴾ (توبہ ۱۲)

اور ان لوگوں پر کچھ اعتراض نہیں ہے کہ جب تمہارے پاس آئے کہ ہم کو سواری کہاں ہے جس پر تم کو سوار کر سکوں تو وہ واپس ہو گئے اس حال میں ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے کہ افسوس ہمارے پاس خرچ نہیں ہے۔

آن حضرت ﷺ کا معمول تھا جب آپ مدینہ سے تشریف لے جاتے تو کسی کو شہر کا حاکم مقرر فرما کر جاتے چونکہ اس غزوہ میں بخلاف اور معرکوں کے ازواج مطہرات ساتھ نہیں گئی تھیں اہل حرم کی حفاظت کے لیے کسی عزیز خاص کا رہنا ضروری تھا اس لیے آپ نے یہ منصب جناب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عطا کیا لیکن انہوں نے شکایت کی آپ مجھ کو بچوں اور عورتوں پر چھوڑے جا رہے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم مجھ سے وہ نسبت رکھتے ہو جو حضرت ہارون ؑ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھی (بخاری)

غرض آپ تیس ہزار فوج کے ساتھ مدینہ سے نکلے جس میں دس ہزار گھوڑے تھے۔ (طبقات ابن سعد) راستہ میں وہ عبرتناک مقامات تھے جن کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے یعنی قوم ثمود کے مکانات جو پہاڑوں میں پتھروں کو تراش کر بنائے گئے تھے چونکہ اس مقام پر عذاب الٰہی نازل ہو چکا تھا آپ نے حکم دیا کہ کوئی شخص قیام نہ کرے نہ پانی پئے اور نہ کسی کام میں لائے۔

تبوک پہنچ کر معلوم ہوا کہ وہ خبر صحیح نہ تھی لیکن اصلیت سے خالی بھی نہ تھی غسانی رئیس عرب میں ریشہ دوانیاں کر رہا تھا۔ (صحیح بخاری) غزوہ تبوک میں جہاں حضرت کعب بن مالک کا واقعہ مذکور ہے لکھا ہے کہ شام سے ایک قاصد آیا اور حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو رئیس غسان کا ایک خط دیا جس میں لکھا ہوا تھا کہ میں نے سنا ہے کہ محمد ﷺ نے تمہاری قدر نہ کی اس لیے تم میرے پاس چلے آؤ میں تمہاری شان کے موافق تم سے برتاؤ کروں گا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ گو معتوب نبوی ﷺ تھے لیکن انہوں نے اس خط کو تنور میں ڈال دیا۔

تبوک پہنچ کر آن حضرت ﷺ نے تیس دن تک قیام کیا ایلہ جو ایک مقام خلیج عقبہ کے پاس ہے اس مقام ایلہ کا سردار جس کا نام یوحنا تھا حاضر خدمت ہو کر جزیہ دینا منظور کیا ایک سفید خچر بھی نذر میں پیش کیا جس کے صلہ میں آن حضرت ﷺ نے اس کو ردائے مبارک عنایت فرمائی۔ جربا اور وزح کے عیسائی بھی حاضر ہوئے اور جزیہ پر رضا مندی ظاہر کی دومتہ الجندل جو دمشق سے پانچ منزل ہے وہاں ایک عربی

سردار جس کا نام اکیدر تھا قیصر کے زیر اثر تھا آن حضرت ﷺ نے حضرت خالد کو چار سو بیس کی جمعیت کے ساتھ اس کے مقابلہ کے لیے بھیجا حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس کو گرفتار کیا اور اس شرط پر رہائی دی کہ خود دربار رسالت میں حاضر ہو کر شرائط صلح پیش کرے چنانچہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ مدینہ منورہ میں آیا آپ نے اس کو امان دی۔

علامہ قاضی محمد سلیمان صاحب سلمان منصور پوری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب رحمۃ اللعالمین کے جلد اول میں جنگ تبوک کے قیام کے سلسلے میں یہ تحریر فرمایا کہ مقام تبوک میں ایک نماز کے بعد آن حضرت ﷺ نے ایک مختصر اور نہایت فصیح و بلیغ و جامع وعظ فرمایا تھا ذیل میں اسے مع ترجمہ درج کیا جاتا ہے ہم نے اس میں صرف اس قدر تصرف کیا ہے کہ ہر فقرہ پر نمبر شمار لگا دیے ہیں۔

اللہ پاک کی بہترین حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔

(۱) فان اصدق الحديث كتاب الله

(۱) ہر ایک کلام سے صدق میں بڑھ کر اللہ کی بات ہے

(۲) واوثق العرى كلمة التقوىٰ

(۲) سب سے بڑھ کر بھروسے کی بات تقویٰ کا کلمہ ہے

(۳) وخير الملك ملة ابراهيم

(۳) سب ملتوں سے بہتر ملت ابراہیم علیہ السلام کی ہے

(٤) وخير السنن سنة محمد

(۴) سب طریقوں سے بہتر طریقہ محمد ﷺ کا ہے

(٥) واشرف الحديث ذكر الله

(۵) سب باتوں پر اللہ کا ذکر کو شرف ہے

(٦) واحسن القصص هذا القران

(٦) سب بیانات سے پاکیزہ تر یہ قرآن ہے

(٧) وخير الامور عوازن مها

(۷) بہترین کام الولعزی کے کام ہیں

(٨) وشر الامور محدثاتها

(۸) امور میں بدترین امر وہ ہے جو نیا نکالا گیا ہے

(٩) واحسن الهدى هدى الانبياء

(۹) انبیاء کی روش سب روشوں سے خوب تر ہے

(١٠) واشرف الموت قتل الشهداء

(۱۰) شہیدوں کی موت، موت کی سب قسموں سے بزرگ تر ہے

(١١) وعمى العمى الضلالة بعد الهدى

(۱۱) سب سے بڑھ کر اندھا پن وہ گمراہی ہے جو ہدایت کے بعد ہو جائے

(١٢) وخير الاعمال مانفع
(۱۲) عملوں میں وہ عمل اچھا ہے جو نفع بخش ہو
(١٣) وخير الهدى ما اتبع
(۱۳) بہترین روش وہ ہے جس پر لوگ چل سکیں
(١٤) وشر العمى عمى القائب
(۱۴) بدترین کوری دل کی کوری ہے
(١٥) واليد العليا خير من يد السفلى
(۱۵) بلند ہاتھ پست ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے
(١٦) وما قل وكفى خير مما كثر والهى
(۱۶) تھوڑا اور کافی مال اس بہتات سے اچھا ہے جو غفلت میں ڈال دے
(١٧) وشر المعذر تحين يحضر الموت
(۱۷) بدترین معذرت وہ ہے جو جان نکلنے کے وقت کی جائے
(١٨) وشر الندامة يوم القيمة
(۱۸) بدترین ندامت وہ ہے جو قیامت کو ہو گی
(١٩) ومن الناس لاياتى الجمعة الادبرا
(۱۹) بعض لوگ جمعہ کو آتے ہیں مگر دل پیچھے لگے ہوتے ہیں
(٢٠) ومن لايذكر الله الاهجرا
(۲۰) ان میں بعض لوگ وہ ہیں جو اللہ کا ذکر کبھی کبھی کیا کرتے ہیں
(٢١) واعظم الخطاء اللسان الكذوب
(۲۱) سب گناہوں سے عظیم تر جھوٹی زبان ہے
(٢٢) وخير الغنى غنى النفس
(۲۲) اور بہترین غنی نفس کا غنی ہے
(٢٣) و خير الزاد التقوى
(۲۳) سب سے عمدہ توشہ تقویٰ ہے
(٢٤) وراس الحكمة مخافة الله عز و جل
(۲۴) دانائی کا سر یہ ہے کہ اللہ کا خوف دل میں ہو
(٢٥) وخير ماوقر فى القلوب اليقين
(۲۵) دل نشین ہونے کے لیے بہترین یقین ہے
(٢٦) والارتياب من الكفر

(۲۶) شک پیدا کرنا کفر (کی شاخ) ہے

(٢٧) واللاحة من عمل الجاهلية

(۲۷) بین سے رونا جاہلیت کا کام ہے

(٢٨) والغلول من حر جهنم

(۲۸) چوری کرنا عذاب جہنم کا سامان ہے

(٢٩) والسكر كى من النار

(۲۹) بدمست ہونا آگ میں پڑنا ہے

(٣٠) والشعر من مزامير ابليس

(۳۰) اور شعر ابلیس کا باجہ ہے

(٣١) والخمر جماع الاثم

(۳۱) شراب تمام گناہوں کا مجموعہ ہے

(٣٢) وشر الماكل ماكل اليتيم

(۳۲) بدترین روزی یتیم کا مال کھانا ہے

(٣٣) والسعيد من وعظ بعيره

(۳۳) سعادت مند وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت پکڑتا ہے

(٣٤) والشقى من شقى فى بطن امه

(۳۴) اصل بدبخت وہ ہے جو ماں کے پیٹ ہی میں بدبخت ہو

(٣٥) وملاك العمل خواتمه

(۳۵) عمل کا سرمایہ اس کا بہترین انجام ہے

(٣٦) وشر الرؤيا رويا الكذوب

(۳۶) بدترین خواب وہ ہے جو جھوٹا ہے

(٣٧) وكل ماهو ات قريب

(۳۷) جو بات ہونے والی ہے وہ بہت قریب ہے

(٣٨) وسباب المومن فسوق

(۳۸) مومن کو گالی دینا فسق ہے

(٣٩) وقتاله كفر

(۳۹) مومن کو قتل کرنا کفر ہے

(٤٠) واكل لحمه من معصية الله

(۴۰) مومن کا گوشت کھانا (غیبت کرنا) اللہ کی معصیت ہے

(٤١) وحرمة ماله كحرمة دمه

(۴۱) مومن کا مال دوسرے پر ایا س ہی حرام ہے جیسا کہ اس کا خون

(٤٢) ومن يتال على الله يكذبه

(۴۲) جو خدا سے استغناء کرتا ہے خدا اسے جھٹلاتا ہے

(٤٣) ومن يغفره يغفره الله

۴۳) جوکسی کا عیب چھپاتا ہے خدا اس کا عیب چھپاتا ہے

(٤٤) ومن يعف فيعفه الله

(۴۴) جو معافی دیتا ہے اسے معافی دے دی جاتی ہے

(٤٥) ومن يكظم الغيظ ياجره الله

(۴۵) جو غصہ کو پی جاتا ہے خدا اسے اجر دیتا ہے

(٤٦) ومن يصبر على الرزية يعوضه الله

(۴۶) جو نقصان پر صبرکرتا ہے خدا اسے اجر دیتاہے

(٤٧) ومن يتبع السمعة يسمعه الله

(۴۷) جوچغلی کو پھیلاتا ہے خدا اس کی رسوائی عام کر دیتا ہے

(٤٨) ومن يصبر يضعفه الله

(۴۸) جو صبر کرتا ہے خدا اسے بڑھاتا ہے

(٤٩) ومن يعصى الله يعذبه الله

(۴۹) جو خدا کی نافرمانی کرتا ہے خدا اسے عذاب دیتا ہے

(٥٠) ثم استغفر ثلثا

(۵۰) پھر تین دفعہ استغفار پڑھ کر

آپ ﷺ نے اس خطبہ کوختم فرمایا (بیہقی)

علامہ شبلی رحمہ اللہ نے سیرت النبی میں رزقانی ج سوم ص ۹۲ کے حوالے سے یہ لکھا ہے کہ تبوک سے جب آن حضرت ﷺ واپس پلٹے اورمدینہ کے قریب پہنچے تو لوگ عالم شوق میں استقبال کو نکلے یہاں تک کہ پردہ نشینان حرم بھی جوش میں گھروں سے نکل پڑیں اورلڑکیاں یہ اشعار پڑھتی نکلیں۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا
مَنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ

''ہم پر وداع کی گھاٹیوں سے چاند طلوع ہوا۔''

وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا
مَا دَعَا اللّٰهُ دَاعِ

''جب تک خدا پکارنے والا دنیا میں کوئی باقی ہے ہم پر خدا کا شکر فرض ہے۔''

یہ غزوہ تبوک کا مختصر بیان تھا جو اس موقع پر لکھ دیا گیا ہے اب آگے حدیث مذکور کی توضیح سنیئے کہ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں غزوہ تبوک میں آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اس وقت چمڑے کے خیمہ میں تشریف فرما تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم قیامت کے آنے سے پہلے ان چھ چیزوں کو شمار کرلو۔

۱۔ میرا مرنا یعنی جب تک میں تمہارے سامنے زندہ موجود ہوں تو میری زندگی میں قیامت نہیں آئے گی میرے مرنے کے بعد قیامت کی بہت سی نشانیاں لاحق ہوں گی۔

۲۔ دوسری نشانی یہ ہے کہ قیامت سے پہلے پھر بیت المقدس فتح ہو کر مسلمانوں کے قبضے میں آجائے گا اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت سے پہلے یہودیوں کے قبضے میں رہے گا جیسا کہ اس موجودہ زمانہ میں ہے۔ لیکن ان شاء اللہ پھر اسلامی جھنڈا وہاں لہرائے گا اور مسلمانوں کے قبضے میں ہوگا۔

۳۔ تیسری نشانی یہ ہے کہ قیامت سے پہلے عام وباء اور طاعون کی بیماری پھیل جائے گی جس میں بہت سے لوگ مرجائیں گے۔ یہ نشانی بھی ظاہر ہو چکی ہے اور آئندہ بھی ظاہر ہوگی۔

علامہ نووی مسلم شریف کے مقدمہ کی شرح میں لکھتے ہیں کہ طاعون جازف حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں ۶۳ھ شوال کے مہینے میں پیدا ہوا تھا اور امام اصمعی نے فرمایا ہے سب سے پہلا طاعون حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں پھیلا جس میں بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فوت ہو گئے پھر طاعون حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں پھیلا۔ پھر طاعون فتیات جس میں بہت سی کنواری لڑکیاں انتقال کر گئیں۔ پھر اس کے بعد طاعون اشراف پھیلا جس میں بہت سے شریف لوگ مر گئے پھر طاعون ارطاۃ پھیلا۔ ۱۱۰ھ میں پھر طاعون غراب ۱۲۷ھ میں پھیلا پھر طاعون مسلم بن قتیبہ ۱۳۱ھ ماہ شعبان میں پھیلا اور شوال میں ختم ہوا۔

خلاصہ۔ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق مختلف علاقہ میں اور مختلف زمانہ میں وبائیں پھیلیں اور بہت سے لوگ ان وباؤں اور طاعونوں میں مرکھپ گئے اور مختلف زبانوں اور مختلف ملکوں میں اب تک بہت سی وبائیں پھیل چکی ہیں اور آئندہ بھی اس قسم کی وبائیں آتی رہیں گی اللہ تعالیٰ ہم سب کو بلاؤں سے بچائے رکھے آمین۔

۴۔ اور چوتھی نشانی یہ ہے کہ قیامت سے پہلے مال کی اس قدر بہتات اور زیادتی ہو جائے گی کہ اگر کسی کو سو اشرفی مفت دی جائے تب بھی ناراض ہوگا کیونکہ وہ اس کو معمولی چیز سمجھے گا۔

۵۔ اور پانچویں نشانی یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پر ملال کے بعد حجاز یعنی عرب اور دوسرے ملکوں میں بہت سے فتنے فساد اور جنگ و جدال و حرب و ضرب ہوں گے جس میں بہت سے لوگ مارے جائیں گے اور عرب کے گھر گھر میں فتنہ برپا ہوگا۔ جیسا ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا شہید ہونا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا شہید ہونا اور جنگ جمل و جنگ صفین وغیرہ کا رونما ہونا جس کو ہم مفصل طور سے ذکر کر چکے ہیں اور آئندہ اللہ کو معلوم کہ کتنے فتنے دنیا میں پیدا ہوتے رہیں گے کہ یہ زمین انسانوں کے خون کو پیتی رہے گی۔

۶۔ پیشین گوئی یہ ہے کہ مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان ظاہر طور پر صلح ہوگی لیکن عیسائی درپردہ غداری اور بے وفائی کریں گے کیونکہ حدیث میں لفظ ھدنہ آیا ہوا ہے اور لغات الحدیث میں لکھا ہے کہ ھدنہ فریب و دھوکا دینے والی صلح کو کہتے ہیں جب عیسائی خدا اور رسول کو دھوکا اور فریب دہی میں ایک ہیں تو مسلمانوں کو دھوکا دینا کوئی تعجب نہیں بہرحال آخری زمانے میں صلح کر کے عہد شکنی کریں

گے اور مسلمانوں سے جنگ کریں گے ان کے افسر ہوں گے اور ہر افسر کے ہاتھ میں جھنڈے ہوں گے اور ہر جھنڈے کے ماتحت بارہ بارہ ہزار فوج ہوگی بہر کیف بہت گھسان کی لڑائی ہوگی لیکن ان ہی کی شکست ہوگی ان شاء اللہ۔

مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان ایک بڑی جنگ

(٥٤٢١) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَنْزِلَ الرُّوْمُ بِالْاَعْمَاقِ اَوْبِدَابِقَ فَیَخْرُجُ اِلَیْهِمْ جَیْشٌ مِنَ الْمَدِیْنَةِ مِنْ خِیَارِ اَهْلِ الْاَرْضِ یَوْمَئِذٍ فَاِذَا تَصَافُّوْا قَالَتِ الرُّوْمُ خَلُّوْا بَیْنَنَا وَبَیْنَ الَّذِیْنَ سَبَوْا مِنَّا نُقَاتِلْهُمْ فَیَقُوْلُ الْمُسْلِمُوْنَ لَا وَاللّٰهِ لَا نُخَلِّیْ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَ اِخْوَانِنَا فَیُقَاتِلُوْنَهُمْ فَیَنْهَزِمُ ثُلُثٌ لَایَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ اَبَدًا وَیُقْتَلُ ثُلُثُهُمْ اَفْضَلُ الشُّهَدَآءِ عِنْدَ اللّٰهِ وَیَفْتَحُ الثُّلُثُ لَا یُفْتَنُوْنَ اَبَدًا فَیَفْتَتِحُوْنَ قُسْطُنْطِیْنِیَةَ فَبَیْنَمَا هُمْ یَقْتَسِمُوْنَ الْغَنَائِمَ قَدْ عَلَّقُوْا سُیُوْفَهُمْ بِالزَّیْتُوْنِ اِذَا صَاحَ فِیْهِمُ الشَّیْطَانُ اَنَّ الْمَسِیْحَ قَدْ خَلَفَكُمْ فِیْ اَهْلِیْكُمْ فَیَخْرُجُوْنَ وَذَالِكَ بَاطِلٌ فَاِذَا جَآؤُا الشَّامَ خَرَجَ فَبَیْنَاهُمْ یُعِدُّوْنَ لِلْقِتَالِ یُسَوُّوْنَ الصُّفُوْفَ اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوةُ فَیَنْزِلُ عِیْسٰی ابْنُ مَرْیَمَ فَاَمَّهُمْ فَاِذَا رَاٰهُ عَدُوُّ اللّٰهِ ذَابَ كَمَا یَذُوْبُ الْمِلْحُ فِی الْمَاءِ فَلَوْ تَرَكَهٗ لَانْذَابَ حَتّٰی یَهْلِكَ وَلٰكِنْ یَقْتُلُهُ اللّٰهُ بِیَدِهٖ فَیُرِیْهِمْ دَمَهٗ فِیْ حَرْبَتِهٖ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۴۲۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ روم کے عیسائیوں کا لشکر اعماق یا دابق میں فروکش ہوگا (یہ دونوں مقام ملک شام کے علاقہ میں حلب کے قریب ہیں) پھر مدینہ منورہ سے مسلمانوں کا لشکر مسلمانوں کی امداد کے لیے باہر نکلے گا جو اس زمانے میں سب سے بہترین لوگ ہوں گے جب دونوں طرف سے جنگ کے لیے صف بندی ہو جائے گی تو عیسائی مدینہ منورہ امدادی لشکر سے کہیں گے کہ تم الگ ہو جاؤ ان مسلمانوں سے جس کی مدد کے لیے تم آئے ہو جنہوں نے ہمارے بیوی بچوں کو گرفتار کر رکھا ہے اور انہیں لونڈی غلام بنا رکھا ہے ہم ان سے لڑیں گے۔ مدینہ کے امدادی مسلمان ان عیسائیوں کو یہ جواب دیں گے کہ ہم اپنے بھائیوں سے علیحدہ نہیں ہو سکتے اور ان کی امداد کرنے سے نہیں رک سکتے یہ جواب سن کر عیسائی جنگ کے لیے بالکل آمادہ ہو جائیں گے اور گھسان کی لڑائی شروع ہو جائے گی تو مسلمانوں کا ایک تہائی لشکر بھاگ کھڑا ہوگا جن کی توبہ اللہ تعالیٰ ہرگز قبول نہیں فرمائے گا اور تہائی لشکر شہید ہو جائے گا اس زمانے کے سب شہیدوں سے بہترین شہداء ثابت ہوں گے اور تہائی لشکر ان عیسائیوں پر عظیم الشان فتح حاصل کرے گا یہ خوش نصیب لوگ آئندہ کسی فتنے اور بلاء میں نہیں مبتلا ہوں گے پھر وہ قسطنطنیہ کو فتح کریں گے جو اس وقت عیسائیوں کے قبضہ میں ہوگا اور غنیمت کے مال کو جو جہاد میں ان کو حاصل ہوا تھا آپس میں تقسیم کریں گے اور فرصت پا کر اپنی تلواروں کو زیتون کے درخت میں لٹکا دیں گے۔ اسی اثناء میں شیطان دھوکا دہی کے لیے چلا اٹھے گا کہ دجال تمہاری عدم موجودگی میں تمہارے بال بچوں میں گھسا ہے تو یہ سن کر مسلمان غازی وہاں سے بال بچوں کی نگرانی کے لیے واپس ہوں گے۔ حالانکہ حقیقت میں یہ خبر بالکل جھوٹی ہوگی جب شام کے ملک میں یہ لوگ پہنچ جائیں گے تب دجال نکلے گا تو مسلمان اس دجال کے مقابلے اور جنگ کے لیے آمادہ ہو کر صف بندی کریں گے کہ اتنے میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام آسمان سے اتر کر ان مجاہدین اسلام کے سامنے ظاہر ہوں گے اور امام بن کر نماز کے لیے اقامت کہی جائے گی حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام امامت کرائیں گے۔ جب خدا کا دشمن دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ لے گا تو ڈر کے مارے اس طرح گھلتا جائے گا جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر مارے اس کو چھوڑ دیں تو بالکل ہی گھل کر ہلاک و برباد ہو جائے گا لیکن دجال کا مارا جانا

٥٤٢١ـ صحیح مسلم کتاب الفتن باب فی فتح قسطنطنیة ٢٨٩٧.

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں سے علم الٰہی میں مقدر ہو چکا ہے اس لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو اپنے نیزے سے مار کر ہلاک کر ڈالیں گے جس کا خون نیزے میں لگا ہوا ہوگا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو وہ خون دکھائیں گے۔ (مسلم)

توضیح: یہ سب باتیں ان شاء اللہ آئندہ اپنے وقت میں ثابت ہو جائیں گی اور اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ مسلمانوں کو عیسائیوں سے ہمیشہ جنگ رہی ہے اور رہے گی اور یہ مسلمانوں کو دھوکا دے کر اپنا مطلب نکالتے رہیں گے اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالتے رہیں گے تو مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی سے آگاہ کر دیا ہے کہ یہود و نصاریٰ کو اپنا ولی دوست اور حمایتی نہ ٹھہراؤ ورنہ خود نقصان اٹھاؤ گے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے: ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓی اَوْلِیَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ وَمَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ﴾ (مائدہ:۵۱)

''اے ایمان والو! تم یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ تو آپس میں ہی ایک دوسرے کے دوست ہیں تم میں سے جو بھی ان میں سے کسی سے دوستی کرے وہ انہیں میں سے ہے۔ ظالموں کو اللہ تعالیٰ ہرگز راہ راست نہیں دکھاتا۔''

یعنی دشمنان اسلام یہود و نصاریٰ سے دوستیاں کرنے کی اللہ تبارک وتعالیٰ ممانعت فرما رہا ہے اور فرماتا ہے کہ وہ تمہارے دوست ہرگز نہیں ہو سکتے کیونکہ تمہارے دین اسلام سے انہیں بغض و عداوت ہے ہاں اپنے مذہب والوں سے ان کی دوستیاں اور محبتیں ہیں میرے نزدیک تو جو بھی ان سے دلی محبت رکھے وہ ان ہی میں سے ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو اس بات پر پوری تنبیہ کی اور یہ آیت پڑھ سنائی۔ حضرت عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا لوگو! تمہیں اس سے بچنا چاہیے کہ تمہیں خود تو معلوم نہ ہو اور تم خدا کے نزدیک یہود و نصریٰ بن جاؤ ہم سمجھ گئے کہ آپ کی مراد اس آیت کے مضمون سے ہے حضرت عبداللہ بن بن عباس رضی اللہ عنہما سے عرب نصرانیوں کے ذبیحہ کا مسئلہ پوچھا جاتا ہے تو آپ یہی آیت تلاوت کر دیتے ہیں جن کے دل میں کھوٹ ہے وہ تو لپک لپک کر پوشیدہ طور پر ان سے ساز باز اور محبت و مودت کرتے ہیں اور بہانہ یہ بناتے ہیں کہ ہمیں خطرہ ہے کہ اگر مسلمانوں پر یہ لوگ غالب آ گئے تو پھر ہمارے جسم کی بوٹیاں کر دیں گے اس لیے ہم ان سے بھی میل ملاپ رکھتے ہیں ہم کیوں کسی سے بگاڑ کریں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ممکن ہے اللہ مسلمانوں کو صاف طور پر غالب کر دے مکہ بھی ان کے ہاتھوں ختم ہو جائے فیصلے اور حکم ان ہی کے چلنے لگیں حکومت ان کے قدموں میں سر ڈال دے۔ یا اللہ تعالیٰ اور کوئی چیز اپنے پاس سے لائے یعنی یہود و نصاریٰ کو مغلوب کر کے انہیں ذلیل کر کے ان سے جزیہ لینے کا حکم مسلمانوں کو دے دے پھر تو یہ منافقین جو آج لپک لپک کر گھس پیٹھ کرتے پھرتے ہیں بڑے بھنانے لگیں گے اور اپنی اس چالاکی پر خون کے آنسو بہانے لگیں گے انکے پردے کھل جائیں گے اور یہ جیسے اندر تھے ویسے ہی باہر سے نظر آ جائیں گے۔

قیامت کی ایک نشانی

(۵۴۲۲) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اِنَّ السَّاعَةَ لَاتَقُوْمُ حَتّٰی لَایُقْسَمَ مِیْرَاثٌ وَّلَا یَفْرَحُ بِغَنِیْمَةٍ ثُمَّ قَالَ عَدُوٌّ یَجْمَعُوْنَ لِاَهْلِ الشَّامِ وَیَجْمَعُ لَهُمْ اَهْلُ الْاِسْلَامِ یَعْنِی الرُّوْمَ فَیَتَشَرَّطُ الْمُسْلِمُوْنَ شُرْطَةً لِلْمَوْتِ لَاتَرْجِعُ اِلَّاغَالِبَةً فَیَقْتَتِلُوْنَ حَتّٰی یَحْجُزَبَیْنَهُمُ اللَّیْلُ

(۵۴۲۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت آئے گی جب کہ میراث تقسیم نہیں کی جائے گی یعنی قیامت کے قریب مخالفین سے بہت سی لڑائیاں ہوں گی جس میں کثرت سے مسلمان شہید ہو جائیں گے اور سو میں سے ایک آدمی بچا کھچا ہوگا تو میراث کا مال تقسیم ہی نہیں ہوگا یا شرعی مسائل نہ جاننے کی وجہ سے تقسیم میراث پر عمل ہی نہیں ہوگا جس طرح ہمارے زمانے میں بعض قوموں میں یہی دستور ہو گیا ہے کہ

۵۴۲۲۔ صحیح مسلم کتاب الفتن باب اقبال الروم فی کثرۃ القتل عند خروج الدجال ۲۸۹۹ .

فَيَفِيْءُ هٰؤُلَآءِ وَهٰؤُلَآءِ كُلٌّ غَيْرُ غَالِبٍ وَتَفْنَى الشُّرْطَةُ ثُمَّ يَتَشَرَّطُ الْمُسْلِمُوْنَ شُرْطَةً لِلْمَوْتِ لَا تَرْجِعُ اِلَّا غَالِبَةً فَيَقْتَتِلُوْنَ حَتّٰى يَحْجُزَ بَيْنَهُمُ اللَّيْلُ فَيَفِيْءُ هٰؤُلَآءِ وَهٰؤُلَآءِ كُلٌّ غَيْرُ غَالِبٍ وَتَفْنَى الشُّرْطَةُ ثُمَّ يَتَشَرَّطُ الْمُسْلِمُوْنَ شُرْطَةً لِلْمَوْتِ لَا تَرْجِعُ وَتَفْنَى الشُّرْطَةُ ثُمَّ يَتَشَرَّطُ الْمُسْلِمُوْنَ شُرْطَةً لِلْمَوْتِ لَاتَرْجِعُ اِلَّا غَالِبَةً فَيَقْتَتِلُوْنَ حَتّٰى يُمْسُوْا فَيَفِيْءُ هٰؤُلَآءِ وَهٰؤُلَآءِ كُلٌّ غَيْرُ غَالِبٍ وَتَفْنَى الشُّرْطَةُ فَاِذَا كَانَ يَوْمُ الرَّابِعِ نَهَدَ اِلَيْهِمْ بَقِيَّةُ اَهْلِ الْاِسْلَامِ فَيَجْعَلُ اللّٰهُ الدَّبْرَةَ عَلَيْهِمْ فَيَقْتَتِلُوْنَ مَقْتَلَةً لَمْ يَرَ مِثْلَهَا حَتّٰى اَنَّ الطَّائِرَ لَيَمُرُّ بِجَنَبَاتِهِمْ فَلَا يُخَلِّفُهُمْ حَتّٰى يَخِرَّ مَيْتًا فَيَتَعَادُّ بَنُو الْاَبِ كَانُوْا مِائَةً فَلَايَجِدُوْنَهُ بَقِيَ مِنْهُمْ اِلَّا الرَّجُلُ الْوَاحِدُ فَبِاَيِّ غَنِيْمَةٍ يُفْرَحُ اَوْ اَيُّ مِيْرَاثٍ يُقْسَمُ

با قاعدہ شریعت کے مطابق میراث نہیں تقسیم کی جاتی ہے صرف لڑکا ہی لڑکا قابض ہوتا ہے اور لڑکیاں محروم کر دی جاتی ہیں۔(۲) اور مال غنیمت کے حاصل ہونے کی وجہ سے کوئی خوشی نہیں ہو گی۔ (۳) دشمنان اسلام مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لیے فوجیں جمع کریں گے اور نہایت گھمسان کی لڑائی کرنے کے لیے تیاری کریں گے اور ان کافروں اور عیسائیوں سے مقابلہ کے لیے مسلمان بھی لشکر جمع کریں گے پھر مسلمان آپس میں انتخاب کر کے ایک لڑاکو فوج سب سے پہلے بھیجیں گے اور اس سے یہ شرط کرلیں گے کہ لڑتے لڑتے یا تو شہید ہی ہو جائیں یا فتح یابی حاصل کر کے لوٹیں پھر ان دونوں گروہوں میں سخت لڑائی شروع ہو جائے گی اور دن بھر لڑتے لڑتے کچھ لوگ شہید ہو جائیں گے اور باقی تھک تھکا کر چور ہو جائیں گے پھر ان کے درمیان رات حائل ہو جائے گی پھر دونوں گروہ کے لوگ جنگ بند کر کے اپنی اپنی جماعت میں آ شامل ہوں ہوں گے اور دونوں میں سے کسی کو فتح حاصل نہیں ہو گی اور مسلمانوں کی یہ پہلی جماعت جوان دشمنوں کے مقابلے میں بھیجی گئی تھی یہ پوری کی پوری شہید ہو جائے گی۔ گے اور پھر دوسرے روز مسلمان دوسری جماعت تازہ دم کو ان دشمنوں کے مقابلے میں بھیجیں گے اور ان سے بھی یہی شرط لی جائے گی کہ یا تو لڑتے لڑتے سب شہید ہو جاؤ یا جیت کر واپس آؤ چنانچہ دوسرے روز بھی نہایت ہی گھمسان جنگ ہو گی اور دن بھر اس کا سلسلہ جاری رہے گا پھر درمیان میں رات حاصل ہو جائے گی تو دن بھر کسی کو فتح یابی نہیں ہو گی لیکن اس دن بھی سب لڑاکو اور بہترین جنگجو مسلمان شہید ہو جائیں گے۔ پھر تیسرے روز اسی شرط کے ساتھ مسلمان تیسری فوج بھیجیں گے اور یہ فوج عیسائیوں سے دن بھر مقابلہ کرتی رہے گی یہاں تک کہ شام ہو جائے گی اور دونوں فریق واپس ہو جائیں گے جن میں سے کسی ایک کو بھی فتح حاصل نہ ہو گی اور مسلمانوں کی وہ جماعت جو آگے بھیجی گئی تھی فنا ہو جائے گی۔ چوتھے روز باقی مسلمان ان عیسائیوں سے نہایت ہی مستعدی کے ساتھ پرزور حملہ اور نہایت سخت جنگ کریں گے عیسائیوں کے چھکے چھوٹ جائیں گے اور عیسائی اس چوتھے حملے میں اس قدر مارے جائیں گے کہ اگر کوئی پرندہ ان مقتولین کے اوپر سے اڑ کر ان نعشوں سے باہر نکلنا چاہے تو ہرگز نہیں نکل سکے گا بلکہ وہ درمیان ہی میں لڑھک کر مر جائے گا (اس سے اندازہ لگائیے کہ کتنے عیسائی مارے جائیں گے بے شمار۔ پھر باقی زندہ مسلمانوں کی مردم شماری ہو گی تو سو بھائیوں میں سے ایک بھائی بچا ہوا ہو گا اور ۹۹ بھائی شہید ہو چکے ہوں گے تو ایسی حالت میں غنیمت کے حاصل ہونے سے کس کو خوشی ہو گی اور وراثت کس پر تقسیم ہو گی جب کہ ایک کے سوا کوئی نہ ہو گا مسلمان اسی حالت میں ہوں گے کہ ان کو ایک اور سخت جنگ کرنے کی خبر پہنچے گی اور مسلمانوں کو ایک آواز سنائی دے گی کہ دجال تمہارے پیچھے تمہارے گھروں اور بال بچوں میں گھس آیا ہے اور اس افواہ کو سن کر مجاہدین اسلام سب کچھ پھینک کر اپنے بال بچوں کی نگرانی کے لیے چل پڑیں گے اور دجال سے مقابلہ کرنے کے لیے اپنے میں سے دس آدمیوں کو مقدمۃ الجیش کے طور پر پہلے ہی روانہ کر دیں گے تاکہ وہ دشمن کا حال معلوم کریں اسی موقع پر رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ جن دس آدمیوں کو پہلے بھیجا ہو گا مجھے ان کے حال معلوم ہیں اور ان گھوڑوں کے حلیہ اور رنگ و روپ بھی معلوم ہیں کہ تم سے ان مجاہدین کے گھوڑوں

کے رنگ اس قسم کے ہوں گے وہ اس وقت کے بہترین شہسواروں میں سے ہوں گے۔(مسلم)

توضیح: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑائی ایک عجیب وغریب انداز سے ہوگی جس میں بظاہر نیزہ بازی وشمشیر زنی نہیں ہوگی بلکہ مشین گن اور توپ اور بم باری کی جھنک ہوگی جس کے آثار ہمارے زمانے میں ۱۹۷۳ء میں ظاہر ہو رہے ہیں۔ نعوذ باللہ من الفتن.

(٥٤٢٣) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((هَلْ سَمِعْتُمْ بِمَدِيْنَةٍ جَانِبٌ مِنْهَا فِی الْبَرِّ وَجَانِبٌ مِنْهَا فِی الْبَحْرِ)) قَالُوْا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ((لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَغْزُوَهَا سَبْعُوْنَ اَلْفًا مِنْ بَنِیْ اِسْحٰقَ فَاِذَاجَآءُوْهَا نَزَلُوْا فَلَمْ يُقَاتِلُوْا بِسِلَاحٍ وَّلَمْ يَرْمُوْا بِسَهْمٍ)) قَالُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ فَيَسْقُطُ اَحَدُ جَانِبَيْهَا قَالَ ثَوْرُ بْنُ يَزِيْدَ الرَّاوِیُّ لَا اَعْلَمُهٗ اِلَّا قَالَ الَّذِیْ فِی الْبَحْرِ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ الثَّانِيَةَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ فَيَسْقُطُ جَانِبُهَا الْاٰخَرُ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ الثَّالِثَةَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ فَيُفَرَّجُ لَهُمْ فَيَدْخُلُوْنَهَا فَيَغْنِمُوْنَ فَبَيْنَاهُمْ يَقْتَسِمُوْنَ الْمَغَانِمَ اِذْ جَآءَ هُمُ الصَّرِيْخُ فَقَالَ اِنَّ الدَّجَّالَ قَدْ خَرَجَ فَيَتْرُكُوْنَ كُلَّ شَیْءٍ وَيَرْجِعُوْنَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۴۲۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دریافت کیا کہ کیا تم لوگوں نے بھی ایسے شہر کا ذکر سنا ہے جس کا ایک حصہ خشکی کی طرف ہے اور دوسرا حصہ سمندر کی طرف ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ! ہم لوگوں نے سنا ہے کہ وہ (قسطنطنیہ ہے)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں سے ستر ہزار اس شہر والوں سے جہاد کریں گے جب یہ مجاہدین اسلام اس شہر کے پاس پہنچ جائیں گے اور وہاں قیام پذیر ہوں گے یہ مجاہدین ان شہریوں پر نہ تیر برسائیں گے اور نہ ہتھیاروں سے مقابلہ کریں گے بلکہ نعرہ تکبیر کی برکت سے فتح یابی حاصل ہوگی یعنی لا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہیں گے جس کی برکت سے شہر پناہ کی ایک دیوار خود بخود گر پڑے گی پھر دوبارہ نعرہ تکبیر کریں گے یعنی لا الہ الا اللہ واللہ اکبر کی گرجتی ہوئی آوازوں سے شہر پناہ کا دوسرا حصہ منہدم ہو جائے گا پھر تیسری مرتبہ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہنے سے شہر میں داخل ہونے کا راستہ کھل جائے گا وہ مجاہدین اسلام نہایت آسانی کے ساتھ شہر میں گھس جائیں گے اور اس شہر کو فتح کرلیں گے اور بہت سارا مال غنیمت ان کے قبضے میں آ جائے گا وہ اس مال غنیمت کو آپس میں تقسیم کرتے ہوئے ہوں گے کہ اتنے میں ایک آواز سنائی دے گی کہ دجال نکل آیا ہے یہ سن کر وہ سب لوگ مال غنیمت وہیں چھوڑ کر دجال کی طرف چل پڑیں گے۔(مسلم)

توضیح: یہ ستر ہزار اس شہر کے فتح کرنے والے بنو اسحاق ہیں یعنی حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوں گے اور وہ سب کے سب مسلمان ہوں گے یہودی نہیں ہوں گے اور ان مسلمانوں کے ساتھ عرب کے اور مسلمان بھی شامل ہوں گے اور سب مل کر اس شہر کو فتح کریں گے لیکن یہ فتح یابی بلا خون ریزی و بلا ضرب وحرب کے یعنی نعرہ تکبیر کی برکت سے حاصل ہوگی۔ جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہو گیا ہے۔ واللہ علی کل شی قدیر.

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ......دوسری فصل

قرب قیامت کے واقعات

(٥٤٢٤) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ

(۵۴۲۴) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

٥٤٢٣۔ صحيح مسلم كتاب الفتن باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل ٢٩٢٠.

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((عُمْرَانُ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ خَرَابُ يَثْرِبَ وَخَرَابُ يَثْرِبَ خُرُوْجُ الْمَلْحَمَةِ وَخُرُوْجُ الْمَلْحَمَةِ فَتْحُ قُسْطُنْطِنِيَّةِ وَفَتْحُ قُسْطُنْطِنِيَّةَ خُرُوْجُ الدَّجَّالِ))۔ رواہ ابوداؤد

نے فرمایا: بیت المقدس کی آبادی جب انتہائی کمال کو پہنچ جائے (اور وہاں دنیاوی زندگی کے عیش و آرام کا بہت سا سامان پہنچ جائے گا) تو وہ مدینہ منورہ کی تباہی و خرابی کا باعث بنے گی (کیونکہ بیت المقدس کی ترقی کا فروں اور یہودیوں کی وجہ سے ہوگی اور یہ لوگ مدینہ منورہ کی تخریب کی کوشش کریں گے اور جنگ وجدال صرف فتنہ وفساد کی وجہ سے بہت زور وشور کے ساتھ شروع ہوگا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور فتنہ کا ظہور اور جنگ عظیم کا وقوع قسطنطنیہ کی فتح کا سبب ہوگا اور قسطنطنیہ کی فتح دجال کے خروج کا سبب ہوگا۔ (ابوداؤد)

(٥٤٢٥) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((الْعُظْمٰى وَفَتْح الْقُسْطُنْطِيْنِيَّةِ وَخُرُوْجُ الدَّجَّالِ فِيْ سَبْعَةِ اَشْهُرٍ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ.

(۵۴۲۵) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بڑی جنگ کا ہونا قسطنطنیہ کا فتح ہونا ......اور دجال کا ظاہر ہونا یہ سب سات ماہ میں ہوگا۔ (ترمذی ابوداؤد)

توضیح: بڑی جنگ سے یا تو وہ جنگ مراد ہے جس میں سو بھائیوں میں سے ایک بھائی بچا ہوگا نہ تو وہ غنیمت سے خوش ہوگا نہ ترکے سے جیسا کہ اس کا اشارہ پہلے گزر چکا ہے یا اس سے وہ فتح مراد ہے جو تکبیر کے نعروں سے ہوگی اس کا بھی بیان پہلے آ چکا ہے اور یہ سات مہینے اس لیے فرمایا تا کہ اس زمانے کے مسلمان ان چیزوں کی طرف خاص توجہ رکھیں۔

(٥٤٢٦) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((بَيْنَ الْمَلْحَمَةِ وَفَتْحِ الْمَدِيْنَةِ سِتُّ سِنِيْنَ وَيَخْرُجُ الدَّجَّالُ فِيْ السَّابِعَةِ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَ قَالَ هٰذَا اَصَحُّ.

(۵۴۲۶) حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنگ عظیم اور فتح قسطنطنیہ کے درمیان چھ برس کا فاصلہ ہوگا اور ساتویں برس دجال نکلے گا۔ (ابوداؤد)

(٥٤٢٧) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ يُوْشِكُ الْمُسْلِمُوْنَ اَنْ يُّحَاصَرُوْا اِلَى الْمَدِيْنَةِ حَتّٰى يَكُوْنَ اَبْعَدَ مَسَالِحِهِمْ سَلَاحُ وَسَلَاحُ قَرِيْبٌ مِنْ خَيْبَرَ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

(۵۴۲۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آئندہ چل کر مدینہ منورہ کو مخالفین گھیر لیں گے یہاں تک کہ ان کی آخر سرحد سلاح ہوگی اور سلاح خیبر کے پاس ایک مقام کا نام ہے۔ (ابوداؤد)

(٥٤٢٨) وَعَنْ ذِيْ مِخْبَرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((سَتُصَالِحُوْنَ الرُّوْمَ صُلْحًا اٰمِنًا فَتَغْزُوْنَ اَنْتُمْ وَهُمْ عَدُوًّا مِنْ وَّرَائِكُمْ فَتُنْصَرُوْنَ وَتَغْنَمُوْنَ وَتَسْلَمُوْنَ ثُمَّ

(۵۴۲۸) حضرت ذی مخبر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ اے مسلمانو! آئندہ رومیوں اور عیسائیوں سے امن کے ساتھ صلح کر لو گے پھر تم اور عیسائی دونوں مل کر ایک اور دشمن سے جنگ کرو گے اس جنگ میں تمہیں نصرت اور فتح یابی حاصل ہوگی پھر تم دونوں

٥٤٢٤۔ اسنادہ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الملاحم باب فی امارات الملاحم ٤٢٩٤ .

٥٤٢٥۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الملاحم باب فی تواتر الملاحم ٤٢٩٥۔ ترمذی کتاب الفتن باب ما جاء فی علامات خروج الدجال ٢٢٣٨۔ ابن ماجہ ٤٠٩٢۔ ابوبکر بن ابی مریم ضعیف راوی ہے۔

٥٤٢٦۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الملاحم باب فی تواتر الملاحم ٤٢٩٦۔ بقیہ مدلس اور ابن ابی بلال مجہول راوی ہے۔

٥٤٢٧۔ اسنادہ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الفتن باب ذکر الفتن دلائلها ٤٢٥٠ .

٥٤٢٨۔ اسنادہ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الملاحم باب ما یذکر من الملاحکم الروم ٤٢٩٢، ٤٢٩٣ .

تَرْجِعُوْنَ حَتّٰی تَنْزِلُوْا بِمَرْجٍ ذِیْ تُلُوْلٍ فَیَرْفَعُ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ النَّصْرَ انِيَّةِ الصَّلِيْبَ فَيَقُوْلُ غَلَبَ الصَّلِيْبُ فَيَغْضِبُ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَيَدُقُّهٗ فَعِنْدَ ذٰلِكَ تَغْدُوْا لِرُّوْمُ وَتَجْمَعُ لِلْمَلْحَمَةِ وَزَادَ بَعْضُهُمْ فَيَثُوْرُ الْمُسْلِمُوْنَ اِلٰى اَسْلِحَتِهِمْ فَيَقْتَتِلُوْنَ فَيُكْرِمُ اللّٰهُ تِلْكَ الْعِصَابَةَ بِالشَّهَادَةِ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

ایسے مقام پر قیام کرو گے جو نہایت ہی سرسبز اور شاداب ہوگا کہ وہاں کوئی عیسائی صلیب بلند کر کے یہ کہے گا ہم کو اس صلیب کی برکت سے اس دشمن پر کامیابی ہوئی تو مسلمانوں کو غصہ آئے گا اور اس کے ہاتھ سے صلیب کو چھین کر توڑ ڈالے گا۔ اس وقت عیسائی عہد اور صلح کو توڑ ڈالیں گے اور بہت بڑی لڑائی کے لیے فوج جمع کریں گے اور مسلمان بھی اپنے ہتھیاروں کی طرف لپکیں گے یعنی یہ بھی جنگ کے لیے آمادہ ہو جائیں گے تو اس گھمسان لڑائی میں بہت سے مسلمان شہید ہو جائیں گے۔ (ابوداؤد)

توضیح: یہ سب پیشین گوئیاں انشاء اللہ آگے ثابت ہوں گی جو صداقت رسول کی بین دلیل ہے۔

(۵۴۲۹) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((اتْرُكُوْا الْحَبْشَةَ مَاتَرَكُوْكُمْ فَاِنَّهٗ لَايَسْتَخْرِجُ كَنْزَ الْكَعْبَةِ اِلَّا ذُوْالسَّوِيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبْشَةِ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

(۵۴۲۹) حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم حبش والوں کو چھوڑ دو یعنی ان سے جنگ وجدال مت کرو جب تک کہ وہ تم کو چھوڑے رکھیں اور تم سے لڑائی نہیں کرتے کیونکہ آئندہ زمانے میں بیت اللہ شریف کا خزانہ ایک حبشی آدمی کے لیے ہوگا جس کی چھوٹی چھوٹی پنڈلیاں ہوں گی (ابوداؤد)

(۵۴۳۰) وَعَنْ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ دَعُوْا الْحَبْشَةَ مَاوَدَعُوْكُمْ اتْرُكُوْا التُّرْكَ مَاتَرَكُوْكُمْ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

(۵۴۳۰) رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی ؓ نے فرمایا کہ تم حبشیوں کو چھوڑے رکھو جب تک وہ تم کو چھوڑے رکھیں یعنی ان سے شروع شروع میں لڑائی نہ چھیڑو بشرطیکہ وہ بھی تم سے نہ لڑیں اور ترکوں کو بھی چھوڑے رکھو جب تک وہ تمہیں چھوڑے رکھیں یعنی تم ترکوں سے بھی جنگ کرنے میں پیش قدمی نہ کرو جب تک وہ تم سے بھی جنگ کرنے میں پیش قدمی نہیں کرتے البتہ اگر وہ ابتداءً تم سے قتال کریں تو تم بھی مدافعانہ ان سے جنگ کر سکتے ہو۔ (ابوداؤد)

رسول کریم ﷺ کی پیش گوئیاں

(۵۴۳۱) وَعَنْ بُرَيْدَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ حَدِيْثٍ ((يُقَاتِلُكُمْ قَوْمٌ صِغَارُ الْاَعْيُنِ يَعْنِيْ التُّرْكَ قَالَ تَسُوْقُوْنَهُمْ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ حَتّٰى تُلْحِقُوْهُمْ بِجَزِيْرَةِ الْعَرَبِ فَاَمَّا فِيْ السِّيَاقَةِ الْاُوْلٰى فَيَنْجُوْ مَنْ هَرَبَ مِنْهُمْ وَاَمَّا فِيْ الثَّانِيَةِ فَيَنْجُوْ بَعْضٌ وَيَهْلِكُ بَعْضٌ وَاَمَّا فِيْ الثَّالِثَةِ

(۵۴۳۱) حضرت بریدہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لمبی حدیث میں فرمایا جس کے شروع کا حصہ یہ ہے کہ تم سے آئندہ ایک ایسی قوم لڑے گی جس کی چھوٹی چھوٹی آنکھیں ہوں گی (یعنی ترکی لوگ) تمہاری اور ان کی سخت جنگ ہوگی اور تم ان کو تین دفعہ شکست دے کر بھگاؤ گے یہاں تک کہ ان کو جزیرہ عرب میں پہنچا دو گے پہلی شکست میں ان کے کچھ لوگ مارے جائیں گے اور کچھ بھاگ کر بچ جائیں گے اور دوسرے

۵۴۲۹۔ حسن۔ الصحیحه ۴۷۷۲۔ سنن ابی داؤد کتاب الملاحکم باب النهی عن تهبیج الحبشة ۴۳۰۹.

۵۴۳۰۔ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الملاحم باب فی النهی عن تهبیج الحبشة ۴۳۰۲۔ نسائی کتاب الجهاد باب غزوة الترك والحبشة ۶/ ۴۴ ح ۳۱۷۶.

۵۴۳۱۔ ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الملاحکم باب فی قتال الترك ۴۳۰۵۔ بشیر بن مہاجر لین الحدیث راوی ہے۔

فَیُصْطَلَمُوْنَ)) اَوْ کَمَا قَالَ رَوَاہُ اَبُوْدَاوُدَ.

حملے میں بہت سے لوگ مارے جائیں گے اور کچھ لوگ بچ جائیں گے اور تیسری بار تو سبھی نیست و نابود ہو جائیں گے۔ (ابوداؤد)

(یہ پیشین گوئی آئندہ پوری ہوگی ان شاء اللہ)

(۵۴۳۲) وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ یَنْزِلُ اُنَاسٌ مِّنْ اُمَّتِیْ بِغَائِطٍ یُسَمُّوْنَہٗ الْبَصْرَۃَ عِنْدَ نَہَرٍ یُقَالُ لَہٗ دَجْلَۃُ یَکُوْنُ عَلَیْہِ جَسْرٌ یَکْثُرُ اَہْلُہَا وَیَکُوْنُ مِنْ اَمْصَارِ الْمُسْلِمِیْنَ وَاِذَا کَانَ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ جَآءَ بَنُوْقَنْطُوْرَآءَ عِرَاضُ الْوُجُوْہِ صِغَارُ الْاَعْیُنِ حَتّٰی یَنْزِلُوْا عَلٰی شَطِّ النَّہَرِ فَیَتَفَرَّقُ اَہْلُہَا ثَلٰثَ فِرَقٍ فِرْقَۃٌ یَّاْخُذُوْنَ فِیْ اَذْنَابِ الْبَقَرِ وَالْبَرِیَّۃِ وَہَلَکُوْا وَفِرْقَۃٌ یَّاْخُذُوْنَ لِاَنْفُسِہِمْ وَہَلَکُوْا وَفِرْقَۃٌ یَّجْعَلُوْنَ ذَرَارِیَّہُمْ خَلْفَ ظُہُوْرِہِمْ وَیُقَاتِلُوْنَہُمْ وَہُمُ الشُّہَدَآءُ)) رَوَاہُ اَبُوْدَاوُدَ.

(۵۴۳۲) حضرت ابی بکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت ایک ایسے ملک میں پہنچے گی جس کو بصرہ کہتے ہیں جو نہر دجلہ کے قریب واقع ہے اس نہر پر پل ہوں گے اور یہاں کے باشندے بہت ہوں گے اور یہ مسلمانوں کے شہروں میں سے ایک شہر ہوگا جس پر مسلمان قابض ہوں گے آخر زمانے میں بنی قنطورا یعنی ترکی لوگ مسلمانوں سے اس جگہ جنگ کرنے کے لیے حملہ آور ہوں گے اس وقت یہاں کے باشندے تین گروہوں میں بٹ جائیں گے ایک گروہ ہوگا جو اپنی جان بچانے کے لیے جنگل اور بیابانوں میں چلا جائے گا اور وہ کھیتی باڑی کے کاموں میں مشغول ہو جائے گا اور کافروں سے جہاد کو پسند نہیں کرے گا لیکن یہ گروہ ترکوں کے ہاتھوں مارا جائے گا اور ان میں سے کوئی نہیں بچے گا اور ایک گروہ ترکوں سے اپنی جان بچانے کے لیے امن مانگے گا لیکن ترکی لوگ امن و پناہ نہیں دیں گے بلکہ ان کو بھی مار ڈالیں گے اور ایک گروہ اپنے بال بچوں کو اپنے پیچھے چھوڑ کر ان ترکوں سے مقابلہ کرے گا یہاں تک یہ بھی سب لوگ شہید ہو جائیں گے۔ (ابوداؤد)

توضیح: یہ بھی رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئیوں میں سے ایک پیشین گوئی ہے جو اپنے وقت میں سچی ثابت ہوگی اور یہ علامات اور معجزات نبوت میں سے ہے۔

بصرہ کے بارے میں شارحین حدیث کے مختلف اقوال ہیں کسی نے کہا بصرہ ایک مشہور شہر ہے جو اب بھی موجود ہے اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اس سے بغداد مراد ہے جس میں بہت سے علاقے شامل ہیں ان میں ایک بصرہ بھی ہے اور یہ زیادہ تر راجح معلوم ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ بصرہ بغداد کے قریب کوئی جگہ ہے کیونکہ بغداد آنحضرت ﷺ کے زمانے میں موجود نہیں تھا بلکہ بعد میں چل کر بہت علاقوں کو شامل کر کے بغداد نام تجویز کیا گیا ہے اور نہ ہی دجلہ اس کے قریب ہے اور آمدورفت کے لیے بہت سے پل بنا دیے گئے ہیں۔

بہرحال یہ شہر بہت خوبصورت اور سرسبز و شاداب اور خوش حال اور ترقی یافتہ شہر میں سے ہوگا اور یہاں خالص مسلمانوں کی حکومت ہوگی ترکی لوگ اس شہر پر قبضہ کرنے کے لیے حملہ آور ہوں گے۔

قنطورا ترکیوں میں سے ایک شخص کا نام ہے اس کی ساری اولاد قنطورا کی اولاد کہی جاتی ہے تو اس سے مراد ہی ترکی کافر مراد ہیں جن کے چہرے چوڑے چکلے ہوں گے اور ان کی چھوٹی چھوٹی آنکھیں ہوں گی یہ ترکی حملہ آور نہر دجلہ کے قریب آجائیں گے اور اس شہر کے لوگ تین قسموں پر منقسم ہو جائیں گے جیسا کہ ترجمہ میں لکھا گیا ہے اور بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے قریب یہ واقعہ پیش آئے گا۔

۵۴۳۲۔ اسنادہ حسن۔ مسند احمد ۵/ ۵۴۔ سنن ابی داؤد کتاب الملاحکم باب فی ذکر البصرۃ ۴۳۰۶.

(٥٤٣٣) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((يَا اَنَسُ اِنَّ النَّاسَ يُمَصِّرُوْنَ اَمْصَارًا فَاِنَّ مِصْرًا مِنْهَا يُقَالُ لَهُ الْبَصَرَةُ فَاِنْ اَنْتَ مَرَرْتَ بِهَا اَوْ دَخَلْتَهَا فَاِيَّاكَ وَسِبَاخَهَا وَكَلَاءَ هَا وَنَخِيْلَهَا وَسُوْقَهَا وَبَابَ اُمَرَآئِهَا وَعَلَيْكَ بِضَوَا حِيْهَا فَاِنَّهُ يَكُوْنُ بِهَا خَسْفٌ وَقَذْفٌ وَرَجْفٌ وَقَوْمٌ يَبِيْتُوْنَ وَيُصْبِحُوْنَ قِرَدَةً وَخَنَازِيْرَ)) رَوَاهُ ابوداؤد .

(۵۴۳۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے انس! لوگ بہت سے شہروں کو آباد کریں گے جن میں سے ایک بصرہ نامی شہر بھی آباد کیا جائے گا (جو دنیاوی اعتبار سے بہت خوبصورت شہر ہوگا) اگر کسی زمانے میں تمہارا وہاں جانے کا اتفاق ہو تو اس شہر میں ہمیشہ ٹھہرنے کے لیے مت جانا اور نہ وہاں کی شوری زمین پر جانا اور وہاں کے سبزے سے اور وہاں کی کھجوروں سے بچتے رہنا اور وہاں کے بازاروں میں مت جانا اور وہاں کے امیروں اور بادشاہوں کے دروازوں پر مت جانا بلکہ اس شہر کے اطراف اور کناروں میں جا سکتے ہو کیونکہ یہ سب مقامات عذاب الٰہی کے آنے کے ہیں اور ان میں سے بعض مقامات گناہوں کی وجہ سے زمین میں دھنسا دیے جائیں گے اور وہاں پر پتھروں کی بارش ہوگی جس سے وہاں کے رہنے والے سنگ سار ہو جائیں گے اور وہاں پر بہت سے زلزلے آئیں گے جس سے زمین پھٹ جائے گی اور وہاں ایک ایسی قوم ہوگی جو رات کو اپنی انسانی شکل وصورت میں سوئے اور صبح کو اس کے جوانوں کو بندر اور بوڑھوں کو سور بنا دیا جائے گا۔ (ابوداؤد)

یہ پیشین گوئی قیامت کے قریب ظاہر ہوگی (واللہ اعلم)

(٥٤٣٤) وَعَنْ صَالِحِ بْنِ دِرْهَمٍ يَقُوْلُ اِنْطَلَقْنَا حَاجِّيْنَ فَاِذَا رَجُلٌ فَقَالَ لَنَا اِلٰى جَنْبِكُمْ قَرْيَةٌ يُقَالُ لَهَا الْاُبُلَّةُ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ مَنْ يَضْمَنُ لِيْ مِنْكُمْ اَنْ يُصَلِّيَ لِيْ فِيْ مَسْجِدِ الْعَشَّارِ رَكْعَتَيْنِ اَوْ اَرْبَعًا وَيَقُوْلُ هٰذِهٖ لِاَبِيْ هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ خَلِيْلِيْ اَبَا الْقَاسِمِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَبْعَثُ مِنْ مَسْجِدِ الْعَشَّارِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شُهَدَآءَ لَايَقُوْمُ مَعَ شُهَدَآءِ بَدْرٍ غَيْرُهُمْ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَ قَالَ هٰذَا الْمَسْجِدُ مِمَّا يَلِي النَّهَرَ وَسَنَذْكُرُ حَدِيْثَ اَبِي الدَّرْدَآءِ اِنَّ فُسْطَاطَ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْ بَابِ ذِكْرِ الْيَمَنِ وَالشَّامِ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى .

(۵۴۳۴) حضرت صالح بن درہم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ بصرہ سے مکہ مکرمہ حج کے لیے گئے تو وہاں صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہماری ملاقات ہوگئی تو انہوں نے ہم لوگوں سے دریافت فرمایا کہ تم لوگ کہاں کے رہنے والے ہو؟ ہم نے کہا بصرہ کے۔ تو انہوں نے ہم لوگوں سے دریافت کیا کہ کیا تمہارے شہر کے ایک جانب ابلہ نامی کوئی جگہ ہے؟ ہم نے کہاں ہاں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہم لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی ایسا شخص اس بات کا ذمہ لے سکتا ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ابلہ کی مسجد عشار میں دو یا چار رکعت نماز پڑھ دے (یعنی میری نیت سے میرے لیے نماز پڑھ دے) اور یہ کہے کہ اس نماز کا ثواب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ملے۔ میں نے اپنے دوست ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسجد عشار سے ایسے شہداء کو اٹھائے گا جن کے ساتھ شہداء بدر ہوں گے یعنی شہداء بدر کے درجے کے ہوں گے (ابوداؤد) راوی کا بیان ہے کہ ابلہ میں یہ مسجد بصرہ میں نہر فرات کے قریب ہے۔

٥٤٣٣ ۔ اسناده صحيح۔ سنن ابی داؤد كتاب الملاحكم باب فی ذكر البصرة ٤٣٠٧ .

٥٤٣٤ ۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤد كتاب الملاحم باب فی ذكر البصرة ٤٣٠٨ ۔ ابراہیم بن صالح ضعیف ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

فتنوں کا بیان

(٥٤٣٥) عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ فَقَالَ اَيُّكُمْ يَحْفَظُ حَدِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْفِتْنَةِ فَقُلْتُ اَنَا اَحْفَظُ كَمَا قَالَ قَالَ هَاتِ اِنَّكَ لَجَرِيٌّ وَكَيْفَ قَالَ قُلْتُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِيْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ وَنَفْسِهٖ وَوَلَدِهٖ وَجَارِهٖ يُكَفِّرُهَا الصِّيَامُ وَالصَّلٰوةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ فَقَالَ)) عُمَرُ لَيْسَ هٰذَا اُرِيْدُ اِنَّمَا اُرِيْدُ الَّتِيْ تَمُوْجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ قَالَ قُلْتُ مَالَكَ وَلَهَا يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا قَالَ فَيُكْسَرُ الْبَابُ اَوْ يُفْتَحُ قَالَ قُلْتُ لَا بَلْ يُكْسَرُ قَالَ ذَاكَ اَحْرٰى اَنْ لَّا يُغْلَقَ اَبَدًا قَالَ فَقُلْنَا لِحُذَيْفَةَ هَلْ كَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ مَنِ الْبَابُ قَالَ نَعَمْ كَمَا يَعْلَمُ اَنَّ دُوْنَ غَدٍ لَيْلَةً اِنِّيْ حَدَّثْتُهٗ حَدِيْثًا لَيْسَ بِالْاَغَالِيْطِ قَالَ فَهِبْنَا اَنْ نَسْاَلَ حُذَيْفَةَ مَنِ الْبَابُ فَقُلْنَا لِمَسْرُوْقٍ سَلْهُ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ عُمَرُ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(٥٤٣٥) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہم لوگوں سے یہ دریافت فرمایا کہ فتنے کے سلسلے میں جو رسول اللہ ﷺ نے حدیثوں میں پیشین گوئی کے طور پر فرمایا وہ فتنے والی حدیث تم لوگوں میں سے کس کو زیادہ یاد ہے میں نے عرض کیا اس سلسلے کی حدیثوں کو میں نے زیادہ یاد کر رکھا ہے یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں تم اس قسم کی حدیثوں کے دریافت کرنے میں آں حضرت ﷺ سے زیادہ جرأت کرتے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم فتنے والی حدیثوں کو بیان کرو تو میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ حدیث سنائی کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے: انسان کی آزمائش کبھی اپنی بیوی بچوں اور کبھی پاس پڑوس وغیرہ سے ہوتی رہتی ہے لیکن اس فتنہ کا کفارہ روزہ، نمازہ، صدقہ اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر ہے یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس معمولی فتنے کے بارے میں تجھ سے نہیں پوچھتا بلکہ ایسا فتنہ دریافت کرنا چاہتا ہوں جو سمندر کی لہروں کی طرح موج مارتا ہوا ظاہر ہو۔ میں نے کہا آپ کو اس قسم کے فتنے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ آپ اور فتنے کے درمیان ایک بند دروازہ ہے جب تک دروازہ بند رہے گا کوئی فتنہ نہیں آئے گا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ دروازہ توڑا جائے گا یا کھولا جائے گا؟ میں نے کہا نہیں بلکہ وہ دروازہ توڑا جائے گا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر وہ فتنے کا دروازہ جو توڑا جائے گا وہ بند نہ ہوگا؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا جی ہاں وہ بند نہیں ہوگا حضرت شقیق راوی نے کہا کہ میں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس دروازے کو جانتے تھے میں نے کہا ہاں جیسے آج کی رات کل کے دن سے پہلے یقینی طور پر ہے میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک ایسی سچی حدیث بیان کی جو غلط نہیں ہے۔ حضرت شقیق رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ہمارے استاذ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جب حدیث بیان کی تو ہمارے ساتھیوں نے کہا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ پوچھنا چاہیے کہ وہ دروازہ کون ہے تو ہم میں سے کسی کی ہمت تو پڑی نہیں تو ہم نے اپنے ساتھی مسروق سے کہا کہ تم سے اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ میں بے تکلفی ہے اس لیے تمہیں پوچھو تو مسروق نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا وہ دروازہ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ (بخاری مسلم)

توضیح: اس حدیث کے راوی مشہور صحابی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ہیں جو نہایت معمر اور سن رسیدہ صحابی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ سو برس یا

٥٤٣٥۔ صحیح بخاری کتاب الفتن باب الفتنة التی تموج کموج البصر ٧٠٩٦۔ مسلم کتاب الفتن باب فی الفتنة التی تموج کموج البصر ١٤٤ .

اس سے بھی زیادہ ان کی عمر ہوگئی تھی جاہلیت کے زمانے میں جبکہ بیت اللہ شریف کی تعمیر ہو رہی تھی تو اس وقت اس میں شریک تھے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یا مروان کی خلافت میں ان کا انتقال ہوا' ان سے فتنے کے بارے میں بہت سی حدیثیں مروی ہیں اور اس کے دریافت کرنے میں ان کو دلچسپی بھی تھی۔ خود ہی فرماتے ہیں کہ میں اس قسم کی حدیثوں کو اس لیے پوچھ گچھ کرتا رہا کہ خدانخواستہ اگر میں ان بلاؤں اور فتنوں میں گرفتار ہو گیا تو اس سے خلاصی کی کیا صورت ہوگی یہ حدیث جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سنائی ہے انہیں حدیثوں میں سے یہ حدیث ہے جس کا ترجمہ آپ پڑھ چکے ہیں۔

۲۔ فتنہ کے لغوی معنی آزمائش اور جانچ پڑتال اور امتحان وغیرہ کے ہیں کتاب وسنت میں یہ لفظ کثرت سے استعمال بھی کیا گیا ہے حدیث میں فرمایا کہ فتنے کا کفارہ، نماز، روزہ وغیرہ سے ادا ہو جاتا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے: ((اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّأٰتِ .)) نیکیاں گناہوں کو دور کر دیتی ہیں۔

۳۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے جواب میں فرمایا کہ تم نے تو معمولی اور چھوٹے فتنے کا ذکر کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ تم اس بڑے فتنے کو بیان کرو جو سمندر کی لہروں کی طرح لہریں مارتا ہوا ظاہر ہو۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایسے فتنوں کو معلوم کر کے کیا کریں گے ایسے فتنے کا دروازہ ابھی بند ہے (یعنی ابھی ایسا فتنہ نہیں برپا ہوگا) بلکہ تمہارے اور فتنے کے درمیان ایک بند دروازہ حائل ہے جب تک بند رہے گا تب تک سب لوگ امن وسلامتی میں رہیں گے اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ اس فتنے کا دروازہ کھولا جائے گا یا توڑا جائے گا؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ توڑا جائے گا۔

۴۔ فتنے کا دروازہ توڑنے سے مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت ہے ان کے قتل کیے جانے کا عجیب وغریب واقعہ ہے۔ مختصراً یہاں لکھ دیا جاتا ہے تاکہ پڑھنے والوں کے لیے بصیرت اور عبرت حاصل ہو۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک پارسی غلام فیروز نامی نے جس کی کنیت ابولؤلؤ تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اپنے آقا کے بھاری محصول مقرر کرنے کی شکایت کی اس کی شکایت بے جا تھی اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے توجہ نہ کی اس پر وہ اتنا ناراض ہوا کہ صبح کی نماز میں خنجر لے کر اچانک حملہ کر دیا اور متواتر چھ وار کیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ زخم کے صدمہ سے گر پڑے اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی (مستدرک)

یہ زخم ایسا کاری تھا کہ اس سے آپ جانبر نہ ہو سکے لوگوں کے اصرار سے چھ شخصوں کو منصب خلافت کے لیے نامزد کیا کہ ان میں سے کسی ایک کو جس پر پانچوں کا اتفاق ہو جائے اس منصب کے لیے منتخب کر لیں ان کے لوگوں کے نام یہ ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اس مرحلہ سے فارغ ہونے کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت لی۔

اس کے بعد مہاجرین وانصار، اعراب اور اہل ذمہ کے حقوق کی طرف توجہ دلائی اور اپنے صاحبزادہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو وصیت کی کہ مجھ پر جس قدر قرض ہو اگر میرے متروکہ مال سے ادا ہو سکے تو بہتر ہے ورنہ خاندان عدی سے درخواست کرنا اگر ان سے نہ ہو سکے تو قریش سے لیکن قریش کے سوا اور کسی کو تکلیف نہ دینا غرض اسلام کا سب سے بڑا ہیرو ہر قسم کی ضروری وصیتوں کے بعد تین دن بیمار رہ کر محرم کی پہلی تاریخ ہفتہ کے دن ۲۴ھ میں واصل بحق ہوا اور اپنے محبوب آقا کے پہلو میں ہمیشہ کے لیے میٹھی نیند سو رہا۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون.

(۵۴۳۶) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ فَتْحُ الْقُسْطُنْطِیْنِیَّةِ مَعَ قِیَامِ السَّاعَةِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ .

(۵۴۳۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قسطنطنیہ قیامت کے قریب فتح ہو کر مسلمانوں کے قبضے میں آئے گا (ترمذی) یہ پیشین گوئی آئندہ ثابت ہوگی۔

۵۴۳۶۔ صحیح۔ سنن الترمذی کتاب الفتن باب ما جاء فی علامات خروج الدجال ۲۲۳۹ .

بَابُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ

قیامت کی بعض اہم نشانیوں کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

علامات قیامت کا بیان

(٥٤٣٧) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ ((اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يُّرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَكْثُرَ الْجَهْلُ وَيَكْثُرَ الزِّنَا وَيَكْثُرَ شُرْبُ الْخَمْرِ وَيَقِلَّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرَ النِّسَآءُ حَتّٰى يَكُوْنَ لِخَمْسِيْنَ اِمْرَاَةِ الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ وَفِيْ رِوَايَةٍ يَقِلُّ الْعِلْمُ وَيَظْهَرُ الْجَهْلُ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۴۳۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ قیامت کی بعض نشانیوں میں یہ بھی ہیں (۱) شرعی علم اٹھا لیا جائے گا (۲) جہالت بہت پھیل جائے گی (۳) زنا کاری بہت ہو گی (۴) شراب خوری بھی بہت زیادہ ہو گی (۵) مردوں کی تعداد بہت گھٹ جائے گی (۶) عورتوں کی تعداد زیادہ ہو جائے گی یہاں تک کہ پچاس عورتوں کی خبر گیری کرنے والا ایک ہی شخص ہو گا اور بعض روایتوں میں اس طرح آیا ہے کہ علم کم ہو جائے گا اور جہالت زیادہ ہو گی۔ (بخاری و مسلم) اس حدیث کی توضیح گزر چکی ہے۔

(٥٤٣٨) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ ((اِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ كَذَّابِيْنَ فَاحْذَرُوْهُمْ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۴۳۸) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت سے پہلے بہت سے جھوٹے ہوں گے تو تم ان سے ہوشیار اور چوکنے رہنا۔ (مسلم)

(٥٤٣٩) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ بَيْنَمَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يُحَدِّثُ اِذْ جَآءَ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ مَتَى السَّاعَةَ قَالَ ((اِذَا ضُيِّعَتِ الْاَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ)) قَالَ كَيْفَ اِضَاعَتُهَا قَالَ ((اِذَا وُسِّدَ الْاَمْرُ اِلٰى غَيْرِ اَهْلِهٖ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۵۴۳۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو کچھ حدیثیں سنا رہے تھے کہ کہیں سے کوئی دیہاتی آ گیا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ قیامت کب قائم ہو گی؟ (چونکہ قیامت کے قائم ہونے کا کسی کو صحیح علم نہیں اور خدا نے نہ صاف طور پر بتایا ہے کس وقت ہو گی۔ البتہ اس کی بعض بعض نشانیاں بتائی گئیں ہیں) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بے شمار نشانیوں میں سے ایک یہ بھی نشانی بتائی ہے کہ جب امانت داری نہ ہو گی (اور امانت پر خیانت کی کثرت ہو گی) تو قیامت کا

٥٤٣٧۔ صحیح بخاری کتاب العلم باب رفع العلم وظهور الجهل ٨٠۔ مسلم کتاب العلم باب رفع وقبضة سلم الموضع نفسه ٢٦٧١.

٥٤٣٨۔ صحیح مسلم کتاب الامارة باب الناس تبع لقريش والخلافة فی قريش ١٨٢٢.

٥٤٣٩۔ صحیح بخاری کتاب العلم باب من سئل علما وهو شتخل فی حديثه ٥٩.

انتظار کرو۔اس نے کہا امانت کیسے ضائع ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب حکومت نااہلوں کے حوالے ہو جائے گی تو قیامت کا انتظار کرو۔(بخاری)

ہمارے موجودہ زمانہ میں دنیا کی حکومت نااہلوں کے ہاتھوں میں ہے کہ ہر جگہ فتنہ وفساد ورشوت خوری، شراب خوری، زنا کاری وغیرہ وغیرہ بداخلاقیاں پائی جارہی ہیں۔

(٥٤٤٠) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَكْثُرَ الْمَالُ وَيَفِيْضَ حَتّٰى يُخْرِجَ الرَّجُلُ زَكٰوةَ مَالِهٖ فَلَا يَجِدُ اَحَدًا يَقْبَلُهَا مِنْهُ وَحَتّٰى تَعُوْدَ اَرْضُ الْعَرَبِ مُرُوْجًا وَاَنْهَارًا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِىْ رِوَايَةٍ لَّهٗ قَالَ ((تَبْلُغُ الْمَسَاكِنُ اِهَابَ اَوْيَهَابَ .))

(۵۴۴۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ مال و دولت کی اتنی زیادتی ہو جائے گی کہ پانی کی طرح چاروں طرف بہتی پھرے گی اور لوگ اپنے مال کی زکوۃ نکالیں گے لیکن کسی ایسے شخص کو نہیں پائیں گے کہ جو زکوۃ لے لے کیونکہ سبھی مالدار صاحب زکوۃ ہوں گے اور قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک عرب کی سرزمین سرسبز وشاداب، باغ و بہار اور نہروں والی نہ بن جائے۔(مسلم)

ہمارے زمانے میں سعودی حکومت ہے اور عرب کی بعض زمین اس قسم کی ہو چکی ہیں جیسا کہ حدیث میں آیا ہے یہ بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ایک بہت بڑی نشانی ہے۔اور مسلم کی بعض روایتوں میں ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ عرب میں اور مکہ مدینہ میں آبادی بہت بڑھ جائے گی یہاں تک کہ آبادی اہاب یا یہاب تک پہنچ جائے گی اور اہاب یا یہاب مدینہ منورہ کے قریب ایک بستی ہے۔

توضیح: کہا جاتا ہے کہ اس خلیفہ سے مراد حضرت امام مہدیؑ ہیں جن کے زمانے میں بے شمار مال ہو جائے گا اور لوگوں میں ان گنت مال تقسیم کریں گے یہ پیشین گوئی بھی آئندہ پوری ہوگی۔انشاءاللہ تعالی۔

(٥٤٤١) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يَكُوْنُ فِىْ اٰخِرِ الزَّمَانِ خَلِيْفَةٌ يُقْسِمُ الْمَالَ وَلَا يَعُدُّهٗ عَدًّا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۵۴۴۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آخر زمانے میں ایک خلیفہ پیدا ہوگا جو مال کو لوگوں میں بے شمار تقسیم کرے گا اور لوگ اس کو نہیں گنیں گے کہ کتنا ہے اور ایک روایت میں اس طرح سے آیا ہے کہ آخری زمانے میں ایک ایسا خلیفہ ہوگا جو لوگوں میں دونوں لپوں کو بھر بھر کر مال وزر تقسیم کرے گا اور لوگ اس کو شمار نہیں کریں گے۔(مسلم)

نہر فرات سے سونا چاندی نکلنا

(٥٤٤٢) وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يُوْشِكُ الْفُرَاتُ اَنْ يَحْسُرَ عَنْ كَنْزٍ مِنْ ذَهَبٍ فَمَنْ حَضَرَ فَلَا يَاْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۵۴۴۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آئندہ چل کر نہر فرات خشک ہو جائے گی اور اس نہر میں سونے چاندی کا خزانہ ظاہر ہو جائے گا جو وہاں موجود ہو اس فرات کے سونے چاندی کے خزانے پر نہ ہاتھ لگائے۔(بخاری ومسلم)

٥٤٤٠۔ صحيح مسلم كتاب الزكاة باب في الترغيب في الصدقة بل ان الا يوجد ١٥٧'٢٩٠٣ .

٥٤٤١۔ صحيح مسلم كتاب الفتن باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل ٢٩١٤'٢٩١٣ .

٥٤٤٢۔ صحيح مسلم كتاب الفتن باب خروج النار ٧١١٩۔ مسلم كتاب الفتن لا تقوم الساعة حتى يحسر الفرات عن جبل من ذهب ٢٨٩٤ .

کیونکہ اس کا لینا فتنہ وفساد کا باعث ہوگا۔

(٥٤٤٣) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَحْسُرَ الْفُرَاتُ عَنْ جَبَلٍ مِنْ ذَهَبٍ يَقْتَتِلُ النَّاسُ عَلَيْهِ فَيُقْتَلُ مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ وَيَقُوْلُ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ لَعَلِّيْ اَكُوْنُ اَنَا الَّذِيْ اَنْجُوْ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۴۴۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آئندہ قیامت کے قریب نہر فرات خشک ہو جائے گی اور اس میں سونے کا پہاڑ نکلے گا لوگ اس خزانے کو حاصل کرنے کے لیے لڑیں گے۔ ان لڑنے والوں میں ننانوے فیصدی مارے جائیں گے اور سو میں سے صرف ایک ہی باقی رہے گا ان میں ہر شخص یہی خیال کرے گا کہ میں نجات پانے والوں اور زندہ رہنے والوں میں سے ہوں اور اس خزانے پر تنہا قبضہ میں کروں گا۔(مسلم)

یہ حدیث پہلی حدیث کی تائید کرتی ہے پہلی حدیث میں جنگ کا ذکر نہیں ہے اس میں جنگ کا ذکر ہے۔

(٥٤٤٤) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((تَقِيْءُ الْاَرْضُ اَفْلَاذَ كَبِدِهَا اَمْثَالَ الْاُسْطُوَانَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ فَيَجِيْءُ الْقَاتِلُ فَيَقُوْلُ فِيْ هٰذَا قَتَلْتُ وَيَجِيْءُ الْقَاطِعُ فَيَقُوْلُ فِيْ هٰذَا قَطَعْتُ رَحْمِيْ وَيَجِيْءُ السَّارِقُ فَيَقُوْلُ فِيْ هٰذَا قُطِعَتْ يَدِيْ ثُمَّ يَدْعُوْنَهٗ فَلَا يَاْخُذُوْنَ مِنْهُ شَيْئًا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۴۴۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زمین اپنے جگر کے ٹکڑوں کو نکال کر باہر پھینک دے گی جو سونے چاندی کے ستون کی مانند ہوں گے ایک شخص جس نے مال لینے کی خاطر لوگوں کو قتل کیا ہوگا وہ وہاں آ کر یہ کہے گا میں نے اس مال کے لینے کی خاطر بہت سے لوگوں کو مار ڈالا ہے اب اس مال کو لینے کے لیے کوئی ہے پھر جس کا رشتہ ناتا کاٹنے والا اور ان کے حق حقوق کو نہ ادا کرنے والا یہاں حاضر ہو کر یہی کہے گا کہ اسی مال کے جمع کرنے کی خاطر میں نے اپنی رشتہ داری کو توڑ دیا تھا اور ان کے حق حقوق کو نہیں ادا کیا تھا اور آج اس مال کو کوئی نہیں پوچھتا پھر وہاں ایک چور آئے گا جس کو چوری کی وجہ سے ہاتھ کٹ چکا تھا وہ کہے گا کہ اسی مال کے چرانے میں میرا یہ ہاتھ کاٹا گیا تھا بہر کیف بہت سے لوگ اس قسم کے وہاں آئیں گے اور کوئی بھی ان میں سے اس مال پر ہاتھ نہیں لگائے گا۔(مسلم)۔

(٥٤٤٥) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتّٰى يَمُرَّ الرَّجُلُ عَلَى الْقَبْرِ فَيَتَمَرَّغُ عَلَيْهِ وَيَقُوْلُ يَالَيْتَنِيْ كُنْتُ مَكَانَ صَاحِبِ هٰذَا الْقَبْرِ وَلَيْسَ بِهِ الدِّيْنُ اِلَّا الْبَلَاءُ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۴۴۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خدا کی قسم! دنیا کے ختم ہونے سے پہلے آئندہ چل کر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی قبر کے پاس سے گزرے گا اور قبر پر جانور کی طرح لوٹ پوٹ کر نہایت افسوس کے ساتھ کہے گا کہ کاش کہ میں اس قبر والا ہوتا (یعنی میں مر گیا ہوتا) زندہ نہ رہتا کیونکہ یہ شخص فتنوں اور بلا و مصیبتوں میں مبتلا ہوگا اس کا اس طرح آرزو کرنا دین داری کی وجہ سے نہیں محض مصیبتوں اور بلاؤں کے ہجوم کی وجہ سے ہے۔(مسلم)

٥٤٤٣۔ صحيح مسلم كتاب الفتن باب لا تقوم الساعة حتى يحسر الفرات ٢٨٩٤ .

٥٤٤٤۔ صحيح مسلم كتاب الزكاة باب الترغيب فى الصدقة قبل ان لا يوجد ١٠١٣ .

٥٤٤٥۔ صحيح مسلم كتاب الفتن باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل ١٥٧ .

(٥٤٤٦) وَعَنْهُ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَخْرُجَ نَارٌ مِنْ اَرْضِ الْحِجَازِ تُضِيْءُ اَعْنَاقَ الْاِبِلِ بِبُصْرٰى)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۴۴۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت سے پہلے حجاز سے ایک بہت بڑی آگ نمودار ہوگی جس سے بصری شہر کے اونٹوں کی گردنوں کو روشن کرے گی۔(یعنی اس آگ کی روشنی بصری شہر تک پہنچ جائے گی بصری، شام میں ایک شہر کا کا نام ہے۔(بخاری مسلم)

(٥٤٤٧) عَنْ اَنَسٍ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ نَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ اِلَى الْمَغْرِبِ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۵۴۴۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت سے پہلے ایک ایسی آگ ظاہر ہوگی جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف بھگائے گی۔(بخاری)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ......دوسری فصل

(٥٤٤٨) عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَتَقَارَبَ الزَّمَانُ فَتَكُوْنَ السَّنَةُ كَالشَّهْرِ وَالشَّهْرُ كَالْجُمُعَةِ وَتَكُوْنُ الْجُمُعَةُ كَالْيَوْمِ وَيَكُوْنُ الْيَوْمَ كَالسَّاعَةِ وَتَكُوْنَ السَّاعَةُ كَالضَّرْمَةِ بِالنَّارِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۵۴۴۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرب قیامت میں زمانہ قریب تر ہو جائے گا۔ ایک سال مہینے کے برابر اور مہینہ ہفتے کے برابر اور ہفتہ ایک دن کے برابر اور ایک دن ایک گھنٹے کے برابر ہوگا اور گھنٹہ ایک منٹ یا سیکنڈ کے برابر ہوگا۔(ترمذی)

توضیح: علامہ وحید الزماں صاحب نے یتقارب الزمان کا یہ مطلب سمجھایا ہے کہ قیامت کے قریب وقت جلدی جلدی گزرے گا ایک برس ایسا معلوم ہوگا جیسے ایک مہینہ (کیونکہ لوگ عیش وعشرت اور راحت وغفلت میں بسر کریں گے اور آرام وغفلت کا زمانہ جلد گزر جاتا ہے اور ریاضت اور عبادت کا زمانہ جو نفس پر شاق ہوتا ہے دیر میں گزرتا ہے دیکھو اور دنوں میں دن کھاتے پیتے کیسی جلدی گزر جاتا ہے اور روزے کے دنوں میں پہاڑ معلوم ہوتا ہے کسی طرح شام نہیں ہوتی۔ بعضوں نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ زمانہ میں برکت نہ رہے گی اور عمریں چھوٹی ہو جائیں گی یا زمانہ کے لوگ ایک دوسرے کے قریب ہوں گے شر اور برائی میں یا خود زمانہ کے اجزا ایک دوسرے کے مشابہ ہوں گے ایک زمانہ ایسا برا آئے گا کہ دوسرا بھی اسی طرح کا یا دولتیں اور حکومتیں دیر پا نہ ہوں گی جلدی جلدی حکومتوں کا انقلاب ہوگا۔

کرمانی نے کہا کہ مطلب یہ ہے کہ لوگوں پر ایسی فکریں اور سختیاں ہوں گی اور فتنوں کا ایسا ہجوم ہوگا کہ ہوش وحواس قائم نہ رہیں گے ان کو نہ سال معلوم ہوگا نہ مہینہ۔ اور صحیح یہ ہے کہ برکت اٹھ جائے گی ہر چیز کی برکت جاتی رہے گی یہاں تک کہ زمانہ کی بھی۔

خاکسار عبدالسلام بستوی مترجم مشکوۃ عرض کرتا ہے کہ ہمارے موجودہ زمانہ ۱۹۷۳ء میں ایسا ہی ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو تمام فتنوں سے محفوظ رکھے آمین۔

(٥٤٤٩) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوَالَةَ ﷺ قَالَ

(۵۴۴۹) حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

٥٤٤٦۔ صحیح بخاری کتاب الفتن باب خروج النار ٧١١٨۔ مسلم کتاب الفتن باب لا تقوم الساعة حتی تخرج نار من ارض ٢٩٠٢.

٥٤٤٧۔ صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب خلق آدم و ذریته ٣٣٢٩.

٥٤٤٨۔ حسن۔ سنن الترمذی کتاب الزهد باب ما جاء فی تقارب الزمان وقصر الامل ٢٣٣٢.

٥٤٤٩۔ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی الرجل بغیر ویلتمس الاجر ٢٥٣٥.

بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِنَغْنَمَ عَلٰى اَقْدَامِنَا فَرَجَعْنَا فَلَمْ نَغْنَمْ شَيْئًا وَعَرَفَ الْجُهْدَ فِيْ وُجُوْهِنَا فَقَامَ فِيْنَا فَقَالَ ((اَللّٰهُمَّ لَا تَكِلْهُمْ اِلَيَّ فَاَضْعُفَ عَنْهُمْ وَلَا تَكِلْهُمْ اِلٰى اَنْفُسِهِمْ فَيَعْجِزُوْا عَنْهَا وَلَا تَكِلْهُمْ اِلَى النَّاسِ فَيَسْتَاْثِرُوْا عَلَيْهِمْ)) ثُمَّ وَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى رَاْسِيْ ثُمَّ قَالَ ((يَا ابْنَ حَوَالَةَ اِذَا رَاَيْتَ الْخِلَافَةَ قَدْ نَزَلَتِ الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ فَقَدْ دَنَتِ الزَّلَازِلُ وَالْبَلَابِلُ وَالْاُمُوْرُ الْعِظَامُ وَالسَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنَ النَّاسِ مِنْ يَدِيْ هٰذِهٖ اِلٰى رَاْسِكَ)) رَوَاهُ. (ههنا بياض فى الاصل)

نے ہم کو پیدل جہاد پر بھیجا تا کہ ہم مال غنیمت کو حاصل کریں (اس وقت مسلمانوں کے پاس جہاد کا سامان نہ تھا یعنی سواری وغیرہ) ہم جہاد سے واپس آئے اور ہم کو مال غنیمت میں سے کچھ حاصل نہ ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے چہروں کو دیکھ کر ہماری محنت اور مشقت کا حال معلوم کرلیا چنانچہ آپ ﷺ نے ہمارے درمیان کھڑے ہو کر فرمایا: اے اللہ! ان لوگوں کے امور کو میرے سپرد نہ فرما میں ضعیف اور کمزور ہو جاؤں گا (یعنی ان کی خبر گیری وغمخواری کا بار مجھ سے نہ اٹھ سکے گا) اور اے اللہ! نہ ان کے نفسوں کے حوالے کر کہ یہ اپنے نفسوں کے امور کو انجام پر پہنچانے سے عاجز آ جائیں اور اے اللہ! ان لوگوں کو محتاج نہ بنا کہ لوگ اپنی ضرورتوں اور حاجتوں کو ان پر مقدم رکھیں گے اس کے بعد حضور ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: اے ابن حوالہ! جب تو دیکھے کہ خلافت زمین مقدس (شام) میں پہنچ گئی تو تو سمجھ لے کہ زلزلے اور بلبلے یعنی فکر و غم اور بڑی بڑی علامتیں اور فتنے قریب پہنچ گئے اس وقت قیامت لوگوں سے اتنی قریب ہو جائے گی جتنا کہ میرا ہاتھ تیرے سر سے قریب ہے۔

مصیبتوں کے اسباب

(٥٤٥٠) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا اتُّخِذَ الْفَيْءُ دُوَلًا وَالْاَمَانَةُ مَغْنَمًا وَالزَّكٰوةُ مَغْرَمًا وَتُعُلِّمَ لِغَيْرِ الدِّيْنِ وَاَطَاعَ الرَّجُلُ اِمْرَاَتَهٗ وَعَقَّ اُمَّهٗ وَاَدْنٰى صَدِيْقَهٗ وَاَقْصٰى اَبَاهُ وَظَهَرَتِ الْاَصْوَاتُ فِي الْمَسَاجِدِ وَسَادَ الْقَبِيْلَةَ فَاسِقُهُمْ وَكَانَ زَعِيْمُ الْقَوْمِ اَرْذَلَهُمْ وَاُكْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهٖ وَظَهَرَتِ الْقَيْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ وَلَعَنَ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلَهَا فَارْتَقِبُوْا عِنْدَ ذَالِكَ رِيْحًا حَمْرَاءَ اَوزَلْزَلَةً وَخَسْفًا وَمَسْخًا وَقَذْفًا وَاٰيَاتٍ تَتَابَعُ كَنِظَامٍ قُطِعَ سِلْكُهٗ فَتَتَابَعَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۵۴۵۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب میری امت یہ پندرہ کام کرنے لگے گی تو ان پر مصیبتیں اترتی رہیں گی۔ (۱) جب مال غنیمت کو شرعی مصرف میں خرچ نہیں کریں گے اور اپنی ذاتی دولت بنالیں گے۔ (۲) امانت کو مال غنیمت کی طرح حلال جانیں گے۔ (۳) لوگ زکوۃ کو تاوان سمجھیں گے۔ (۴) علم صرف دنیاوی غرضوں کے لیے سیکھا جائے گا۔ (۵) شوہر اپنی بیوی کی بے جا اطاعت کرے گا۔ (۶) اولاد اپنے ماں باپ کی نافرمانی کرے گی۔ (۷) اپنے دوست کو قریب کرے گی۔ (۸) اپنے ماں باپ کو دور کرے گی۔ (۹) مسجدوں میں کھیل کود شور وغل کریں گے۔ (۱۰) قوم کے لیڈر بہت رذیل لالچی اور بدخلق ہوں گے۔ (۱۱) خوف کی وجہ سے لوگوں کی آؤ بھگت اور تعظیم وتکریم کی جائے گی۔ (۱۲) اور گانے باجے ظاہر ہو جائیں گے یعنی گانے والی لونڈیاں اور عورتیں علانیہ طور پر لوگوں کو گانا سنائیں گی۔ (۱۳) اور طبلہ سارنگی اور بجانے کے آلات بہت پھیل جائیں گے جگہ جگہ گانے بجانے کی آواز سنائی دے گی۔ (۱۴) شراب خوری کثرت سے کھلم کھلا ہو گی۔ (۱۵) اور اس امت کی پچھلی جماعت پہلے لوگوں

٥٤٥٠۔ اسناده ضعيف۔ سنن الترمذى كتاب الفتن باب ما جاء فى علامة حلول المسخ والخسف ٢٢١١۔ ربیع الجزامی ضعیف ہے۔

کو برا بھلا کہے گی اور اگلے لوگوں پر لعنت اور طعنہ زنی کرے گی۔ جب یہ سب باتیں ہونے لگیں گی تو اس وقت سرخ آندھی کا انتظار کرو جو قیامت کی نشانیوں میں سے ہے اور بہت سے زلزلوں کا آنا اور زمین میں دھنسنا اور بندر کی صورت میں مسخ ہونا اور آسمانی پتھراؤ کا ہونا اور اس قسم کی اور بہت سی نشانیاں لگاتار ظاہر ہوتی رہیں گی جس طرح موتیوں کا ہار جب ٹوٹ جائے تو موتی لگاتار نیچے گرنے لگتے ہیں یعنی قیامت کی نشانیاں اس کے بعد لگاتار ظاہر ہوتی رہیں گی یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ (ترمذی)

(٥٤٥١) وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا فَعَلَتْ اُمَّتِی خَمْسَ عَشْرَةَ خَصْلَةً حَلَّ بِهَا الْبَلَآءُ وَعَدَّ هٰذِهِ الْخِصَالَ وَلَمْ يَذْكُرْ تُعُلِّمَ لِغَيْرِ الدِّيْنِ قَالَ وَبَرَّ صَدِيْقَهٗ وَجَفَا اَبَاهُ وَقَالَ وَشُرِبَ الْخَمْرُ وَلُبِسَ الْحَرِيْرُ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۵۴۵۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب میری امت پندرہ کام کرنے لگے گی تو ان پر بلائیں اتریں گی۔ اور آپ ﷺ نے وہی پندرہ باتیں گنائیں جو پچھلی روایت میں مذکور ہیں۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہیں ذکر کیا تعلم لغیر الدین کو بلکہ کہا ادنی صدیقه کی جگہ بر صدیقه اور اقصی اباہ کی جگہ جفا اباہ اور شربت الخمور کی جگہ شرب الخمر اور لبس الحریر کہا ہے۔ (ترمذی)

امام مہدی کی آمد

(٥٤٥٢) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتّٰى يَمْلِكَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ بَيْتِی يُوَاطِئُ اِسْمُهٗ اِسْمِی)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ اَبُوْدَاوٗدَ رِوَايَةٍ لَهٗ قَالَ ((لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا يَوْمٌ لَطَوَّلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ حَتّٰى يَبْعَثَ اللّٰهُ فِيْهِ رَجُلًا مِنِّی اَوْمِنْ اَهْلِ بَيْتِی يُوَاطِئُ اِسْمُهٗ اِسْمِی وَاِسْمُ اَبِيْهِ اِسْمَ اَبِیْ يَمْلَاُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَجَوْرًا)). رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيّ.

(۵۴۵۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دنیا ختم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تمام عرب کا ایک شخص وزیر ہوگا جو میرے خاندان کا ہوگا اور میرے نام کے ساتھ اس کا نام ہوگا یعنی وہ سید ہوگا اور نام بھی اس کا محمد ہوگا اور اس کے باپ کا نام بھی میرے باپ کے نام پر ہوگا اور وہ شخص دنیا کو انصاف سے بھر دے گا جیسے اس سے پہلے دنیا ظلم وستم سے بھری ہوئی تھی۔ اور بعض روایتوں میں اس طرح ہے کہ دنیا کے فنا ہونے میں صرف ایک ہی دن باقی رہ گیا ہو تو اللہ تعالیٰ اس دن کو اتنا لمبا کر دے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے خاندان میں سے ایک ایسے شخص کو بھیجے گا جس کا نام میرا ہی نام ہوگا اور جس کے باپ کا نام میرے باپ کا نام ہوگا۔ (ابوداؤد۔ ترمذی)

توضیح: یہ حضرت مہدی علیہ السلام ہیں مہدی کے معنی ہدایت یافتہ کے ہیں اور یہ ان کا خصوصی لقب ہے ورنہ ان کا نام اس حدیث کے مطابق محمد بن عبداللہ ہوگا اور یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وزیر اعظم کے قائم مقام ہوں گے ان کی آمد کے پہلے دنیا جور وظلم سے بھری ہوئی تھی ان کے آنے کے بعد دنیا عدل وانصاف سے بھر جائے گی یہ پیشین گوئی قیامت سے پہلے ثابت ہوگی جو رسول اللہ ﷺ کی نبوت پر بہت بڑی دلیل ہے۔

(٥٤٥٣) وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((الْمَهْدِيُّ مِنْ عِتْرَتِی مِنْ اَوْلَادِ فَاطِمَةَ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

(۵۴۵۳) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت مہدی علیہ السلام میرے خاندان سے ہوگا یعنی میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے ہوگا۔ (ابوداؤد)

٥٤٥١ ۔ اسناده ضعيف۔ سنن الترمذی كتاب الفتن باب ما جاء فی علامة حلول المسخ ٢٢١٠ ۔ فرج بن فضالہ ضعیف ہے۔

٥٤٥٢ ۔ صحيح۔ سنن ابی داؤد كتاب المهدی الفتن باب ما جاء فی المهدی ٤٢٨٢، ٢٢٣٠ .

٥٤٥٣ ۔ اسناده حسن۔ سنن ابی داؤد كتاب المهدی ٤٢٨٤ .

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت مہدی علیہ السلام اولاد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہی ہوں گے۔

(٥٤٥٤) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِالْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اَلْمُهْدِیُّ مِنِّیْ اَجْلَی الْجُبْهَةِ اَقْنَی الْاَنْفِ یَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَجَوْرًا یَمْلِكُ سَبْعَ سِنِیْنَ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

(۵۴۵۴) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مہدی میری اولاد میں سے ہوگا جس کا حلیہ یہ ہوگا کہ کشادہ پیشانی روشن چہرہ اونچی ناک والا ہے اور وہ زمین کو اس طرح عدل وانصاف سے بھر دے گا جیسا کہ اس کے آمد سے پہلے ظلم وستم سے بھری ہوئی تھی۔ سات برس تک ان کی خلافت رہے گی۔ (ابوداؤد)

(٥٤٥٥) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ قِصَّةِ الْمَهْدِیِّ قَالَ ((فَیَجِیْءُ اِلَیْهِ الرَّجُلُ فَیَقُوْلُ یَا مَهْدِیُّ اَعْطِنِیْ اَعْطِنِیْ قَالَ فَیَحْثِیْ لَهٗ فِیْ ثَوْبِهٖ مَا اسْتَطَاعَ اَنْ یَّحْمِلَهٗ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

(۵۴۵۵) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی علیہ السلام کے اوصاف میں سے یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ وہ بڑے سخی داتا ہوں گے کہ لوگ ان کے پاس آئیں گے اور وہ اپنے دونوں لپوں کو روپے پیسے سونا چاندی سے بھر بھر کر اتنا دیں گے کہ وہ جتنا اپنے کپڑے میں لے جا سکے۔ (ترمذی)

(٥٤٥٦) وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((یَكُوْنُ اخْتِلَافٌ عِنْدَ مَوْتِ خَلِیْفَةٍ فَیَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ هَارِبًا اِلٰی مَكَّةَ فَیَاْتِیْهِ نَاسٌ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ فَیُخْرِجُوْنَهٗ وَهُوَ كَارِهٌ فَیُبَایِعُوْنَهٗ بَیْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ وَیُبْعَثُ اِلَیْهِ بَعْثٌ مِنَ الشَّامِ فَیُخْسَفُ بِهِمْ بِالْبَیْدَاءِ بَیْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِیْنَةِ فَاِذَا رَاَی النَّاسُ ذٰلِكَ اَتَاهُ اَبْدَالُ الشَّامِ وَعَصَائِبُ اَهْلِ الْعِرَاقِ فَیُبَایِعُوْنَهٗ ثُمَّ یَنْشَأُ رَجُلٌ مِنْ قُرَیْشٍ اَخْوَالُهٗ كَلْبٌ فَیَبْعَثُ اِلَیْهِمْ بَعْثًا فَیَظْهَرُوْنَ عَلَیْهِمْ وَ ذٰلِكَ بَعْثُ كَلْبٍ وَیَعْمَلُ فِی النَّاسِ بِسُنَّةِ نَبِیِّهِمْ وَیُلْقِی الْاِسْلَامُ بِجِرَانِهٖ فِی الْاَرْضِ فَیَلْبَثُ سَبْعَ سِنِیْنَ ثُمَّ یُتَوَفّٰی وَیُصَلِّیْ عَلَیْهِ الْمُسْلِمُوْنَ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

(۵۴۵۶) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک خلیفہ کے انتقال پر لوگوں میں اختلاف ہو جائے گا اس اختلاف سے بچنے کے لیے ایک شخص نکل کر مکہ معظمہ بھاگ جائے گا مکہ والے اس کے پاس آئیں گے اور ان کو ان کے گھر سے باہر نکال کر اور حجرا سود اور مقام ابراہیم کے درمیان اس کے ہاتھ پر بیعت کر کے اس کو اپنا خلیفہ بنا لیں گے حالانکہ وہ شخص اس خلافت کے لیے آمادہ نہیں ہوگا۔ اور نہ اس سے خوش ہوگا پھر ملک شام سے اس کے مقابلے کے لیے ایک لشکر بھیجا جائے گا جب مکہ پر اس خلیفہ سے جنگ کرنے کے لیے شامی لوگ آئیں گے تو ان کو مقام بیداء میں دھنسا دیا جائے گا جو مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہے جب مسلمانوں کو یہ خبر پہنچ جائے گی تو شام کے ابدال اور عراق کے بہت سے اولیائے کرام ان کی خدمت میں امداد کے لیے حاضر ہوں گے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے پھر ایک اور شخص قریش میں پیدا ہوگا جس کا ننھیال قبیلہ کلب میں ہوگا یہ شخص بھی امام برحق کے خلاف لشکر بھیجے گا اور اس لشکر پر امام برحق کا لشکر غالب آ جائے گا اور یہ فتنہ لشکر کلب کا فتنہ ہے۔ امام برحق لوگوں کے درمیان اپنے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے احکام کے مطابق عمل کریں گے اور کرائیں گے اور اسلام اپنی گردن زمین پر رکھ دے گا یعنی نہایت مستحکم اور استوار ہو جائے گا امام برحق عادل سات برس تک صحیح معنوں میں خلافت کا کام انجام دیں گے اور پھر اسی کے اندر ان کا انتقال ہو جائے گا ان کے جنازے کی نماز مسلمان ادا کریں گے۔ (ابوداؤد)

٥٤٥٤۔ اسناده حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب المهدی ٤٢٨٥.

٥٤٥٥۔ اسناده ضعیف۔ سنن الترمذی کتاب الفتن باب ما جاء فی المهدی ٢٢٣٢۔ زید بن العمی ضعیف راوی ہے۔

٥٤٥٦۔ اسناده ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب المهدی باب ١۔ ٤٢٨٦۔ "صاحب له" راوی مجہول ومبہم ہے۔

توضیح: علامہ طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اس وقت مکہ مکرمہ بھاگ کر فتنوں سے بچنے کے لیے چلا جائے گا وہ حضرت مہدی علیہ السلام ہوں گے کیونکہ امام ابوداؤد نے اس حدیث کو باب المہدی میں بیان کیا ہے اور یہی حق معلوم ہوتا ہے کہ وہ مہدی علیہ السلام ہوں گے جب حضرت امام مہدی علیہ السلام کی قدر ومنزلت لوگوں کو معلوم ہو جائے گی تو اشراف مکہ ان کے پاس حاضر ہوں گے تو ان کو ان کے گھر سے باہر زبردستی لے آئیں گے حالانکہ وہ سمجھتے ہوں گے کہ یہ لوگ مجھے منصب خلافت پر مجبور کریں گے لیکن بخوشی اس کام کے لیے آمادہ نہیں ہوں گے۔ بہرکیف ان کو حرم شریف یعنی بیت اللہ شریف کے سامنے لے آئیں گے تو ان کے ہاتھ پر حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان میں بیعت کریں اور ایک شخص ان کا مخالف اور دشمن ظاہر ہوگا جو ان سے جنگ کرنے کے لیے ایک لشکر مکہ بھیجے گا تو وہ لشکر راستہ ہی میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان زمین میں دھنسا دیا جائے گا یہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی کرامت ہے پھر ایک اور دشمن حضرت مہدی علیہ السلام سے جنگ کرنے کے لیے ایک لشکر بھیجے گا جس پر حضرت مہدی علیہ السلام کا لشکر غالب آ جائے گا اور یہ لشکر کشی کلب کی ہوگی یعنی یہ فتنہ کلب کا ہے حضرت امام مہدی علیہ السلام سات سال تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سنت کے مطابق خود عمل کریں گے اور لوگوں سے بھی اس کی تلقین کرتے رہیں گے اور اس وقت اسلام بہت مضبوط اور مستحکم ہو جائے گا حدیث کے الفاظ ویلقی الاسلام بجا انه فی الارض. عربی میں جران اونٹ کی گردن کو کہتے ہیں جو مذبح سے نحر تک کا حصہ ہے اس کی عادت ہوتی ہے کہ جب کہیں وہ بیٹھ کر آرام لینا چاہتا ہے تو اپنی گردن زمین پر پھیلا دیتا ہے جس سے اس کو نیند آ جاتی ہے۔ قاموس میں لکھا ہے جران بعیر مقدم عنقه یعنی اونٹ کے اگلے حصے کو جران بولتے ہیں اور محاورے میں بولا جاتا ہے القی البعیر جرانه علی الارض کہ اونٹ نے اپنی گردن زمین پر آرام لینے کی خاطر ڈال دی ہے ہجرت والی حدیث میں یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ پہنچ گئے تو آپ کی سانڈنی حضرت ابوایوب انصاری کے مکان کے پاس بیٹھ گئی ووضعت جرانها اور اپنی گردن زمین پر دراز کر دی اور یہ بھی حدیث میں ہے حتی ضرب الحق بجرانه یہاں تک کہ حق نے اپنی گردن رکھ دی یعنی دین قائم اور پائیدار ہو گیا۔ دین کو اونٹ سے اس لیے تشبیہ دی کہ اونٹ جب کہیں ٹھہر جاتا ہے یا آرام لیتا ہے تو اپنی گردن زمین پر دراز کر دیتا ہے یعنی حضرت مہدی علیہ السلام کے زمانے میں اسلام بھی نہایت مضبوط اور استوار ہوگا اور سات برس تک اسلام سنت محمدی کے مطابق باقی رہے گا اس کے بعد حضرت مہدی علیہ السلام کا انتقال ہو جائے گا اور زمانے کے مسلمان ان کے جنازے کی نماز ادا کریں گے۔

(٥٤٥٧) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ ذَکَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بَلَاءً یُصِیْبُ هٰذِهِ الْاُمَّةَ حَتّٰی لَایَجِدَ الرَّجُلُ مَلْجَاءً یَلْجَاءُ اِلَیْهِ مِنَ الظُّلْمِ فَیَبْعَثُ اللّٰهُ رَجُلًا مِنْ عِتْرَتِیْ وَاَهْلِ بَیْتِیْ فَیَمْلَأُ بِهِ الْاَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلًا کَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجَوْرًا یَرْضٰی عَنْهُ سَاکِنُ السَّمَآءِ وَسَاکِنُ الْاَرْضِ لَاتَدَعُ السَّمَآءُ مِنْ قَطْرِهَا شَیْئًا اِلَّا صَبَّتْهُ مِدْرَارًا وَلَاتَدَعُ الْاَرْضُ مِنْ نَبَاتِهَا شَیْئًا اِلَّا اَخْرَجَتْهُ حَتّٰی یَتَمَنَّی الْاَحْیَآءُ الْاَمْوَاتَ یَعِیْشُ فِیْ ذٰلِكَ سَبْعَ سِنِیْنَ اَوْ

(۵۴۵۷) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بلاؤں کا ذکر فرمایا جو امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچنے والی ہیں اور ہر شخص ان بلاؤں میں سے کسی نہ کسی بلا میں مبتلا ہوگا پھر کوئی شخص اس بلا سے نجات نہیں پائے گا اس وقت اللہ تعالیٰ میرے خاندان میں سے ایک شخص کو مبعوث فرمائے گا وہ ساری زمین کو اپنے عدل وانصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح اس کے مبعوث ہونے سے پہلے ساری زمین ظلم اور بے انصافی سے بھری ہوگی اور اس شخص سے زمین کے باشندے بھی خوش ہوں گے اور آسمان والے بھی اور اس کے زمانے میں خوب بارش ہوگی اور پیداوار میں برکت ہوگی اور سب کے سب خوش حال ہوں گے یہاں تک کہ زندہ لوگ اس بات کی

٥٤٥٧۔ اسنادہ ضعیف۔ مستدرك حاکم ٤/ ٤٦٥۔ عمرو بن عبیداللہ غیر معروف راوی ہے۔ اور دوسری سند میں ملاعہ بن بشیر مجہول ہے۔ مسند احمد ٣/ ٣٧.

ثَمَانَ سِنِيْنَ اَوْ تِسْعَ سِنِيْنَ رَوَاهُ حَاكِمُ.

آرزو کرنے لگیں گے کہ ہمارے مرے ہوئے مردے اگر اس وقت زندہ ہوتے تو اس خوش حالی کے زمانے کو دیکھ لیتے اور یہ حضرت امام مہدی علیہ السلام ہوں گے جو اس خیر و برکت کے زمانے میں سات یا آٹھ یا نو برس تک زندہ رہیں گے۔ (حاکم)

(٥٤٥٨) وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((يَخْرُجُ رَجُلٌ مِّنْ وَّرَآءِ النَّهْرِ يُقَالُ لَهُ الْحَارِثُ حَرَّاثٌ عَلٰى مُقَدَّمَتِهٖ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ مَنْصُوْرٌ يُوَطِّنُ اَوْيُمَكِّنُ لِاٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا مَكَّنَتْ قُرَيْشٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَجَبَ عَلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ نَصْرُهٗ اَوْقَالَ اِجَابَتُهٗ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

(۵۴۵۸) حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ایک شخص ان شہروں میں جو نہر کے پیچھے واقع ہے ظاہر ہوگا اس کا نام حارث یا حراث ہوگا اس کی فوج کے اگلے حصے پر ایک افسر ہوگا جس کا نام منصور ہوگا اور خاندان رسالت کے لوگوں کو یعنی سیدوں کو امن کی جگہ دے گا تاکہ انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے جس طرح مسلمان قریشیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جگہ دی تھی یعنی مہاجر انصار اس وقت ہر مسلمان پر ان کی مدد فرض ہوگی۔ (ابوداؤد)

توضیح: بظاہر یہ نکلنے والے صاحب بہت نیک آدمی ہوں گے جو وراء النہر کے علاقے میں ظاہر ہوگا اصطلاح وراء النہر جیسے بخاریٰ سمرقند، ساس قند ان کے مثل اور یہ سب علاقے ایک نہر کے پیچھے واقع ہیں ان کو حارث یا حراث کہا جائے گا یا تو ان کا یہی نام ہوگا یا لقب ہوگا اس لشکر کے آگے آگے سپہ سالار ہوگا جس کا نام منصور ہوگا یا تو ان کا نام ہی منصور ہوگا یا ان کی مدد کی جائے گی لغات الحدیث میں لکھا ہے اس کا نام حارث یا حراث ہوگا وہ کھیتی کرنے والا ہوگا اور اس کا نام منصور بھی ہوگا یا منصور ان کی صفت ہے یعنی مدد کیا گیا یہ شخص حضرت امام مہدی علیہ السلام کا مددگار ہوگا اور وزیر ہوگا حضرت امام ابوداؤد رحمہ اللہ اس حدیث کو کتاب المہدی میں لائے ہیں۔

(٥٤٥٩) وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُكَلِّمَ السِّبَاعُ الْاِنْسَ وَحَتّٰى تُكَلِّمَ الرَّجُلَ عَذَبَةُ سَوْطِهٖ وَ شِرَاكُ نَعْلِهٖ وَيُخْبِرُهٗ فَخِذُهٗ بِمَا اَحْدَثَ اَهْلُهٗ بَعْدَهٗ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۵۴۵۹) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ درندے انسانوں سے باتیں نہ کرنے لگیں یعنی قیامت سے پہلے جنگلی جانور چیر پھاڑ کرنے والے انسانوں سے اس طرح کلام اور بات چیت کرنے لگیں گے جس طرح انسان دوسرے انسان سے بات چیت کرتا ہے اور کوڑے کا کنارا اور اس کے جوتی کا تسمہ اور اس کی ران، یعنی اس کی شرم گاہ اور اس کی بیوی کی ران یعنی اس کی شرم گاہ جو خاوند کی عدم موجودگی میں خیانت کی ہے وہ بتادے گی۔ یعنی یہ غیر روح اور غیر جاندار چیزیں بھی بولنے لگیں گی۔ (ترمذی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

(٥٤٦٠) عَنْ اَبِىْ قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اَلْاٰيَاتُ بَعْدَ الْمِائَتَيْنِ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

(۵۴۶۰) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے مرنے کے دو سو برس کے بعد قیامت کی بڑی بڑی نشانیاں ظاہر ہونے لگیں گی۔ (ابن ماجہ)

٥٤٥٨۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤد كتاب المهدی ٤٢٩٠۔ ہلال بن عمرو اور ابوالحسن الکوفی دونوں مجہول راوی ہیں۔

٥٤٥٩۔ اسناده صحيح۔ سنن الترمذی كتاب الفتن باب ما جاء فی كلام السباع ٢١٨١۔

٥٤٦٠۔ موضوع۔ سنن ابن ماجه كتاب الفتن باب الآيات ٤٠٥٧۔ عون ضعیف راوی ہے نیز امام ابن جوزی اور ذہبی نے اس روایت کو موضوع قرار دیا ہے۔ (الضعيفه ١٩٦٦)

توضیح: علامات قیامت میں سے آن حضرت ﷺ کا ہجرت کرنا یا آپ کا انتقال فرما جانا یا حضرت مہدی علیہ السلام کا ظاہر ہونا یا دجال کا نکلنا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا اور مغرب سے سورج کا طلوع ہونا اور دابتہ الارض کا نکلنا۔ وغیرہ وغیرہ۔

(٥٤٦١) وَعَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا رَاَيْتُمُ الرَّايَاتِ السُّوْدَ قَدْ جَاۗءَتْ مِنْ قِبَلِ خُرَاسَانَ فَاْتُوْهَا فَاِنَّ فِيْهَا خَلِيْفَةَ اللّٰهِ الْمَهْدِيَّ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

(۵۴۶۱) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم ملک خراسان کی طرف سے سیاہ سیاہ جھنڈے لے آتے ہوئے دیکھو تو تم ان جھنڈے ولوں کے ساتھ مل جاؤں کیونکہ ان جھنڈوں کے تلے اللہ تعالیٰ کا خلیفہ حضرت امام مہدی علیہ السلام ہوں گے۔ امام احمد اور بیہقی نے دلائل نبوت میں بیان کیا ہے۔

امام مہدی حضرت حسن کی نسل سے ہوں گے

(٥٤٦٢) وَعَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ وَنَظَرَ اِلَى ابْنِهِ الْحَسَنِ قَالَ اِنَّ ابْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ كَمَا سَمَّاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَسَيَخْرُجُ مِنْ صُلْبِهِ رَجُلٌ يُسَمّٰى بِاسْمِ نَبِيِّكُمْ يُشْبِهُهٗ فِي الْخُلُقِ وَلَا يُشْبِهُهٗ فِي الْخَلْقِ ثُمَّ ذَكَرَ قِصَّةَ يَمْلَاُ الْاَرْضَ عَدْلًا۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَلَمْ يَذْكُرِ الْقِصَّةَ.

(۵۴۶۲) حضرت ابو اسحاق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے صاجزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر فرمایا میرا یہ پیارا بچہ سردار ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آئندہ اس کے خاندان سے ایک ایسا شخص پیدا ہوگا جس کا نام تمہارے نبی کے نام پر ہوگا۔ یعنی احمد یا محمد، اخلاق و عادات اور چال وچلن میں آن حضرت ﷺ کے مشابہ ہوگا لیکن صورت و شکل میں مشابہ نہ ہوگا اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کے عدل و انصاف کا واقعہ بیان کیا۔ (ابوداود)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہوں گے لہٰذا شیعہ حضرات کا قول اس سے باطل ہو جاتا ہے۔

(٥٤٦٣) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ فُقِدَ الْجَرَادُ فِيْ سَنَةٍ مِنْ سِنِيْ عُمَرَ الَّتِيْ تُوُفِّيَ فِيْهَا فَاهْتَمَّ بِذَالِكَ هَمًّا شَدِيْدًا افَبَعَثَ اِلَى الْيَمَنِ رَاكِبًا وَرَاكِبًا اِلَى الْعِرَاقِ وَرَاكِبًا اِلَى الشَّامِ يَسْاَلُ عَنِ الْجَرَادِ هَلْ اُرِيَ مِنْهُ شَيْئًا فَاَتَاهُ الرَّاكِبُ الَّذِيْ مِنْ قِبَلِ الْيَمَنِ بِقَبْضَةٍ فَنَثَرَهَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَمَّا رَاٰهَا عُمَرُ كَبَّرَ وَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ خَلَقَ اَلْفَ اُمَّةٍ سِتُّمِائَةٍ مِّنْهَا فِي الْبَحْرِ وَاَرْبَعُ

(۵۴۶۳) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس سال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وفات پائی ہے اس سال ٹڈیاں نہیں ظاہر ہوئیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو خاص طور پر محسوس کیا اور ٹڈی نہ آنے سے غمگین ہو گئے پھر آپ نے یمن کی طرف ایک سوار کو بھیجا اور عراق کی طرف ایک سوار کو روانہ کیا اور شام کی طرف ایک سوار کو بھیجا تا کہ وہ وہاں جا کر ٹڈی کے متعلق پوچھیں کہ کسی نے کہیں دیکھی ہے جس سوار کو یمن کی طرف بھیجا گیا تھا وہ ایک مٹھی ٹڈیاں لایا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے لا کر ڈال دیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھ کر اللہ اکبر کہا اور یہ بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خدائے بزرگ و برتر نے حیوانات کی ہزار

٥٤٦١۔ اسناده ضعيف۔ مسند احمد ٥/ ٢٧٧۔ دلائل النبوة للبيهقی ٦/ ٥١٦۔ علی بن زید بن جدعان ضعیف راوی ہے۔

٥٤٦٢۔ ضعيف۔ سنن ابی داؤد كتاب المهدی ٤٢٩٠۔ سند میں انقطاع ہے نیز ابو اسحاق مدلس راوی ہیں۔

٥٤٦٣۔ اسناده ضعيف۔ شعب الايمان ١٠١٣٢، ١٠١٣٣۔ عیسیٰ بن شبیب اور عیسیٰ بن ہلال دونوں ضعیف راوی ہیں۔

مِائَةٍ فِي الْبَرِّ فَإِنَّ اَوَّلَ هَلَاكِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ الْجَرَادُ فَإِذَا هَلَكَتِ الْجَرَادُ تَتَابَعَتِ الْاُمَمُ كَنِظَامِ السِّلْكِ)) رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْاِيْمَانِ .

قسمیں پیدا کی ہیں ان میں چھ سو دریا میں ہیں (یعنی بحری حیوانات) اور چار سو خشکی میں اور ان حیوانات میں سب سے پہلے ٹڈیاں ہلاک ہوں گی یعنی ٹڈیوں کا خاتمہ ہو جائے گا پھر حیوانات کی دوسری قسمیں یکے بعد دیگرے ہلاک ہونا شروع ہوں گی جس طرح موتیوں کی لڑی کھل جاتی ہے اور موتی یکے بعد دیگرے بکھرنے لگتے ہیں۔ (بیہقی)

❀❀❀❀

بَابُ الْعَلَامَاتِ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ وَ ذِكْرِ الدَّجَّالِ

قیامت سے پہلے ظاہر ہونے والی نشانیوں اور دجال کا بیان

قیامت کی نشانیاں دو قسم کی ہیں۔ ایک چھوٹی چھوٹی نشانیاں ہیں جن کو علامت صغریٰ کہا جاتا ہے اور دوسری وہ بڑی بڑی نشانیاں ہیں جن کو علامت کبریٰ کہتے ہیں علامات صغریٰ وہ ہیں جو نبی کریم ﷺ کی وفات سے حضرت امام مہدی یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ تک وجود میں آئیں گی۔ اور علامات کبریٰ وہ ہیں جو حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے صور پھونکنے کے وقت تک وجود میں آتی رہیں گی اور قیامت کبریٰ صور پھونکنے کے وقت سے شروع ہوگی یہاں ہر ایک کا مختصراً ذکر کیا جاتا ہے۔

علامات صغریٰ

علامات صغریٰ کے متعلق رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ پہلی علامات قیامت میری رحلت، پھر بیت المقدس کی فتح، پھر ایک عام وبا ہوگی یہ دونوں علامتیں فتح بیت المقدس اور وباء حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہو چکیں پھر وہ فتنہ جو تمام عرب کے گھر گھر میں داخل ہو جائے گا یہ فتنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل کا ہے جس کی وجہ سے یزید اور عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں دراصل عرب کا ہر گھر ماتم کدہ بنا ہوا تھا۔ مال زیادہ ہوگا مسلمان اور عیسائیوں میں صلح ہوگی پھر وہ عیسائی بدعہدی کریں گے اور اسی جھنڈے اور ہر جھنڈے کے ساتھ بارہ ہزار لشکر لے کر مسلمانوں پر چڑھائی کریں گے۔ (بخاری)

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ قیامت کی نشانی یہ بھی ہے کہ مسلمان حاکم ملک کے لگان کو اپنی ذاتی دولت بنالیں گے یعنی اس کو شرعی مصرف میں خرچ نہیں کریں گے لوگ زکوٰۃ کو تاوان سمجھ کر ادا کریں گے۔ امانت کو مال غنیمت کی طرح حلال جانیں گے۔ شوہر اپنی بیوی کی بے جا اطاعت کرے گا' اولاد اپنے ماں باپ کی نافرمانی کرے گی' برے لوگوں سے دوستی کریں گے علم صرف دنیاوی غرضوں کے لیے سیکھا جائے گا۔ قوم کے سردار نہایت ہی کمینے بدخلق لالچی ہوں گے۔ حکومت کے انتظامات ایسے لوگوں کے سپرد کر دیے جائیں گے جو اس کے لائق نہ ہوں گے۔ خوف کی وجہ سے لوگوں کی آؤ بھگت اور تعظیم و تکریم کی جائے گی شراب خوری کثرت سے کھلم کھلا ہوگی' کھیل کود ناچ گانے کا رواج کثرت سے ہو جائے گا زنا اور حرام کاری کی زیادتی ہوگی۔ امت کے پچھلے لوگ اگلوں پر لعنت و طعنہ زنی کریں گے۔ لڑکوں میں بھی باہم بدچلنی ہوگی' مسجدوں میں کھیل کود کریں گے' ملاقات کے وقت بجائے سلام کے گالی بکیں گے علم شرعی کم ہو جائے گا دلوں سے امانت اٹھ جائے گی۔ جھوٹ کو ہنر سمجھا جائے گا' شرم و حیا جاتی رہے گی عورتیں زیادہ ہوں گی' بے پردہ اور باریک کپڑا پہن کر بازاروں میں پھریں گی اور لوگوں کو اپنے اوپر فریفتہ کریں گی۔ (ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے جب کفار آپس میں ایک دوسرے کے ممالک اسلامیہ پر قابض ہونے کے لیے بلائیں گے جیسے کہ دستر خوان پر کھانے کے لیے ایک دوسرے کو بلاتے ہیں۔ کسی نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا اس وقت ہماری تعداد بہت کم ہوگی؟ فرمایا: نہیں بلکہ تم اس وقت بہت ہو گے لیکن ایسے بے بنیاد جیسے پانی کی رو کے سامنے خس و خاشاک۔ اور تمہارا رعب و دبدبہ دشمنوں کے دل سے اٹھ جائے گا اور تمہارے دلوں میں سستی پڑ جائے گی۔ ایک صحابی نے عرض کیا یارسول اللہ یہ سستی کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ

نے فرمایا تم دنیا سے محبت اور موت سے خوف کرو گے (احمد ابوداؤد)

اور قیامت کی یہ بھی نشانی ہے کہ مسلمانوں پر چاروں طرف سے کفار اس قدر گھیرا اور ظلم کریں گے کہ مسلمانوں کا بچنا مشکل ہو جائے گا باطل مذہب والے جھوٹی حدیثیں بنائیں گے بدعتوں کا زیادہ فروغ ہوگا۔ جب سب علامتیں پائی جائیں گی تو مسلمانوں کی عیسائیوں سے سخت لڑائی ہوگی اور مسلمانوں کے بہت سے ملکوں پر عیسائی غلبہ کر کے قبضہ کر لیں گے یہاں تک کہ ان کی حکومت عرب میں خیبر تک پہنچ جائے گی۔ اس وقت مسلمان سخت پریشان ہو کر حضرت امام مہدی علیہ السلام کو تلاش کریں گے تب اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت امام مہدی علیہ السلام کو ظاہر فرمائے گا اور امت محمدیہ کو ایک جھنڈے تلے لے آئیں گے۔

علامت کبریٰ وظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام

مہدی ہدایت یافتہ کو کہتے ہیں یہاں مہدی سے وہ مہدی علیہ السلام مراد ہیں جن کا ذکر بڑی تفصیل کے ساتھ احادیث میں آتا ہے۔ آپ کا حلیہ مبارک یہ ہے کہ قد وقامت قدرے لمبا ہوگا بدن چست رنگ کھلا ہوا اور چہرہ یعنی شکل وصورت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہوگا آپ کے اخلاق بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ سے ملتے جلتے ہوں گے آپ کا اسم گرامی محمد والد ماجد کا نام عبداللہ اور والدہ محترمہ کا نام آمنہ ہوگا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں گے زبان میں کچھ لکنت ہوگی جس کی وجہ سے تنگ دل ہو کر کبھی کبھی ران پر ہاتھ ماریں گے آپ کا علم لدنی (خداداد) ہوگا۔

بیعت کے وقت عمر چالیس سال کی ہوگی خلافت کے مشہور ہونے پر مدینہ کی فوجیں آپ کے پاس مکہ معظّمہ چلی آئیں گی شام، عراق، یمن کے اولیاء کرام وابدال عظام آپ کی صحبت میں اور ملک عرب کے بے انتہا آدمی آپ کی فوج میں داخل ہوں گے عیسائی آپ کا حال سن کر چاروں طرف سے فوج جمع کر کے شام میں مسلمانوں سے مقابلہ کے لیے آئیں گے ان کی فوج کے اس وقت اسی جھنڈے ہوں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ بارہ ہزار سپاہی ہوں گے۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام ان عیسائیوں سے مقابلہ کے لیے مدینہ طیبہ ہوتے ہوئے شام کی جانب روانہ ہوں گے۔ دمشق کے قرب وجوار میں عیسائیوں سے آمنا سامنا ہوگا اس وقت حضرت مہدی علیہ السلام کی فوج کے تین گروہ ہو جائیں گے ایک گروہ نصاریٰ کے خوف سے بھاگ جائے گا یہ اس قدر برے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کی توبہ ہرگز قبول نہ کرے گا۔ باقی ماندہ فوج میں سے کچھ تو شہید ہو کر بدر واحد کے شہیدوں کے مراتب پر پہنچیں گے اور کچھ اللہ تعالیٰ کی مدد سے فتحیاب ہو کر ہمیشہ کے لیے گمراہی سے نجات پائیں گے۔

حضرت مہدی علیہ السلام دوسرے روز بھی عیسائیوں کے مقابلہ کے لیے نکلیں گے اس روز مسلمانوں کی ایک بڑی جمعیت عہد کر لے گی کہ بغیر فتح یا موت کے میدان جنگ سے نہ پلٹیں گے پس یہ بھی شام تک شہید ہو جائیں گے۔

حضرت مہدی علیہ السلام باقی ماندہ قلیل جماعت کے ساتھ لشکر گاہ کی طرف لوٹیں گے دوسرے دن پھر ایک بہت بڑی جمعیت عہد کرے گی کہ بغیر فتح یا موت کے ہرگز واپس نہ ہوں گے۔

مختصر یہ کہ تین چار روز بڑی گھمسان کی لڑائی ہوگی چوتھے روز حضرت مہدی علیہ السلام تھوڑی سی جماعت لے کر اس دلیری و بہادری سے مقابلہ کریں گے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو نمایاں فتح عطا فرمائے گا عیسائی اس قدر قتل وغارت ہوں گے کہ باقیوں کی دماغ سے حکومت جاتی رہے گی اور بے سروسامان ہو کر نہایت ذلت ورسوائی کے ساتھ بھاگیں گے مگر مسلمان ان کا تعاقب کر کے بہت ساروں کو جہنم رسید کر دیں گے۔ اس کے بعد حضرت مہدیؑ اس میدان کے بہادروں کو بے انتہا انعام واکرام تقسیم کریں گے لیکن اس مال سے کسی کو خوشی حاصل نہ ہوگی کیونکہ اس جنگ کی بدولت بہت سے خاندان وقبائل ایسے ہوں گے جن میں سو سو میں سے ایک ایک آدمی بچا ہوگا اس کے بعد حضرت مہدیؑ بلاد

اسلامیہ (اسلامی شہروں) کے نظم ونسق وفرائض وبندوں کے حقوق کی انجام دہی میں مصروف ہوں گے کہ اتنے میں یہ افواہ اڑے گی کہ دجال نے مسلمانوں پر تباہی ڈال دی ہے تحقیق کے بعد معلوم ہوگا کہ یہ افواہ غلط بے بنیاد ہے پھر آپ اپنے کام میں مشغول ہو جائیں گے کچھ عرصہ کے بعد دجال بھی ظاہر ہوگا۔

دجال

یہ دجال یہودیوں میں سے ہوگا اس کا لقب مسیح ہوگا دائیں آنکھ پھولی ہوگی۔ گھرنگھر دار بال ہوں گے سواری میں ایک بہت بڑا گدھا ہوگا پہلے ملک عراق وشام کے درمیان ظاہر ہوگا جہاں اس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہو جائیں گے۔ یہیں سے خدائی کا دعویٰ کر کے چاروں طرف فساد برپا کرے گا اور زمین کے اکثر مقامات پر گشت کر کے لوگوں سے اپنے آپ کو خدا کہلوائے گا اس کی پیشانی پر ک ف ر یعنی کفر لکھا ہوگا جس کی شناخت صرف پکے مسلمان مومن ہی کر سکیں گے لوگوں کی آزمائش کے لیے اللہ تعالیٰ اس سے بڑے بڑے خرق عادات (کمالات خلاف عادت) وخلاف معمول شعبدے اور ہتھکنڈے ظاہر کرے گا، اس کے ساتھ ایک آگ ہوگی جس کو دوزخ سے تعبیر کریگا اور ایک باغ ہوگا جس کو جنت کے نام سے مشہور کرے گا۔ اپنے مخالفین کو آگ میں موافقین کو جنت میں ڈالے گا مگر وہ آگ درحقیقت جنت کی مانند ہوگی اور جنت آگ کی خاصیت رکھتی ہوگی اس کے پاس کھانے پینے کا بھی بہت بڑا ذخیرہ ہوگا جس کو چاہے گا دے گا۔ جو اس کو خدا مانے گا اس کے لیے دجال کے حکم سے بارش ہوگی جس سے اناج پیدا ہوگا۔ درخت پھل دار مویشی موٹے تازے اور دودھ والے ہو جائیں گے مگر یہ سب کچھ مداری کے کھیل کا سا دھندہ ہوگا اور جو اس کی مخالفت کرے گا اس کے لیے کھانے پینے کی چیزیں بند کر دے گا اور بہت سی ایذائیں پہنچائے گا مگر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مسلمانوں کو سبحان اللّٰہ و لا الہ الا اللّٰہ وغیرہ کھانے پینے کا کام دے گا۔

اور دجال مسمریزم والوں کی طرح اپنی خدائیت کا یقین دلانے کے لیے لوگوں کے مردہ ماں باپ کو زندہ کرے گا یعنی شیطان ان کی شکل میں ظاہر ہوگا اپنے مخالف کو آرے سے دو ٹکڑے کر کے پھر زندہ کر دے گا گروہ مسلمان پکا مومن ہوگا اس پر بھی ایمان ویقین نہیں لائے گا۔ (ترمذی)

بہرحال دجال کا سخت فتنہ ہوگا وہ فتنہ برپا کرتا ہوا دمشق تک پہنچے گا حضرت مہدی علیہ السلام پہلے ہی سے دمشق میں موجود ہوں گے اور جنگ کی پوری تیاری کر کے سامان حرب تقسیم کرتے ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے۔ اس وقت موذن عصر کی اذان کہہ رہا ہوگا لوگ نماز کی تیاری میں ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے کندھے پر سہارا لگائے ہوئے آسمان سے دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی منارہ پر جلوہ افروز ہو کر حضرت مہدی علیہ السلام سے ملاقات کریں گے حضرت امام صاحب نہایت تواضع خوش خلقی سے پیش آئیں گے اور فرمائیں گے یا نبی اللہ امامت کیجیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ارشاد فرمائیں گے کہ تمہیں نماز پڑھاؤ کیونکہ امامت آپ ہی کو لائق ہے اور یہ عزت اللہ تعالیٰ نے اسی امت کو دی ہے کہ کوئی غیر اس کا امام نہیں ہوسکتا لہٰذا حضرت امام مہدی علیہ السلام نماز پڑھائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اقتدا کریں گے نماز سے فارغ ہو کر حضرت امام مہدی علیہ السلام پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمائیں گے یا نبی اللہ اب لشکر کا انتظام آپ کے سپرد ہے جس طرح چاہیں انجام دیں آپ فرمائیں گے نہیں یہ کام بھی بدستور آپ کے ماتحت رہے گا میں صرف دجال کے قتل کرنے کے لیے آیا ہوں جس کا مارا جانا میرے ہی ہاتھ سے مقدر ہے۔ (مسلم)

چنانچہ دونوں حضرات فوج لے کر دجال کے لشکر پر حملہ کریں نہایت خوفناک گھمسان کی لڑائی ہوگی اس وقت دم عیسوی کی یہ خاصیت ہوگی کہ جہاں تک آپ کی نظر کی رسائی ہوگی وہیں تک یہ بھی پہنچے گا اور جس کافر تک آپ کا سانس پہنچے گا۔ وہیں نیست ونابود ہو جائے گا دجال آپ کے مقابلہ سے بھاگے گا آپ اس کا تعاقب یعنی کہ (پیچھا) کرتے کرتے مقام لد میں جائیں گے اور نیزے سے اس

کا کام تمام کر کے لوگوں سے اس کی ہلاکت کا اظہار کریں گے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کے قتل کرنے میں جلدی نہ کرتے وہ بھی آپ کی سانس سے اس طرح پگھل جاتا جیسے پانی میں نمک گھل کر مٹ جاتا ہے۔ (مسلم)

بہر کیف اسلامی فوج دجال کے لشکر کو قتل و غارت کرنے میں مشغول ہو جائے گی تب یہودیوں کو جو اس کے لشکر میں ہوں گے کوئی چیز پناہ نہ دے گی یہاں تک کہ اگر کوئی ان میں سے رات کے وقت کسی پتھر و درخت کی آڑ میں پناہ گزیں ہو تو وہ بھی آواز دے گا اے اللہ کے بندے! دیکھ اس یہودی کو پکڑ کر قتل کر۔ وہاں ایک درخت غرقد نامی یہودیوں کو چھپائے گا۔ (ابوداؤد حاکم)

زمین پر دجل کے شر و فساد کا زمانہ چالیس روز تک رہے گا جس میں سے ایک دن ایک سال کے برابر اور ایک دن ایک مہینہ کے برابر اور ایک دن ایک ہفتہ کے برابر ہو گا اور باقی دن معمول دنوں کے برابر ہوں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ جو روز ایک سال کے برابر ہو گا تو اس میں ایک دن کی نماز پڑھنی چاہیے یا سال بھر کی آپ نے فرمایا اندازہ و تخمینہ کر کے ایک سال ہی کی نماز ادا کرنی چاہیے۔

جب دجال کا فتنہ ختم ہو جائے گا تو حضرت امام مہدیؑ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان شہروں میں دورہ فرمائیں گے جن کو دجال نے تاخت و تاراج کر دیا ہو گا دجال سے تکلیف اٹھاتے ہوئے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے یہاں اجر عظیم ملنے کی خوش خبری دے کر تسلی اور دلاسا دیں گے اور اپنی عنایات اور نوازشات عامہ سیان کے دنیاوی نقصانات کی تلافی کریں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل خنزیر (سور مارنے) شکست صلیب (صلیب توڑنے) اور کفار سے جزیہ قبول نہ کرنے کے احکام جاری فرما کر تمام کافروں کو اسلام کی طرف بلائیں گے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کوئی کافر اسلامی شہروں میں نہ رہے گا تمام زمین حضرت مہدی علیہ السلام کے عدل و انصاف سے منور و روشن ہو جائے گی اور ظلم و بے انصافی کی بیخ کنی ہو جائے گی تمام لوگ عبادت و اطاعت میں سرگرم و مشغول ہوں گے۔

اس وقت حضرت امام مہدی علیہ السلام آٹھ یا نو سال خلافت کر کے انتقال فرمائیں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے جنازہ کی نماز پڑھا کر دفن فرمائیں گے اس کے بعد تمام کام چھوٹے بڑے انتظامات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں آ جائیں گے تمام مخلوق نہایت امن و امان کی زندگی بسر کرے گی اور اللہ تعالیٰ آپ پر وحی نازل فرمائے گا کہ میں اپنے بندوں میں سے ایسے طاقتور بندوں کو ظاہر کرنے والا ہوں کہ کسی شخص کو ان کے مقابلہ کی طاقت نہ ہو گی پس میرے خاص بندوں کو طور پہاڑ پر لے جاؤ کہ وہاں پناہ گزیں ہو جائیں چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام مسلمانوں کو لے کر کوہ طور پر چلے جائیں گے کہ اتنے میں یاجوج ماجوج سد سکندری کو توڑ کر ٹڈی دل کی طرح چاروں طرف پھیل جائیں گے۔ اگرچہ روزانہ وہ سد سکندری توڑنے میں مصروف رہتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ پھر اس کو ویسا ہی کر دیتا ہے ہاں صرف اس میں اتنا سوراخ ہو گیا ہے کہ جتنا انگوٹھے اور درمیان کی انگلی کے درمیان سے حلقہ پیدا ہو جاتا ہے ابھی تک اس قدر سوراخ نہیں ہو سکا کہ وہ اس سے نکل سکیں جب ان کے نکلنے کا وقت آئے تو انشاء اللہ کہہ کر نکل جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿حَتّٰی اِذَا فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ﴾

ان کی تعداد اس قدر ہو گی کہ جب ان کی پہلی جماعت بحیرہ طبریہ میں پہنچے گی اس کا کل پانی پی کر خشک کر دے گی ظلم و غارت گری کرتے ہوئے جب ملک شام میں پہنچ کر آپس میں کہیں گے کہ زمین والوں کو ہم نے نیست و نابود کر دیا آؤ آسمان والوں کا بھی خاتمہ کر دیں چنانچہ وہ آسمان پر تیر پھینکیں گے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے ان کے تیروں کو خون آلودہ کر کے لوٹا دے گا یہ دیکھ کر وہ بڑے خوش ہوں گے کہ اب تو ہمارے سوائے دنیا میں کوئی نہیں رہا اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مسلمانوں پر غلہ کی اس قدر تنگی ہو جائے گی کہ گائے کا کلہ سو سو اشرفی تک ہو جائے گا بالآخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دعا کے لیے کھڑے ہوں گے اور آپ کے تمام ساتھی پیچھے کھڑے ہو کر آمین کہیں گے اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول فرما کر یاجوج ماجوج کو ہلاک کرنے کے لیے ایک بیماری (نغف) ان کی گردنوں میں پیدا کرے گا جس سے تمام یاجوج و ماجوج

ایک ہی رات میں تباہ و برباد ہو جائیں گے وہ واپس آ کر بیان کریں گے کہ تمام زمین ان کی لاشوں سے بھری ہوئی ہے اور بدبو سے سڑ رہی ہے اس مصیبت کو دور کرنے کے لیے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھیوں سمیت دعا کریں گے تب اللہ تعالیٰ لمبی لمبی گردن و جسم والے پرندوں کو بھیجے گا وہ پرندے کچھ کو کھالیں گے اور کچھ کو لے جا کر مختلف جزیروں اور دریائے شور میں پھینک دیں گے پھر ان کے خون و پیپ سے زمین کو پاک کرنے کی غرض سے اللہ تعالیٰ ایسے زور کی بارش برسائے گا جس سے تمام زمین دھل کر پاک و صاف ہو جائے گی اور اس بارش سے پیداوار بھی خوب ہوگی۔ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھیوں کو لے کر زمین پر آئیں گے تو چیزوں میں اس قدر برکت ہوگی کہ ایک سیر اناج باریک، گائے یا بکری کا دودھ ایک کنبہ کے لیے کافی ہوگا تمام لوگ نہایت عیش و عشرت سے زندگی بسر کریں گے اس وقت سب کے سب مسلمان ہوں گے کوئی کافر نہ ہوگا اور نہ کوئی کسی کو تکلیف دے گا سب کے سب احسان اور نیکی میں مصروف ہوں گے قوم یاجوج ماجوج کی تلواروں کے نیام خالی ملیں گے اور ایک عرصہ تک بطور ایندھن کے جلائیں گے اس طرح سات سال تک بڑی ترقی رہے گی۔ (مسلم، ترمذی)

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں سب (اگلا پچھلا) ملا کر چالیس سال رہیں گے آپ کا نکاح ہو کر اولاد بھی ہوگی پھر آپ انتقال فرما کر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مطہرہ میں مدفون ہوں گے اس کے بعد قبیلہ قحطان میں سے ایک شخص جہجاہ یمنی آپ کے خلیفہ ہوں گے جو نہایت عدل و انصاف کے ساتھ خلافت کو انجام دیں گے۔

خلافت جہجاہ

ان کے بعد چند روز کے لیے بادشاہ ہوں گے جن کے زمانہ میں کفر و جہل کی رسمیں عام ہو جائیں گی اور علم بہت کم ہو جائے گا۔

خسف

اسی اثنا میں ایک مکان مشرق میں اور دوسرا مغرب میں دھنس جائے گا جس سے منکرین تقدیر ہلاک ہو جائیں گے نیز انہیں دنوں میں سے ایک بڑا دھواں نمودار ہو کر پوری زمین پر چھا جائے گا جس سے تمام تنگ آ جائیں گے پہلے مسلمان تو صرف ضعف دماغ و کدورت حواس و زکام میں مبتلا ہوں گے مگر منافقین (ظاہری مسلمان) کفار ایسے بے ہوش ہو جائیں گے کہ کوئی ایک دن میں کوئی دو دن میں کوئی تین دن میں ہوشیار ہوں گے یہ دھواں چالیس روز تک مسلسل رہے گا پھر مطلع صاف ہو جائے گا اس کے بعد ماہ ذی الحجہ میں بقرعید کے بعد رات اس قدر لمبی ہو جائے گی کہ مسافر تنگ دل، بچے خواب سے بیدار، مویشی چراگاہ کے لیے بے قرار ہو جائیں گے۔

آفتاب مغرب سے طلوع ہوگا

یہاں تک کہ سب لوگ ہیبت و بے چینی کی وجہ سے آہ و زاری شروع کر کے توبہ توبہ پکارنے لگیں گے آخر تین چار رات کی مقدار کے برابر کی رات ہونے کے بعد پریشان حالت میں سورج گرہن کی طرح تھوڑی سی روشنی کے ساتھ پچھم کی طرف سے سورج نکلے گا اس وقت تمام لوگ اللہ تعالیٰ کی واحدنیت کا اقرار کریں گے مگر اس وقت ایمان ہی معتبر نہ ہوگا توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا اس کے بعد معمولی روشنی کے ساتھ سورج مشرق کی طرف سے نکلتا رہے گا دوسرے روز دابۃ الارض کا ظہور ہوگا اسی چرچے میں لوگ رہیں گے کہ اتنے میں میں کوہ صفا جو کعبہ کے مشرقی جانب واقع ہے زلزلہ، بھونچال سے پھٹ جائے گا جس سے ایک عجیب شکل کا جانور نکلے گا جو ظاہر شکل کے لحاظ سے حسب ذیل سات جانوروں کے مشابہ ہوگا۔

(۱) چہرے میں آدمی سے (۲) پاؤں میں اونٹ سے (۳) گردن میں گھوڑے سے (۴) دم میں بیل سے (۵) سر میں ہرن سے (۶) پاؤں میں اونٹ سے (۷) ہاتھوں میں بندر سے اور نہایت صاف زبان ہوگا اس کے ہاتھ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا (لاٹھی) دوسرے

ہاتھ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی ہوگی تمام شہروں میں ایسی تیزی سے دورہ کرے گا کہ کوئی آدمی اس کا پیچھا نہ کر سکے گا اور کوئی بھاگنے والا اس سے چھٹکارا نہ پاسکے گا ہر شخص پر نشان لگاتا جائے گا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی سے ایمان دار کی پیشانی پر ایک لکیر کھینچ دے گا جس کی وجہ سے اس کا تمام چہرہ روشن ہوجائے گا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی سے غیر مومن کی ناک یا گردن پر سیاہ مہر لگا دے گا جس کے سبب سے اس کا تمام چہرہ مکدر اور بے رونق ہوجائے گا تو یہ حالت ہوگی اگر ایک دستر خوان پر چند آدمی جمع ہوجائیں گے تو ہر ایک کے کفر وایمان میں بخوبی تمیز ہوسکے گی اس جانور کا نام دابۃ الارض ہوگا وہ اس کام سے فارغ ہو کر غائب ہوجائے گا آفتاب کے مغرب سے نکلنے اور دابۃ الارض کے ظاہر ہونے سے صور پھونکنے تک ایک سو بیس سال کا عرصہ ہوگا دابۃ الارض کے غائب ہونے کے بعد جنوبی جانب سے ایک ہوا چلے گی یہ ہوا نہایت فرحت افزا ہوگی جس کے سبب سے ہر ایمان دار کی بغل میں ایک درد پیدا ہوگا جس کی وجہ سے ناقص سے ناقص، فاسق سے پہلے درجہ بدرجہ مرنے شروع ہوجائیں گے قرب قیامت کے وقت حیوانات جمادات، چابک تسمہ جوتے وغیرہ کثرت سے بات چیت کریں گے اور گھروں کی حالتوں کی خبر دیں گے۔

حبشہ والوں کا غلبہ

جب تمام مومن اس دنیا سے رخصت ہوجائیں گے تو حبشہ والوں کا غلبہ ہوگا اور تمام ملکوں میں ان کی حکومت پھیل جائے گی۔ حج بند ہی ہو چکا ہوگا وہ لوگ کعبہ شریف کو ڈھا دیں گے قرآن مجید دلوں، زبانوں بلکہ کاغذوں سے بھی مٹ جائے گا، شرم وحیات جاتی رہے گی خدا ترسی، حق شناسی خوف آخرت لوگوں کے دلوں سے مٹ جائے گا راستوں پر گدھوں اور کتوں کی طرح زنا کریں گے۔ قحط وو با اور غارت گری کی آفتیں پے در پے نازل ہونے لگیں گی عورتیں زیادہ مرد کم ہوں گے جہالت اور بے دینی اس قدر بڑھ جائے گی کہ کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ ہوگا اسی زمانہ میں ملک شام کے اندر ارزانی نسبتاً دوسرے ملکوں کے زیادہ ہوگی لہٰذا تمام دوسرے ملکوں سے ہر طرح سے لوگ تنگ آ کر گھر والوں کے ساتھ ملک شام کی طرف چلنے شروع ہوجائیں گے۔

جنوبی جانب سے آگ نمودار ہوگی

کچھ عرصہ بعد بہت بڑی آگ دکن کی طرف سے نمودار ہوگی لوگوں کی طرف بڑھے گی لوگ ڈر کر بے تحاشہ بھاگیں گے آگ ان کا پیچھا کرے گی جب لوگ دو پہر تک بھاگتے بھاگتے تھک تھکا کر پست ہوجائیں گے تو آگ بھی ٹھہر جائے گی اور وہ لوگ بھی آرام لے لیں گے صبح ہوتے ہی آگ انکا پھر تعاقب کرے گی اور وہ لوگ اس سے بھاگیں گے الغرض اس طرح کرتے کرتے وہ آگ سب کو ملک شام میں پہنچا دے گی اس کے بعد آگ لوٹ کر غائب ہوجائے گی اس کے بعد کچھ لوگ تو اصلی وطن کی محبت سے مجبور ہو کر اپنے ملوں کی طرف روانہ ہوجائیں گے مگر پھر بھی مجموعی حیثیت سے بڑی آبادی ملک شام میں رہ جائے گی۔

قرب قیامت کی یہ آخری علامت ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو تمام فتنوں سے بچا کر ایمان واسلام پر قائم رکھے۔ آمین۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

قیامت کی دس نشانیاں

(٥٤٦٤) عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ اَسِيْدِ الْغِفَارِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ اِطَّلَعَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَيْنَا وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ فَقَالَ

(۵۴۶۴) حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کے پاس تشریف لائے اور ہم آپس میں باتیں کر رہے

٥٤٦٤ـ صحيح مسلم كتاب الفتن باب الايات التي تكون قبل الساعة ٤٢٠١ .

((مَا تَذْكُرُوْنَ)) قَالُوْا نَذْكُرُ السَّاعَةَ قَالَ اِنَّهَا لَنْ تَقُوْمَ حَتّٰى تَرَوْا قَبْلَهَا عَشَرَ اٰيَاتٍ فَذَكَرَ الدُّخَانَ وَالدَّجَّالَ وَالدَّابَّةَ وَطُلُوْعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَنُزُوْلَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَيَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ وَثَلَاثَةَ خُسُوْفٍ خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ وَخَسْفٌ بِجَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَاٰخِرُ ذَالِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ تَطْرُدُ النَّاسَ اِلٰى مَحْشَرِهِمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ نَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قَعْرِ عَدَنَ تَسُوْقُ النَّاسَ اِلَى الْمَحْشَرِ وَفِيْ رِوَايَةٍ فِي الْعَاشِرَةِ وَرِيْحٌ تُلْقِي النَّاسَ فِي الْبَحْرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تھے آپ نے ہم لوگوں سے فرمایا تم لوگ کیا باتیں کر رہے ہو؟ ہم نے عرض کیا کہ ہم لوگ قیامت کا ذکر کر رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تم یہ دس نشانیاں نہ دیکھ لو پھر آپ ﷺ نے بیان فرمایا (۱) دھواں (۲) دجال کا ظاہر ہونا (۳) دابۃ الارض کا نکلنا (۴) آفتاب کا مغرب کی طرف سے نکلنا (۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری (۶) یاجوج ماجوج کا ظاہر ہونا (۷-۸-۹) زمین میں دھنسا دیا جانا یعنی ایک مشرق میں اور دوسرے مغرب میں اور تیسرے جزیرہ عرب میں۔ (۱۰) وہ آگ جو عدن کے اس کنارے نکلے گی اور لوگوں کو گھیر کر محشر کی طرف لے جائے گی۔ اور ایک روایت میں دسویں نشانی ایک ہوا بیان کی گئی ہے جو لوگوں کو دریا میں پھینک دے گی (مسلم)

توضیح: (۱) دھواں کا ظاہر ہونا۔ اس دھویں کے متعلق قرآن مجید میں ایک سورت ہے جس کا نام سورہ دخان ہے اس میں دھوئیں کے بارے میں مندرجہ ذیل چند آیتیں یہ ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قرآنی آیت: ﴿الا هو يحي ويميت ربكم﴾

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے وہی تمہارا رب ہے اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا بلکہ یہ لوگ شک اور کھیل کود میں پڑے ہوئے ہیں تو اس دن کا منتظر رہ جب کہ آسمان ظاہر دھواں لائے گا جو لوگوں کو گھیر لے گا یہ دکھ کی مار اور کہیں گے کہ اے ہمارے رب! یہ آفت ہم سے دور کر ہم ایمان قبول کرتے ہیں اب ان کے لیے نصیحت کہاں ہے۔ واضح بیان کرنے والے پیغمبر ﷺ ان کے پاس آ چکے پھر بھی انہوں نے ان سے منہ موڑا اور کہہ دیا سکھایا پڑھایا ہوا باؤلا ہے ہم عذاب کو کچھ دنوں کے لیے دور کر دیں گے تو تم پھر اپنی اسی حالت پر آ جاؤ گے جس دن ہم بڑی سخت پکڑ پکڑیں گے بالیقین ہم بدلہ لینے والے ہیں۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی مشہور تفسیر میں ان آیتوں کی وضاحت کے سلسلے میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ حق آ چکا اور یہ شک وشبہ میں اور لہو ولعب میں مشغول ومصروف ہیں انہیں اس دن سے آگاہ کر دے جس دن آسمان سے سخت دھواں ظاہر آئے گا حضرت مسروق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ کوفہ کی مسجد میں گئے جو کندہ کے دروزہ کے پاس ہے تو دیکھا کہ ایک واعظ صاحب اپنے آدمیوں کو وعظ سنا رہے تھے اس وعظ میں یہ فرمایا کہ اس آیت میں جو دھوئیں کا ذکر ہے اس سے مراد وہ دھواں ہے جو قیامت کے روز کافروں کے کانوں اور آنکھوں میں پڑ جائے گا اور مومنوں کو مثل زکام کے ہو جائے گا ہم وہاں سے جب واپس لوٹے تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس کا ذکر کیا تو آپ لیٹے لیٹے بے تابی کے ساتھ بیٹھ گئے اور فرمانے لگے اللہ عزوجل نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا ہے کہ تم سے اس پر کوئی بدلہ نہیں چاہتا اور میں تکلیف کرنے والوں میں سے نہیں ہوں یہ بھی علم ہے کہ انسان جس چیز کو نہ جانتا ہو کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے میں تمہیں اس آیت کا صحیح مطلب سناؤں جب کہ قریشیوں نے اسلام قبول کرنے میں تاخیر کی اور حضور کو ستانے لگے آپ نے ان پر بددعاء کی کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں جیسا قحط پڑا تھا ویسا ہی قحط ان مشرکین مکہ پر ڈال چنانچہ وہ بددعاء قبول ہوئی اور ایسی خشک سالی آئی کہ انہوں نے ہڈیاں اور مردار چبانا شروع کر دیا اور آسمان کی طرف نگاہیں اٹھاتے تھے تو دھوئیں کے سوا کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ بھوک کی وجہ سے ان کی آنکھوں میں آسمان کی طرف جب نظر اٹھاتے تو صرف دھواں کے علاوہ اور کچھ

نظر نہ آتا تھا اس کا بیان ان دو آیتوں میں ہے لیکن اس کے بعد لوگ پھر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی ہلاکت کی شکایت کی آپ کو رحم آ گیا آپ نے جناب باری میں التجا کی چنانچہ بارش برسی اسی کا بیان اس کے بعد والی آیت میں ہے کہ عذاب کے ہٹتے ہی یہ پھر کفر کرنے لگیں گے۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ یہ دنیا کا عذاب ہے کیونکہ آخرت کے عذاب تو دور ہوتے ہی نہیں حضرت مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ پانچ چیزیں گزر چکی ہیں۔ دخان، روم، قمر، بطش اور لزام۔ یعنی آسمان سے دھواں آنا، رومیوں کا اپنی شکست کے بعد غلبہ پانا، چاند کا دو ٹکڑے ہونا، بدر کی لڑائی میں کفار کا پکڑا جانا اور ہارنا اور چمٹ جانے والا عذاب، بڑی پکڑ سے مراد بدر کے دن کی لڑائی ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جو مراد دھویں سے لیتے ہیں یہی قول ابو العالیہ ابراہیم نخعی، ضحاک، عطیہ وغیرہ کا ہے اور اسی کو ابن جریر رحمہ اللہ بھی ترجیح دیتے ہیں۔

عبدالرحمٰن اعرج سے مروی ہے کہ یہ فتح مکہ کے دن ہوا یہ قول غریب بلکہ منکر ہے اور بعض حضرات فرماتے ہیں یہ نہیں گزرا بلکہ قریب قیامت کے آئے گا پہلے حدیث گزر چکی ہے کہ صحابہ کرام جب قیامت کا ذکر کر رہے تھے اور اس وقت آنحضور ﷺ تشریف لائے تو آپ نے فرمایا کہ جب تک دس نشانیاں تم نہ دیکھ لو قیامت نہیں آئے گی سورج کا مغرب سے نکلنا، دھویں کا ظاہر ہونا، یاجوج ماجوج کا آنا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا، دجال کا فتنہ پھیلانا، مشرق و مغرب اور جزیرۃ العرب میں زمین کا دھنسایا جانا، آگ کا عدن سے نکل کر لوگوں کو ہانک کر یکجا کرنا جہاں یہ رات گزاریں گے آگ بھی گزارے گی اور جہاں یہ دوپہر کو آرام کریں گے آگ بھی قیلولہ کرے گی۔ (مسلم)

صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابن صیاد کے لیے دل میں فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین چھپا کر اس سے پوچھا کہ بتا میں نے اپنے دل میں کیا چھپا رکھا ہے؟ اس نے کہا دخ آپ نے فرمایا بس برباد ہو اس سے آگے تیری نہیں چلنے کی۔ اس میں بھی ایک قسم کا اشارہ ہے کہ ابھی اس کا انتظار باقی ہے اور یہ کوئی آنے والی چیز ہے چونکہ ابن صیاد بطور کاہنوں کے بعض باتیں دل کی زبان سے بتانے کا مدعی تھا اس کے جھوٹ کو ظاہر کرنے کے لیے آپ نے یہ کیا اور جب وہ پورا نہ بتا سکا تو آپ نے لوگوں کو اس کی حالت سے واقف کر دیا کہ اس کے ساتھ شیطان ہے جو کلام کو چرا لیتا ہے اور یہ اس سے زیادہ پر قدرت پانے والا نہیں ہے۔

علامہ ابن جریر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کی اولین نشانیاں یہ ہیں کہ دجال کا آنا اور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کا نازل ہونا اور آگ کا درمیان عدن سے نکلنا جو لوگوں کو محشر کی طرف لے جائے گی قیلولے کے وقت اور رات کی نیند کے وقت بھی ان کے ساتھ رہے گی اور دھویں کا آنا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ حضور ﷺ دھواں کیسا؟ آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی اور فرمایا یہ دھواں چالیس دن تک گھیرے رہے گا جس سے مسلمانوں کو تو مثل نزلے کے ہو جائے گا اور کافر بے ہوش بدمست ہو جائیں گے اس کے نتھنوں سے کانوں سے اور دوسری جگہ سے دھواں نکلتا رہے گا۔

یہ حدیث اگر صحیح ہوتی تو پھر دخان کے معنی مقرر ہو جانے میں کوئی باقی نہ رہتی۔ لیکن اس کی صحت کی گواہی نہیں دی جا سکتی۔ اس کے راوی سے محمد بن خلف عسقلانی نے سوال کیا کہ کیا سفیان ثوری رحمہ اللہ سے تو نے خود یہ حدیث سنی ہے؟ اس نے انکار کیا پوچھا کیا تو نے پڑھی اور اس نے سنی ہے؟ کہا نہیں۔ پوچھا اچھا تمہاری موجودگی میں ان کے سامنے یہ حدیث پڑھی گئی؟ کہا نہیں۔ کہا اس حدیث کو کیسے بیان کرتے ہو؟ کہا میں نے تو بیان نہیں کی میرے پاس کچھ لوگ آئے اس روایت کو پیش کیا پھر جا کر میرے نام سے بیان کرنی شروع کر دی بات بھی یہی ہے یہ حدیث بالکل موضوع ہے۔ ابن جریر رضی اللہ عنہ اسے کئی جگہ لائے ہیں اس میں بہت سی منکرات ہیں خصوصاً مسجد اقصیٰ کے بیان میں جو سورہ بنی اسرائیل کے شروع میں ہے۔ (واللہ اعلم)

اور ایک حدیث میں ہے کہ تمہارے رب نے تین چیزوں سے ڈرایا ہے دھواں جو مومن کو زکام کر دے گا اور کافر کا تو سارا جسم پلپلا کر

دے گا روئیں روئیں سے دھواں اٹھے گا دابتہ الارض اور دجال اس کی سند بہت عمدہ ہے دھواں پھیل جائے گا مومن کو تو مثل زکام کے لگے گا اور کافر کے جوڑ جوڑ سے نکلے گا یہ حدیث حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ خدری رضی اللہ عنہ کے قول سے بھی مروی ہے اور حضرت حسن رحمہ اللہ کے اپنے قول سے بھی مروی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دخان ابھی نہیں گزرا بلکہ آئے گا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے دھوئیں کی بابت اوپر کی حدیث کی طرح روایت ہے ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دن صبح کے وقت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا تو آپ فرمانے لگے رات کو میں بالکل نہیں سویا۔ میں نے پوچھا کیوں؟ فرمایا اس لیے کہ لوگوں سے سنا کہ دم دار ستارہ نکلا ہے مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں یہی دخان نہ ہو پس صبح تک میں نے آنکھ سے آنکھ نہیں ملائی اس کی سند صحیح ہے اور خیر الامۃ ترجمان القرآن. حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ صحابہ اور تابعین بھی ہیں اور مرفوع حدیثیں بھی ہیں جس میں صحیح حسن اور ہر طرح کی ہیں اور ان سے ثابت ہوتا ہے کہ دخان ایک علامت قیامت ہے جو آنے والی ہے ظاہری الفاظ قرآن بھی اسی کی تائید کرتے ہیں کیونکہ قرآن نے اسے واضح اور ظاہر دھواں کہا ہے جسے ہر شخص دیکھ سکے اور بھوک کے دھوئیں سے اسے تعبیر کرنا ٹھیک نہیں کیونکہ وہ تو ایک خیالی چیز ہے بھوک پیاس کی سختی کی وجہ سے دھواں سا آنکھوں کے آگے نمودار ہو جاتا ہے جو دراصل دھواں نہیں اور قرآن کے الفاظ ہیں دخان مبین ۔ یہ فرمان کہ لوگوں کو ڈھانک لے گا یہ بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر کی تائید کرتا ہے کیونکہ اس دھوئیں نے صرف اہل مکہ کو ڈھانکا تھا نہ کہ تمام لوگوں کو پھر فرماتا ہے کہ یہ ہے المناک عذاب یعنی ان سے یوں کہا جائے گا جیسے اور آیت میں ہے یوم یدعون الخ جس دن انہیں جہنم کی طرف دھکیلا جائے گا کہو وہ آگ ہے جسے تم جھٹلا رہے تھے یا یہ مطلب کہ وہ خود ایک دوسرے سے یوں کہیں گے کافر جب اس عذاب کو دیکھیں گے تو اللہ تعالیٰ سے اس کے دور ہونے کی دعا کریں گے جیسے کہ اس آیت میں ہے: ﴿وَ لَوْ تَرٰۤى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ.....الخ﴾ (الانعام: ۲۷) یعنی کاش کہ تو انہیں دیکھتا جب یہ آگ کے پاس کھڑے کیے جائیں گے اور کہیں گے کہ کاش کہ ہم لوٹا دیے جاتے تو ہم اپنے رب کی آیتوں کو نہ جھٹلاتے اور باایمان بن کر رہتے اور آیت میں ہے کہ لوگوں کو ڈراوے کے ساتھ آگاہ کر دے جس دن ان کے پاس عذاب آئے گا اس دن گنہگار کہیں گے پروردگار ہمیں تھوڑے سے وقت تک اور ڈھیل دے دے تو ہم تیری پکار پر لبیک کہیں گے اور تیرے رسولوں کی فرمانبرادری کریں گے بس یہاں یہی کہا جاتا ہے کہ ان کے لیے نصیحت کہاں؟ ان کے پاس میرے پیغامبر آ چکے انہوں نے ان کے سامنے میرے احکام واضح طور پر رکھ دیے لیکن ماننا تو کجا؟ انہوں نے پرواہ تک نہ کی بلکہ انہیں جھوٹا کہا ان کی تعلیم کو غلط کہا اور صاف کہہ دیا یہ تو سکھاتے پڑھاتے ہیں انہیں جنون ہو گیا ہے جیسے اور آیت میں ہے اس دن انسان نصیحت حاصل کرے گا لیکن اب اس کے لیے نصیحت کہاں ہے؟

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَّ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِهٖ وَ اَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ﴾ (سبا: ۵۱) یعنی اس دن عذابوں کو دیکھ کر ایمان لانا سراسر بے سود ہے پھر ارشاد ہوتا ہے کہ اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک تو یہ کہ اگر بالفرض ہم عذاب ہٹالیں اور تمہیں دوبارہ دنیا میں بھیج دیں تو پھر تم وہاں جا کر یہی کرو گے جو اس سے پہلے کر کے آئے ہو جیسے فرمایا: ﴿وَ لَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ﴾ (الانعام: ۲۸) یعنی اگر یہ لوٹا دیے جائیں تو قطعاً دوبارہ پھر ہماری نافرمانیاں کرنے لگیں گے اور محض جھوٹے ثابت ہوں گے دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ اگر عذاب کے اسباب قائم ہو چکنے اور عذاب آ جانے کے بعد بھی گو ہم اسے تھوڑی دیر ٹھہرالیں تاہم یہ اپنی بدباطنی اور خباثت سے باز نہیں آنے کے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ عذاب انہیں لگ گیا اور پھر ہٹ گیا جیسے قوم یونس علیہ السلام کی بابت حضرت حق تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے کہ قوم یونس جب ایمان لائی ہم نے ان سے عذاب ہٹالیا پس عذاب انہیں ہونا شروع نہیں ہوا تھا ہاں اس کے اسباب موجود فراہم ہو چکے تھے ان تک عذاب خدا پہنچ چکا تھا اور اس سے یہ بھی لازم نہیں آتا کہ وہ کفر سے ہٹ گئے تھے پھر اس کی طرف لوٹ گئے چنانچہ حضرت شعیب علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والوں سے جب قوم نے کہا کہ یا تو تم ہماری بستی چھوڑ دو یا ہمارے مذہب میں لوٹ آؤ تو جواب

میں اللہ کے رسول نے فرمایا کہ گو ہم اسے جانتے ہیں جب کہ خدائے تعالیٰ نے ہمیں اس سے نجات دے رکھی ہے پھر بھی اگر ہم تمہاری ملت میں لوٹ آئیں تو ہم سے بڑھ کر جھوٹا اور خدا کے ذمے بہتان باندھنے والا اور کون ہوگا؟ ظاہر ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے اس سے پہلے بھی کبھی کفر میں قدم نہیں رکھا تھا اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم لوٹنے والے ہو اس سے مطلب عذاب خدا کی طرف لوٹنا ہے بڑی اور سخت پکڑ سے مراد جنگ بدر ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھ کی وہ جماعت جو دخان کو ہو چکا مانتی ہے وہ تو بطشہ کے معنی یہی کرتی ہے بلکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اور ایک جماعت سے یہی منقول ہے گو یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے لیکن بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد قیامت کے دن کی پکڑ ہے گو بدر کا دن بھی پکڑ کا اور کفار پر سخت دن تھا۔ ابن جریر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ گو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اسے بدر کا دن بتاتے ہیں لیکن میرے نزدیک تو اس سے مراد قیامت کا دن ہے اس کی اسناد صحیح ہیں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بھی دونوں روایتوں میں سے زیادہ صحیح روایت یہی ہے۔

(٥٤٦٥) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ سِتًّا اَلدُّخَانُ وَالدَّجَّالُ وَدَآبَّةُ الْاَرْضِ وَطُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَّغْرِبِهَا وَاَمْرُ الْعَامَّةِ وَخُوَيْصَّةُ اَحَدِكُمْ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۴۶۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کی ان چھ نشانیوں سے پہلے نیک عملوں کے کرنے میں جلدی کرو (۱) دھواں (۲) دجال (۳) دابۃ الارض (۴) مغرب سے طلوع آفتاب (۵) فتنہ عامہ (۶) فتنہ خاص یعنی وہ فتنہ جو تم میں سے کسی کے ساتھ مخصوص ہو۔ (مسلم)

توضیح: ان چھ نشانیوں کے آنے سے پہلے نیک عملوں کے کرنے میں اس لیے جلدی کرنی چاہیے کہ ان کے بعد پھر کوئی عمل یا تو قبول نہیں ہوگا یا فتنوں کی وجہ سے نیک عمل کرنے کا موقع ہی نہ ملے گا اور عامہ سے مراد یا تو قیامت ہے کیونکہ جب لوگوں پر آئے گی کوئی اس سے بچ نہ سکے گا یا امر عامہ سے عام فتنہ مراد ہے جو سب کو گھیر لے گا یا اس سے موت مراد ہے اور خاصہ سے وہ فتنہ مراد ہے جو خاص لوگوں پر آئے گا۔ غرض عام خاص فتنوں کے آنے سے پہلے اپنے آپ کو نیک عملوں کے سانچے میں ڈھال لینا چاہیے۔

(٥٤٦٦) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ ((اِنَّ اَوَّلَ الْاٰيَاتِ خُرُوْجًا طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَّغْرِبِهَا وَخُرُوْجُ الدَّابَّةِ عَلَى النَّاسِ ضُحًى وَاَيُّهُمَا مَا كَانَتْ قَبْلَ صَاحِبَتِهَا فَالْاُخْرٰى عَلٰى اَثَرِهَا قَرِيْبًا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۴۶۶) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے (۱) آفتاب کا مغرب کی طرف سے نکلنا (۲) اور چاشت کے وقت دابۃ الارض کا نکلنا ان دونوں میں سے جو پہلے آئے تو دوسری نشانی فوراً اس کے بعد ہی ظاہر ہوگی۔ (مسلم)

جب ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا

(٥٤٦٧) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((ثَلٰثٌ اِذَا خَرَجْنَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا

(۵۴۶۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تین باتیں ظہور میں آجائیں گی تو پھر کسی کا ایمان لانا اور عمل کرنا

٥٤٦٥۔ صحیح مسلم کتاب الفتن باب بقية احاديث الدجال ٢٩٤٧ .

٥٤٦٦۔ صحیح مسلم کتاب الفتن باب فی خروج الدجال و مكثه فی الارض ٢٩٤١ .

٥٤٦٧۔ صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان الزمن الذی لا يقبل فيه الايمان ١٥٨ .

اِیْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِیْ اِیْمَانِهَا خَیْرًا طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَالدَّجَّالُ وَ دَابَّةُ الْاَرْضِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

مفید نہ ہوگا جب تک کہ ان کے ظہور سے پہلے ایمان نہ لایا ہو اور عمل نہ کیا ہو اور وہ تین باتیں یہ ہیں۔ (۱) آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا۔ (۲) دجال کا ساری دنیا میں فتنہ پھیلانا۔ (۳) دابۃ الارض کا نکلنا۔

سورج کا عرش الٰہی کے نیچے سجدہ کرنا

(٥٤٦٨) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم حِیْنَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ ((اَتَدْرِیْ اَیْنَ تَذْهَبُ هٰذِهِ)) قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ ((فَاِنَّهَا تَذْهَبُ حَتّٰی تَسْجُدَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَسْتَاْذِنُ فَیُؤْذَنُ لَهَا وَیُوْشِكُ اَنْ تَسْجُدَ وَلَا تُقْبَلُ مِنْهَا وَتَسْتَاْذِنُ فَلَا یُؤْذَنُ لَهَا وَیُقَالُ لَهَا اِرْجِعِیْ مِنْ حَیْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَّغْرِبِهَا فَذَالِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰی وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا قَالَ مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

(۵۴۶۸) حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غروب آفتاب سے پہلے تشریف لائے اور دریافت فرمایا کیا تم یہ جانتے ہو کہ روزانہ آفتاب غروب ہو جانے کے بعد کہاں چلا جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ آفتاب غروب ہو جانے کے بعد عرش الٰہی کے نیچے جا کر سجدہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے نکلنے کی اجازت مانگتا ہے کہ روزانہ جس طرح میں صبح کو مشرق سے نکلتا تھا ویسا ہی نکلوں۔ اللہ تعالیٰ جواب میں فرماتا ہے کہ ہاں مشرق سے نکلو لیکن ایک وقت آئے گا کہ غروب ہونے کے بعد عرش الٰہی کے نیچے جا کر جب سجدہ کرے گا اور روزمرہ کی طرح مشرق کی طرف سے نکلنے کی اجازت مانگے گا تو اس کو یہ اجازت نہیں ملے گی اور اس سے اللہ فرمائے گا کہ تم اب جا کر مغرب کی طرف سے نکلو جہاں کہ تم غروب ہوئے تھے چنانچہ وہ مغرب کی جانب سے نکلے گا یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا والشمس تجری لمستقر لها یعنی سورج اپنے مقررہ راہوں پر چلتا رہے گا اور اس کا مستقر عرش الٰہی کے نیچے ہے (بخاری و مسلم)

توضیح: سورہ یٰسین میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

قرآنی آیت: ﴿وایة لهم اللیل نسلخ﴾

''اور ان کے لیے ایک نشانی رات ہے جس سے ہم دن کو الگ کر دیتے ہیں تو وہ یکایک اندھیرے میں رہ جاتے اور سورج کے لیے جو مقررہ راہ ہے وہ اس پر چلتا رہتا ہے یہ اندازہ ہے غالب باعلم خدا کا اور چاند کی ہم نے منزلیں مقرر کر رکھی ہیں یہاں تک کہ وہ پھر پھر کر پرانی ٹہنی کی طرح ہو جاتا ہے نہ تو آفتاب کی یہ مجال ہے کہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن پر آگے بڑھ جانے والی ہے سب کے سب آسمان میں تیرتے پھرتے ہیں۔''

ان آیتوں کی تفسیر میں مفسر اعظم علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی مشہور تفسیر میں یہ لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی ایک اور نشانی بیان ہو رہی ہے اور وہ دن رات ہیں جو اجالے اور اندھیرے والے ہیں اور برابر ایک دوسرے کے پیچھے آ جا رہے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿یغشی اللیل النهار یطلبه حثیثا﴾ یعنی رات سے دن کو چھپاتا ہے رات دن کو جلدی جلدی ڈھونڈتی آتی ہے یہاں بھی فرمایا رات میں سے ہم دن کو کھینچ لیتے ہیں دن تو ختم ہوا اور رات آ گئی اور چاروں طرف سے اندھیرا چھا گیا۔

حدیث میں ہے جب ادھر سے رات آ جائے اور دن ادھر چلا جائے اور سورج غروب ہو جائے تو روزہ دار افطار کرے لیکن

٥٤٦٨۔ صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب صفة الشمس والقمر ٣١٩٩۔ مسلم کتاب الایمان باب بیان الزمن الذی لا یقبل فیه الایمان ١٥٩.

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب مثل آیت: ﴿تولج اللیل فی النہار وتولج النہار فی اللیل﴾ کے ہے یعنی اللہ تعالیٰ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے۔ حضرت امام ابن جریر رحمہ اللہ اس قول کو ضعیف بتاتے ہیں اور فرماتے ہیں اس آیت میں جو لفظ ایلاج ہے اس کا معنی ایک کی کمی کر کے دوسرے میں زیادتی کرنے کے ہیں اور یہ مراد اس آیت سے نہیں امام صاحب کا یہ قول حق مستقر سے مراد یا تو مستقر مکانی یعنی جائے قرار ہے اور وہ عرش تلے کی وہ سمت ہے پس ایک سورج ہی نہیں بلکہ کل مخلوق عرش کے نیچے ہی ہیں اس لیے کہ عرش ساری مخلوق کے اوپر ہے اور سب کو احاطہ کیے ہوئے ہے اور وہ کرہ نہیں ہے جیسے کہ ہیئت داں کہتے ہیں بلکہ وہ مثل قبے کے ہے جس کے پائے ہیں جسے فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں انسانوں کے سروں کے اوپر اوپر والے عالم میں ہے پس جبکہ سورج فلکی قبے میں ٹھیک ظہر کے وقت ہوتا ہے اس وقت وہ عرش سے بہت قریب ہوتا ہے پھر جب وہ گھوم کر چوتھے فلک میں اسی مقام کے بالمقابل آ جاتا ہے یہ آدھی رات کا وقت ہوتا ہے جبکہ وہ عرش سے بہت دور ہو جاتا ہے پس وہ سجدہ کرتا ہے اور طلوع کی اجازت چاہتا ہے جیسے کہ حدیثوں میں ہے۔

صحیح بخاری میں ہے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں سورج کے غروب ہونے کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسجد میں تھا تو آپ نے مجھ سے فرمایا جانتے ہو یہ سورج کہاں غروب ہوتا ہے؟ میں نے کہا خدا اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں آپ نے فرمایا وہ عرش کے تلے جا کر خدا کو سجدہ کرتا ہے پھر آپ نے آیت والشمس الخ تلاوت کی اور حدیث میں ہے کہ آپ سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے اس آیت کا مطلب پوچھا تو آپ نے فرمایا اس کی قرارگاہ عرش کے نیچے ہے۔

مسند احمد میں ہے اس سے پہلے کی حدیث میں یہ بھی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے واپس لوٹنے کی اجازت طلب کرتا ہے اور اسے اجازت دی جاتی ہے گویا اس سے کہا جاتا ہے کہ جہاں سے آیا تھا وہیں لوٹ جا تو وہ اپنے طلوع ہونے کی جگہ سے نکلتا ہے اور یہی اس کا مستقر ہے پھر آپ نے اس آیت کے ابتدائی الفاظ کو پڑھا ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ قریب ہے کہ وہ سجدہ کرے لیکن قبول نہ کیا جائے اور اجازت مانگے لیکن اجازت نہ دی جائے بلکہ کہا جائے گا کہ جہاں سے آیا ہے وہیں لوٹ جا پس وہ مغرب سے ہی طلوع ہوگا یہی اس آیت کے معنی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سورج طلوع ہوتا ہے اسے انسانوں کے گناہ لوٹا دیتے ہیں وہ غروب ہو کر سجدے میں گر پڑتا ہے اور اجازت طلب کرتا ہے اور اجازت مل جاتی ہے ایک دن یہ غروب ہو کر بہ عاجزی سجدہ کرے گا اور اجازت مانگے گا لیکن اجازت نہ دی جائے گی وہ کہے گا کہ راہ دور ہے اور اجازت ملی نہیں تو پہنچ نہیں سکوں گا پھر کچھ دیر روک رکھنے کے بعد اس سے کہا جائے گا کہ جہاں سے غروب ہوا تھا وہیں سے طلوع ہو جا۔ یہی قیامت کا دن ہوگا جس دن ایمان لانا محض بے سود ہوگا اور نیکیاں کرنی بھی ان کے لیے جو اس سے پہلے صاحب ایمان اور نیکوکار نہ تھے بیکار ہوں گی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مستقر سے مراد اس کے چلنے کی انتہا ہے پوری بلندی جو گرمیوں میں ہوتی ہے اور پوری پستی جو سردوں میں ہوتی ہے دوسرا قول یہ ہے کہ آیت کے اس لفظ مستقر سے مراد اس کی چال کا خاتمہ ہے قیامت کے دن اس کی حرکت باطل ہو جائے گی بے نور ہو جائے گا اور یہ عالم کل کا کل ختم ہو جائے گا یہ مستقر زمانی ہے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وہ اپنے مستقر پر چلتا ہے یعنی اپنے وقت اور اپنی میعاد پر جس سے تجاوز کر نہیں سکتا جو اس کے راستے سردیوں کے اور گرمیوں کے مقرر ہیں انہیں راستوں سے آتا جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی قرأت لامستقر لھا ہے یعنی اس کے لیے سکون و قرار نہیں بلکہ دن رات بحکم خدا چلتا رہتا ہے نہ رکتا ہے نہ تھکتا ہے جیسے فرمایا: ﴿وسخر لکم الشمس والقمر دآئبین﴾ اس نے تمہارے لیے سورج چاند کو مسخر کیا ہے جو نہ تھکیں نہ ٹھہریں قیامت تک چلتے پھرتے ہی رہیں گے یہ اندازہ اس خدا کا ہے جو غالب ہے جس کی کوئی مخالفت نہیں کر سکتا جس کے حکم کو کوئی ٹال نہیں سکتا وہ علیم ہے ہر ہر حرکت و سکون کو جانتا ہے اس نے اپنی حکمت کاملہ سے اس کی چال مقرر کی ہے جس میں نہ اختلاف واقع ہو سکے نہ اس کے برعکس ہو سکے جیسے فرمایا: ﴿فالق الاصباح الخ﴾ صبح کا نکالنے والا جس نے

رات کو راحت کا وقت بنایا اور سورج چاند کو حساب سے مقرر کیا یہ ہے اندازہ غالب ذی علم کا۔ حم سجدہ کی آیت کو بھی اسی طرح ختم کیا۔
پھر فرمایا ہے چاند کی ہم نے منزلیں مقرر کر دی ہیں وہ ایک جداگانہ چال چلتا ہے جس سے مہینے معلوم ہو جائیں جیسے سورج کی چال سے رات دن معلوم ہو جاتے تھے جیسے فرمان ہے کہ لوگ تجھ سے چاند کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو جواب دے دے کہ وقتوں اور حج کے موسم کو بتلانے کے لیے ہے اور آیت میں فرمایا اس نے سورج کو ضیاء اور چاند کو نور دیا ہے اور اس کی منزلیں ٹھہرا دی ہیں تاکہ تم برسوں کو اور حساب کو معلوم کر لو الخ ایک آیت میں ہے کہ ہم نے رات دن کو دو نشانیاں بنا دی ہیں رات کی نشانی کو ہم نے دھندلا کر دیا ہے اور ان کی نشانی کو روشن کیا ہے تاکہ تم اس میں اپنے رب کی نازل کردہ روزی کو تلاش کر سکو اور برسوں کا شمار اور حساب معلوم کر سکو ہم نے ہر چیز کو خوب تفصیل سے بیان کر دیا پس سورج کی چمک دمک اس کیساتھ مخصوص ہے اور چاند کی روشنی اسی میں ہے اور اس کی اور اس کی چال بھی مختلف ہے سورج ہر دن طلوع وغروب ہوتا ہے ہاں اس کے طلوع وغروب کی جگہیں سردی میں اور گرمی میں الگ الگ ہوتی ہیں۔
اسی میں سے دن رات کی طولانی میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے سورج دن کا ستارہ ہے اور چاند رات کا ستارہ ہے اس کی منزلیں مقرر ہیں چاند مہینہ کی پہلی رات میں طلوع ہوتا ہے جو بہت چھوٹا ہوتا ہے روشنی کم ہوتی ہے دوسری شب روشنی اس سے بڑھ جاتی ہے اور منزل میں بھی ترقی کرتی جاتی ہے پھر جوں جوں بلند ہوتا جاتا ہے روشنی بڑھتی جاتی ہے گو اس کی نورانیت سورج سے ملی ہوئی ہوتی ہے آخر چودھویں رات کو چاند کامل یعنی پورا ہو جاتا ہے اور اس کی چاندنی بھی بہت کمال کی ہو جاتی ہے پھر گھٹنا شروع ہو جاتا ہے اور اسی طرح درجہ بدرجہ اور بتدریج گھٹتا ہوا مثل کھجور کے خوشے کی ٹہنی کے ہو جاتا ہے جس پر تر کھجوریں لٹکتی ہوں اور وہ خشک ہو کر جھک گئی ہو پھر اسے نئے سرے سے اللہ تعالیٰ دوسرے مہینے کی ابتدا میں ظاہر کرتا ہے عرب میں چاند کی روشنی کے اعتبار سے مہینے کی راتوں کے نام رکھ لیے گئے ہیں۔
مثلاً پہلی روشنی راتوں کا نام غرر ہے اس کے بعد کی تین راتوں کا نام نفل ہے اس کے بعد کی تین راتوں کا نام تع ہے اس لیے کہ ان کی آخری رات نویں ہوتی ہے اس کے بعد کی تین راتوں کا نام عشر ہے اس لیے کہ ان کا شروع دسویں سے ہے ان کے بعد کی راتوں کا نام بیض ہے اس لیے ان راتوں میں چاندنی آخر تک رہا کرتی ہے اس کے بعد کی تین راتوں کا نام ان کے ہاں درع ہے یہ لفظ درعاء کی جمع ہے ان کا یہ نام اس لیے رکھا گیا ہے۔ سولہویں کو چاند ذرا اوپر سے طلوع ہوتا ہے تھوڑی دیر تک اندھیرا یعنی تاریکی رہتی ہے عرب میں اس بکری کو جس کا سر سیاہ ہو شاۃ درعاء کہتے ہیں اس کے بعد کی تین راتوں کو ظلم کہتے ہیں پھر تین کو سادس اور پھر تین کو دراری کہتے ہیں اور پھر تین کو محاق اس لیے کہ ان میں چاند ختم ہو جاتا ہے اور مہینہ بھی پورا ہو جاتا ہے۔
حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ان میں سے تسع اور عشر کو قبول نہیں کرتے سورج چاند کی حدیں ان سے مقرر ہی ہیں ناممکن ہے کہ اپنی حد سے ادھر ادھر ہو جائے یا آگے پیچھے ہو جائے اس کی باری کے وقت یہ خاموش ہے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ چاند رات کو ہے حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا قول ہے کہ ہوا کے پر ہیں اور چاند پانی کے خلاف تلے جگہ کرتا ہے حضرت ابو صالح فرماتے ہیں کہ اس کی روشنی کو پکڑ نہیں سکتی۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رات کو سورج طلوع نہیں ہو سکتا اور نہ رات دن سے سبقت کر سکتی ہے یعنی رات کے بعد ہی رات نہیں آ سکتی بلکہ درمیان میں دن آ جائے گا بلکہ سورج کی سلطنت دن کو ہے اور چاند کی حکومت رات کو ہے رات ادھر سے جاتی ہے اور دن ادھر سے آ جاتا ہے ایک دوسرے کے تعاقب میں ہیں لیکن نہ تصادم کا ڈر ہے نہ بے نظمی کا خطرہ ہے نہ یہ کہ دن میں دن چلا جائے رات نہ آئے نہ اس کے خلاف ایک جاتا ہے دوسرا آتا ہے۔ ہر ایک اپنے وقت پر غائب و حاضر ہوتا رہتا ہے سب کے سب یعنی سورج چاند دن رات فلک آسمان پر تیر رہے ہیں اور گھومتے پھرتے ہیں۔ حضرت زید بن عاصم کا قول ہے آسمان اور زمین کے درمیان فلک میں یہ سب آ جا رہے ہیں لیکن یہ بہت غریب بلکہ منکر قول ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ فلک مثل چرخہ کے تکلے کے ہے بعض کہتے ہیں کہ مثل چکی کے پاس

کے لوہے کے ہے۔

دجال کا فتنہ سب فتنوں سے بڑا ہوگا

(٥٤٦٩) وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ ((مَابَيْنَ خَلْقِ اٰدَمَ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ اَمْرٌ اَكْبَرُ مِنَ الدَّجَّالِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۴۶۹) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے آپ نے فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر قیامت تک دجال کے فتنے سے اور کوئی بڑا فتنہ نہیں ہے یعنی دجال کا فتنہ سب فتنوں سے بڑا فتنہ ہے۔ (مسلم)

(٥٤٧٠) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْكُمْ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيْسَ بِاَعْوَرَ وَاِنَّ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ اَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَنَّ عَيْنَهٗ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۴۷۰) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تم پر پوشیدہ نہیں ہے بلکہ دلائل و براہین کی رو سے بالکل ظاہر ہے اور وہ ہر عیبوں سے پاک ہے اور دجال کانا ہے اور اس کی دائیں آنکھ انگور کے دانے کی مانند پھوٹی ہوئی ہے اور یہ سب سے بڑا عیب ہے (بخاری و مسلم)

(٥٤٧١) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَا مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا قَدْ اَنْذَرَ اُمَّتَهُ الْاَعْوَرَ الْكَذَّابَ اِلَّا اَنَّهٗ اَعْوَرُ وَاِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِاَعْوَرَ مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ ك ف ر۔)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۴۷۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ہر ایک نبی نے اپنے اپنے زمانے میں اپنی امتوں کو جھوٹے کانے دجال سے ڈرایا ہے، خبردار ہو جاؤ اور سن لو کہ اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے اور دجال کانا ہے۔ (بخاری مسلم)

(٥٤٧٢) وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اَلَا اُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا عَنِ الدَّجَّالِ مَاحَدَّثَ بِهٖ نَبِيٌّ قَوْمَهٗ اِنَّهٗ اَعْوَرُ وَاِنَّهٗ يَجِيْءُ مَعَهٗ بِمِثْلِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَالَّتِيْ يَقُوْلُ اِنَّهَا الْجَنَّةُ هِيَ النَّارُ وَاِنِّيْ اُنْذِرُكُمْ كَمَا اَنْذَرَ بِهٖ نُوْحٌ قَوْمَهٗ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۴۷۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں دجال کے سلسلے میں ایک پتے کی بات بتادوں ایسے پتے کی بات جو کسی نبی نے اپنی امت کو نہیں بتائی ہے وہ دجال کانا ہے اور جنت و دوزخ کی طرح اپنے ساتھ دو چیزیں رکھے گا ایک کا نام جنت رکھ چھوڑا ہوگا اور دوسری کا نام جہنم لیکن اس کی جنت حقیقت میں جہنم ہوگی اور جہنم جنت ہوگی یہ دجال شعبدہ بازوں کی طرح نظر بندی کر کے لوگوں کو دھوکا دینے کے لیے جنت و جہنم کی سی شکل دکھائے گا جو اس کی جنت ہوگی وہ جہنم ہوگی اور اس کی جہنم جنت ہوگی اور میں تمہیں دجال سے اس طرح ڈراتا ہوں جس طرح حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی امت کو ڈرایا تھا۔ (بخاری و مسلم)

(٥٤٧٣) وَعَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ

(۵۴۷۳) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

٥٤٦٩۔ صحيح مسلم كتاب الفتن باب بقية من احاديث الدجال ٢٩٤٦.

٥٤٧٠۔ صحيح بخارى كتاب التوحيد باب قول الله تعالىٰ ولنصنع على عينى ٧٤٠٧۔ مسلم كتاب الفتن باب ذكر الدجال و صفته ١٦٩.

٥٤٧١۔ صحيح بخارى كتاب الفتن باب ذكر الدجال ٧١٣١۔ مسلم كتاب الفتن باب ذكر الدجال وصفته ٢٩٣٣.

٥٤٧٢۔ صحيح بخارى كتاب الانبياء باب قول الله ولقد ارسلنا نوحاً ٣٣٣٨۔ مسلم كتاب الفتن باب ذكر الدجال وصفته ٢٩٣٦.

٥٤٧٣۔ صحيح بخارى كتاب الانبياء باب ما ذكر عن بنى اسرائيل ٧١٣١۔ مسلم كتاب الفتن باب ذكر الدجال ٢٩٣٤.

((اِنَّ الدَّجَّالِ يُخْرُجُ وَاِنَّ مَعَهٗ مَآءً وَنَارًا فَاَمَّاالَّذِیْ يَرَاهُ النَّاسُ مَآءً فَنَارٌ تُحْرِقُ وَاَمَّا الَّذِیْ يَرَاهُ النَّاسُ نَارًا فَمَآءٌ بَارِدٌ عَذْبٌ فَمَنْ اَدْرَكَ ذَالِكَ مِنْكُمْ فَلْيَقَعْ فِیْ الَّذِیْ يَرَاهُ نَارًا فَاِنَّهٗ مَآءٌ عَذْبٌ طَيِّبٌ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَزَادَ مُسْلِمٌ ((وَاِنَّ الدَّجَّالَ مَمْسُوْحُ الْعَيْنِ عَلَيْهَا ظَفَرَةٌ غَلِيْظَةٌ مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ يَقْرَءُ كُلُّ مُؤْمِنٍ كَاتِبٌ وَغَيْرُ كَاتِبٍ .))

فرمایا: دجال اپنے ساتھ پانی اور آگ لے کر چلے گا جسے لوگ پانی سمجھیں گے اصل میں وہ آگ ہوگی اور جسے وہ آگ سمجھیں گے وہ میٹھا پانی ہوگا پس جوشخص تم میں سے دجال کے زمانے کو پالے تو وہ آگ میں گرنے کو پسند کرے۔ (بخاری ومسلم) اور مسلم میں اتنے الفاظ زیادہ ہیں کہ دجال کی آنکھ بیٹھی ہوئی ہوگی اور دوسری آنکھ پر موٹا ناخونہ ہوگا اور اس کی پیشانی کے درمیان کافر لکھا ہوگا جسے ہر من آسانی سے پڑھ لے گا خواہ وہ لکھا پڑھا ہو یا نہ ہو۔

(٥٤٧٤) وَعَنْهُ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلدَّجَّالُ اَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُسْرٰى جُفَالُ الشَّعْرِ مَعَهٗ جَنَّتُهٗ وَنَارُهٗ فَنَارُهٗ جَنَّةٌ وَجَنَّتُهٗ نَارٌ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۵۴۷۴) حضرت حذیفہ ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دجال بائیں آنکھ سے کانا ہوگا اس کے بہت کثرت سے بال ہوں گے اور اس کے ساتھ جنت اور دوزخ ہوگی اور اسکی آگ حقیقت میں جنت ہوگی اور اس کی جنت حقیقت میں آگ ہوگی۔ (مسلم)

توضیح: دجال کی داہنی آنکھ اور بائیں آنکھ کے کانے ہونے میں مختلف روایتیں ہیں بعض کہتے ہیں اس کی داہنی آنکھ کانی ہوگی اور بائیں آنکھ ہموار اور ملی ہوئی ہوگی۔ حقیقت یہ ہے کہ ان لفظوں میں کوئی زیادہ فرق اور تعارض نہیں ہے اعور سب کو شامل ہے جس کے معنی عیب دار ہونے کے ہیں دجال کی دونوں آنکھیں عیب دار ہی ہوں گی ایک گویا ہے ہی نہیں اور دوسری ہے مگر وہ بھی عیب دار ہے تو دونوں میں عیب ہے اس سے اس کا خدائی کا دعویٰ باطل ہو جاتا ہے کیونکہ اصلی اور حقیقی خدا میں کوئی عیب ہے۔

دجال کی تباہ کاریاں

(٥٤٧٥) وَعَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سِمْعَانَ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلدَّجَّالَ فَقَالَ ((اِنْ يَخْرُجْ وَاَنَا فِيْكُمْ فَاَنَا حَجِيْجُهٗ دُوْنَكُمْ وَاِنْ يَّخْرُجْ وَلَسْتُ فِيْكُمْ فَامْرَءٌ حَجِيْحُ نَفْسِهٖ وَاللّٰهُ خَلِيْفَتِیْ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ اِنَّهٗ شَابٌّ قَطِطٌ عَيْنُهٗ طَافِيَةٌ كَاَنِّیْ اُشَبِّهُهٗ بِعَبْدِ الْعُزّٰى بْنِ قَطَنٍ فَمَنْ اَدْرَكَهٗ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُوْرَةِ الْكَهْفِ وَفِیْ رِوَايَةٍ فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ بِفَوَاتِحِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ فَاِنَّهَا جِوَارُكُمْ مِنْ فِتْنَتِهٖ اِنَّهٗ خَارِجٌ خُلَّةً بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ فَعَاثَ يَمِيْنًا وَعَاثٍ شِمَالًا يَا عِبَادَ اللّٰهِ

(۵۴۷۵) حضرت نواس بن سمعان ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن دجال کا ذکر فرمایا کہ اگر وہ دجال میری زندگی میں نکل آیا تو میں تم لوگوں کی طرف سے مدمقابل رہوں گا اور میں تمہیں اس کے فتنے سے بچاؤں گا اور اگر وہ میری عدم موجودگی میں آیا تو ہر مومن اپنی طرف سے اس کا مدافعہ اور مقابلہ کرے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کا نگراں اور محافظ ہوگا تم دجال کے حلیہ کو یاد رکھو اور وہ یہ ہے کہ وہ جوان سا ہوگا اور اس کے گھونگریالے بال ہوں گے اور اس کی ایک آنکھ پھولی ہوئی ہوگی گویا میں اس کو عبدالعزی بن قطن کے ساتھ تشبیہ دے سکتا ہوں۔ (عبدالعزیٰ ایک کافر تھا جس کو صحابہ کرام دیکھ چکے تھے) تم میں سے جوشخص دجال کے زمانے کو پالے تو اس کے شر وفساد سے بچنے کے لیے سورہ کہف کی شروع کی آیتیں پڑھ

٥٤٧٤۔ صحيح مسلم كتاب الفتن باب ذكر الدجال ٢٩٣٤ .

٥٤٧٥۔ صحيح مسلم كتاب الفتن باب ذكر الدجال و صفته ٢٩٣٧ .

فَاثْبُتُوْا)) قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا لَبْثُهٗ فِي الْاَرْضِ قَالَ ((اَرْبَعُوْنَ يَوْمًا يَوْمٌ كَسَنَةٍ وَيَوْمٌ كَشَهْرٍ وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ وَسَائِرُ اَيَّامِهٖ كَاَيَّامِكُمْ)) قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَذَالِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ كَسَنَةٍ اَيَكْفِيْنَا فِيْهِ صَلٰوةُ يَوْمٍ قَالَ ((لَا اُقْدُرُوْا لَهٗ قَدْرَهٗ)) قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا اِسْرَاعُهٗ فِي الْاَرْضِ قَالَ ((كَالْغَيْثِ اِسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيْحُ فَيَاْتِيْ عَلَى الْقَوْمِ فَيَدْعُوْهُمْ فَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ فَيَاْمُرُ السَّمَآءَ فَتُمْطِرُ وَالْاَرْضَ فَتُنْبِتُ فَتَرُوْحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ اَطْوَلَ مَا كَانَتْ ذُرًى وَاَسْبَغَهٗ ضُرُوْعًا وَاَمَدَّهٗ خَوَاصِرَ ثُمَّ يَاْتِي الْقَوْمَ فَيَدْعُوْهُمْ فَيَرُدُّوْنَ عَلَيْهِ قَوْلَهٗ فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ فَيُصْبِحُوْنَ مُمْحِلِيْنَ لَيْسَ بِاَيْدِيْهِمْ شَيْءٌ مِّنْ اَمْوَالِهِمْ وَيَمُرُّ بِالْخَرِبَةِ فَيَقُوْلُ لَهَا اَخْرِجِيْ كُنُوْزَكِ فَتَتْبَعُهٗ كُنُوْزُهَا كَيَعَاسِيْبِ النَّحْلِ ثُمَّ يَدْعُوْ رَجُلًا مُمْتَلِئًا شَبَابًا فَيَضْرِبُهٗ بِالسَّيْفِ فَيَقْطَعُهٗ جَزْلَتَيْنِ رَمْيَةَ الْغَرَضِ ثُمَّ يَدْعُوْهُ فَيُقْبِلُ وَيَتَهَلَّلُ وَجْهُهٗ يَضْحَكُ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَالِكَ اِذْ بَعَثَ اللّٰهُ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَآءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُوْدَتَيْنِ وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلٰى اَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ اِذَا طَاْطَاَ رَاْسَهٗ قَطَرَ وَاِذَا رَفَعَهٗ تَحَدَّرَ مِنْهُ مِثْلُ جُمَانٍ كَاللُّؤْلُؤِ فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ مِنْ رِيْحِ نَفَسِهٖ اِلَّا مَاتَ وَنَفَسُهٗ يَنْتَهِيْ حَيْثُ يَنْتَهِيْ طَرْفُهٗ فَيَطْلُبُهٗ حَتّٰى يُدْرِكَهٗ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلُهٗ ثُمَّ يَاْتِيْ عِيْسٰى قَوْمٌ قَدْ عَصَمَهُمُ اللّٰهُ مِنْهُ فَيَمْسَحُ عَنْ وُجُوْهِهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَالِكَ اِذْ اَوْحَى اللّٰهُ اِلٰى عِيْسٰى اِنِّيْ قَدْ اَخْرَجْتُ عِبَادًا لِّيْ لَا يَدَانِ لِاَحَدٍ

لے کیونکہ تم کو یہ آیتیں دجال کے فتنے سے بچائیں گی۔ دجال شام وعراق کے راستے سے ظاہر ہوگا اور دائیں بائیں فساد پھیلاتا چلے گا۔ اور اے اللہ کے نیک بندو! تم اپنے دین وایمان اور اسلام پر نہایت مضبوطی سے قائم رہنا ڈگمگانا نہیں کیونکہ دجال کا بہت بڑا فتنہ ہوگا جس سے ایمان بچانا مشکل ہو جائے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کتنے دنوں تک زمین پر رہے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چالیس روز جس کا پہلا دن ایک سال کے برابر ہوگا اور ایک دن ایک مہینہ کے برابر ہوگا اور تیسرا دن ایک ہفتہ کے برابر ہوگا اور باقی دن ہمارے زمانے کے دنوں کے برابر ہوں گے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کا جو دن ایک سال کے برابر ہوگا کیا اس روز ہماری نماز ایک دن کی کافی ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ اس روز کے ہر دن کا اندازہ کر کے نماز پڑھنی ہوگی (یعنی ایک ایک دن کا اندازہ کر کے حسب معمول نماز پڑھتے رہنا) وہ زمین پر تیزی سے چلے گا؟۔ (یعنی اس کی رفتار کی کیفیت کیا ہوگی؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ اس ابر کے مانند تیز رفتار ہوگا جس کے پیچھے ہوا ہو وہ ایک قوم کے پاس پہنچے گا اور اس کو اپنی خدائیت کی دعوت دے گا لوگ اس پر ایمان لے آئیں گے پھر وہ دجال آسمان کو بارش برسانے کا حکم دے گا آسمان خوب پانی برسائے گا پھر وہ دجال زمین سے کہے گا اے زمین! تو اپنی سبزیوں کو اگادے چنانچہ وہ زمین سبزی وگھاس پھوس وغیرہ اگادے گی۔ لوگوں کے جانور ان سبزیوں کو کھا کھا کر خوب موٹے اور فربہ ہو جائیں گے جس سے ان کی کوکھیں بھری ہوئی ہوں گی اور اونٹوں کے کوہان بڑے بڑے ہو جائیں گے اور ان کے تھنوں میں بہت زیادہ دودھ بھر جائے گا اور ان کے پہلو خوب کھنچے اور تنے ہوئے ہوں گے پھر وہ دجال اور لوگوں کے پاس پہنچے گا اور ان کو اپنی خدائیت کی طرف بلائے گا تو یہ لوگ اس کی خدائیت کے دعوے کو رد کر دیں گے یعنی اس کو خدا نہیں تسلیم کریں گے پھر وہ دجال ان موحدین سے ناراض ہو کر چلا جائے گا اس حال میں کہ ان موحدین مسلمانوں کے پاس کچھ نہیں رہے گا ان لوگوں کا مال وغیرہ دجال کے قبضے میں چلا جائے گا یہ نہتے اور قحط زدہ ہو جائیں گے (یہ بھی بہت بڑی آزمائش ہے) جس میں سچے مسلمان ہی ثابت قدم رہ سکیں گے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! اور پھر وہ دجال کھنڈر زمین سے گزرے گا اور اس سے کہے گا کہ کھنڈر زمین تو اپنے خزانے نکال دے تو وہ

بِقِتَالِهِمْ فَحَرِّزْ عِبَادِيْ إِلَى الطُّوْرِ وَ يَبْعَثُ اللّٰهُ يَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُوْنَ فَيَمُرُّ اَوَائِلُهُمْ عَلٰى بُحَيْرَةِ طَبَرِيَّةَ فَيَشْرَبُوْنَ مَا فِيْهَا وَيَمُرُّ اٰخِرُهُمْ فَيَقُوْلُ لَقَدْ كَانَ بِهٰذِهٖ مَرَّةً مَاءٌ ثُمَّ يَسِيْرُوْنَ حَتّٰى يَنْتَهُوْا اِلٰى جَبَلِ الْخَمَرِ وَهُوَ جَبَلُ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ فَيَقُوْلُوْنَ لَقَدْ قَتَلْنَا مَنْ فِي الْاَرْضِ هَلُمَّ فَلْنَقْتُلْ مَنْ فِي السَّمَاءِ فَيَرْمُوْنَ بِنُشَّابِهِمْ اِلَى السَّمَاءِ فَيَرُدُّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ نُشَّابَهُمْ مَخْضُوْبَةً دَمًا وَيُحْصَرُ نَبِيُّ اللّٰهِ وَاَصْحَابُهٗ حَتّٰى يَكُوْنَ رَاْسُ الثَّوْرِ لِاَحَدِهِمْ خَيْرًا مِنْ مِائَةِ دِيْنَارٍ لِاَحَدِكُمُ الْيَوْمَ فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى وَاَصْحَابُهٗ فَيُرْسِلُ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ النَّغَفَ فِيْ رِقَابِهِمْ فَيُصْبِحُوْنَ فَرْسٰى كَمَوْتِ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ يُهْبِطُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى وَاَصْحَابُهٗ اِلَى الْاَرْضِ فَلَا يَجِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ مَوْضِعَ شِبْرٍ اِلَّا مَلَاَهُ زَهَمُهُمْ وَنَتْنُهُمْ فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى وَاَصْحَابُهٗ اِلَى اللّٰهِ فَيُرْسِلُ اللّٰهُ طَيْرًا كَاَعْنَاقِ الْبُخْتِ فَتَحْمِلُهُمْ فَتَطْرَحُهُمْ حَيْثُ شَاءَ اللّٰهُ "وَفِيْ رِوَايَةٍ" تَطْرَحُهُمْ بِالنَّهْبَلِ وَيَسْتَوْقِدُ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ قِسِيِّهِمْ وَنُشَّابِهِمْ وَجِعَابِهِمْ سَبْعَ سِنِيْنَ ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ مَطَرًا لَا يُكِنُّ مِنْهُ بَيْتُ مَدَرٍ وَلَا وَبَرٍ فَيَغْسِلُ الْاَرْضَ حَتّٰى يَتْرُكَهَا كَالزَّلَفَةِ ثُمَّ يُقَالُ لِلْاَرْضِ اَنْبِتِيْ ثَمَرَتَكِ وَرُدِّيْ بَرَكَتَكِ فَيَوْمَئِذٍ تَاْكُلُ الْعِصَابَةُ مِنَ الرُّمَّانَةِ وَيَسْتَظِلُّوْنَ بِقِحْفِهَا وَيُبَارَكُ فِي الرِّسْلِ حَتّٰى اَنَّ اللِّقْحَةَ مِنَ الْاِبِلِ لَتَكْفِي الْفِئَامَ مِنَ النَّاسِ وَاللِّقْحَةُ مِنَ الْبَقَرِ لَتَكْفِي الْقَبِيْلَةَ مِنَ النَّاسِ وَاللِّقْحَةُ مِنَ الْغَنَمِ لَتَكْفِي الْفَخِذَ مِنَ النَّاسِ فَبَيْنَاهُمْ كَذٰلِكَ اِذْ

اپنے خزانے نکل کر دجال کے پیچھے چل پڑیں گے جس طرح سے شہید کی مکھیوں کا سردار سب سے آگے چلتا ہے اور باقی ساری مکھیاں اس سردار کے پیچھے پیچھے چلتی ہیں پھر وہ دجال ایک نوجوان کو بلائے گا اور اس جوان کو اپنی تلوار سے مار کر دو ٹکڑے کر دے گا اور ان دونوں ٹکڑوں کو اتنی دور پھینک دے گا جتنی دور پھینکا ہوا تیر پہنچتا ہے اور یہ دجال ان دونوں ٹکڑوں کے درمیان نہایت غرور اور تکبر سے چلے گا اور پھر وہ ان دونوں ٹکڑوں کو ایک جگہ جمع کر کے زندہ کر دے گا تو دجال اس سے کہے گا اب تو میرے خدا ہونے کا تجھے یقین ہو گیا کہ مجھ میں اتنی بڑی قدرت ہے کہ مردے کو زندہ کر دیا وہ نوجوان موحد ہنستا مسکراتا ہوا جس سے اس کا چہرہ چمکتا ہوا ہوگا اس جھوٹے مکار دجال سے کہے گا اب تو مجھے پہلے سے بھی زیادہ یہ یقین ہو گیا ہے کہ تو ہی دجال ہے کہ جس نے اپنی شعبدہ بازی سے حرکت کی اور اس میں کوئی کمال نہیں ہے یہ تو تماشہ دکھانے والا مداری بھی کر دیتا ہے غرض دجال اس قسم کے کاموں میں لگا ہوا ہوگا لیکن اتنے میں اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمائیگا جو دمشق کے مشرقی مناروں پر اتریں گے ان کے دائیں بائیں دو فرشتے سہارا لگائے ہوں گے اور گیروا لباس پہنے ہوئے ہوں گے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنا سر جھکائیں گے پسینہ ٹپکے گا اور جب سر اٹھائیں گے تو موتی کی طرح بوندیں گریں گی اور جو کافر آپ کا دم پائے گا وہ فوراً مر جائے گا اور آپ کے سانس کی ہوا حد نظر تک پہنچے گی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کا تعاقب کریں گے دجال بھاگتا پھرے گا یہاں تک کہ باب لد میں دجال کو پا لیں گے اور اس کو مار ڈالیں گے اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام موحدین مسلمانوں کے ساتھ آئیں گے جن کو اللہ تعالیٰ نے دجال کے فتنے سے بچا رکھا تھا اور چونکہ یہ لوگ بہت دور دراز سے آئے ہوئے ہوں گے جس سے ان کا چہرہ غبار آلود ہوگا حضرت عیسیٰ علیہ السلام از راہ شفقت ان کے چہروں سے گرد و غبار صاف کر کے ان کو خوش خبری دیں گے کہ جنت میں تمہارے لیے بڑے بڑے درجے اور مرتبے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کے پاس وحی بھیجے گا کہ اے عیسیٰ علیہ السلام اب میں ایسے بندوں کو بھیج رہا ہوں کہ جن سے تم مقابلہ اور مقاتلہ نہیں کر سکتے اور نہ تمہیں اتنی طاقت ہے اس لیے میرے ان سچے مسلمان بندوں کو طور پہاڑ کی چوٹی پر لے جاؤ اور وہاں پر ان کی نگرانی کرو چنانچہ حضرت

بَعَثَ اللّٰهُ رِيْحًا طَيِّبَةً فَتَاخُذُهُمْ تَحْتَ اٰبَاطِهِمْ

عیسیٰ علیہ السلام ان کو لے کر کوہ طور پر چڑھ جائیں گے اس وقت اللہ تعالیٰ یا جوج

مِنَ النَّاسِ يَزْعَمُوْنَ اَنِّيْ الدَّجَّالُ اَلَسْتَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّهٗ لَا يُوْلَدُلَهٗ وَقَدْ وُلِدَلِيْ اَلَيْسَ قَدْ قَالَ وَهُوَكَافِرٌ وَاَنَا مُسْلِمٌ اَوَلَيْسَ قَدْ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ وَلَا مَكَّةَ وَقَدْ اَقْبَلْتُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ وَاَنَا اُرِيْدُ مَكَّةَ ثُمَّ قَالَ لِيْ فِيْ اٰخِرِ قَوْلِهٖ اَمَا وَاللهِ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ مَوْلِدَهٗ وَمَكَانَهٗ وَاَيْنَ هُوَ وَاَعْرِفُ اَبَاهُ وَاُمَّهٗ قَالَ فَلَبَّسَنِيْ قَالَ قُلْتُ لَهٗ تَبًّالَّكَ سَائِرَ الْيَوْمِ قَالَ وَقِيْلَ لَهٗ اَيَسُرُّكَ اَنَّكَ ذَاكَ الرَّجُلُ قَالَ فَقَالَ لَوْ عُرِضَ عَلَيَّ مَاكَرِهْتُ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

مقالات ہوئی تو اس نے مجھ سے کہا کہ لوگوں کی باتوں سے مجھے بہت تکلیف پہنچ رہی ہے وہ سمجھتے ہیں کہ میں دجال ہوں حالانکہ میں دجال نہیں ہوں دجال کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ نہ مدینہ منورہ میں آ سکتا ہے نہ مکہ مکرمہ میں اور نہ اس کے کوئی اولاد ہے اور یہ تم جانتے ہو کہ میری پیدائش مدینہ منورہ میں ہوئی ہے میرے والدین اور دیگر خویش و اقارب مدینہ ہی میں رہتے ہیں اور اب میں حج کرنے کے لیے جا رہا ہوں اور میرے بیوی بچے بھی ہیں وہ دجال کافر ہوگا میں مسلمان ہوں ان باتوں کو ہوتے ہوئے یہ بھی لوگ میرے متعلق ایسی باتیں کہتے ہیں جس سے مجھے تکلیف پہنچ رہی ہے (اس کی ان باتوں کو سن کر میں نے یہ سمجھا کہ جو لوگ ابن صیاد کو دجال کہتے ہیں ان کا قول صحیح نہیں ہے) پھر ابن صیاد کہنے لگا کہ خدا کی قسم میں یہ جانتا ہوں دجال کی پیدائش کی جگہ کو جہاں وہ پیدا ہوا ہے اور اس کی رہائشی جگہ کو اور اس وقت وہ کہاں ہے یہ بھی جانتا ہوں اور اس کے ماں باپ کو بھی جانتا ہوں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا اس نے ہمیں اپنی ان باتوں سے شک وشبہ میں ڈال دیا میں نے کہا اس کے لیے ہمیشہ بربادی ہو۔ ابن صیاد سے کہا گیا اگر تجھ سے کہا جائے کہ تو ہی دجال ہے تو تو نہیں مناؤ گے؟ تو اس نے کہا اگر مجھے دجال بنا دیا تو مجھے انکار نہیں ہوگا۔ (مسلم)

آپ لوگوں نے پڑھ لیا کہ ابن صیاد کیسی بہکی بہکی باتیں کہتا ہے اس لیے لوگوں نے کہا ہے کہ ابن صیاد مکار دھوکے باز ضرور ہے اور دجال کی بھی بعض صفتیں اس کے اندر پائی جاتیں ہیں یعنی وہ کاہن ہے جیسا کہ ابن صیاد کے تعارف میں پڑھا ہوگا؟

(۵۴۹۹) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ لَقِيْتُهٗ وَقَدْ نَفَرَتْ عَيْنُهٗ فَقُلْتُ مَتٰى فَعَلَتْ عَيْنُكَ مَااَرٰى قَالَ لَا اَدْرِيْ قُلْتُ لَاتَدْرِيْ وَهِيَ فِيْ رَاْسِكَ قَالَ اِنْ شَآءَ اللهُ خَلَقَهَا فِيْ عَصَاكَ قَالَ فَنَخَرَكَاَشَدِّ نَخِيْرِ حِمَارٍ سَمِعْتُ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۴۹۹) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابن صیاد سے میری ملاقات ہوئی جب کہ اس کی آنکھ سوجی ہوئی تھی تو میں نے پوچھا تیری آنکھ کب سوجی ہے؟ تو اس نے کہا مجھے نہیں معلوم میں نے کہا تجھ کو معلوم نہیں حالانکہ آنکھ تیرے سر میں ہے اس نے کہا اگر اللہ چاہے تو میری آنکھ تیری لاٹھی میں پیدا کر دے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابن صیاد نے ناک سے گدھے کی سی سخت آواز نکالی اتنی سخت کہ جتنی سخت میں نے سنی ہے۔ (مسلم) یعنی گدھے کی طرح بہت زور سے خراٹے لینے لگا۔

(۵۵۰۰) وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ رَاَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رضی اللہ عنہ يَحْلِفُ بِاللهِ اَنَّ ابْنَ الصَّيَّادِ الدَّجَّالُ قُلْتُ تَحْلِفُ بِاللهِ قَالَ اِنِّيْ

(۵۵۰۰) حضرت محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ قسم کھا کر یہ کہتے ہیں کہ ابن صیاد دجال ہے میں نے ان سے کہا کیا تم قسم کھا کر کہتے ہو؟ انہوں نے کہا میں نے

۵۴۹۹۔ صحيح مسلم كتاب الفتن باب ذكر ابن صياد ۲۹۳۲.

۵۵۰۰۔ صحيح بخاري كتاب الاعتصام باب من رأى ترك التكبير من النبي ﷺ حجة ۷۳۵۵۔ مسلم كتاب الفتن باب ذكر ابن صياد ۲۹۲۹.

سَمِعْتُ عُمَرَ يَحْلِفُ عَلٰى ذَالِكَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يُنْكِرْهُ النَّبِيُّ ﷺ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں اس پر قسم کھائی اور نبی ﷺ نے اس سے انکار نہیں فرمایا۔ (بخاری ومسلم) یعنی دجال کی بعض بعض صفتیں ابن صیاد میں موجود تھیں۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ......دوسری فصل

(۵۵۰۱) عَنْ نَافِعٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ مَااَشُكُّ اَنَّ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ ابْنُ صَيَّادٍ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ كِتَابِ الْبَعْثِ وَ النُّشُوْرِ .

(۵۵۰۱) حضرت نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ مجھ کو اس میں بالکل شک نہیں کہ ابن صیاد بھی دجال ہے۔ (بیہقی)

(۵۵۰۲) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ فَقَدْنَا ابْنَ صَيَّادٍ يَوْمَ الْحَرَّةِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ .

(۵۵۰۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے جنگ حرہ کے دن سے ابن صیاد کو غائب پایا۔ (ابوداؤد) ممکن ہے کہ اس جنگ میں مار دیا گیا۔

(۵۵۰۳) وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يَمْكُثُ اَبَوَا الدَّجَّالِ ثَلٰثِيْنَ عَامًا لَايُوْلَدُلَهُمَا وَلَدٌ ثُمَّ يُوْلَدُ لَهُمَا غُلَامٌ اَعْوَرُ اَضْرَسُ وَاَقَلُّهٗ مَنْفَعَةً تَنَامُ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهٗ ثُمَّ نَعَتَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَبَوَيْهِ ((فَقَالَ اَبُوْهُ طُوَالٌ ضَرْبُ اللَّحْمِ كَاَنَّ اَنْفَهٗ مِنْقَارٌ وَاُمُّهٗ امْرَاَةٌ فِرْضَاخِيَّةٌ طَوِيْلَةُ الْيَدَيْنِ)) فَقَالَ اَبُوْبَكْرَةَ فَسَمِعْنَا بِمَوْلُوْدٍ فِي الْيَهُوْدِ بِالْمَدِيْنَةِ فَذَهَبْتُ اَنَا وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى اَبَوَيْهِ فَاِذَا نَعْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيهِمَا فَقُلْنَا هَلْ لَّكُمَا وَلَدٌ فَقَالَا مَكَثْنَا ثَلٰثِيْنَ عَامًا لَا يُوْلَدُ لَنَا وَلَدٌ ثُمَّ وُلِدَلَنَا غُلَامٌ اَعْوَرُ اَضْرَسُ وَاَقَلُّهٗ مَنْفِعَةً تَنَامُ عِيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهٗ قَالَ فَخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمَا فَاِذَا هُوَ مُنْجَدِلٌ فِي الشَّمْسِ فِيْ قَطِيْفَةٍ وَلَهٗ هَمْهَمَةٌ فَكَشَفَ عَنْ رَاْسِهٖ فَقَالَ مَا قُلْتُمَا قُلْنَا وَهَلْ سَمِعْتَ مَا قُلْنَا قَالَ نَعَمْ تَنَامُ

(۵۵۰۳) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دجال کے ماں باپ تیس سال تک لاولد رہیں گے۔ پھر ان کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کے دانت بڑے بڑے ہوں گے اور اس سے بہت کم فائدہ ہوگا (یعنی جس طرح لڑکوں سے گھر کے کام کاج میں فائدہ پہنچتا ہے اس سے حاصل نہیں ہوگا) اس کی آنکھیں سوئیں گی لیکن دل نہیں سوئے گا (یعنی نیند کی حالت میں شیطان اس کے دل میں افکار فاسد پیدا کرتا رہے گا) اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس کے ماں باپ کا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا اس کا باپ لمبا دبلا ہوگا اس کی ناک چونچ کی طرح ہوگی اور اس کی ماں موٹی اور لمبے ہاتھوں والی ہوگی حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے مدینہ کے یہود میں ایک ایسے ہی بچہ کے پیدا ہونے کی خبر سنی جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا اور حضرت زبیر بن العوام اس کے ماں باپ کے پاس گئے دیکھا تو وہ دونوں ایسے ہی تھے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے متعلق فرمایا تھا ہم نے ان سے پوچھا کہ کیا تمہارے کوئی لڑکا ہے انہوں نے بیان کیا کہ تیس سال تک ہم لاولد رہے پھر ایک کانا لڑکا پیدا ہوا جس سے ہم کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا اس کی آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان کے پاس سے واپس ہوکر بچے کے پاس

۵۵۰۲۔ اسناده صحيح۔ سنن ابى داؤد كتاب الملاحم باب فى خبر ابن صائد ۴۳۳۰ .

۵۵۰۳۔ اسناده ضعيف۔ سنن الترمذى كتاب الفتن باب ما جاء فى ذكر ابن صائد ۲۲۴۸۔ علی بن زید بن جدعان ضعیف ہے۔

عَيْنَايَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

پہنچے (یعنی ابن صیاد کے) جو دھوپ میں چادر اوڑھے لیٹا تھا اور کچھ گنگنا رہا تھا جو سمجھ میں نہیں آتا تھا اس نے سر سے چادر کو ہٹا کر کہا کہ تم لوگ کیا کہہ رہے تھے؟ ہم نے کہا جو کچھ ہم نے کہا کیا تو نے سن لیا ہے اس نے کہا ہاں میری آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا۔ (ترمذی)

(٥٥٠٤) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ امْرَأَةً مِنَ الْيَهُوْدِ بِالْمَدِيْنَةِ وَلَدَتْ غُلَامًا مَمْسُوْحَةً عَيْنُهُ طَالِعَةً نَابُهُ فَاشْفَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَّكُوْنَ الدَّجَّالَ فَوَجَدَهُ تَحْتَ قَطِيْفَةٍ يُهَمْهِمُ فَاٰذَنَتْهُ اُمُّهُ فَقَالَتْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا اَبُوْ الْقَاسِمِ فَخَرَجَ مِنَ الْقَطِيْفَةِ فَذَكَرَ مِثْلَ مَعْنٰى حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِئْذَنْ لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَقْتُلَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنْ يَّكُنْ هُوَ فَلَسْتَ صَاحِبَهُ اِنَّمَا صَاحِبُهُ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ وَاِلَّا يَكُنْ هُوَ فَلَيْسَ لَكَ اَنْ تَقْتُلَ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الْعَهْدِ)) فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُشْفِقًا اَنَّهُ هُوَ الدَّجَّالُ۔ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ۔

(۵۵۰۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ کے ایک یہودی کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کی ایک آنکھ ایسی تھی نہ مٹی ہوئی' نہ ابھری ہوئی نہ بالکل بیٹھی ہوئی تھی اور اس کے لمبے لمبے دانت باہر نکلے ہوئے تھے نبی ﷺ کو یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ شاید یہی دجال ہوا ایک دن نبی ﷺ اس کو دیکھنے کے لیے تشریف لے گئے وہ ایک چادر اوڑھے ہوئے لیٹا تھا اور آہستہ آہستہ کچھ گنگنا رہا تھا جو سمجھ میں نہیں آتا تھا اس کی ماں نے آپ ﷺ کو دیکھ کر اس سے کہا کہ اے اللہ کے بندے یہ ابوالقاسم ﷺ تشریف فرماں ہیں۔ اس نے چادر سے سر نکال لیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ کم بخت عورت غارت ہو کہ اس نے اس کو ہوشیار کر دیا اور اگر وہ اس کو اسی حالت پر چھوڑے رہتی تو وہ اپنی حقیقت بیان کر دیتا اس کے بعد حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی اس حدیث کو بیان کیا جس کو سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا رسول اللہ! مجھے اس کے قتل کرنے کی اجازت دے دیجیے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر سچ مچ یہی دجال ہے تو تم اس کو قتل نہیں کر سکتے کیونکہ دجال کے قاتل حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور اگر یہ دجال نہیں ہے تو میں کسی امتی کو مارنے کی اجازت نہیں دیتا جو ہماری پناہ میں ہے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کو یہ خیال رہتا تھا کہ کہیں یہ دجال نہ ہو کیونکہ اس میں بعض دجال کی صفتیں پائی جاتی تھیں۔ (شرح سنہ)

❀❀❀❀

٥٥٠٤۔ اسنادہ ضعیف۔ مسند احمد ٣/ ٣٦٨۔ شرح السنة ٥/ ٧٨ ح ٤٢٧٤۔ ابوالزبیر مدلس ہیں اور سماع کی صراحت نہیں ہے۔

بَابُ نُزُوْلِ عِيْسٰى عليه السلام
عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے اترنے کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

جب عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے!

(٥٥٠٥) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَيُوْشِكَنَّ اَنْ يَنْزِلَ فِيْكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ، حَكَمًا عَدْلًا، فَيَكْسِرُ الصَّلِيْبَ، وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ، وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ، وَيَفِيْضُ الْمَالُ حَتّٰى لَا يَقْبَلُهٗ اَحَدٌ، حَتّٰى تَكُوْنَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا))۔ ثُمَّ يَقُوْلُ اَبُوْهُرَيْرَةَ: فَاقْرَأُوْا اِنْ شِئْتُمْ: ﴿وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ﴾۔ اَلْآيَةَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۵۵۰۵) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، عنقریب عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام تم میں عادل حکمران (کی حیثیت سے آسمان سے) اتریں گے اور صلیب کو توڑا ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے، جزیہ کو ختم کر دیں گے اور مال کی بہتات ہو جائے گی حتیٰ کہ اسے کوئی قبول نہیں کرے گا۔ یہاں تک کہ ایک سجدہ دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہوگا، پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اگر تم (دلیل) چاہتے ہو تو اس آیت کی تلاوت کرو کہ ''کوئی اہل کتاب ایسا باقی نہیں رہے گا جو عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے قبل ان پر ایمان نہ لے آئے گا''۔ (بخاری ومسلم)

(٥٥٠٦) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((وَاللّٰهِ لَيَنْزِلَنَّ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَادِلًا، فَلَيَكْسِرَنَّ الصَّلِيْبَ وَلَيَقْتُلَنَّ الْخِنْزِرَ، وَلَيَضَعَنَّ الْجِزْيَةَ، وَلَيَتْرُكَنَّ الْقِلَاصَ، فَلَا يَسْعٰى عَلَيْهَا، وَلَتَذْهَبَنَّ الشَّحْنَاءُ وَالتَّبَاغُضُ وَالتَّحَاسُدُ، وَلَيَدْعُوَنَّ اِلَى الْمَالِ فَلَا يَقْبَلُهٗ اَحَدٌ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ وَفِىْ رِوَايَةٍ لَهُمَا قَالَ: ((كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ، وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ؟))۔

(۵۵۰۶) انہی (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! عیسیٰ بن مریم علیہ السلام عادل حاکم بن کر اتریں گے، صلیب توڑیں گے، خنزیر قتل کریں گے، جزیہ معاف کر دیں گے اور جوان اونٹنیاں بے کار چھوڑ دیں گی ان پر سواری نہ کی جائے گی۔ عداوت، کینہ اور حسد ختم ہو جائے گا۔ عیسیٰ علیہ السلام مال کی طرف لوگوں کو بلائیں گے، لیکن اس کو کوئی قبول نہیں کرے گا۔ (مسلم) بخاری ومسلم کی ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا کیا حال ہوگا جب عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تم میں نازل ہوں گے اور تمہارا امام تمہی میں سے ہوگا۔

توضیح: آخری زمانے میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے پر امتِ اسلامیہ کا اجماع ہے۔ آیت قرآنی وَاَنْ مِّنْ

٥٥٠٥۔ صحيح بخارى كتاب البيوع (٢٢٢٢)، صحيح مسلم، كتاب الايمان (٢٤٢/ ١٥٥).
٥٥٠٦۔ صحيح بخارى كتاب البيوع (٢٢٢٢)، صحيح مسلم كتاب الايمان (٢٤٢/ ١٥٥)

اَهْلِ الْكِتَابِ الخ اس عقیدہ پر نص قطعی ہے اور احادیث صحیحہ اس بارے میں موجود ہیں۔ اس زمانہ کے آخر میں چند نیچری قسم کے لوگوں نے اس عقیدہ کا انکار کیا اور پنجاب کے ایک شخص مرزا قادیانی نے اس ازکار کو بہت اچھالا جو کہ صریح باطل ہے، کسی بھی راسخ الایمان مسلمان کو ایسے بدعقیدہ لوگوں سے متاثر نہیں ہونا چاہیے۔ (راز)

(۵۵۰۷) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ اُمَّتِيْ يُقَاتِلُوْنَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِيْنَ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ قَالَ: فَيَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ، فَيَقُوْلُ اَمِيْرُهُمْ: تَعَالَ صَلِّ لَنَا، فَيَقُوْلُ: لَا اِنَّ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ اُمَرَاءُ، تَكْرِمَةَ اللّٰهِ هٰذِهِ الْاُمَّةَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۵۵۰۷) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر لڑتی رہے گی اور قیامت کے دن تک غالب رہے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے مسلمانوں کا امیر کہے گا: آئیں، ہمیں نماز پڑھائیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے: نہیں، یقیناً تم میں سے بعض لوگ بعض پر امیر ہیں۔ اس امت کی اللہ تعالیٰ نے عزت افزائی فرمائی ہے۔

توضیح: اس حدیث میں اس بات کا تذکرہ ہے کہ اتنے بڑے پیغمبر روح اللہ مسلمانوں کے امام کی اطاعت قبول فرمائیں گے اور ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ سبحان اللہ سیدنا عیسیٰ ہمارے پیغمبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں گے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک بار عبدالرحمٰن بن عوف کے پیچھے نماز پڑھی، دوسرا یہ کہ اس زمانے کے امام مہدی ہوں گے جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم مقام ہوں گے، بڑی فضیلت اور بزرگی والے ہوں گے۔ (نووی)

وَهٰذَا الْبَابُ خَالٍ عَنِ الْفَصْلِ الثَّانِيْ.

یہ باب دوسری فصل سے خالی ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

(۵۵۰۸) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((يَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اِلَى الْاَرْضِ، فَيَتَزَوَّجُ، وَيُوْلَدُ لَهٗ، وَيَمْكُثُ خَمْسًا وَاَرْبَعِيْنَ سَنَةً، ثُمَّ يَمُوْتُ، فَيُدْفَنُ مَعِيَ فِيْ قَبْرِيْ، فَاَقُوْمُ اَنَا وَعِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ فِيْ قَبْرٍ وَاحِدٍ بَيْنَ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ))۔ رَوَاهُ ابْنُ الْجَوْزِيُّ فِيْ "كِتَابِ الْوَفَاءِ"۔

(۵۵۰۸) عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عیسیٰ بن مریم آسمان سے زمین پر نازل ہوں گے، نکاح کریں گے، ان کی اولاد ہوگی اور پینتالیس برس تک (زندہ) رہیں گے، پھر فوت ہو جائیں گے اور میرے ساتھ میری قبر میں دفن ہوں گے۔ میں اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام، ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان میں ایک قبر سے اٹھیں گے۔ (ابن جوزی نے اس روایت کو "کتاب الوفاء" میں بیان کیا ہے)

❀❀❀❀

۵۵۰۷۔ صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء (۳۴۴۰) صحیح مسلم کتاب الایمان (۲۴۷/ ۱۵۶)

۵۵۰۸۔ الوفاء لابن جوزی، میں اس کی سند سے واقف نہیں ہوں۔

بَابُ قُرْبِ السَّاعَةِ وَإِنَّ مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهُ

قرب قیامت کا بیان اور یہ کہ جو شخص فوت ہو گیا اس کی قیامت قائم ہو گئی

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

قیامت کا واقعہ ہونا یقینی امر ہے

(٥٥٠٩) عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ))۔ قَالَ شُعْبَةُ: وَسَمِعْتُ قَتَادَةَ يَقُوْلُ فِيْ قِصَصِهِ: كَفَضْلِ اِحْدَاهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى، فَلَا اَدْرِيْ اَذَكَرَهٗ عَنْ اَنَسٍ اَوْ قَالَهٗ قَتَادَةُ؟۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(٥٥٠٩) شعبہ، قتادہ سے وہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح بھیجے گئے ہیں۔ شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے قتادہ سے سنا: وہ اپنے وعظ میں کہا کرتے تھے کہ جس طرح ان دونوں میں سے ایک کو دوسری پر برتری حاصل ہے۔ میں نہیں جانتا کہ قتادہ نے اسے انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے یا یہ قتادہ کا قول ہے۔ (مسلم)

قیامت کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے

(٥٥١٠) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ قَبْلَ اَنْ يَّمُوْتَ بِشَهْرٍ: ((تَسْاَلُوْنِيْ عَنِ السَّاعَةِ؟ وَاِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ، وَاُقْسِمُ بِاللّٰهِ مَا عَلَى الْاَرْضِ مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوْسَةٍ يَاْتِيْ عَلَيْهَا مِائَةُ سَنَةٍ وَهِيَ حَيَّةٌ يَوْمَئِذٍ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(٥٥١٠) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات سے ایک ماہ قبل یہ فرماتے ہوئے سنا: تم مجھ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہو جبکہ اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ کوئی نفس اس روئے زمین پر پیدا نہیں کیا گیا کہ اس پر سو سال کا عرصہ گزرے اور وہ پھر بھی زندہ رہے۔ (مسلم)

(٥٥١١) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: ((لَا يَاْتِيْ مِائَةُ سَنَةٍ وَعَلَى الْاَرْضِ نَفْسٌ مَنْفُوْسَةٌ الْيَوْمَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(٥٥١١) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج کے دن جو لوگ بقید حیات ہیں ان میں سے کوئی بھی شخص سو (١٠٠) سال کے بعد زمین پر موجود نہیں رہے گا۔ (مسلم)

توضیح: پھر اس وقت جتنے لوگ ہیں ان کی قیامت سو برس کے اندر آ جائے گی، کیونکہ موت کسی میت کے حق میں قیامت ہے گو قیامت کبریٰ نہیں۔ قیامت کبریٰ کب آئے گی؟ اس کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں۔ (نووی)

٥٥٠٩۔ صحیح بخاری کتاب الرقاق (٦٥٠١)، صحیح مسلم کتاب الفتن (١٣٣/ ٢٩٥١)

٥٥١٠۔ صحیح مسلم کتاب الفضائل (٢١٨/ ٢٥٣٨)

٥٥١١۔ صحیح مسلم کتاب الفضائل (٢١٩/ ٢٥٣٩)

(٥٥١٢) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: كَانَ رِجَالٌ مِنَ الْاَعْرَابِ يَاْتُوْنَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَيَسْاَلُوْنَهٗ عَنِ السَّاعَةِ، فَكَانَ يَنْظُرُ اِلٰى اَصْغَرِهِمْ فَيَقُوْلُ: ((اِنْ يَعِشْ هٰذَا لَا يُدْرِكُهُ الْهَرَمُ حَتّٰى يَقُوْمَ عَلَيْكُمْ سَاعَتُكُمْ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۵۵۱۲) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ دیہات کے کچھ لوگ (اعرابی) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو انہوں نے آپ سے قیامت کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے سب سے چھوٹی عمر والے کی جانب دیکھا اور فرمایا: اگر یہ شخص زندہ رہا تو اس پر بڑھاپا طاری نہ ہوگا کہ تم پر تمہاری قائم ہو جائے گی۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: آپ کا مطلب یہ تھا کہ قیامتِ کبری کا وقت تو سوائے اللہ کسی کو معلوم نہیں لیکن ہر آدمی کی موت اس کی قیامتِ صغریٰ ہے۔ اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کو قیامت قرار دیا اور قیامت میں سب لوگ بے ہوش ہو جائیں گے فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ موت میں بھی بے ہوشی ہوتی ہے۔ (راز)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ......دوسری فصل

(٥٥١٣) عَنِ الْمَسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: ((بُعِثْتُ فِيْ نَفَسِ السَّاعَةِ، فَسَبَقْتُهَا كَمَا سَبَقَتْ هٰذِهٖ هٰذِهٖ وَاَشَارَ بِاِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى.)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۵۵۱۳) مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں قیامت کی ابتدا کار میں بھیجا گیا ہوں، پس میں اس سے سبقت کر آیا ہوں جس طرح یہ انگلی اس انگلی سے سبقت لے گئی ہے اور اپنی دونوں انگلیوں سبابہ شہادت والی انگلی اور وسطیٰ درمیانی انگلی کی طرف اشارہ کیا۔ (ترمذی)

(٥٥١٤) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: ((اِنِّيْ لَاَرْجُوْ اَنْ لَا تَعْجَزَ اُمَّتِيْ عِنْدَ رَبِّهَا اَنْ يُؤَخِّرَهُمْ نِصْفَ يَوْمٍ))۔ قِيْلَ لِسَعْدٍ: وَكَمْ نِصْفُ يَوْمٍ؟ قَالَ: خَمْسُمِائَةِ سَنَةٍ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

(۵۵۱۴) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں امید کرتا ہوں کہ میری امت اپنے رب کے ہاں اتنی عاجز نہیں ہوگی کہ اللہ اس کو نصف دن کی مہلت بھی عطا نہ کرے۔ سعد رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: نصف یوم کتنا ہے؟ انہوں نے کہا: پانچ سو برس۔ (ابوداود)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ......تیسری فصل

(٥٥١٥) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَثَلُ هٰذِهِ الدُّنْيَا مَثَلُ ثَوْبٍ شُقَّ مِنْ اَوَّلِهٖ اِلٰى آخِرِهٖ، فَبَقِيَ مُتَعَلِّقًا بِخَيْطٍ فِيْ آخِرِهٖ، فَيُوْشِكُ ذٰلِكَ الْخَيْطُ اَنْ يَنْقَطِعَ))۔

(۵۵۱۵) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک زمین میں اللہ اللہ کی آواز آنا ختم نہ ہو جائے گی اور ایک روایت میں ہے کہ قیامت کسی ایسے شخص پر قائم نہیں ہوگی جو اللہ اللہ کہنے والا ہوگا۔ (بیہقی)

٥٥١٢۔ صحیح بخاری کتاب الرقائق (٦٥١١)، صحیح مسلم کتاب الفتن (١٣٦/ ٢٩٥٢)
٥٥١٣۔ جامع الترمذی کتاب الفتن (٢٢١٣)۔ یہ ضعیف ہے اور اس کی وجہ مجالد بن سعید ہے جو کہ قوی نہیں ہے۔
٥٥١٤۔ سنن ابی داود کتاب الملاحم۔ اس کی سند صحیح اور یہ مسند ١٧٠١١٢ میں سعد رضی اللہ عنہ سے ایک دوسرے طریق سے مروی ہے۔
٥٥١٥۔ شعب الایمان (١٠٢٤٠)

رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ

بَابٌ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ إِلَّا عَلٰى شِرَارِ النَّاسِ
قیامت بدترین (کافروں) لوگوں پر قائم ہوگی

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ......پہلی فصل

قیامت کی سختیاں کن کے لیے

(٥٥١٦) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى لَا يُقَالَ فِي الْاَرْضِ: اَللّٰهُ اَللّٰهُ))۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ: قَالَ: ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ عَلٰى اَحَدٍ يَقُوْلُ: اَللّٰهُ اَللّٰهُ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۵۵۱۶) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک زمین سے اللہ اللہ کی آواز آنا ختم نہ ہو جائے گی اور ایک روایت میں ہے کہ قیامت کسی ایسے شخص پر قائم نہیں ہوگی جو اللہ اللہ کہنے والا ہوگا۔ (مسلم)

(٥٥١٧) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا عَلٰى شِرَارِ الْخَلْقِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۵۵۱۷) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت تو صرف ان لوگوں پر قائم ہوگی جو تمام مخلوق سے بدتر ہوں گے۔ (مسلم)

(٥٥١٨) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَضْطَرِبَ اَلْيَابُ نِسَاءِ دَوْسٍ حَوْلَ ذِي الْخَلَصَةِ))۔ وَذُوالْخَلَصَةِ: طَاغِيَةُ دَوْسٍ الَّتِيْ كَانُوْ يَعْبُدُوْنَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۵۵۱۸) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ دوس قبیلہ کی عورتیں اپنے کولہے (ذوالخصلہ) نامی بت کے گرد نہ مٹکائیں گی۔ ''ذوالخلصہ'' قبیلہ دوس کا ایک بت ہے جس کی وہ زمانہ جاہلیت میں عبادت کیا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: چوتڑ مٹکانے سے مراد یہ ہے کہ اس کے گرد طواف کریں گی۔ معلوم ہوا کہ کعبے کے سوا اور کسی قبر یا جھنڈے یا شبہ نے چاہت کا طواف کرنا شرک ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ پہلے شرک اور بت پرستی عورتوں سے نکلے گی کیونکہ عورتیں ضعیف الاعتقاد ہوتی ہیں، جلدی سے کفر کی باتیں اختیار کر لیتی ہیں۔ حدیث سے یہ بھی نکلا کہ قیامت تلک کچھ نہ کچھ اسلام باقی رہے گا مگر ضعیف ہو جائے گا، جیسے دوسری حدیث میں ہے بَدَأَ الْاِسْلَامُ غَرِيْباً وَسَيَعُوْدُ كَمَا بَدَأَ عرب ہی کے ملک سے سارے جہاں میں توحید پھیلی ہے، قیامت کے قریب وہاں پھر شرک شروع ہو جائے گا۔ دوسری ملکوں کا کیا پوچھنا وہ تو اب بھی شرک اور مشرکوں سے پٹے پڑے ہیں۔ دوسری روایت

٥٥١٦۔ صحيح مسلم كتاب الايمان (٢٣٤/ ١٤٨)

٥٥١٧۔ صحيح مسلم كتاب الفتن (١٣١/ ٢٩٤٩)

٥٥١٨۔ صحيح مسلم كتاب الفتن (٥١/ ٢٩٠٦)

میں یوں ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک لات اور عزیٰ کی پھر پرستش نہ شروع ہوگی۔ تیسری روایت میں یوں ہے یہاں تک کہ میری امت کے کئی قبیلے بت پرستی شروع نہ کریں گے۔ حاکم کی روایت میں یوں ہے یہاں تک کہ میری امت کے بنی عامہ کی عورتوں کے کندھے ذی الخلصہ کے پاس نہ لڑیں اور ٹکر نہ کھائیں۔ ایک روایت میں یوں ہے یہاں تک کہ میری امت کے کئی قبیلے مشرکوں سے نہ مل جائیں۔ معاذ اللہ! ہمارے نبی ﷺ دنیا میں اسی لیے تشریف لائے تھے کہ اللہ کی توحید جاری رکھیں، شرک، کفر اور بت پرستی کی کمر توڑیں، بس جو شخص شرک اور شرک کے مقامات کو مٹائے۔ بتوں، تھانوں، جھنڈوں، قبروں اور گنبدوں کو جہاں پر شرک کیا جاتا ہے جو کوئی ان سے دلی نفرت کرنے وہی درحقیقت نبی ﷺ کا پیروکار ہے۔

جب قیامت قائم ہوگی!

(۵۵۱۹) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَذْهَبُ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ۔ حَتّٰى يُعْبَدَ اللَّاتُ وَالْعُزّٰى))۔ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلُ اللّٰهِ! اِنْ كُنْتُ لَاَظُنُّ حِيْنَ اَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿هُوَ الَّذِىْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ﴾۔ اَنَّ ذٰلِكَ تَامًّا قَالَ: ((اِنَّهٗ سَيَكُوْنُ مِنْ ذٰلِكَ مَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ رِيْحًا طَيِّبَةً، فَتُوُفِّىَ كُلُّ مَنْ كَانَ فِىْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ اِيْمَانٍ، فَيَبْقٰى مَنْ لَا خَيْرَ فِيْهِ، فَيَرْجِعُوْنَ اِلٰى دِيْنِ اٰبَائِهِمْ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۵۵۱۹) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا: رات اور دن اس وقت تک ختم ہوں گے جب تک کہ لات وعزیٰ کی عبادت نہ ہونے لگ جائے گی۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ بت پرستی ختم ہوجائے گی۔ اللہ تو ایسی ذات ہے جس نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تا کہ اسے تمام ادیان پر غالب کردے اگرچہ مشرکین اس کو ناپسند سمجھیں''۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا جس سے ہر وہ شخص فوت ہوجائے گا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا اور ایسے لوگ باقی رہ جائیں گے جن میں کسی قسم کی کوئی بھلائی نہ ہوگی، وہ اپنے آباء اجداد کے دین کی طرف لوٹ جائیں گے۔ (مسلم)

(۵۵۲۰) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فَيَمْكُثُ اَرْبَعِيْنَ)) لَا اَدْرِىْ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا اَوْشَهْرًا اَوْعَامًا۔ ((فَيَبْعَثُ اللّٰهُ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ كَاَنَّهٗ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ، فَيَطْلُبُهٗ فَيُهْلِكُهٗ، ثُمَّ يَمْكُثُ فِى النَّاسِ سَبْعَ سِنِيْنَ، لَيْسَ بَيْنَ اثْنَيْنِ عَدَاوَةٌ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ رِيْحًا بَارِدَةً مِنْ قِبَلِ الشَّامِ فَلَا يَبْقٰى عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ اَحَدٌ فِىْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ اَوْ

(۵۵۲۰) عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دجال خروج کرے گا اور چالیس......... تک رہے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ آپ ﷺ کا مقصود چالیس دن، چالیس ماہ یا چالیس سال تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم کو مبعوث فرمائیں گے، وہ شکل و صورت میں عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مشابہ ہوں گے وہ دجال کو تلاش کریں گے اور اسے ہلاک کردیں گے۔ اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام لوگوں میں سات برس رہیں گے (اس عرصہ میں) ہر دو انسانوں کے درمیان کوئی دشمنی نہ ہوگی، پھر اللہ تعالیٰ شام کی طرف سے ٹھنڈی ہوا بھیجے گا اور زمین پر کوئی ایسا شخص باقی نہ رہے گا جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہوگا مگر وہ اسے موت سے ہمکنار

۵۵۱۹۔ صحیح مسلم کتاب الفتن (۵۲/ ۷۹۰۷)

۵۵۲۰۔ صحیح مسلم کتاب الفتن (۱۱۶/ ۷۹۹۰)

إِيمَان إِلَّا قَبَضَتْهُ، حَتّٰى لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ دَخَلَ فِيْ كَبِدِ جَبَلٍ لَدَخَلَتْهُ عَلَيْهِ حَتّٰى تَقْبِضَهُ)) قَالَ: ((فَيَبْقٰى شِرَارُ النَّاسِ فِيْ خِفَّةِ الطَّيْرِ وَاَحْلَامِ السِّبَاعِ۔، لَا يَعْرِفُوْنَ مَعْرُوْفًا، وَلَا يُنْكِرُوْنَ مُنْكَرًا، فَيَتَمَثَّلُ لَهُمُ الشَّيْطَانُ، فَيَقُوْلُ: اَلَا تَسْتَجِيْبُوْنَ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: فَمَا تَاْمُرُنَا؟ فَيَاْمُرُهُمْ بِعِبَادَةِ الْاَوْثَانِ، وَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ دَارٌّ رِزْقُهُمْ، حَسَنٌ عَيْشُهُمْ، ثُمَّ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ، فَلَا يَسْمَعُهُ اَحَدٌ اِلَّا اَصْغٰى لِيْتًا، وَرَفَعَ لِيْتًا)) قَالَ: ((وَاَوَّلُ مَنْ يَسْمَعُهُ رَجُلٌ يَلُوْطُ۔ حَوْضَ اِبِلِهِ فَيَصْعَقُ وَيَصْعَقُ النَّاسُ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ مَطَرًا كَاَنَّهُ الطَّلُّ۔، فَيَنْبُتُ۔ مِنْهُ اَجْسَادُ النَّاسِ، ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ اُخْرٰى، فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُوْنَ، ثُمَّ يُقَالُ: يَا اَيُّهَا النَّاسُ! هَلُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ ﴿وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَسْؤُوْلُوْنَ﴾۔ فَيُقَالُ: اَخْرِجُوْا بَعْثَ النَّارِ۔ فَيُقَالُ: مِنْ كَمْ؟ كَمْ؟ فَيُقَالُ مِنْ كُلِّ اَلْفٍ تِسْعَمِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ)) قَالَ: ((فَذٰلِكَ يَوْمٌ يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا، وَذٰلِكَ يَوْمٌ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ وَذُكِرَ حَدِيْثُ مُعَاوِيَةَ: ((لَا تَنْقَطِعُ الْهِجْرَةُ)) فِيْ ((بَابِ التَّوْبَةِ))

کرے گی یہاں تک کہ اگر کوئی شخص کسی پہاڑ کے اندر داخل ہو جائے تو وہ ہوا وہاں پہنچ کر اس کی روح قبض کرے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے اور نہ برائی سے اجتناب کریں گے۔ شیطان ان کے پاس انسانی شکل میں آئے گا اور کہے گا: کیا تم کو شرم وحیا نہیں آتی؟ وہ کہیں گے: تم ہمیں کیا حکم دیتے ہو؟ پس شیطان انہیں بتوں کو پوجنے کا حکم دے گا اور اس حالت میں ہی انہیں فراوانی سے رزق سے مل رہا ہوگا اور ان کی معیشت اچھی ہوگی کہ صور پھونک دیا جائے گا، جو شخص بھی اس کی آواز سنے گا وہ اپنے سر کے ایک کنارے کو جھکا لے گا اور دوسرے کو اونچا رکھے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پہلا شخص جو صور کی آواز کو سنے گا وہ شخص ہوگا جو اپنے اونٹوں کے لیے حوض لیپ رہا ہوگا وہ بھی بے ہوش ہو جائے گا اور لوگ بھی بے ہوش ہو جائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ بارش بھیجیں گے جو شبنم کی مانند ہوگی، اس سے لوگوں کے جسم نمودار ہوں گے پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا ناگہاں لوگ کھڑے دیکھ رہے ہوں گے پھر کہا جائے گا: اے لوگو! اپنے رب کی طرف چلو! (فرشتوں سے کہا جائے گا) انہیں روک لو ان سے سوالات کیے جائیں گے۔ (فرشتوں سے) کہا جائے گا: ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے جہنمی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ایسا دن ہوگا جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا اور اس دن پنڈلی کھولی جائے گی۔ (مسلم) معاویہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جس کے الفاظ لا تنقطع الهجرة باب التوبہ میں ذکر کی جا چکی ہے۔

یہ باب دوسری اور تیسری فصل سے خالی ہے۔

❀❀❀❀

كِتَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ

قیامت کے احوال، جنت وجہنم اور صور پھونکے جانے کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

(٥٥٢١) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ اَرْبَعُوْنَ)) قَالُوْا: يَا هُرَيْرَةَ! اَرْبَعُوْنَ يَوْمًا؟ قَالَ: اَبَيْتُ۔ قَالُوْا: اَرْبَعُوْنَ شَهْرًا قَالَ: اَبَيْتُ۔ قَالُوْا: اَرْبَعُوْنَ سَنَةً؟ قَالَ: اَبَيْتُ۔ ((ثُمَّ يُنْزِلُ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مَاءً فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا يَنْبُتُ الْبَقْلُ)) قَالَ: ((وَلَيْسَ مِنَ الْاِنْسَانِ شَيْءٌ لَا يَبْلٰى اِلَّا عَظْمًا وَاحِدًا، وَهُوَ عَجْبُ الذَّنَبِ، وَمِنْهُ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ، قَالَ: كُلُّ ابْنِ اٰدَمَ يَأْكُلُهُ التُّرَابُ اِلَّا عَجْبَ الذَّنَبِ، مِنْهُ خُلِقَ، وَفِيْهِ يُرَكَّبُ۔

(۵۵۲۱) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پہلی بار اور دوسری بار صور پھونکنے کا درمیانی عرصہ چالیس ہے۔ لوگوں نے کہا: اے ابو ہریرہ! کیا چالیس دن مراد ہیں؟ انہوں نے کہا: مجھے معلوم نہیں' لوگوں نے کہا: کیا چالیس ماہ مراد ہیں؟ انہوں نے کہا: میں نہیں جانتا' لوگوں نے کہا: چالیس سال مراد ہیں؟ انہوں نے کہا: میں کچھ نہیں کہہ سکتا، پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش نازل فرمائے گا تو لوگ اس طرح اگ آئیں گے جس طرح سبزہ وانگوری اگتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: انسان کے جسم کی ہر چیز کو مٹی کھا جاتی ہے مگر ایک ریڑھ کی ہڈی کی نچلی ہڈی باقی رہ جاتی ہے۔ قیامت کے دن اسی سے تمام اعضا کو جوڑا جائے گا۔ (بخاری ومسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: انسان کے تمام اجزا کو مٹی کھا جائے گی، لیکن ریڑھ کی ہڈی کا نچلا حصہ سالم رہتا ہے، اس سے انسان کو پیدا کیا گیا اور اسی سے اس کو ترکیب دی جائے گی، یعنی جوڑا جائے گا۔

توضیح: ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ دونوں نفخوں میں چالیس برس کا فاصلہ ہوگا۔ (راز)

زمین اللہ کی مٹھی میں

(٥٥٢٢) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَقْبِضُ اللّٰهُ الْاَرْضَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَيَطْوِي السَّمَاءَ بِيَمِيْنِهِ، ثُمَّ يَقُوْلُ: اَنَا الْمَلِكُ، اَيْنَ مُلُوْكُ الْاَرْضِ؟)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۵۵۲۲) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ زمین کو مٹھی میں لے گا اور آسمانوں کو لپیٹ کر اپنے دائیں ہاتھ میں لے گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میں ہی بادشاہ ہوں' زمین کے بادشاہ کہاں ہیں؟۔ (بخاری ومسلم)

حقیقی بادشاہی اللہ کے لیے ہے

(٥٥٢٣) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، قَالَ:

(۵۵۲۳) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

٥٥٢١۔ صحيح بخاری کتاب التفسير (٤٨١٤)، (٤٩٣٥) صحيح مسلم کتاب الفتن (١٤١/ ٢٩٥)

٥٥٢٢۔

٥٥٢٣۔ صحيح مسلم کتاب التوبة (٧٤١٢)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَطْوِى اللّٰهُ السَّمَاوَاتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ثُمَّ يَاْخُذُهُنَّ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى، ثُمَّ يَقُوْلُ: اَنَا الْمَلِكُ اَيْنَ الْجَبَّارُوْنَ؟ اَيْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ؟ ثُمَّ يَطْوِى الْاَرْضِيْنَ بِشِمَالِهٖ۔ وَفِىْ رِوَايَةٍ: يَاْخُذُهُنَّ بِيَدِهِ الْاُخْرٰى۔ ثُمَّ يَقُوْلُ: اَنَا الْمَلِكُ، اَيْنَ الْجَبَّارُوْنَ؟ اَيْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ؟))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آسمانوں کو لپیٹ لے گا' پھر انہیں اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑ لے گا اور اعلان فرمائے گا: میں ہی بادشاہ ہوں' جابر کہاں ہیں؟ متکبر کہاں ہیں' پھر اپنے بائیں ہاتھ میں زمین کو لپیٹ لے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ پھر زمینوں کو اپنے دوسرے ہاتھ میں پکڑے گا پھر فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں ظالم کہاں ہیں؟ متکبر کہاں ہیں؟ (مسلم)

(٥٥٢٤) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: جَاءَ حَبْرٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ اِلَى النَّبِيِّ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمَاوَاتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى اِصْبَعٍ، وَالْاَرْضِيْنَ عَلٰى اِصْبَعٍ، وَالْجِبَالَ وَالشَّجَرَ عَلٰى اِصْبَعٍ، وَالْمَاءَ وَالثَّرٰى عَلٰى اِصْبَعٍ، وَسَائِرَ الْخَلْقِ عَلٰى اِصْبَعٍ، ثُمَّ يَهُزُّهُنَّ فَيَقُوْلُ: اَنَا الْمَلِكُ، اَنَا اللّٰهُ۔ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَعَجُّبًا مِمَّا قَالَ الْحَبْرُ تَصْدِيْقًا لَهٗ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَمَا قَدَرُوْا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ، يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۵۵۲۴) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عالم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے کہا: اے محمد ﷺ! اس میں کچھ شک نہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو ایک انگلی پر، زمینوں کو ایک انگلی پر، پہاڑوں کو ایک انگلی پر، پانی اور مٹی کو ایک انگلی پر اور باقی مخلوق کو ایک انگلی پر رکھا ہوا ہوگا، پھر اللہ تعالیٰ انہیں حرکت دے گا اور فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں' میں اللہ ہوں۔ یہ سن کر نبی ﷺ تعجب سے مسکرائے جو وہ عالم کہہ رہا تھا اس کی تصدیق کرتے ہوئے آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ''ان مشرکوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق تھا اور زمین تمام کی تمام قیامت کے دن اس کے قبضہ میں ہوگی اور تمام آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے۔ اللہ ان سے پاک اور بلند ہے جن کو وہ اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں۔'' (بخاری ومسلم)

توضیح: اس حدیث سے پروردگار کے لئے انگلیاں ثابت ہوتی ہیں کیونکہ نبی ﷺ نے اس یہودی کی تصدیق کی اور یہ امر محال ہے کہ نبی ﷺ باطل کی تصدیق کریں۔ اب بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ تصدیقا لہ راوی کا گمان ہے جو اس نے اپنے گمان سے کہہ دیا۔ حالانکہ نبی ﷺ تصدیق کی غرض سے نہیں ہنسے تھے بلکہ اس یہودی کی بات کو غلط جان کر، کیونکہ یہود مشبہ اور مجسمہ تھے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے لیے انگلیاں ثابت کرتے تھے۔ صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ فضیل بن عیاض نے منصور سے روایت کی اس میں یہ بھی ہے تعجبا مناقالہ الحبرو تصدیقالہ ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے دوسری صحیح حدیث میں ہے مامن قلب الا وھو بین اصبعین من اصابع الرحمن اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی صحیح حدیث میں ہے اتانی اہلیۃ ربی فی احسن صورۃ فوضع یدہ بین کتفی حتی وجدت بردانا ملہ بین ثدیی۔ انامل انگلیوں کی پورے۔ غرض انگلیوں کا اثبات پروردگار کے لئے ایسا ہی ہے جیسے وجہ، قدم، رجل اور جنب وغیرہ کا اور اہل حدیث کا عقیدہ ان کی نسبت یہ ہے کہ یہ سب اپنے معنی ظاہری پر محمول ہیں، لیکن ان کی حقیقت اللہ ہی جانتا ہے اور متکلمین ان چیزوں کی تاویل کرتے ہیں قدرت وغیرہ سے۔ محمد بن صلت راوی نے اس حدیث کو روایت کرتے وقت اپنی چھنگلیا کی طرف اشارہ کیا پھر پاس والی انگلی کی

٥٥٢٤۔ صحيح بخاري (٤٨١١، ٧٤١٤، ٧٤١٥)، صحيح مسلم كتاب التفسير (١٩١/ ٢٧٨٦)

طرف پھر اس کے پاس والی انگلی کی طرف، یہاں تک کہ انگوٹھے تک پہنچے اور اس سے اہل تاویل کا مذہب رد ہوتا ہے۔(راز)

(٥٥٢٥) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ قَوْلِهٖ: ﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمَاوَاتُ﴾، فَاَيْنَ يَكُوْنُ النَّاسُ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: ((عَلَى الصِّرَاطِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(٥٥٢٥) عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کے متعلق دریافت کیا: ''اس روز زمین سوائے اس زمین کے تبدیل کی جائے گی اور آسمان لپیٹ دیئے جائیں گے'' تو اس دن لوگ کہاں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ پل صراط پر ہوں گے۔(مسلم)

(٥٥٢٦) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ مُكَوَّرَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

(٥٥٢٦) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن سورج اور چاند لپیٹ کر (دوزخ میں) ڈال دیئے جائیں گے۔(بخاری)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ......دوسری فصل

مشکل کی ہر گھڑی میں یہ کہا جائے

(٥٥٢٧) عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ نِالْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَيْفَ اَنْعَمُ۔ وَصَاحِبُ الصُّوْرِ قَدِ الْتَقَمَهٗ وَاَصْغٰى سَمْعَهٗ، وَحَنٰى جَبْهَتَهٗ يَنْتَظِرُ مَنْ يُّؤْمَرُ بِالنَّفْخِ؟))۔ فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: ((قُوْلُوْا: حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

(٥٥٢٧) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں کیسے چین سے رہ سکتا ہوں جبکہ اسرافیل نے صور کو منہ میں تھاما ہوا ہے اپنے کانوں کو جھکا رکھا ہے اور اپنی پیشانی کو نیچے کیا ہوا ہے اور منتظر ہے کہ کب اسے صور پھونکنے کا حکم دیا جاتا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے کہا: تم کہو کہ ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہتر کارساز ہے۔(ترمذی)

(٥٥٢٨) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَلصُّوْرُ قَرْنٌ يُنْفَخُ فِيْهِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَاَبُوْدَاوٗدَ، وَالدَّارِمِيُّ۔

(٥٥٢٨) عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: صور ایک سینگ ہے جس میں پھونکا جائے گا۔(ترمذی' ابوداؤد' دارمی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ......تیسری فصل

جب صور پھونکا جائے گا

(٥٥٢٩) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ فِیْ قَوْلِهٖ

(٥٥٢٩) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس

٥٥٢٥۔ صحيح مسلم كتاب الفتن (٢٧٩١/٢٩)

٥٥٢٦۔ صحيح بخاری كتاب بدء الخلق (٣٢٠٠)

٥٥٢٧۔ جامع الترمذی كتاب التفسير (٣٢٤٣)، یہ حدیث اپنے شواہد اور طرق کی بنا پر میرے نزدیک صحیح ہے۔

٥٥٢٨۔ سنن ابی داود كتاب السنة (٤٧٤٢)، جامع الترمذی (٢٤٣٠، ٣٢٤٤) اور امام ترمذی نے اسے حسن کہا ہے۔ یہ روایت صحیح ہے جیسا کہ امام ترمذی نے کہا ہے۔

٥٥٢٩۔ اسے بخاری نے معلق بیان کیا ہے۔

تَعَالٰی: ﴿فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ﴾: اَلصُّوْرُ قَالَ: وَ ﴿الرَّاجِفَةُ﴾: اَلنَّفْخَةُ الْاُوْلٰی، وَ ﴿الرَّدِفَةُ﴾: اَلثَّانِیَةُ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ فِیْ تَرْجَمَةِ بَابٍ۔

فرمان کے متعلق کہا: اذا نقر فی الناقور۔ ''جب صور میں پھونکا جائے گا'' میں ''ناقور'' سے مراد صور ہے اور الراجفۃ سے مراد نفخۂ اولیٰ ہے اور ''الرادفۃ'' سے مراد نفخۂ ثانیہ ہے۔ (امام بخاری نے اس حدیث کو ترجمۃ الباب میں بیان کیا ہے)

(۵۵۳۰) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم صَاحِبَ الصُّوْرِ، وَقَالَ: ((عَنْ یَمِیْنِهٖ جِبْرَئِیْلُ، وَعَنْ یَسَارِهٖ مِیْكَائِیْلُ))۔

(۵۵۳۰) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صور (پھونکنے) والے فرشتے کا ذکر کیا اور فرمایا: اس کے دائیں جانب جبرئیل اور بائیں میکائیل ہوں گے۔

(۵۵۳۱) وَعَنْ اَبِیْ رَزِیْنٍ نِالْعُقَیْلِیِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَیْفَ یُعِیْدُ اللّٰهُ الْخَلْقَ؟ وَمَا آیَةُ ذٰلِكَ فِیْ خَلْقِهٖ؟ قَالَ۔ ((اَمَا مَرَرْتَ بِوَادِیْ قَوْمِكَ جَدْبًا ثُمَّ مَرَرْتَ بِهٖ یَهْتَزُّ خُضْرًا؟)) قُلْتُ: نَعَمْ۔ قَالَ: ((فَتِلْكَ آیَةُ اللّٰهِ فِیْ خَلْقِهٖ، ﴿كَذٰلِكَ یُحْیِی اللّٰهُ الْمَوْتٰی﴾))۔ رَوَاهُمَا رَزِیْنٌ۔

(۵۵۳۱) ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ مخلوق کو دوبارہ کیسے پیدا کریں گے؟ اور کیا اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں اس کی کوئی علامت ونشانی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کبھی تم اپنی قوم کے جنگل میں قحط کے زمانہ میں گزرے ہو؟ پھر (بارش کے بعد) تم اس وادی سے گزرے ہوگے تو وہ سرسبز وشاداب لہرا رہی ہوگی۔ میں نے کہا: ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں اس کی نشانی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی طرح مردوں کو زندہ کرے گا۔ ان دونوں حدیثوں کو رزین نے روایت کیا ہے۔

❀❀❀❀

۵۵۳۰۔ سنن ابی داود (۳۹۹۹) اس میں عطیۃ العوفی ضعیف ہے۔
۵۵۳۱۔ مسند احمد (۴/ ۱۱) اور اس کی سند میں ضعف ہے۔

بَابُ الْحَشْرِ
حشر (قیامت کے روز مخلوق کو جمع کرنے) کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

(۵۵۳۲) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى اَرْضٍ بَيْضَاءَ عَفْرَاءَ، كَقُرْصَةِ النَّقِيِّ، لَيْسَ فِيْهَا عَلَمٌ لِاَحَدٍ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۵۵۳۲) سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن لوگ میدہ کی روٹی کی مانند سفید سرخی مائل زمین پر جمع کیے جائیں گے، زمین پر کسی (قوم یا شہر) کے لیے نشان نہیں ہوگا۔ (مسلم)

توضیح: اس حدیث میں ذکر ہے کہ حشر کی زمین اور ہوگی اس میں نہ تو کوئی پہاڑ ہوگا اور نہ مکان، راستہ، باغ، ٹیلا وغیرہ ہوگا جیسا کہ قرآن کی آیت بتاتی ہے۔ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ (ابراھیم: ۴۸) (راز)

زمین روٹی کی طرح ہو جائے گی

(۵۵۳۳) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِالْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((تَكُوْنُ الْاَرْضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خُبْزَةً وَاحِدَةً، يَتَكَفَّؤُهَا الْجَبَّارُ بِيَدِهٖ كَمَا يَتَكَفَّأُ اَحَدُكُمْ خُبْزَتَهٗ فِي السَّفَرِ نُزُلًا لِاَهْلِ الْجَنَّةِ))۔ فَاَتٰى رَجُلٌ مِنَ الْيَهُوْدِ۔ فَقَالَ: بَارَكَ الرَّحْمٰنُ عَلَيْكَ يَا اَبَا الْقَاسِمِ! اَلَا اُخْبِرُكَ بِنُزُلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟)) قَالَ: ((بَلٰى))۔ قَالَ: تَكُوْنُ الْاَرْضُ خُبْزَةً وَاحِدَةً، كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فَنَظَرَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِلَيْنَا ثُمَّ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ، ثُمَّ قَالَ: اَلَا اُخْبِرُكَ بِاِدَامِهِمْ؟ بِالَامُ۔ وَالنُّوْنُ۔ قَالُوْا: وَمَا هٰذَا؟ قَالَ: ثَوْرٌ وَنُوْنٌ، يَاْكُلُ مِنْ زَائِدَةِ كَبِدِهِمَا۔ سَبْعُوْنَ اَلْفًا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۵۵۳۳) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن زمین ایک روٹی کی مانند ہوگی۔ جبار (کائنات) اس کو اپنے ہاتھ میں الٹا سیدھا کریں گے جیسا کہ تم میں سے کوئی شخص سفر کے دوران روٹی کو الٹ پلٹ کرتا ہے اور یہ اہل جنت کے لیے مہمانی ہوگی۔ ایک یہودی آیا اور کہنے لگا۔ اے ابوالقاسم! رحمٰن آپ پر برکت فرمائے! کیا میں آپ کو قیامت کے دن جنتیوں کی مہمانی کے بارے میں نہ بتاؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ضرور، اس نے کہا: زمین ایک روٹی کی مانند بن جائے گی جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری جانب دیکھا، پھر مسکرائے یہاں تک کہ آپ کی کچلیاں ظاہر ہو گئیں۔ پھر کہنے لگا: کیا میں آپ کو اہل جنت کا سالن نہ بتلاؤں وہ ''بالام'' اور ''نون'' ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: وہ کیا ہے؟ کہنے لگا: بیل اور مچھلی ہے جس کے جگر کے ٹکڑے کو ستر ہزار افراد کھائیں گے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: اللہ اکبر کتنی عظیم الشان نعمت سے مہمان نوازی کی جائے گی۔ بالام عبرانی کا لفظ ہے، اس کے معنی بیل ہی کے صحیح ہیں اور نون مچھلی کو کہتے ہیں۔ مذکورہ ستر ہزار وہ لوگ ہوں گے جو بلا حساب جنت میں جائیں گے۔ اللھم اجعلنا منھم آمین (راز)

۵۵۳۲۔ صحیح بخاری کتاب الرقائق (۶۵۲۱)، صحیح مسلم کتاب التوبۃ (۲۸/ ۲۷۹۰)
۵۵۳۳۔ صحیح بخاری (۶۵۲۰)، صحیح مسلم (۳۰/ ۲۷۹۲)

قیامت کے دن زمین ایک روٹی کی طرح ہو جائے گی: یہ امر کچھ خلاف عقل نہیں بلکہ عادت کے بھی خلاف نہیں ہے۔ اس وجہ یہ ہے کہ اب بھی زمین کی مٹی طرح طرح کے پھل اور میوے اگاتی ہے۔ پس اگر ساری زمین اس کی قدرت سے فنا ہو جائے تو کیا بعید ہے۔ (نووی)

(٥٥٣٤) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی ثَلَاثِ طَرَائِقَ: رَاغِبِیْنَ، رَاهِبِیْنَ، وَاثْنَانِ عَلٰی بَعِیْرٍ، وَثَلَاثَةٌ عَلٰی بَعِیْرٍ، وَاَرْبَعَةٌ عَلٰی بَعِیْرٍ، وَعَشَرَةٌ عَلٰی بَعِیْرٍ، وَتَحْشُرُ بَقِیَّتَهُمُ النَّارُ۔ تَقِیْلُ مَعَهُمْ حَیْثُ قَالُوْا، وَتَبِیْتُ مَعَهُمْ حَیْثُ بَاتُوْا، وَتُصْبِحُ مَعَهُمْ حَیْثُ اَصْبَحُوْا، وَتُمْسِیْ مَعَهُمْ حَیْثُ اَمْسَوْا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

(۵۵۳۴) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں کو تین قسموں پر جمع کیا جائے گا: ایک رغبت کرنے والے، دوسرے ڈرنے والے، دو شخص ایک اونٹ پر، تین ایک اونٹ پر، چار ایک اونٹ پر اور دس آدمی ایک اونٹ پر سوار ہوں گے۔ تیسرے باقی ماندہ لوگ جنہیں آگ اکٹھا کرے گی وہ ان کے ساتھ قیلولہ کرے گی جہاں وہ قیلولہ کریں گے، ان کے ساتھ رات گزارے گی جہاں وہ رات گزاریں گے اور ان کے ساتھ صبح کرے گی جہاں وہ صبح کریں گے اور ان کے ساتھ شام کرے گی جہاں وہ شام کریں گے۔ (بخاری و مسلم)

سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا

(٥٥٣٥) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((اِنَّكُمْ مَحْشُوْرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا)) ثُمَّ قَرَاَ: ﴿كَمَا بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُهٗ وَعْدًا عَلَیْنَا اِنَّا كُنَّا فَاعِلِیْنَ﴾ ((وَاَوَّلُ مَنْ یُّكْسٰی یَوْمَ الْقِیَامَةِ اِبْرَاهِیْمُ، وَاِنَّ نَاسًا مِّنْ اَصْحَابِیْ یُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ، فَاَقُوْلُ: اُصَیْحَابِیْ اُصَیْحَابِیْ!! فَیَقُوْلُ: اِنَّهُمْ لَنْ یَزَالُوْا مُرْتَدِّیْنَ عَلٰی اَعْقَابِهِمْ مُذْ فَارَقْتَهُمْ۔ فَاَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ: ﴿وَكُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْهِمْ﴾ اِلٰی قَوْلِهٖ: ﴿الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ﴾۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

(۵۵۳۵) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ننگے پاؤں، ننگے بدن، بے ختنہ جمع کیے جاؤ گے پھر یہ آیت تلاوت فرمائی ''جس طرح ہم نے ان کو پہلی بار پیدا کیا اسی طرح ہم ان کو دوبارہ لوٹائیں گے' یہ وعدہ ہم پر لازم ہے۔ بے شک ہم اسی طرح کرنے والے ہیں''۔ قیامت کے دن جس شخص کو سب سے پہلے لباس پہنایا جائے گا وہ ابراہیم علیہ السلام ہوں گے۔ میرے کچھ ساتھیوں کو بائیں جانب پکڑا جائے گا۔ میں کہوں گا: یہ میرے اصحاب ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے جدا ہوئے تو یہ دین سے پھر گئے۔ میں وہی کہوں گا جو اللہ کے نیک بندے عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا کہ ''جب تک ان میں رہا ان پر نگران تھا'' سے اس قول تک ''اللہ غالب حکمت والا ہے''۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: مراد وہ لوگ ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مرتد ہو گئے تھے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے جہاد کیا۔ یہ دیہات کے وہ بدوی تھے جو برائے نام اسلام میں داخل ہو گئے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ساتھ ہی پھر مرتد ہو کر اسلام کے خلاف مقابلہ کے لئے کھڑے ہو گئے تھے۔ یا منافق تھے جو یا اسلام کے غلبہ سے خوف زدہ ہو کر اسلام میں داخل ہو گئے تھے اور انہوں نے اسلام سے کبھی کوئی دلچسپی سرے سے لی ہی نہیں تھی۔ ان مرتدین نے خلافتِ اسلامیہ کے خلاف جنگ کی اور شکست کھائی یا قتل کیے گئے۔ (راز)

٥٥٣٤۔ صحیح بخاری کتاب الرقائق (٦٥٢٢)، صحیح مسلم کتاب صفة النار (٥٩/ ٢٨٦١)

٥٥٣٥۔ صحیح بخاری کتاب التفسیر (٣٣٤٩)، صحیح مسلم کتاب صفة القیامة (٥٨/ ٢٨٦٠)

روزِ قیامت کوئی کسی کی طرف نہیں دیکھے گا

(٥٥٣٦) وَعَنْ عَائِشَةَ ؓ، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا)). قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ جَمِيْعًا يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ؟ فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! اَلْاَمْرُ اَشَدُّ مِنْ اَنْ يَنْظُرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۵۳۶) عائشہ ؓ بیان فرماتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا: کہ لوگ قیامت کے دن ننگے پاؤں ننگے بدن اور بلا ختنہ کے اٹھائے جایں گے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا مرد اور عورتیں اکٹھے ہوں گے وہ ایک دوسرے کی جانب دیکھیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کا معاملہ اس سے بہت سخت ہوگا کہ کوئی ایک دوسرے کی جانب نگاہ اٹھا کر دیکھے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: سب پر قیامت کی ایسی دہشت غالب ہوگی کہ ہوش وحواس جواب دے جائیں گے الا ماشاء اللہ (راز)

کافر منہ کے بل چلیں گے

(٥٥٣٧) وَعَنْ اَنَسٍ ؓ، اَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! كَيْفَ يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلٰى وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: ((اَلَيْسَ الَّذِيْ اَمْشَاهُ عَلَى الرِّجْلَيْنِ فِي الدُّنْيَا قَادِرًا عَلٰى اَنْ يُّمْشِيَهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۵۳۷) انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے پوچھا: اے اللہ کے نبی! کافر قیامت کے دن منہ کے بل چل کر کیسے میدان حشر کی جانب جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس ذات نے اس کو دونوں قدموں سے دنیا میں چلنے کی قدرت دی ہے، وہ اس بات پر قادر ہے کہ قیامت کے دن اسے چہرہ کے بل چلائے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: قیامت کے دن ایک منظر یہ بھی ہوگا کہ کفار و مشرکین منہ کے بل چلائے جائیں گے، جس سے ان کی انتہائی ذلت وخواری ہوگی اللھم لا تجعلنا منھم آمین (راز)

جد الانبیاء ابراہیم ؑ کی سفارش بھی رد کر دی جائے گی

(٥٥٣٨) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَلْقٰى اِبْرَاهِيْمُ اَبَاهُ آزَرَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلٰى وَجْهِ آزَرَ قَتَرَةٌ وَغَبَرَةٌ. فَيَقُوْلُ لَهٗ اِبْرَاهِيْمُ: اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ: لَا تَعْصِنِيْ؟ فَيَقُوْلُ لَهٗ اَبُوْهُ: فَالْيَوْمَ لَا اَعْصِيْكَ. فَيَقُوْلُ اِبْرَاهِيْمُ: يَا رَبِّ! اِنَّكَ وَعَدْتَنِيْ اَنْ لَا تُخْزِيَنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ، فَاَيُّ خِزْيٍ اَخْزٰى مِنْ اَبِي الْاَبْعَدِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿اِنِّيْ حَرَّمْتُ الْجَنَّةَ عَلَى الْكَافِرِيْنَ﴾. ثُمَّ يُقَالُ لِاِبْرَاهِيْمَ: مَاتَحْتَ

(۵۵۳۸) ابوہریرہ ؓ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: روز قیامت ابراہیم ؑ اپنے والد آزر سے ملیں گے تو آزر کے چہرے پر سیاہی اور گرد وغبار ہوگا۔ ابراہیم ؑ اُس کہیں گے: کیا میں نے آپ کو نہیں کہا تھا کہ آپ میری نافرمانی نہ کریں؟ ان کے والد کہیں گے: آج کے دن میں تیری نافرمانی نہیں کروں گا۔ ابراہیم ؑ کہیں گے: اے میرے پروردگار! بلاشبہ آپ نے مجھے وعدہ کیا تھا کہ جس روز لوگوں کو اٹھایا جائے گا آپ مجھے رسوا نہیں کریں گے۔ اس بات سے بڑھ کر اور کون سی ذلت ہے کہ میرا باپ رحمت سے دور ہونے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میں نے جنت کافروں پر حرام کر دی ہے، پھر ابراہیم ؑ سے کہا جائے

٥٥٣٦۔ صحیح بخاری کتاب الرقائق (٦٥٢٧)، صحیح مسلم کتاب صفة القیامة (٥٦/ ٢٨٥٩)

٥٥٣٧۔ صحیح بخاری (٤٧٦٠)، صحیح مسلم کتاب التوبة (٥٤/ ٢٨٠٦)

٥٥٣٨۔ صحیح بخاری کتاب التفسیر (٣٣٥٠)

رِجْلَيْكَ؟ فَيَنْظُرُ فَإِذَا هُوَ بِذِيْخٍ مُتَلَطِّخٍ، فَيُؤْخَذُ بِقَوَائِمِهِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

گا: اپنے قدموں کے نیچے دیکھو، وہ دیکھیں گے تو وہاں گھنے بالوں والا ایک ''بجو'' ہوگا جو مٹی میں آلودہ ہوگا، اس کو ٹانگوں سے پکڑ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ (بخاری)

توضیح: اس حدیث سے ان نام نہاد مسلمانوں کو عبرت پکڑنی چاہیے جو اولیاء اللہ کے بارے میں جھوٹی حکایات و کرامات گھڑ گھڑ کر ان کو بدنام کرتے ہیں۔ مثلاً: یہ کہ بڑے پیر جیلانی صاحب نے روحوں کی ٹوکری سیدنا عزرائیل سے چھین لی، جس میں مومن و کافر سب کی روحیں موجود تھیں اور وہ سب جنت میں داخل ہو گئے ایسے بہت سے قصے ہیں جو بزرگوں کے بارے میں مشرکین نے گھڑ رکھے ہیں۔ جب سیدنا خلیل اللہ جیسے پیغمبر قیامت کے دن اپنے باپ کے کام نہ آسکیں گے تو کسی دوسرے کی کیا مجال ہے کہ بغیر اذن الٰہی کسی مرید یا شاگرد کو بخشوا سکیں۔ (راز)

لوگوں کا پسینہ اُن کے اعمال کے مطابق ہوگا

(۵۵۳۹) وَعَنْهُ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَعْرَقُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يَذْهَبَ عَرَقُهُمْ فِي الْأَرْضِ سَبْعِيْنَ ذِرَاعًا وَيُلْجِمُهُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ اٰذَانَهُمْ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۵۳۹) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگ پسینے میں شرابور ہوں گے اور ان کا پسینہ زمین میں ستر ہاتھ تک پھیل جائے گا اور ان کے منہ تک پہنچا رہا ہوگا حتیٰ کہ ان کے کانوں تک پہنچ جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

(۵۵۴۰) وَعَنِ الْمِقْدَادِ ﷺ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((تُدْنَى الشَّمْسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْخَلْقِ حَتّٰى تَكُوْنَ مِنْهُمْ كَمِقْدَارِ مِيْلٍ، فَيَكُوْنُ النَّاسُ عَلٰى قَدْرِ اَعْمَالِهِمْ فِي الْعَرَقِ، فَمِنْهُمْ مَنْ يَكُوْنُ اِلٰى كَعْبَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُوْنُ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُوْنُ اِلٰى حِقْوَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يُلْجِمُهُمُ الْعَرَقُ اِلْجَامًا)) وَاَشَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهٖ اِلٰى فِيْهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۵۴۰) مقداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: قیامت کے دن سورج مخلوق کے نزدیک کر دیا جائے گا یہاں تک کہ ایک میل کے فاصلہ ہوگا۔ لوگ اپنے اعمال کے مطابق پسینے میں ہوں گے۔ بعض لوگوں کے ٹخنوں تک پسینہ ہوگا، بعض کے گھٹنوں تک، بعض کی کمر تک اور بعض کے منہ تک پسینہ آیا ہوگا۔ یہ بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے اپنے منہ کی جانب اشارہ کیا۔ (مسلم)

توضیح: بعض لوگ اس حدیث سے یہ اشکال ظاہر کرتے ہیں کہ آفتاب زمین سے کئی کروڑ میل پر ہے، باوجود اس کے اتنی حرارت ہے، پھر اگر ایک میل پر ہو تو اس کی شعاع بلکہ اس کے شعلوں سے جن میں صدہا من کے پتھر اڑتے ہیں۔ ایک دم سب جل کر خاک ہو جائیں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ آخرت کا بیان ہے اور وہاں پر اجسام اور طرح کے ہوں گے۔ تو اس بات کا احتمال بھی ہے کہ ان میں حرارات کا تحمل ہو۔ جیسے عطارد تو آفتاب سے اس قدر قریب ہے کہ زمین والے اگر وہاں جائیں تو ایک لحظہ اس پر نہیں ٹھہر سکتے باوجود اس کے اگر عطارد پر اللہ کی مخلوق ہو تو وہ راحت سے رہتے ہوں گے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس دن آفتاب میں اتنی حرارت ہی نہ ہو۔ (نووی)

(۵۵۴۱) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ ﷺ، عَنِ

(۵۵۴۱) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہا

۵۵۳۹۔ صحیح بخاری کتاب الرقاق (۶۵۳۲)، صحیح مسلم کتاب صفۃ القیامۃ (۶۱/ ۲۸۶۳)

۵۵۴۰۔ صحیح مسلم کتاب صفۃ النار (۶۲/ ۲۸۶۴)

۵۵۴۱۔ صحیح بخاری کتاب التفسیر (۴۷۴۱) صحیح مسلم کتاب الایمان (۲۲۲)

النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی: یَا آدَمُ! فَیَقُوْلُ: لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ، وَالْخَیْرُ كُلُّهٗ فِیْ یَدَیْكَ۔ قَالَ: اَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ۔ قَالَ: وَمَا بَعْثُ النَّارِ؟ قَالَ: مِنْ كُلِّ اَلْفٍ تِسْعُمِائَةٍ وَّتِسْعَةٍ وَّتِسْعِیْنَ، فَعِنْدَهٗ یَشِیْبُ الصَّغِیْرُ، ﴿وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَی النَّاسَ سُكٰرٰی وَمَاهُمْ بِسُكٰرٰی وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِیْدٌ﴾۔ قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ وَاَیُّنَا ذٰلِكَ الْوَاحِدُ؟ قَالَ: ((اَبْشِرُوْا فَاِنَّ مِنْكُمْ رَجُلًا، وَمِنْ یَاْجُوْجَ وَمَاجُوْجَ اَلْفٌ)) تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ)) فَكَبَّرْنَا فَقَالَ: ((اَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنُوْا نِصْفَ اَهْلِ الْجَنَّةِ)) فَكَبَّرْنَا قَالَ: ((مَا اَنْتُمْ فِی النَّاسِ اِلَّا كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِیْ جِلْدِ ثَوْرٍ اَبْیَضَ، اَوْكَشَعْرَةٍ بَیْضَاءَ فِیْ جِلْدِ ثَوْرٍ اَسْوَدَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اے آدم! وہ کہیں گے: میں حاضر ہوں، میں تیری خدمت میں ہوں تمام بھلائیاں تیرے ہاتھ میں ہیں اللہ تعالیٰ حکم دیں گے کہ دوزخیوں کی جماعت الگ کرو، آدم علیہ السلام پوچھیں گے کہ دوزخی کتنے ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: ایک ہزار انسانوں میں سے نوسو ننانوے، اس وقت بچے، بوڑھے ہوجائیں گے، حاملہ اپنے حمل کو ضائع کردے گی اور آپ لوگوں کو نشہ میں مست دیکھیں گے لیکن فی الحقیقت وہ مست نہیں ہوں گے البتہ اللہ تعالیٰ کا عذاب سخت ہوگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! وہ ایک ہم میں سے کون ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں خوش ہونا چاہیے کہ تم میں ایک ہوگا اور یاجوج ماجوج میں سے ہزار ہوں گے، پھر فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں امید کرتا ہوں کہ تم اہلِ جنت میں سے چوتھائی ہوں گے، ہم نے اللہ اکبر کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ تم اہل جنت کے نصف ہوں گے۔ ہم نے اللہ اکبر کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں تمہاری تعداد اس قدر ہوگی جس قدر سفید بیل کی کھال میں سیاہ بال ہوتے ہیں یا سیاہ بیل کی کھال میں سفید بال ہوتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: یاجوج ماجوج دو قبیلوں کے نام ہیں جو یافث بن نوح کی اولاد میں سے ہیں۔ قیامت کے قریب یہ دونوں، یعنی یاجوج اور ماجوج غالب ہوں گے اور ہر طرف سے نکل آئیں گے۔ جو لوگ یاجوج ماجوج کے وجود پر شبہ کرتے ہیں وہ خود احمق ہیں کیونکہ یاجوج ماجوج کا نکلنا قیامت کی ایک نشانی ہے۔ اس حدیث سے امتِ محمدیہ کا بکثرت جنتی ہونا بھی ثابت ہے۔ مگر جو لوگ کلمہ اسلام پڑھنے کے باوجود قبروں، تعزیوں، جھنڈوں کی پوجا پاٹ میں مشغول ہیں وہ کبھی بھی جنت میں نہیں جائیں گے۔ اس لیے کہ وہ مشرک ہیں اور مشرکوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے قطعاً حرام کردی ہے جیسا کہ قرآن کی اس آیت میں مذکور ہے ان اللہ لا یغفران یشرك به (الانساء: ٤٨) (راز)

اس حدیث میں جو نشانیاں مذکور ہیں اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ یہ باتیں کس وقت ہونگی۔ بعض نے کہا کہ قیامت قائم ہوتے وقت دنیا فنا ہونے سے پہلے اور بعض نے کہا کہ حشر کے دن اس صورت میں بچہ گرا دینے سے یہ مراد ہے کہ اس وقت ایسا ڈر ہوگا کہ اگر کوئی عورت اس وقت حاملہ ہو تو اسکا حمل گر جائے گا اور یہی مراد ہے بچہ کے بوڑھے ہونے سے۔ یاجوج ماجوج کے متعلق وہب بن منبہ اور مقاتل نے کہا کہ یاجوج ماجوج یافث بن نوح کی اولاد کو کہتے ہیں اور ضحاک نے کہا: وہ ترکوں کی ایک قوم ہے اور کعب نے کہا وہ آدم کی اولاد ہیں، لیکن حوا کے پیٹ سے نہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک روز آدم کو احتلام ہوا ان کا نطفہ مٹی میں مل گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس مٹی سے یاجوج ماجوج کو پیدا کیا۔ واللہ اعلم (نووی)

اللہ تعالیٰ کو صرف مومن سجدہ کرسکے گا

(٥٥٤٢) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ

(۵۵۴۲) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ

٥٥٤٢۔ صحیح بخاری کتاب التفسیر (٣٣٤٨) صحیح مسلم کتاب الایمان (٢٢٢/٣٧٩)

اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((يَكْشِفُ رَبُّنَا عَنْ سَاقِهِ، فَيَسْجُدُ لَهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ، وَيَبْقٰى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ فِي الدُّنْيَا رِيَاءً وَسُمْعَةً، فَيَذْهَبُ لِيَسْجُدَ فَيَعُوْدُ ظَهْرُهُ طَبَقًا وَاحِدًا)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

کو فرماتے سنا: ہمارا پروردگار اپنی پنڈلی کھولے گا، ہر مومن مرد اور عورت اس کو سجدہ کریں گے' جو لوگ دنیا میں ریاکاری اور شہرت کے لیے سجدہ کرتے تھے وہ باقی رہ جائیں گے۔ ایسا شخص سجدہ کرنا چاہے گا اس کی کمر ایک ہڈی بغیر جوڑ کے بن جائے گی۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: پنڈلی کے ظاہری معنوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اہل حدیث ظاہری الفاظ کی تاویل نہیں کرتے بلکہ ان کی حقیقت اللہ کی طرف کرتے ہیں۔ اس میں کرید کرنا بدعت جانتے ہیں، جیسا اللہ ہے ویسی اس کی پنڈلی ہے امنا بالله كما هو باسمائه وصفاته اور ہم اس کی ذات اور صفات پر جیسا بھی وہ ہے ہمارا ایمان ہے اسکی صفات کے ظواہر پر ہم یقین رکھتے ہیں اور ان میں کوئی تاویل نہیں کرتے هذا هوا الصراط المستقيم۔ (راز)

(٥٥٤٣) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيَأْتِي الرَّجُلُ الْعَظِيْمُ السَّمِيْنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَزِنُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ)). وَقَالَ: ((اِقْرَأُوْا ﴿فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا﴾. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۵۴۳) ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک بھاری بھرکم فربہ شخص قیامت کے دن آئے گا، لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا وزن مچھر کے پر کے برابر بھی نہ ہوگا' نیز آپ ﷺ نے فرمایا: (اے مومنو) تم اس آیت کی تلاوت کیا کرو' قیامت کے دن ہم ان کافروں کے لیے کوئی وزن قائم نہیں کریں گے''۔ (بخاری ومسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ......دوسری فصل

زمین کی خبریں کیا ہوں گی؟

(٥٥٤٤) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ، قَالَ: قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰذِهِ الْاٰيَةَ: ﴿يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا﴾. قَالَ: ((اَتَدْرُوْنَ مَا اَخْبَارُهَا؟)) قَالُوْا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ. قَالَ: ((فَاِنَّ اَخْبَارَهَا اَنْ تَشْهَدَ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ وَّاَمَةٍ بِمَا عَمِلَ عَلٰى ظَهْرِهَا، اَنْ تَقُوْلَ: عَمِلَ عَلَيَّ كَذَا وَكَذَا، يَوْمَ كَذَا وَكَذَا)) قَالَ: ((فَهٰذِهٖ اَخْبَارُهَا)). رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ.

(۵۵۴۴) ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ''اس دن زمین اپنی خبریں بیان کرے گی''۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو اس کی خبریں کیا ہیں؟ صحابہ کرام ؓ نے کہا: اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی خبریں یہ ہیں کہ ہر مرد و عورت نے اس کی سطح پر جو کام کیا اس کی گواہی دے گی اور کہے گی: فلاں دن اس نے فلاں فلاں ایسا ایسا عمل کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ہی اس کی خبریں ہیں۔ (احمد' ترمذی)

ہر فوت ہونے والا نادم ہوگا

(٥٥٤٥) وَعَنْهُ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

(۵۵۴۵) ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو

٥٥٤٣۔ صحيح بخاری (٤٩١٩)، صحيح مسلم (٢٧٨٥)

٥٥٤٤۔ جامع الترمذی (٢٤٢٩) كتاب الحشر، اس میں یحییٰ بن ابن سلیمان لین الحدیث ہے جیسا کہ حافظ نے کہا ہے۔

٥٥٤٥۔ جامع الترمذی كتاب الزهد، اس میں یحییٰ بن عبداللہ ہے۔ تقریب میں ہے کہ وہ متروک ہے۔

((مَا مِنْ اَحَدٍ يَمُوْتُ اِلَّا نَدِمَ))۔ قَالُوْا: وَمَا نَدَامَتُهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((اِنْ كَانَ مُحْسِنًا نَدِمَ اَنْ لَا يَكُوْنَ ازْدَادَ، وَاِنْ كَانَ مُسِيْئًا نَدِمَ اَنْ لَا يَكُوْنَ نَزَعَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

شخص بھی فوت ہوتا ہے وہ نادم و پشیمان ہوتا ہے۔ صحابہ کرام نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کی ندامت کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ نیکوکار ہوتا ہے کہ اس نے مزید (نیک کام) کیوں نہ کیے! اگر بدکار ہوتا ہے تو نادم ہوتا ہے کہ وہ کیوں نہ برائی سے باز رہا! (ترمذی)

(٥٥٤٦) وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَةَ اَصْنَافٍ: صِنْفًا مُشَاةً، وَصِنْفًا رُكْبَانًا، وَصِنْفًا عَلٰى وُجُوْهِهِمْ)) قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَكَيْفَ يَمْشُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ؟ قَالَ: ((اِنَّ الَّذِيْ اَمْشَاهُمْ عَلٰى اَقْدَامِهِمْ قَادِرٌ عَلٰى اَنْ يُمْشِيَهُمْ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ، اَمَا اِنَّهُمْ يَتَّقُوْنَ بِوُجُوْهِهِمْ كُلَّ حَدَبٍ وَشَوْكٍ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

(۵۵۴۶) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں کو تین گروہوں میں میدان حشر میں لایا جائے گا، ایک گروہ پیادہ ہوگا' دوسرا گروہ سوار اور تیسرے گروہ کے لوگ منہ کے بل چلیں گے۔ دریافت کیا گیا: اے اللہ کے رسول! وہ منہ کے بل کیسے چلیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ جس ذات نے انہیں پاؤں پر چلایا ہے وہ اس پر قادر ہے کہ انہیں منہ کے بل چلائے۔ خبردار! بے شک وہ اپنے مونہوں کے ساتھ ہر ٹیلے اور کانٹے سے بچاؤ کریں گے۔ (ترمذی)

قیامت کے دن کی منظر کشی

(٥٥٤٧) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: ((مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَنْظُرَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَاَنَّهٗ رَأْيُ عَيْنٍ فَلْيَقْرَأْ: ﴿اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾۔ ﴿وَاِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ﴾۔ وَ﴿اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ۔

(۵۵۴۷) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کو پسند ہے کہ وہ قیامت کے دن کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرے تو وہ درج ذیل سورتوں کی تلاوت کرے: اذا الشمس کورت۔ اذالسماء انفطرت۔ اذالسماء انشقت۔ (احمد' ترمذی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

(٥٥٤٨) عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: اِنَّ الصَّادِقَ الْمَصْدُوْقَ ﷺ حَدَّثَنِيْ: ((اَنَّ النَّاسَ يُحْشَرُوْنَ ثَلَاثَةَ اَفْوَاجٍ: فَوْجًا رَاكِبِيْنَ طَاعِمِيْنَ كَاسِيْنَ، وَفَوْجًا تَسْحَبُهُمُ الْمَلَائِكَةُ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ وَتَحْشُرُهُمُ النَّارُ، وَفَوْجًا يَمْشُوْنَ وَيَسْعَوْنَ وَيُلْقِي اللّٰهُ الْآفَةَ عَلَى الظَّهْرِ، فَلَا يَبْقٰى، حَتّٰى اِنَّ الرَّجُلَ لَتَكُوْنُ لَهُ الْحَدِيْقَةُ يُعْطِيْهَا بِذَاتِ الْقَتَبِ لَا يَقْدِرُ عَلَيْهَا))۔ رَوَاهُ النسائی۔

(۵۵۴۸) ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صادق و مصدوق ﷺ نے مجھے بتایا: قیامت کے دن لوگ تین اقسام پر اکٹھے کیے جائیں گے: ایک قسم سوار' کھانے پینے والے' دوسری قسم فرشتے ان کو چہروں کے بل کھینچتے ہوں گے اور آگ انہیں دھکیل کر لے جائے گی۔ تیسری قسم لوگ پیدل چل رہے ہوں گے اور دوڑتے ہوئے آئیں گے، اللہ تعالیٰ سواریوں کو تباہ و برباد کریں گے' کوئی سواری زندہ نہ ہوگی یہاں تک کہ ایک شخص کے پاس باغ ہوگا وہ سواری کے بدلے باغ دے گا، لیکن سواری نہ مل سکے گی۔ (نسائی)

٥٥٤٦۔ جامع الترمذی کتاب التفسیر (٣١٤٢) اس میں علی بن زید بن جدعان ضعیف ہے جو کہ اوس بن خالد سے روایت کر رہا ہے جو کہ متروک ہے۔

٥٥٤٧۔ جامع الترمذی کتاب التفسیر (٢٣٣٣) یہ روایت حسن ہے جیسا کہ امام ترمذی نے فرمایا۔

٥٥٤٨۔ سنن نسائی (٤/ ١١٦)

بَابُ الْحِسَابِ وَالْقِصَاصِ وَالْمِيزَانِ
حساب، قصاص اور ترازو کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

جس کا حساب ہوا، اسے عذاب ہوا

(٥٥٤٩) عَنْ عَائِشَةَ ﷞، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ اَحَدٌ يُحَاسَبُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا هَلَكَ)). قُلْتُ: اَوَلَيْسَ يَقُوْلُ اللّٰهُ: ﴿فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا﴾. فَقَالَ: ((اِنَّمَا ذٰلِكَ الْعَرْضُ وَلٰكِنْ مَنْ نُوْقِشَ فِي الْحِسَابِ يَهْلِكُ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۵۴۹) عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن جس شخص سے بھی حساب لیا جائے گا وہ عذاب میں گرفتار ہوگا۔ میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں کہ ”عنقریب آسان محاسبہ ہوگا“؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے مقصود صرف بیان کرنا ہے، لیکن حساب میں جس سے مناقشہ کیا گیا وہ ہلاک ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

آگ سے بچنے کی جستجو کرو

(٥٥٥٠) وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ ﷛، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا سَيُكَلِّمُهُ رَبُّهُ، لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فَلَا يَرٰى اِلَّا مَا قَدَّمَ، وَيَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ. فَلَا يَرٰى اِلَّا النَّارَ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ، فَاتَّقُوْا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۵۵۰) عدی بن حاتم ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر شخص کے ساتھ اس کا پرودگار کلام کرے گا۔ رب اور بندے کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا اور نہ ہی کوئی پردہ ہوگا جو بندے کو رب سے پردے میں کرے۔ جب بندہ اپنے دائیں جانب دیکھے گا تو اسے اپنے اعمال (صالحہ) آگے بھیجے ہوئے نظر آئیں گے اور جب وہ اپنے بائیں طرف دیکھے گا تو اسے اپنے (برے) اعمال آگے بھیجے ہوئے نظر آئیں گے اور اپنے سامنے نظر دوڑائے گا تو اسے منہ کے سامنے آگ ہی آگ دکھائی دے گی۔ پس تم آگ سے بچاؤ اختیار کرو اگرچہ کھجور کے ٹکڑے کا (صدقہ) کرو۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: اس سے معلوم ہوا کہ کلمۂ طیبہ بھی سبب نجات کا ہے۔ کلمہ طیبہ سے یا تو کلمہ توحید مراد ہے یا جو بات ایسی ہو کہ اس سے کسی نیک بندہ کا جی خوش ہو اور وہ خوشی مباح یا مستحب ہو اور اس میں ترغیب صدقہ دینے کی اور اس بات کی بھی تعلیم ہے کہ آدمی قلیل مقدار میں صدقہ دینے میں عار محسوس نہ کرے اور نہ ہی اسے لینے والا شرمائے۔ (نووی)

گناہ گار مومن کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت

(٥٥٥١) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷠، قَالَ: قَالَ

(۵۵۵۱) عبداللہ بن عمر ﷠ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

٥٥٤٩۔ صحيح بخاری كتاب الرقائق (٦٥٣٧)، صحيح مسلم كتاب صفة النار (٦٩/ ٢٨٧٦)
٥٥٥٠۔ صحيح بخاری كتاب الرقائق (٦٥٣٩)، صحيح مسلم كتاب الزكاة (٦٨/ ١٠١٦)
٥٥٥١۔ صحيح بخاری (٤٦٨٥)، صحيح مسلم كتاب التوبة (٥٢/ ٢٧٦٨)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ يُدْنِي الْمُؤْمِنَ فَيَضَعُ عَلَيْهِ كَنَفَهٗ وَيَسْتُرُهٗ، فَيَقُوْلُ: اَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا؟ اَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا؟ فَيَقُوْلُ: نَعَمْ اَيْ رَبِّ! حَتّٰى قَرَّرَهٗ بِذُنُوْبِهٖ، وَرَاٰى فِيْ نَفْسِهٖ اَنَّهٗ قَدْ هَلَكَ- قَالَ: سَتَرْتُهَا عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا، وَاَنَا اَغْفِرُهَا الْيَوْمَ، فَيُعْطٰى كِتَابَ حَسَنَاتِهٖ وَاَمَّا الْكُفَّارُ وَالْمُنَافِقُوْنَ فَيُنَادٰى بِهِمْ عَلٰى رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ: ﴿هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظَّالِمِيْنَ﴾)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ-

اللہ تعالیٰ ایمان دار شخص کو قریب کرے گا اس پر اپنا پہلو رکھے گا اور اسے چھپا لے گا۔ اس سے پوچھے گا: کیا تو فلاں گناہ اقرار کرتا ہے؟ وہ کہے گا: ہاں! اے میرے پروردگار! یہاں تک کہ اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کرایا جائے گا اور وہ اپنے نفس میں خیال کرے گا وہ ہلاک ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میں نے دنیا میں تیرے گناہوں پر پردہ ڈالا اور آج میں تیرے گناہ معاف کرتا ہوں۔ اسے اس کی نیکیوں کا رجسٹر دیا جائے گا۔ اور جو کافر اور منافق ہیں تمام مخلوق کے سامنے اعلان کر دیا جائے گا کہ یہ ''لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پرودگار کے متعلق جھوٹ بولا۔ خبردار! اللہ کی لعنت ظالموں شرک کرنے والوں پر ہے۔'' (بخاری و مسلم)

(٥٥٥٢) وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ دَفَعَ اللّٰهُ اِلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ يَهُوْدِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا، فَيَقُوْلُ: هٰذَا فِكَاكُكَ مِنَ النَّارِ))- رَوَاهُ مُسْلِمٌ-

(۵۵۵۲) ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کے حوالے ایک یہودی یا عیسائی کرے گا اور فرمائے گا: یہ آگ سے تیری خلاصی کا سبب ہے۔ (مسلم)

نوح علیہ السلام کی گواہی

(٥٥٥٣) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُجَاءُ بِنُوْحٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيُقَالُ لَهٗ: هَلْ بَلَّغْتَ؟ فَيَقُوْلُ: نَعَمْ، يَا رَبِّ! فَتُسْاَلُ اُمَّتُهٗ هَلْ بَلَّغَكُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ؟ مَا جَاءَنَا مِنْ نَذِيْرٍ- فَيُقَالُ: مَنْ شُهُوْدُكَ؟ فَيَقُوْلُ: مُحَمَّدٌ وَاُمَّتُهٗ))- فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَيُجَاءُ بِكُمْ فَتَشْهَدُوْنَ اَنَّهٗ قَدْ بَلَّغَ)) ثُمَّ قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾- رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ-

(۵۵۵۳) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن نوح علیہ السلام کو لایا جائے گا۔ ان سے کہا جائے گا: کیا تم نے اپنی امت کو پیغام رسالت پہنچا دیا؟ وہ کہیں گے: ہاں! اے میرے پروردگار! ان کی امت سے سوال کیا جائے گا: کیا انہوں نے تمہیں (میرے احکام) پہنچائے تھے؟ وہ کہیں گے: ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ نوح علیہ السلام سے کہا جائے گا: آپ کے گواہ کون ہیں؟ وہ کہیں گے: محمد ﷺ اور ان کی امت۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہیں لایا جائے گا تم گواہی دو گے کہ نوح علیہ السلام نے پیغام رسالت پہنچا دیا' پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''اور اس طرح ہم نے تمہیں افضل امت بنایا کہ تم لوگوں پر گواہی دو اور رسول ﷺ تم پر گواہ ہوں گے''۔ (بخاری)

جب اعضاء کلام کریں گے

(٥٥٥٤) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلُ

(۵۵۵۴) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے

٥٥٥٢- صحيح مسلم كتاب التوبة (٤٩/ ٢٧٦٧)

٥٥٥٣- صحيح بخاری كتاب التفسير (٣٣٣٩، ٧٣٤٩)

٥٥٥٤- صحيح مسلم كتاب الزهد (١٧/ ٢٩٦٩)

اللّٰهِ ﷺ فَضَحِكَ قَالَ: ((هَلْ تَدْرُوْنَ مِمَّا اَضْحَكُ؟)) قَالَ: قُلْنَا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ۔ قَالَ: ((مِنْ مُخَاطَبَةِ الْعَبْدِ رَبَّهٗ، يَقُوْلُ: يَا رَبِّ! اَلَمْ تُجِرْنِيْ مِنَ الظُّلْمِ؟)) قَالَا: ((يَقُوْلُ: بَلٰى)) قَالَ: ((فَيَقُوْلُ: فَاِنِّيْ لَا اُجِيْزُ عَلٰى نَفْسِيْ اِلَّا شَاهِدًا مِّنِّيْ))۔ قَالَ: ((فَيَقُوْلُ: كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ شَهِيْدًا وَبِالْكِرَامِ الْكَاتِبِيْنَ شُهُوْدًا))۔ قَالَ: ((فَيُخْتَمُ عَلٰى فِيْهِ، فَيُقَالُ لِاَرْكَانِهٖ: انْطِقِيْ))۔ قَالَ: ((فَتَنْطِقُ بِاَعْمَالِهٖ ثُمَّ يُخَلّٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْكَلَامِ))۔ قَالَ ((فَيَقُوْلُ: بُعْدًا لَكُنَّ وَسُحْقًا، فَعَنْكُنَّ كُنْتُ اُنَاضِلُ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ میں کس لئے مسکرایا ہوں؟ راوی نے کہا کہ ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب بندہ اپنے رب سے مخاطب ہو کر دعا کرتا ہے اے پروردگار! کیا تو نے مجھے ظلم سے پناہ دی؟ اللہ تعالیٰ کہیں گے: کیوں نہیں! وہ کہے گا: میں اپنے نفس پر کوئی اور گواہ قبول کرنے پر راضی نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: آج تیرا نفس ہی تجھ پر کافی ہے کراما کاتبین فرشتے تجھ پر گواہ ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کے اعضا سے کہا جائے گا کہ تم کلام کرو۔ آپ نے فرمایا: چنانچہ وہ اس کے اعمال کے بارے میں خبر دیں گے' پھر اس کے منہ پر سے مہر اٹھائی جائے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ کلام کرے گا اور کہے گا کہ تمہارے لیے بربادی و ہلاکت ہو میں تمہاری طرف سے مدافعت کرتا اور جھگڑتا رہا۔ (مسلم)

(۵۵۵۵) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ، قَالَ: قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: ((هَلْ تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ الشَّمْسِ فِي الظَّهِيْرَةِ لَيْسَتْ فِيْ سَحَابَةٍ؟)) قَالُوْا: لَا، قَالَ: ((فَهَلْ تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَيْسَ فِيْ سَحَابَةٍ؟)) قَالُوْا: لَا۔ قَالَ: ((فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ رَبِّكُمْ اِلَّا كَمَا تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ اَحَدِهِمَا))۔ قَالَ: ((فَيَلْقَى الْعَبْدَ۔ فَيَقُوْلُ: اَيْ فُلْ۔: اَلَمْ اُكْرِمْكَ وَاُسَوِّدْكَ۔ وَاُزَوِّجْكَ وَاُسَخِّرْلَكَ الْخَيْلَ وَالْاِبِلَ، وَاَذَرْكَ تَرْأَسُ وَتَرْبَعُ؟ فَيَقُوْلُ: بَلٰى)) قَالَ: ((فَيَقُوْلُ: اَفَظَنَنْتَ اَنَّكَ مُلَاقِيَّ؟ فَيَقُوْلُ: لَا۔ فَيَقُوْلُ: فَاِنِّيْ قَدْ اَنْسَاكَ كَمَا نَسِيْتَنِيْ۔ ثُمَّ يَلْقَى الثَّانِيَ فَذَكَرَ مِثْلَهٗ، ثُمَّ يَلْقَى الثَّالِثَ، فَيَقُوْلُ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَيَقُوْلُ: يَا رَبِّ! آمَنْتُ بِكَ وَبِكِتَابِكَ وَبِرُسُلِكَ، وَصَلَّيْتُ وَصُمْتُ، وَتَصَدَّقْتُ،

(۵۵۵۵) ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام ؓ نے فرمایا: اے اللہ کے رسول! کیا قیامت کے دن ہم اپنے رب کا دیدار کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں دوپہر کے وقت جب بادل نہ ہوں، سورج دیکھنے میں کچھ تکلیف ہوتی ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں چودھویں رات کا چاند دیکھنے میں جب بادل نہ ہوں کچھ تکلیف ہوتی ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تمہیں اپنے پروردگار کے دیدار میں صرف اتنی ہی تکلیف ہوگی جتنی تکلیف تمہیں ان دونوں کو دیکھنے میں ہوتی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: پروردگار اپنے بندے سے ملاقات کرے گا اور کہے گا: اے فلاں شخص! کیا میں نے تجھے عزت عطا نہیں کی تھی؟ کیا میں نے تجھے بنایا تھا؟ کیا میں نے تجھے بیوی نہ دی تھی؟ کیا میں نے گھوڑے اور اونٹ تیرے تابع نہیں کیے تھے؟ کیا میں نے تجھے قوم کی سربراہی نہیں نوازی تھی؟ اور تو ان سے چوتھائی مال غنیمت وصول نہیں کرتا تھا؟ وہ کہے گا: آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پوچھیں گے: کیا تجھے یہ خیال تھا کہ تیری میرے ساتھ ملاقات ہونے والی ہے؟ وہ کہے گا: نہیں' اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میں نے تجھے بھلا دیا جیسے تو نے مجھے فراموش کر دیا تھا۔ اس کے بعد دوسرے شخص

۵۵۵۵۔ صحیح مسلم کتاب الزهد (۱۶/ ۲۹۶۸)

وَيُثْنِي بِخَيْرٍ مَا اسْتَطَاعَ، فَيَقُوْلُ: هٰهُنَا اِذًا۔ ثُمَّ يُقَالُ: اَلْآنَ نَبْعَثُ شَاهِدًا عَلَيْكَ، وَيَتَفَكَّرُ فِيْ نَفْسِهٖ: مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْهَدُ عَلَيَّ؟ فَيُخْتَمُ عَلٰى فِيْهِ، وَيُقَالُ لِفَخِذِهٖ: اِنْطِقِيْ، فَتَنْطِقُ فَخِذُهٗ وَلَحْمُهٗ وَعِظَامُهٗ بِعَمَلِهٖ، وَذٰلِكَ لِيُعْذِرَ مِنْ نَفْسِهٖ، وَذٰلِكَ الْمُنَافِقُ، وَذٰلِكَ الَّذِيْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ وَذُكِرَ حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ: ((يَدْخُلُ مِنْ اُمَّتِي الْجَنَّةَ)) فِيْ ((بَابِ التَّوَكُّلِ)) بِرِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ۔

سے ملاقات ہوگی۔ اس سے پہلے ہی کی طرح سوال کیے جائیں گے' پھر تیسرے سے ملاقات ہوگی۔ اسے بھی پہلے ہی کی طرح کہا جائے گا تو وہ کہے گا: اے پروردگار! میں تیرے ساتھ' تیری کتابوں اور تیرے پیغمبروں پر ایمان لایا' میں نے نمازیں ادا کیں' روزے رکھے' صدقات دیئے اور جس قدر ہو سکے گا وہ اچھے کاموں کا ذکر کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس وقت فرمائیں گے: تم یہیں ٹھہرو' ہم تمہارے جھوٹ پر گواہ پیش کرتے ہیں۔ وہ دل میں سوچے گا کہ مجھ پر کون گواہی دے گا۔ تب اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کی ران' اس کا گوشت اور اس کی ہڈیاں اس کے اعمال کے متعلق بتائیں گی اور اس کا بہانہ ختم ہو جائے گا۔ یہ شخص منافق ہوگا اور اس شخص پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوں گے۔ (مسلم)

توضیح: اس حدیث میں ایک جگہ مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پیشانی پر دوزخ کی آگ کو حرام کیا ہے جس پیشانی پر سجدے کے نشانات موجود ہوں۔ ان نشانات کی بنا پر بہت سے گناہ گاروں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر دوزخ سے نکالا جائے گا۔ اس حدیث میں یہ بات بھی مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار برحق ہے جو کہ اس طرح حاصل ہوگا جیسے چودھویں رات کے چاند کا دیدار عام ہوتا ہے، نیز اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کا آنا، اپنی صورت پر جلوہ افروز ہونا اور اہل ایمان کے ساتھ شفقت کے ساتھ کلام کرنا بھی شامل ہے۔ قرآن مجید کی بہت سی آیات اور بہت سی احادیث صحیحہ جن میں اللہ پاک کی صفات مذکور ہیں۔ ان تمام باتیں پر جو کہ قرآن اور حدیث سے ثابت ہیں اہل حدیث متفق ہیں۔ وہ حقیقتاً کلام کرتا ہے۔ جب وہ چاہتا ہے فرشتے اس کی آواز سنتے ہیں اور وہ اپنے عرش پر ہے۔ اس کی ذات کے لیے جہت فوق ثابت ہے اس کا علم اور سمع وبصر ہر ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ اس کو اختیار ہے کہ وہ جب چاہیے جہاں چاہے جس طرح چاہے آجائے۔ جس سے چاہے بات کرے اس کے لیے کوئی امر مانع نہیں۔ حدیث مذکورہ میں دوزخ کا بھی ذکر ہے۔ سعدان نامی گھاس کا ذکر ہے جس کے کانٹے بڑے سخت ہیں اور پھر دوزخ کا سعدان جس کی بڑائی اور ضرر رسائی خدا ہی جانتا ہے کہ کسی حد تک ہوگی۔ نیز حدیث میں ماء الحیات کا ذکر ہے جو جنت کا پانی ہوگا ان دوزخیوں پر ڈالا جائے گا جو دوزخ میں جل کر کوئلہ بن چکے ہوں گے۔ اس پانی سے ان میں زندگی لوٹ آئے گی۔ آخر میں اللہ پاک کا ایک گناہ گار سے مکالمہ مذکور ہے جسے سن کر اللہ پاک ہنسے گا۔ اس کا ہنسنا بھی برحق ہے۔ (راز)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ...... دوسری فصل

بلاحساب وعذاب جنت میں جانے والے

(٥٥٥٦) عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: ((وَعَدَنِيْ رَبِّيْ اَنْ يُدْخِلَ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِيْ سَبْعِيْنَ اَلْفًا لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ، وَلَا عَذَابَ، مَعَ كُلِّ اَلْفٍ سَبْعُوْنَ

(٥٥٥٦) ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: میرے پروردگار نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ میری امت کے ستر ہزار لوگوں کو بغیر حساب کتاب اور بغیر عذاب کے جنت میں داخل فرمائے گا نیز ہر ستر ہزار کے ساتھ ستر ہزار لوگ ہوں گے اور میرے رب کی

٥٥٥٦۔ جامع الترمذی (٢٤٣٧)، سنن ابن ماجه كتاب الزهد (٤٢٨٦)

اَلْفًا، وَثَلَاثُ حَثْيَاتٍ مِنْ حَثْيَاتِ رَبِّيْ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَهْ۔

لپوں میں سے تین لپیں۔ (احمد، ترمذی وابن ماجہ)

(٥٥٥٧) وَعَنِ الْحَسَنِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((يُعْرَضُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَ عَرْضَاتٍ: فَاَمَّا عَرْضَتَانِ فَجِدَالٌ وَمَعَاذِيْرُ، وَاَمَّا الْعَرْضَةُ الثَّالِثَةُ فَعِنْدَ ذٰلِكَ تَطِيْرُ الصُّحُفُ فِي الْاَيْدِيْ، فَآخِذٌ بِيَمِيْنِهٖ، وَاٰخِذٌ بِشِمَالِهٖ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: لَا يَصِحُّ هٰذَا الْحَدِيْثُ؛ مِنْ قِبَلِ اَنَّ الْحَسَنَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ۔

(٥٥٥٧) حسن بصری ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں کو اللہ کے سامنے تین بار پیش کیا جائے گا۔ دو مرتبہ جھگڑا کرنا اور عذر آرائی ہوگی اور تیسری پیشی میں اعمال نامے اڑ اڑ کر لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچ جائیں گے۔ بعض دائیں ہاتھ میں لیں گے اور بعض بائیں ہاتھ میں پکڑیں گے (احمد، ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح نہیں کیونکہ حسن رحمہ اللہ کا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں)

(٥٥٥٨) وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى۔

(٥٥٥٨) اور بعض نے اس حدیث کو حسن عن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے۔

کاغذ کا پرزہ گناہوں کے رجسٹروں سے وزنی ہو جائے گا

(٥٥٥٩) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِنَّ اللّٰهَ سَيُخَلِّصُ رَجُلًا مِنْ اُمَّتِيْ عَلٰى رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيَنْشُرُ عَلَيْهِ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ سِجِلًّا، كُلُّ سِجِلٍّ مِثْلُ مَدِّ الْبَصَرِ، ثُمَّ يَقُوْلُ: اَتُنْكِرُ مِنْ هٰذَا شَيْئًا؟ اَظَلَمَكَ كَتَبَتِي الْحَافِظُوْنَ؟ فَيَقُوْلُ: لَا، يَارَبِّ! فَيَقُوْلُ: اَفَلَكَ عُذْرٌ؟ قَالَ: لَا يَا رَبِّ! فَيَقُوْلُ: بَلٰى؛ اِنَّ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَةً، وَاِنَّهٗ لَا ظُلْمَ عَلَيْكَ الْيَوْمَ، فَتُخْرَجُ بِطَاقَةٌ فِيْهَا: اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، فَيَقُوْلُ: اُحْضُرْ وَزْنَكَ، فَيَقُوْلُ: يَا رَبِّ! مَا هٰذِهِ الْبِطَاقَةُ مَعَ هٰذِهِ السِّجِلَّاتِ؟ فَيَقُوْلُ: اِنَّكَ لَا تُظْلَمُ، قَالَ: فَتُوْضَعُ

(٥٥٥٩) عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام مخلوق کے سامنے میری امت میں سے ایک شخص کا انتخاب فرمائیں گے۔ اس کے سامنے اس کے اعمال کے ننانوے رجسٹر (طومار) کھولے جائیں گے۔ ہر رجسٹر حد نظر تک ہوگا، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تو ان میں سے کسی چیز کا انکار کرتا ہے؟ کیا میرے کراماً کاتبین فرشتوں نے تجھ پر کوئی ظلم کیا ہے؟ وہ کہے گا: نہیں اے میرے پروردگار! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تجھے کوئی عذر تھا؟ وہ کہے گا: نہیں، اے میرے پروردگار! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ہمارے پاس تیری ایک نیکی ہے اور آج تم پر ظلم نہ ہوگا، چنانچہ ایک چھوٹا سا کاغذ کا پرزہ نکالا جائے گا جس پر لکھا ہوگا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے اور ”میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔“ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو اپنے وزن کے وقت موجود رہنا۔ وہ کہے گا: اے میرے پروردگار! ان بہت سے رجسٹروں کے مقابلے میں اس ایک پرزے کی کیا

٥٥٥٧۔ جامع الترمذی کتاب الزھد (٢٤٢٧) یہ حسن بصری رحمہ اللہ کے معنعن کی وجہ سے ضعیف ہے۔
٥٥٥٨۔
٥٥٥٩۔ جامع الترمذی کتاب الایمان (٢٦٣٩)، سنن ابن ماجہ کتاب الزھد (٤٣٠٠) اس کی سند صحیح ہے۔

السِّجِلَّاتُ فِيْ كِفَّةٍ وَالْبِطَاقَةُ فِيْ كِفَّةٍ فَطَاشَتِ السِّجِلَّاتُ وَثَقُلَتِ الْبِطَاقَةُ، فَلَا يَثْقُلُ مَعَ اسْمِ اللّٰهِ شَيْءٌ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَهْ

حیثیت ہے؟ اللہ فرمائے گا: بلاشبہ تجھ پر ظلم نہ ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھی تمام رجسٹروں کو ایک پلڑے میں اور کاغذ کے پرزے کو دوسرے پلڑے میں رکھا جائے گا تو رجسٹروں کا وزن تھوڑا ہوگا اور کاغذ کا پرزہ بھاری پڑ جائے گا۔ اس لیے کہ اللہ کے نام سے زیادہ کوئی چیز وزن والی نہیں ہوگی۔ (ترمذی، وابن ماجہ)

تین مقام...... جب کوئی کسی کو یاد نہ کرے گا

(٥٥٦٠) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، اَنَّهَا ذَكَرَتِ النَّارَ فَبَكَتْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا يُبْكِيْكِ؟)) قَالَتْ: ذَكَرْتُ النَّارَ فَبَكَيْتُ، فَهَلْ تَذْكُرُوْنَ اَهْلِيْكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ ((اَمَّا فِيْ ثَلَاثَةِ مَوَاطِنَ فَلَا يَذْكُرُ اَحَدٌ اَحَدًا: عِنْدَ الْمِيْزَانِ حَتّٰى يَعْلَمَ: اَيَخِفُّ مِيْزَانُهٗ اَمْ يَثْقُلُ؟ وَعِنْدَ الْكِتَابِ حِيْنَ يُقَالُ: ﴿هَاؤُمُ اقْرَءُوْا كِتَابِيَهْ﴾، حَتّٰى يَعْلَمَ. اَيْنَ يَقَعُ كِتَابُهٗ اَفِيْ يَمِيْنِهٖ اَمْ فِيْ شِمَالِهٖ؟ اَمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِهٖ؟ وَعِنْدَ الصِّرَاطِ: اِذَا وُضِعَ بَيْنَ ظَهْرَيْ جَهَنَّمَ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

(٥٥٦٠) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں دوزخ کا خیال کر کے رونے لگی۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: تیرے رونے کا سبب کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ میں نے دوزخ کا خیال کیا تو مجھے رونا آ گیا۔ کیا آپ ﷺ قیامت کے دن اپنے اہل وعیال کو یاد رکھیں گے؟ رسول ﷺ نے فرمایا: تین مقامات میں تو کوئی شخص کسی شخص کو یاد نہیں کرے گا۔ (پہلا مقام) ترازو کے پاس ہوگا جب تک کہ کسی کو علم نہ ہوجائے گا کہ اس کا ترازو ہلکا رہا یا بھاری رہا۔ (دوسرا مقام) جب اعمال نامے دیئے جائیں گے، جب تک کہ یہ نہ کہا جائے گا کہ آؤ: میرا اعمال نامہ پڑھو۔ جب تک کہ یہ علم نہ ہو جائے گا کہ اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا گیا ہے یا بائیں ہاتھ میں یا اس کی کمر کے پیچھے سے دیا گیا ہے۔ (تیسرا مقام) پل صراط کے پاس ہوگا جب اسے جہنم کے اوپر رکھا جائے گا۔ (ابوداود)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

غلطیوں کی زیادہ سزا دینے پر بھی عذاب ہوگا

(٥٥٦١) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: جَاءَ رَجُلٌ فَقَعَدَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ لِيْ مَمْلُوْكِيْنَ يُكَذِّبُوْنَنِيْ، وَيَخُوْنُوْنَنِيْ، وَيَعْصُوْنَنِيْ وَاَشْتِمُهُمْ وَاَضْرِبُهُمْ؛ فَكَيْفَ اَنَا مِنْهُمْ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ يُحْسَبُ مَا خَانُوْكَ وَعَصَوْكَ وَكَذَّبُوْكَ، وَعِقَابُكَ اِيَّاهُمْ؛ فَاِنْ كَانَ عِقَابُكَ

(٥٥٦١) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص آیا اور آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میرے کچھ غلام ہیں جو مجھ سے جھوٹ بولتے ہیں، میری خیانت کرتے ہیں، میری نافرمانی کرتے ہیں اور میں انہیں گالیاں دیتا ہوں اور انہیں مارتا پیٹتا ہوں میرا اور ان کا حساب کیسے ہوگا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو جس قدر انہوں نے تیری خیانت اور نافرمانی کی ہوگی، تجھ سے جھوٹ بولا ہوگا اس کا حساب لگایا جائے گا اور نہ سزا ملے گی۔ اگر تیرا سزا دینا ان کی غلطیوں سے کم

٥٥٦٠۔ سنن ابی داود کتاب الزھد (٤٧٥٥) اس کی سند حسن بصری کے معنعن روایت کرنے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

٥٥٦١۔ جامع الترمذی (٣١٦٥) اس کی سند صحیح ہے۔

اِيَّاهُمْ بِقَدَرِ ذُنُوْبِهِمْ كَانَ كَفَافًا لَا لَكَ وَلَا عَلَيْكَ، وَاِنْ كَانَ عِقَابُكَ اِيَّاهُمْ دُوْنَ ذَنْبِهِمْ كَانَ فَضْلًا لَكَ، وَاِنْ كَانَ عِقَابُكَ اِيَّاهُمْ فَوْقَ ذُنُوْبِهِمْ، اُقْتَصَّ لَهُمْ مِنْكَ الْفَضْلُ۔، فَتَنَحَّى الرَّجُلُ وَجَعَلَ يَهْتِفُ وَيَبْكِيْ، فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَمَا تَقْرَاُ قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰى: ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حَاسِبِيْنَ﴾))۔ فَقَالَ الرَّجُلُ: يَا رَسُوْلُ اللّٰهِ! مَا اَجِدُ لِيْ وَلِهٰؤُلَاءِ شَيْئًا خَيْرًا مِنْ مُفَارَقَتِهِمْ، اُشْهِدُكَ اَنَّهُمْ كُلَّهُمْ اَحْرَارٌ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

ہوگا تو تجھے ان پر فضیلت ہوگی۔ اگر تیرا ان کو سزا دینا ان کی غلطیوں سے زیادہ ہوگا۔ تو انہیں تجھ سے زیادتی کا بدلہ دلوایا جائے گا۔ وہ آدمی علیحدہ ہو کر رونے اور چلانے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: کیا تو اللہ کا یہ فرمان نہیں پڑھتا ''قیامت کے دن ہم انصاف کا ترازو رکھیں گے کسی شخص پر کچھ ظلم نہ ہوگا اگر عمل رائی کے برابر بھی ہوگا تو ہم اسے لائیں گے، ہم حساب لینے والے کافی ہیں''۔ وہ آدمی کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے اور ان کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی بات بہتر نہیں پاتا کہ ان سے جدا ہو جاؤں۔ میں آپ ﷺ کو گواہ بناتا ہوں کہ وہ سب آزاد ہیں۔ (ترمذی)

آسان حساب کی دعا

(٥٥٦٢) وَعَنْهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِيْ بَعْضِ صَلَاتِهٖ: ((اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنِيْ حِسَابًا يَسِيْرًا)) قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! مَا الْحِسَابُ الْيَسِيْرُ؟ قَالَ: ((اَنْ يَنْظُرَ فِيْ كِتَابِهٖ فَيُتَجَاوَزُ عَنْهُ، اِنَّهٗ مَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابَ يَوْمَئِذٍ يَا عَائِشَةُ! هَلَكَ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

(٥٥٦٢) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو اپنی کسی نماز میں یہ فرماتے سنا: اے اللہ! میرا حساب آسان فرما۔ میں نے پوچھا: اے اللہ کے نبی! آسان حساب کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کے اعمال نامے کو دیکھتے ہوئے اسے معاف کر دیا جائے گا، لیکن اے عائشہ! اس روز جس شخص سے بھی حساب میں مناقشہ کیا جائے گا وہ ہلاک و برباد ہو جائے گا۔ (احمد)

اہل ایمان کے لیے یوم حساب آسان ہوگا

(٥٥٦٣) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِالْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ، اَنَّهٗ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اَخْبِرْنِيْ مَنْ يَقْوٰى عَلَى الْقِيَامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِيْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾؟ فَقَالَ: ((يُخَفَّفُ عَلَى الْمُؤْمِنِ حَتّٰى يَكُوْنَ عَلَيْهِ كَالصَّلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ))۔

(٥٥٦٣) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: آپ ﷺ مجھے بتائیں کہ کون شخص قیامت کے دن اس قیام کی طاقت رکھے گا؟ جس کے بارے میں اللہ عزوجل نے فرمایا ہے: ''جس روز لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے''۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ایمان دار شخص پر کھڑا ہونا ہلکا پھلکا کر دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ اس پر فرض نماز کے بقدر رہ جائے گا۔ (بیہقی کتاب البعث والنشور)

٥٥٦٢۔ مسند احمد (٦/ ٤٨) اس کی سند جید ہے۔

٥٥٦٣۔ شعب الایمان۔ امام بغوی نے اسے معلق بیان کیا ہے۔

(٥٥٦٤) وَعَنْهُ رضي الله عنه قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَنْ ﴿يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ﴾. مَا طُوْلُ هٰذَا الْيَوْمِ؟ فَقَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّهٗ لَيُخَفَّفُ عَلَى الْمُؤْمِنِ حَتّٰى يَكُوْنَ اَهْوَنَ عَلَيْهِ مِنَ الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ)).

(۵۵۶۴) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس دن کے بارے میں پوچھا گیا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے کہ اتنے لمبے دن میں لوگوں کا کیا حال ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ دن ایمان دار آدمی پر ہلکا پھلکا ہوگا۔ یہاں تک کہ اس پر فرض نماز سے بھی آسان ہوگا جسے وہ دنیا میں ادا کرتا تھا۔ (بیہقی)

(٥٥٦٥) وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ رضي الله عنها، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: ((يُحْشَرُ النَّاسُ فِيْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيُنَادِيْ مُنَادٍ فَيَقُوْلُ: اَيْنَ الَّذِيْنَ كَانَتْ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ؟ فَيَقُوْمُوْنَ وَهُمْ قَلِيْلٌ، فَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ، ثُمَّ يُؤْمَرُ بِسَائِرِ النَّاسِ اِلَى الْحِسَابِ)). رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

(۵۵۶۵) اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتی ہیں کہ قیامت کے دن لوگ ایک فراخ چٹیل میدان میں جمع کیے جائیں گے۔ اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ وہ لوگ کہاں ہیں جن کے پہلو خواب گاہوں سے دور رہتے تھے؟ چنانچہ وہ لوگ کھڑے ہوں گے اور ان کی تعداد کم ہوگی۔ وہ جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے پھر تمام لوگوں کے محاسبے کا حکم دیا جائے گا۔ (بیہقی شعب الایمان)

❀❀❀❀

٥٥٦٤۔ مسند احمد (١/ ٣٢٤) اس کی سند ضعیف ہے۔

٥٥٦٥۔ شعب الایمان۔ میں اس کی سند سے واقف نہیں ہوں۔

بَابُ الْحَوْضِ وَالشَّفَاعَةِ

حوض کوثر اور قیامت کے دن شفاعت کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

حوض کوثر کیسا ہوگا؟

(٥٥٦٦) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((بَیْنَا اَنَا اَسِیْرُ فِی الْجَنَّةِ اِذَا اَنَا بِنَهَرٍ حَافَتَاه قِبَابُ الدُّرِّ الْمُجَوَّفِ، قُلْتُ: مَا هٰذَا یَا جِبْرَئِیْلُ؟۔ قَالَ: هٰذَا الْكَوْثَرُ الَّذِیْ اَعْطَاكَ رَبُّكَ، فَاِذَا طِیْنُهُ مِسْكٌ اَذْفَرُ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

(٥٥٦٦) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں معراج کی رات جنت کی سیر کررہا تھا۔ اچانک میں ایک نہر کے پاس پہنچا جس کے دونوں کناروں پر خالی موتیوں کے گنبد تھے۔ میں نے کہا: اے جبرئیل! یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: یہ حوض کوثر ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب نے آپ کو عطا کیا ہے اس کی مٹی کستوری کی تھی جس میں سے خوشبو آ رہی تھی۔ (بخاری)

(٥٥٦٧) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((حَوْضِیْ مَسِیْرَةُ شَهْرٍ، وَزَوَایَاهُ سَوَاءٌ، مَاؤُهُ اَبْیَضُ مِنَ اللَّبَنِ، وَرِیْحُهُ اَطْیَبُ مِنَ الْمِسْكِ، وَكِیْزَانُهُ كَنُجُوْمِ السَّمَاءِ، مَنْ یَّشْرَبُ مِنْهَا فَلَا یَظْمَأُ اَبَدًا)) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

(٥٥٦٧) عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا حوض ایک مہینہ کی سیر کی مسافت کے برابر ہے' اس کے چاروں کنارے برابر ہیں' اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور اس کی خوشبو کستوری سے زیادہ عمدہ ہے۔ اس کے آب خورے آسمان کے ستاروں کی مانند ہیں جو شخص اس میں سے ایک مرتبہ پیے گا وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

(٥٥٦٨) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِنَّ حَوْضِیْ اَبْعَدُ مِنْ اَیْلَةَ مِنْ عَدَنَ۔ لَهُوَ اَشَدُّ بَیَاضًا مِنَ الثَّلْجِ، وَاَحْلٰی مِنَ الْعَسَلِ بِاللَّبَنِ، وَلَاٰنِیَتُهٗ، اَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ النُّجُوْمِ، وَاِنِّیْ لَاَصُدُّ النَّاسَ عَنْهُ كَمَا یَصُدُّ الرَّجُلُ اِبِلَ النَّاسِ عَنْ حَوْضِهٖ))۔ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَتَعْرِفُنَا یَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، لَكُمْ

(٥٥٦٨) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا حوض اس قدر بڑا ہے جس قدر ریلہ اور عدن کا فاصلہ ہے۔ وہ برف سے زیادہ سفید اور شہد ملے ہوئے دودھ سے زیادہ شیریں و میٹھا ہے۔ اس کے برتن ستاروں کی تعداد سے بھی زیادہ ہیں اور میں لوگوں کو اس سے روکوں گا جس طرح ایک آدمی لوگوں کے اونٹوں کو اپنے حوض سے روکتا ہے۔ صحابہ کرام نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں پہچان لیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بالکل! تمہاری خاص علامت ہوگی جو کسی دوسری

٥٥٦٦۔ صحیح بخاری کتاب الرقائق (٦٥٨١)
٥٥٦٧۔ صحیح بخاری کتاب الرقائق (٦٥٧٩)، صحیح مسلم کتاب المناقب (٢٧/ ٢٢٩٢)
٥٥٦٨۔ صحیح مسلم کتاب الوضو (٣٦/ ٢٤٧)

سِيْمَاءُ لَيْسَتْ لِاَحَدٍ مِّنَ الْاُمَمِ، تَرِدُوْنَ عَلَيَّ غُرًّا مُّحَجَّلِيْنَ۔ مِنْ اَثَرِ الْوُضُوْءِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

امت کی نہ ہوگی' تم میرے پاس آؤ گے تو تمہاری پیشانیاں اور تمہارے ہاتھ پاؤں وضو کے پانی کی وجہ سے چمکتے ہوں گے۔ (مسلم)

(٥٥٦٩) وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهٗ عَنْ اَنَسٍ، قَالَ: ((تُرٰى فِيْهِ اَبَارِيْقُ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ كَعَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَاءِ))۔

(٥٥٦٩) اور مسلم کی ایک اور روایت میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس میں آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر سونے اور چاندی کے آب خورے ہوں گے۔

(٥٥٧٠) وَفِيْ اُخْرٰى لَهٗ عَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سُئِلَ عَنْ شَرَابِهٖ، فَقَالَ: ((اَشَدُّ بَيَاضًا مِّنَ اللَّبَنِ، وَاَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ يَغُتُّ، فِيْهِ مِيْزَابَانِ يَمُدَّانِهٖ مِنَ الْجَنَّةِ اَحَدُهُمَا مِنْ ذَهَبٍ وَالْاٰخَرَةُ مِنْ وَرِقٍ))۔

(٥٥٧٠) اور مسلم ہی کی ایک دوسری روایت میں ثوبان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے مشروب کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا۔ اس حوض کو بھرنے کے لیے اس میں دو آبشاریں گرتی ہیں جو جنت سے نکلتی ہیں' ان میں سے ایک سونے کی اور دوسری چاندی کی ہے۔

حوضِ کوثر سے بدعتیوں کو دھتکار دیا جائے گا

(٥٥٧١) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ((اِنِّيْ فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ، مَنْ مَرَّ عَلَيَّ شَرِبَ، وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ اَبَدًا، لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ اَقْوَامٌ اَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُوْنَنِيْ، ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ، فَاَقُوْلُ: اِنَّهُمْ مِنِّيْ، فَقَالَ: اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ؟ فَاَقُوْلُ: سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِيْ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(٥٥٧١) سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک میں حوض کوثر پر تم سے پہلے موجود ہوں گا۔ جو شخص میرے پاس سے گزرے گا وہ پیے گا اور جو شخص بھی اس سے پیے گا وہ کبھی پیاسا نہیں رہے گا۔ مجھ پر کچھ لوگ وارد ہوں گے جنہیں میں پہچانتا ہوں گا اور وہ مجھے پہچانتے ہوں گے۔ بعد ازاں میرے اور ان کے درمیان کوئی چیز مائل کر دی جائے گی۔ میں کہوں گا: یہ تو میرے امتی ہیں؟ کہا جائے گا کہ آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا بدعتیں ایجاد کی ہیں؟ تو میں کہوں گا: وہ لوگ دور ہو جائیں' دور ہو جائیں جنہوں نے میرے بعد دین میں تبدیلی کی۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات کے بعد اپنی امت کا تفصیلی حال نام بنام معلوم نہیں ہوتا، یہ علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ (نووی)

شفاعتِ نبوی

(٥٥٧٢) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: ((يُحْبَسُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُهَمُّوْا۔ بِذٰلِكَ، فَيَقُوْلُوْنَ: اَنْتَ اٰدَمُ اَبُو النَّاسِ، خَلَقَكَ

(٥٥٧٢) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن ایمان دار لوگوں کو روک لیا جائے گا' حتیٰ کہ وہ اس وجہ سے پریشان ہو جائیں گے اور وہ کہیں گے: کاش! ہم اپنے پروردگار کی خدمت میں کسی کو

٥٥٧١۔ صحیح بخاری کتاب الحوض (٦٥٨٣، ٦٥٨٤)، صحیح مسلم کتاب فضل النبی (٢١٦/ ٢٢٩٠)، (٢٦/ ٢٢٩١)

٥٥٧٢۔ صحیح بخاری (٦٥٦٥)، (٧٤٤٠)، صحیح مسلم کتاب الایمان (٣٢٢/ ١٩٣)

اللّٰهُ بِيَدِهٖ، وَاَسْكَنَكَ جَنَّتَهٗ، وَاَسْجَدَ لَكَ
مَلَائِكَتَهٗ، وَعَلَّمَكَ اَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ، اِشْفَعْ
لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هٰذَا
فَيَقُوْلُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيُذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ،
اَصَابَ: اَكْلَهٗ مِنَ الشَّجَرَةِ وَقَدْ نُهِيَ عَنْهَا
وَلٰكِنِ ائْتُوْا نُوْحًا اَوَّلَ نَبِيٍّ. بَعَثَهُ اللّٰهُ اِلٰى اَهْلِ
الْاَرْضِ، فَيَأْتُوْنَ نُوْحًا، فَيَقُوْلُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ
وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ اَصَابَ: سُؤَالَهٗ رَبَّهٗ بِغَيْرِهِ
عِلْمٍ وَلٰكِنِ ائْتُوْا اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلَ الرَّحْمٰنِ قَالَ:
فَيَأْتُوْنَ اِبْرَاهِيْمَ، فَيَقُوْلُ: اِنِّيْ لَسْتُ هُنَاكُمْ
وَيَذْكُرُ ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ كَذَبَهُنَّ وَلٰكِنِ ائْتُوْا
مُوْسٰى عَبْدًا آتَاهُ اللّٰهُ التَّوْرَاةَ، وَكَلَّمَهٗ وَقَرَّبَهٗ
نَجِيًّا. قَالَ: فَيَأْتُوْنَ مُوْسٰى فَيَقُوْلُ اِنِّيْ لَسْتُ
هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ اَصَابَ قَتْلَهُ النَّفْسَ
وَلٰكِنِ ائْتُوْا عِيْسٰى عَبْدَ اللّٰهِ وَرَسُوْلَهٗ وَرُوْحَ
اللّٰهِ وَكَلِمَتَهٗ)) قَالَ: ((فَيَأْتُوْنَ عِيْسٰى، فَيَقُوْلُ:
لَسْتُ هُنَاكُمْ، وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُحَمَّدًا عَبْدًا غَفَرَا
اللّٰهُ لَمْ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ)). قَالَ:
((فَيَأْتُوْنِّيْ فَاَسْتَأْذِنُ عَلٰى رَبِّيْ فِيْ دَارِهٖ،
فَيُؤْذَنُ لِيْ عَلَيْهِ، فَاِذَا رَاَيْتُهٗ وَقَعْتُ سَاجِدًا،
فَيَدَعُنِيْ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّدَعَنِيْ، فَيَقُوْلُ: اِرْفَعْ
مُحَمَّدًا! وَقُلْ تُسْمَعْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، وَسَلَ
تُعْطَهٗ)). قَالَ: ((فَاَرْفَعُ رَأْسِيْ، فَاُثْنِيْ عَلٰى
رَبِّيْ بِثَنَاءٍ وَتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْهِ. ثُمَّ اَشْفَعُ
فَيَحُدُّلِيْ حَدًّا، فَاَخْرُجُ، فَاُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ
وَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ، ثُمَّ اَعُوْدُ الثَّانِيَةَ فَاَسْتَأْذِنُ
عَلٰى رَبِّيْ فِيْ دَارِهٖ. فَيُؤْذَنُ لِيْ عَلَيْهِ. فَاِذَا
رَاَيْتُهٗ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِيْ، مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ
يَّدَعَنِيْ، ثُمَّ يَقُوْلُ: اِرْفَعْ مُحَمَّدُ! وَقُلْ تُسْمَعْ،

سفارش پیش کریں تا کہ وہ ہمیں اس غم ومحبت سے راحت دلائے۔ چنانچہ وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے: آپ آدم علیہ السلام ہیں اور سب کے باپ ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھوں سے پیدا فرمایا' آپ کو جنت میں ٹھہرایا' اپنے ملائکہ سے آپ کو سجدہ کروایا اور آپ کو تمام چیزوں کے نام بتائے۔ آپ اپنے پروردگار کے پاس ہمارے لیے سفارش کریں تا کہ وہ ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرمائے۔ آدم علیہ السلام کہیں گے: میری یہ مرتبہ نہیں ہے اور وہ عذر پیش کرتے ہوئے اپنی غلطی کا ذکر کریں گے جو انہوں نے ممنوعہ درخت سے تناول کر کے کی تھی، جب کہ انہیں اس سے روکا گیا تھا لیکن تم نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ! وہ پہلے پیغمبر ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر نبی بنا کر بھیجا۔ چنانچہ وہ نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔ وہ کہیں گے: میں اس بات کا حق نہیں رکھتا اور وہ اپنی غلطی کا ذکر کریں گے جس کے وہ مرتکب ہوئے تھے جو انہوں نے اپنے پروردگار سے اپنے بیٹے کے بارے میں علم کے بغیر سوال کیا تھا، لیکن تم ابراہیم خلیل الرحمٰن کے پاس جاؤ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: چنانچہ وہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے تو وہ کہیں گے: میرا یہ مقام نہیں ہے اور وہ اپنے تین مرتبہ جھوٹ بولنے کا تذکرہ کریں گے جو ان کے زبان سے نکلے تھے، لیکن تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ ایسے بندے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے تورات عطا کی، اللہ تعالیٰ ان سے ہم کلام ہوئے اور ان سے قریب ہو کر سرگوشی فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تب لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس تو جائیں لیکن وہ کہیں گے: میری یہ شان نہیں ہے اور وہ اپنی غلطی کو یاد کریں گے جو ایک شخص کو قتل کرنے کی صورت میں ان سے سرزد ہوئی تھی۔ لیکن تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ اللہ کے بندے' اس کے رسول' اس کی روح اور اس کا کلمہ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تب لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو عیسیٰ علیہ السلام بھی معذرت کریں گے کہ میں اس کا اہل نہیں ہوں، لیکن تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ وہ ایسے بندے ہیں جن کے اللہ تعالیٰ نے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: چنانچہ لوگ میرے پاس آئیں گے تو میں اپنے رب سے اس کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی اجازت کروں گا، چنانچہ مجھے اللہ تعالیٰ کے ہاں اجازت دے دی جائے گی۔ جب میں اللہ کو دیکھوں گا تو میں سجدے میں گر پڑوں گا۔ پس اللہ مجھے سجدے میں پڑا رہنے دیں گے جب تک اللہ چاہیں گے کہ مجھے سجدے میں رہنے دیں۔

وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، وَسَلْ تُعْطَهْ))۔ قَالَ: ((فَارْفَعُ رَأْسِیْ فَأُثْنِیْ عَلٰی رَبِّیْ بِثَنَاءٍ وَتَحْمِیْدٍ یُعَلِّمُنِیْهِ، ثُمَّ اَشْفَعُ فَیَحُدُّ لِیْ حَدًّا، فَاَخْرُجُ، فَأُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ، ثُمَّ اَعُوْدُ الثَّالِثَةَ، فَاَسْتَأْذِنُ عَلٰی رَبِّیْ فِیْ دَارِهٖ فَیُؤْذَنُ لِیْ عَلَیْهِ، فَاِذَا رَأَیْتُهٗ وَقَعْتُ سَاجِدًا، فَیَدَعُنِیْ، مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ یَّدَعَنِیْ، ثُمَّ یَقُوْلُ: اِرْفَعْ مُحَمَّدُ! وَقُلْ تُسْمَعْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، وَسَلْ تُعْطَهْ)) قَالَ: ((فَارْفَعُ رَأْسِیْ فَأُثْنِیْ عَلٰی رَبِّیْ بِثَنَاءٍ وَتَحْمِیْدٍ یُعَلِّمُنِیْهِ، ثُمَّ اَشْفَعُ؛ فَیَحُدُّلِیْ حَدًّا، فَاَخْرُجُ، فَأُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ، حَتّٰی مَا یَبْقٰی فِی النَّارِ اِلَّا مَنْ قَدْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ)) اَیْ وَجَبَ عَلَیْهِ الْخُلُوْدُ، ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰیَةَ: ﴿عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾۔ قَالَ: ((وَهٰذَا الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ الَّذِیْ وَعَدَهٗ نَبِیَّكُمْ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اے محمد ﷺ! سر اٹھائیں اور کہیے، آپ ﷺ کی بات کو سنا جائے، اور سفارش کریں' آپ کی سفارش قبول کی جائے گی اور مانگیں آپ کو عطا کیا جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: چنانچہ میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور میں اپنے رب کی پھر حمد وثنا بیان کروں گا۔ اس کے بعد میں سفارش کروں گا۔ چنانچہ میرے لیے ایک حد مقرر کردی جائے گی تو میں واپس آؤں گا اور میں انہیں دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔ پھر میں دوسری مرتبہ جاؤں گا اور اپنے رب سے اس کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کروں گا۔ حاضری کی اجازت عطا کی جائے گی۔ جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا، پس مجھے اللہ سجدے میں رہنے دیں کے جب تک اللہ چاہیں گے کہ وہ مجھے سجدے میں رہنے دیں۔ پھر اللہ فرمائیں گے: اے محمد ﷺ! سر اٹھائیں اور عرض کریں آپ کی بات سنی جائے گی اور سفارش کریں' آپ کی سفارش قبول کی جائے گی' اور سوال کریں آپ کا سوال پورا کیا جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: چنانچہ میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور میں اپنے رب کی حمد وثنا بیان کروں گا جو اللہ مجھے سکھلائے گا۔ پھر میں سفارش کروں گا' تو میرے لیے ایک حد مقرر کردی جائے گی' تو میں (بارگاہ رب العزت سے) باہر آؤں گا اور میں لوگوں کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔ پھر میں تیسری مرتبہ آؤں گا اور اپنے رب سے اس کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی اجازت چاہوں گا تو مجھے اس میں حاضری کی اجازت عطا کی جائے گی۔ جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو میں سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ پس مجھے اللہ سجدے میں رہنے دیں گے جب تک اللہ چاہیں گے کہ وہ مجھے سجدہ میں رہنے دیں۔ پھر اللہ فرمائیں گے: اے محمد ﷺ! سر اٹھائیں اور بات کریں آپ کی بات سنی جائے گی اور سفارش کریں آپ کی سفارش قبول ہو جائے گی سوال کریں آپ کا سوال پورا کیا جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: چنانچہ میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور میں اپنے رب کی حمد وثنا بیان کروں گا جو اللہ تعالیٰ مجھے سکھلائے گا۔ پھر میں سفارش کروں گا اور میرے لیے حد مقرر کردی جائے گی تو میں بارگاہ رب العزت سے باہر آؤں گا اور میں دوزخیوں کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔ یہاں تک کہ دوزخ میں صرف وہی لوگ رہ جائیں گے جن کو قرآن نے روک رکھا ہوگا' یعنی ان کے لیے (دوزخ میں) ہمیشہ ہمیشہ رہنا ثابت ہوگا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ''(ترجمہ) عنقریب آپ کو آپ کا رب مقام محمود بھیجے گا اور یہی مقام ہے جس کا وعدہ اللہ نے تمہارے نبی سے کر رکھا ہے''۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: انبیائے کرام نے اپنی اپنی جن لغزشوں کا ذکر کیا وہ لغزشیں ایسی جو اللہ کی طرف سے معاف ہو چکی ہیں، لیکن پھر بھی بڑوں کا مقام بڑا ہوتا ہے، اللہ پاک کو حق ہے وہ چاہے تو ان لغزشوں پر ان کو گرفت میں لے لے۔ اس خطرے کی بنا پر انبیائے کرام نے وہ جوابات دیئے جو اس حدیث میں مذکور ہیں۔ آخری معاملہ نبی ﷺ پر ٹھہرا لیا۔ وہ مقام محمود ہے جو اللہ نے آپ کو عطا کیا ہے۔ عسی ان یبعثك دبك مقاما محمودا (بنی اسرائیل: ۷۶) قرآن نے جن کو جہنم کے لئے ہمیشہ کے واسطے روکا ان سے مراد مشرکین ہیں۔

ان الله لا يغفران يشرك به (النساء: ٤٨) سیدنا عیسیٰ نے نبی ﷺ کو شفاعت کا اہل سمجھا۔ اس موقع پر حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ اس معنی سے بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو یہ خبر دے چکا ہے کہ اگر آپ سے کوئی گناہ واقع ہو بھی جائے تو اللہ تعالیٰ آپ سے اس کے بارے میں مواخذہ نہیں کرے گا۔ اس لیے شفاعت کا منصب درحقیقت صرف آپ ہی کے لئے ہے۔

اس حدیث میں جہاں شفاعت کا ذکر آیا ہے اس شفاعت سے مراد وہ شفاعت ہے جو نبی ﷺ دوزخ والوں کی خبر سن کر امتی امتی فرمائیں گے، پھر ان سب لوگوں کو جن میں ذرہ بھر بھی ایمان ہو گا جہنم سے نکالیں گے، لیکن وہ شفاعت جو میدان محشر سے بہشت میں لیجانے کے لئے ہوتی اور پہلے ان لوگوں کو نصیب ہوگی جو بغیر حساب و کتاب کے بہشت میں جائیں گے۔ پھر ان کے بعد ان لوگوں کو جو حساب کے بعد بہشت میں جائیں گے۔ قاضی عیاض نے کہا شفاعتیں پانچ ہوں گی۔ ایک تو حشر کی تکالیف سے نجات دینے کے لئے اور یہ شفاعت نبی ﷺ سے خاص ہے۔ اس کو شفاعت عظمیٰ کہتے ہیں اور مقام محمود بھی اسی مرتبہ کا نام ہے۔ دوسری شفاعت بعض لوگوں کو بے حساب جنت میں لے جانے کے لئے۔ تیسری شفاعت حساب کے بعد ان لوگوں کو جو عذاب کے لائق ٹھہریں گے ان کو بے عذاب جنت میں لے جانے کے لئے چوتھی شفاعت ان گناہ گاروں کے لئے جو دوزخ میں ڈال دیئے جائیں گے، ان کے نکالنے کے لئے۔ پانچویں شفاعت ترقی جنتیوں کی و درجات کے لئے ہوگی۔ (راز)

علماء نے اختلاف کیا ہے کہ پیغمبروں سے گناہ صادر ہوتے ہیں یا نہیں اور قاضی عیاض نے بحث میں ایک مختصر تقریر کی ہے اور وہ یہ ہے کہ نبوت کے بعد ان سے گناہ سرزد نہیں ہو سکتا بلکہ گناہ سے وہ معصوم ہیں، لیکن نبوت سے پہلے تو اس میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ نبوت سے پہلے بھی وہ کفر سے معصوم ہوتے ہیں اب رہے وہ گناہ جو کفر سے کم ہیں تو کبیرہ گناہ سے بالاتفاق وہ معصوم ہیں ایک جماعت محققین، فقہاء اور متکلمین میں سے اس طرف گئی ہے کہ وہ پاک ہیں صغائر سے بھی جیسے کبائر سے پاک ہیں اور نبوت کا منصب مانع ہے ایسے گناہوں کے کرنے سے اور قصداً خدا کی مخالفت کرنے سے اور جو آیات و احادیث اس قسم کی وارد ہوئی ہیں جن سے پیغمبروں کا گناہ گار ہونا نکلتا ہے۔ وہ تاویل کی گئی ہیں یا سہو پر محمول ہیں۔ بعض چیزوں میں لیکن ان کو ڈر ہوا ان میں مواخذے کا یا بعض چیزیں ایسی ہیں جو نبوت سے پہلے ان سے سرزد ہوئیں اور یہی مذہب حق ہے۔ اس لیے کہ انبیاء کے اقوال اور افعال کی پیروی کرنا لازم ہے، پھر اگر وہ خطاوار ہوں تو بہت سے افعال میں ان کی پیروی لازم نہ ہوگی۔ (نووی)

(٥٥٧٣) وَعَنْهُ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَاجَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ فِيْ بَعْضٍ، فَيَأْتُوْنَ آدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ: اِشْفَعْ اِلٰى رَبِّكَ فَيَقُوْلُ: لَسْتُ لَهَا، وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِاِبْرَاهِيْمَ فَاِنَّهُ خَلِيْلُ الرَّحْمٰنِ، فَيَأْتُوْنَ اِبْرَاهِيْمَ، فَيَقُوْلُ: لَسْتُ لَهَا، وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُوْسٰى فَاِنَّهُ كَلِيْمُ اللّٰهِ، فَيَأْتُوْنَ مُوْسٰى، فَيَقُوْلُ: لَسْتُ لَهَا، وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِعِيْسٰى فَاِنَّهُ رُوْحُ اللّٰهِ،

(٥٥٧٣) انس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگ آمدورفت کریں گے اور آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان سے کہیں گے: آپ اپنے پروردگار کے پاس شفاعت کریں۔ وہ کہیں گے کہ میں اس بات کا حق نہیں رکھتا، لیکن تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ کیونکہ وہ خلیل الرحمٰن ہیں۔ لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے وہ کہیں گے: میں اس کا اہل نہیں ہوں، لیکن تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ کیونکہ وہ کلیم اللہ ہیں۔ وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور وہ کہیں گے کہ میں سفارش کرنے کا اہل نہیں، ہوں البتہ تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہیں۔

٥٥٧٣۔ صحیح بخاری کتاب التوحید (٧٥١٠) صحیح مسلم کتاب الایمان (٣٢٦/ ١٩٣)

وَكَلِمَتُهٗ، فَيَأْتُوْنَ عِيْسٰى، فَيَقُوْلُ: لَسْتُ لَهَا، وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِعِيْسٰى فَاِنَّهٗ رُوْحُ اللّٰهِ، وَكَلِمَتَهٗ، فَيَأْتُوْنَ عِيْسٰى، فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا، وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ، فَيَأْتُوْنِّىْ فَاَقُوْلُ: اَنَالَهَا، فَاَسْتَأْذِنُ عَلٰى رَبِّىْ، فَيُؤْذَنُ لِىْ، وَيُلْهِمُنِىْ مَحَامِدَ اَحْمَدُهٗ بِهَا لَا تَحْضُرُنِى الْاٰنَ، فَاَحْمَدُهٗ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ، وَاَخِرُّلَهٗ سَاجِدًا، فَيُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ! فَيُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ! اِرْفَعْ رَأْسَكَ، وَقُلْ تُسْمَعْ، وَسَلْ تُعْطَهْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَاَقُوْلُ: يَا رَبِّ! اُمَّتِىْ اُمَّتِىْ، فَيُقَالُ: اِنْطَلِقْ، فَاَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِىْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ شَعِيْرَةٍ مِّنْ اِيْمَانٍ، فَاَنْطَلِقُ فَاَفْعَلُ، ثُمَّ اَعُوْدُ فَاَحْمَدُهٗ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ، ثُمَّ اَخِرُّ لَهٗ سَاجِدًا، فَيُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ! اِرْفَعْ رَأْسَكَ، وَقُلْ تُسْمَعْ، وَسَلْ تُعْطَهْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَاَقُوْلُ: يَا رَبِّ! اُمَّتِىْ اُمَّتِىْ- فَيُقَالُ: اِنْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِىْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ اَوْ خَرْدَلَةٍ مِنْ اِيْمَانٍ، فَاَنْطَلِقُ فَاَفْعَلُ، ثُمَّ اَعُوْدُ فَاَحْمَدُهٗ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ، ثُمَّ اَخِرُّ لَهٗ سَاجِدًا، فَيُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ! اِرْفَعْ رَأْسَكَ، فَقَالَ تُسْمَعْ، وَسَلْ تُعْطَهْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ: يَا رَبِّ! اُمَّتِىْ اُمَّتِىْ- فَيُقَالُ: اِنْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِىْ قَلْبِهٖ اَدْنٰى اَدْنٰى مِثْقَالَ حَبَّةِ خَرْدَلَةٍ مِنْ اِيْمَانٍ، فَاَخْرِجْهُ مِنَ النَّارِ فَاَنْطَلِقُ فَاَفْعَلُ، ثُمَّ اَعُوْدُ الرَّابِعَةَ فَاَحْمَدُهٗ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ، ثُمَّ اَخِرُّ لَهٗ سَاجِدًا فَيُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ! اِرْفَعْ رَأْسَكَ، وَقُلْ تُسْمَعْ، وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَاَقُوْلُ: يَا رَبِّ! اِئْذَنْ لِىْ فِيْمَنْ قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ: لَيْسَ ذٰلِكَ لَكَ، وَلٰكِنْ وَعِزَّتِىْ وَجَلَالِىْ

اب لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے تو وہ معذرت کریں گے کہ میں شفاعت کا اہل نہیں ہوں۔ البتہ محمد ﷺ کے پاس جاؤ۔ چنانچہ لوگ میرے پاس آئیں گے۔ میں کہوں گا: میں ہی اس کا اہل ہوں' میں اپنے پروردگار کے ہاں حاضر ہونے کی اجازت طلب کروں گا تو مجھے اجازت مل جائے گی اور اللہ تعالیٰ مجھے تعریف کے کلمات الہام کریں گے جن کے ساتھ میں اللہ کی تعریف بیان کروں گا اور اب وہ کلمات مجھے معلوم نہیں ہیں، پھر میں اللہ کی ان کلمات کے ساتھ حمد وثنا بیان کروں گا اور اللہ کے لیے سجدے میں گر پڑوں گا۔ مجھے کہا جائے گا: اے محمد ﷺ اپنا سر اٹھایئے اور کہیئے آپ کی بات سنی جائے گی۔ اور سوال کریں آپ کا سوال پورا کیا جائے گا اور سفارش کریں آپ کی سفارش پوری کی جائے گی۔ چنانچہ میں درخواست کروں گا: اے میرے پروردگار! میری امت' میری امت! تو مجھے حکم دیا جائے گا کہ آپ چلیں اور دوزخ میں سے ان لوگوں کو نکال باہر کریں جن کے دل میں جو کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے۔ چنانچہ میں ان کو نکال لوں گا، پھر میں دوبارہ جاؤں گا اور اللہ کی حمد وثنا بیان کروں گا' اس کے بعد میں سجدے میں گر پڑوں گا تو مجھے کہا جائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو' آپ کی بات سنی جائے گی' مانگیں آپ کو دیا جائے گا اور سفارش کریں آپ کی سفارش قبول کی جائے گی۔ میں کہوں گا: اے میرے پروردگار! میری امت' میری امت! تو مجھے حکم دیا جائے گا کہ آپ ایسے لوگوں کو دوزخ سے نکال باہر کریں جن کے دل میں ذرہ یا رائی برابر بھی ایمان ہے تو میں ان کو نکال لوں گا۔ پھر میں تیسری بار جاؤں گا اور اللہ کی تعریف بیان کروں گا اور اس کے بعد میں سجدے میں گر جاؤں گا۔ تو حکم ہوگا: اے محمد! اپنا سر اٹھائیں اور کہیں آپ کی بات سنی جائے گی اور سوال کریں آپ کا سوال پورا کیا جائے گا۔ اور سفارش کریں آپ کی سفارش قبول کی جائے گی تو میں کہوں گا: اے میرے پرودگار ! میری امت' میری امت! پس کہا جائے گا کہ آپ ایسے لوگوں کو باہر نکالیں جن کے دل میں رائی کے دانے کے تیسرے حصہ کے برابر بھی ایمان ہے' میں انہیں نکال لوں گا اور اس کے بعد چوتھی بار آؤں گا اور ان محامد کے ساتھ اس کی تعریف کروں گا اور اس کے لیے سجدے میں گر جاؤں گا اور کہا جائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھالیں' کہیں! آپ کی بات کو سنا جائے گا، مانگیں آپ کو دیا جائے گا، سفارش کریں آپ کی سفارش کو قبول کی جائے گی۔ میں کہوں گا:

وَكِبْرِيَائِيْ وَعَظْمَتِيْ لَاُخْرِجَنَّ مِنْهَا مَنْ قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اے میرے پروردگار! مجھے ان لوگوں کے بارے میں بھی اجازت دیں جنہوں نے (لا الہ الا اللہ) پڑھا۔ اللہ فرمائیں گے: یہ تیرے لیے نہیں ہے، لیکن مجھے اپنی عزت، اپنے جلال، اپنی کبریائی اور اپنی عظمت کی قسم! میں دوزخ سے ان لوگوں کو باہر نکالوں گا جنہوں نے (لا الہ الا اللہ) کا کلمہ کہا۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: اس حدیث کے دوسرے طرق میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ مجھ سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جس کے دل میں ایک ''جو'' برابر بھی یا رائی کے دانے برابر بھی ایمان ہے اس کو تم دوزخ سے نکال لاؤ۔ اسی بات کا مطلب ثابت ہوتا ہے، اسی سے شفاعت کا اذن ثابت ہوتا ہے۔ جو کہ نبی ﷺ کو عرش پر سجدہ میں ایک نامعلوم مدت تک رہنے کے بعد حاصل ہوگا۔ آپ اپنی امت کا اس درجہ خیال فرمائیں گے کہ جب تک ایک گناہ گار موحد مسلمان بھی دوزخ میں باقی رہے گا آپ برابر شفاعت کے لئے اذن مانگتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہر مومن مسلمان کو اور ہم قارئین بخاری شریف کو اپنے حبیب کی شفاعت نصیب فرمائے آمین یارب العالمین، نیز یہ بھی روشن طور پر ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنی نبی ﷺ سے اتنا خوش ہوگا کہ آپ کی ہر سفارش قبول کرے گا اور آپ کی سفارش سے دوزخ سے ہر اس موحد مسلمان کو بھی نجات دے دے گا جس کے دل میں ایک رائی کے دانہ یا اس سے بھی کم تر ایمان ہوگا۔ یا اللہ! ہم جملہ قارئین بخاری شریف کو روز محشر میں اپنے حبیب کی شفاعت نصیب فرما جو لوگ جہمیہ معتزلہ وغیرہ کلام الٰہی کے انکاری ہیں ان کا بھی اس حدیث سے خوب خوب رد ہوا۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ خادم نبوی قبیلہ خزرج سے ہیں۔ نبی ﷺ کی دس سال خدمت کی۔ خلافت فاروقی میں بصرہ میں جا رہے تھے۔ سنہ ۹۱ھ میں بعمر ۱۰۳ سال ایک سو اولاد ذکور واناث چھوڑ کر بصرہ میں وفات پانے والے آخری صحابی ہیں۔ رضی اللہ عنه وارضاه۔ (راز)

نوویؒ نے کہا اس حدیث سے سلف اور اہل سنت کا مذہب ثابت ہوتا ہے کہ ایمان گھٹتا اور بڑھتا ہے۔ (نووی)

شفاعت نبوی کا حق دار کون؟

(٥٥٧٤) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهٖ اَوْ نَفْسِهٖ))

(۵۵۷۴) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن میری شفاعت کی سعادت کا زیادہ حق دار وہ شخص ہوگا جس نے خالصتاً دل وجان سے (لا الہ الا اللہ) کا اقرار کیا (بخاری)

توضیح: حدیث کا علم حاصل کرنے کے لیے نبی ﷺ نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی تحسین فرمائی۔ اس سے اہل حدیث کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ دل سے کہنے کا مطلب یہ کہ شرک سے بچے، کیونکہ جو شک سے نہ بچا وہ دل سے اس کلمہ کا قائل نہیں ہے اگرچہ زبان سے اسے پڑھتا ہو۔ جیسا کہ آج کل بہت سے قبروں کے پجاری نام نہاد مسلمانوں کا حال ہے۔ (راز)

نبی کریم ﷺ کی سفارش قبول کی جائے گی

(٥٥٧٥) وَعَنْهُ، قَالَ: اُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِلَحْمٍ فَرُفِعَ اِلَيْهِ الذِّرَاعُ، وَكَانَتْ تُعْجِبُهٗ، فَنَهَسَ

(۵۵۷۵) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ کے ہاں گوشت لایا گیا، اس سے آپ کو دستی پیش کی گئی جبکہ دستی آپ کو مرغوب تھی تو آپ

٥٥٧٤۔ صحيح بخاري:٩٩.

٥٥٧٥۔ صحيح بخاری كتاب التفسير (٧٤١٢) صحيح مسلم كتاب الايمان (٣٢٧/ ١٩٤)

مِنْهَا نَهْسَةً، ثُمَّ قَالَ: ((اَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسِ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَتَدْنُوْ الشَّمْسُ فَيَبْلُغُ النَّاسَ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ مَا لَا يَطِيْقُوْنَ، فَيَقُوْلُ النَّاسُ: اَلَا تَنْظُرُوْنَ مَنْ يَشْفَعُ لَكُمْ اِلٰى رَبِّكُمْ؟ فَيَأْتُوْنَ آدَمَ))۔ وَذَكَرَ حَدِيْثَ الشَّفَاعَةِ وَقَالَ: ((فَانْطَلِقُ فَاٰتِي تَحْتَ الْعَرْشِ، فَاَقَعُ سَاجِدًا لِرَبِّيْ، ثُمَّ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ مَحَامِدِهٖ وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ عَلٰى أَحَدٍ قَبْلِيْ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! اِرْفَعْ رَأْسَكَ، وَسَلْ تُعْطَهْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَاَرْفَعُ رَأْسِي فَاَقُوْلُ: اُمَّتِيْ يَا رَبِّ! اُمَّتِيْ يَا رَبِّ! اُمَّتِيْ يَا رَبِّ! فَيُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ! اَدْخِلْ مِنْ اُمَّتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْبَابِ الْاَيْمَنِ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ، وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيْمَا سِوٰى ذٰلِكَ مِنَ الْاَبْوَابِ))۔ ثُمَّ قَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيْعِ الْجَنَّةِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَهَجَرَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

نے اگلے دانتوں کے ساتھ اس سے ایک بار کاٹ کر کھایا۔ بعدازاں آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن میں تمام لوگوں کا سردار ہوں گا، جس دن لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے اور سورج قریب ہوگا۔ لوگ غم و پریشانی کی وجہ سے بے بس ہوں گے۔ تو لوگ آپس میں کہیں گے: کون تمہارے پروردگار کے ہاں تمہاری سفارش کرے؟ چنانچہ تمام لوگ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور شفاعت کی حدیث کو بیان کیا اور آپ ﷺ نے بتایا کہ میں عرش کے نیچے پہنچوں گا اور اپنے پروردگار کے سامنے سجدے میں گر پڑوں گا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی حمد و ثنا کے پسندیدہ کلمات کا الہام فرمائیں گے جو مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں فرمائے ہوں گے۔ پھر فرمائیں گے: اے محمد ﷺ! اپنا سر اٹھائیں اور سوال کریں آپ کا سوال پورا کیا جائے گا، سفارش کریں آپ کی سفارش قبول کی جائے گی تو میں سر اٹھا کر عرض کروں گا: میری امت' میری امت اے میرے پرودگار! میری امت، اے میرے پرودگار! میری امت۔ کہا جائے گا: اے محمد! آپ اپنی امت کے لوگوں کو جنت کے دروازوں میں سے دائیں دروازے سے بلا حساب داخل کریں جبکہ کہ لوگ دوسرے لوگوں کے ساتھ اس کے علاوہ دروازوں میں بھی شریک ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جنت کی دہلیزوں میں سے ہر دو دہلیزوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہوگا جتنا کہ مکہ اور ھجر (بحرین) کے درمیان فاصلہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: اس لیے کہ دستی کا گوشت بے ریشہ ہوتا ہے اور جلدی گل جاتا ہے، اس کا ذائقہ بھی عمدہ ہوتا ہے۔ امام ترمذی نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ دستی کا گوشت آپ کو پسند نہ تھا بلکہ آپ کو گوشت کئی دن کے بعد ملتا تو آپ دستی لیتے تاکہ جلدی پک جائے۔ آپ نے فرمایا: اللہ کا احسان ظاہر کرنے کے لیے اور اس کا حکم ہوا آپ کو اپنا درجہ بتلانے کے لئے اور جس کی طرف لوگ سختی کے وقت پناہ لیں رسول اللہ ﷺ تو سردار ہیں آدمیوں کے دنیا اور آخرت دونوں میں لیکن آپ نے قیامت کے دن کا خاص کیا اس لیے کہ وہاں کی سرداری عمدہ ہے اور یہاں سب لوگ اگلے اور پچھلے اکٹھے ہوں گے اور آدم اور ان کی اولاد سب آپ کے جھنڈے تلے ہوں گے، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ''اس دن کس کی سلطنت ہوگی اللہ کی جو اکیلا ہے زبردست اللہ کی سلطنت دنیا میں بھی ہے پر قیامت کے دن پوری سلطنت ہوگی۔ اس لئے کہا اور کوئی دعوی کرنے والا نہیں ہوگا۔ (نووی)

(۵۵۷۶) وَعَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ، فِيْ حَدِيْثِ الشَّفَاعَةِ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((وَتُرْسَلُ

(۵۵۷۶) حذیفہ رضی اللہ عنہ شفاعت والی حدیث میں رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: امانت اور رشتہ داری (صلہ رحمی) کو بھیجا

۵۵۷۶۔ صحیح مسلم کتاب الایمان (۳۲۹/ ۱۹۵)

اَلْاَمَانَةُ وَالرَّحِمُ، فَتَقُوْمَانِ جَنْبَتَيِ الصِّرَاطِ يَمِيْنًا وَشِمَالًا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

جائے گا وہ دونوں پل صراط کے دونوں کناروں پر دائیں اور بائیں کھڑی ہوں گی۔(مسلم)

توضیح: کیونکہ یہ دونوں بڑے کام ہیں جن کا خیال مومن کو ہمیشہ رکھنا چاہیے۔ امانت یعنی خلوص، سچائی صداقت اور راست بازی، بات چیت اور ہر کام کاج میں اور ناتا یعنی رشتہ داروں سے جو محتاج ہوں سلوک کرنا ان کی خبر لینا۔(نووی)

نبی کریم ﷺ کا ہم گناہ گاروں کے لیے زار و قطار رونا

(۵۵۷۷) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَلَا قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْ اِبْرَاهِيْمَ: ﴿رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ﴾ وَقَالَ عِيْسٰى: ﴿اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ﴾۔ فَرَفَعَ يَدَيْهِ، فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ))۔ وَبَكٰى فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ((يَا جِبْرَئِيْلُ! اِذْهَبْ اِلٰى مُحَمَّدٍ، وَرَبُّكَ اَعْلَمُ، فَسَلْهُ مَا يُبْكِيْهِ؟)) فَاَتَاهُ جِبْرَئِيْلُ فَسَاَلَهٗ فَاَخْبَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَا قَالَ: فَقَالَ اللّٰهُ لِجِبْرَئِيْلَ۔ اِذْهَبْ اِلٰى مُحَمَّدٍ، فَقَالَ: اِنَّا سَنُرْضِيْكَ فِيْ اُمَّتِكَ وَلَا نَسُوْءُكَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۵۵۷۷) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تلاوت فرمائی جو ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ہے۔ ''اے میرے رب! ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے پس جو شخص میرا تابع دار سنا وہ مجھ سے ہے۔'' اور عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ''اگر تو ان کو عذاب میں مبتلا کرے گا تو بلاشبہ یہ تیرے بندے ہیں۔'' تب آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعا کی: اے اللہ! میری امت، میری امت؟ اور آپ ﷺ رو پڑے۔ اللہ نے فرمایا: اے جبریل! محمد ﷺ کے پاس جاؤ' جبکہ تیرے پروردگار کو خوب علم ہے اور ان سے دریافت کرو کہ ان کے رونے کا کیا سبب ہے؟ چنانچہ آپ کے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور آپ ﷺ سے پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں وجہ بتائی تو اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو حکم دیا کہ محمد ﷺ کے پاس جاؤ اور انہیں کہو کہ ہم آپ کو آپ کی امت کے بارے میں خوش کر دیں گے اور ہم آپ کو غمگین اور پریشان نہیں ہونے دیں گے۔(مسلم)

توضیح: اس حدیث میں کئی فائدے ہیں ایک تو یہ کہ نبی ﷺ کو اپنی امت پر بہت شفقت اور مہربانی تھی۔ دوسرا یہ کہ دعا میں ہاتھ اٹھانا مستحب ہے تیسرا بشارت عظیم ہے اس امت کے لیے اور وہ اور زیادہ ہوگی اللہ تعالیٰ کے وعدے سے جو اس نے کیا کہ ہم تم کو راضی کردیں گے تمہاری امت میں ناراض نہ کریں گے اور یہ حدیث بڑی امید ہے امت کے لوگوں کے لیے۔ چوتھا یہ کہ نبی ﷺ کی کمال بزرگی اور علم درجہ کا اور اللہ تعالیٰ کی جو عنایت آپ پر تھی اس کا اور جبرئیل کے بھیجنے میں یہی حکمت تھی کہ رسول اللہ ﷺ کی بزرگی کھل جائے اور معلوم ہو جائے کہ آپ کا درجہ بہت عالی ہے اور اللہ تعالیٰ آپ کی رضامندی چاہتا ہے اور یہ حدیث اس آیت کے مطابق ہے کہ ولسوف يعطيك ربك فترضى یعنی اللہ تم کو دے گا پھر تم راضی ہو جاؤ گے اور یہ جو فرمایا تم کو ناراض نہیں کریں گے اس سے بڑی امید نکلتی ہے، اس لیے کہ رضامندی جب بھی ہو جاتی کہ اللہ تعالیٰ بعض کو معاف کرتا اور بعض کو جہنم میں لے جاتا مگر آپ کو رنج رہتا ان لوگوں کا جو جہنم میں جاتے تو فرمایا میں تجھ کو رنج نہیں دوں گا بلکہ تمہاری امت کے سب لوگوں کو نجات دوں گا۔(نووی)

دیدار الٰہی

(۵۵۷۸) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِالْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ، اَنَّ

(۵۵۷۸) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے دریافت

۵۵۷۷۔ صحیح مسلم کتاب الایمان (۳۴۱/ ۲۰۲)

۵۵۷۸۔ صحیح بخاری کتاب التفسیر، صحیح مسلم کتاب الایمان (۲۹۹/ ۱۸۲)

نَاسًا قَالُوْا: یَا رَسُوْلُ اللّٰہِ! ھَلْ نَرٰی رَبَّنَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((نَعَمْ، ھَلْ تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَۃِ الشَّمْسِ بِالظَّھِیْرَۃِ صَحْوًا لَیْسَ مَعَھَا سَحَابٌ؟ وَھَلْ تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَۃِ الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ صَحْوًا لَیْسَ فِیْھَا سَحَابٌ؟))۔ قَالُوْا: لَا، یَا رَسُوْلُ اللّٰہِ! قَالَ: ((مَا تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَۃِ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِلَّا کَمَا تُضَارُّوْن فِیْ رُؤْیَۃِ اَحَدِھِمَا اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ لِیَتَّبِعَ کُلُّ اُمَّۃٍ مَا کَانَتْ تَعْبُدُ فَلَا یَبْقٰی اَحَدٌ کَانَ یَعْبُدُ غَیْرَ اللّٰہِ مِنَ الْاَصْنَامِ وَالْاَنْصَابِ اِلَّا یَتَسَاقَطُوْنَ فِی النَّارِ، حَتّٰی اِذَا لَمْ یَبْقَ اِلَّا مَنْ کَانَ یَعْبُدُ اللّٰہَ مِنْ بَرٍّ وَفَاجِرٍ، اَتَاھُمْ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ قَالَ: فَمَاذَا تَنْظُرُوْنَ؟ یَتَّبِعُ کُلُّ اُمَّۃٍ مَا کَانَتْ تَعْبُدُ قَالُوْا: یَا رَبَّنَا فَارَقْنَا النَّاسَ فِی الدُّنْیَا اَفْقَرَمَا کُنَّا اِلَیْھِم وَلَمْ نُصَاحِبْھُمْ))۔

کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم قیامت کے دن اپنے پروردگار کا دیدار کریں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں، کیا تم دوپہر کے وقت جب بادل نہ ہوں سورج کو دیکھنے میں دقت محسوس کرتے ہو؟ اور کیا تم چودھویں کی رات میں چاند دیکھنے میں، جبکہ بادل نہ ہوں، تنگی محسوس کرتے ہو؟ صحابہ کرام نے کہا: نہیں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن تم اللہ کے دیدار میں ہرگز مشکل نہیں پاؤ گے البتہ جس قدر تم ان دونوں میں سے کسی ایک کے دیکھنے میں تنگی پاتے ہو اور جب قیامت کا دن ہوگا تو منادی کرنے والا پکارے گا: ہر امت جس کی عبادت کیا کرتی تھی اس کے پیچھے چلی جائے تو جو لوگ اللہ کے علاوہ بتوں اور درختوں کی پوجا کرتے تھے' ان میں سے کوئی ایک بھی باقی نہیں بچے گا' وہ سب دوزخ میں گرا دیے جائیں گے۔ یہاں تک کہ صرف وہ لوگ باقی رہ جائیں گے اور پوچھیں گے جو نیک اور برے اعمال والے ہوں گے، لیکن وہ صرف اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ رب العالمین ان کے پاس آئیں گے اور پوچھیں گے: تم کس کے انتظار میں ہو؟ ہر گروہ اس کے پیچھے جا رہا ہے' جس کی وہ پوجا کیا کرتا تھا۔ وہ عرض کریں گے: اے ہمارے پروردگار! ہم نے دنیا میں ان لوگوں سے مکمل جدائی اختیار کر رکھی تھی' جبکہ ہمیں ان کی بہت زیادہ ضرورت تھی، لیکن ہم نے کبھی ان کی رفاقت اختیار نہ کی۔ (بخاری)

توضیح: اللہ تعالیٰ کے جو اعضا ثابت ہوتے ہیں اس سلسلے میں سب تاویلات بیکار، لغو اور سلف صالحین کے مخالف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو اعضا اپنے لیے ثابت کیے ہیں جیسے وجہ یَدٌ، عَیْنٌ اور سَاقٌ یہ سب حق ہیں اور مجہول ہیں اپنے معنی پر لیکن جیسے خدا کی کف اور حقیقت کسی بشر کو معلوم نہیں ویسے ہی ان اعضا کی بھی حقیقت اور ماہیت معلوم نہیں پس ان پر ایمان لانا چاہیے اور ان کی کیفیت کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا چاہیے اور بچنا چاہیے تشبیہ سے، یعنی یوں نہ خیال کرنا چاہیے کہ معاذ اللہ خدا کا ہاتھ یا منہ یا آنکھ یا پنڈلی آدمیوں کے یا اور کسی مخلوق کے ہاتھ یا منہ یا آنکھ یا پنڈلی کی طرح ہیں بلکہ جیسے اس کی ذات بے مثل اور بے نظیر ہے ویسے ہی اس کی صفات بھی سب بے مثل اور بے نظیر ہیں، یہی اہل حدیث کا عقیدہ ہے۔

اس حدیث سے ایک مطلب یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھنے میں ہجوم اور ازدحام کی تکلیف نہ ہوگی۔ آفتاب اور مہتاب کے دیکھنے میں کسی قسم کی تکلیف ہجوم اور ازدحام کی نہیں ہوتی اور کلام بطریق مبالغہ کے ہے، یعنی اگر بہ فرض محال کچھ تکلیف ہو تو اتنی ہی ہوگی۔ بعض علماء نے کہا یہ رویت مغائر ہے۔ اس رویت کے جو خاص مومنوں کو جنت میں ہوگی اور یہ رؤیت امتحان اور مومنین و مشرکین کے درمیان تمیز کے لیے ہوگی۔ (نووی)

اہل ایمان کی جہنم سے آزادی

(٥٥٧٩) وَفِیْ رِوَایَۃِ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ: (۵۵۷۹) اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ وہ لوگ کہیں گے: ہم

٥٥٧٩۔ صحیح بخاری (٧٤٣٩)، صحیح مسلم (٣٠٢/ ١٨٣)

((فَيَقُوْلُوْنَ: هٰذَا مَكَانُنَا حَتّٰى يَأْتِيَنَا رَبُّنَا، فَإِذَا جَاءَ رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ))۔ وَفِيْ رِوَايَةِ أَبِيْ سَعِيْدٍ: ((فَيَقُوْلُ: هَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ آيَةٌ تَعْرِفُوْنَهُ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ، فَيَكْشِفُ عَنْ سَاقٍ، فَلَا يَبْقٰى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ لِلّٰهِ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِهِ إِلَّا أَذِنَ اللّٰهُ لَهُ بِالسُّجُوْدِ، وَلَا يَبْقٰى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ اِتِّقَاءً وَّرِيَاءً إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ ظَهْرَهُ طَبَقَةً وَّاحِدَةً، كُلَّمَا أَرَادَ أَنْ يَّسْجُدَ خَرَّ عَلٰى قَفَاهُ، ثُمَّ يُضْرَبُ الْجَسْرُ عَلٰى جَهَنَّمَ، وَتَحِلُّ الشَّفَاعَةُ، وَيَقُوْلُوْنَ: اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ، فَيَمُرُّ الْمُؤْمِنُوْنَ كَطَرْفِ الْعَيْنِ وَكَالْبَرْقِ وَكَالرِّيْحِ وَكَالطَّيْرِ وَكَأَجَاوِيْدِ الْخَيْلِ وَالرِّكَابِ، فَنَاجٍ مُسَلَّمٌ، وَمَخْدُوْشٌ مُرْسَلٌ، وَمَكْدُوْسٌ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ، حَتّٰى إِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ مَا مِنْ أَحَدٍ مِّنْكُمْ بِأَشَدَّ مُنَاشَدَةً فِي الْحَقِّ قَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لِلّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِإِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ، يَقُوْلُوْنَ: رَبَّنَا! كَانُوْا يَصُوْمُوْنَ مَعَنَا، وَيُصَلُّوْنَ، وَيَحُجُّوْنَ۔ فَيُقَالُ لَهُمْ: أَخْرِجُوْا مَنْ عَرَفْتُمْ، فَتُحَرَّمُ صُوَرُهُمْ عَلَى النَّارِ، فَيُخْرِجُوْنَ خَلْقًا كَثِيْرًا، ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ: رَبَّنَا! مَا بَقِيَ فِيْهَا أَحَدٌ مِّمَّنْ أَمَرْتَنَا بِهِ، فَيَقُوْلُ: اِرْجِعُوْا فَمَنْ وَجَدْتُّمْ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالَ دِيْنَارٍ مِنْ خَيْرٍ فَأَخْرِجُوْهُ، فَيُخْرِجُوْنَ خَلْقًا كَثِيْرًا، ثُمَّ يَقُوْلُ: اِرْجِعُوْا فَمَنْ وَجَدْتُّمْ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ نِصْفِ دِيْنَارٍ مِنْ خَيْرٍ فَأَخْرِجُوْهُ، فَيُخْرِجُوْنَ خَلْقًا كَثِيْرًا، ثُمَّ يَقُوْلُ: اِرْجِعُوْا فَمَنْ وَجَدْتُّمْ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ فَأَخْرِجُوْهُ، فَيُخْرِجُوْنَ خَلْقًا كَثِيْرًا، ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ: رَبَّنَا لَمْ

یہیں ٹھہرے رہیں گے جب تک کہ ہمارا پروردگار ہمارے پاس تشریف نہیں لائے گا اور جب ہمارا پروردگار ہمارے پاس آئے گا تو ہم اسے پہچان لیں گے۔ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اللہ پوچھے گا: کیا تمہارے اور اللہ کے درمیان کوئی نشانی ہے؟ جس سے تم اسے پہچان لو گے؟ وہ اثبات میں جواب دیں گے۔ اللہ تعالیٰ پنڈلی سے کپڑا ہٹائیں گے اور اس موقع پر ہر اس شخص کو سجدہ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائیں گے جو اخلاص کے ساتھ سجدہ کرتا تھا۔ اور وہ شخص جو کسی ڈر سے یا دکھلاوے کی خاطر سجدہ کرتا تھا اللہ تعالیٰ اس کی کمر تختہ بنا دیں گے۔ جب بھی وہ سجدہ کرنے کا ارادہ کرے گا تو اپنی گدی کے بل گر پڑے گا۔ اس کے بعد جہنم کے اوپر پل صراط رکھا جائے گا اور سفارش کرنے کی اجازت مل جائے گی اور تمام انبیاء بھی کہیں گے: اے اللہ! سلامتی عطا فرما' سلامتی۔ بعض مومن لوگ آنکھ جھپکنے' بعض بجلی کی طرح' بعض ہوا کی تیزی سے گزر جائیں گے اور بعض پرندے کی پرواز کی طرح' بعض تیز رفتار گھوڑے کی طرح اور بعض اونٹ کے سوار گزریں گے۔ یہیں کچھ لوگ صحیح سالم گزر جائیں گے اور کچھ لوگ زخمی ہو کر نکل جائیں گے جبکہ کچھ لوگ جہنم کی آگ میں دھکیلے جائیں گے۔ اور جب ایمان دار لوگ دوزخ سے نجات پا جائیں گئے تو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم میں سے کوئی شخص ظاہر حق کے مطالبہ میں اتنی کوشش نہیں کرتا۔ جتنی سخت محنت اور سفارشیں اہل ایمان قیامت کے دن اپنے مومن بھائیوں کی نجات کے لیے اللہ کے حضور کریں گے۔ جو جہنم میں ہوں گے۔ وہ جہنمیوں کے بارے میں کہیں گے: اے ہمارے پروردگار! وہ ہمارے ساتھ روزہ رکھا کرتے تھے، نمازیں ادا کیا کرتے تھے اور حج کیا کرتے تھے۔ ان سے وعدہ کیا جائے گا: ان لوگوں کو جنہیں تم پہچانتے ہو نکال لاؤ' چنانچہ ان کی صورتیں دوزخ پر حرام ہوں گی۔ لہٰذا وہ دوزخ سے بڑی تعداد میں لوگوں کو باہر نکالیں گے۔ پھر وہ کہیں گے: اے ہمارے پروردگار! دوزخ میں کوئی ایسا شخص باقی نہیں ہے جس کو نکالنے کا تو نے حکم دیا تھا۔ تو اللہ فرمائیں گے: واپس جاؤ' جس کے دل میں تم دینار کے برابر ایمان پاتے ہو' اسے بھی دوزخ سے باہر لے آؤ۔ چنانچہ وہ دوزخیوں کی بڑی تعداد کو باہر نکالیں گے پھر اللہ فرمائیں گے: واپس جاؤ' جس کے دل میں نصف دینار کے برابر ایمان ہے اسے بھی باہر نکال لو۔ پھر وہ بڑی تعداد میں

نَذَرْ فِيهَا خَيْرًا، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ: شَفَعَتِ الْمَلَائِكَةُ، وَشَفَعَ النَّبِيُّوْنَ، وَشَفَعَ الْمُؤْمِنُوْنَ، وَلَمْ يَبْقَ اِلَّا اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ، فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِنَ النَّارِ فَيُخْرِجُ مِنْهَا قَوْمًا لَمْ يَعْلَمُوْا خَيْرًا قَطُّ قَدْ عَادُوْا حُمَمًا فَيُلْقِيْهِمْ فِيْ نَهَرٍ فِيْ الْجَنَّةِ يُقَالُ لَهٗ: نَهَرُ الْحَيَاةِ، فَيَخْرُجُوْنَ كَمَا تَخْرُجُ الْحِبَّةُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ-، فَيَخْرُجُوْنَ كَاللُّؤْلُؤِ، فِيْ رِقَابِهِمْ الْخَوَاتِمُ، فَيَقُوْلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ: هٰؤُلَاءِ عُتَقَاءُ الرَّحْمٰنِ، الْجَنَّةِ: هٰؤُلَاءِ عُتَقَاءُ الرَّحْمٰنِ، الْجَنَّةَ: هٰؤُلَاءِ عُتَقَاءُ الرَّحْمٰنِ، الْجَنَّةِ: هٰؤُلَاءِ عُتَقَاءُ الرَّحْمٰنِ، اَدْخَلَهُمُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ عَمَلٍ عَمِلُوْهُ وَلَا خَيْرٍ قَدَّمُوْهُ، فَيُقَالُ لَهُمْ لَكُمْ مَا رَأَيْتُمْ وَمِثْلُهٗ مَعَهٗ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ لَكُمْ مَا رَأَيْتُمْ وَمِثْلُهٗ مَعَهٗ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

دوزخیوں کو باہر نکالیں گے۔ اس کے بعد وہ کہیں گے: اے ہمارے پروردگار! ہم نے دوزخ میں کسی ایسے شخص کو نہیں چھوڑا جس میں کوئی نیکی ہو۔ اللہ فرمائے گا: فرشتوں نے سفارش کی، پیغمبروں نے سفارش کی اور اب صرف اللہ رحم الرحمین باقی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ایک مٹھی بھر کر لوگوں کو دوزخ سے باہر نکالیں گے جو جنت کے ابتدائی حصہ میں ہے اور جسے نہر حیات کہا جائے گا۔ پھر وہ لوگ نہر سے اس طرح باہر نکلیں گے جیسا کہ درنہ سیلابی مٹی میں اگتا ہے۔ پس وہ نکلیں گے تو موتیوں کی طرح ہوں گے۔ ان کی گردنوں میں مہریں لگی ہوں گی، جنت والے کہیں گے: یہ لوگ رحمان کے آزاد کردہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بغیر عمل کے اور بغیر کسی نیکی کے جس کو انہوں نے آگے بھیجا ہو، جنت میں داخل کر دیا ہے، پھر ان سے کہا جائے گا: یہ سب کچھ جو تم دیکھ رہے ہو تا حد نظر تمہارے لیے ہے اور اس جیسی اور بہت سی نعمتیں بھی ان کے ساتھ ہیں۔ (بخاری و مسلم)

جس کے دل میں رائی برابر بھی ایمان ہوگا......

(٥٥٨٠) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِذَا دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَاَهْلُ النَّارِ النَّارَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى: مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ اِيْمَانٍ فَاَخْرِجُوْهُ، فَيُخْرَجُوْنَ قَدْ امْتُحِشُوْا، وَعَادُوْا حُمَمًا، فَيُلْقَوْنَ فِيْ نَهْرِ الْحَيَاةِ، فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ، اَلَمْ تَرَوْا اَنَّهَا تَخْرُجُ صَفْرَاءَ مُلْتَوِيَةً))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۵۵۸۰) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب جنت والے جنت میں اور دوزخ والے دوزخ میں داخل ہوں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جس شخص کے دل میں رائی کے دانے برابر بھی ایمان ہے اسے دوزخ سے نکال لو، پس انہیں نکالا جائے گا تو وہ جل کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے۔ انہیں نہر حیات میں ڈالا جائے گا اور وہ وہاں سے اس طرح نکلیں گے جیسا کہ سیلابی مٹی سے دانہ اگتا ہے۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ دانہ کس طرح لپٹا ہوا، زرد رنگ کا نکلتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

(٥٥٨١) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّاسَ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم! هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ

(۵۵۸۱) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم قیامت کے دن اپنے پروردگار کا دیدار کریں گے؟ راوی

٥٥٨٠۔ صحيح بخاری كتاب الايمان (٢٢) صحيح مسلم كتاب الايمان (٣٠٤/ ١٨٤)

٥٥٨١۔ صحيح بخاری كتاب الصلوٰة و التوحيد (٨٠٦١)، (٦٥٧٣)، (٦٥٧٤)، (٧٤٣٧)، (٧٤٣٨) صحيح مسلم كتاب الايمان (٢٩٩/ ١٨٢)

الْقِيَامَةِ؟ فَذَكَرَ مَعْنٰى حَدِيْثِ أَبِيْ سَعِيْدٍ غَيْرِ كَشْفِ السَّاقِ وَقَالَ: ((يُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ جَهَنَّمَ، فَأَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ يَّجُوْزُ مِنَ الرُّجُلِ بِأُمَّتِهٖ، وَلَا يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ إِلَّا الرُّسُلُ، وَكَلَامُ الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ: اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ وَفِيْ جَهَنَّمَ كَلَالِيْبُ مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ، لَا يَعْلَمُ قَدْرَ عَظَمِهَا إِلَّا اللّٰهُ، تَخْطَفُ النَّاسَ بِأَعْمَالِهِمْ، فَمِنْهُمْ مَنْ يُوْبَقُ بِعَمَلِهٖ، وَمِنْهُمْ مَنْ يُخَرْدَلُ ثُمَّ يَنْجُوْ، حَتّٰى إِذَا فَرَغَ اللّٰهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ عِبَادِهٖ وَأَرَادَ أَنْ يُخْرِجَ مِنَ النَّارِ مَنْ أَرَادَ أَنْ يُخْرِجَهٗ مِمَّنْ كَانَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَمَرَ الْمَلَائِكَةَ أَنْ يُخْرِجُوْا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ، فَيُخْرِجُوْنَهُمْ وَيَعْرِفُوْنَهُمْ بِآثَارِ السُّجُوْدِ، وَحَرَّمَ اللّٰهُ [تَعَالٰى]- عَلَى النَّارِ أَنْ تَأْكُلَ أَثَرَ السُّجُوْدِ، فَكُلُّ ابْنِ آدَمَ تَأْكُلُهُ النَّارُ إِلَّا أَثَرَ السُّجُوْدِ، فَيَخْرُجُوْنَ مِنَ النَّارِ قَدِ امْتُحِشُوْا، فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ مَاءُ الْحَيَاةِ، فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ، وَيَبْقٰى رَجُلٌ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، وَهُوَ آخِرُ أَهْلِ النَّارِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ، مُقْبِلٌ بِوَجْهِهٖ قِبَلَ النَّارِ، فَيَقُوْلُ: يَا رَبِّ! إِصْرِفْ وَجْهِيْ عَنِ النَّارِ، فَإِنَّهٗ قَدْ قَشَبَنِيْ رِيْحُهَا، وَأَحْرَقَنِيْ ذَكَاؤُهَا- فَيَقُوْلُ: هَلْ عَسَيْتَ إِنْ أَفْعَلْ ذٰلِكَ أَنْ تَسْأَلَ غَيْرَ ذٰلِكَ؟ فَيَقُوْلُ: لَا وَعِزَّتِكَ، فَيُعْطِي اللّٰهَ مَا شَاءَ مِنْ عَهْدٍ وَمِيْثَاقٍ، فَيَنْصَرِفُ اللّٰهُ وَجْهَهٗ عَنِ النَّارِ، فَإِذَا أَقْبَلَ بِهٖ عَلَى الْجَنَّةِ وَرَأٰى بَهْجَتَهَا، سَكَتَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَسْكُتَ، ثُمَّ قَالَ: يَا رَبِّ! قَدِّمْنِيْ عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: أَلَيْسَ قَدْ أَعْطَيْتَ الْعُهُوْدَ

نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی مذکورہ بالا حدیث کا ہم معنی بیان کیا' تاہم پنڈلی سے کپڑا اٹھانے کا ذکر نہیں کیا: نیز بیان کیا کہ دوزخ کے اوپر پل صراط رکھا جائے گا اور تمام پیغمبروں سے پہلے میں اپنی امت کے ساتھ گزروں گا۔ اور اس دن صرف پیغمبر ہی بات کریں گے اور اس دن پیغمبروں کا کہنا یہ ہوگا: اے اللہ! سلامتی عطا کر۔ دوزخ کے کناروں میں خاردار درخت ''سعدان'' کے کانٹوں کی مانند کنڈیاں' آ ور کڑے ہوں گے جن کے طول وعرض کو طرف اللہ ہی جانتا ہے۔ وہ لوگوں کو ان کے اعمال کے سبب اچک لیں گی اور کچھ لوگ تو اپنے برے اعمال کے سب ہلاک کیے جائیں گے اور کچھ لوگ شدید زخمی ہو جائیں گے، لیکن پھر بھی نجات پا جائیں گے۔ حتیٰ کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلوں سے فارغ ہو جائیں گے اور اللہ چاہیں گے کہ دوزخ سے ان لوگوں کو باہر نکالیں جو لا الہ الا اللہ کی شہادت دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیں گے کہ ان لوگوں کو نکال لاؤ جو اللہ کی عبادت کرتے تھے تو فرشتے ان کو نکال لیں گے اور انہیں سجدے کی علامت سے پہچانیں گے۔ کیونکہ اللہ نے دوزخ پر حرام کیا ہے کہ وہ سجدے کے حصہ کو جلائے۔ پس آگ انسان کے تمام اعضا کو کھا جائے گی، لیکن سجدے والے اعضا کو آگ نہیں کھائے گی۔ چنانچہ انہیں دوزخ سے نکالا جائے گا وہ جل چکے ہوں گے اور ان پر آبِ حیات ڈالا جائے گا تو وہ اس طرح گے جیسا کہ سیلابی مٹی سے دانہ نمودار ہوتا ہے۔ اور ایک شخص دوزخ اور جنت کے درمیان باقی رہ جائے گا۔ یہ شخص جنت میں سب سے آخر میں داخل ہوگا اس نے اپنا چہرہ دوزخ کی طرف کیا ہوگا وہ کہے گا: اے میرے پروردگار! دوزخ سے میرا چہرہ پھیر دے' مجھے اس کی زہریلی ہوا نے تباہ کر دیا ہے اور مجھے اس حرارت نے جلا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ پوچھے گا: کیا یہ بات نہیں ہوگی کہ میں ایسا کروں تو تم مجھ سے اس کے سوا کچھ اور مانگنے لگ جاؤ؟ وہ کہے گا: نہیں' تیری عزت کی قسم! پھر وہ کچھ عہد و پیمان کرے گا جو اللہ چاہے گا۔ چنانچہ اللہ اس کے چہرے کو دوزخ سے پھیر دیں گے۔ جب وہ جنت کی طرف متوجہ ہوگا اور اس کے حسن و جمال کو دیکھے گا تو وہ خاموش رہے گا جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر وہ عرض کرے گا: اے پروردگار! مجھے جنت کے دروازے تک پہنچا دے۔ اللہ اس سے پوچھیں گے: کیا تو نے عہد و پیمان نہیں کیا تھا کہ تو اس سوال کے سوا کوئی سوال نہیں کرے گا جو تیرا سوال پورا کر

وَالْمِيْثَاقَ اَنْ لَا تَسْأَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنْتَ سَأَلْتَ۔ فَيَقُوْلُ: يَا رَبِّ! لَا اَكُوْنُ اَشْقٰى خَلْقِكَ فَيَقُوْلُ: فَمَا عَسَيْتَ اِنْ اُعْطِيْتَ ذٰلِكَ اَنْ تَسْأَلَ غَيْرَهٗ۔ فَيَقُوْلُ: لَا وَعِزَّتِكَ لَا اَسْأَلُكَ غَيْرَ ذٰلِكَ، فَيُعْطِيْ، رَبَّهٗ مَا شَاءَ مِنْ عَهْدٍ وَمِيْثَاقٍ، فَيُقَدِّمُهٗ اِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ، فَاِذَا بَلَغَ بَابَهَا فَرَاٰى زَهْرَتَهَا وَمَا فِيْهَا مِنَ النَّضْرَةِ وَالسُّرُوْرِ، فَسَكَتَ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّسْكُتَ، فَيَقُوْلُ: يَا رَبِّ! اَدْخِلْنِيْ الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: وَيْلَكَ يَا ابْنَ آدَمَ! مَا اَغْدَرَكَ! اَلَيْسَ قَدْ اَعْطَيْتَ الْعُهُوْدَ وَالْمِيْثَاقَ اَنْ لَا تَسْأَلَ غَيْرَ الَّذِيْ اُعْطِيْتَ فَيَقُوْلُ: يَا رَبِّ! لَا تَجْعَلْنِيْ اَشْقٰى خَلْقِكَ، فَلَا يَزَالُ يَدْعُوْ حَتّٰى يَضْحَكَ اللّٰهُ مِنْهُ، فَاِذَا ضَحِكَ اَذِنَ لَهٗ فِيْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ۔ فَيَقُوْلُ: تَمَنَّ، فَيَتَمَنّٰى حَتّٰى اِذَا انْقَطَعَتْ اُمْنِيَّتُهٗ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: تَمَنَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا، اَقْبَلَ يُذَكِّرُهٗ رَبُّهٗ، حَتّٰى اِذَا انْتَهَتْ بِهِ الْاَمَانِيُّ قَالَ اللّٰهُ: لَكَ ذٰلِكَ وَمِثْلُهٗ مَعَهٗ))۔ وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ: ((قَالَ اللّٰهُ: لَكَ ذٰلِكَ وَعَشْرَةُ اَمْثَالِهٖ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

دیا گیا تھا؟ وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! میں ہی تیری مخلوق میں سب سے زیادہ بدنصیب نہ قرار پاؤں! اللہ فرمائے گا: کیا اس بات کا امکان نہیں ہے کہ اگر تیرا یہ سوال پورا کر دیا جائے تو تو کوئی اور سوال نہیں کرے گا؟ وہ عرض کرے گا: نہیں، تیری عزت کی قسم! میں تجھ سے اس کے علاوہ کوئی اور سوال نہیں کروں گا۔ پھر وہ اپنے پروردگار کے ساتھ کچھ عہد و پیمان کرے گا جو اللہ چاہے گا۔ تو اللہ اس کو جنت کے دروازے کے قریب کر دے گا۔ جب وہ جنت کے دروازے کے قریب پہنچے گا اور جنت کی بہترین زندگی، زیبائش و آرائش اور خوشیاں دیکھے گا تو خاموش رہے گا جب تک کہ اللہ چاہے گا کہ وہ خاموش رہے۔ پھر وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! مجھے جنت میں داخل فرما دے۔ اللہ فرمائے گا: اے آدم کے بیٹے! تجھ پر افسوس ہے کہ تو کس قدر عہد شکنی کرنے والا ہے، کیا تو نے پختہ وعدہ نہیں کیا تھا کہ تو اس کے علاوہ اور کوئی سوال نہیں کرے گا، حالانکہ تیرا سوال پورا کر دیا گیا تھا؟ وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! مجھے اپنی مخلوق میں سے سب سے زیادہ بدنصیب، بد بخت نہ بنا، وہ مسلسل یہی دعا کرتا رہے گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ (اس کی اس لجاجت پر) ہنس پڑیں گے جب اللہ ہنسیں گے تو اسے جنت میں داخل ہونے کی اجازت مل جائے گی۔ اللہ فرمائیں گے: جو چاہو مانگو، وہ اپنی آرزوئیں پیش کرے گا اور جب اس کی آرزوئیں ختم ہو جائیں گے تو اللہ فرمائیں گے: فلاں فلاں چیز بھی مانگ لو، اور اللہ اس کو یاد کرائیں گے۔ اور جب اس کی تمام خواہشیں پوری ہو جائیں گی تو اللہ فرمائیں گے: یہ تمام (نعمتیں) تیرے لیے ہیں اور اس جیسی اس کے ساتھ اور بھی ہیں۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اللہ فرمائیں گے: یہ تمام نعمتیں تیرے لیے ہیں اور اس جیسی دگنا مزید بھی تجھے عطا کی جاتی ہیں۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: طاغوت ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس کی پوجا خدا کے سوا کی جائے، یہی قول لیث ابوعبید، کسائی اور جمہور اہل لغت کا ہے۔ ابن عباس، مقاتل اور کلبیؒ وغیرہ نے کہا کہ شیطان کو طاغوت کہتے ہیں اور بعض نے کہا کہ طاغوت بت کو کہتے ہیں۔

اور مشرکین، مبتارعین اور منافق مومنین میں چھپے ہوئے ہوتے ہیں تو وہاں بھی مومنوں کے ساتھ ملے رہیں گے اور ان کے ساتھ چلیں گے، ان کی روشنی سے فائدہ اٹھائیں گے یہاں تک کہ ان کے اور مومنوں کے بیچ میں ایک روک ہو جائے گی، اس کے اندر رحمت ہوگی اور سامنے سے عذاب معلوم ہوگا، تب منافق علیحدہ ہو جائیں گے اور مومنوں کی روشنی ان سے جاتی رہے گی۔ اور بعض نے کہا یہ لوگ حوض پر ہانک دیے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا دور ہو دور رہو، نیز اس میں جتنی بھی اللہ تعالیٰ کی صفات کا ذکر ہوا ہے ان پر بلا تمثیل و تشبیہ ایمان

لانا ضروری ہے۔ (نووی)

سب سے آخر میں جنت میں آنے والا

(۵۵۸۲) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((آخِرُ مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ رَجُلٌ، يَمْشِىْ مَرَّةً وَيَكْبُوْ مَرَّةً وَتَسْفَعُهُ النَّارُ مَرَّةً۔ فَإِذَا جَاوَزَهَا الْتَفَتَ اِلَيْهَا فَقَالَ: تَبَارَكَ الَّذِىْ نَجَّانِىْ مِنْكِ، لَقَدْ اَعْطَانِىَ اللّٰهُ شَيْئًا مَا اَعْطَاهُ اَحَدًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ، فَتُرْفَعُ لَهٗ شَجَرَةٌ فَيَقُوْلُ: اَىْ رَبِّ! اَدْنِنِىْ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَلِاَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا وَاَشْرَبَ مِنْ مَائِهَا، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ: يَا ابْنَ آدَمَ! لَعَلِّىْ اِنْ اَعْطَيْتُكَهَا سَاَلْتَنِىْ غَيْرَهَا؟ فَيَقُوْلُ: لَا يَا رَبِّ! وَيُعَاهِدُهٗ اَنْ لَا يَسْاَلَهٗ غَيْرَهَا، وَرَبُّهٗ يُعْذِرُهٗ؟ لِاَنَّهٗ يَرٰى مَالَا صَبْرَ لَهٗ عَلَيْهِ، فَيُدْنِيْهِ مِنْهَا، فَيَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا، وَيَشْرَبُ مِنْ مَائِهَا، ثُمَّ تُرْفَعُ لَهٗ شَجَرَةٌ هِىَ اَحْسَنُ مِنَ الْاُوْلٰى، فَيَقُوْلُ: اَىْ رَبِّ اَدْنِنِىْ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ لِاَشْرَبَ مِنْ مَائِهَا، وَاَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا لَا اَسْاَلُكَ غَيْرَهَا، فَيَقُوْلُ: يَا ابْنَ آدَمَ! اَلَمْ تُعَاهِدْنِىْ اَنْ لَا تَسْاَلَنِىْ غَيْرَهَا؟! فَيَقُوْلُ: لَعَلِّىْ اِنْ اَدْنَيْتُكَ مِنْهَا تَسْاَلُنِىْ غَيْرَهَا؟ فَيُعَاهِدُهٗ اَنْ لَا يَسْاَلَهٗ غَيْرَهَا، وَرَبُّهٗ يُعْذِرُهٗ لِاَنَّهٗ يَرٰى مَالَا صَبْرَ لَهٗ عَلَيْهِ، فَيُدْنِيْهِ مِنْهَا فَيَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَائِهَا، ثُمَّ تُرْفَعُ لَهٗ شَجَرَةٌ عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ هِىَ اَحْسَنُ مِنَ الْاُوْلَيَيْنِ، فَيَقُوْلُ: اَىْ رَبِّ! اَدْنِنِىْ مِنْ هٰذِهِ فَلِاَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا وَاَشْرَبَ مِنْ مَائِهَا، لَا اَسْاَلُكَ غَيْرَهَا۔ فَيَقُوْلُ: يَا ابْنَ آدَمَ! اَلَمْ تُعَاهِدْنِىْ اَنْ لَا تَسْاَلَنِىْ غَيْرَهَا؟! قَالَ: بَلٰى يَا رَبِّ! هٰذِهِ لَا اَسْاَلُكَ

(۵۵۸۲) ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں سب سے آخر میں جو داخل ہوگا' وہ ایسا ہوگا کہ کبھی چلتا ہوگا اور کبھی رک جاتا ہوگا۔ اور آگ نے اس کو جھلسا دیا ہوگا۔ جب وہ دوزخ سے نکل کر آگے گزر جائے گا تو دوزخ کی طرف دیکھ کر کہے گا: وہ ذات بڑی برکت والی ہے جس نے مجھے تجھ سے نجات عطا فرمائی' بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسی نعمت سے ہمکنار کیا ہے جس سے اس نے اگلے اور پچھلے لوگوں میں سے کسی کو نہیں نوازا ہے۔ چنانچہ اسے دور سے ایک درخت نظر آئے گا تو وہ التجا کرے گا: اے میر پروردگار! مجھے اس درخت کے نزدیک کر دے تاکہ میں اس کے سائے میں آرام حاصل کروں اور اس کا پانی پیوں۔ اللہ فرمائے گا: اے آدم کے بیٹے! ممکن ہے کہ اگر تیری آرزو پوری کر دوں تو تم مجھ سے اس کے علاوہ مانگنا شروع کر دو گے۔ وہ اقرار کرے گا کہ نہیں' اے میرے پروردگار! وہ اللہ سے معاہدہ کرے گا کہ وہ اس سے اس کے علاوہ کسی چیز کا سوال نہیں کرے گا جبکہ اس کا رب اسے معذور گردانے گا۔ کیونکہ وہ ایسی نعمت کا مشاہدہ کر رہا ہے جس سے اس کے صبر کا لبریز ہو رہا ہے۔ چنانچہ اللہ اس کو اس کے نزدیک لے جائے گا اور وہ اس کے سائے میں آرام کرے گا اور اس کے پانی سے سیراب ہوگا۔ بعد ازاں اس کے سامنے ایک اور سبزہ زار نمودار ہوگا جو پہلے درخت سے زیادہ خوبصورت ہوگا۔ وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! مجھے اس درخت کے قریب کیجیے! تاکہ میں اس کے پانی سے سیراب ہوسکوں اور درخت کے سائے کے نیچے آرام کرسکوں۔ میں تجھ سے اس کے علاوہ سوال نہیں کروں گا۔ اللہ فرمائے گا: اے آدم کے بیٹے! کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا تھا کہ تو مجھ سے اس کے علاوہ کچھ طلب نہیں کرے گا؟ اور اللہ فرمائے گا: ہوسکتا ہے کہ اگر میں تجھے اس کے قریب کر دوں تو تو مجھ سے مزید کا سوال کرنا شروع کر دے گا؟ وہ اللہ سے پختہ عہد کرے گا کہ وہ اس سے اس کے علاوہ کچھ اور طلب نہیں کیا تھا کہ تو مجھے سے اس کے علاوہ کچھ طلب نہیں کرے گا۔ جب کہ اس کا پروردگار! اس کو معذور سمجھے گا اس لیے کہ وہ جس کا مشاہدہ کر رہا ہے وہ اس پر صبر نہیں کرسکتا۔

۵۵۸۲۔ صحیح مسلم کتاب الایمان (۳۱۰/ ۱۸۷)

غَيْرَهَا، وَرَبُّهُ يَعْذِرُهُ لِاَنَّهُ يَرٰى مَالَا صَبْرَ لَهُ عَلَيْهِ فَيُدْنِيْهِ مِنْهَا، فَإِذَا اَدْنَاهُ مِنْهَا سَمِعَ اَصْوَاتَ اَهْلِ الْجَنَّةِ، فَيَقُوْلُ: اَیْ رَبِّ! اَدْخِلْنِيْهَا فَيَقُوْلُ: يَا ابْنَ آدَمَ! مَا يَصْرِيْنِیْ مِنْكَ؟ اَيُرْضِيْكَ اَنْ اُعْطِيَكَ الدُّنْيَا وَمِثْلَهَا مَعَهَا۔ قَالَ: اَیْ رَبِّ! اَتَسْتَهْزِئُ مِنِّیْ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ؟ فَضَحِكَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ، فَقَالَ: اَلَا تَسْاَلُوْنِیْ مِمَّ اَضْحَكُ؟ فَقَالُوْا: مِمَّ تَضْحَكُ؟ فَقَالَ: هٰكَذَا ضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: فَقَالُوْا: مِمَّ تَضْحَكُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((مِنْ ضِحْكِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ حِيْنَ قَالَ: اَتَسْتَهْزِئُ مِنِّیْ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ؟ فَيَقُوْلُ: اِنِّیْ لَا اَسْتَهْزِئُ مِنْكَ وَلٰكِنِّیْ عَلٰى مَا اَشَاءُ قَادِرٌ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اللہ اس کو اس کے قریب کر دے گا۔ تو وہ اس کے سائے میں مجھ آرام ہوگا اور اس کا پانی نوش کرے گا۔ اس کے بعد اس کے سامنے جنت کے دروازے کے قریب درخت دکھائی دے گا جو پہلے دونوں درختوں سے زیادہ خوبصورت ہوگا۔ وہ التجا کرے گا: اے میرے پروردگار! مجھے اس درخت کے قریب کر دیجئے تاکہ میں اس کے سائے میں آرام حاصل کروں اور اس کے پانی سے سیراب ہوسکوں۔ میں تجھ سے اس کے سوا کچھ نہیں مانگوں گا۔ اس کا پروردگار! اس کو معذور قرار دے گا اس لیے کہ وہ جن نعمتوں کو دیکھ رہا ہے وہ ان پر صبر نہیں کر سکتا، چنانچہ اللہ اس کو اس کے نزدیک لے جائے گا جب وہ اس کے نزدیک جائے گا تو جنت میں رہنے والوں کی آواز سنے گا۔ چنانچہ وہ درخواست کرے گا: اے میرے پروردگار! مجھے جنت میں بھی داخل فرمادے! اللہ تعالیٰ کہیں گے: اے آدم کے بیٹے! کون سی ایسی نعمت ہے جو تجھے مجھ سے سوال کرنے سے مانع ہوگی؟ کیا تو خوش ہوگا کہ اگر میں تجھے دنیا اور اس کے مثل عطا کر دوں؟ وہ اس کو ناممکن تصور کرتے ہوئے عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! آپ میرے ساتھ مذاق کر رہے ہیں؟ حالانکہ آپ دونوں جہانوں کے رب ہیں؟ اس کے بعد ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہنسے اور کہنے لگے کہ کیا تم مجھ سے ہنسنے کا سبب نہیں پوچھو گے؟ لوگوں نے پوچھا: آپ کیوں ہنسے ہیں؟ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہنے لگے اس طرح رسول اللہ ﷺ بھی ہنسے تھے اور صحابہ نے پوچھا تھا: اے اللہ کے رسول! آپ کیوں ہنسے تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس بات سے رب العالمین ہنسے' جب اس شخص نے کہا کہ اے رب العالمین! آپ مجھ سے مذاق واستہزاء تو نہیں کر رہے ہیں؟ حالانکہ آپ تو رب العالمین ہیں؟ تو اللہ فرمائیں گے: میں تجھ سے مذاق نہیں کر رہا' لیکن میں قادر مطلق ہوں جو چاہوں کر سکتا ہوں۔ (مسلم)

توضیح: وہ خدائے کریم ایسا قادر مطلق ہے کہ لاکھوں کروڑوں دنیا کے مثل ایک دم میں بنا سکتا ہے، بلکہ اب ہزاروں لاکھوں دنیا ہماری زمین کے برابر اور اس سے لاکھوں حصے بڑی اس کی سلطنت میں موجود ہیں، تو پھر دو دنیا کے برابر دینا کون سا مشکل کام ہے جس پر تو نے تعجب کیا اور اس کو ہنسی اور مذاق سمجھا۔

یہ حدیث اگرچہ جنتیوں کے حال میں وارد ہے پر دنیا میں اس حدیث پر غور کرنے سے بڑے بڑے فائدے حاصل ہو سکتے ہیں۔ ان میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ طمع، حرص اور بے صبری کی کوئی انتہا نہیں، اگر خزانہ قارون بھی انسان کو مل جائے یا ہفت کشور کی سلطنت بھی پا جائے تب بھی اس سے زیادہ کی حرص رہے گی، اس لیے انسان کو لازم ہے کہ اول ہی سے طمع اور حرص کی جڑ کاٹ دے اور جس قدر خدا دے اسی کو بہت خیال کر کے اس میں خوش اور مگن رہے ورنہ مفت میں زندگی برباد ہوگی اور ساری عمر رنج اور تکلیف میں گرفتار رہے گا۔ (نووی)

(۵۵۸۳) وَفِیْ رِوَايَةٍ لَهُ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ نَحْوَهُ، اِلَّا اَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ ((فَيَقُوْلُ: يَا ابْنَ آدَمَ! مَا يَصْرِيْنِیْ مِنْكَ؟)) اِلٰى اٰخِرِ الْحَدِيْثِ وَزَادَ

(۵۵۸۳) اور مسلم کی ایک روایت میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے اسی طرح کی روایت منقول ہے البتہ اس نے یہ الفاظ ذکر نہیں کیے کہ اللہ فرمائیں گے: اے آدم کے بیٹے! تجھے مجھ سے سوال کرنے سے کون سی چیز روکے گی؟

۵۵۸۳۔ صحیح مسلم کتاب الایمان (۳۱۱/ ۱۸۸)

فِيْهِ: ((وَيُذَكِّرُهُ اللّٰهُ: سَلْ كَذَا وَكَذَا، حَتّٰى إِذَا انْقَطَعَتْ بِهِ الْاَمَانِيُّ قَالَ اللّٰهُ: هُوَلَكَ وَعَشَرَةُ اَمْثَالِهِ قَالَ: ثُمَّ يَدْخُلُ بَيْتَهُ، فَتَدْخُلُ عَلَيْهِ زَوْجَتَاهُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ فَيَقُوْلَانِ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَاكَ لَنَا وَاَحْيَانَا لَكَ۔ قَالَ: فَيَقُوْلُ: مَا أُعْطِيَ اَحَدٌ مِثْلَ مَا أُعْطِيْتُ))۔

حدیث کے آخر تک .... نیز اس میں اضافہ ہے کہ پھر اللہ اس کو یاد کرائے گا کہ تو فلاں فلاں چیز کا سوال کر، اور جب اس کی آرزوئیں پوری ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہ بھی اور اس سے دس گنا مزید بھی تیرے لیے ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے بعد وہ اپنے جنت کے گھر میں داخل ہوگا تو وہاں اس کے پاس ''حورعین'' میں سے اس کی دو بیویاں آئیں گی اور وہ کہیں گی: سب حمد وثنا اللہ کے لیے ہے جس نے تجھے ہمارے لیے اور ہمیں تیرے لیے پیدا کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص کہے گا کہ جس قدر مجھے دیا گیا ہے اتنا تو کسی دوسرے کو نہیں دیا گیا۔

(٥٥٨٤) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: ((لَيُصِيْبَنَّ اَقْوَامًا سَفْعٌ- مِّنَ النَّارِ بِذُنُوْبٍ اَصَابُوْهَا عُقُوْبَةً، ثُمَّ يُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِهِ وَرَحْمَتِهِ فَيُقَالُ لَهُمُ الْجَهَنَّمِيُّوْنَ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

(۵۵۸۴) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: لوگوں کے کچھ گروہوں کو آگ ان کے گناہوں کے سبب جھلسا دے گی جن کے وہ مرتکب ہوئے تھے، پھر اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل اور اپنی رحمت سے جنت میں داخل کریں گے، ایسے لوگوں کو جہنمی کہا جائے گا۔ (بخاری)

توضیح: پھر وہ اللہ سے دعا کریں گے تو ان کا یہ لقب مٹا دیا جائے گا، جیسا کہ مسلم شریف کی روایت میں آیا ہے۔ (راز)

(٥٥٨٥) وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَخْرُجُ اَقْوَامٌ مِّنَ النَّارِ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ فَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَيُسَمُّوْنَ الْجَهَنَّمِيِّيْنَ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ: ((يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِيْ مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَتِيْ، يُسَمُّوْنَ الْجَهَنَّمِيِّيْنَ))۔

(۵۵۸۵) عمران حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کچھ لوگ محمد ﷺ کی سفارش کے ساتھ دوزخ سے نکلیں گے اور جنت میں داخل کیے جائیں گے، انہیں جہنمی کہا جائے گا۔ (بخاری) اور ایک روایت میں ہے کہ میری امت میں سے کچھ لوگ دوزخ سے میری سفارش کے ساتھ نکالے جائیں گے، ان کا نام جہنمی رکھا جائے گا۔

سب سے کم درجے والا جنتی

(٥٥٨٦) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنِّيْ لَاَعْلَمُ آخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِنْهَا، وَآخِرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا، رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْوًا فَيَقُوْلُ اللّٰهُ: اِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ، فَيَاْتِيْهَا، فَيُخَيَّلُ

(۵۵۸۶) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: مجھے معلوم ہے کہ دوزخ میں سے سب سے آخر میں کون نکلے گا اور جنت میں سے سب سے آخر میں کون داخل ہوگا۔ وہ شخص جو دوزخ سے گھسٹتے ہوئے نکلے گا۔ اللہ اس کو حکم دیں گے کہ جنت میں داخل ہوجا! وہ جنت کے قریب پہنچے گا تو اسے خیال گزرے گا کہ جنت تو بھری ہوئی ہے۔

٥٥٨٤- صحيح بخاری كتاب التوحيد (٧٤٥٠)

٥٥٨٥- صحيح بخاری كتاب صفة الجنة (٦٥٦٦)

٥٥٨٦- صحيح بخاری كتاب الرقائق (٦٥٧١)، صحيح مسلم كتاب الايمان (٣٠٨/ ١٦٢)

اِلَیْهِ اِنَّهَا مَلْأَیٰ فَیَقُوْلُ: یَا رَبِّ! وَجَدْتُهَا مَلْأَیٰ فَیَقُوْلُ اللّٰهُ: اِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَاِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْیَا وَعَشْرَةَ اَمْثَالِهَا، فَیَقُوْلُ: اَتَسْخَرُمِنِّیْ اَوْ تَضْحَكُ مِنِّیْ۔ وَاَنْتَ الْمَلِكُ؟)) وَلَقَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ضَحِكَ حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ۔، وَكَانَ یُقَالُ: ذٰلِكَ اَدْنٰی اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار: جنت میں تو کوئی جگہ خالی نہیں ہے۔ اللہ اس کو حکم دیں گے کہ جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ' بلاشبہ تمہارے لیے دنیا کے برابر اور اس کی مثل دس گنا ہے۔ وہ عرض کرے گا: آپ میرے ساتھ مذاق کر رہے ہیں یا آپ مجھ سے خوش طبعی کر رہے ہیں حالانکہ آپ بادشاہ ہیں۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ یہ بات فرما کر ہنس دیے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی ڈاڑھیں ظاہر ہو گئیں۔ اور بیان کیا جاتا ہے یہ شخص جنتیوں میں سے کم درجے والا ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: راوی کو مسخر اور ضحک میں شک ہے۔ ضحک دوسری روایت میں بھی وارد ہے اور وہ عیب نہیں ہے نہ نقص، پھر ضحک خدا کی صفت ہونے میں کوئی مانع نہیں اور وہ مثل اور صفات الٰہی کے مشابہ نہیں۔ مخلوق کی صفات کے ٹھٹھا کرنے کے معنوں میں اختلاف ہے اور اس میں کئی قول ہیں ایک یہ کہ جو امام رازی سے منقول ہے کہ یہ بطریق مقابلہ کے ہے اس لئے کہ اس نے اللہ تعالیٰ سے کئی بار عہد کیا اب کچھ نہ مانگوں گا پر اپنے اقرار کے خلاف کیا اور لگا مانگنے تو یہ مثل ٹھٹھے کے ہوا، اب وہ شخص یہ سمجھا کہ اللہ کا یہ فرمانا تو جنت میں جا اور تیرے لئے یہ نعمتیں ہیں ایک قسم کا ٹھٹھہ ہے، یعنی اس کے ٹھٹھے کا بدلہ ہے تو ٹھٹھے کے بدلے کو مجازاً ٹھٹھا کہا، دوسرا قول یہ ہے کہ مراد اس سے نفی ہے، یعنی میں جانتا ہوں کہ تو بادشاہ ہو کر ٹھٹھا نہ کرے گا، لیکن تعجب یہ ہے کہ مجھ نالائق کو اتنی بڑی بڑی نعمتیں ملیں۔ تیسرا قول یہ ہے کہ اس شخص کی زبان قابو میں نہ رہی، اور وہ خوشی میں اسے بھول گیا، اور خوشی میں ہی خدا کی طرف ٹھٹھے کی نسبت کرنے لگا، اور یہ ایسا ہے جیسے آپ نے دوسرے شخص کے حق میں فرمایا کہ وہ خوشی کے مارے اپنے تئیں روک نہ سکا اور کہنے لگا تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں اور چاہیے تھا یہ کہتا کہ میں تیرا بندہ ہوں اور تو میرا رب ہے اور خوشی کے وقت بے اختیاری میں اکثر ایسی ہی بے موقع اور غلط باتیں زبان سے نکل جاتی ہیں۔ (نووی)

(۵۵۸۷) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنِّیْ لَاَعْلَمُ آخِرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ، وَآخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِنْهَا، رَجُلٌ یُؤْتٰی بِهٖ یَوْمَ الْقِیَامَةِ، فَیُقَالُ اَعْرِضُوْا عَلَیْهِ صِغَارَ ذُنُوْبِهٖ وَارْفَعُوْا عَنْهُ كِبَارَهَا، فَتُعْرَضُ عَلَیْهِ صِغَارُ ذُنُوْبِهٖ فَیُقَالُ: عَمِلْتَ یَوْمَ كَذَا وَكَذَا، كَذَا وَكَذَا، عَمِلْتَ یَوْمَ كَذَا وَكَذَا، كَذَا وَكَذَا؟ فَیَقُوْلُ: نَعَمْ۔ لَایَسْتَطِیْعُ اَنْ یُّنْكِرَ وَهُوَ مُشْفِقٌ مِنْ كِبَارِ ذُنُوْبِهٖ اَنْ تُعْرَضَ عَلَیْهِ فَیُقَالُ لَهٗ: فَاِنَّ لَكَ مَكَانَ كُلِّ سَیِّئَةٍ حَسَنَةً۔ فَیَقُوْلُ: رَبِّ قَدْ عَمِلْتُ اَشْیَاءَ لَا اَرَاهَا هٰهُنَا))۔

(۵۵۸۷) ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ میں جانتا ہوں کہ اہل جنت میں سے سب سے آخر میں جنت میں کون داخل ہوگا؟ اور اہل جہنم میں سے سب سے آخر میں جہنم میں سے کون نکالا جائے گا؟ وہ ایسا شخص ہوگا جیسے قیامت کے دن پیش کیا جائے گا اور کہا جائے گا: اس پر اس کے صغیرہ گناہ پیش کرو' اور اس کے کبیرہ گناہوں کو چھپا لو۔ چنانچہ اس کے سامنے صغیرہ گناہ پیش کیے جائیں گے اور اسے کہا جائے گا: تو نے فلاں فلاں دن' فلاں فلاں کام کیا؟ اور فلاں فلاں عمل کیا؟ وہ اقرار کرے گا۔ اس میں انکار کرنے کی جرأت نہ ہوگی۔ البتہ وہ اپنے کبیرہ گناہوں سے خائف ہوگا کہ کہیں وہ اس پر پیش نہ کیے جائیں۔ تب اس سے کہا جائے گا: بے شک تیرے لیے ہر برائی کے بدلے میں ایک نیکی ہے۔ وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! میں نے اور بھی بہت سے گناہ کیے ہیں جن کو میں

۵۵۸۷۔ صحیح مسلم کتاب الایمان (۳۱۴/ ۱۹۰)

وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اعمال ناموں میں نہیں دیکھ رہا ہوں۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ یہ بیان کر کے آپ ﷺ اتنا ہنس رہے تھے یہاں تک کہ آپ کی کچلیاں مبارک دکھائی دینے لگیں۔ (مسلم)

(۵۵۸۸) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ اَرْبَعَةٌ، فَيُعْرَضُوْنَ عَلَى اللّٰهِ، ثُمَّ يُؤْمَرُ بِهِمْ اِلَى النَّارِ، فَيَلْتَفِتُ اَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ: اَیْ رَبِّ! لَقَدْ كُنْتُ اَرْجُوْ اِذِ اِخْرَجْتَنِیْ مِنْهَا اَنْ لَا تُعِيْدَنِیْ فِيْهَا)) قَالَ: ((فَيُنْجِيْهِ اللّٰهُ مِنْهَا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۵۵۸۸) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چار انسانوں کو دوزخ سے نکالا جائے گا' انہیں اللہ کے حضور پیش کیا جائے گا' پھر انہیں دوزخ کی جانب لے جانے کا حکم دیا جائے گا تو ان میں سے ایک شخص مڑ کر (رحم طلب نظر سے) دیکھتے ہوئے عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! میں تو امید رکھتا تھا کہ جب آپ ﷺ نے مجھے دوزخ سے نکالے گا تو دوبارہ اس میں نہیں لوٹائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اُسے نجات عطا کریں گے۔ (مسلم)

(۵۵۸۹) وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَخْلُصُ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ، فَيُحْبَسُوْنَ عَلٰى قَنْطَرَةٍ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، فَيُقْتَصُّ لِبَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ مَظَالِمَ كَانَتْ بَيْنَهُمْ فِی الدُّنْيَا، حَتّٰى اِذَا هُذِّبُوْا وَنُقُّوْا اُذِنَ لَهُمْ فِیْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ، فَوَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَاَحَدُهُمْ اَهْدٰى بِمَنْزِلِهٖ فِی الْجَنَّةِ مِنْهُ بِمَنْزِلِهٖ كَانَ لَهٗ فِی الدُّنْيَا))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

(۵۵۸۹) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب ایمان دار لوگوں کو دوزخ سے باہر نکالا جائے گا تو انہیں جنت اور دوزخ کے درمیان ایک پل پر روک لیا جائے گا۔ پھر ان کو ایک دوسرے سے ان حقوق کا بدلہ دلوایا جائے گا جو ان کے درمیان دنیا میں تھے یہاں تک کہ وہ بالکل صاف ہو جائیں گے' پھر انہیں جنت میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے گی۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے بلاشبہ ان میں سے ہر شخص جنت میں اپنے گھر کو اپنے دنیا والے مکان سے زیادہ پہچاننے والا ہوگا۔ (مسلم)

توضیح: اس کی وجہ یہ ہے کہ برزخ میں ہر ایک آدمی کو صبح و شام اس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے، جیسے قرآن و حدیث میں ہے، اب یہ جو عبداللہ بن مبارک نے زہد میں نکالا کہ فرشتے دائیں بائیں سے ان کو جنت کے راستے بتلائیں گے یہ اس کے خلاف نہیں، اس لئے کہ اپنا مکان پہنچا لینے سے یہ ضروری نہیں کہ شہر کے سب راستے بھی معلوم ہوں اور بہشت تو بہت بڑا شہر ہی نہیں بلکہ ایک ملک عظیم ہوگا، اس کے سامنے ساری دنیا کی بھی کوئی حقیقت نہیں ہے جیسا کہ خود قرآن شریف میں فرمایا: عرضها السموات والارض، یعنی جنت وہ ہے جس کے عرض میں ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ہیں۔ (راز)

دوزخ میں جانے والوں کو جنت میں ان کا ٹھکانہ دکھایا جانا

(۵۵۹۰) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَدْخُلُ اَحَدُ الْجَنَّةَ اِلَّا اُرِیَ

(۵۵۹۰) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص اس وقت تک جنت میں داخل نہیں کیا جائے گا جب تک کہ اسے

۵۵۸۸۔ صحیح مسلم کتاب الایمان (۳۲۱/ ۱۹۲)

۵۵۸۹۔ صحیح بخاری کتاب الرقائق (٦٤٤٠)، صحیح مسلم کتاب المظالم (٦٥٣٥)

۵۵۹۰۔ صحیح بخاری کتاب صفة الجنة (٦٥٦٩)

مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ لَوْ اَسَاءَ لِیَزْدَادَ شُکْرًا، وَلَا یَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ اِلَّا اُرِیَ مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ لَوْ اَحْسَنَ لِیَکُوْنَ عَلَیْهِ حَسْرَةً))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

دوزخ سے وہ جگہ دکھا دی جائے گی جو اس کا ٹھکانا ہوتا' اگر وہ برے عمل نہ کرتا۔ تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہو۔ اور کوئی شخص اس وقت تک دوزخ میں داخل نہیں کیا جائے گا' جب تک کہ اسے جنت میں وہ مقام نہ دکھا دیا جائے جو اس کو ملنے والا تھا اگر وہ نیک اعمال کرتا' تاکہ اسے سخت افسوس ہو۔ (بخاری)

موت کو بھی موت آ جائے گی

(۵۵۹۱) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِذَا صَارَ اَهْلُ الْجَنَّةِ اِلَی الْجَنَّةِ، وَاَهْلُ النَّارِ اِلَی النَّارِ؛ جِیْءَ بِالْمَوْتِ حَتّٰی یُجْعَلَ بَیْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، ثُمَّ یُذْبَحُ، ثُمَّ یُنَادِیْ مُنَادٍ: یَا اَهْلَ الْجَنَّةِ! لَا مَوْتَ۔ وَیَا اَهْلَ النَّارِ! لَا مَوْتَ فَیَزْدَادُ اَهْلُ الْجَنَّةِ فَرَحًا اِلٰی فَرْحِهِمْ، وَیَزْدَادُ اَهْلُ النَّارِ حُزْنًا اِلٰی حُزْنِهِمْ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

(۵۵۹۱) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں چلے جائیں گے تو موت کو (مینڈھے کی شکل میں) لایا جائے گا۔ یہاں تک کہ اسے جنت میں اور دوزخ کے درمیان لٹا کر ذبح کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد ایک منادی کرنے والا کہے گا: اے جنت والو! اب موت نہیں آئے گی اے دوزخ والو! اب موت نہیں ہے۔ اس اعلان سے اہل جنت کی خوشیوں میں مزید خوشی کا اضافہ ہوگا اور اہل دورخ کے غموں میں مزید غم کا اضافہ ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: یہ موت ایک مینڈھے کی شکل میں مجسم کر کے لائی جائے گی، اس لئے اس کا ذبح کرنا عقل کے خلاف قطعی نہیں ہے۔ (راز)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ......دوسری فصل

حوض کوثر کی وسعت

(۵۵۹۲) عَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((حَوْضِیْ مِنْ عَدَنَ اِلٰی عَمَّانَ۔ الْبَلْقَاءِ، مَاؤُهُ اَشَدُّ بَیَاضًا مِنَ اللَّبَنِ، وَاَحْلٰی مِنَ الْعَسَلِ، وَاَکْوَابُهٗ عَدَدُ نُجُوْمِ السَّمَاءِ، مَنْ شَرِبَ مِنْهُ شُرْبَةً لَمْ یَظْمَأْ بَعْدَهَا اَبَدًا، اَوَّلُ النَّاسِ وُرُوْدًا فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِیْنَ الشُّعْثُ رُؤُوْسًا، اَلدُّنْسُ ثِیَابًا، الَّذِیْنَ لَا یَنْکِحُوْنَ الْمُتَنَعِّمَاتِ، وَلَا یُفْتَحُ لَهُمُ السُّدَدُ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِیُّ، وَابْنُ مَاجَهْ، وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ: هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ۔

(۵۵۹۲) ثوبان رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا حوض عدن سے لے کر عمان البلقاء تک کی مسافت جتنا ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا اور اس کے آب خورے (گلاس) آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر ہوں گے۔ جس نے ایک مرتبہ اس سے پی لیا کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ سب سے پہلے جو لوگ حوض پر داخل ہوں گے وہ فقراء مہاجرین ہوں گے جن کا لباس میلا کچیلا پراگندہ ہوگا جو خوش حال ناز ونعمت میں پروردہ عورتوں سے نکاح کے قابل نہیں سمجھے جاتے اور ان کے لیے دروازے نہیں کھولے جاتے۔ (احمد' ترمذی' وابن ماجہ) امام ترمذیؒ نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

۵۵۹۱۔ صحیح بخاری کتاب صفة الجنة (۶۵۴۸)، صحیح مسلم کتاب صفة الجنة (۴۳/ ۲۸۵۰)

۵۵۹۲۔ جامع الترمذی کتاب الزهد (۲۴۴۴)، سنن ابن ماجه کتاب الزهد (۴۳۰۳)، اس کے راوی ثقہ ہیں۔

(٥٥٩٣) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا، فَقَالَ: ((مَا اَنْتُمْ جُزْءٌ مِّنْ مِائَةِ اَلْفِ جُزْءٍ مِمَّنْ يَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ))۔ قِيْلَ: كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: سَبْعُمِائَةٍ اَوْ ثَمَانُمِائَةٍ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

(۵۵۹۳) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، ہم نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ایک لاکھ افراد میں سے ایک حصہ بھی نہیں ہو جو میرے پاس حوض کو پر وارد ہوں گے (زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے) کہا گیا: اس دن تمہاری تعداد کتنی تھی؟ انہوں نے کہا: سات سو یا آٹھ سو۔ (ابوداؤد)

(٥٥٩٤) وَعَنْ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوْضًا، وَاِنَّهُمْ لَيَتَبَاهَوْنَ اَيُّهُمْ اَكْثَرُ وَارِدَةً وَاِنِّيْ لَاَرْجُوْنَ اَنْ اَكُوْنَ اَكْثَرَهُمْ وَارِدَةً))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

(۵۵۹۴) سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ ہر پیغمبر کا حوض ہوگا اور انبیاء آپس میں اس بات پر فخر کریں گے کہ کس کے حوض پر زیادہ لوگ آئیں گے۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ میں ہی وہ پیغمبر ہوں جس کے پاس زیادہ لوگ آئیں گے۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

میدانِ محشر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ملیں گے؟

(٥٥٩٥) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَاَلْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ يَّشْفَعَ لِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ: ((اَنَا فَاعِلٌ))۔ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَاَيْنَ اَطْلُبُكَ؟ قَالَ: ((اُطْلُبْنِيْ اَوَّلَ مَا تَطْلُبُنِيْ عَلَى الصِّرَاطِ)) قُلْتُ: فَاِنْ لَمْ اَلْقَكَ عَلَى الصِّرَاطِ؟ قَالَ: ((فَاطْلُبْنِي عِنْدَ الْمِيْزَانِ))۔ قُلْتُ: فَاِنْ لَّمْ اَلْقَكَ عِنْدَ الْمِيْزَانِ؟ قَالَ: ((فَاطْلُبْنِي عِنْدَ الْحَوْضِ، فَاِنِّيْ لَا اُخْطِئُ، هٰذِهِ الثَّلَاثَ الْمَوَاطِنَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

(۵۵۹۵) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن میری شفاعت فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں سفارش کروں گا۔ میں نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں تلاش کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے پہلے تم مجھے پل صراط پر تلاش کرنا۔ میں نے عرض کیا: اگر پل صراط پر میری آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات نہ ہو سکے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر مجھے ترازو کے پاس تلاش کرنا۔ میں نے عرض کیا: اگر میزان کے پاس بھی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ مل سکوں؟ آپ نے فرمایا: تو پھر مجھے حوض کوثر کے پاس ڈھونڈنا یقیناً میں ان تین جگہوں سے آگے پیچھے نہیں ہوں گا۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

مقامِ محمود

(٥٥٩٦) وَعَنِ ابْنِ مُسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: قِيْلَ لَهٗ: مَا الْمُقَامُ الْمَحْمُوْدُ؟

(۵۵۹۶) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا۔ مقام محمود کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس دن

٥٥٩٣۔ سنن ابی داود کتاب السنة (٤٧٤٦)۔ اس کی سند صحیح ہے۔

٥٥٩٤۔ جامع الترمذی کتاب الزھد امام ترمذی نے اسے غریب کہا ہے اور اس کی وجہ سعید بن بشیر ضعیف ہے لیکن یہ حدیث اپنے شواہد کی بنا پر صحت کے درجے تک پہنچتی ہے۔

٥٥٩٥۔ جامع الترمذی کتاب الحساب و القصاص (٢٤٣٣) امام ترمذی نے اسے حسن غریب کہا ہے اور یہ روایت حسن ہے جیسا کہ امام ترمذی نے کہا ہے۔

٥٥٩٦۔ سنن دارمی (٢/ ٣٢٥) اس کی سند ضعیف ہے۔

قَالَ: ((ذٰلِكَ يَوْمَ يَنْزِلُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى كُرْسِيِّهِ فَيَئِطُّ كَمَا يَئِطُّ الرَّحْلُ الْجَدِيْدُ مِنْ تَضَايِقِهِ بِهٖ وَهُوَ كَسَعَةِ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ، وَيُجَاءُ بِكُمْ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا، فَيَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ يُكْسٰى اِبْرَاهِيْمُ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى: اُكْسُوْا خَلِيْلِيْ، فَيُؤْتٰى بِرَيْطَتَيْنِ بَيْضَاوَيْنِ مِنْ رِيَاطِ الْجَنَّةِ، ثُمَّ اُكْسٰى عَلٰى اَثَرِهٖ، ثُمَّ اَقُوْمُ عَنْ يَمِيْنِ اللّٰهِ مُقَامًا يَغْبَطُنِي الْاَوَّلُوْنَ وَالْآخِرُوْنَ)) رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

اللہ تعالیٰ اپنی کرسی پر نزول فرمائیں گے تو کرسی چرچرائے گی جیسا کہ نئی تنگ پالان (چمڑے کی زین) آواز نکالتی ہے حالانکہ اس کرسی کی کشادگی آسمان اور زمین کے درمیانی فاصلے کے برابر ہوگی اور تمہیں ننگے پاؤں، ننگے بدن بغیر ختنے کے لایا جائے گا۔ سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میرے خلیل کو لباس پہناؤ، چنانچہ جنت سے دو باریک (ملائم) کتان کی سفید چادریں انہیں دی جائے گی۔ ان کے بعد مجھے لباس پہنایا جائے گا۔ پھر میں اللہ تعالیٰ کے دائیں جانب ایک مقام پر کھڑا ہوں گا میرے اس مرتبے پر پہلے اور پچھلے سبھی لوگ رشک کریں گے۔ (دارمی)

(۵۵۹۷) وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((شِعَارُ الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى الصِّرَاطِ: رَبِّ! سَلِّمْ سَلِّمْ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

(۵۵۹۷) مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن پل صراط پر مومنوں کا شعار (علامت) یہ ہوگا کہ وہ کہہ رہے ہوں گے: اے میرے پروردگار! ہم کو سلامت رکھ، سلامتی فرما۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

کبائر کے مرتکب مومن کے لیے شفاعت نبوی

(۵۵۹۸) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((شَفَاعَتِيْ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِيْ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَاَبُوْدَاوُدَ۔

(۵۵۹۸) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اپنی امت میں سے ان لوگوں کی سفارش کروں گا جو کبیرہ گناہوں کے مرتکب ہوں گے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

(۵۵۹۹) وروَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ جَابِرٍ

(۵۵۹۹) اور ابن ماجہ بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث کو جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

کلمہ گو مشرک شفاعت نبوی سے محروم رہے گا

(۵۶۰۰) وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اَتَانِيْ آتٍ مِنْ عِنْدِ رَبِّيْ، فَخَيَّرَنِيْ بَيْنَ اَنْ يَدْخُلَ نِصْفُ اُمَّتِي الْجَنَّةَ وَبَيْنَ الشَّفَاعَةِ، فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ، وَهِيَ لِمَنْ مَّاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَهْ۔

(۵۶۰۰) عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پروردگار کی جانب سے میرے پاس فرشتہ آیا۔ اس نے مجھے دو باتوں میں سے ایک بات چن لینے کا اختیار دیا کہ یا تو میری آدھی امت جنت میں داخل ہو جائے یا (تمام امت کے لیے) شفاعت کا حق مجھے حاصل ہو جائے۔ پس میں نے شفاعت کو پسند کیا اور شفاعت ان لوگوں کے لیے ہے جو اس حال میں فوت ہوئے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے تھے۔ (ترمذی، وابن ماجہ)

۵۵۹۸۔ سنن ابی داود کتاب السنة (۴۷۳۹)، جامع الترمذی کتاب الزھد (۲۴۳۵) امام ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے اور یہ روایت صحیح ہے جیسا کہ امام ترمذی نے فرمایا ہے۔

۵۵۹۹۔ جامع الترمذی کتاب الزھد (۲۴۴۱) اس کی سند صحیح ہے۔

۵۶۰۰۔ جامع الترمذی کتاب الشفاعة (۲۴۴۱)

(٥٦٠١) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ الْجَدْعَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: ((يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَةِ رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِیْ اَكْثَرُ مِنْ بَنِیْ تَمِيْمٍ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَالدَّارِمِيُّ، وَابْنُ مَاجَهْ

(۵۶۰۱) عبد اللہ ابی الجدعاء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: میری امت کے ایک نیک شخص کی سفارش سے بنو تمیم کے آدمیوں کی تعداد سے بھی زیادہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔ (ترمذی، دارمی و ابن ماجہ)

گناہ گاروں کے لیے اہل ایمان کی سفارش

(٥٦٠٢) وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((اِنَّ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ يَّشْفَعُ لِلْفِئَامِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّشْفَعُ لِلْقَبِيْلَةِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَّشْفَعُ لِلْعُصْبَةِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَّشْفَعُ لِلرَّجُلِ حَتّٰى يَدْخُلُوْا الْجَنَّةَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

(۵۶۰۲) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ میری امت میں سے کوئی تو ایک جماعت کی سفارش کرے گا، کوئی ایک قبیلے کی سفارش کرے گا اور کوئی ایسا شخص کی سفارش کرے گا یہاں تک کہ امت جنت میں داخل ہو جائے گی۔ (ترمذی)

(٥٦٠٣) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَعَدَنِیْ اَنْ يُّدْخِلَ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِیْ اَرْبَعَمِائَةِ اَلْفٍ بِلَا حِسَابٍ)). فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ: زِدْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: وَهٰكَذَا، فَحَثَا بِكَفَّيْهِ وَجَمَعَهُمَا، فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ: زِدْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: وَهٰكَذَا فَقَالَ عُمَرُ: دَعْنَا يَا اَبَابَكْرٍ! فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ: وَمَا عَلَيْكَ اِنْ يُّدْخِلَنَا اللّٰهُ كُلَّنَا الْجَنَّةَ؟ فَقَالَ عُمَرُ: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَ اِنْ شَاءَ اَنْ يُّدْخِلَ خَلْقَهُ الْجَنَّةَ بِكَفٍّ وَاحِدٍ فَعَلَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم ((صَدَقَ عُمَرُ)) رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ۔

(۵۶۰۳) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ میری امت میں سے چار لاکھ افراد کو بلا حساب و کتاب جنت میں داخل فرمائے گا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہماری اس تعداد میں اضافہ فرمائیں۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کیا کہ اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اکٹھا کر کے چلو بنایا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اور اضافہ فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہتھیلیوں کو اکھٹا کر کے لپ بنائی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابو بکر! ہمیں اپنے حال پر رہنے دیں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ کا کیا نقصان ہے اگر ہم سب کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل فرما دے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ عزوجل اگر چاہے کہ وہ اپنی تمام مخلوق کو ایک ہی بار جنت میں داخل کر دے تو وہ ایسا کر سکتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: عمر نے سچ کہا ہے۔ (شرح السنۃ)

(٥٦٠٤) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((يُصَفُّ اَهْلُ النَّارِ فَيَمُرُّبِهِمُ الرَّجُلُ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ، فَيَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ: يَا فُلَانُ! اَمَا تَعْرِفُنِیْ؟ اَنَا الَّذِیْ سَقَيْتُكَ شُرْبَةً۔ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: اَنَا الَّذِیْ وَهَبْتُ لَكَ وَضُوْءًا، فَيَشْفَعُ

(۵۶۰۴) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دوزخی صف باندھے ہوئے ہوں گے ان کے پاس سے ایک جنتی شخص کا گزر ہو گا تو ان دوزخیوں میں سے ایک آدمی کہے گا: اے فلاں شخص! کیا تو مجھے پہچانتا نہیں؟ میں وہ شخص پانی پلایا کرتا تھا اور ان میں سے کوئی شخص یہ کہے گا: میں وہ شخص ہوں جس نے تجھے وضو کے لیے پانی دیا تھا۔ چنانچہ وہ جنتی اس کی

٥٦٠١۔ جامع الترمذی کتاب الزھد (٢٤٣٨) سنن ابن ماجه کتاب الزھد (٤٣١٦) اس کی سند صحیح ہے۔

٥٦٠٢۔ جامع الترمذی کتاب الشفاعة (٢٤٤٠) اس کی سند ضعیف ہے۔

٥٦٠٣۔ مسند احمد (٣٨/ ١٦٥)

٥٦٠٤۔ سنن ابن ماجه کتاب الادب (٣٦٨٥) اس کی سند ضعیف ہے۔

لَهٗ فَيُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ))۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ۔

سفارش کرے گا اور اسے جنت میں داخل کرائے گا۔ (ابن ماجہ)

(۵۶۰۵) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((اِنَّ رَجُلَيْنِ مِمَّنْ دَخَلَ النَّارِ اِشْتَدَّ صِيَاحُهُمَا، فَقَالَ الرَّبُّ تَعَالٰى: اَخْرِجُوْهُمَا فَقَالَ لَهُمَا: لِاَيِّ شَیْءٍ اَشْتَدَّ صِيَاحُكُمَا؟ قَالَا: فَعَلْنَا ذٰلِكَ لِتَرْحَمَنَا۔ قَالَ: فَاِنَّ رَحْمَتِیْ لَكُمَا اَنْ تَنْطَلِقَا فَتُلْقِيَا اَنْفُسَكُمَا حَيْثُ كُنْتُمَا فِی النَّارِیْ، فَيُلْقِیْ اَحَدُهُمَا نَفْسَهٗ، فَيَجْعَلُهَا اللّٰهُ عَلَيْهِ بَرْدًا وَّسَلَامًا، وَيَقُوْمُ الْاٰخَرُ، فَلَا يُلْقِیْ نَفْسَهٗ، فَيَقُوْلُ لَهُ الرَّبُّ تَعَالٰى: مَا مَنَعَكَ اَنْ تُلْقِیَ نَفْسَكَ كَمَا اَلْقٰى صَاحِبُكَ؟ فَيَقُوْلُ: رَبِّ! اِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ لَا تُعِيْدَنِیْ فِيْهَا بَعْدَ مَا اَخْرَجْتَنِیْ مِنْهَا۔ فَيَقُوْلُ لَهُ الرَّبُّ تَعَالٰى: لَكَ رَجَاؤُكَ۔ فَيُدْخَلَانِ جَمِيْعًا الْجَنَّةَ بِرَحْمَةِ اللّٰهِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔

(۵۶۰۵) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو لوگ دوزخ میں داخل ہوں گے ان میں سے دو شخص بہت زیادہ چلائیں گے تو اللہ فرمائیں گے: ان کو نکالو! اللہ ان دونوں سے دریافت کریں گے کہ تم اس قدر چیخ و پکار کس لیے کر رہے تھے؟ وہ کہیں گے: ہم نے شور اس لیے مچایا تھا کہ تو ہم پر رحم کر دے۔ اللہ فرمائیں گے: میری رحمت تمہارے حق میں یہی ہے کہ تم اپنے آپ کو وہیں گراؤ جہاں تم جہنم میں تھے۔ چنانچہ ان میں سے ایک خود کو آگ میں گرا دے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر جہنم ٹھنڈا اور سلامتی والا کر دے گا۔ اور دوسرا شخص کھڑا رہے گا وہ اپنے آپ کو جہنم میں نہیں گرائے گا تو اللہ اس سے پوچھیں گے: تو نے اپنے آپ کو کیوں نہیں گرایا جیسا کہ تیرے ساتھی نے اپنے نفس کو آگ میں گرایا ہے؟ وہ کہے گا: اے میرے پروردگار! مجھے امید ہے کہ آپ نے مجھے دوزخ سے نکال دیا تو آپ دوبارہ وہاں نہیں بھیجیں گے۔ تو اللہ اس کے بارے میں فرمائیں گے۔ تیری امید کا تجھے صلہ دیا ہے۔ چنانچہ وہ دونوں اُٹھے اللہ کی رحمت کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے۔ (ترمذی)

پل صراط سے گزرنے کی رفتار اعمال کے مطابق ہوگی

(۵۶۰۶) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((يَرِدُ النَّاسُ النَّارَ، ثُمَّ يَصْدُرُوْنَ مِنْهَا بِاَعْمَالِهِمْ، فَاَوَّلُهُمْ كَلَمْحِ الْبَرْقِ، ثُمَّ كَالرِّيْحِ، ثُمَّ كَحُضْرِ الْفَرَسِ، ثُمَّ كَالرَّاكِبِ فِیْ رَحْلِهٖ، ثُمَّ كَشَدِّ الرَّجُلِ، ثُمَّ كَمَشْيِهٖ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ۔

(۵۶۰۶) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: لوگ دوزخ پر سے گزریں گے پھر اپنے اعمال کے ساتھ اس سے نجات پائیں گے۔ ان میں سے افضل وہ ہوں گے جو بجلی کے چمکنے کی مانند گزریں گے پھر وہ جو ہوا کے جھونکے‘ آندھی کی طرح گزریں گے‘ پھر وہ جو تیز رفتار گھوڑے کی مانند گزریں گے‘ پھر وہ جو سواری پر سوار کی مانند گزریں گے‘ پھر وہ جو آدمی کے دوڑنے کی مانند گزریں گے‘ پھر وہ جو پیدل چلنے والوں کی طرح گزریں گے۔ (ترمذی و دارمی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

(۵۶۰۷) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، اَنَّ رَسُوْلَ

(۵۶۰۷) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

۵۶۰۵۔ جامع الترمذی کتاب صفة جهنم (۲۵۹۹) اس کی سند ضعیف ہے۔

۵۶۰۶۔ جامع الترمذی کتاب التفسیر (۳۱۵۹) سنن دارمی (۲/ ۳۲۹) اس کی سند صحیح ہے۔

۵۶۰۷۔ صحیح بخاری (۶۵۷۷)، صحیح مسلم (۲۲۹۹)

اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اَمَامَكُمْ حَوْضِيْ، مَابَيْنَ جَنْبَيْهِ كَمَا بَيْنَ جَرْبَاءَ وَاَذْرُحَ)). قَالَ بَعْضُ الرُّوَاةِ: هُمَا قَرْيَتَانِ بِالشَّامِ، بَيْنَهُمَا مَسِيْرَةُ ثَلَاثِ لَيَالٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ: ((فِيْهِ اَبَارِيْقُ كَنُجُوْمِ السَّمَاءِ، مَنْ وَرَدَهٗ فَشَرِبَ مِنْهُ لَمْ يَظْمَأْ بَعْدَهَا اَبَدًا)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

میرا حوض یقیناً تمہارے سامنے ہوگا' اس کے دونوں کناروں کا درمیانی فاصلہ ''جرباء'' اور ''اذرح'' کے درمیانی فاصلہ جتنا ہوگا۔ کسی راوی کا کہنا ہے کہ یہ دونوں مقامات ملک شام کی بستیاں ہیں اور ان کے درمیان تین دن کی مسافت ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اس میں آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر آب خورے ہوں گے جو شخص اس حوض کوثر پر آئے گا اور اس سے پیئے گا تو پھر وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: جرداء اور اذرحاء شام کے ملک میں دو گاؤں ہیں جن میں تین دن کی مسافت ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ میرا حوض ایک مہینے کی راہ ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ جتنا فاصلہ ایلہ اور ضحاء میں ہے۔ تیسری حدیث میں ہے جتنا فاصلہ مدینہ اور صنعاء میں ہے۔ چوتھی حدیث میں ہے کہ جتنا فاصلہ ایلہ اور عدن تک ہے۔ پانچویں حدیث میں ہے کہ جتنا فاصلہ ایلہ اور جحیفہ تک ہے۔ یہ سب آپ نے تقریباً لوگوں کو سمجھانے کے لئے فرمایا جو جو مقام وہ پہچانتے تھے وہ بیان فرمائے۔ ممکن ہے کسی روایت میں طول اور کسی میں عرض کا بیان ہو۔ قسطلانی نے کہا کہ یہ سب مقام قریب قریب ایک ہی فاصلہ رکھتے ہوں یعنی آدھے مہینے کی مسافت یا اس سے کچھ زائد (راز)

مختلف انبیاء کرام کا سفارش کرنے سے گریز

(٥٦٠٨) وَعَنْ حُذَيْفَةَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ، قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يَجْمَعُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى النَّاسَ فَيَقُوْمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى تَزْلَفَ لَهُمُ الْجَنَّةُ، فَيَأْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ: يَا اَبَانَا اِسْتَفْتِحْ لَنَا الْجَنَّةَ. فَيَقُوْلُ: وَهَلْ اَخْرَجَكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ اِلَّا خَطِيْئَةُ اَبِيْكُمْ؟ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ، اِذْهَبُوْا اِلَى ابْنِيْ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ اللّٰهِ)) قَالَ: ((فَيَقُوْلُ اِبْرَاهِيْمُ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ، اِنَّمَا كُنْتُ خَلِيْلًا مِنْ وَرَاءِ وَرَاءِ، اِعْمِدُوْا اِلٰى مُوْسَى الَّذِيْ كَلَّمَهُ اللّٰهُ تَكْلِيْمًا، فَيَأْتُوْنَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَيَقُوْلُ: لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ، اِذْهَبُوْا اِلٰى عِيْسٰى كَلِمَةِ اللّٰهِ وَرُوْحِهٖ، فَيَقُوْلُ عِيْسٰى: لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ، فَيَأْتُوْنَ مُحَمَّدًا ﷺ، فَيَقُوْمُ فَيُؤْذَنُ لَهٗ، وَتُرْسَلُ الْاَمَانَةُ وَالرَّحِمُ، فَيَقُوْمَانِ جَنْبَتَيِ الصِّرَاطِ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا، فَيَمُرُّ اَوَّلُكُمْ كَالْبَرْقِ)). قَالَ: قُلْتُ: بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ، اَيُّ شَيْءٍ كَمَرِّ الْبَرْقِ؟

(٥٦٠٨) حذیفہ اور ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ لوگوں کو جمع کریں گے' پس ایمان دار لوگ کھڑے ہوں گے' جنت کو ان کے قریب کر دیا جائے گا۔ پس وہ آدم علیہ السلام کے پاس آ کر کہیں گے: اے ہمارے باپ! ہمارے لیے جنت کا دروازہ کھلوا دیجیے آدم علیہ السلام کہیں گے: تمہیں جنت سے تمہارے باپ کی غلطی ہی نکلوایا تھا' میں اس شفاعت کا اہل نہیں ہوں۔ تم میرے بیٹے خلیل اللہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ابراہیم علیہ السلام کہیں گے: میں اس لائق نہیں ہوں میں تو آج سے پہلے خلیل تھا۔ تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ جن سے اللہ تعالیٰ بلا واسطہ ہم کلام ہوئے۔ چنانچہ وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔ وہ کہیں گے: میں اس بات کے لائق نہیں ہوں۔ تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جو اللہ تعالیٰ کا کلمہ اور روح اللہ ہیں۔ وہ کہیں گے: میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ چنانچہ لوگ محمد ﷺ کے پاس آئیں گے آپ (عرش کی جانب) کھڑے ہوں گے' پس آپ کو اجازت دی جائے گی۔ پھر امانت اور رشتہ داری کو لایا جائے گا وہ وہ دونوں پل صراط کی دونوں جانب دائیں اور بائیں کھڑی ہوں گی' پھر تم میں سے ایک طبقہ بجلی کی مانند گزر جائے گا۔ ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں! بجلی کی مانند گزرنے کی کیا صورت ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم

قَالَ: ((اَلَمْ تَرَوْا اِلَى الْبَرْقِ كَيْفَ يَمُرُّ وَيَرْجِعُ فِيْ طَرْفِ عَيْنٍ ثُمَّ كَمَرِّ الرِّيْحِ، ثُمَّ كَمَرِّ الطَّيْرِ، وَشَدِّ الرِّجَالِ، تَجْرِيْ بِهِمْ اَعْمَالُهُمْ، وَنَبِيُّكُمْ قَائِمٌ عَلَى الصِّرَاطِ يَقُوْلُ، يَا رَبِّ! سَلِّمْ سَلِّمْ. حَتّٰى تَعْجَزَ اَعْمَالُ الْعِبَادِ، حَتّٰى يَجِيْءَ الرَّجُلُ فَلَا يَسْتَطِيْعُ السَّيْرَ اِلَّا زَحْفًا))۔ وَقَالَ وَفِيْ حَافَتَيِ الصِّرَاطِ كَلَالِيْبُ مُعَلَّقَةٌ مَّأْمُوْرَةٌ، تَأْخُذُ مَنْ اُمِرَتْ بِهٖ، فَمَخْدُوْشٌ نَاجٍ، وَمُكَرْدَسٌ فِي النَّارِ))۔ وَالَّذِيْ نَفْسُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ بِيَدِهٖ اِنَّ قَعْرَ جَهَنَّمَ لَسَبْعِيْنَ خَرِيْفًا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

دیکھتے نہیں ہو کہ آسمانی بجلی کس قدر تیزی کے ساتھ گزر جاتی ہے اور پلک جھپکتے ہی واپس چلی جاتی ہے‘ پھر کچھ لوگ پرندوں کی طرح اور کچھ آدمیوں کے دوڑنے کی طرح گزریں گے۔ ان کے اعمال ان کو چلائیں گے اور تمہارے نبی اکرم ﷺ پل صراط پر کھڑے ہوئے یہ کہہ رہے ہوں گے: اے رب! سلامتی عطا کر‘ سلامتی عطا فرما۔ حتیٰ کہ لوگوں کے اعمال انہیں چلانے سے عاجز آ ئیں گے۔ آخر ایک شخص آئے گا‘ وہ پل صراط پر اپنے کولہوں کے بل سرکتا ہوا گزرے گا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: پل صراط کے دونوں کناروں پر آنکڑے یا کنڈیاں لٹک رہی ہوں گی۔ جنہیں حکم دیا گیا ہو گا کہ وہ ان لوگوں کو کھینچ لیں جو قابل گرفت قرار پا چکے ہیں۔ پس کچھ لوگ زخمی ہو کر نجات پا جائیں گے اور کچھ لوگ دوزخ میں گر جائیں گے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جان ہے! بلاشبہ جہنم کی گہرائی ستر برس کی مسافت کے برابر ہے۔ (مسلم)

(٥٦٠٩) وَعَنْ حُذَيْفَةَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہما، قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يَجْمَعُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى النَّاسَ فَيَقُوْمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى تُزْلَفَ لَهُمُ الْجَنَّةُ، فَيَأْتُوْنَ آدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ: ((يَا اَبَانَا اِسْتَفْتِحْ لَنَا الْجَنَّةَ۔ فَيَقُوْلُ: وَهَلْ اَخْرَجَكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ اِلَّا خَطِيْئَةُ اَبِيْكُمْ؟ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ، اِذْهَبُوْا اِلَى ابْنِيْ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ اللّٰهِ)) قَالَ: ((فَيَقُوْلُ اِبْرَاهِيْمُ: لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ، اِنَّمَا كُنْتُ خَلِيْلًا مِنْ وَّرَاءٍ وَرَاءٍ، اِعْمِدُوْا اِلَى مُوْسٰى الَّذِيْ كَلَّمَهُ اللّٰهُ تَكْلِيْمًا، فَيَأْتُوْنَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَيَقُوْلُ: لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ، اِذْهَبُوْا اِلَى عِيْسٰى كَلِمَةِ اللّٰهِ وَرُوْحِهٖ، فَيَقُوْلُ عِيْسٰى: لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ، فَيَأْتُوْنَ مُحَمَّدًا ﷺ، فَيَقُوْمُ فَيُؤْذَنُ لَهٗ، وَتُرْسَلُ الْاَمَانَةُ وَالرَّحِمُ، فَيَقُوْمَانِ جَنْبَتَيِ الصِّرَاطِ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا، فَيَمُرُّ اَوَّلُكُمْ كَالْبَرْقِ))۔ قَالَ:

(٥٦٠٩) حذیفہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ لوگوں کو جمع کریں گے‘ پس ایمان دار لوگ کھڑے ہوں گے‘ جنت کو ان کے قریب کر دیا جائے گا۔ پس وہ آدم علیہ السلام کے پاس آ کر کہیں گے: اے ہمارے باپ! ہمارے لیے جنت کا دروازہ کھلا دیجیے۔ آدم علیہ السلام کہیں گے: تمہیں جنت سے تمہارے باپ کی غلطی ہی نکلوایا تھا‘ میں اس شفاعت کا اہل نہیں ہوں۔ تم میرے بیٹے خلیل اللہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ابراہیم علیہ السلام کہیں گے: میں اس لائق نہیں ہوں میں تو آج سے پہلے خلیل تھا۔ تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ جن سے اللہ تعالیٰ بلاواسطہ ہم کلام ہوئے۔ چنانچہ وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔ وہ کہیں گے: میں اس بات کے لائق نہیں ہوں۔ تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جو اللہ تعالیٰ کا کلمہ اور روح اللہ ہیں۔ وہ کہیں گے: میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ چنانچہ لوگ محمد ﷺ کے پاس آئیں گے آپ (عرش کی جانب) کھڑے ہوں گے‘ پس آپ کو اجازت دی جائے گی۔ پھر امانت اور رشتہ داری کو لایا جائے گا وہ وہ دونوں پل صراط کی دونوں جانب دائیں اور بائیں کھڑی ہوں گی‘ پھر تم میں سے ایک طبقہ بجلی کی مانند گزر جائے گا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں! بجلی کی مانند گزرنے کی کیا صورت

٥٦٠٨، ٥٦٠٩۔ صحیح مسلم (١٩٥)

قُلْتُ: بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّی، اَیُّ شَیْءٍ كَمَرِّ الْبَرْقِ؟ قَالَ: ((اَلَمْ تَرَوْا اِلَى الْبَرْقِ كَيْفَ يَمُرُّ وَيَرْجِعُ فِيْ طَرْفِ عَيْنٍ ثُمَّ كَمَرِّ الرِّيحِ، ثُمَّ كَمَرِّ الطَّيْرِ، وَشَدِّ الرِّجَالِ، تَجْرِيْ بِهِمْ اَعْمَالُهُمْ، وَنَبِيُّكُمْ قَائِمٌ عَلَى الصِّرَاطِ يَقُوْلُ، يَا رَبِّ! سَلِّمْ سَلِّمْ. حَتّٰى تَعْجَزَ اَعْمَالُ الْعِبَادِ، حَتّٰى يَجِيْءَ الرَّجُلُ فَلَا يَسْتَطِيْعُ السَّيْرَ اِلَّا زَحْفًا)). وَقَالَ وَفِيْ حَافَتَيِ الصِّرَاطِ كَلَالِيْبُ مُعَلَّقَةٌ مَّأْمُوْرَةٌ، تَأْخُذُ مَنْ اُمِرَتْ بِهٖ، فَمَخْدُوْشٌ نَاجٍ، وَمُكَرْدَسٌ فِي النَّارِ)). وَالَّذِيْ نَفْسُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ بِيَدِهٖ اِنَّ قَعْرَ جَهَنَّمَ لَسَبْعِيْنَ خَرِيْفًا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ آسمانی بجلی کس قدر تیزی کے ساتھ گزر جاتی ہے اور پلک جھپکتے ہی واپس چلی جاتی ہے، پھر کچھ لوگ پرندوں کی طرح اور کچھ آدمیوں کے دوڑنے کی طرح گزریں گے۔ ان کے اعمال ان کو چلائیں گے اور تمہارے نبی اکرم ﷺ پل صراط پر کھڑے ہوئے یہ کہے جا رہے ہوں گے: اے رب! سلامتی عطا کر، سلامتی عطا فرما۔ حتیٰ کہ لوگوں کے اعمال انہیں چلانے سے عاجز آ ئیں گے۔ آخر ایک شخص آئے گا، وہ پل صراط پر اپنے کولہوں کے بل سرکتا ہوا گزرے گا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: پل صراط کے دونوں کناروں پر آنکڑے یا کنڈیاں لٹک رہی ہوں گی۔ جنہیں حکم دیا گیا ہوگا کہ وہ ان لوگوں کو کھینچ لیں جو قابل گرفت قرار پا چکے ہیں۔ پس کچھ لوگ زخمی ہو کر نجات پا جائیں گے اور کچھ لوگ دوزخ میں گر جائیں گے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جان ہے بلاشبہ جہنم کی گہرائی ستر برس کی مسافت کے برابر ہے۔ (مسلم)

(٥٦١٠) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ قَوْمٌ بِالشَّفَاعَةِ، كَاَنَّهُمُ الثَّعَارِيْرُ)). قُلْنَا: مَا الثَّعَارِيْرُ؟ قَالَ: ((اِنَّهُ الضَّغَابِيْسُ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(٥٦١٠) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دوزخ سے کچھ لوگ شفاعت کے ساتھ نکالے جائیں گے گویا کہ وہ "ثعاریر" ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! "ثعاریر" سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: گویا کہ وہ ککڑے یا کڑیاں ہیں۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: بعض نے کہا کہ ثعاریر ایک ایک قسم کی دوسری ترکاری ہے جو سفید ہوتی ہے۔ مطلب یہ کہ یہ لوگ پہلے دوزخ میں جل جائیں گے اور جل کر کوئلہ کی طرح کالے پڑ جائیں گے۔ پھر جب شفاعت کے سبب دوزخ سے نکالیں جائیں گے اور ماء الحیات میں نہلائے جائیں گے تو ثعاریر کی طرح سفید ہو جائیں گے۔ اس حدیث سے ان لوگوں کا رد ہوا جو کہتے ہیں کہ مومن دوزخ میں نہیں ڈالے جائیں گے۔ اس سے ان لوگوں کا بھی رد ہوا جو کہتے ہیں کہ شفاعت سے کوئی فائدہ نہ ہوگا، جیسے معتزلہ اور خوارج کا قول ہے۔ بیہقی نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے نکالا انہوں نے خطبہ سنایا، فرمایا اس امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو رجم کا انکار کریں گے، دجال کا انکار کریں گے، قبر کے عذاب کا انکار کریں گے اور شفاعت کا انکار کریں گے دوسری حدیث میں نبی ﷺ نے فرمایا میری شفاعت ان لوگوں کے واسطے ہوگی جو میری امت میں کبیرہ گناہوں میں مبتلا ہوں گے۔ اللھم ارزقنا شفاعة محمد واله واصحابه اجمعين برحمتك يا ارحم الراحمين امين۔ (راز)

(٥٦١١) وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَشْفَعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَةٌ: الْاَنْبِيَاءُ، ثُمَّ الْعُلَمَاءُ، ثُمَّ الشُّهَدَاءُ)). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ.

(٥٦١١) عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: پہلے انبیاء، پھر علماء، پھر شہداء۔ (ابن ماجہ)

٥٦١٠۔ صحيح بخاری (٦٥٥٨)، صحيح مسلم (١٩١)

٥٦١١۔ سنن ابن ماجه (٤٣١٣) یہ حدیث موضوع ہے۔

بَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ وَأَهْلِهَا
جنت اور اہل جنت کی صفات کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

جنت کی نعمتیں

(٥٦١٢) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((قَالَ اللّٰه تَعَالٰی: اَعْدَدْتُ لِعِبَادِیْ الصَّالِحِیْنَ مَالَا عَیْنٌ رَأَتْ، وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ۔ وَاقْرَأُوْا اِنْ شِئْتُمْ: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ﴾))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

(۵۶۱۲) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے ایسی نعمتیں تیار کی ہیں، جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ ہی اس کے متعلق کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال آیا۔ اگر تمہیں پسند ہو تو اس آیت کی تلاوت کرو۔ ''کوئی نہیں جانتا کہ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے کیا چیز چھپا کے رکھی گئی ہے۔'' (بخاری و مسلم)

(٥٦١٣) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَوْضِعُ سَوْطٍ فِی الْجَنَّةِ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا)) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

(۵۶۱۳) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ایک کوڑے (چابک) کے برابر جگہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، سب سے بہتر ہے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: بعض ملحدین بے دین حوروں کے نور اور خوشبو پر استبعاد پیش کرتے ہیں، ان کا جواب یہ ہے کہ بہشت کا قیاس دنیا پر نہیں ہو سکتا نہ بہشت کی زندگی دنیا کی زندگی کی طرح ہے۔ بہت سی چیزیں ہم دنیا میں دیکھ نہیں سکتے مگر آخرت میں ان کی طرح ہے۔ بہت سی چیزیں ہم دنیا میں دیکھ نہیں سکتے مگر آخرت میں ان کو دیکھیں گے، دوزخ کا ہلکے سے ہلکا عذاب آدمی کبھی نہیں اٹھا سکتا پر آخرت میں آدمی کو ایسی طاقت دی جائے گی کہ وہ دوزخ کے عذابوں کا تحمل کرنے اور پھر زندہ رہے۔ الغرض اخروی زندگی کو دنیاوی لحاظ پر قیاس کرنے والے خود فہم و فراست سے محروم ہیں۔ (راز)

جنتی عورتوں کے بعض اوصاف

(٥٦١٤) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((غَدْوَةٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَوْ رَوْحَةٌ۔ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا، وَلَوْ اَنَّ امْرَاَةً مِّنْ

(۵۶۱۴) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی راہ میں صبح یا شام کے وقت ایک بار نکلنا دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہے۔ اگر اہل جنت کی عورتوں میں سے کوئی عورت زمین کی جانب جھانک لے تو

٥٦١٢۔ صحیح بخاری کتاب التفسیر (٤٤٢٣) صحیح مسلم کتاب صفة الجنة (٢/ ٢٨٢٤)
٥٦١٣۔ صحیح بخاری کتاب الرقائق (٦٥٦٨)
٥٦١٤۔ صحیح بخاری کتاب الجهاد (٢٧٩٦)

نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَطَّلَعَتْ اِلَى الْاَرْضِ لَاَضَاءَ تْ مَا بَيْنَهُمَا، وَلَمَلَاَتْ مَا بَيْنَهُمَا رِيْحًا، وَلَنَصِيْفُهَا۔ عَلٰى رَأْسِهَا خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

مشرق ومغرب کے درمیان روشنی ہو جائے اور ان کے درمیان تمام فضا خوشبو سے معطر ہو کر بھر جائے، نیز اس کے سر کی اوڑھنی اس دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ بہتر ہے۔(بخاری)

توضیح: دوسری روایت میں ہے کہ سورج اور چاند کی روشنی ماند پڑ جائے گی۔ایک روایت میں ہے کہ اسکی اوڑھنی کے سامنے سورج کی روشنی ایسے ماند پڑ جائے گی جیسے موم بتی کی روشنی سورج کے سامنے ماند پڑ جاتی ہے۔اگر اپنی ہتھیلی دکھائے تو ساری خلقت اس کے حسن کی شیدا ہو جائے۔بعض ملحدوں نے اس قسم کی احادیث پر یہ شبہ کیا ہے کہ جب حور کی روشنی سورج سے بھی زیادہ ہے یا وہ اتنی معطر ہے کہ زمین سے لے کر آسمان تک اسکی خوشبو پہنچتی ہے تو بہشتی لوگ اس کے پاس کیونکر جاسکیں گے اور اتنی خوشبو اور روشنی کی تاب کیوں کر لاسکیں گے۔ان کا جواب یہ ہے کہ بہشت میں ہم لوگوں کی طاقت اور قسم کی ہوگی جو ان سب باتوں کا تحمل کر سکیں گے۔جیسے دوسری آیتوں اور احادیث میں دوزخیوں کے ایسے ایسے عذاب بیان ہوتے ہیں کہ اگر دنیا میں اس کا دسواں حصہ بھی عذاب دیا جائے تو فوراً مر جائے لیکن دوزخی ان عذابوں کا تحمل کر سکیں گے اور زندہ رہیں گے۔بہرحال آخرت کے حالات کو دنیا کے حالات پر قیاس کرنا اور ہر ایک بات میں استبعاد کرنا صریح نادانی ہے۔(راز)

جنت انسانی عقل سے ماوراء ہے

(٥٦١٥) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِيْ ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا، وَلَقَابُ قَوْسِ۔ اَحَدِكُمْ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ اَوْتَغْرُبُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(٥٦١٥) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ جنت میں ایک ایسا درخت ہے کہ اگر کوئی سوار اس کے سائے میں سو سال تک چلتا رہے تب بھی اس کو عبور نہ کر سکے گا۔اور یقیناً جنت میں تم میں سے کسی ایک شخص کی کمان کے برابر جگہ ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جن پر طلوع اور غروب ہوتا ہے۔(بخاری ومسلم)

(٥٦١٦) وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِنَّ لِلْمُؤْمِنِ فِي الْجَنَّةِ لَخَيْمَةً مِنْ لُؤْلُؤَةٍ وَاحِدَةٍ مُجَوَّفَةٍ، عَرْضُهَا وَفِيْ رِوَايَةٍ: طُوْلُهَا سِتُّوْنَ مِيْلًا، فِيْ كُلِّ زَاوِيَةٍ مِنْهَا اَهْلٌ، مَا يَرَوْنَ الْاٰخِرِيْنَ، يَطُوْفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُ وَجَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ، آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا؛ وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ، آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا؟ وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ اَنْ يَّنْظُرُوْا اِلٰى رَبِّهِمْ اِلَّا رِدَاءُ الْكِبْرِيَاءِ عَلٰى وَجْهِهٖ فِيْ جَنَّةِ عَدْنٍ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(٥٦١٦) ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً ایمان دار شخص کے لیے جنت میں ایک خیمہ ہوگا جو ایک مکمل کھوکھلا موتی ہوگا' جس کی چوڑائی' اور ایک روایت میں ہے کہ اس کی لمبائی' ساٹھ میل ہوگی۔اس کے ہر کنارے میں اس کے اہل خانہ ہوں گے جو دوسرے کنارے والوں کو نہیں دیکھ سکیں گے مومن ان کے پاس چکر لگاتا رہے گا۔دو جنتیں ہوں گی جس کے برتن اور جو کچھ اس میں ہوگا چاندی کا ہوگا۔اور دو جنتیں ہوں گی جن میں برتنوں سمیت ہر چیز سونے کی ہوگی ''جنت عدن'' میں جنتی اپنے پروردگار! کا دیدار کریں گے تو اس وقت اہل جنت اور ان کے رب کے درمیان کبریائی کی چادر کے سوا' وہ جو اس کے چہرہ اقدس پر ہوگی'

٥٦١٥۔ صحیح بخاری (٣٢٥٢، ٣٢٥٣، ٦٥٥٧)

٥٦١٦۔ صحیح بخاری (٤٨٧٨، ٤٨٧٩، ٤٨٨٠)، صحیح مسلم (٢٣/ ٢٨٣٨)

کوئی چیز مائل نہ ہوگی۔ (بخاری و مسلم)

جنت کے احوال

(٥٦١٧) وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فِي الْجَنَّةِ مِائَةُ دَرَجَةٍ، مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ، وَالْفِرْدَوْسُ اَعْلَاهَا دَرَجَةً، مِنْهَا تَفَجَّرُ اَنْهَارُ الْجَنَّةِ الْاَرْبَعَةُ، وَمِنْ فَوْقِهَا يَكُوْنُ الْعَرْشُ، فَاِذَا سَاَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْاَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَلَمْ اَجِدْهُ فِي ((الصَّحِيْحَيْنِ)) وَلَا فِي كِتَابِ الْحُمَيْدِيِّ۔

(۵۶۱۷) عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں سو درجات ہیں ہر دو درجات کا درمیانی فاصلہ آسمان اور زمین کے درمیان فاصلے کے برابر ہے اور جنت الفردوس تمام جنتوں میں سے اونچے درجے والی ہے اس سے جنت کی چار نہریں نکلتی ہیں اور اس کے اوپر عرش الٰہی ہے، پس جب تم اللہ سے سوال کرو تو اس سے جنت الفردوس کا سوال کرو۔ (ترمذی) مجھے یہ حدیث صحیحین اور حمیدی کی کتاب میں نہیں ملی۔

توضیح: مطلب یہ کہ اگر کسی کو جہاد نصیب نہ ہو لیکن دوسرے فرائض ادا کرتا ہے اور اسی حال میں مر جائے تو آخرت میں اس کو بہشت ملے گی گو کہ اس کا درجہ مجاہدین کم ہوگا۔ اور بہشت کی نہروں سے وہ چار نہریں پانی اور دودھ شہد اور شراب کی مراد ہیں (راز)

(٥٦١٨) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَسُوْقًا يَأْتُوْنَهَا كُلَّ جُمْعَةٍ، فَتَهُبُّ رِيْحُ الشِّمَالِ، فَتَحْثُوْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ وَثِيَابِهِمْ، فَيَزْدَادُوْنَ حُسْنًا وَّجَمَالًا، فَيَرْجِعُوْنَ اِلٰى اَهْلِيْهِمْ وَقَدِ ازْدَادُوْا حُسْنًا وَّجَمَالًا، فَيَقُوْلُ لَهُمْ اَهْلُوْهُمْ: وَاللّٰهِ لَقَدْ ازْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَّجَمَالًا، فَيَقُوْلُوْنَ: وَاَنْتُمْ وَاللّٰهِ لَقَدِ ازْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَّجَمَالًا)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۵۶۱۸) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ جنت میں ایک بازار ہے جنتی لوگ ہر جمعہ کے روز اس بازار میں آیا کریں گے۔ تو شمال کی جانب سے ایک ہوا چلے گی وہ ان کے چہروں اور کپڑوں پر خوشبو بکھیر دے گی ان کے حسن و جمال میں اضافہ ہو جائے گا وہ اپنے گھروں کی جانب لوٹیں گے تو ان کے حسن و جمال میں اضافہ ہو چکا ہوگا۔ چنانچہ ان کے گھر والے ان سے کہیں گے: اللہ کی قسم! ہمارے بعد تمہارے حسن و جمال میں اضافہ ہو گیا ہے وہ جواب میں کہیں گے: اللہ کی قسم! ہمارے بعد تمہارے حسن و جمال میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ (مسلم)

جنتیوں کی کیفیات

(٥٦١٩) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اَوَّلَ زُمْرَةٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، ثُمَّ الَّذِيْ يَلُوْنَهُمْ كَاَشَدِّ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ اِضَاءَةً،

(۵۶۱۹) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والی جماعت کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوں گے، پھر جو ان کے بعد داخل ہوں گے یہ آسمان پر بہت تیز چمکنے والے ستارے کی طرح ہوں گے۔ تمام جنتیوں کے دل

٥٦١٧۔ جامع الترمذی کتاب صفة الجنة (٣٥٣١) اس کی سند صحیح ہے۔

٥٦١٨۔ صحیح مسلم کتاب صفة الجنة (١٣/ ٢٨٣٣)

٥٦١٩۔ صحیح بخاری کتاب صفة الجنة (٣٢٤٥، ٣٢٤٦، ٣٣٢٧)، صحیح مسلم کتاب صفة الجنة (١٥/ ٢٨٣٤) (١٦/ ٢٨٣٤)

قُلُوْبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ، لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَبَاغُضَ، لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ زَوْجَتَانِ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ، يُرٰى مُخُّ سُوْقِهِنَّ مِنْ وَّرَاءِ الْعَظْمِ وَاللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ، يُسَبِّحُوْنَ اللّٰهَ بُكْرَةً وَّعَشِيًّا لَا يَسْقُمُوْنَ، وَلَا يَبُوْلُوْنَ، وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ وَلَا يَتْفُلُوْنَ، وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ، آنِيَتُهُمُ الذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ، وَاَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ، وَوَقُوْدُ مَجَامِرِهِمُ الْاَلُوَّةُ، وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ، عَلٰى خَلْقِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ، عَلٰى صُوْرَةِ اَبِيْهِمْ آدَمَ، سِتُّوْنَ ذِرَاعًا فِي السَّمَاءِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

ایک جیسے ہوں گے ان میں باہمی اختلاف اور حسد و بغض نہیں ہوگا۔ ان میں سے ہر شخص کے لیے "حورعین" میں سے دو بیویاں ہوں گی۔ حسن کی وجہ سے ان کی پنڈلیوں کا گودا ہڈی اور گوشت کے پیچھے سے دکھائی دے گا۔ اہل جنت میں صبح و شام اللہ کی تسبیح بیان کریں گے نہ وہ بیمار ہوں گے نہ ہی پیشاب کریں گے اور نہ رفع حاجت کریں گے، نہ ہی تھکیں گے اور نہ ہی ناک سے رطوبت بہائیں گے۔ ان کے برتن سونے اور چاندی کے ہوں گے ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی اور ان کی انگیٹھیوں کا ایندھن عود ہندی ہوگا۔ اور ان کا پسینہ کستوری کی طرح ہوگا۔ سب کا اخلاق ایک جیسا ہوگا۔ نیز وہ سب شکل و صورت میں اپنے باپ آدم علیہ السلام کی طرح ہوں گے۔ آدم کا قد ساٹھ ہاتھ اونچا ہوگا۔ (بخاری)

توضیح: قاضی عیاض نے کہا ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جنت میں عورتیں زیادہ ہوں گی اور دوسری حدیث میں بھی ہے کہ جہنم میں بھی عورتیں زیادہ ہوں گی۔ پس دونوں حدیثوں سے یہ بات نکلی کہ عورتیں بہ نسبت مردوں کے خلقت میں زائد ہیں۔ اور یہ حدیث آدمی اور عورتوں کے متعلق ہے اور جنت کی حوریں ان کے علاوہ ہوں گی۔ (نووی)

(۵۶۲۰) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ يَأْكُلُوْنَ فِيْهَا وَيَشْرَبُوْنَ، وَلَا يَتْفُلُوْنَ وَلَا يَبُوْلُوْنَ، وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ، وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ))۔ قَالُوْا: فَمَا بَالُ الطَّعَامِ؟ قَالَ: ((جُشَاءٌ وَّرَشْحٌ كَرَشْحِ الْمِسْكِ، يُلْهَمُوْنَ التَّسْبِيْحَ وَالتَّحْمِيْدَ كَمَا تُلْهَمُوْنَ النَّفَسَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۵۶۲۰) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک جنتی لوگ جنت میں کھائیں پئیں گے لیکن نہ تھوکیں گے، نہ پیشاب کریں گے، نہ رفع حاجت کریں گے ور نہ ہی ناک کا فضلہ بہائیں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: پھر کھانے کے فضلہ کا کیا ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھانے کا فضلہ ڈکار سے نکل جائے گا اور پسینہ کستوری کی طرح ہوگا۔ اہل جنت کے دل میں "سبحان اللہ" "اور الحمد اللہ کا الہام کیا جائے گا جیسے تمہاری سانس جاری رہتی ہے۔ (مسلم)

توضیح: یعنی جنت پاک ہے وہاں کے کھانے کا قصہ اس دنیا کی طرح نہیں بلکہ ڈکار اور خوشبودار پسینہ ہو کر نکل جایا کرے گا اور جیسے اس عالم کی زندگی ہوا کھینچے اور سانس لینے پر موقوف ہے اس طرح جنت میں سبحان اللہ اور الحمد للہ کہنا دم لینے کے قائم مقام ہو کر روح کا راحت افزا ہوگا۔

اہل سنت اور اکثر مسلمانوں کا مذہب یہ ہے کہ جنت کے لوگ کھائیں پئیں گے اور تمام مزے اٹھائیں گے۔ یہ تمام نعمتیں ہمیشہ رہیں گی کبھی ختم نہ ہوں گی اور جنت کی نعمتیں صورت اور نام میں دنیا کی نعمتوں کے ساتھ مشابہ ہیں اور حقیقت ان کی اور ہے۔ (نووی)

جنت والوں کے مزے

(۵۶۲۱) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ

(۵۶۲۱) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر

۵۶۲۰۔ صحيح مسلم كتاب صفة الجنة (۱۸/ ۲۸۳۵)

۵۶۲۱۔ صحيح مسلم كتاب صفة الجنة (۲۱/ ۲۸۳۶)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ يَنْعَمُ وَلَا يَبْأَسُ، وَلَا تَبْلَى ثِيَابُهُ، وَلَا يَفْنَى شَبَابُهُ))

جنت میں جانے والا نازونعمت میں رہے گا۔ نہ وہ غمگین ہوگا اور نہ ہی اس کے کپڑے بوسیدہ ہوں گے اور نہ ہی اس کی جوانی ختم ہوگی۔ (مسلم)

(٥٦٢٢) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ، وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہما، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((یُنَادِیْ مُنَادٍ: اِنَّ لَکُمْ اَنْ تَصِحُّوْا فَلَا تَسْقَمُوْا اَبَدًا، وَاِنَّ لَکُمْ اَنْ تَحْیَوْا فَلَا تَمُوْتُوْا اَبَدًا، وَاِنَّ لَکُمْ اَنْ تَشِبُّوْا فَلَا تَهْرَمُوْا اَبَدًا، وَاِنَّ لَکُمْ اَنْ تَنْعَمُوْا فَلَا تَبْأَسُوْا اَبَدًا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۵۶۲۲) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں منادی کرنے والا پکارے گا کہ تم ہمیشہ صحت مند ہو گے، کبھی بیمار نہ ہوں گے اور یقیناً تم زندہ ہو گے کبھی تم پر موت واقع نہ ہوگی۔ تم ہمیشہ جوان رہو گے اور کبھی بوڑھے نہ ہو گے اور بلاشبہ تم نازونعمت میں رہو گے کبھی رنجیدہ نہ ہوں گے۔ (مسلم)

توضیح: یہ فرشتہ جنتیوں میں منادی کردے گا تا کہ ان کو کوئی ڈر نہ رہے۔ (نووی)

(٥٦٢٣) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ، وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہما، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((یُنَادِیْ مُنَادٍ: اِنَّ لَکُمْ اَنْ تَصِحُّوْا فَلَا تَسْقَمُوْا اَبَدًا، وَاِنَّ لَکُمْ اَنْ تَحْیَوْا فَلَا تَمُوْتُوْا اَبَدًا، وَاِنَّ لَکُمْ اَنْ تَشِبُّوْا فَلَا تَهْرَمُوْا اَبَدًا، وَاِنَّ لَکُمْ اَنْ تَنْعَمُوْا فَلَا تَبْأَسُوْا اَبَدًا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۵۶۲۳) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں منادی کرنے والا پکارے گا کہ تم ہمیشہ صحت مند ہو گے، کبھی بیمار نہ ہوں گے اور یقیناً تم زندہ ہو گے کبھی تم پر موت واقع نہ ہوگی۔ تم ہمیشہ جوان رہو گے اور کبھی بوڑھے نہ ہو گے اور بلاشبہ تم نازونعمت میں رہو گے کبھی رنجیدہ نہ ہوں گے۔ (مسلم)

توضیح: یہ فرشتہ جنتیوں میں منادی کردے گا تا کہ ان کو کوئی ڈر نہ رہے۔ (نووی)

(٥٦٢٤) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ یَتَرَائَوْنَ اَهْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ کَمَا تَتَرَائَوْنَ الْکَوَاکَبَ الدُّرِّیَّ الْغَابِرَ فِی الْاُفُقِ، مِنَ الْمَشْرِقِ اَوِالْمَغْرِبِ، لِتَفَاضُلِ مَا بَیْنَهُمْ)) قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! تِلْكَ مَنَازِلَ الْاَنْبِیَاءِ لَا یَبْلُغُهَا غَیْرُهُمْ۔ قَالَ: ((بَلٰی وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ، رِجَالٌ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَصَدَّقُوْا الْمُرْسَلِیْنَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

(۵۶۲۴) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ جنتی لوگ اپنے اوپر بالا خانوں میں رہنے والوں کو اس طرح (بلند) دیکھیں گے جیسا کہ تم اس روشن ستارے کو دیکھتے ہو جو مشرقی یا مغربی افق میں ڈوب رہا ہوتا ہے۔ اس لئے کہ جنتیوں کے درمیان مراتب کا فرق ہوگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ منزلیں انبیاء کی ہوں گی کہ دوسرے لوگ ان بلا خانوں تک رسائی نہیں حاصل کرسکیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ان لوگوں کی ان تک رسائی ہوگی جو اللہ پر پختہ ایمان لائے اور انہوں نے پیغمبروں کی تصدیق کی۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: جو لوگ دنیا میں نبوی طریقہ کار پر پابندر ہے اور اسلام قبول کر کے اعمال صالحہ میں زندگی گزار دی یہ محل ان ہی کے ہوں گے اللھم اجعلنا منھم (آمین) (راز)

٥٦٢٢، ٥٦٢٣۔ صحیح مسلم کتاب صفة الجنة (٢٢/ ٢٨٣٧)

٥٦٢٤۔ صحیح بخاری کتاب صفة الجنة (٣٢٥٦) صحیح مسلم کتاب صفة الجنة (١١/ ٢٨٣١)

(٥٦٢٥) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اَقْوَامٌ اَفْئِدَتُهُمْ مِثْلُ اَفْئِدَةِ الطَّيْرِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۵۶۲۵) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کہتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: جنت میں لوگوں کی کئی ایسی جماعتیں داخل ہوں گی جن کے دل پرندوں کے دلوں کی مانند ہوں گے۔(مسلم)

توضیح: یعنی اللہ تعالیٰ کے خوف سے نرم اور ضعیف ہوں گے یا متوکل چڑیوں کی طرح ہوں گے۔(نووی)

(٥٦٢٦) وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ لِاَهْلِ الْجَنَّةِ: يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ! فَيَقُوْلُوْنَ: لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ، وَالْخَيْرُ كُلُّهٗ فِیْ يَدَيْكَ۔ فَيَقُوْلُ: هَلْ رَضِيْتُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: وَمَا لَنَا لَا نَرْضٰى يَا رَبِّ وَقَدْ اَعْطَيْتَنَا مَالَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ؟ فَيَقُوْلُ: اَلَا اُعْطِيْكُمْ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: يَا رَبِّ وَاَیُّ شَیْءٍ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ؟ فَيَقُوْلُ: اُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِیْ فَلَا اَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهٗ اَبَدًا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۵۶۲۶) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اہل جنت کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھیں گے: اے جنت میں رہنے والو! تمام جنتی جواب دیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہم حاضر ہیں، ہم تیری خدمت میں موجود ہیں' ہر قسم کی بھلائی تیرے ہی ہاتھوں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ پوچھیں گے: کیا تم خوش ہو؟ وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! بھلا ہم آپ سے خوش کیوں نہ ہوں گے آپ نے تو ہمیں ایسی نعمتیں عطا کی ہمیں جو آپ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو عطا نہیں کیں۔ اللہ فرمائے گا: کیا میں تمہیں اس سے بہتر نعمت عطا نہ کروں؟ وہ کہیں گے: اے ہمارے پروردگار! اس سے بڑھ کر کیا ہوسکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں تمہیں اپنی خوشنودی عنایت کرتا ہوں اس کے بعد میں تم پر کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔(بخاری ومسلم)

توضیح: سبحان اللہ مالک کی رضامندی غلام کے لیے ایسی نعمت ہے کہ اس پر جنت کی تمام نعمتیں قربان ہیں۔(نووی)
اللہ تعالیٰ اپنے رحم وکرم، لطف عنایت سے یہ شرف وفضیلت ہم کو عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

(٥٦٢٧) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اَدْنٰى مَقْعَدِ اَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ اَنْ يَقُوْلَ لَهٗ: تَمَنَّ؛ فَيَتَمَنّٰى، وَيَتَمَنّٰى۔ فَيَقُوْلُ لَهٗ: هَلْ تَمَنَّيْتَ؟ فَيَقُوْلُ: نَعَمْ۔ فَيَقُوْلُ لَهٗ: فَاِنَّ لَكَ مَا تَمَنَّيْتَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۵۶۲۷) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو شخص جنت میں ادنیٰ درجے کا ہوگا' اس کا مقام یہ ہوگا کہ اسے اللہ فرمائیں گے: تو آرزو کر! وہ آرزو کرے گا اور بار بار آرزوئیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے: کیا تو نے اپنی تمام آرزوئیں بیان کر دی ہیں؟ وہ عرض کرے گا: جی ہاں! تب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تجھے تیری آرزوؤں کے مطابق بلکہ مزید اتنا عطا کیا جاتا ہے۔(مسلم)

(٥٦٢٨) وَعَنْهُ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سِيْحَانُ وَجِيْحَانُ وَالْفُرَاتُ وَالنِّيْلُ، كُلٌّ مِنْ

(۵۶۲۸) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سیحان' جیحان، فرات اور نیل سب جنت کی نہروں میں سے ہیں۔(مسلم)

٥٦٢٥۔ صحیح مسسلم كتاب صفة الجنة (٢٧/ ٢٨٤٠)
٥٦٢٦۔ صحیح بخاری كتاب ابواب الجنة (٦٥٤٩) (٧٥١٨)، صحیح مسلم كتاب ابواب الجنة (٩/ ٢٨٢٩)
٥٦٢٧۔ صحیح مسلم كتاب الايمان (٣٠١/ ١٨٢)
٥٦٢٨۔ صحیح مسلم كتاب صفة الجنة (٢٦/ ٢٨٣٩)

اَنْهَارِ الْجَنَّةِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

توضیح: سیحان اور جیحان جیحون کے سوا ہیں۔ یہ سیحان اور جیحان جو حدیث میں مذکور ہیں وہ ارمن کے بلاد میں ہیں تو جیحان مصیصہ کی نہر ہے اور سیحان اذنہ کی اور یہ دونوں بہت بڑی نہریں ہیں۔ ان دونوں میں جیحان بڑی ہے اور جوہری نے جو صحاح میں کہا کہ جیحان شام میں ایک نہر ہے غلط ہے یا شام سے مراد ارمن کے بلاد ہیں مجاز ابوجہ قرب کے حازمی نے کہا: سیحان ایک نہر ہے ھیصہ کے پاس اور وہ سیحون کے سوا ہے، مہاحب نہایہ نے کہا: سیحان اور جیحان دونوں نہریں عواصم میں مصیصہ کے پاس ہیں اور طرطوس کے اور جیحون وہ ایک نہر ہے خراسان کے پرلے بلخ کے پاس اور وہ جیحان کے سوا ہے۔ اسی طرح سیحونِ مغایر ہے سیحان کے۔ اور قاضی عیاض نے جو کہا کہ یہ چار نہریں بلاد اسلام کی بڑی نہریں ہیں۔ نیل مصر میں اور فرات عراق میں اور سیحان، جیحان یا سیحون اور جیحون خراسان میں تو اس میں کئی غلطیاں ہیں ایک تو یہ کہ فرات عراق میں نہیں ہے۔ بلکہ وہ فاصل ہے درمیان شام اور جزیرہ کے دوسرے سیمان اور جیحان اور ہیں اور سیون اور جیحون اور تیسرے یہ کہ سیحان اور جیحان شام میں نہیں بلکہ ارمن کے بلاد میں قریب شام کے اور یہ فرمایا کہ جنت کی نہریں ہیں اس کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ وہاں اسلام پھیل جائے گا اور ان نہروں کا پانی جن سے مسلمانوں کا جسم بنے گا جنت میں جائے گا۔ دوسرے یہ کہ درحقیقت ان نہروں میں جنت کا ایک مادہ ہے کیونکہ جنت پیدا ہو چکی ہے اور موجود ہے اور اہل سنت کا یہی مذہب ہے اور یہی معنی صحیح ہے اور کتاب الایمان میں گزرا کہ فرات اور نیل جنت سے نکلی ہیں اور بخاری میں ہے کہ سدرۃ المنتھیٰ کی جڑ سے (نووی)

جہنم کی گہرائی اور جنت کی وسعت

(٥٦٢٩) وَعَنْ عُتْبَةَ بْنِ غَزْوَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: ذُكِرَ لَنَا اَنَّ الْحَجَرَ يُلْقٰى مِنْ شَفَةِ جَهَنَّمَ فَيَهْوِي فِيْهَا سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا لَا يُدْرِكُ لَهَا قَعْرًا، وَاللّٰهِ لَتُمْلَانَّ، وَلَقَدْ ذُكِرَلَنَا أَنَّ مَا بَيْنَ مِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيْعِ الْجَنَّةِ مَسِيْرَةُ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً، وَلَيَأْتِيَنَّ عَلَيْهَا يَوْمٌ وَهُوَ كَظِيْظٌ مِّنَ الزِّحَامِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(٥٦٢٩) عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے سامنے ذکر کیا گیا ہے کہ اگر ایک پتھر جہنم کے کنارے سے پھینکا جائے تو وہ ستر برس تک نیچے لڑھکتا چلا جائے گا، لیکن جہنم کی گہرائی تک نہیں پہنچے گا۔ اللہ کی قسم! جہنم اتنی گہری ہونے کے باوجود بھی بھر جائے گی۔ عتبہ کہتے ہیں: ہمارے سامنے تذکرہ ہوا کہ جنت کی دو دہلیزوں کے درمیان چالیس برس کی مسافت کا فاصلہ ہے اور ایک دن ایسا ہوگا کہ جنت اژدہام کی وجہ سے بھر چکی ہوگی۔ (مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ...... دوسری فصل

(٥٦٣٠) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مِمَّ خُلِقَ الْخَلْقُ؟ قَالَ: ((مِنَ الْمَاءِ))۔ قُلْنَا: اَلْجَنَّةُ مَا بِنَاؤُهَا؟ قَالَ: ((لَبِنَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ وَلَبِنَةٌ مِّنْ فِضَّةٍ، وَمِلَاطُهَا الْمِسْكُ الْاَذْفَرُ، وَحَصْبَاؤُهَا اللُّؤْلُؤُ وَالْيَاقُوْتُ،

(٥٦٣٠) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مخلوق کو کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانی سے۔ پھر ہم نے پوچھا: جنت کس چیز سے بنائی گئی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی، اس کا گارا کستوری کا ہے، اس کی کنکریاں موتی اور یاقوت ہیں اور اس کی مٹی زعفران ہے۔ جو شخص

٥٦٢٩۔ صحیح مسلم (١٤/ ٢٩٦٧)

٥٦٣٠۔ جامع الترمذی کتاب صفة الجنة (٢٥٢٦)

وَتُرْبَتُهَا الزَّعْفَرَانُ، مَنْ يَدْخُلْهَا يَنْعَمُ وَلَا يَبْأَسُ، وَيَخْلُدُ وَلَا يَمُوْتُ، وَلَا يَبْلَى ثِيَابُهُمْ، وَلَا يَفْنَى شَبَابُهُمْ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَالدَّارِمِيُّ۔

اس میں داخل ہوگا وہ ناز ونعمت میں رہے گا اور اس کو کبھی فکر لاحق نہیں ہوگی۔ وہ اس میں ہمیشہ زندہ رہے گا اس پر موت نہیں آئے گی نہ اس کے کپڑے بوسیدہ ہوں گے اور نہ ہی اس کی جوانی ختم ہوگی۔(احمد، ترمذی ودارمی)

(٥٦٣١) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَا فِيْ الْجَنَّةِ شَجَرَةٌ اِلَّا وَسَاقُهَا مِنْ ذَهَبٍ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

(۵۶۳۱) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: جنت میں ہر درخت کا تنا سونے کا ہے۔(ترمذی)

جنت کی لازوال نعمتیں

(٥٦٣٢) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِنَّ فِيْ الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ، مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ مِائَةُ عَامٍ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔

(۵۶۳۲) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ جنت میں سو درجات ہیں اور ہر دو درجات کے درمیان سو برس کی مسافت کا فاصلہ ہے۔(ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(٥٦٣٣) وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِنَّ فِيْ الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ، لَوْ اَنَّ الْعَالَمِيْنَ اجْتَمِعُوْا فِيْ اِحْدَاهُنَّ لَوَسِعَتْهُمْ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

(۵۶۳۳) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کے سو درجے ہیں اگر تمام جہان والے ان میں سے کسی بھی ایک درجے میں جمع ہو جائیں تو وہ ان سب کے لیے کافی ہوگا۔(ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(٥٦٣٤) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿وَفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ﴾۔ قَالَ: ((اِرْتِفَاعُهَا لَكَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، مَسِيْرَةُ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

(۵۶۳۴) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے اس ارشاد مبارک وفرش مرفوعة "اونچے اونچے فرش اور بچھونے ہوں گے" کے بارے میں فرمایا کہ ان بچھونوں کی بلندی آسمان اور زمین کے درمیان کی مسافت کے پانچ سو برس کے برابر ہوگی۔(ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(٥٦٣٥) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِنَّ أَوَّلَ زُمْرَةٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ضَوْءُ وُجُوْهِهِمْ عَلٰى مِثْلِ ضَوْءِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ

(۵۶۳۵) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہوگی ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ دوسری جماعت کے

٥٦٣١۔ جامع الترمذی کتاب صفة الجنة (٢٥٢٥) اس کی سند میں ضعف ہے۔
٥٦٣٢۔ جامع الترمذی کتاب صفة الجنة (٢٥٢٩) اس کی سند صحیح ہے۔
٥٦٣٣۔ جامع الترمذی (٢٥٣٢)
٥٦٣٤۔ جامع الترمذی (٢٥٤٠) اس کی سند ضعیف ہے۔
٥٦٣٥۔ جامع الترمذی (٢٥٣٥)، (٢٥٢٢) کتاب صفة الجنة۔ یہ حدیث حسن ہے جیسا کہ امام ترمذی نے کہا ہے۔

الْبَدْرِ، وَالزُّمْرَةُ الثَّانِيَةُ عَلَى مِثْلِ اَحْسَنِ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ، لِكُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ، عَلٰى كُلِّ زَوْجَةٍ سَبْعُوْنَ حُلَّةً، يُرٰى مُخَّ سَاقِهَا مِنْ وَّرَائِهَا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

لوگوں کے چہروں کی روشنی آسمان پر نہایت عمدہ چمکنے والے ستارے کی مانند ہوگی۔ ہر جنتی شخص کی دو بیویاں ہوں گی، ہر بیوی نے ستر لباس پہنے ہوں گے ان کی پنڈلی کا گودا ان کے لباسوں کے پیچھے سے نظر آئے گا۔ (ترمذی)

(٥٦٣٦) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((يُعْطَى الْمُؤْمِنُ فِي الْجَنَّةِ قُوَّةَ كَذَا وَكَذَا مِنَ الْجِمَاعِ))۔ قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! أَوْ يُطِيْقُ ذٰلِكَ؟ قَالَ: ((يُعْطَى قُوَّةَ مِائَةٍ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

(٥٦٣٦) انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مومن شخص کو جنت میں اتنے اتنے لوگوں کی قوت جماع حاصل ہوگی۔ دریافت کیا گیا: اے اللہ کے رسول! کیا مرد اتنی طاقت رکھے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو سو آدمیوں کی طاقت عطا کی گئی ہے۔ (ترمذی)

(٥٦٣٧) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَوْ اَنَّ مَا يُقِلُّ ظُفُرٌ مِّمَّا فِي الْجَنَّةِ بَدَا لَتَزَخْرَفَتْ لَهٗ مَا بَيْنَ خَوَافِقِ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ، وَلَوْ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَ فَبَدَا أَسَاوِرُهٗ لَطَمَسَ ضَوْءُهٗ ضَوْءَ الشَّمْسِ كَمَا تَطْمِسُ الشَّمْسُ ضَوْءَ النُّجُوْمِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

(٥٦٣٧) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر ایک ناخن کے برابر بھی جنت کی نعمت ظاہر ہو جائے تو اس کی وجہ سے آسمانوں اور زمین کے کناروں کا درمیانی حصہ خوبصورت ہو جائے اور اگر کوئی جنتی شخص دنیا والوں پر جھانک لے اور اس کے کنگن ظاہر ہو جائیں تو اس کی روشنی سورج کی روشنی کو ماند کر دے گی جیسا کہ سورج ستاروں کی روشنی کو مٹا دیتا ہے۔ (ترمذی) امام ترمذی کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(٥٦٣٨) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَهْلُ الْجَنَّةِ جُرْدٌ مُرْدٌ كَحْلٰى، لَا يَفْنٰى شَبَابُهُمْ، وَلَا تَبْلٰى ثِيَابُهُمْ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔، وَالدَّارَمِيُّ۔

(٥٦٣٨) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنتی لوگوں کے جسم اور ٹھوڑی پر بال نہیں ہوں گے (امرد ہوں گے) ان کی آنکھیں سرمگیں ہوں گی، ان کی جوانی کبھی ختم نہیں ہوں گی اور ان کے کپڑے بھی کبھی بوسیدہ نہیں ہوں گے (ترمذی و دارمی)

(٥٦٣٩) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((يَدْخُلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ جُرْدًا مُرْدًا مُكَحَّلِيْنَ اَبْنَاءَ ثَلَاثِيْنَ أَوْ ثَلَاثٍ وَثَلَاثِيْنَ سَنَةً)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

(٥٦٣٩) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنتی لوگ جنت میں بغیر بالوں کے امرد داخل ہوں گے (ان کے جسم اور ٹھوڑی پر بال نہیں ہوں گے) ان کی آنکھیں سرمگیں ہوں گی، وہ تیس یا تینتیس برس کے دکھائی دیں گے۔ (ترمذی)

٥٦٣٦۔ جامع الترمذی کتاب صفة الجنة (٢٥٣٦)، اس کی سند حسن ہے۔
٥٦٣٧۔ جامع الترمذی کتاب صفة الجنة (٢٥٣٤)، یہ روایت ضعیف ہے۔
٥٦٣٨۔ جامع الترمذی کتاب صفة الجنة (٢٥٣٩)، اس کی سند ضعیف ہے۔
٥٦٣٩۔ جامع الترمذی کتاب صفة الجنة (٢٥٤٥)، یہ حدیث حسن ہے۔

(٥٦٤٠) وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَذُكِرَ لَهٗ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى قَالَ: ((يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِیْ ظِلِّ الْفَنَنِ مِنْهَا مِائَةَ سَنَةٍ، اَوْ يَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا مِائَةَ رَاكِبٍ. شَكَّ الرَّاوِیْ. فِيْهَا فَرَاشُ الذَّهَبِ، كَاَنَّ ثَمَرَهَا الْقِلَالُ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

(۵۶۴۰) اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے اس وقت رسول اللہ ﷺ سے سنا جب آپ ﷺ کے سامنے سدرۃ المنتھی کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی سوار شخص اس کی شاخوں کے سائے میں سو برس تک چلتا رہے یا فرمایا کہ اس کے سائے میں سو سوار آرام کر سکیں گے۔ راوی کو اس میں شک ہے۔ اس پر سونے کے پروانے ہوں گے اور اس کا پھل بڑے مٹکوں کے برابر ہوگا۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(٥٦٤١) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا الْكَوْثَرُ؟ قَالَ: ((ذَاكَ نَهْرٌ اَعْطَانِيْهِ اللّٰهُ. يَعْنِیْ فِی الْجَنَّةِ. اَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ، وَاَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ، فِيْهِ طَيْرٌ اَعْنَاقُهَا كَاَعْنَاقِ الْجُزُرِ)). قَالَ عُمَرُ: اِنَّ هٰذِهٖ لَنَا عِمَةٌ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَكَلَتُهَا اَنْعَمُ مِنْهَا)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

(۵۶۴۱) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے حوض کوثر کے بارے میں پوچھا گیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ایک نہر ہے جسے اللہ نے مجھے عطا کیا ہے، یعنی وہ جنت میں ہے۔ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے بڑھ کر شیریں ہے۔ اس میں ایسے پرندے ہیں جن کی گردنیں اونٹوں کی گردنوں کی مانند ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: بلاشبہ وہ پرندے تو بہت زیادہ متنعم (عمدہ) ہوں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان کو کھانے والے ان سے بھی زیادہ متنعم (عمدہ) ہیں۔ (ترمذی)

(٥٦٤٢) وَعَنْ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ فِی الْجَنَّةِ مِنْ خَيْلٍ؟ قَالَ: ((اِنِ اللّٰهُ اَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ فَلَا تَشَاءُ اَنْ تُحْمَلَ فِيْهَا عَلٰى فَرَسٍ مِنْ يَاقُوْتَةٍ حَمْرَاءَ يَطِيْرُ بِكَ فِی الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْتَ، اِلَّا فَعَلْتَ)) وَسَاَلَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ فِی الْجَنَّةِ مِنْ اِبِلٍ؟ قَالَ: فَلَمْ يَقُلْ لَهٗ مَا قَالَ لِصَاحِبِهٖ. فَقَالَ: ((اِنْ يُدْخِلْكَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ يَكُنْ لَكَ فِيْهَا مَا اشْتَهَتْ نَفْسُكَ وَلَذَّتْ عَيْنُكَ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ

(۵۶۴۲) بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا جنت میں گھوڑے بھی ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ نے تجھے جنت میں داخل کر دیا اور تو نے گھوڑے پر سوار ہونے کی خواہش ظاہر کی تو تجھے جنت میں سرخ یاقوت کے گھوڑے پر سوار کیا جائے گا اور تم جنت میں جہاں جانا چاہو گے وہ گھوڑا تمہیں اڑائے پھرے گا۔ ایک اور شخص نے آپ ﷺ سے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! کیا جنت میں اونٹ ہوں گے؟ بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اسے وہ جواب نہیں دیا جو پہلے شخص کو دیا تھا بلکہ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ نے تجھے جنت میں داخل کر دیا تو جنت میں تیرے لیے ہر وہ چیز کو تیرا دل چاہے گا اور تیری آنکھ لذت محسوس کرے گی۔ (ترمذی)

(٥٦٤٣) وَعَنْ اَبِیْ اَيُّوْبَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: اَتٰى

(۵۶۴۳) ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے

٥٦٤٠۔ جامع الترمذی کتاب صفة الجنة (٢٥٤١)، یہ حدیث حسن ہے۔
٥٦٤١۔ جامع الترمذی کتاب صفة الجنة (٢٥٤٢)، اس کی سند حسن ہے۔
٥٦٤٢۔ جامع الترمذی (٢٥٤٣) اس کی سند ضعیف ہے۔
٥٦٤٣۔ جامع الترمذی (٢٥٤٤)

النَّبِيَّ ﷺ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّيْ أُحِبُّ الْخَيْلَ، اَفِي الْجَنَّةِ خَيْلٌ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنْ اُدْخِلْتَ الْجَنَّةَ اُتِيْتَ بِفَرَسٍ مِنْ يَاقُوْتٍ لَهُ جَنَاحَانِ فَحُمِلْتَ عَلَيْهِ ثُمَّ طَارَبِكَ حَيْثُ شِئْتَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ لَيْسَ اِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ، وَاَبُوْسُوْرَةَ الرَّوَّاِيْ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيْثِ وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمَاعِيْلَ يَقُوْلُ: اَبُوْ سُوْرَةَ هٰذَا مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ يَرْوِيْ مَنَاكِيْرَ۔

پاس ایک بدوی شخص آیا اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے گھوڑوں سے محبت ہے' کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تو جنت میں داخل ہو گیا تو تجھے یاقوت کا گھوڑا ملے گا جس کے دو پر ہوں گے تو اس پر سواری کرے گا تو جہاں جانا چاہے گا وہ گھوڑا تجھے اڑائے پھرے گا۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ اس حدیث کی سند قوی نہیں ہے اور ابوسورہ راوی روایت حدیث میں ضعیف سمجھا جاتا ہے، نیز میں نے امام بخاری سے سنا فرماتے تھے کہ ابوسورہ راوی منکر الحدیث ہے وہ منکر روایات بیان کرتا ہے۔

(٥٦٤٤) وَعَنْ بُرَيْدَةَ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَهْلُ الْجَنَّةِ عِشْرُوْنَ وَمِائَةُ صَفٍّ، ثَمَانُوْنَ مِنْهَا مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ، وَاَرْبَعُوْنَ مِنْ سَائِرِ الْاُمَمِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَالدَّارِمِيُّ، وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ ((كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ))

(۵۶۴۴) بریدہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنتیوں کی ایک سو بیس صفیں کی ہوں گی اسی صفیں اس امت میں سے اور باقی چالیس دوسری تمام امتوں میں سے ہوں گی۔ (ترمذی' دارمی و بیہقی کتاب البعث والنشور)

(٥٦٤٥) وَعَنْ سَالِمٍ، عَنْ اَبِيْهِ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بَابُ اُمَّتِيَ الَّذِيْ يَدْخُلُوْنَ مِنْهُ الْجَنَّةَ عَرْضُهُ مَسِيْرَةُ الرَّاكِبِ الْمُجَوِّدِ ثَلَاثًا، ثُمَّ اِنَّهُمْ لَيُضْغَطُوْنَ عَلَيْهِ، حَتّٰى تَكَادَ مَنَاكِبُهُمْ تَزُوْلُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ ضَعِيْفٌ، وَسَاَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ هٰذَا فَلَمْ يَعْرِفْهُ، وَقَالَ: خَالِدُ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ، يَرْوِي الْمَنَاكِيْرَ۔

(۵۶۴۵) سالم اپنے والد سے بیان کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت جس دروازے سے جنت میں داخل ہو گی اس کی چوڑائی عمدہ خوب گھوڑا دوڑانے والے سوار کی تین دن کی مسافت کے بقدر ہو گی' پھر بھی اہل جنت کا دروازے پر اژدہام ہو گا۔ یہاں تک کہ ان کے کندھے اترنے کا اندیشہ ہو گا۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور اس نے امام بخاری سے اس حدیث کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے اس حدیث کو نہ پہچانا اور کہا: خالد بن ابوبکر راوی منکر روایت بیان کرتا ہے۔

(٥٦٤٦) وَعَنْ عَلِيٍّ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَسُوْقًا مَا فِيْهَا شِرًى وَلَا بَيْعٌ اِلَّا الصُّوَرُ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، فَاِذَا اشْتَهَى الرَّجُلُ صُوْرَةً دَخَلَ فِيْهَا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

(۵۶۴۶) علی ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک جنت میں ایک بازار ہو گا جس میں خرید و فروخت نہیں ہو گی بلکہ وہاں مردوں اور عورتیں کی تصویریں ہوں گی جب کوئی شخص کسی تصویر کو پسند کرے گا' تو وہ اسی صورت کا ہو جائے گا۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

٥٦٤٤۔ جامع الترمذی کتاب صفة الجنة (٢٥٤٦) اس کی سند صحیح ہے۔

٥٦٤٥۔ جامع الترمذی کتاب صفة الجنة (٢٥٤٨) حافظ ذہبی نے اس حدیث کو مناکیر میں ذکر کیا ہے۔

(٥٦٤٧) وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ رضی اللہ عنہ، أَنَّهُ لَقِيَ اَبَا هُرَيْرَةَ، فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: أَسْأَلُ اللّٰهُ اَنْ يَجْمَعَ بَيْنِيْ، وَبَيْنَكَ فِيْ سُوْقِ الْجَنَّةِ، فَقَالَ سَعِيْدٌ: اَفِيْهَا سُوْقٌ؟ قَالَ: نَعَمْ اَخْبَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ اِذَا دَخَلُوْهَا نَزَلُوْا فِيْهَا بِفَضْلِ اَعْمَالِهِمْ، ثُمَّ يُؤْذَنُ لَهُمْ فِيْ مِقْدَارِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ مِنْ اَيَّامِ الدُّنْيَا، فَيَزُوْرُوْنَ رَبَّهُمْ، وَيَبْرُزُ لَهُمْ عَرْشُهُ، وَيَتَبَدّٰى لَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ، فَيُوْضَعُ لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُوْرٍ، وَمَنَابِرُ مِنْ لُؤْلُؤٍ، وَمَنَابِرُ مِنْ يَاقُوْتٍ، وَمَنَابِرُ مِنْ زَبَرْجَدٍ، وَمَنَابِرُ مِنْ ذَهَبٍ، وَمَنَابِرُ مِنْ فِضَّةٍ، وَيَجْلِسُ اَدْنَاهُمْ وَمَا فِيْهِمْ دَنِيٌّ عَلٰى كُثْبَانِ الْمِسْكِ وَالْكَافُوْرِ، مَايَرَوْنَ اَنَّ اَصْحَابَ الْكَرَاسِيِّ بِاَفْضَلَ مِنْهُمْ مَجْلِسًا))۔ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلُ اللّٰهِ! وَهَلْ نَرٰى رَبَّنَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ! هَلْ تَتَمَارَوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ؟)) قُلْنَا: لَا۔ قَالَ: ((كَذٰلِكَ لَا تَتَمَارُوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ رَبِّكُمْ، وَلَا يَبْقٰى فِيْ ذٰلِكَ الْمَجْلِسِ رَجُلٌ اِلَّا حَاضَرَهُ اللّٰهُ مُحَاضَرَةً حَتّٰى يَقُوْلَ لِلرَّجُلِ مِنْهُمْ: يَا فُلَانُ ابْنَ فُلَانٍ! اَتَذْكُرُ يَوْمَ قُلْتُ كَذَا وَكَذَا؟ فَيُذَكِّرُهُ بِبَعْضِ غَدَرَاتِهِ فِي الدُّنْيَا. فَيَقُوْلُ: يَا رَبِّ! اَفَلَمْ تَغْفِرْلِيْ؟ فَيَقُوْلُ بَلٰى، فَبِسَعَةِ مَغْفِرَتِيْ بَلَغْتَ مَنْزِلَتَكَ هٰذِهِ، فَبَيْنَاهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ غَشِيَتْهُمْ سَحَابَةٌ مِّنْ فَوْقِهِمْ، فَاَمْطَرَتْ عَلَيْهِمْ طِيْبًا لَمْ يَجِدُوْا مِثْلَ رِيْحِهِ شَيْئًا، قَطُّ، وَيَقُوْلُ رَبُّنَا: قُوْمُوْا اِلٰى مَا اَعْدَدْتُ لَكُمْ مِنَ الْكَرَامَةِ فَخُذُوْا مَا اشْتَهَيْتُمْ، فَنَاْتِيْ، سُوْقًا قَدْ

(٥٦٤٧) سعید بن مسیبؒ بیان کرتے ہیں کہ وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملے تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہم دونوں کو جنت کے بازار میں جمع کر دے۔ سعیدؒ کہنے لگے: کیا جنت کے بازار ہوں گے؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جی ہاں! مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا تھا کہ جب جنتی لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے تو جنت میں اپنے اپنے اعمال کی فضیلت کے لحاظ سے فروکش ہوں گے، پھر انہیں دنیا کے دنوں کے اعتبار سے جمعہ کے روز کے برابر اجازت دی جائی گی کہ وہ اپنے پروردگار کی زیارت کریں اور اللہ تعالیٰ ان کے سامنے اپنا عرش ظاہر کریں گے اور جنتیوں کے لیے جنت کے ایک بڑے باغ میں جلوہ افروز ہوں گے۔ جنتیوں کے لیے نور کے منبر، موتیوں کے منبر، یاقوت کے منبر، زبرجد کے منبر، سونے اور چاندی کے منبر، رکھ دیے جائیں گے اور جنتیوں میں سے سب سے کم درجے والا جنتی کستوری اور کافور والے نشست کے اعتبار سے ہم سے افضل ہیں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم اپنے پروردگار کا دیدار کریں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! کیا تم سورج اور چودھویں رات کے چاند کو دیکھنے میں کوئی شک وشبہ رکھتے ہو؟ ہم نے کہا: نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسی طرح تم اپنے پروردگار کے دیدار میں کسی شک وشبہ کا اظہار نہیں کرو گے اور اس مجلس میں کوئی ایسا شخص باقی نہ رہے گا کہ جس سے اللہ تعالیٰ بغیر پردے کے آمنے سامنے بلا واسطہ ہم کلام نہیں ہو گا حتیٰ کہ اللہ ان میں سے ایک شخص سے کہے گا: اے فلاں بن فلاں! کیا تجھے وہ دن یاد ہے کہ جب تو نے فلاں فلاں باتیں کہی تھیں؟ چنانچہ اللہ اس کو اس کی بعض عہد شکنیاں یاد دلائے گا جو اس نے دنیا میں کی ہوں گی۔ وہ شخص کہے گا: اے میرے پروردگار! کیا تو نے مجھے بخش نہیں دیا تھا۔ اللہ رب العزت فرمائیں گے: کیونکہ نہیں! تو میری وسعت مغفرت کے سبب ہی اپنے اس مقام تک پہنچا ہے۔ چنانچہ وہ لوگ ابھی اسی حالت میں ہوں گے کہ ان کے اوپر ایک بادل چھا جائے گا وہ ان پاکیزہ خوش بو کو نارش برسائے گا جس کی خوشبو پہلے کبھی نہ سونگھی ہوگی اور ہمارے رب کی چیزوں کی طرف چلو جن کو ہم نے از راہ کرامت وعظمت تمہارے لیے تیار کر رکھا ہے اور تم اپنی چاہت کے مطابق (ان سے) لے لو۔ چنانچہ ہم لوگ اس بازار میں

٥٦٤٧۔ جامع الترمذی کتاب صفة الجنة (٢٥٤٩) یہ حدیث ضعیف ہے۔

حَفَّتْ بِهِ الْمَلَائِكَةُ، فِيهَا مَا لَمْ تَنْظُرِ الْعُيُوْنُ اِلٰى مِثْلِهٖ، وَلَمْ تَسْمَعِ الْاٰذَانُ، وَلَمْ يَخْطُرْ عَلَى الْقُلُوْبِ، فَيُحْمَلُ لَنَا مَا اشْتَهَيْنَا، لَيْسَ يُبَاعُ فِيْهَا وَلَا يُشْتَرٰى، وَفِيْ ذٰلِكَ السُّوْقِ يَلْقٰى اَهْلَ الْجَنَّةِ بَعْضُهُمْ بَعْضًا))۔ قَالَ: ((فَيُقْبِلُ الرَّجُلُ ذُو الْمَنْزِلَةِ الْمُرْتَفِعَةِ، فَيَلْقٰى مَنْ هُوَ دُوْنَهٗ وَمَا فِيْهِمْ دَنِيٌّ فَيَرُوْعُهٗ مَا يَرٰى عَلَيْهِ مِنَ اللِّبَاسِ، فَمَا يَنْقَضِيْ آخِرُ حَدِيْثِهٖ حَتّٰى يُتَخَيَّلَ عَلَيْهِ مَا هُوَ اَحْسَنُ مِنْهُ، وَذٰلِكَ اَنَّهٗ لَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ اَنْ يَّحْزَنَ فِيْهَا، ثُمَّ نَنْصَرِفُ اِلٰى مَنَازِلِنَا، فَيَتَلَقَّانَا اَزْوَجُنَا، فَيَقُلْنَ: مَرْحَبًا وَاَهْلًا لَقَدْ جِئْتَ وَاِنَّ بِكَ مِنَ الْجَمَالِ اَفْضَلَ مِمَّا فَارَقْتَنَا عَلَيْهِ، فَيَقُوْلُ: اِنَّا جَالَسْنَا الْيَوْمَ رَبَّنَا الْجَبَّارَ، وَيَحِقُّنَا اَنْ نَنْقَلِبَ بِمِثْلِ مَا انْقَلَبْنَا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَهْ، وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

پہنچیں گے جس کو فرشتوں نے گھیرے میں لے رکھا ہوگا۔ اس میں موجود اشیا کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا ہوگا اور نہ ہی کسی دل میں ان کا خیال آیا ہوگا۔ پھر جن چیزوں کو ہم پسند کریں گے وہ اٹھا اٹھا کر ہمیں دی جائیں گے' بازار میں خرید و فروخت نہیں ہوگی البتہ بازار میں جنتی لوگ ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک بلند مرتبہ شخص آئے گا وہ اپنے سے کم درجہ والے شخص سے ملے گا جبکہ ان میں سے کسی کا درجہ کم تر نہیں ہوگا وہ اس کا لباس دیکھ کر خوش ہوگا، اس کی آخری بات ابھی ختم نہ ہوگی کہ بلند مرتبہ شخص کو خیال آئے گا کہ اس کا لباس اس سے کوئی بہتر نہیں ہے اور یہ اس لیے ہوگا کہ جنت میں کسی شخص کے لیے نہیں ہوگا وہ غمگین رہے۔ پھر ہم اپنے گھروں میں چلے جائیں گے' ہماری بیویاں ہم سے ملیں گی اور کہیں گی: مرحبا اور خوش آمدید کہ تو واپس آیا ہے اور تیرا حسن و جمال اس حسن و جمال سے کہیں زیادہ ہے کہ جب تو ہم سے جدا ہوا تھا۔ پس ہم بتائیں گے: آج کے دن ہم اپنے پروردگار جبار کے ساتھ ہم نشین ہوئے ہیں۔ ہم اسی طرح واپس آنے کے لائق نہیں ہیں جس طرح ہم واپس آئے ہیں۔ (ترمذی و ابن ماجہ) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(٥٦٤٨) وَعَنْ أَبِیْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَدْنٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ الَّذِيْ لَهٗ ثَمَانُوْنَ اَلْفَ خَادِمٍ، وَاثْنَتَانِ وَسَبْعُوْنَ زَوْجَةً، وَتُنْصَبُ لَهٗ قُبَّةٌ مِنْ لُؤْلُؤٍ وَزَبَرْجَدٍ وَيَاقُوْتٍ كَمَا بَيْنَ الْجَابِيَةِ اِلٰى صَنْعَاءَ)) وَبِهٰذَا الْاِسْنَادِ، قَالَ: ((وَمَنْ مَاتَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ مِنْ صَغِيْرٍ اَوْكَبِيْرٍ يُرَدُّوْنَ بَنِيْ ثَلَاثِيْنَ فِي الْجَنَّةِ، لَا يَزِيْدُوْنَ عَلَيْهَا اَبَدًا، وَكَذٰلِكَ اَهْلُ النَّارِ)) وَبِهٰذَا الْاِسْنَادِ: قَالَ: ((اِنَّ عَلَيْهِمُ التِّيْجَانَ، اَدْنٰى لُؤْلُؤَةٍ مِنْهَا لَتُضِيْءُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ)) وَبِهٰذَا الْاِسْنَادِ، قَالَ: ((اَلْمُؤْمِنُ اِذَا اشْتَهَى الْوَلَدَ فِي الْجَنَّةِ كَانَ

(٥٦٤٨) ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنتیوں میں سے کم مرتبے والے شخص کے اسی ہزار غلام و خادم اور بہتر بیویاں ہوں گی اور اس کے لیے جو خیمہ نصب کیا جائے گا وہ موتیوں' زبرجد اور یاقوت سے زین و مرمع ہوگا، اس کا حجم ''جابیہ'' اور صفاء شہر کے فاصلے کے برابر ہوگا۔ اور اسی سند کے ساتھ مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کو جنت میں داخل کیا جائے گا وہ چاہے چھوٹی عمر میں فوت ہوا یا بڑی عمر میں تو اسے جنت میں تیس سالہ زندگی پر لوٹا دیا جائے گا، وہ کبھی بھی اس سے زائد عمر کے نہیں ہوں گے اور اسی طرح کا معاملہ دوزخیوں کے ساتھ بھی ہوگا۔ اور اسی سند سے ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جنتیوں کے سروں پر جو تاج ہوں گے ان کا سب سے کم تر موتی بھی ایسا ہوگا کہ اس کی روشنی سے مشرق اور مغرب کے درمیان حصہ منور ہو جائے۔ اور اسی سند سے ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ایمان دار شخص

٥٦٤٨۔ جامع الترمذی کتاب صفة الجنة (٢٥٦٢)

حَمْلُهٗ وَوَضْعُهٗ وَسِنُّهٗ فِيْ سَاعَةٍ كَمَا يَشْتَهِيْ)) وَقَالَ اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ: اِذَا اشْتَهَى الْمُؤْمِنُ فِي الْجَنَّةِ الْوَلَدَ كَانَ فِيْ سَاعَةٍ وَلٰكِنْ لَا يَشْتَهِيْ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ الرَّابِعَةَ، وَالدَّارِمِيُّ الْاٰخِيْرَةَ۔

جب جنت میں اولاد کی خواہش کرے گا تو بچے کا حمل قرار پانا' اس کا پیدا ہونا اور اس کی عمر یہ سب کچھ ایک ساعت میں ہو جائے گا جیسا کہ وہ پسند کرے گا۔ اور اسحاق بن ابرہیم اس روایت کے بارے میں کہتے ہیں کہ اگر مومن شخص جنت میں اولاد کی خواہش کرے گا تو اس کی یہ خواہش ایک گھڑی میں ہی پوری ہو جائے گی، لیکن وہ ایسی خواہش نہیں کرے گا۔ (ترمذی) امام ترمذیؒ نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔ ایک لمحے ماجہ اور دارمی نے آخری فقرہ وحصہ بیان کیا ہے۔

''حورعین'' کا دل موہ لینے والا نغمہ

(٥٦٤٩) وَعَنْ عَلِيٍّ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَمُجْتَمَعًا لِلْحُوْرِ الْعِيْنِ يَرْفَعْنَ بِاَصْوَاتٍ لَمْ تَسْمَعِ الْخَلَائِقُ مِثْلَهَا، يَقُلْنَ: نَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلَا نَبِيْدُ، وَنَحْنُ النَّاعِمَاتُ فَلَا نَبْأَسُ، وَنَحْنُ الرَّاضِيَاتُ فَلَا نَسْخَطُ، طُوْبٰى لِمَنْ كَانَ لَنَا وَكُنَّا لَهٗ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

(۵۶۴۹) علی ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں حورعین کے اجتماع کے لیے ایک جگہ ہوگی' وہ بلند آواز کے ساتھ گیت گائیں گی اور اس جیسی آواز مخلوق میں سے نہ سنی ہوگی۔ وہ کہیں گی: ہم ہمیشہ ہمیشہ رہیں گی اور ہم کبھی فنا نہیں ہوں گی۔ ہم نرم و نازک رہیں گی ہماری نزاکت کبھی ختم نہیں ہوگی۔ ہم سدا خوش رہنے والی ہیں ہم کبھی ناراض نہیں ہوں گی۔ ہر اس شخص کے لیے مبارک باد ہو جو ہمارا ہے اور ہم اس کی ہیں۔ (ترمذی)

(٥٦٥٠) وَعَنْ حَكِيْمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَحْرَ الْمَاءِ، وَبَحْرَ الْعَسَلِ، وَبَحْرَ اللَّبَنِ، وَبَحْرَ الْخَمْرِ، ثُمَّ تُشَقَّقُ الْاَنْهَارُ بَعْدُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

(۵۶۵۰) حکیم بن معاویہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ جنت میں پانی کا سمندر' شہد کا سمندر' دودھ کا سمندر اور شراب کا سمندر ہے، پھر ان سے نہریں نکلیں گی۔ (ترمذی)

(٥٦٥١) وَرَوَاهُ الدَّارِمِيُّ عَنْ مُعَاوِيَةَ

(۵۶۵۱) نیز دارمی نے اس حدیث کو معاویہ ﷺ سے روایت کیا ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

(٥٦٥٢) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ ﷺ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الرَّجُلَ فِي الْجَنَّةِ لَيَتَّكِئُ فِي الْجَنَّةِ سَبْعِيْنَ مُسْنَدًا قَبْلَ اَنْ يَتَحَوَّلَ، ثُمَّ تَأْتِيْهِ امْرَأَةٌ فَتَضْرِبُ عَلٰى مَنْكِبِهٖ، فَيَنْظُرُ وَجْهَهٗ

(۵۶۵۲) ابوسعید خدری ﷺ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ جنتی مرد جنت میں ستر مسندوں پر بیٹھے گا، اس سے پہلے کہ وہ پہلو بدلے اس کے پاس ایک عورت آئے گی وہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے گی تو اس مرد کو اپنا چہرہ اس کے رخسار میں نظر آئے گا۔

٥٦٤٩۔ جامع الترمذی (٢٥٦٣) اس کی سند ضعیف ہے۔
٥٦٥٠۔ جامع الترمذی (٢٥٧١) اس کی سند صحیح ہے۔
٥٦٥٢۔ مسند احمد (٣/ ٧٥)

فِیْ خَدِّھَا اَصْفٰی مِنَ الْمِرَاۃِ، وَاِنَّ اَدْنٰی لُؤْلُؤَۃٍ عَلَیْھَا تُضِیْءُ مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، فَتُسَلِّمُ عَلَیْہِ، فَیَرُدُّ السَّلَامَ، یَسْأَلُھَا: مَنْ اَنْتِ؟ فَتَقُوْلُ: اَنَا مِنَ الْمَزِیْدِ، وَاِنَّہٗ لَیَکُوْنُ عَلَیْھَا سَبْعُوْنَ ثَوْبًا، فَیَنْفُذُھَا بَصَرُہٗ، حَتّٰی یُرٰی مُخُّ سَاقِھَا مِنْ وَرَاءِ ذٰلِکَ، وَاِنَّ عَلَیْھَا مِنَ التِّیْجَانِ اَنَّ اَدْنٰی لُؤْلُؤَۃٍ مِنْھَا لَتُضِیْءُ مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ))۔ رَوَاہُ اَحْمَدُ۔

جو آئینے سے زیادہ صاف وشفاف ہوگا اور اس کا کوئی ادنیٰ سا موتی مشرق و مغرب کے درمیان کو روشن کردے۔ وہ عورت اسے سلام کہے گی چنانچہ وہ مرد اس کے سلام کا جواب دے گا اور اس سے پوچھے گا: تو کون ہے؟ وہ کہے گی: میں اس مزید انعام سے ہوں جس کا وعدہ اللہ نے کیا ہے۔ اس پر ستر لباس ہوں گے اس مرد کی نظر ان سے بھی پار ہو جائے گی حتیٰ کہ اس عورت کی پنڈلی کا گودا تک اس کے کپڑوں کے پیچھے سے نظر آئے گا اور اس عورت کے سر پر تاج رکھے ہوں گے جن کا معمولی سا موتی بھی ایسا ہوگا کہ مشرق و مغرب کو روشن کردے گا۔ (احمد)

جنتی کی ہر خواہش پوری کر دی جائے گی

(٥٦٥٣) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ، کَانَ یَتَحَدَّثُ وَعِنْدَہٗ رَجُلٌ مِنْ اَھْلِ الْبَادِیَۃِ: ((اِنَّ رَجُلًا مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ اسْتَأْذَنَ رَبَّہٗ فِی الزَّرْعِ۔ فَقَالَ لَہٗ: اَلَسْتَ فِیْمَا شِئْتَ؟ قَالَ: بَلٰی، وَلٰکِنْ اُحِبُّ اَنْ اَزْرَعَ، فَبَذَرَ فَبَادَرَ الطَّرْفَ نَبَاتُہٗ وَاسْتِوَاؤُہٗ، وَاسْتِحْصَادُہٗ فَکَانَ اَمْثَالَ الْجِبَالِ، فَیَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی: ((دُوْنَکَ یَا ابْنَ آدَمَ! فَاِنَّہٗ لَا یُشْبِعُکَ شَیْءٌ)) فَقَالَ الْاَعْرَابِیُّ: وَاللّٰہِ لَا تَجِدُہٗ اِلَّا قُرَیْشِیًّا اَوْ اَنْصَارِیًّا، فَاِنَّھُمْ اَصْحَابُ زَرْعٍ وَاَمَّا نَحْنُ فَلَسْنَا بِاَصْحَابِ زَرْعٍ! فَضَحِکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ۔ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

(۵۶۵۳) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﷺ کے پاس ایک دیہاتی بیٹھا ہوا تھا: آپ ﷺ نے فرما رہے تھے: جنتیوں میں سے ایک شخص نے اپنے رب سے کھیتی باڑی کرنے کی اجازت مانگی اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا: کیا تیرے پاس تیری پسند کی چیز نہیں ہے؟ اس نے کہا: کیوں نہیں، لیکن مجھے پسند ہے کہ میں کاشت کاری کروں۔ چنانچہ وہ بیج بوئے گا، پلک جھپکتے ہی سبزہ اُگ جائے گا، روئیدگی بڑی ہو جائے گی اور کٹ جائے گی۔ پس پہاڑ کے برابر انبار لگ جائیں گے۔ اللہ فرمائیں گے: اے ابن آدم! تیری خواہش پوری ہوگئی، حقیقت یہ ہے کہ تیرا پیٹ کوئی چیز بھی نہیں بھر سکتی۔ بدوی کہنے لگا: اللہ کی قسم! ہمارے خیال میں وہ شخص قریشی یا انصاری، کیونکہ وہی لوگ کھیتی باڑی کرتے کرتے ہیں اور جہاں تک ہمارا تعلق ہے تو ہم کاشت کاری کرنے والے نہیں ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے۔ (بخاری)

توضیح: حقیقت میں آدمی ایسا ہی حریص ہے۔ کتنی بھی راحت اور دولت ہو، وہ اس پر قناعت نہیں کرتا۔ زیادہ طلبی اس کے خمیر میں ہے۔ اسی طرح تلون مزاجی، حالانکہ جنت میں سب کچھ موجود ہوگا پھر بھی کچھ لوگ کھیتی کی خواہش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کی یہ خواہش بھی پورا کردے گا۔ (راز)

(٥٦٥٤) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰہِ: اَیَنَامُ اَھْلُ الْجَنَّۃِ؟ قَالَ: ((اَلنَّوْمُ اَخُو الْمَوْتِ، وَلَا یَمُوْتُ اَھْلُ الْجَنَّۃِ))۔ رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ۔

(۵۶۵۴) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا جنتی سوئیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: سونا موت کا بھائی ہے اور اہل جنت پر موت طاری نہیں ہوگی۔ (بیہقی شعب الایمان)

٥٦٥٣۔ صحیح بخاری (٢٣٤٨)

٥٦٥٤۔ شعب الایمان (٤٧٤٥)

بَابُ رُؤْيَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى
دیدارالٰہی کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

اہل جنت کو رب کا دیدار ضرور ہوگا

(٥٦٥٥) عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ عِيَانًا)) وَفِيْ رِوَايَةٍ: قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَنَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ: ((اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ لَا تُضَامُّوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهٖ، فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَا تُغْلَبُوْا عَلٰى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا فَافْعَلُوْا))۔ ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ قَبْلَ غُرُوْبِهَا﴾۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(٥٦٥٥) جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب تم اپنے پروردگار کو اپنی آنکھوں سے دیکھو گے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے چودھویں کے چاند کو دیکھا اور فرمایا: بلاشبہ تم اپنے پروردگار کو ایسے دیکھو گے جیسے چاند کو دیکھ رہے ہو اور جیسا کہ تم اس کو دیکھنے میں کوئی تنگی نہیں پاتے۔ اگر تم سے ہو سکے تو تم سورج طلوع ہونے سے پہلے کی نماز، یعنی فجر کو اور اس کے ڈوبنے سے پہلے کی نماز یعنی عصر کو نہ چھوڑو ضرور ادا کرو۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''اپنے رب کی حمد وتمجید سورج طلوع ہونے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے بیان کرو۔'' (بخاری و مسلم)

توضیح: دیدارِ الٰہی مومنوں کے لیے خاص ہے۔ کفار اور منافقین اس نعمت سے محروم رہیں گے۔ اسی بات پر جمہور اہلِ سنت کا اتفاق ہے۔ (نووی) ثابت ہوا کہ قیامت کے دن دیدار حق تعالیٰ برحق ہے۔ (راز)

(٥٦٥٦) وَعَنْ صُهَيْبٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى: تُرِيْدُوْنَ شَيْئًا اَزِيْدُكُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: اَلَمْ تُبَيِّضْ وُجُوْهَنَا؟ اَلَمْ تُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَتُنْجِنَا مِنَ النَّارِ؟)) قَالَ: ((فَيُرْفَعُ الْحِجَابُ، فَيَنْظُرُوْنَ اِلٰى وَجْهِ اللّٰهِ، فَمَا اُعْطُوْا شَيْئًا اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ اِلٰى رَبِّهِمْ)) ثُمَّ تَلَا: ﴿لِلَّذِيْنَ

(٥٦٥٦) صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تمام جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے تب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: کیا تم مزید کسی نعمت کو چاہتے ہو کہ میں تمہیں عطا کروں؟ وہ کہیں گے: کیا آپ نے ہمارے چہروں کو روشن نہیں کیا؟ کیا آپ نے ہمیں جنت میں داخل نہیں کیا؟ کیا آپ نے ہمیں دوزخ سے نہیں بچایا، آپ ﷺ نے فرمایا: تب پردہ اٹھایا جائے گا۔ تمام جنتی اللہ رب العزت کے چہرے کا دیدار کریں گے۔ انہیں ایسی کوئی نعمت عطا نہیں ہوئی ہوگی جو پروردگار کے دیدار سے

٥٦٥٥۔ صحیح بخاری کتاب الصلوۃ (١٥٥٤)، صحیح مسلم کتاب الصلوۃ (٢١١/ ٦٣٣)
٥٦٥٦۔ صحیح مسلم کتاب الایمان (٢٩٨/ ١٨١)

اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ﴾۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

زیادہ انہیں محبوب ہو۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''جن لوگوں نے اچھے عمل کیے۔ ان کے لیے جنت ہے اور مزید بھی ہے''۔ (مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيُ ......دوسری فصل

(٥٦٥٧) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: ((اِنَّ اَدْنٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً لَمَنْ يَنْظُرُ اِلٰى جِنَانِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ نَعِيْمِهٖ وَخَدَمِهٖ وَسُرُرِهٖ مَسِيْرَةَ اَلْفِ سَنَةٍ وَاَكْرَمُهُمْ عَلَى اللّٰهِ مَنْ يَنْظُرُ اِلٰى وَجْهِهٖ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً)) ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وُجُوْهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾ رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ۔

(۵۶۵۷) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ جنت والوں میں سے کم درجے والا شخص وہ ہوگا جو اپنے باغات، اپنی بیویوں، اپنی نعمتوں، اپنے خدمت گاروں اور اپنے آرام کے تخت پوشوں کو دیکھے گا جو ہزار سال کی مسافت کے بقدر جگہ میں ہوں گے۔ اور اللہ رب العزت کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا اکرم وہ شخص ہوگا جو صبح و شام اللہ تعالیٰ کا دیدار کرے گا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''بہت سے چہرے اس دن تروتازہ ہوں گے، وہ اپنے پروردگار کا دیدار کر رہے ہوں گے''۔ (احمد وترمذی)

(٥٦٥٨) وَعَنْ اَبِيْ رَزِيْنٍ الْعُقَيْلِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! اَكُلُّنَا يَرٰى رَبَّهٗ مُخْلِيًا بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: ((بَلٰى))۔ قَالَ: وَمَا آيَةُ ذٰلِكَ فِيْ خَلْقِهٖ؟ قَالَ: ((يَا اَبَا رَزِيْنٍ! اَلَيْسَ كُلُّكُمْ يَرَى الْقَمَرَ لَيْلَةَ الْبَدْرِ مُخْلِيًا بِهٖ؟)) قَالَ: بَلٰى۔ قَالَ: ((فَاِنَّمَا هُوَ خَلْقٌ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ، وَاللّٰهُ اَجَلُّ وَاَعْظَمُ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

(۵۶۵۸) ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم سب قیامت کے دن الگ الگ اپنے پروردگار کو دیکھ سکیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں! میں نے پوچھا: اللہ کی مخلوق میں اس کی علامت کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابورزین! کیا تم سب چودھویں رات کے چاند کو تنہائی میں نہیں دیکھتے ہو؟ ابورزین نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ چاند بھی تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اور اللہ تعالیٰ بہت بلند اور بہت عظمت والا ہے۔ (ابوداود)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ......تیسری فصل

معراج کے موقع پر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا تھا

(٥٦٥٩) عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: هَلْ رَاَيْتَ رَبَّكَ؟ قَالَ: ((نُوْرٌ اَنّٰى اَرَاهُ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۵۶۵۹) ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کیا آپ ﷺ نے اپنے پروردگار کو دیکھا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ تو نور ہے، میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں؟ (مسلم)

٥٦٥٧۔ جامع الترمذی کتاب صفة الجنة (٢٥٥٣/ ٣٣٣٠) یہ روایت ضعیف ہے۔
٥٦٥٨۔ سنن ابی داود کتاب السنة (٤٧٣١) سنن ابن ماجه کتاب السنة (١٨٠) اس کی سند ضعیف ہے۔
٥٦٥٩۔ صحیح مسلم (١٧٨)

توضیح: حجاب اس کا نور ہے اور معنی یہ ہے کہ نور کی وجہ سے میں اسکو دیکھ نہ سکا کیونکہ جب نور بہت ہوتا ہے تو آنکھ چکا چوندھ ہو جاتی ہے۔ اور کچھ دکھلائی نہیں دیتا۔ (نووی)

(٥٦٦٠) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما ﴿مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى﴾ ﴿وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى﴾۔ قَالَ: رَاٰهُ بِفُؤَادِهٖ مَرَّتَيْنِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ قَالَ رَاٰى مُحَمَّدٌ رَبَّهٗ۔ قَالَ عِكْرِمَةُ: قُلْتُ اَلَيْسَ اللّٰهُ يَقُوْلُ: ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ﴾۔ قَالَ: وَيْحَكَ! ذَاكَ اِذَا تَجَلّٰى بِنُوْرِهِ الَّذِيْ هُوَ نُوْرُهٗ، وَقَدْ رَاٰى رَبَّهٗ مَرَّتَيْنِ۔

(٥٦٦٠) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ''ما کذب الفواد ما رای'' اور ولقد راہ نزلۃ اخری'' کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو اپنے دل کے ساتھ دو مرتبہ دیکھا۔ (مسلم) اور ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا'' عکرمہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: کیا اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی نہیں ہے ''اس پرودگار کا نگاہیں ادراک نہیں کرسکتیں اور وہ نگاہوں کا ادراک کرسکتا ہے۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تم پر افسوس ہو' یہ اس وقت ہے جب اللہ رب العزت اپنے اس نور کے ساتھ تجلی فرمائیں گے جو ان کا ذاتی نور ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دو بار دیکھا ہے۔

وہ تو جبرائیل تھے، اللہ رب العزت تو نہیں تھے

(٥٦٦١) وَعَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: لَقِيَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما كَعْبًا بِعَرَفَةَ، فَسَاَلَهٗ عَنْ شَيْءٍ، فَكَبَّرَ حَتّٰى جَاوَبَتْهُ الْجِبَالُ۔ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: اِنَّا بَنُوْ هَاشِمٍ فَقَالَ كَعْبٌ: اِنَّ اللّٰهَ قَسَّمَ رُؤْيَتَهٗ وَكَلَامَهٗ بَيْنَ مُحَمَّدٍ وَمُوْسٰى، فَكَلَّمَ مُوْسٰى مَرَّتَيْنِ، وَرَاٰهُ مُحَمَّدٌ مَرَّتَيْنِ قَالَ مَسْرُوْقٌ: فَدَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ، فَقُلْتُ: هَلْ رَاٰى مُحَمَّدٌ رَبَّهٗ؟ فَقَالَتْ: لَقَدْ تَكَلَّمْتَ بِشَيْءٍ قَفَّ لَهٗ شَعْرِيْ قُلْتُ: رُوَيْدًا، ثُمَّ قَرَاْتُ: ﴿لَقَدْ رَاٰى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى﴾۔ فَقَالَتْ: اَيْنَ تَذْهَبُ بِكَ؟ اِنَّمَا هُوَ جِبْرَئِيْلُ۔ مَنْ اَخْبَرَكَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَاٰى رَبَّهٗ اَوْ كَتَمَ شَيْئًا مِمَّا اُمِرَ بِهٖ اَوْ يَعْلَمُ الْخَمْسَ الَّتِيْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ﴾۔ فَقَدْ اَعْظَمَ الْفِرْيَةَ، وَلٰكِنَّهٗ، وَلٰكِنَّهٗ رَاٰى جِبْرَئِيْلَ، لَمْ يَرَهٗ فِيْ صُوْرَتِهٖ اِلَّا مَرَّتَيْنِ: مَرَّةً عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى، وَمَرَّةً فِيْ

(٥٦٦١) شعبی بیان کرتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کعب رضی اللہ عنہ سے میدان عرفات میں ملے اور اس کوئی چیز پوچھی اور پھر بلند آواز سے اللہ اکبر کہا کہ پہاڑ گونج اٹھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: بلاشبہ ہم ہاشم کی اولاد ہیں۔ کعب رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اللہ تعالیٰ نے اپنی رویت (دیدار) اور اپنے کلام کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان تقسیم کر دیا ہے۔ چنانچہ اللہ موسیٰ سے دو مرتبہ ہم کلام ہوئے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے؟ وہ کہنے لگیں: تو نے ایسی بات کہی ہے کہ میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں۔ میں نے کہا: ذرا توقف سے کام لیجیے، پھر میں نے یہ آیت پڑھی۔'' بلاشبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیوں کو دیکھا'' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: یہ آیات تمہیں کہاں لے جا رہی ہیں؟ اس سے مراد تو جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ جو شخص تمہیں یہ کہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پرودگار کو دیکھا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ایسی بات کو چھپایا ہے جس کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا تھا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پانچ باتوں کا علم ہے جن کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے'' بلاشبہ قیامت کا علم اللہ کے پاس ہے اور وہی بارش نازل کرتا ہے............'' تو اس نے بہت جھوٹ باندھا۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل کو دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ جبرئیل کو اس کی اپنی اصل شکل میں دیکھا' ایک مرتبہ

٥٦٦١۔ صحیح بخاری (٣٢٣٥)، صحیح مسلم (١٧٧)

اَجْیَادٍ، لَهٗ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ، قَدْ سَدَّ الْاُفُقَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔ وَرَوَى الشَّيْخَانِ مَعَ زِيَادَةٍ وَاخْتِلَافٍ، وَفِيْ رِوَايَتِهِمَا: قَالَ: قُلْتُ: لِعَائِشَةَ: فَاَيْنَ قَوْلُهٗ: ﴿ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى۔ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى﴾؟ قَالَتْ: ذَاكَ جِبْرَئِيْلُ۔ عَلَيْهِ السَّلَامُ، كَانَ يَأْتِيْهِ فِيْ صُوْرَةِ الرَّجُلِ، وَاِنَّهٗ اَتَاهُ هٰذِهِ الْمَرَّةَ فِيْ صُوْرَتِهِ الَّتِيْ هِيَ صُوْرَتُهٗ، فَسَدَّ الْاُفُقَ۔

سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اور ایک مرتبہ مکہ مکرمہ کی ایک گھاٹی ''اجیاد'' میں جب کہ جبرئیل کے چھ سو پر تھے۔ اور انہوں نے پورے افق کو گھیر رکھا تھا۔ (ترمذی) نیز بخاری و مسلم نے یہ حدیث کچھ کمی وبیشی کے ساتھ بیان کی ہے اور ان دونوں کی روایت میں ہے کہ مسروق کہتے ہیں: میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: پھر اس فرمان باری تعالیٰ کا کیا مطلب ہوا ''پھر وہ قریب ہوا اور اتر آیا چنانچہ دو کمانوں کے برابر یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا'' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: یہ جبرئیل ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انسان شکل میں آتے تھے اور اس مرتبہ وہ اپنی اس صورت میں آتے تھے جو ان کی اصل صورت ہے اور انہوں نے سارے افق کو گھیر رکھا تھا۔

توضیح: شب معراج میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو دیکھا تھا یا نہیں اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا خیال یہی ہے کہ آپ نے اللہ کو نہیں دیکھا، بہرحال آیت مذکورہ کے بارے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان لوگوں کا رد کیا جو اس سے آپ کا دیدار الٰہی ثابت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ آیت میں جس کی قربت کا ذکر ہے اس سے جبریل علیہ السلام مراد ہیں۔ امام نوویؒ نے کہا ہے کہ اکثر علماء کے نزدیک یہی راجح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھا چونکہ کسی خیال کی تائید میں واضح دلائل نہیں ہیں، اس لیے اس مسئلہ میں خاموش رہنا بہتر ہے۔'' (راز)

(٥٦٦٢) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، فِيْ قَوْلِهٖ: ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى﴾۔ وَفِيْ قَوْلِهٖ: ﴿مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى﴾ وَفِيْ قَوْلِهٖ: ﴿رَاٰى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى﴾۔ قَالَ فِيْهَا كُلِّهَا: رَاٰى جِبْرَئِيْلَ۔ عَلَيْهِ السَّلَامُ، لَهٗ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ قَالَ: ﴿مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى﴾۔ قَالَ: رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم جِبْرَئِيْلَ فِيْ حُلَّةٍ مِنْ رَفْرَفٍ، قَدْ مَلَاَ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَلَهٗ۔ وَلِلْبُخَارِيِّ فِيْ قَوْلِهٖ: ﴿لَقَدْ رَاٰى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى﴾۔ قَالَ: رَاٰى رَفْرَفًا اَخْضَرَ، سَدَّ اُفُقَ السَّمَاءِ۔

(٥٦٦٢) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں ''وہ دو کمانوں کے فاصلہ پر رہ گیا یا اس سے بھی کم'' اور اللہ رب العزت کے اس فرمان کے متعلق ''انہوں نے جس چیز کو دیکھا ان کے دل نے اسے نہ جھٹلایا'' اور اللہ کے اس فرمان ''بلاشبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیوں کو دیکھا'' کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا: ان سب آیات میں مراد جبرئیل ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل کو دیکھا ان کے چھ سو پر تھے۔ (بخاری و مسلم) اور ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ''انہوں نے جس چیز کو دیکھا ان کے دل میں جھٹلایا'' ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کی تفسیر میں کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل کو سبز رنگ کی پوشاک میں دیکھا جس نے آسمان اور زمین کے درمیان کو بھرا ہوا تھا۔ نیز ترمذی اور بخاری کی ایک روایت میں اللہ رب العزت کے اس ارشاد کے بارے میں کہا ''کہ بلاشبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیوں کو دیکھا'' ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل کو سبز لباس پہنے دیکھا کہ جس نے آسمان کا کنارہ روک رکھا ہے۔

٥٦٦٢۔ صحیح بخاری (٤٨٥٦)، صحیح مسلم (١٧٤) البتہ الفاظ کا کچھ اختلاف ہے۔

(٥٦٦٣) وَسُئِلَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، عَنْ قَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾۔ فَقِيْلَ: قَوْمٌ يَقُوْلُوْنَ: اِلٰى ثَوَابِهٖ۔ فَقَالَ مَالِكٌ: كَذَبُوْا فَاَيْنَ هُمْ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿كَلَّا اِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ﴾۔ قَالَ مَالِكٌ: النَّاسُ يَنْظُرُوْنَ اِلَى اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِاَعْيُنِهِمْ، وَقَالَ: لَوْ لَمْ يَرَ الْمُؤْمِنُوْنَ رَبَّهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَمْ يُعَيِّرِ اللّٰهُ الْكُفَّارَ بِالْحِجَابِ فَقَالَ: ﴿كَلَّا اِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ﴾۔ رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ

(۵۶۶۳) مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے اللہ کے اس فرمان کے متعلق دریافت کیا گیا کہ ”کتنے ہی چہرے اپنے پرودگار کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔“ انہیں بتایا گیا کہ کچھ لوگ کہتے ہیں: یہاں مراد ثواب ہے (کہ لوگ ثواب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے) امام مالک نے فرمایا: وہ لوگ جھوٹے ہیں، اس آیت سے مراد وہ کہاں کہ ہرگز نہیں! بے شک وہ اپنے پروردگار کو دیکھنے سے روک دیے جائیں گے۔ امام مالک نے فرمایا: اگر قیامت کے دن لوگ اپنے رب کو نہیں دیکھیں گے تو اللہ کی کافروں کو یہ عار نہ دلاتے کہ وہ روکے جائیں گے۔ امام مالک نے فرمایا: ہرگز نہیں! بے شک لوگ جو کافر ہیں اس دن اپنے رب سے روک دیے جائیں گے۔ (شرح السنۃ)

(٥٦٦٤) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((بَيْنَا اَهْلُ الْجَنَّةِ فِیْ نَعِيْمِهِمْ، اِذْ سَطَعَ لَهُمْ نُوْرٌ، فَرَفَعُوْا رُؤُوْسَهُمْ، فَاِذَا الرَّبُّ قَدْ اَشْرَفَ عَلَيْهِمْ مِنْ فَوْقِهِمْ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ! قَالَ: وَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى: ﴿سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ﴾۔ قَالَ: فَيَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَيَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ، فَلَا يَلْتَفِتُوْنَ اِلٰى شَيْءٍ مِّنَ النَّعِيْمِ مَا دَامُوْا يَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ، حَتّٰى يَحْتَجِبَ عَنْهُمْ وَيَبْقٰى نُوْرُهٗ وَبَرَكَتُهٗ عَلَيْهِمْ فِیْ دِيَارِهِمْ))۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ۔

(۵۶۶۴) جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب جنتی لوگ اپنی نعمتوں میں ہوں گے تو اچانک ان کے سامنے روشنی نمودار ہوگی، وہ اپنے سر اٹھائیں گے تو اچانک ان پر ان کے اوپر سے اللہ رب العزت جلوہ گر ہوں گے۔ اللہ جنتیوں کو کہیں گے: اے جنت میں رہنے والو! السلام علیکم! آپ ﷺ نے فرمایا: اور یہ اللہ کے اس ارشاد (سلام قولا من رب الرحیم) سے ثابت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر اللہ جنتیوں کی جانب دیکھیں گے، اور جنتی اللہ کی جانب دیکھیں گے وہ اللہ کے دیدار میں اس قدر مستغرق ہوں گے کہ وہ کسی اور نعمت کی جانب التفات ہی نہیں کریں گے۔ یہاں تک کہ اللہ ان لوگوں سے چھپ جائیں گے البتہ اس کا نور باقی رہ جائے گا۔ (ابن ماجہ)

❀❀❀❀

٥٦٦٤۔ سنن ابن ماجه (١٨٤) اس کی سند ضعیف ہے۔ اس میں الفضل الرقاشی ہے۔

بَابُ صِفَةِ النَّارِ وَاَهْلِهَا
جہنم اور اہل جہنم کی صفات کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

جہنم کی آگ کی شدت

(٥٦٦٥) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((نَارُكُمْ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِيْنَ جُزْءًا مِّنْ نَارِ جَهَنَّمَ)) قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنْ كَانَتْ لَكَافِيَةً۔ قَالَ: ((فُضِّلَتْ عَلَيْهِنَّ بِتِسْعَةٍ وَّسِتِّيْنَ جُزْءًا كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَاللَّفْظُ لِلْبُخَارِيِّ، وَفِيْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ: ((نَارُكُمُ الَّتِیْ يُوْقِدُ ابْنُ اٰدَمَ))۔ وَفِيْهَا: ((عَلَيْهَا)) وَ ((كُلُّهَا)) بَدَلَ: ((عَلَيْهِنَّ)) وَ ((كُلُّهُنَّ))۔

(٥٦٦٥) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہاری آگ دوزخ کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک ہے۔ آپ سے عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! جلانے کو تو یہی دنیا کی آگ ہی کافی تھی۔ آپ ک نے فرمایا: دوزخ کی آگ کو دنیا کی آگ انہتر درجے زیادہ بڑھا دیا گیا ہے، ہر درجہ دنیا کی آگ کے برابر گرمی رکھتا ہے۔ (بخاری و مسلم) یہ بخاری کے الفاظ ہیں اور مسلم کی روایت میں ہے کہ تمہاری آگ جسے ابن آدم جلاتا ہے۔ نیز اس میں علیہن و کلھن کی بجائے علیہا و کلہا کے الفاظ ہیں۔

(٥٦٦٦) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُؤْتٰى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَهَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ زِمَامٍ، مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ يَجُرُّوْنَهَا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(٥٦٦٦) ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن دوزخ کو لایا جائے گا جبکہ اس کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی، ہر لگام کے ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اسے کھینچ کر لائیں گے۔ (مسلم)

ابوطالب کا انجام

(٥٦٦٧) وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اَهْوَنَ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا مَنْ لَهٗ نَعْلَانِ وَشِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ، يَغْلِیْ مِنْهُمَا دِمَاغُهٗ كَمَا يَغْلِی الْمِرْجَلُ، مَا يُرٰى اَنَّ اَحَدًا اَشَدُّ مِنْهُ عَذَابًا، وَاِنَّهٗ لَاَهْوَنُهُمْ عَذَابًا))۔

(٥٦٦٧) نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً دوزخیوں میں سب سے معمولی عذاب والے کے پاؤں میں آگ کے جوتے اور تسمے ہوں گے جس کی وجہ سے اس کا دماغ ہنڈیا کی طرح کھول رہا ہوگا۔ اور وہ یہ خیال کرے گا کہ کسی دوسرے شخص کو اس سے زیادہ عذاب نہیں ہو رہا، حالانکہ وہ سب سے ہلکے عذاب میں مبتلا ہوگا۔ (بخاری مسلم)

٥٦٦٥۔ صحيح بخاری كتاب بدء الخلق (٣٢٦٥)، صحيح مسلم (٣٠/ ٢٨٤٣)

٥٦٦٦۔ صحيح مسلم كتاب صفة جهنم (٢٩/ ٢٨٤٢)

٥٦٦٧۔ صحيح بخاری (٦٥٦١)، (٦٥٦٢)، صحيح مسلم كتاب الايمان (٣٦٤/ ٢١٣)

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

توضیح: ابوطالب نبی ﷺ کے نہایت ہی معزز چچا تھے، ان کا نام عبدمناف بن عبدالمطلب بن ہاشم ہے۔ سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ ان کے فرزند ہیں۔ ہمیشہ نبی ﷺ کی حمایت کرتے رہے مگر قوم کے تعصب کی بنا پر اسلام قبول نہیں کیا۔ ان کی وفات کے پانچ دن بعد سیدہ خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کا بھی انتقال ہو گیا، ان دونوں کی جدائی سے رسول اللہ ﷺ کو بے حد رنج ہوا، مگر صبر و استقامت کا دامن آپ نے نہیں چھوڑا۔ (راز)

(٥٦٦٨) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَهْوَنُ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا اَبُوْ طَالِبٍ، وَهُوَ مُنْتَعِلٌ بِنَعْلَيْنِ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهُ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

(٥٦٦٨) ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: دوزخیوں میں سے سب سے ہلکا عذاب ابوطالب کو ہوگا۔ وہ آگ کے دو جوتے پہنے ہوئے گا جس کی وجہ سے اس کا دماغ ابل رہا ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

جنت اور جہنم کا ایک ایک لمحہ

(٥٦٦٩) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُؤْتٰى بِاَنْعَمِ اَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيُصْبَغُ فِي النَّارِ صَبْغَةً، ثُمَّ يُقَالُ: يَا ابْنَ آدَمَ! هَلْ رَأَيْتَ خَيْرًا قَطُّ؟ هَلْ مَرَّبِكَ نَعِيْمٌ قَطُّ؟ فَيَقُوْلُ: لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ! وَيُؤْتٰى بِاَشَدِّ النَّاسِ بُؤْسًا فِي الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ، فَيُصْبَغُ صَبْغَةً فِي الْجَنَّةِ، فَيُقَالُ لَهُ: يَا ابْنَ آدَمَ! هَلْ رَأَيْتَ بُؤْسًا قَطُّ؟ وَهَلْ مَرَّ بِكَ شِدَّةٌ قَطُّ؟ فَيَقُوْلُ: لَا وَاللّٰهِ، يَا رَبِّ! مَا مَرَّبِيْ بُؤْسٌ قَطُّ، وَلَا رَأَيْتُ شِدَّةً قَطُّ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(٥٦٦٩) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن دوزخیوں میں سے ایک شخص کو لایا جائے گا جو سب سے زیادہ عیش و آرام کی زندگی بسر کرتا رہا ہوگا، اسے دوزخ میں ایک غوطہ دیا جائے گا، پھر اس کے بعد اس پوچھا جائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے کبھی آرام دیکھا تھا؟ تجھ پر نعمتوں کا کوئی دور آیا تھا؟ وہ کہے گا: اللہ کی قسم! نہیں، اے میرے پروردگار! کبھی نہیں۔ اسی طرح جنتیوں میں سے ایک ایسے شخص کو لایا جائے گا جو دنیا میں سے زیادہ تنگی والا ہوگا۔ اسے جنت کا ایک غوطہ دیا جائے گا اور کہا جائے گا: کیا تو نے کبھی کوئی تنگی دیکھی تھی؟ کیا تجھ پر کبھی سختی کا وقت آیا تھا؟ وہ جواب دے گا۔ نہیں، اللہ کی قسم! اے میرے پروردگار! مجھ پر ہرگز کوئی تنگی اور نہیں آئی اور نہ ہی میں نے کبھی سختی کا دور دیکھا تھا۔ (مسلم)

مشرکین جہنم میں جائیں گے

(٥٦٧٠) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَقُوْلُ اللّٰهُ لِاَهْوَنِ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ: لَوْ اَنَّ لَكَ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَيْءٍ اَكُنْتَ تَفْتَدِيْ بِهٖ؟ فَيَقُوْلُ: نَعَمْ۔ فَيَقُوْلُ: اَرَدْتُ مِنْكَ اَهْوَنَ مِنْ هٰذَا، وَاَنْتَ فِيْ صُلْبِ آدَمَ اَنْ

(٥٦٧٠) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ دوزخیوں میں سے سب سے ہلکے عذاب والے سے پوچھیں گے: اگر تیرے پاس زمین کی اشیا میں سے کوئی چیز ہوتی تو کیا تو اسے اس عذاب سے چھٹکارے کے بدلے میں دے دیتا؟ وہ کہے گا: کیوں نہیں، اللہ فرمائیں گے: میں نے تجھ سے اس وقت بہت ہی معمولی مطالبہ کیا

٥٦٦٨۔ صحیح مسلم کتاب الایمان (٣٦٢/ ٢١٢)

٥٦٦٩۔ صحیح مسلم کتاب التوبۃ (٥٥/ ٢٨٠٧)

٥٦٧٠۔ صحیح بخاری کتاب صفۃ النار (٦٥٥٧)، صحیح مسلم کتاب التوبۃ (٥١/ ٢٨٠٥)

لَا تُشْرِكَ بِيْ شَيْئًا، فَاَبَيْتَ اِلَّا اَنْ تُشْرِكَ بِيْ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تھا جب تو ابھی آدم کی پشت میں تھا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، لیکن تو نے انکار کیا اور میرے ساتھ شریک ٹھہراتا رہا۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: جملہ انبیاء ورسل علیہم السلام کا اولین پیغام یہی رہا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے، قرآن مجید کی بہت سی آیات میں شرک کی تردید بڑے واضح اور مدلل الفاظ میں موجود ہے، مگر صد افسوس کہ دوسری امتوں کی طرح بہت سے نادان مسلمانوں کو بھی شیطان نے گمراہ کر کے شرک میں گرفتار کر دیا۔ عقیدت ومحبت بزرگان کے نام سے ان کو دھوکا دیا اور وہ بھی مشرکین مکہ کی طرح یہی کہنے لگے:

﴿ما نعبدهم الا ليقربونا الى الله زلفى﴾ (الزمر: ٣)

ہم ان بزرگوں کو صرف اسی لیے مانتے ہیں کہ یہ ہم کو خدا کے نزدیک پہنچا دیں، یہ ہمارے وسیلے ہیں، جن کے پوجنے سے خدا ملتا ہے، یہ شیطان کا وہ فریب ہے جو ہمیشہ مشرک قوموں کے لیے ضلالت وگمراہی کا سبب بنا ہے۔ آج بہت سے بزرگوں کے مزاروں پر نادان مسلمان وہ سب حرکتیں کرتے ہیں جو ایک بت پرست بت کے سامنے کرتا ہے، اٹھتے بیٹھتے ان کا نام لیتے ہیں، امداد کے لئے ان کی دہائی دیتے ہیں۔ یا غوث، یا علی وغیرہ ان کے وظائف ہیں۔ جہاں تک قرآن وسنت کی تشریحات ہیں ایسے لوگ کھلے شرک کے مرتکب ہیں اور مشرکین کے لیے اللہ نے جنت کو حرام کر دیا ہے۔ (راز)

جہنم کے عذاب کی مختلف شکلیں

(٥٦٧١) وَعَنْ سُمْرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((مِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ اِلٰى كَعْبَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ اِلٰى حُجْزَتِهِ.، وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ اِلٰى تَرْقُوَتِهِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۵۶۷۱) سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: آگ نے بعض دوزخیوں کو ٹخنوں تک' بعض کو گھٹنوں تک اور بعض کو کمر تک گھیرا ہوگا اور بعض کی گردن تک پہنچی ہوگی۔ (مسلم)

(٥٦٧٢) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَا بَيْنَ مَنْكِبَيِ الْكَافِرِ فِي النَّارِ مَسِيْرَةُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ لِلرَّاكِبِ الْمُسْرِعِ))۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ: ((ضِرْسُ الْكَافِرِ مِثْلُ اُحُدٍ، وَغِلَظُ جِلْدِهِ مَسِيْرَةُ ثَلَاثٍ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ وَذُكِرَ حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ: ((اِشْتَكَتِ النَّارُ اِلٰى رَبِّهَا))۔ فِيْ بَابِ ((تَعْجِيْلِ الصَّلَوَاتِ))۔

(۵۶۷۲) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنم میں کافر کے کندھوں کا درمیانی فاصلہ ایسا ہوگا کہ تیز رفتار سوار کے لیے تین دن کی مسافت ہوگی۔ ایک روایت میں ہے کہ دوزخ میں کافر کی داڑھ احد پہاڑ کے برابر ہوگی اور اس کی جلد کی موٹائی تین رات کی مسافت کے برابر ہوگی۔ (مسلم) اور اس باب سے متعلق ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ دوزخ نے اپنے پروردگار سے شکایت کی۔ جس کا ذکر نماز جلدی ادا کرنے کے باب میں ہو چکا ہے۔

٥٦٧١۔ صحيح مسلم كتاب صفة النار (٣٣/ ٢٨٤٥)

٥٦٧٢۔ صحيح بخاری كتاب صفة النار (٦٥٥١) صحيح مسلم كتاب صفة النار (٤٥/ ٢٨٥٢)، صحيح مسلم كتاب صفة النار (٤٤/ ٢٨٥)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ......دوسری فصل

جہنم کی آگ سیاہ رنگ کی ہوگی

(٥٦٧٣) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أُوْقِدَ عَلَى النَّارِ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى اِحْمَرَّتْ، ثُمَّ أُوْقِدَ عَلَيْهَا اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى اِبْيَضَّتْ، ثُمَّ اُوْقِدَ عَلَيْهَا اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى اِسْوَدَّتْ، فَهِيَ سَوْدَاءُ مُظْلِمَةٌ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

(۵۶۷۳) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: آگ کو ہزار سال جلایا گیا تو اس کا رنگ سرخ ہوگیا' پھر اسے ہزار سال جلایا گیا تو آگ کا رنگ سفید ہوگیا' پھر اسے ہزار سال جلایا گیا تو اس کا رنگ سیاہ ہوگیا۔ پس اب وہ آگ انتہائی سیاہ اور تاریک ہے۔ (ترمذی)

جہنمیوں کی کیفیات

(٥٦٧٤) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ضِرْسُ الْكَافِرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِثْلُ اُحُدٍ، وَفَخِذُهٗ مِثْلُ الْبَيْضَاءِ، وَمَقْعَدُهٗ مِنَ النَّارِ مَسِيْرَةُ ثَلَاثٍ مِثْلُ الرَّبْذَةِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

(۵۶۷۴) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن کافر کی داڑھ احد پہاڑ کے برابر اور اس کی ران بیضاء پہاڑ کے برابر ہوگی اور دوزخ میں اس کے بیٹھنے کی جگہ تین دنوں کی مسافت کی مانند ربذہ کی مسافت کے برابر ہوگی۔ (ترمذی)

(٥٦٧٥) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ غِلْظَ جِلْدِ الْكَافِرِ اِثْنَانِ وَاَرْبَعُوْنَ ذِرَاعًا، وَاِنَّ ضِرْسَهٗ مِثْلُ اُحُدٍ، وَاِنَّ مَجْلِسَهٗ مِنْ جَهَنَّمَ مَا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

(۵۶۷۵) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کافر کی جلد کی موٹائی ۴۲ بیالیس ہاتھ ہوگی اور اس کی ڈاڑھ احد کے برابر ہوگی اور دوزخ میں اس کے بیٹھنے کی جگہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیانی فاصلے کے برابر ہوگی۔ (ترمذی)

(٥٦٧٦) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الْكَافِرَ لَيُسْحَبُ لِسَانُهٗ الْفَرْسَخَ وَالْفَرْسَخَيْنِ بَتَوَطَّاهُ النَّاسُ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

(۵۶۷۶) ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ کافر اپنی زبان کو ایک فرسخ (تین کوس) اور فرسخ (چھ کوس) تک کھینچے گا لوگ اس کو روندیں گے۔ (احمد و ترمذی)

(٥٦٧٧) وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الصَّعُوْدُ جَبَلٌ مِنْ نَارٍ يُتَصَعَّدُ فِيْهِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا، وَيُهْوَى بِهٖ كَذٰلِكَ فِيْهِ اَبَدًا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

(۵۶۷۷) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''صعود'' سے مراد آگ کا ایک پہاڑ ہے۔ ستر سال تک اس میں چڑھایا جائے گا اور وہاں سے اسی طرح اسے ہمیشہ دوزخ میں گرایا جاتا رہے گا۔ (ترمذی)

٥٦٧٣۔ جامع الترمذی کتاب صفة جهنم (٢٥٩١) اس کی سند ضعیف ہے۔

٥٦٧٤۔ جامع الترمذی کتاب صفة جهنم (٢٥٧٨) یہ حدیث صحیح ہے۔

٥٦٧٥۔ جامع الترمذی (٢٥٧٧)، صحیح ابن حبان (٢٦١٦)، مستدرك (٤/ ٥٩٥) اس کی سند صحیح ہے۔

٥٦٧٦۔ جامع الترمذی کتاب صفة جهنم (٢٥٨٠) یہ حدیث ضعیف ہے۔

٥٦٧٧۔ جامع الترمذی کتاب صفة جهنم (٢٥٨٠) یہ حدیث ضعیف ہے۔

جہنم کے عبرت ناک عذاب

(٥٦٧٨) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فِيْ قَوْلِهٖ: ﴿كَالْمُهْلِ﴾۔ ((اَيْ كَعَكَرِ الزَّيْتِ، فَإِذَا قُرِّبَ إِلٰى وَجْهِهٖ سَقَطَتْ فَرْوَةُ وَجْهِهٖ فِيْهِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

(۵۶۷۸) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی ﷺ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اللہ کے اس ارشاد ''کالمہل'' کے بارے میں فرمایا کہ وہ تیل کی تلچھٹ جیسا ہوگا جب اس کو دوزخی کے چہرے کے قریب لے جایا جائے گا تو اس کے چہرے کی کھال اس میں گر جائے گی۔ (ترمذی)

(٥٦٧٩) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْحَمِيْمَ لَيُصَبُّ عَلٰى رُؤُوْسِهِمْ فَيَنْفُذُ الْحَمِيْمُ، حَتّٰى يَخْلُصَ إِلٰى جَوْفِهٖ، فَيَسْلُتُ مَا فِيْ جَوْفِهٖ۔ حَتّٰى يَمْرُقَ مِنْ قَدَمَيْهِ، وَهُوَ الصِّهْرُ ثُمَّ يُعَادُ كَمَا كَانَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

(۵۶۷۹) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب گرم پانی دوزخیوں کے سروں پر گرایا جائے گا تو وہ گرم پانی داخل ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ اس کے پیٹ میں پہنچ جائے گا اور جو کچھ اس کے پیٹ میں ہوگا اسے کاٹ دے گا یہاں تک کہ وہ اس کے دونوں قدموں سے نکل جائے گا۔ یہی مطلب لفظ ''صہر'' کا ہے پھر اسے پہلے کی طرح کر دیا جائے گا۔ (ترمذی)

(٥٦٨٠) وَعَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ قَوْلِهٖ: ﴿يُسْقٰى مِنْ مَّاءٍ صَدِيْدٍ۔ يَتَجَرَّعُهٗ﴾۔ قَالَ: ((يُقَرَّبُ إِلٰى فِيْهِ فَيَكْرَهُهٗ، فَإِذَا أُدْنِيَ مِنْهُ شَوٰى وَجْهَهٗ، وَوَقَعَتْ فَرْوَةُ رَأْسِهٖ، فَإِذَا شَرِبَهٗ قَطَّعَ أَمْعَاءَهٗ، حَتّٰى يَخْرُجَ مِنْ دُبُرِهٖ، يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَسُقُوْا مَاءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ﴾۔ وَيَقُوْلُ: ﴿وَإِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ﴾))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

(۵۶۸۰) ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے اللہ کے اس ارشاد کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔ ''دوزخی زرد آب (خون ملا پیپ) سے پلایا جائے گا جسے وہ گھونٹ گھونٹ پیے گا۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: پانی اس شخص کے منہ کے قریب لایا جائے گا تو وہ اسے ناپسند جانے گا۔ جب وہ پانی اس کے نزدیک کیا جائے گا تو اس کا چہرے کو بھون ڈالے گا اور اس کے سر کی کھال گر جائے گی اور جب وہ اس گرم پانی کو پیے گا تو وہ پانی اس کی انتڑیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا یہاں تک کہ وہ اس کی پشت سے نکل آئے گا۔ اللہ پاک فرماتے ہیں۔ ''اور انہیں کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا جو ان کی انتڑیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔'' اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اگر وہ پیاس کی یاد کریں گے تو ان کی ایسے پانی سے فریاد رسی کی جائے گی جو تیل کی تلچھٹ کی طرح ہوگا' چہروں کو جلا دے گا' وہ انتہائی برا مشروب ہوگا۔'' (ترمذی)

(٥٦٨١) وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لِسُرَادِقُ النَّارِ أَرْبَعَةُ جُدُرٍ، كِثَفُ كُلِّ جِدَارٍ مَسِيْرَةُ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً))۔ رَوَاهُ

(۵۶۸۱) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: دوزخ کے احاطہ کے لیے چار دیواریں ہوں گی' ہر دیوار کی موٹائی چالیس سال کی مسافت کے برابر ہوگی۔ (ترمذی)

٥٦٧٨۔ جامع الترمذی (٢٥٨١، ٢٥٨٤، ٣٣٢٢) اس کی سند ضعیف ہے۔

٥٦٧٩۔ جامع الترمذی کتاب صفة جھنم (٢٥٨٢)، اس کی سند حسن ہے۔

٥٦٨٠۔ جامع الترمذی کتاب صفة جھنم (٢٥٨٣)، سنن نسائی کتاب التفسیر (١١٢٦٣)۔ امام ترمذی نے اسے ضعیف کہا ہے اور اس کی علت عبیداللہ بن بسر مجہول ہے۔

٥٦٨١۔ جامع الترمذی کتاب صفة جھنم (٢٥٨٤) اس کی سند ضعیف ہے۔

التِّرْمِذِیُّ۔

(٥٦٨٢) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ اَنَّ دَلْوًا مِنْ غَسَّاقٍ يُهْرَاقُ فِي الدُّنْيَا لَأَنْتَنَ اَهْلَ الدُّنْيَا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

(٥٦٨٢) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر غساق (دوزخیوں کی پیپ) کا ایک ڈول دنیا میں گرا دیا جائے تو اہل دنیا بدبو سے سڑ جائیں۔ (ترمذی)

(٥٦٨٣) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَرَأَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ ﴿اِتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ اَنَّ قَطْرَةً مِنَ الزَّقُّوْمِ قَطَرَتْ فِي دَارِ الدُّنْيَا لَاَفْسَدَتْ عَلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ مَعَايِشَهُمْ فَكَيْفَ بِمَنْ يَكُوْنُ طَعَامَهُ؟!)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

(٥٦٨٣) ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ ''تم اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تم پر جب موت آئے تو تم مسلمان ہی مرنا۔'' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر زقوم (تھوہر) کا ایک قطرہ بھی دنیا میں گر پڑے تو تمام زمین والوں کی معیشت تباہ کر دے تو پھر اس شخص کا کیا حال ہوگا جس کی خوراک ہی تھوہر ہر گی۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(٥٦٨٤) وَعَنْ اَبِي سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ﴿وَهُمْ فِيْهَا كَالِحُوْنَ﴾ قَالَ: ((تَشْوِيْهِ النَّارُ فَتَقَلَّصُ شَفَتُهُ الْعُلْيَا حَتّٰى تَبْلُغَ وَسْطَ رَأْسِهٖ، وَتَسْتَرْخِي، شَفَتُهُ السُّفْلٰى حَتّٰى تَضْرِبَ سُرَّتَهُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

(٥٦٨٤) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: ''اور ان کے منہ بگڑے ہوئے ہوں گے۔'' آپ نے فرمایا: دوزخ کی آگ ان کے چہروں کو جھلس دے گی اس کا اوپر کا ہونٹ سمٹ کر سر کے درمیان تک پہنچ جائے گا اور نیچے کا ہونٹ لٹک کر ناف تک پہنچ جائے گا۔ (ترمذی)

(٥٦٨٥) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَا اَيُّهَا النَّاسُ! ابْكُوْا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِيْعُوْا فَتَبَاكَوْا، فَاِنَّ اَهْلَ النَّارِ يَبْكُوْنَ فِي النَّارِ حَتّٰى تَسِيْلَ دُمُوْعُهُمْ فِي وُجُوْهِهِمْ. كَاَنَّهَا جَدَاوِلُ، حَتّٰى تَنْقَطِعَ الدُّمُوْعُ، فَتَسِيْلُ الدِّمَاءُ، فَتَقَرَّحَ الْعُيُوْنُ، فَلَوْ اَنَّ سُفُنًا اُزْجِيَتْ فِيْهَا نَجَرَتْ))۔ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ۔

(٥٦٨٥) انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! رویا کرو! اگر تم میں طاقت نہیں (یعنی رونا نہ آئے) تو تکلف کے ساتھ رویا کرو کیونکہ دوزخی دوزخ میں روئیں گے یہاں تک کہ ان کے آنسو ان کے چہروں پر اس طرح بہیں گے گویا کہ پرنالے ہیں، جب آنسو رک جائیں گے تو خون بہنے لگے گا، چنانچہ ان کی آنکھیں زخمی ہو جائیں گی۔ اگر ان میں کشتیاں چھوڑ دی جائیں تو وہ چلنے لگ جائیں۔ (شرح السنۃ)

(٥٦٨٦) وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُلْقٰى عَلٰى اَهْلِ النَّارِ

(٥٦٨٦) ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دوزخیوں پر بھوک اس طرح مسلط کر دی جائے گی کہ بھوک اس عذاب

٥٦٨٢۔ جامع الترمذی کتاب صفة جهنم (٢٥٨٤) اس کی سند ضعیف ہے۔
٥٦٨٣۔ جامع الترمذی: (٢٥٨٥) یہ حدیث صحیح ہے۔
٥٦٨٤۔ جامع الترمذی (٢٥٨٧) (٣١٧٦) اس کی سند ضعیف ہے۔
٥٦٨٥۔ اسے امام بغوی نے شرح السنہ: ٤٤١٨ میں روایت کیا ہے۔ اس میں یزید بن ابان ہے اور وہ ضعیف ہے۔
٥٦٨٦۔ جامع الترمذی: ٢٥٨٦، شہر بن حوشب راوی کی وجہ سے مرفوع اور موقوف دونوں طرح ضعیف ہے۔

الْجُوْعُ، فَيَعْدِلُ مَا هُمْ فِيْهِ مِنَ الْعَذَابِ، فَيَسْتَغِيْثُوْنَ، فَيُغَاثُوْنَ بِطَعَامٍ: ﴿مِنْ ضَرِيْعٍ، لَا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِىْ مِنْ جُوْعٍ﴾، فَيَسْتَغِيْثُوْنَ بِالطَّعَامِ، فَيُغَاثُوْنَ بِطَعَامٍ ذِىْ غُصَّةٍ، فَيَذْكُرُوْنَ اَنَّهُمْ كَانُوْا يُجِيْزُوْنَ الْغُصَصَ فِى الدُّنْيَا بِالشَّرَابِ، فَيَسْتَغِيْثُوْنَ بِالشَّرَابِ فَيُرْفَعُ اِلَيْهِمُ الْحَمِيْمُ. بِكَلَالِيْبِ الْحَدِيْدِ، فَاِذَا دَنَتْ مِنْ وُجُوْهِهِمْ شَوَتْ وُجُوْهَهُمْ، فَاِذَا دَخَلَتْ بُطُوْنَهُمْ قَطَعَتْ مَا فِىْ بُطُوْنِهِمْ، فَيَقُوْلُوْنَ: اُدْعُوْا خَزَنَةَ جَهَنَّمَ، فَيَقُوْلُوْنَ: ﴿اَوَلَمْ تَكُ تَأْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ؟ قَالُوْا: بَلٰى. فَادْعُوْا، وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِيْنَ اِلَّا فِىْ ضَلَالٍ﴾. قَالَ: ((فَيَقُوْلُوْنَ: اُدْعُوْا مَالِكًا، فَيَقُوْلُوْنَ: ﴿يَا مَالِكُ! لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ﴾ قَالَ: ((فَيُجِيْبُهُمْ ﴿اِنَّكُمْ مَاكِثُوْنَ﴾. قَالَ الْاَعْمَشُ: نُبِّئْتُ اَنَّ بَيْنَ دُعَائِهِمْ وَاِجَابَةِ مَالِكٍ اِيَّاهُمْ اَلْفَ عَامٍ قَالَ: فَيَقُوْلُوْنَ: اُدْعُوْا رَبَّكُمْ، فَلَا اَحَدٌ خَيْرٌ مِنْ رَبِّكُمْ، فَيَقُوْلُوْنَ: ﴿رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّيْنَ، رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظَالِمُوْنَ﴾)) قَالَ: ((فَيُجِيْبُهُمْ: ﴿اِخْسَؤُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ﴾)). قَالَ: ((فَعِنْدَ ذٰلِكَ يَئِسُوا مِنْ كُلِّ خَيْرٍ، وَعِنْدَ ذٰلِكَ يَأْخُذُوْنَ فِى الزَّفِيْرِ وَالْحَسْرَةِ وَالْوَيْلِ)). قَالَ: عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَالنَّاسُ لَا يَرْفَعُوْنَ هٰذَا الْحَدِيْثَ. رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ.

کے برابر ہوگی جس میں وہ پہلے سے ہی مبتلا ہوں گے، جب وہ کھانے کی فریاد کریں گے تو ان کی فریاد ایسے کھانے کے ساتھ کی جائے گی جو گلے میں پھنس جانے والا کڑوا ہوگا جس سے وہ سیر ہوں گے اور نہ ہی ان کی بھوک دور ہوگی۔ پھر وہ کھانے کی فریاد کریں گے تو انہیں ایسا کھانا دیا جائے گا جو ان کے گلے میں اٹک جائے گا پھر وہ یاد کریں گے کہ جب دنیا میں ان کے گلے میں کوئی کھانا اٹک جاتا تھا تو وہ اسے پانی کے ساتھ گزارتے تھے چنانچہ وہ پانی کی فریاد کریں گے تب انہیں تیز گرم پانی لوہے کی کنڈیوں کے ساتھ اٹھا کر دیا جائے گا۔ جب ان کے چہروں کے قریب کر دیا جائے گا تو ان کے چہروں کو بھون ڈالے گا جب ان کے پیٹوں میں داخل ہوگا جو ان کے پیٹوں میں ہے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ پس وہ کہیں گے: دوزخ کے داروغہ کو بلاؤ، دوزخ کے دربان کہیں گے: کیا تمہارے پاس تمہارے پیغمبر واضح دلائل لے کر نہیں آئے تھے؟ وہ جواب دیں گے: کیوں نہیں، وہ کہیں گے: تم پکارو، اور کافروں کا پکارنا تو رائیگاں جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو وہ کہیں گے کہ مالک کو بلاؤ، وہ کہیں گے: اے مالک! تیرا رب ہم پر موت کا حکم لگا دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ ان کو جواب دے گا کہ بے شک تم ہمیشہ ہمیشہ اس عذاب میں رہو گے۔ اعمش نے بیان کیا کہ مجھے بتایا گیا: ان کی التجا اور مالک کی طرف انہیں جواب دینے کے درمیان ہزار سال کا عرصہ ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ کہیں گے کہ اپنے پروردگار سے التجا کرو، کوئی اور تمہارے پروردگار سے بہتر نہیں ہے۔ چنانچہ وہ کہیں گے: اے ہمارے پروردگار! ہم پر ہماری بدبختی غالب آ گئی ہے اور ہم گمراہ تھے۔ اے ہمارے پروردگار! ہمیں اس دوزخ سے نکال اگر ہم دوبارہ ایسا کریں گے تو ہم ظالم ہوں گے: آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ انہیں جواب دیں گے کہ تم اس دوزخ میں ذلیل پڑے رہو اور مجھ سے کلام نہ کرو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس وقت وہ ہر قسم کی بھلائی سے ناامید ہو جائیں گے اور نالہ و فریاد شروع کریں گے اور حسرت و واویلا کرنے لگیں گے۔ عبداللہ بن عبدالرحمٰن راوی نے بیان کیا کہ لوگ یعنی رواۃ اس حدیث کو مرفوع بیان نہیں کرتے۔ (ترمذی)

(۵۶۸۷) وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ:

(۵۶۸۷) نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يقول: ((اَنْذَرْتُكُمُ النَّارَ، اَنْذَرْتُكُمُ النَّارَ)) فَمَا زَالَ يَقُوْلُهَا، حَتّٰى لَوْكَانَ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا سَمِعَهٗ اَهْلُ السُّوْقِ، وَحَتّٰى سَقَطَتْ خَمِيْصَةٌ كَانَتْ عَلَيْهِ عِنْدَ رِجْلَيْهِ۔ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

کہ آپ ﷺ نے فرما رہے تھے: میں تمہیں آگ سے ڈراتا ہوں، میں نے تمہیں آگ سے ڈرایا۔ آپ ﷺ اس کلمہ کو بار بار فرما رہے تھے یہاں تک کہ اگر آپ ﷺ میری اس جگہ پر بیٹھے ہوتے تو آپ ﷺ کی آواز کو بازار والے سن لیتے اور آپ ﷺ پر جو چادر تھی وہ آپ ﷺ کے پاؤں کے پاس نیچے گر پڑی۔ (دارمی)

(٥٦٨٨) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِوْ بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ اَنَّ رَصَاصَةً مِثْلَ هٰذِهٖ وَاَشَارَ اِلٰى مِثْلِ الْجُمْجُمَةِ۔ اُرْسِلَتْ مِنَ السَّمَاءِ اِلَى الْاَرْضِ، وَهِيَ مَسِيْرَةُ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ، لَبَلَغَتِ الْاَرْضَ قَبْلَ اللَّيْلِ، وَلَوْ اَنَّهَا اُرْسِلَتْ مِنْ رَأْسِ السِّلْسِلَةِ، لَسَارَتْ اَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ قَبْلَ اَنْ تَبْلُغَ اَصْلَهَا اَوْ قَعْرَهَا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

(٥٦٨٨) عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: اگر سیسے کا ایک گولہ (پتھر) جو اس جیسا ہو اور آپ ﷺ نے (اپنے سر کی طرف) اشارہ کیا کہ کھوپڑی کی طرح ہو اگر آسمان سے زمین کی جانب گرایا جائے جبکہ یہ مسافت پانچ سو سال کی ہے تو وہ رات سے پہلے زمین تک پہنچ جائے گا اور اگر اسے زنجیر کے سرے سے گرایا جائے تو چالیس برس، دن رات لڑھکنے کے باوجود بھی وہ جڑ یا گہرائی تک نہ پہنچ پائے گا۔ (ترمذی)

(٥٦٨٩) وَعَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ، عَنْ اَبِيْهِ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ فِيْ جَهَنَّمَ لَوَادِيًا يُقَالُ لَهٗ: هَبْهَبُ، يَسْكُنُهٗ كُلُّ جَبَّارٍ))۔ رَوَاهُ الدارمي۔

(٥٦٨٩) ابو بردہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ دوزخ میں ایک وادی ہے جس کا نام ''ہبہب'' ہے اس میں متکبر اور سرکش لوگ رہیں گے۔ (ترمذی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

(٥٦٩٠) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((يَعْظُمُ اَهْلُ النَّارِ فِي النَّارِ حَتّٰى اِنَّ بَيْنَ شَحْمَةِ اُذُنِ اَحَدِهِمْ اِلٰى عَاتِقِهٖ مَسِيْرَةَ سَبْعِمِائَةِ عَامٍ، وَاِنَّ غِلَظَ جِلْدِهٖ، سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا، وَاِنَّ ضِرْسَهٗ مِثْلُ اُحُدٍ))۔

(٥٦٩٠) ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: دوزخی دوزخ میں بڑے ہو جائیں گے۔ یہاں تک کہ ان میں سے ایک دوزخی کے کان کی لو سے اس کے کندھے تک کا فاصلہ سات سو سال کی مسافت ہوگا اور اس کی کھال کی موٹائی ستر ہاتھ ہوگی اور اس کی داڑھ احد کے برابر ہوگی۔

دوزخ کے متنوع عذابوں سے اللہ ارحم الراحمین کی پناہ

(٥٦٩١) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ فِيْ

(٥٦٩١) عبد اللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ دوزخ میں سانپ بختی خراسانی لمبی گردنوں

٥٦٨٧۔ مسند احمد: ٤/ ٢٦٨، ٢٧٢، سنن الدارمي: ٢٨١٥، اس کی اسناد صحیح ہیں۔

٥٦٨٨۔ سنن الدارمي: ٢٨١٩، مستدرك للحاكم: ٤/ ٣٣٢، ٥٩٧۔ اس کی سند ضعیف ہے۔

٥٦٨٩۔ جامع الترمذي: ٢٥٨٨، ابوالسمح راوی منکر روایات بیان کرتا تھا۔ اس لیے یہ حدیث ضعیف ہے۔

٥٦٩٠۔ مسند امام احمد: ٢/ ٢٦، اس میں عمران بن زید ابو یحییٰ الطویل ابو یحییٰ القتات سے روایت کرتے ہیں اور یہ دونوں ضعیف ہیں۔

٥٦٩١۔ مسند امام احمد: ٤/ ١٩١۔ اس میں ابن لہیعہ ہے اور یہ ضعیف ہے۔

النَّارِ حَيَّاتٍ كَأَمْثَالِ الْبُخْتِ تَلْسَعُ اِحْدٰا هُنَّ اللَّسْعَةَ فَيَجِدُ حُمُوَّتَهَا۔ اَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا، وَاِنَّ فِي النَّارِ عَقَارِبُ كَأَمْثَالِ الْبِغَالِ الْمُوْكَفَةِ، تَلْسَعُ اِحْدَاهُنَّ اللَّسْعَةَ فَيَجِدُ حُمُوَّتَهَا اَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا))۔ رَوَاهُمَا اَحْمَدُ۔

والے اونٹوں جیسے ہوں گے ان میں سے کوئی سانپ ایک مرتبہ ڈس لے گا تو اس کی تکلیف اور زہر کا اثر چالیس سال تک رہے گا اور بلاشبہ دوزخ میں ان خچروں کے برابر بچھو ہوں گے جن پر پالان رکھا گیا ہے۔ اگر ان میں سے ایک بچھو کاٹے گا تو اس کا زہر و تکلیف چالیس سال تک ہوتی رہے گی۔ ان دونوں روایتوں کو امام احمد نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔

(٥٦٩٢) وَعَنِ الْحَسَنِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ثَوْرَانِ مُكَوَّرَانِ۔ فِي النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))۔ فَقَالَ الْحَسَنُ: وَمَا ذَنْبُهُمَا؟ فَقَالَ: اُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ! فَسَكَتَ الْحَسَنُ۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ۔

(٥٦٩٢) حسن بصریؒ بیان کرتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا کہ قیامت کے دن سورج اور چاند دو ٹکڑے بیل کی طرح ہوں گے جو دوزخ کی آگ میں لپیٹے جائیں گے۔ حسنؒ نے کہا: ان دونوں کا کیا گناہ ہے؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں نے جو کچھ تجھے بیان کیا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے۔ حسنؒ خاموش ہو گئے۔ (بیہقی کتاب البعث و النشور)

(٥٦٩٣) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَدْخُلُ النَّارَ اِلَّا شَقِيٌّ))۔ قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَنِ الشَّقِيُّ؟ قَالَ: ((مَنْ لَّمْ يَعْمَلْ لِلّٰهِ بِطَاعَةٍ، وَلَمْ يَتْرُكْ لَهٗ مَعْصِيَةً))۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ۔

(٥٦٩٣) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دوزخ میں صرف بد بخت شخص داخل ہوگا۔ دریافت کیا گیا: اے اللہ کے رسول! بد بخت کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو نہ تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہوئے نیک کام کرتا ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے گناہ کو چھوڑتا ہے۔ (ابن ماجہ)

❀❀❀❀

٥٦٩٢۔ البیهقی، کتاب البعث و النشور، یہ حدیث صحیح ہے۔

٥٦٩٣۔ ابن ماجه: ٤٢٩٨۔ ابن لہیعہ کی وجہ سے یہ ضعیف ہے۔

بَابُ خَلْقِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ
جنت اور دوزخ کی تخلیق کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

جنت اور جہنم کا مکالمہ

(٥٦٩٤) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَحَاجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَقَالَتِ النَّارُ: اُوْثِرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِيْنَ وَالْمُتَجَبِّرِيْنَ، وَقَالَتِ الْجَنَّةُ: فَمَا لِيْ لَا يَدْخُلُنِيْ اِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ وَعِزَّتُهُمْ۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِلْجَنَّةِ: اِنَّمَا اَنْتِ رَحْمَتِيْ اَرْحَمُ بِكِ مَنْ اَشَاءُ مِنْ عِبَادِيْ، وَقَالَ لِلنَّارِ: اِنَّمَا اَنْتِ عَذَابِيْ بِكِ مَنْ اَشَاءُ مِنْ عِبَادِيْ، وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْكُمَا مِلْؤُهَا، فَاَمَّا النَّارُ فَلَا تَمْتَلِئُ حَتّٰى يَضَعَ اللّٰهُ رِجْلَهٗ۔ تَقُوْلُ: قَطِ قَطِ قَطِ، فَهُنَالِكَ تَمْتَلِئُ وَيُزْوٰى بَعْضُهَا اِلٰى بَعْضٍ، فَلَا يَظْلِمُ اللّٰهُ مِنْ خَلْقِهٖ اَحَدًا، وَاَمَّا الْجَنَّةَ فَاِنَّ اللّٰهَ يُنْشِئُ لَهَا خَلْقًا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۵۶۹۴) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: جنت اور دوزخ کا آپس میں تکرار ہوا۔ دوزخ نے کہا: مجھے تکبر اور جبر کرنے والوں کے لیے منتخب کیا گیا ہے۔ اور جنت نے کہا: میں کیا کہوں! مجھ میں تو صرف کمزور، لوگوں کی نظروں میں حقیر اور ناتجربہ کار داخل ہوں گے۔ اللہ پاک نے جنت سے فرمایا: بلاشبہ تو میری رحمت ہے، میں تیرے ساتھ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہوں گا، رحم کروں گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے دوزخ سے فرمایا: اس میں کوئی شک نہیں کہ تو میرا عذاب ہے، میں تیرے ساتھ بندوں میں سے جس کو چاہوں گا، عذاب دوں گا۔ تم دونوں میں سے ایک کے لیے اس کا بھرنا ہے۔ البتہ دوزخ نہیں بھرے گی جب تک اللہ تعالیٰ دوزخ پر اپنا پاؤں نہ رکھ دیں گے، تب دوزخ کہے گی: بس، بس، بس تو اس وقت دوزخ بھر جائے گی۔ اور اس ایک حصہ دوسرے حصے کے قریب کر دیا جائے گا (اور وہ سمٹ جائے گی) کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔ البتہ جنت کے لیے اللہ تعالیٰ نئی مخلوق پیدا فرما دیں گے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: قسطلانی نے اس مقام پر پچھلے متکلمین کی پیروی سے تاویل کی ہے اور کہا ہے قدم رکھنے سے اس کا ذلیل کرنا مراد ہے یا کسی مخلوق کا قدم مراد ہے، اہل حدیث اس قسم کی تاویلیں نہیں کرتے بلکہ قدم اور اجل کو اسی طرح تسلیم کرتے ہیں جیسے ''سمع''، ''بصر''، ''عین'' اور ''وجہ'' وغیرہ کو اور ابن فورک وغیرہ نے لاعلمی سے رجل کا انکار کیا اور کہا ''رجل'' کا لفظ ثابت نہیں ہے، حالانکہ صحیحین کی روایت میں ''رجل'' کا لفظ بھی موجود ہے۔ (راز)

هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ

(٥٦٩٥) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ يُلْقٰى فِيْهَا وَتَقُوْلُ: هَلْ

(۵۶۹۵) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم میں مسلسل لوگوں کو ڈالا جاتا رہے گا اور جہنم کہتی رہے گی: کیا کچھ اور بھی ہیں؟

٥٦٩٤۔ صحيح بخاری كتاب التفسير ٤٨٥٠، صحيح مسلم كتاب صفة الجنة (٢٨٤٦)

٥٦٩٥۔ صحيح بخاری (٤٨٤٨)، صحيح مسلم (٣٨/ ٢٠٤٨)

مِنْ مَزِيْدٍ؟ حَتّٰى يَضَعَ رَبُّ الْعِزَّةِ فِيْهَا قَدَمَهٗ فَيُزْوٰى بَعْضُهَا اِلٰى بَعْضٍ، فَتَقُوْلُ: قَطٍ قَطٍ، بِعِزَّتِكَ وَكَرَمِكَ، وَلَا يَزَالُ فِي الْجَنَّةِ فَضْلٌ حَتّٰى يُنْشِئَ اللّٰهُ لَهَا خَلْقًا فَيُسْكِنُهُمْ فَضْلَ الْجَنَّةِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَذُكِرَ حَدِيْثُ اَنَسٍ: ((حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ)) فِيْ ((كِتَابِ الرِّقَاقِ))

بالآخر اللہ تعالیٰ اپنا قدم جہنم میں رکھیں گے تو جہنم کا ایک حصہ دوسرے سے مل جائے گا۔ اور جہنم کہے گی: بس، بس! تیری عزت اور تیرے کرم کی قسم! اور جنت میں ہمیشہ وسعت اور فراخی ہو گی۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ جنت کے لیے نئی مخلوق پیدا فرما دیں گے جنہیں جنت کے وسیع علاقے میں آباد کیا جائے گا۔ (بخاری و مسلم) اور انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث جس میں ہے کہ "جنت کو تکلیفوں کے ساتھ ڈھانپ دیا گیا ہے" کا ذکر کتاب الرقاق میں ہو چکا ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ...... دوسری فصل

جنت اور جہنم کن کے لیے؟

(٥٦٩٦) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ قَالَ لِجِبْرَئِيْلَ: اِذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَيْهَا، فَذَهَبَ فَنَظَرَ اِلَيْهَا وَاِلٰى مَا اَعَدَّ اللّٰهُ لِاَهْلِهَا فِيْهَا، ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: اَيْ رَبِّ! وَعِزَّتِكَ لَا يَسْمَعُ بِهَا اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَهَا، ثُمَّ حَفَّهَا بِالْمَكَارِهِ، ثُمَّ قَالَ: يَا جِبْرَئِيْلُ! اِذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَيْهَا، فَذَهَبَ فَنَظَرَ اِلَيْهَا، ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: اَيْ رَبِّ! وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِيْتُ اَنْ لَا يَدْخُلَهَا اَحَدٌ))۔ قَالَ: ((فَلَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ النَّارَ قَالَ: يَا جِبْرَئِيْلُ! اِذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَيْهَا)) قَالَ: ((فَذَهَبَ فَنَظَرَ اِلَيْهَا، ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: اَيْ رَبِّ! وَعِزَّتِكَ لَا يَسْمَعُ بِهَا اَحَدٌ فَيَدْخُلُهَا، فَحَفَّهَا بِالشَّهَوَاتِ، ثُمَّ قَالَ: يَا جِبْرَئِيْلُ! اِذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَيْهَا، فَذَهَبَ فَنَظَرَ اِلَيْهَا، فَقَالَ: اَيْ رَبِّ! وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِيْتُ اَنْ لَا يَبْقٰى اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَهَا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ، والنسائی۔

(٥٦٩٦) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ نے جنت کو پیدا کیا تو جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا: جاؤ! ذرا جنت کو دیکھو چنانچہ وہ گئے انہوں نے جنت کو اور ان چیزوں کو غور سے دیکھا جن کو اللہ تعالیٰ نے جنت والوں کے لیے تیار کیا تھا۔ پھر جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا: اے میرے پروردگار! تیری عزت کی قسم! جنت کے بارے میں جو شخص بھی سنے گا وہ اس میں داخل ہونے کی خواہش کرے گا۔ پھر اللہ نے جنت کو مکروہات طبیعت سے ڈھانپ دیا اور فرمایا: اے جبرئیل! جاؤ' جنت کو دیکھو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چنانچہ وہ گئے انہوں نے جنت کا جائزہ لیا پھر واپس آئے اور بتایا: اے میرے پروردگار! تیری عزت کی قسم! مجھے خدشہ ہے کہ جنت میں کوئی شخص بھی داخل نہ ہو سکے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ نے دوزخ کو پیدا کیا تو جبرئیل سے فرمایا: جاؤ' دوزخ کو دیکھو! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چانچہ وہ گئے انہوں نے دوزخ کو دیکھا پھر واپس آئے اور بتایا: اے میرے پروردگار! دوزخ کے بارے میں جو شخص بھی سنے گا وہ اس میں داخل ہونے سے گھبرائے گا۔ چنانچہ اللہ نے دوزخ کو شہوت نفس کے ساتھ ڈھانپ دیا' پھر فرمایا: اے جبرئیل! جاؤ' دوزخ کو دیکھو۔ چنانچہ وہ گئے انہوں نے دوزخ کو دیکھا' پھر کہا: اے میرے پروردگار! تیری عزت کی قسم! مجھے خدشہ ہے کہ اس میں سبھی داخل ہوں گے۔ (ترمذی' ابوداؤد و نسائی)

٥٦٩٦۔ سنن ابی داود کتاب السنة (٤٧٤٤)، جامع الترمذی کتاب صفة جهنم (٣٨/ ٢٥٦٠) سنن نسائی کتاب الایمان و النذور (٣١٧) اس کی سند حسن ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ..... تیسری فصل

(٥٦٩٧) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى لَنَا يَوْمًا الصَّلَاةَ، ثُمَّ رَقِيَ الْمِنْبَرَ، فَاَشَارَ بِيَدِهٖ قِبَلَ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: ((قَدْ اُرِيْتُ الْآنَ مُذْ صَلَّيْتُ لَكُمُ الصَّلَاةَ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ مُمَثَّلَتَيْنِ فِيْ قِبَلِ هٰذَا الْجِدَارِ، فَلَمْ اَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

(۵۶۹۷) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن نبی گرامی ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی' پھر آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اپنے ہاتھ کے ساتھ مسجد کے قبلہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ابھی جس دوران میں نے تمہاری امامت کروائی: مجھے جنت اور دوزخ کی شبیہیں اس دیوار کے سامنے نظر آئیں۔ میں نے آج تک اس طرح کبھی اتنی اچھی اور بری چیز کا مشاہدہ نہیں کیا۔(بخاری)

توضیح: یہ آپ ﷺ کا معجزہ تھا کہ آپ مہر نبوت کے ذریعہ سے پیٹھ پیچھے سے بھی برابر دیکھ لیا کرتے تھے، بعض دفعہ وحی اور الہام کے ذریعہ سے بھی آپ کو معلوم ہو جایا کرتا تھا، حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہاں حقیقتاً دیکھنا مراد ہے اور یہ آپ کے معجزات میں سے ہے۔(راز)

❀❀❀❀

٥٦٩٧۔ صحیح بخاری۔

بَابُ بَدْءِ الْخَلْقِ وَذِكْرِ الْاَنْبِيَاءِ
کائنات کی ابتدا اور انبیاء کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

(٥٦٩٨) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: اِنِّي كُنْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: اِذْ جَاءَهُ مِنْ بَنِي تَمِيْمٍ، فَقَالَ: ((اِقْبَلُوْا الْبُشْرٰى يَا بَنِي تَمِيْمٍ!)) قَالُوْا: ((بَشَّرْتَنَا فَاَعْطِنَا، فَدَخَلَ نَاسٌ مِنْ اَهْلِ الْيَمَنِ، فَقَالَ: ((اِقْبَلُوْا الْبُشْرٰى يَا اَهْلَ الْيَمَنِ! اِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُوْ تَمِيْمٍ))۔ قَالُوْا: قَبِلْنَا، جِئْنَاكَ لِنَتَفَقَّهَ فِي الدِّيْنِ، وَلِنَسْاَلَكَ عَنْ اَوَّلِ هٰذَا الْاَمْرِ مَا كَانَ؟ قَالَ: ((كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ قَبْلَهُ، وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ ثُمَّ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ، وَكَتَبَ فِي الذِّكْرِ كُلَّ شَيْءٍ)) ثُمَّ اَتَانِي رَجُلٌ فَقَالَ: يَا عِمْرَانُ! اَدْرِكْ نَاقَتَكَ فَقَدْ ذَهَبَتْ، فَانْطَلَقْتُ اَطْلُبُهَا، وَاَيْمُ اللّٰهِ لَوَدِدْتُ اَنَّهَا قَدْ ذَهَبَتْ وَلَمْ اَقُمْ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

(٥٦٩٨) عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس تھا۔ جب آپ کے پاس بنوتمیم کے کچھ لوگ آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے بنوتمیم! خوش خبری قبول کرو‘ انہوں نے کہا: آپ نے ہمیں خوش خبری تو دے دی‘ ہمیں کچھ عطا بھی کریں۔ ان کے بعد اہل یمن کے کچھ لوگ بھی آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اہل یمن ! خوش خبری قبول کرو جب کہ بنوتمیم نے اسے قبول نہیں کیا۔ انہوں نے کہا: ہم نے قبول کیا اور ہم آپ ﷺ کی خدمت میں اس لیے حاضر ہوئے ہیں تا کہ ہم دین کی سمجھ حاصل کریں اور ہم آپ ﷺ سے کائنات کی ابتدا کے بارے میں پوچھیں کہ سب سے پہلے کیا چیز تھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تھا اور اس سے پہلے کوئی چیز نہیں تھی اور اس کا عرش پانی پر تھا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے زمینوں اور آسمانوں کو پیدا کیا‘ پھر لوح محفوظ میں تمام چیزوں کو لکھا۔ عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، پھر ایک شخص میرے پاس آیا اس نے کہا: اے عمران! اپنی اونٹنی کا پتا کرو‘ وہ بھاگ گئی ہے۔ میں اسے ڈھونڈنے لگا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! مجھے یہ پسند تھا کہ اونٹنی بے شک چلی جاتی‘ لیکن میں نہ اٹھتا۔ (بخاری)

توضیح: نبی ﷺ نے بنوتمیم کو اسلام لانے کی وجہ سے آخرت کی بھلائی کی خوش خبری دی تھی، بنوتمیم کے لوگوں نے اپنی کم عقلی سے یہ سمجھا کہ آپ دنیا کا مال و دولت دینے والے ہیں، ان کی اس سوچ سے آپ ﷺ کو دکھ ہوا۔ (راز)

(٥٦٩٩) وَعَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَقَامًا، فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰى دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ، وَاَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ، حَفِظَ ذٰلِكَ مَنْ حَفِظَهُ، وَنَسِيَهُ مَنْ

(٥٦٩٩) عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ ہمارے درمیان خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے، آپ ﷺ نے ہمیں کائنات کے آغاز سے جنت اور دوزخ میں داخل ہونے تک کے تمام احوال کا ذکر فرمایا۔ آپ ﷺ کی ان باتوں کو جس نے یاد رکھا اسے یاد ہیں اور جس نے بھلا

٥٦٩٨۔ صحیح بخاری کتاب المغازی (٣١٩٠، ٣١٩١)

٥٦٩٩۔ صحیح بخاری کتاب بدء الخلق (٣١٩٢)

نَسِيَهُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

دیا یا وہ بھول گیا۔ (بخاری)

اللہ تعالیٰ کی رحمت کا بیان

(۵۷۰۰) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى كَتَبَ كِتَابًا قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ الْخَلْقَ: إِنَّ رَحْمَتِي سَبَقَتْ غَضَبِي؛ فَهُوَ مَكْتُوبٌ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۷۰۰) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کی تخلیق سے پہلے لوح محفوظ میں یہ تحریر فرمایا کہ ''میری رحمت غضب پر سبقت لے گئی ہے۔'' یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں عرش پر تحریر ہے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: اس حدیث سے بھی ابتدائے خلق پر روشنی ڈالنا مقصود ہے، صفات الٰہی کے لیے جو الفاظ وارد ہو گئے ہیں ان کی حقیقت اللہ کے حوالے کرنا، اور ظاہر پر بلاچوں وچرا ایمان لانا یہی سلامتی کا راستہ ہے۔ (راز)

کس کو کس چیز سے پیدا کیا گیا؟

(۵۷۰۱) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُورٍ، وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ، وَخُلِقَ آدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۷۰۱) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا ہے، جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا گیا ہے اور آدم علیہ السلام کو اس چیز سے پیدا کیا گیا جو تمہیں بتا دی گئی ہے یعنی آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔ (مسلم)

(۵۷۰۲) وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَمَّا صَوَّرَ اللّٰهُ آدَمَ فِي الْجَنَّةِ تَرَكَهُ مَا شَاءَ أَنْ يَتْرُكَهُ، فَجَعَلَ إِبْلِيسُ يُطِيفُ بِهِ يَنْظُرُ مَا هُوَ، فَلَمَّا رَآهُ أَجْوَفَ عَرَفَ أَنَّهُ خَلَقَ خَلْقًا لَا يَتَمَالَكُ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۷۰۲) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے جنت میں آدم علیہ السلام کی شکل وصورت بنائی تو اس پیکر کو جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا جنت میں اسی طرح رہنے دیا تو ابلیس نے اس کے گرد گھومنا شروع کر دیا۔ وہ غور کرتا رہا کہ یہ کیا ہے؟ جب اس نے اس مجسمہ کو دیکھا کہ یہ اندر سے کھوکھلا ہے تو وہ سمجھ گیا کہ یہ ایک ایسی مخلوق تخلیق کی جا رہی ہے جو غیر مستحکم ہوگی۔ (مسلم)

(۵۷۰۳) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِخْتَتَنَ إِبْرَاهِيمُ النَّبِيُّ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِينَ سَنَةً بِالْقَدُومِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۷۰۳) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: ابراہیم علیہ السلام نے اپنا ختنہ اسی برس کی عمر میں تیشے بسولے کے ساتھ کیا، اس وقت آپ قدوم مقام میں رہائش رکھتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: اسی عمر میں ان کو ختنے کا حکم آیا، استرہ پاس نہ تھا، اس لیے حکم الٰہی کی تعمیل میں خود ہی بسولے سے ختنہ کر لیا، ابویعلی کی روایت میں اتنی صراحت ہے، بعض منکرین حدیث نے اس حدیث پر بھی اعتراض کیا ہے جو ان کی حماقت کی دلیل ہے، جب ایک انسان

۵۷۰۰۔ صحیح بخاری کتاب التوحید (۷۵۵۴) صحیح مسلم کتاب التوبة (۱۴/ ۲۷۵۱)

۵۷۰۱۔ صحیح مسلم (۶۰/ ۲۹۹۶)

۵۷۰۲۔ صحیح مسلم کتاب الادب (۱۱۱/ ۲۶۲۱)

۵۷۰۳۔ صحیح بخاری کتاب احادیث انبیاء (۳۳۵۶)، (۶۲۹۸)، صحیح مسلم کتاب احادیث انبیاء (۱۵۱/ ۲۳۷۰)

خودکشی کر سکتا ہے، خود اپنے ہاتھ سے اپنی گردن کاٹ سکتا ہے تو ابراہیم کا خود بسولے سے ختنہ کر لینا کون سا موجب تعجب ہے اور اسّی ۸۰ سال کی عمر میں ختنے پر اعتراض کرنا بھی حماقت ہے، جب حکم الٰہی ہوا، اس کی تعمیل کی گئی۔ منکرین حدیث محض عقل سے کورے ہیں۔ (راز)

(٥٧٠٤) وَعَنْهُ ﷛ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَمْ يَكْذِبْ اِبْرَاهِيْمُ اِلَّا ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ: ثِنْتَيْنِ مِنْهُنَّ فِيْ ذَاتِ اللّٰهِ قَوْلُهُ ﴿اِنِّيْ سَقِيْمٌ﴾. وَقَوْلُهُ: ﴿بَلْ فَعَلَهُ كَبِيْرُ هُمْ هٰذَا﴾. وَقَالَ: بَيْنَا هُوَ ذَاتَ يَوْمٍ وَسَارَةَ، اِذْ اَتٰى عَلٰى جَبَّارٍ مِنَ الْجَبَابِرَةِ، فَقِيْلَ لَهُ: اِنَّ هٰهُنَا رَجُلًا مَعَهُ امْرَأَةٌ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ، فَأَرْسَلَ اِلَيْهِ، فَسَاَلَهُ عَنْهَا: مَنْ هٰذِهِ؟ قَالَ: اُخْتِيْ: فَاَتٰى سَارَةَ، فَقَالَ لَهَا: اِنَّ هٰذَا الْجَبَّارَ اِنْ يَعْلَمْ اَنَّكِ امْرَأَتِيْ يَغْلِبْنِيْ عَلَيْكِ، فَاِنْ سَأَلَكِ فَأَخْبِرِيْهِ اَنَّكِ اُخْتِيْ، فَاِنَّكِ اُخْتِيْ فِي الْاِسْلَامِ، لَيْسَ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ مُؤْمِنٌ غَيْرِيْ وَغَيْرُكِ، فَاَرْسَلَ اِلَيْهَا، فَاُتِيَ بِهَا، قَامَ اِبْرَاهِيْمُ يُصَلِّيْ، فَلَمَّا دَخَلَتْ عَلَيْهِ، ذَهَبَ يَتَنَاوَلُهَا بِيَدِهِ، فَاُخِذَ- وَيُرْوٰى فَغُطَّ- حَتّٰى رَكَضَ بِرِجْلِهِ، فَقَالَ: اُدْعِيْ اللّٰهَ لِيْ وَلَا اَضُرُّكِ، فَدَعَتِ اللّٰهَ فَاُطْلِقَ، ثُمَّ تَنَاوَلَهَا الثَّانِيَةَ، فَاُخِذَ مِثْلَهَا اَوْ اَشَدَّ، فَقَالَ: اُدْعِيْ اللّٰهَ لِيْ وَلَا اَضُرُّكِ، فَدَعَتِ اللّٰهَ فَاُطْلِقَ؛ فَدَعَا بَعْضَ حَجَبَتِهٖ، فَقَالَ: اِنَّكَ لَمْ تَأْتِنِيْ بِاِنْسَانٍ، اِنَّمَا اَتَيْتَنِيْ بِشَيْطَانٍ، فَاَخْدَمَهَا هَاجَرَ فَاَتَتْهُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ، فَأَوْمَأَ بِيَدِهٖ مَهْيَمْ؟ قَالَتْ: رَدَّ اللّٰهُ كَيْدَ الْكَافِرِ فِيْ نَحْرِهٖ، وَاَخْدَمَ هَاجَرَ)) قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ: تِلْكَ اُمُّكُمْ يَا بَنِيْ مَاءِ السَّمَاءِ! مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۷۰۴) ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابراہیم ﷤ نے صرف تین جھوٹ بولے (توریے کیے، یعنی بچاؤ کے لیے خلاف واقعہ باتیں کہیں) ان میں سے دو اللہ کے لیے بولے: ایک ان کا کہنا کہ ''میں بیمار ہوں'' اور دوسرے کا یہ کہنا کہ ''یہ کام تو ان کے بڑے نے کیا ہے''۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: ایک دفعہ ابراہیم ﷤ سارہ کی معیت میں ایک جابر بادشاہ کے پاس گزرے تو بادشاہ کو بتایا گیا کہ یہاں ایک شخص ہے، جس کے ساتھ اس کی انتہائی خوب صورت بیوی ہے۔ بادشاہ نے ان کی طرف پیغام بھیجا اور ان سے اس عورت کے بارے میں پوچھا: یہ کون ہے؟ ابراہیم ﷤ نے کہا: یہ میری بہن ہے' پھر ابراہیم ﷤ سارہ کے پاس گئے اور انہیں بتایا کہ اگر اس بادشاہ کو پتا چل گیا کہ تم میری بیوی ہو تو وہ تمہیں مجھ سے زبردستی چھین لے گا۔ اس لیے اگر وہ تم سے پوچھے تو کہنا: تم میری بہن ہو کیونکہ تم اسلامی طور پر میری بہن ہو اور روئے زمین پر میرے اور تمہارے علاوہ کوئی ایمان دار نہیں۔ چنانچہ بادشاہ نے سارہ کی طرف پیغام بھیجا' انہیں لایا گیا تو ابراہیم ﷤ نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ جب سارہ ظالم بادشاہ کے سامنے گئیں تو اس نے ان کو پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھایا مگر وہ وہیں پکڑا گیا اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو دبوچ لیا گیا (گلا دبا دیا گیا) یہاں تک کہ وہ زمین پر پاؤں مارنے لگا۔ اس نے التجا کی کہ تو میرے لیے اللہ سے دعا کر' میں تجھے نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ چنانچہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اس سے دباؤ ختم ہو گیا۔ پھر اس نے دوبارہ پکڑنا چاہا تو اسی طرح دباؤ کی زد میں آ یا یا پہلے سے بھی زیادہ دباؤ ہوا۔ اس نے التجا کی کہ میرے لیے اللہ سے دعا کیجئے میں تجھے کچھ نہیں کہوں گا تو سارا نے اللہ سے دعا کی۔ اس سے گرفت ختم ہو گئی اس نے اپنے بعض نوکروں کو بلایا اور ان سے کہا: تم میرے پاس کسی انسان کو نہیں لائے۔ بلکہ تم کسی شیطان کو میرے پاس لائے ہو۔ بادشاہ نے انہیں ان کی خدمت کے لیے ہاجرہ عطا کر دی۔ سارہ ابراہیم ﷤ کے پاس پہنچی تو وہ نماز ادا کر رہے تھے۔ پس انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے دریافت کیا کہ کیا خبر ہے؟ سارہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے

٥٧٠٤۔ صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء (٣٣٥٨)، صحیح مسلم کتاب المناقب (١٥٤/ ٢٣٧١)

کافر کے مکر کو اسی کے گلے میں ڈال دیا ہے اور اس نے خدمت کے لیے ہاجرہ دی ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اے اہلِ عرب آسمان کے پانی کے بیٹو! وہی تمہاری ماں ہیں۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: اس روایت میں سیدنا ابراہیم کے متعلق تین جھوٹ کا ذکر ہے، جو حقیقت میں جھوٹ نہ تھے، کیونکہ لفظ جھوٹ انبیاء علیہم السلام کی شان سے بہت بعید ہے، ایسے جھوٹ کو دوسرے لفظوں میں تو یہ کہا جاتا ہے، ایک تو یہ وہ ہے جس کا ذکر قرآن پاک میں آیا ہے کہ انہوں نے اپنی قوم کے ساتھ جانے سے انکار کرتے ہوئے کہا تھا کہ ''انی سقیم'' میں اپنے دکھ کی وجہ سے چلنے سے مجبور ہوں، وہ دکھ قوم کے افعال اور حرکات بد دیکھ کر دل کے دکھی ہونے پر شارہ تھا۔ آیت کا یہی مطلب ہے، دوسرا ظاہری جھوٹ جو اس حدیث میں مذکور ہے، سیدہ سارہ علیہا السلام کو امن ظالم بادشاہ کے ظلم سے بچانے کے لئے اپنی بہن قرار دینا، یہ دینی اعتبار سے تھا، دینی اعتبار سے سارے مومن مرد وعورت بھائی بہن ہوتے ہیں۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی یہی مراد تھی۔ تیسرا جھوٹ بتوں کے متعلق قرآن مجید میں وارد ہوا ہے کہ انہوں نے اپنی قوم کے بت خانے کو اجاڑ کر کلہاڑا بڑے بت کے ہاتھ میں دے دیا تھا، اور دریافت کرنے پر فرمایا تھا کہ یہ کام اس بڑے بت نے کیا ہوگا، بت پرستوں کی حماقت ظاہر کرنے کے لیے یہ طنز کے طور پر فرمایا تھا، بطور ''توریہ'' اسے بھی جھوٹ کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے، بہر حال اس حدیث پر بھی منکرین حدیث کا اعتراض محض حماقت ہے۔ اللہ ان کو نیک سمجھ عطا کرے۔ آمین (راز)

(٥٧٠٥) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَحْنُ اَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ اِبْرَاهِيْمَ اِذْ قَالَ: ﴿رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتٰى﴾۔ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ لُوْطًا، لَقَدْ كَانَ يَأْوِيْ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ، وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ طُوْلَ مَا لَبِثَ يُوْسُفُ لَاَجَبْتُ الدَّاعِيَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(٥٧٠٥) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ شک کا حق رکھتے ہیں' جب ابراہیم علیہ السلام نے التجا کی تھی: اے میرے پروردگار! مجھے دکھادے کہ آپ کس طرح مردوں کو زندہ کرتے ہیں؟ لوط علیہ السلام پر اللہ کی رحمتیں ہوں' بلاشبہ وہ مضبوط قوت کی جانب پناہ حاصل کرتے تھے اور اگر میں قید خانے میں اتنا عرصہ رہتا جتنا یوسف علیہ السلام رہے تو میں بلانے والے کی دعوت قبول نہ کرتا۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: اس عبادت کے مطلب میں علماء نے اختلاف کیا ہے کہ ''ہم کو شک کیوں نہ ہو کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو ہوا'' کئی اقوال میں سب سے بہتر اور صحیح وہ قول ہے جو امام ابوابراہیم مزنی اور ایک جماعت علماء نے بیان کیا ہے، یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو شک ہونا محال تھا، اور ان کو شک ہوتا تو اور پیغمبروں کو بھی شک ہوتا، حالانکہ تم جانتے ہو کہ مجھ کو شک نہیں تو ابراہیم علیہ السلام کو بھی شک نہ تھا، اور یہ آپ نے اس لئے فرمایا کہ جب یہ آیت اتری: ''واذ قال ابراهيم رب ارنى كيف تحى الموتى'' الاية تو بعض لوگوں نے ابراہیم علیہ السلام پر غلط گمان کیا اور یہ کہا کہ ان کو شک ہوا مردوں کے جی اٹھنے میں، تب آپ نے ان کا گمان غلط کرنے کے لیے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام پیغمبر تھے، اور پیغمبر بھی کیسے ''خلیل اللہ'' پھر اگر ان کو شک ہوتا تو مجھ کو بھی ضرور شک ہوتا، سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو آپ نے اپنے اوپر مقدم کیا بطریق تواضع اور ادب کے، اور شاید اس وقت تک آپ کو معلوم نہ ہوا ہوگا کہ آپ سب پیغمبروں میں درجہ میں زیادہ ہیں، پھر اختلاف کیا ہے علماء نے کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو شک نہ تھا تو انہوں نے خدا سے درخواست کیوں کی، لیکن ظاہر ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو مردوں کے جی اٹھنے پر یقین تھا، لیکن انہوں نے چاہا کہ اور زیادہ دل کو اطمینان ہو جائے، اور یہ اس طرح ہے کہ پہلے ابراہیم علیہ السلام کو دلائل سے علم حاصل ہو چکا تھا کہ اللہ مردوں کو جلائے گا، لیکن انہوں نے اپنی آنکھوں سے اس امر کو نہ دیکھا تھا، اس لئے انہوں نے چاہا کہ علم استدلالی

٥٧٠٥۔ صحيح بخارى كتاب احاديث الانبياء (٣٣٧٢)، صحيح مسلم كتاب المناقب (٢٣٧١/ ١٥٢)

سے بڑھ کر یقین حاصل ہو، اور وہ مشاہدہ سے ہوتا ہے۔ (نووی)

(٥٧٠٦) وَعَنْهُ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ مُوْسٰی كَانَ رَجُلًا حَيِيًّا سِتِّيْرًا، لَا يُرٰى مِنْ جِلْدِهٖ شَيْءٌ اِسْتِحْيَاءً، فَاٰذَاهُ مَنْ آذَاهُ مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ، فَقَالُوْا: مَا تَسَتَّرَ هٰذَا التَّسَتُّرُ اِلَّا مِنْ عَيْبٍ بِجِلْدِهٖ: اِمَّا بَرَصٌ اَوْ اُدْرَةٌ، وَاِنَّ اللّٰهَ أَرَادَ أَنْ يُبَرِّئَهٗ، فَخَلَا يَوْمًا وَحْدَهٗ لِيَغْتَسِلَ، فَوَضَعَ ثَوْبَهٗ عَلٰى حَجَرٍ، فَفَرَّ الْحَجَرُ بِثَوْبِهٖ، فَجَمَعَ مُوْسٰى فِيْ اَثَرِهٖ يَقُوْلُ: ثَوْبِيْ يَا حَجَرُ! ثَوْبِيْ يَا حَجَرُ! حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى مَلَاءٍ مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ، فَرَأَوْهُ عُرْيَانًا اَحْسَنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ وَقَالُوْا: وَاللّٰهِ مَا بِمُوْسٰى مِنْ بَأْسٍ، وَاَخَذَ ثَوْبَهٗ، وَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا، فَوَاللّٰهِ اِنَّ بِالْحَجَرِ لَنَدَبًا مِنْ اَثَرِ ضَرْبِهٖ ثَلَاثًا اَوْ اَرْبَعًا اَوْ خَمْسًا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(٥٧٠٦) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام نہایت شرمیلے اور ستر کا انتہائی زیادہ خیال رکھنے والے تھے۔ ان کے جسم کے کسی حصہ کو شرم و حیا کی وجہ سے دیکھنا ناممکن تھا۔ ایک دفعہ بنی اسرائیل کے کچھ لوگوں نے انہیں اذیت پہنچانی چاہی اور کہا کہ موسیٰ علیہ السلام جو اس قدر جسم کو چھپا کر رکھتے ہیں تو ان کے جسم پر برص ہے یا ان کی جلد میں تکلیف (خصیوں کا پھول جانا) ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان کو ان عیوب سے مبرا کریں۔ چنانچہ ایک دن تنہائی میں تھے، غسل کے لیے گئے اور کپڑے (اتار کر) ایک پتھر پر رکھے تو وہ پتھر ان کے کپڑوں کو لے بھاگا۔ موسیٰ علیہ السلام پتھر کے پیچھے تیز تیز بھاگے اور کہہ رہے تھے: اے پتھر! میرے کپڑے، اے پتھر! میرے کپڑے! حتیٰ کہ وہ بنی اسرائیل کی ایک جماعت کے پاس پہنچ گئے۔ انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو برہنہ دیکھا تو انہیں اللہ کی مخلوق سے ہر لحاظ سے بہتر پایا۔ اور کہنے لگے: اللہ کی قسم! موسیٰ علیہ السلام کو کچھ نہیں ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے کپڑے اٹھائے اور پتھر کو مارنے لگے۔ اللہ کی قسم! پتھر پر ان کی مار کی وجہ سے تین چار یا پانچ نشان پڑ گئے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: ضرورت کے وقت ستر کھولنا درست ہے، تنہائی میں، غسل کے وقت یا پیشاب کرتے وقت یا بی بی سے صحبت کرتے وقت۔ لیکن لوگوں کے سامنے ستر کھولنا ہرگز درست نہیں، لیکن علماء نے کہا ہے کہ تنہائی میں بھی نہاتے وقت تہہ بند باندھنا مستحب ہے اور ننگے ہو کر نہانا بھی درست ہے، اس حدیث کے لانے سے بھی یہی غرض ہے کہ موسیٰ علیہ السلام خلوت میں ننگے نہاتے تھے، اور یہ حدیث ان لوگوں کے مذہب پر دلیل ہوگی جو کہتے ہیں کہ اگلے لوگوں کی شریعت ہمارے لئے بھی کافی ہے، بشرطیکہ اس سے ممانعت نہ ہوا اور بنی اسرائیل جو ایک دوسرے کے سامنے ننگے ہو کر نہا رہے تھے تو شاید یہ ان کی شریعت میں جائز ہو یا حرام، لیکن وہ اس کو کرتے ہوں جیسے ہماری شرع والے بھی بہت سے حرام کام کرتے ہیں۔ (نووی)

(٥٧٠٧) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بَيْنَا اَيُّوْبَ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا، فَخَرَّ عَلَيْهِ جَرَادٌ مِنْ ذَهَبٍ، فَجَعَلَ اَيُّوْبُ يَحْثِيْ فِيْ ثَوْبِهٖ، فَنَادَاهُ رَبُّهٗ: يَا اَيُّوْبُ! اَلَمْ اَكُنْ اَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرٰى؟ قَالَ: بَلٰى وَعِزَّتِكَ، وَلٰكِنْ لَا غِنٰى بِيْ عَنْ بَرَكَتِكَ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

(٥٧٠٧) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک مرتبہ ایوب علیہ السلام برہنہ غسل کر رہے تھے کہ ان پر سونے کی مکڑیاں گرنے لگیں تو ایوب علیہ السلام انہیں کپڑے میں ڈالنے لگے اللہ تعالیٰ نے کہا اے ایوب! کیا ہم نے تجھے اس سے مستغنی نہیں کر دیا۔ ایوب علیہ السلام نے عرض کیا: کیوں نہیں، تیری عزت کی قسم! لیکن میں تیری برکات سے بے نیاز نہیں ہوں۔ (بخاری)

٥٧٠٦۔ صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء (٣٤٠٤)، صحیح مسلم کتاب المناقب (٢٣٧١/ ١٥٥)

٥٧٠٧۔ صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء (٢٧٩)

(۵۷۰۸) وَعَنْهُ ؓ قَالَ: اِسْتَبَّ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَرَجُلٌ مِنَ الْیَهُوْدِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ: وَالَّذِیْ اصْطَفٰی مُحَمَّدًا عَلَی الْعَالَمِیْنَ۔ فَقَالَ الْیَهُوْدِیُّ: وَالَّذِیْ اصْطَفٰی مُوْسٰی عَلَی الْعَالَمِیْنَ۔ فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ یَدَهٗ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَطَمَ وَجْهَ الْیَهُوْدِیِّ، فَذَهَبَ الْیَهُوْدِیُّ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ، فَأَخْبَرَهٗ بِمَا كَانَ مِنْ اَمْرِهٖ وَاَمْرِ الْمُسْلِمِ، فَدَعَا النَّبِیُّ ﷺ الْمُسْلِمَ فَسَأَلَهٗ عَنْ ذٰلِكَ فَأَخْبَرَهٗ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((لَا تُخَیِّرُوْنِیْ عَلٰی مُوْسٰی، فَاِنَّ النَّاسَ یَصْعَقُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ، فَاَصْعَقُ مَعَهُمْ فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ یُفِیْقُ، فَاِذَا مُوْسٰی بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ، فَلَا اَدْرِیْ كَانَ فِیْمَنْ صَعِقَ فَاَفَاقَ قَبْلِیْ، اَوْ كَانَ فِیْمَنِ اسْتَثْنَی اللّٰهُ؟))۔ وَفِیْ رِوَایَةٍ: ((فَلَا اَدْرِیْ اَحُوْسِبَ بِصَعْقَةِ یَوْمَ الطُّوْرِ، اَوْ بُعِثَ قَبْلِیْ؟ وَلَا اَقُوْلُ: اِنَّ اَحَدًا اَفْضَلُ مِنْ یُوْنُسَ بْنِ مَتّٰی))۔

(۵۷۰۸) ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: ایک مسلمان اور یہودی گالی گلوچ ہو گئے۔ مسلمان نے کہا: اللہ کی قسم جس نے محمد ﷺ کو تمام لوگوں سے منتخب کیا! یہودی نے کہا: اللہ کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام لوگوں پر فوقیت دی! اس پر مسلمان نے یہودی کے منہ پر طمانچہ دے مارا۔ یہودی نبی اکرم ﷺ کے پاس پہنچ گیا اور آپ ﷺ کو اپنے اور مسلمان کے درمیان ہونے والے معاملہ کے متعلق بتایا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کو مسلمان کو بلوایا اور اس جھگڑے کے بارے میں پوچھا۔ تو اس نے آپ ﷺ کو واقعہ بتایا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے موسیٰ پر فضیلت نہ دو۔ جب قیامت کے دن لوگ بے ہوش ہو جائیں گے تو میں بھی ان کے ساتھ بے ہوش ہو جاؤں گا، سب سے پہلے ہوش میں آنے والا میں ہوں گا تو اس وقت موسیٰ علیہ السلام عرش کے پائے کو تھامے ہوئے ہیں گے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ بے ہوش ہوئے ہوں گے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے ہوں گے؟ یا اللہ تعالیٰ نے ان کو مستثنیٰ رکھا ہو؟ اور ایک اور روایت میں ہے' میں نہیں جانتا کہ اس وقت یہ اس لیے ہوگا کہ کوہ طور پر موسیٰ علیہ السلام کی بے ہوشی کو اس بے ہوشی میں شمار کر لیا جائے گا یا مجھ سے پہلے ہوش میں آ جائیں گے۔ میں تو یہ بھی نہیں کہتا کہ کوئی یونس بن متیٰ سے افضل ہے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: یعنی مجھ کو دوسرے نبیوں پر اس طرح فضیلت نہ دو کہ ان کی توہین نکلے یا یہ حکم اس وقت کا ہے جب آپ کو یہ نہیں بتلایا گیا تھا کہ آپ جملہ پیغمبروں سے افضل ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ اپنی رائے سے فضیلت نہ دو جتنا شرع میں وارد ہے اتنا ہی کہو۔ حشر میں ہوش نہ ہونے والوں کا استثناء اس آیت میں ہے ﴿ونفخ فی الصور فصعق من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء اللّٰه﴾ (الزمر: ٦٨) ممکن ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام بھی اس استثنا میں شامل ہوں۔ (راز)

(۵۷۰۹) وَفِیْ رِوَایَةِ اَبِیْ سَعِیْدٍ ؓ، قَالَ: ((لَا تُخَیِّرُوْا بَیْنَ الْاَنْبِیَاءِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔ وَفِیْ رِوَایَةِ اَبِیْ هُرَیْرَةَ: ((لَا تُفَضِّلُوْا بَیْنَ اَنْبِیَاءِ اللّٰهِ))۔

(۵۷۰۹) اور ابوسعید خدری ؓ کی روایت میں ہے کہ آپ ک نے فرمایا: تم انبیائے کرام میں سے کسی کو ایک دوسرے پر ترجیح نہ دو۔ (بخاری ومسلم) اور ابو ہریرہ ؓ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے انبیائے میں سے تم کسی کو ایک دوسرے پر فضیلت نہ دو (یعنی ابنیاء کرام میں امتیاز یا ان کو ایک دوسرے سے نہ بڑھاؤ) (بخاری ومسلم)

(۵۷۱۰) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ما ینبغی لعبد ان یقول:

(۵۷۱۰) ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: کسی کے لیے یہ کہنا مناسب نہیں کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔ (بخاری و

۵۷۰۸۔ صحیح بخاری کتاب المخومات (۲۴۱۱) (۷۴۷۲)، صحیح مسلم کتاب المناقب (۱۶۰/ ۲۳۷۳)
۵۷۱۰۔ صحیح بخاری کتاب التوحید (۷۵۳۹)، صحیح مسلم کتاب المناقب (۲۳۷۷)

انی خیر من یونس بن متی))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔
وَفِیْ رِوَایَةٍ لِلْبُخَارِیِّ قَالَ: ((مَنْ قَالَ: اَنَا خَیْرٌ مِنْ یُوْنُسَ بْنِ مَتّٰی فَقَدْ کَذَبَ))۔

مسلم) بخاری کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے یہ کہا کہ میں یونس بن متی علیہ السلام سے بہتر ہوں' اس نے جھوٹ بولا۔

توضیح: یہ آپ کی کمال تواضع اور کسر نفسی اور اخلاق فاضلہ کی بات ہے ورنہ اللہ نے آپ کو سب انبیاء پر فوقیت عطا فرمائی ہے (راز)

(۵۷۱۱) وَعَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الْغُلَامَ الَّذِیْ قَتَلَهُ الْخَضِرُ طُبِعَ کَافِرًا، وَلَوْ عَاشَ لَاَ رْهَقَ اَبَوَیْهِ طُغْیَانًا وَکُفْرًا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

(۵۷۱۱) ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: وہ لڑکا جس کو خضر علیہ السلام نے قتل کیا تھا۔ وہ کافر پیدا ہوا تھا اور اگر وہ زندہ رہتا تو یقیناً اپنے والدین کو اپنے کفر اور سرکشی سے مصیبت میں مبتلا کر دیتا۔ (بخاری و مسلم)

(۵۷۱۲) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّمَا سُمِّیَ الْخَضِرَ لِاَنَّهٗ جَلَسَ عَلٰی فَرْوَةٍ بَیْضَاءَ فَاِذَا هِیَ تَهْتَزُّ مِنْ خَلْفِهٖ خَضْرَاءَ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

(۵۷۱۲) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: خضر علیہ السلام کا نام اس لیے خضر رکھا گیا کہ آپ زمین کے سفید ٹکڑے پر بیٹھے ہوئے تھے تو اچانک وہ زمین ان کے پیچھے سے سبزہ کی صورت میں لہلہانے لگی۔ (بخاری)

توضیح: کہتے ہیں کہ خضر علیہ السلام کا نام بلیا بن ملکان بن قانع بن عابہ بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام ہے۔
ان کے بیٹھنے سے زمین کا سرسبز ہونا ان کی کرامت تھی۔ اولیاء اللہ کی کرامت برحق ہے بشرطیکہ صحیح طور پر ثابت ہو۔ من گھڑت نہ ہو مگر یہ کرامت محض اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہوتی ہے اولیاء اللہ ہر وقت اس کے محتاج ہیں۔ (راز)

(۵۷۱۳) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((جَاءَ مَلَكُ الْمَوْتِ اِلٰی مُوْسَی ابْنِ عِمْرَانَ، فَقَالَ لَهٗ: اَجِبْ رَبَّكَ))۔ قَالَ: ((فَلَطَمَ مُوْسٰی عَیْنَ مَلَكِ الْمَوْتِ فَفَقَاَهَا))۔ قَالَ: ((فَرَجَعَ الْمَلَكُ اِلَی اللّٰهِ، فَقَالَ: اَنَّكَ اَرْسَلْتَنِیْ اِلٰی عَبْدٍ لَكَ لَا یَرِیْدُ الْمَوْتَ، وَقَدْ فَقَاَ عَیْنِیْ)) قَالَ: ((فَرَدَّ اللّٰهُ اِلَیْهِ عَیْنَهٗ، وَقَالَ: اِرْجِعْ اِلٰی عَبْدِیْ فَقُلْ: اَلْحَیَاةَ تُرِیْدُ؟ فَاِنْ کُنْتَ تُرِیْدُ الْحَیَاةَ فَضَعْ یَدَكَ عَلٰی مَتْنِ ثُوْرٍ، فَمَا تَوَارَتْ یَدُكَ مِنْ شَعْرَةٍ. فَاِنَّكَ تَعِیْشُ بِهَا سَنَةً، قَالَ: ثُمَّ مَهْ؟، قَالَ: ثُمَّ تَمُوْتُ۔ قَالَ: فَالْآنَ مِنْ

(۵۷۱۳) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: موت کا فرشتہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا: اپنے رب کی طرف سے پیغام موت قبول کیجیے! آپ ﷺ نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام نے فرشتے کی آنکھ پر طمانچہ رسید کیا اور اس کی آنکھ نکال دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: فرشتہ اللہ تعالیٰ کے پاس واپس گیا اور کہنے لگا: آپ نے مجھے ایسے بندے کی طرف بھیج دیا جو مرنا نہیں چاہتا! اس نے تو میری آنکھ ہی پھوڑ دی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھ کو صحیح کر دیا اور کہا: میرے بندے سے جا کر کہو کہ کیا آپ مزید زندگی چاہتے ہیں؟ اگر آپ زندگی چاہتے ہیں تو ایک بیل کی کمر پر ہاتھ رکھیے' جتنے بال آپ کے ہاتھ کے نیچے آئیں گے اتنے سال آپ زندہ رہیں گے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: پھر کیا ہوگا؟ تو بتایا گیا کہ پھر موت ہی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: پھر وہ ابھی کیوں نہ ہو' لیکن میری اپنے پروردگار کے

۵۷۱۱۔ صحیح مسلم کتاب القدر (۲۹/ ۲۶۶۱)
۵۷۱۲۔ صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء (۳۴۰۲)
۵۷۱۳۔ صحیح بخاری (۱۳۳۹)، صحیح مسلم (۱۵۷/ ۲۳۷۲) (۱۵۸/ ۲۳۷۲)

قَرِيْبٍ، رَبِّ اَدْنِنِيْ مِنَ الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمْيَةً بِحَجَرٍ))۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَاللّٰهِ لَوْ اَنِّيْ عِنْدَهٗ لَا رَيْتُكُمْ قَبْرَهٗ اِلٰى جَنْبِ الطَّرِيْقِ عِنْدَ الْكَثِيْبِ الْاَحْمَرِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضور التجا ہے کہ رب کریم مجھے بیت المقدس سے پتھر پھینکنے کے فاصلے جتنا قریب کر دے۔ رسول اکرم ﷺ نے کہا: اللہ کی قسم! اگر میں وہاں ہوتا تو موسیٰ علیہ السلام کی قبر تمہیں دکھاتا۔ جو ایک راستے کے کنارے سرخ رنگ کے ٹیلے کے پاس ہے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: ملک الموت سیدنا موسیٰ کے پاس انسانی صورت میں آئے تھے۔ لہٰذا آدمی جان کر ان کو طمانچہ مارا، یہ چیز عقل سے بعید نہیں ہے۔ مگر منکرین حدیث کو بہانہ چاہیے۔ انہوں نے اس حدیث کو بھی تختۂ مشق بنایا ہے جو سراسر ان کی جہالت ہے۔ (راز)

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مقدس اور مبارک مقام میں دفن ہونا بہتر ہے خصوصاً صالحین کے مدفن میں۔ سیدنا موسیٰ نے بیت المقدس میں دفن ہونے پر آرزو نہ کی اس خیال سے کہ قبر مشہور نہ ہو اور لوگ پرستش نہ کرنے لگیں۔ (نووی)

(٥٧١٤) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((عُرِضَ عَلَيَّ الْاَنْبِيَاءُ فَاِذَا مُوْسٰى ضَرْبٌ مِنَ الرِّجَالِ، كَاَنَّهٗ مِنْ رِجَالِ شَنُوْئَةَ، وَرَاَيْتُ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَاَيْتُ بِهٖ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ، وَرَاَيْتُ اِبْرَاهِيْمَ فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَاَيْتُ بِهٖ شَبَهًا صَاحِبُكُمْ يَعْنِيْ نَفْسَهٗ، وَرَاَيْتُ جِبْرَئِيْلَ، فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَاَيْتُ بِهٖ شَبَهًا دِحْيَةُ بْنُ خَلِيْفَةَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۵۷۱۴) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انبیاء میرے سامنے لائے گئے۔ موسیٰ علیہ السلام ہلکے بدن کے آدمی تھے گویا کہ شنوہ قبیلہ کے آدمیوں میں سے ہیں۔ میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا وہ میرے دیکھے ہوئے لوگوں میں مشابہت کے لحاظ سے عروہ بن مسعود سے زیادہ قریب تھے۔ میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا وہ مشابہت کے لحاظ سے تمہارے ساتھی یعنی مجھ سے زیادہ قریب تھے۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا وہ مشابہت کے لحاظ سے میرے دیکھے ہوئے لوگوں میں سے دحیہ بن خلیفہ کے زیادہ قریب تھے۔ (مسلم)

(٥٧١٥) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((رَاَيْتُ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ مُوْسٰى، رَجُلًا آدَمَ طِوَالًا، جَعْدًا كَاَنَّهٗ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ، وَرَاَيْتُ عِيْسٰى رَجُلًا مَرْبُوْعَ الْخَلْقِ، اِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ، سَبِطَ الرَّأْسِ، وَرَاَيْتُ مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ، وَالدَّجَّالَ فِيْ آيَاتٍ۔ اَرَاهُنَّ اللّٰهُ اِيَّاهُ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِنْ لِقَائِهٖ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۵۷۱۵) ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس رات مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا وہ گندم گوں، دراز قد شخصیت کے مالک تھے، ان کے بال گھنگریالے تھے گویا وہ شنوہ قبیلے میں سے ہیں اور میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا وہ درمیانے قد اور سرخ و سفید رنگ کے تھے۔ میں نے دوزخ کے دربان مالک اور دجال کو دیکھا۔ یہ ان نشانیوں کے ضمن میں تھا جنہیں اللہ تعالیٰ نے صرف آپ ہی کو دکھایا، لہٰذا آپ ﷺ کو ان کی ملاقات میں کوئی شک نہیں کرنا چاہیے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: سبط کے معنی سید ہے اور صاف کے ہی جس میں خمیدگی نہ ہو۔ سیدنا موسیٰ کی صفت میں ایک روایت میں جعد کا لفظ آیا ہے حالانکہ دوسری روایت میں ہے کہ ان کے بال سیدھے تھے صاف تھے یہ استشہاد ہے آیۃ کریمہ ﴿فلا تكن في مرية من لقائه﴾ سے جس کی تفسیر قتادہ نے یہی کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ موسیٰ سے بے شک ملے ہیں اور یہی اختیار کیا ہے ایک جماعت نے جیسے مجاہد، کلبی اور سدی وغیرہ نے جمہور علماء کے نزدیک آیت کے یہ معنی ہیں کہ مت شک کر موسیٰ کو کتاب ملنے میں اور یہی مذہب ابن عباس رضی اللہ عنہما اور

٥٧١٤۔ صحيح مسلم كتاب الايمان (٢٧١/ ١٦٧)

بمقاتل کا ہے۔(نووی)

(٥٧١٦) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷜، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ لَقِيْتُ مُوْسٰى فَنَعتَهٗ: فَاِذَا رَجُلٌ مُضْطَرِبٌ، رَجِلُ الشَّعْرِ، كَاَنَّهٗ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ، وَلَقِيْتُ عِيْسٰى رَبْعَةً اَحْمَرَ كَاَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِيْمَاسٍ يَعْنِيْ الْحَمَّامَ وَرَاَيْتُ اِبْرَاهِيْمَ وَاَنَا اَشْبَهُ وُلْدِهٖ بِهٖ)) قَالَ: ((فَاُتِيْتُ بِاِنَائَيْنِ اَحَدُهُمَا لَبَنٌ وَالْاٰخَرُ فِيْهِ خَمْرٌ۔ فَقِيْلَ لِيْ: خُذْ اَيُّهُمَا شِئْتَ۔ فَاَخَذْتُ اللَّبَنَ فَشَرِبْتُهٗ، فَقِيْلَ لِيْ: هُدِيْتَ الْفِطْرَةَ، اَمَا اِنَّكَ لَوْ اَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ اُمَّتُكَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۵۷۱۶) ابو ہریرہ ﷜ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس رات مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی' میں موسیٰ علیہ السلام سے ملا۔ ان کی صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا: وہ طویل القامت شخص تھے ان کے بال معمولی گھنگریالے تھے گویا وہ شنوءہ قبیلے کے ہیں۔ میری ملاقات عیسیٰ علیہ السلام سے بھی ہوئی' ان کا قد درمیانہ اور رنگ سرخ تھا جیسے کہ حمام سے نکلے ہوں۔ میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا' ان کی تمام اولاد سے زیادہ مشابہ میں ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس دو برتن لائے گئے' ان میں سے ایک میں دودھ اور دوسرے میں شراب تھی۔ مجھ سے کہا گیا: ان دونوں میں سے جس کو آپ چاہیں پکڑ لیں۔ چنانچہ میں نے دودھ والے برتن کو پکڑ کر لے لیا۔ تب مجھے کہا گیا: آپ ﷺ کو راہ فطرت کی طرف راہنمائی کی گئی ہے۔ یاد رہے! اگر آپ شراب پکڑ لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔(بخاری ومسلم)

توضیح: دیماس دمس سے مشتق ہے جس کے معنی خاک میں چھپانا اور یہاں مراد ہے یہ غار اور تہ خانہ عنی ان کا روپ و رنگ ایسا تھا جیسے ابھی چیز کو اندر سے نکالیں جس پر دھوپ نہ پڑی اور گرد وغبار بھی نہ لگا ہو۔ اور گمراہ ہو گی یعنی ساری امت جیسے یہودی ونصاریٰ سب کے سب گمراہ ہو گئے۔ اب نصاریٰ کا یہ حال ہے کہ ان میں بہت فرقے ہیں مسلمانوں میں بھی اگر چہ بہت فرقے ہیں اور ہزاروں لاکھوں ان میں نصاریٰ کی طرح سچی توحید پر قائم نہیں شرک میں گرفتار ہیں، لیکن ایک جماعت مسلمانوں کی توحید وسنت میں نہایت مضبوط ہے اور وہ ہمیشہ حق پر قائم ہے۔(نووی)

(٥٧١٧) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷛، قَالَ: سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ، فَمَرَرْنَا بِوَادٍ، فَقَالَ: ((اَيُّ وَادٍ هٰذَا؟)) فَقَالُوْا: وَادِي الْاَزْرَقِ۔ قَالَ: ((كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى مُوْسٰى)) فَذَكَرَ مِنْ لَوْنِهٖ وَشَعْرِهٖ شَيْئًا، وَاضِعًا اِصْبَعَيْهِ فِيْ اُذُنَيْهِ، لَهٗ جُؤَارٌ اِلَى اللّٰهِ بِالتَّلْبِيَةِ، مَارًّا بِهٰذَا الْوَادِيْ))۔ قَالَ: ((ثُمَّ سِرْنَا حَتّٰى اَتَيْنَا عَلٰى ثَنِيَّةٍ))۔ فَقَالَ: ((اَيُّ ثَنِيَّةٍ هٰذِهٖ؟)) قَالُوْا: هَرْشٰى اَوْ لِفْتٌ فَقَالَ: ((كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى يُوْنُسَ

(۵۷۱۷) ابن عباس ﷛ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے نبی اکرم ﷺ کی معیت میں مکے اور مدینے کے درمیان سفر کیا: ہم ایک وادی کے پاس سے گزرے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: یہ کون سی وادی ہے؟ صحابہ ﷡ نے کہا: یہ وادی ازرق ہے۔ آپ ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام کے رنگ اور بالوں کا کچھ تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے اپنی دو انگلیاں اپنے کانوں میں دے رکھی ہیں اور وہ اللہ کی طرف لبیک کہتے ہوئے تفرع آہ زاری کے ساتھ اس وادی سے گزر رہے ہیں۔ ابن عباس ﷛ کہتے ہیں کہ اس کے بعد ہم چلے۔ یہاں تک ہم ایک گھاٹی کے پاس سے گزرے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: یہ کون سی گھاٹی ہے؟ صحابہ ﷡ نے کہا: ''ہرشی'' یا ''لفت'' ہے۔ آپ ﷺ

٥٧١٦۔ صحيح بخاری (٣٣٩٤) (٣٤٣٧)، صحيح مسلم (٢٧٢/ ١٦٨)

٥٧١٧۔ صحيح مسلم كتاب الايمان (٢٦٨/ ١٦٦)

عَلٰى نَاقَةٍ حَمْرَاءَ، عَلَيْهِ جُبَّةُ صُوْفٍ، خِطَامُ نَاقَتِهِ خَلْبَةٌ، مَارًّا بِهٰذَا الْوَادِيْ مُلَبِّيًا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

نے فرمایا: گویا کہ یونس علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں جو سرخ اونٹنی پر سوار ہیں، موٹی اون کا جبہ پہنے ہوئے ہیں، اونٹنی کی نکیل کھجور کی ہے، وہ اس وادی میں لبیک کہتے ہوئے گزر رہے ہیں۔ (مسلم)

(۵۷۱۸) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((خُفِّفَ عَلٰى دَاوٗدَ الْقُرْآنُ، فَكَانَ يَاْمُرُ بِدَوَابِّهٖ فَتُسْرَجَ، فَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ قَبْلَ اَنْ تُسْرَجَ دَوَابُّهٗ وَلَا يَأْكُلُ اِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

(۵۷۱۸) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: داوٗد پر زبور کی تلاوت آسان کی گئی تھی، وہ اپنے چار پایوں کے لیے حکم دیتے کہ ان پر زین کسی جائے۔ وہ زین کسنے سے پہلے ہی زبور کی تلاوت سے فارغ ہو جایا کرتے تھے، نیز داوٗد اپنے ہاتھوں سے محنت کر کے کھاتے تھے۔ (بخاری)

توضیح: اس قدر جلدی زبور پڑھ لینا سیدنا داوٗد کا معجزہ تھا۔ لیکن اب عام مسلمانوں کے لیے قرآن مجید تین دن سے پہلے ختم کرنا خلاف سنت ہے۔ جس نے قرآن پاک تین دن سے پہلے ختم کیا اس نے قرآن فہمی کا حق ادا نہیں کیا۔ داوٗد اپنے سب بھائیوں میں پستہ قد تھے اس لیے لوگ ان کو بنظر حقارت دیکھتے تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے داوٗد کو ان کے بھائیوں پر فضیلت دی اور ان پر زبور نازل فرمائی۔ سیدنا داوٗد کو اللہ تعالیٰ نے لوہے کا کام بطور معجزہ عطا فرمایا کہ لوہا ان کے ہاتھ میں موم ہو جاتا اور وہ ان سے زرہیں بناتے، یہی ان کا ذریعہ معاش تھا۔ (راز)

(۵۷۱۹) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: ((كَانَتْ امْرَأَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا، جَاءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِابْنِ اِحْدَاهُمَا، فَقَالَتْ صَاحِبَتُهَا: اِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ۔ وَقَالَتْ الْاُخْرٰى: اِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ، فَتَحَاكَمَتَا اِلٰى دَاوٗدَ، فَقَضٰى بِهٖ لِلْكُبْرٰى، فَخَرَجَتَا عَلٰى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوٗدَ، فَاَخْبَرَتَاهُ، فَقَالَ: ائْتُوْنِيْ بِالسِّكِّيْنِ اَشُقُّهٗ بَيْنَكُمَا فَقَالَتِ الصُّغْرٰى: لَا تَفْعَلْ، يَرْحَمُكَ اللّٰهُ، هُوَ ابْنُهَا، فَقَضٰى بِهٖ لِلصُّغْرٰى))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۵۷۱۹) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو عورتیں تھیں، ان دونوں کے پاس اپنا اپنا بیٹا تھا۔ ایک بھیڑیا آیا وہ ان میں سے ایک عورت کے بیٹے کو اٹھا کر لے گیا۔ ایک عورت نے دوسری عورت سے کہا: بھیڑیا تیرے بیٹے کو اٹھا کر لے گیا۔ دوسری کہنے لگی: وہ تیرے بیٹے کو اٹھا کر لے گیا ہے۔ آخر وہ دونوں فیصلہ کروانے کے لیے داوٗد کے پاس آئیں اور انہیں واقعہ بتایا انہوں نے بڑی کے حق میں فیصلہ کر دیا پھر وہ سلیمان کے پاس آئیں ان کے سامنے واقعہ بیان کیا تو۔ سلیمان نے کہا: میرے پاس چھری لاؤ تاکہ میں بچے کے دو ٹکڑے کر کے ان میں تقسیم کر دوں۔ چھوٹی عورت کہنے لگی: اللہ آپ پر رحم کریں آپ ایسا نہ کریں! یہ اسی کا بیٹا ہے۔ چنانچہ سلیمان نے چھوٹی عمر والی عورت کے حق میں بچے کا فیصلہ دے دیا۔ (بخاری ومسلم)

(۵۷۲۰) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((قَالَ سُلَيْمَانُ: لَاَ طُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلٰى تِسْعِيْنَ

(۵۷۲۰) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ آج رات میں اپنی نوے بیویوں کے پاس جاؤں گا۔

۵۷۱۸۔ صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء (۳٤۱۷)

۵۷۱۹۔ صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء (۳٤۲۷) (٦۷٦۰) صحیح مسلم (۲۰/ ۱۷۲۰)

۵۷۲۰۔ صحیح بخاری کتاب الایمان و النذور (٦٦۳۹)، صحیح مسلم کتاب الایمان و النذور (۲۵/ ۱٦۵٤)

اِمْرَأَةً۔ وَفِیْ رِوَایَةٍ: بِمِائَةِ امْرَأَةٍ كُلُّهُنَّ تَأْتِیْ بِفَارِسٍ یُجَاهِدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔ فَقَالَ لَهُ الْمَلَكُ: قُلْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔ فَلَمْ یَقُلْ وَنَسِیَ، فَطَافَ عَلَیْهِنَّ، فَلَمْ تَحْمِلْ مِنْهُنَّ اِلَّا امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ جَاءَ تْ بِشِقِّ رَجُلٍ، وَاَیْمُ الَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ، لَوْ قَالَ: اِنْ شَاءَ اللّٰهُ، لَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فُرْسَانًا اَجْمَعُوْنَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

ایک اور روایت میں ہے کہ میں اپنی سو بیویوں کے ساتھ مجامعت کروں گا۔ وہ سب ایک شاہ سوار پیدا کریں گی۔ جو اللہ کے راستے میں جہاد کریں گے۔ ایک فرشتے نے کہا: آپ ان شاء اللہ کہیں، انہوں نے ان شاء اللہ کے کلمات نہ کہے اور وہ بھول گئے۔ انہوں نے اپنی بیویوں سے صحبت کی۔ ان میں سے صرف ایک حاملہ ہوئی' اس کے ہاں بھی ناقص بچہ پیدا ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! اگر سلیمان علیہ السلام ان شاء اللہ کہتے تو سب کے سب اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے شاہ سوار ہوتے۔ (بخاری و مسلم)

(۵۷۲۱) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((كَانَ زَكَرِیَّا نَجَّارًا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۵۷۲۱) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زکریاؑ بڑھئی تھے۔ (مسلم)

توضیح: معلوم ہوا کہ بڑھئی کا پیشہ عمدہ ہے اور افضل یہی ہے کہ انسان محنت کر کے کھائے۔ داوٗدؑ بھی محنت کر کے کھاتے تھے۔ (نووی)

(۵۷۲۲) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَنَا اَوْلَی النَّاسِ بِعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ فِی الْاُوْلٰی وَالْاٰخِرَةِ، الْاَنْبِیَاءُ اِخْوَةٌ مِنْ عَلَّاتٍ، وَاُمَّهَاتُهُمْ شَتّٰی، وَدِیْنُهُمْ وَاحِدٌ، وَلَیْسَ بَیْنَنَا نَبِیٌّ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

(۵۷۲۲) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں دنیا اور آخرت میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے زیادہ قریب ہوں۔ سب انبیاء سوتیلے بھائی ہیں البتہ ان کی مائیں مختلف ہیں' ان کا دین ایک ہے، نیز ہم دونوں کے درمیان کوئی پیغمبر نہیں۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: علاتی بھائی وہ ہیں جن کا باپ ایک ہو اور ماں جدا جدا ہو۔ اسی طرح جملہ انبیاء کا دین ایک ہے۔ اور فروعی مسائل جدا جدا ہیں۔ (راز)

(۵۷۲۳) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ((كُلُّ بَنِیْ اٰدَمَ یَطْعَنُ الشَّیْطَانُ فِیْ جَنْبَیْهِ بِاِصْبَعَیْهِ حِیْنَ یُوْلَدُ، غَیْرَ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ ذَهَبَ یَطْعَنُ فَطَعَنَ فِی الْحِجَابِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

(۵۷۲۳) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: جب بھی آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے کوئی پیدا ہوتا ہے تو شیطان اس کے دونوں پہلو میں اپنی دو انگلیوں سے چوکہ مارتا ہے۔ لیکن عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اس سے محفوظ رہے شیطان نے انہیں مارنا چاہا' لیکن وہ صرف پردے (جھلی) میں مار سکا۔ (بخاری و مسلم)

(۵۷۲۴) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((كَمَلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِیْرٌ، وَلَمْ یَكْمُلْ

(۵۷۲۴) ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مرد تو بہت گزرے ہیں، لیکن عورتوں میں صرف مریم بنت عمران

۵۷۲۱۔ صحیح مسلم کتاب المناقب (۱۶۹/ ۲۳۷۹)
۵۷۲۲۔ صحیح بخاری (۳۴۴۳)، صحیح مسلم (۲۳۶۵/ ۱۴۵)
۵۷۲۳۔ صحیح بخاری (۳۲۸۶)، صحیح مسلم (۷۰/ ۲۴۳۱)
۵۷۲۴۔ صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء (۳۴۱۱) صحیح مسلم کتاب المناقب (۷۰/ ۲۴۳۱)

مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ، وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ، وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَذُكِرَ حَدِيْثُ اَنَسٍ: ((يَا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ))۔ وَحَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ: ((اَيُّ النَّاسِ اَكْرَمُ)) وَحَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ: ((الْكَرِيْمُ بْنُ الْكَرِيْمِ))۔ فِيْ ((بَابِ الْمُفَاخَرَةِ وَالْعَصَبِيَّةِ))۔

اور آسیہ زوجہ فرعون کامل تھیں اور تمام عورتوں پر عائشہ رضی اللہ عنہا کو فضیلت ہے جس طرح ثرید کو تمام کھانوں پر فضیلت حاصل ہے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: ثرید اس کھانے کو کہتے ہیں کہ روٹی اور شوربا ملا کر کھایا جاتا ہے۔ کمال سے مراد یہاں وہ کمال ہے جو ولایت سے بڑھ کر نبوت کے قریب پہنچا، مگر نبوت نہ ملی ہو۔ اس تاویل کی ضرورت اس لیے ہوئی کہ ولی تو بہت سی عورتیں گزری ہیں اور پیغمبر کوئی عورت نہیں گزری۔ اور اس پر اجماع ہے۔ (راز)

اس حدیث سے بعض لوگوں نے استدلال کیا ہے کہ یہ دونوں عورتیں نبی تھیں، لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ نبی نہ تھی بلکہ ولی تھیں۔ (نووی)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ...... دوسری فصل

(۵۷۲۵) عَنْ اَبِیْ رَزِيْنٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَيْنَ كَانَ۔ رَبُّنَا قَبْلَ اَنْ يَخْلُقَ خَلْقَهُ؟ قَالَ: ((كَانَ فِيْ عَمَاءٍ، مَا تَحْتَهُ هَوَاءٌ، وَمَا فَوْقَهُ هَوَاءٌ، وَخَلَقَ عَرْشَهُ عَلَى الْمَاءِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: قَالَ يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ: الْعَمَاءُ: اَيْ لَيْسَ مَعَهُ شَيْءٌ۔

(۵۷۲۵) ابورزین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کائنات کی تخلیق سے پہلے ہمارا پروردگار کہاں تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ''عماء'' میں تھا۔ نہ اس کے نیچے ہوا تھی اور نہ اس کے اوپر ہوا تھی اور اس نے اپنے عرش کو پانی پر پیدا کیا: (ترمذی) امام ترمذی بیان کرتے ہیں کہ یزید بن ہارون نے ''عماء'' کا معنی بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی۔

(۵۷۲۶) وَعَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ رضی اللہ عنہ، زَعَمَ اَنَّهُ كَانَ جَالِسًا فِي الْبَطْحَاءِ فِيْ عِصَابَةٍ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم جَالِسٌ فِيْهِمْ، فَمَرَّتْ سَحَابَةٌ، فَنَظَرُوْا اِلَيْهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ((مَا تُسَمُّوْنَ هٰذِهِ؟)) قَالُوْا: السَّحَابَ۔ قَالَ: ((وَالْمُزْنَ؟)) قَالُوْا: وَالْمُزْنَ قَالَ: ((وَالْعِنَانَ؟))۔ قَالُوْا: وَالْعِنَانَ۔ قَالَ: ((هَلْ تَدْرُوْنَ مَا بُعْدُ مَا بَيْنَ السَّمَاءَ وَالْاَرْضِ؟))۔

(۵۷۲۶) عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ بطحاء میں بیٹھے ہوئے تھے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان میں تشریف فرما تھے' اچانک ایک بادل کا ٹکڑا گزرا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اس کی طرف دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس کا کیا نام رکھتے ہو؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: ''سحاب''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اس کو ''مزن'' بھی کہتے ہو؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: جی ہاں! ''مزن'' بھی کہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اس کو ''عنان'' بھی کہتے ہو؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: ''عنان'' بھی کہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ آسمان اور زمین کے درمیان کتنی

۵۷۲۵۔ جامع الترمذی کتاب التفسیر (۳۱۰۹) سنن ابن ماجه کتاب السنة (۱۸۲) اس کی سند ضعیف ہے۔

۵۷۲۶۔ سنن ابی داود کتاب النسة (٤٧٢٣) جامع الترمذی کتاب التفسیر (۳۳۲۰) اس کی سند ضعیف ہے۔

قَالُوْا: لَا نَدْرِیْ قَالَ: ((اِنَّ بُعْدَ مَا بَیْنَهُمَا اَمَّا وَاحِدَةٌ وَاِمَّا اِثْنَتَانِ اَوْ ثَلَاثٌ وَسَبْعُوْنَ سَنَةً، وَالسَّمَاءُ الَّتِیْ فَوْقَهَا كَذٰلِكَ)) حَتّٰی عَدَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ۔ ثُمَّ ((فَوْقَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ بَحْرٌ، بَیْنَ اَعْلَاهُ وَاَسْفَلِهٖ كَمَا بَیْنَ سَمَاءٍ اِلٰی سَمَاءٍ، ثُمَّ فَوْقَ ذٰلِكَ ثَمَانِیَةُ اَوْعَالٍ، بَیْنَ اَظْلَافِهِنَّ وَوَرِكِهِنَّ مِثْلُ مَا بَیْنَ سَمَاءٍ اِلٰی سَمَاءٍ، ثُمَّ عَلٰی ظُهُوْرِ هِنَّ الْعَرْشُ، بَیْنَ اَسْفَلِهٖ وَاَعْلَاهُ مَا بَیْنَ سَمَاءٍ اِلٰی سَمَاءٍ ثُمَّ اللّٰهُ فَوْقَ ذٰلِكَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَاَبُوْدَاوُدَ۔

مسافت ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: ہمیں اس کا علم نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان دونوں کا درمیانی فاصلہ اکہتر یا بہتر یا تہتر سال ہے۔ اور اس سے اوپر جو آسمان ہے ان دونوں کے درمیان بھی اتنا ہی فاصلہ ہے۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات آسمانوں کا ذکر کیا، پھر ساتویں آسمان کے اوپر ایک سمندر ہے اس کی بلندی اور اس کی تہہ کا درمیانی فاصلہ اتنا ہے جتنا کہ ایک آسمان اور دوسرے آسمان کے درمیان ہے، پھر اس کے اوپر آٹھ پہاڑی بکرے ہیں ان کے کھروں اور گھٹنوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ ایک آسمان اور دوسرے آسمان کے درمیان ہے، پھر ان کی پشت پر عرش ہے، جس کے اوپر والے حصے کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ ایک آسمان اور دوسرے آسمان کے درمیان ہے اور پھر اس کے اوپر اللہ تعالیٰ جلوہ افروز ہیں۔ (ترمذی، وابوداوٗد)

(۵۷۲۷) وَعَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: اَعْرَابِیٌّ، فَقَالَ: جُهِدَتِ الْاَنْفُسُ، وَجَاعَ الْعِیَالُ، وَنُهِكَتِ الْاَمْوَالُ، وَهَلَكَتِ الْاَنْعَامُ فَاسْتَسْقِ اللّٰهَ لَنَا، فَاِنَّا نَسْتَشْفِعُ بِكَ عَلَی اللّٰهِ، وَنَسْتَشْفِعُ بِاللّٰهِ عَلَیْكَ۔ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ))۔ فَمَا زَالَ یُسَبِّحُ حَتّٰی عُرِفَ ذٰلِكَ فِیْ وُجُوْهِ اَصْحَابِهٖ، ثُمَّ قَالَ: ((وَیْحَكَ اِنَّهٗ لَا یُسْتَشْفَعُ بِاللّٰهِ اَحَدٍ، شَاْنُ اللّٰهِ اَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ، وَیْحَكَ اَتَدْرِیْ مَا اللّٰهُ؟ اِنَّ عَرْشَهٗ عَلٰی سَمَاوَاتِهٖ لَهٰكَذَا)) وَقَالَ بِاَصَابِعِهٖ مِثْلَ الْقُبَّةِ عَلَیْهِ ((وَاِنَّهٗ لَیَئِطُّ اَطِیْطَ الرَّحْلِ بِالرَّاكِبِ)) رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ۔

(۵۷۲۷) جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا: انسانی جانیں مشقت میں ہیں، اہل و عیال قحط میں ہیں، مالوں میں کمی ہو رہی ہے اور مویشی ہلاک ہو رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے بارش کی دعا کریں۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے پاس شفاعت کے لیے لے جا رہے ہیں اور اللہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شفاعت کے لیے لا رہے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سبحان اللہ، اللہ پاک ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل سبحان اللہ کہتے رہے یہاں تک کہ آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے چہروں کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔ بعد ازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تجھ پر افسوس ہو! اللہ تعالیٰ کو کسی شخص کے پاس شفیع مقرر نہیں کیا جا سکتا، اللہ تعالیٰ کی شان اس سے بلند ہے۔ تیرے لیے افسوس ہو! کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و شان کیا ہے؟ بلا شبہ اللہ تعالیٰ کا عرش اس کے آسمانوں کو اس طرح احاطہ کیے ہوئے ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیوں کو قبہ کی صورت میں بنایا اور اس سے اس طرح چر چراہٹ کی آواز نکلتی ہے جس طرح سواری کی زین سوار ہونے سے چر چراتی ہے۔ (ابوداوٗد)

(۵۷۲۸) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((اُذِنَ لِیْ اَنْ اُحَدِّثَ عَنْ

(۵۷۲۸) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں حاملین عرش فرشتوں میں

۵۷۲۷۔ سنن ابی داود (۴۷۲۶)، التوحید لابن خزیمة (۱۴۷) اس کی سند ضعیف ہے۔

۵۷۲۸۔ سنن ابی داود کتاب السنة (۴۷۲۷) اس کی سند صحیح ہے۔

مَلَكٍ مِنْ مَلَائِكَةِ اللّٰهِ مِنْ حَمَلَةِ الْعَرْشِ، اَنَّ مَا بَيْنَ شَحْمَةِ أُذُنَيْهِ اِلٰى عَاتِقَيْهِ مَسِيْرَةَ سَبْعِمِائَةِ عَامٍ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

سے ایک فرشتے کے بارے میں وضاحت کروں کہ اس کے دونوں کانوں کی لو اور اس کے کندھوں کے درمیان سات سو سال کی مسافت ہے۔(ابوداؤد)

(۵۷۲۹) وَعَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰى رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لِجِبْرَئِيْلَ: ((هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ، فَانْتَفَضَ جِبْرَئِيْلُ: وَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! اِنَّ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ سَبْعِيْنَ حِجَابًا مِنْ نُوْرٍ، لَوْ دَنَوْتُ مِنْ بَعْضِهَا لَاحْتَرَقْتُ))۔ هٰكَذَا فِي الْمَصَابِيْحِ۔

(۵۷۲۹) زرارہ بن اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا تم نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے؟ جبرئیل علیہ السلام پر کپکپی طاری ہوگئی اور انہوں نے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان نور کے ستر پردے حائل ہیں۔ اگر میں ان میں سے کسی ایک پردے کے قریب انگلی کے ایک پورے کے برابر بھی ہو جاؤں تو میں جل جاؤں۔ (مصابیح میں روایت کے الفاظ اسی طرح ہیں)

(۵۷۳۰) وروَاهُ اَبُوْ نَعِيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ عَنْ اَنَسٍ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْ: ((فَانْتَفَضَ جِبْرَئِيْلُ))۔

(۵۷۳۰) نیز ابونعیم رضی اللہ عنہ نے مذکورہ حدیث کو ''الحلیہ'' میں انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔ لیکن ابونعیم رضی اللہ عنہ نے اس بات کا ذکر نہیں کیا کہ جبرئیل علیہ السلام پر کپکپی طاری ہوگئی تھی۔

(۵۷۳۱) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اِسْرَافِيْلَ، مُنْذُ يَوْمِ خَلْقِهٖ صَافًّا قَدَمَيْهِ لَا يَرْفَعُ بَصَرَهٗ، بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى سَبْعُوْنَ نُوْرًا، مَا مِنْهَا مِنْ نُوْرٍ يَدْنُوْمِنْهُ اِلَّا احْتَرَقَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهٗ۔

(۵۷۳۱) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ اللہ نے اسرافیل علیہ السلام کو جس وقت سے پیدا فرمایا ہے وہ صف بستہ کھڑے ہیں، اپنی نظر تک کو بلند نہیں کرتے، ان کے اور ان کے رب تعالیٰ کے درمیان نور کے ستر پردے حائل ہیں۔ اسرافیل جس نور کے قریب بھی ہوں گے وہ جل جائیں گے۔ (ترمذی) امام ترمذی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

(۵۷۳۲) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ وَذُرِّيَّتَهٗ، قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ: يَا رَبِّ! خَلَقْتَهُمْ يَأْكُلُوْنَ وَيَشْرَبُوْنَ وَيَنْكِحُوْنَ وَيَرْكَبُوْنَ، فَاجْعَلْ لَّهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا الْاٰخِرَةَ۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: لَا اَجْعَلُ مَنْ خَلَقْتُهٗ بِيَدَيَّ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ كَمَنْ قُلْتُ لَهٗ: كُنْ فَكَانَ))۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ۔

(۵۷۳۲) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ نے آدم اور ان کی اولاد کو پیدا فرمایا تو فرشتوں نے کہا: اے ہمارے پروردگار! آپ نے ان کو پیدا کیا ہے یہ کھاتے ہیں، پیتے ہیں، نکاح کرتے ہیں اور سوار ہوتے ہیں چنانچہ آپ انہیں صرف دنیا عطا کریں اور ہمیں آخرت عطا کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جس مخلوق کو میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور اس میں اپنی روح پھونکی، اسے میں اس مخلوق کے برابر نہیں کروں گا جس کے لیے میں نے کلمہ ''کن'' کہا تو وہ ہوگئی۔ (بیہقی، شعیب الایمان)

۵۷۲۹۔ المصابیح (۵۲۷۹/ ۳۲)

۵۷۳۰۔ حلیۃ الاولیاء (۵/ ۵۵)

۵۷۳۱۔ جامع الترمذی۔ امام ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے امام ترمذی کا اس کو صحیح کہنا درست نہیں کیونکہ میں نے یہ حدیث ترمذی میں نہیں پائی۔

۵۷۳۲۔ شعب الایمان (۱۴۹) اس کی سند ضعیف ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ......تیسری فصل

(٥٧٣٣) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ((اَلْمُؤْمِنُ اَكْرَمُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ بَعْضِ مَلَائِكَتِهِ)). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ.

(۵۷۳۳) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: مومن شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے بعض فرشتوں سے افضل ہے۔ (ابن ماجہ)

(٥٧٣٤) وَعَنْهُ قَالَ: اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِىْ فَقَالَ: ((خَلَقَ اللّٰهُ التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ، وَخَلَقَ فِيْهَا الْجِبَالَ يَوْمَ الْاَحَدِ، وَخَلَقَ الشَّجَرَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ، وَخَلَقَ الْمَكْرُوْهَ يَوْمَ الثَّلَاثَاءِ، وَخَلَقَ النُّوْرَ يَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ، وَبَثَّ فِيْهَا الدَّوَابَّ يَوْمَ الْخَمِيْسِ، وَخَلَقَ آدَمَ بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فِىْ آخِرِ الْخَلْقِ وَاٰخِرِ سَاعَةٍ مِنَ النَّهَارِ فِيْمَا بَيْنَ الْعَصْرِ اِلَى اللَّيْلِ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۷۳۴) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہفتہ کے روز مٹی کو پیدا کیا' اتوار کے دن پہاڑ بنائے' پیر کے روز درخت پیدا کیے' منگل کے دن ناپسندیدہ چیزیں پیدا کیں' بدھ کے دن روشنی کو پیدا کیا' جمعرات کے روز روئے زمین پر چار پایوں کو پھیلایا اور جمعہ کے دن عصر کے بعد سب سے آخر میں آدم کو پیدا کیا۔ یہ آخری تخلیق دن کے آخری حصے میں عصر اور رات کے درمیان عمل میں آئی۔ (مسلم)

توضیح: سوموار کے دن درخت کو پیدا کیا تو معلوم ہوا کہ پہلے درخت پیدا ہوا نہ کہ پھل کیونکہ پھل اور بیج تو درخت سے پیدا ہوتا ہے۔ سیدنا آدمؑ کو جمع کے دن عصر کے بعد بنایا، سب سے آخر مخلوقات میں سب سے آخر ساعت میں جمعہ کی عصر سے لے کر رات تک آدم پیدا ہوئے اس روایت سے معلوم ہوا کہ زمین کے قریب ہی آدمؑ پیدا ہوئے بعض روایت میں آتا ہے کہ انسان سے پہلے زمین پر جنات آباد تھے اور ابلیس ان کا سردار تھا۔ سو وہ اس کے خلاف نہیں ہے کیونکہ آدمؑ کو اللہ تعالیٰ نے مدت تک جنت میں رکھا اس مدت میں زمین پر جن بستے ہوں گے۔ واللہ اعلم (نووی)

(٥٧٣٥) وَعَنْهُ، قَالَ: بَيْنَمَا نَبِىُّ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ وَاَصْحَابُهُ اِذْ اَتٰى عَلَيْهِمْ سَحَابٌ، فَقَالَ: نَبِىُّ اللّٰهِ ﷺ: ((هَلْ تَدْرُوْنَ مَا هٰذَا؟)). قَالُوْا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ. قَالَ: ((هٰذِهِ الْعَنَانُ هٰذِهِ رَوَايَا الْاَرْضِ، يَسُوْقُهَا اللّٰهُ اِلٰى قَوْمٍ لَا يَشْكُرُوْنَهٗ، وَلَا يَدْعُوْنَهٗ)). ثُمَّ قَالَ ((هَلْ تَدْرُوْنَ مَا فَوْقَكُمْ؟)) قَالُوْا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

(۵۷۳۵) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوئے تھے' اچانک ان کے پاس سے بادل گزرا۔ نبی اکرم ﷺ نے پوچھا: کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بادل ہے جو نمودار ہوا ہے' یہ زمین کو سیراب کرنے والا ہے اللہ تعالیٰ سے ایسے لوگوں کی جانب چلاتے ہیں جو نہ اس کا شکر یہ ادا کرتے ہیں اور نہ اس سے مانگتے ہیں' پھر آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے اوپر کیا ہے؟ انہوں نے

٥٧٣٣۔ سنن ابن ماجه (٣٩٤٧) اس کی سند ضعیف ہے۔
٥٧٣٤۔ صحیح مسلم (٢٧٨٩)
٥٧٣٥۔ مسند احمد (٢/ ٣٧٠)، جامع الترمذی، اس کی سند ضعیف ہے۔

اَعْلَمُ۔ قَالَ: ((فَاِنَّهَا الرَّقِيعُ، سَقْفٌ مَحْفُوظٌ، وَمَوْجٌ مَكْفُوفٌ))۔ ثُمَّ قَالَ: ((هَلْ تَدْرُوْنَ مَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهَا؟)) قَالُوْا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ، اَعْلَمُ۔ قَالَ: ((بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهَا خَمْسُمِائَةِ عَامٍ)) ثُمَّ قَالَ: ((هَلْ تَدْرُوْنَ مَا فَوْقَ ذٰلِكَ؟))۔ قَالُوْا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ: ((سَمَائَان بَعْدُ مَا بَيْنَهُمَا خَمْسُمِائَةِ سَنَةٍ))۔ ثُمَّ قَالَ: كَذٰلِكَ حَتّٰى عَدَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ ((مَا بَيْنَ كُلِّ سَمَائَيْنِ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ))۔ ثُمَّ قَالَ: ((هَلْ تَدْرُوْنَ مَا فَوْقَ ذٰلِكَ؟)) قَالُوْا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ: ((اِنَّ فَوْقَ ذٰلِكَ الْعَرْشُ، وَبَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ بُعْدَ مَا بَيْنَ السَّمَائَيْنِ))۔ ثُمَّ قَالَ: ((تَدْرُوْنَ مَا الَّذِيْ تَحْتَكُمْ؟))۔ قَالُوْا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ۔ قَالَ: ((اِنَّهَا الْاَرْضِ)) ثُمَّ قَالَ: ((هَلْ تَدْرُوْنَ مَا تَحْتَ ذٰلِكَ؟))۔ قَالُوْا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ۔ قَالَ: ((اِنَّ تَحْتَهَا اَرْضًا اُخْرٰى، بَيْنَهُمَا مَسِيْرَةُ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ حَتّٰى عَدَّ سَبْعَ اَرْضِيْنَ وَبَيْنَ كُلِّ اَرْضِيْنَ مَسِيْرَةُ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ))۔ قَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ اَنَّكُمْ دَلَّيْتُمْ بِحَبْلٍ اِلَى الْاَرْضِ السُّفْلٰى لَهَبَطَ عَلَى اللّٰهِ))۔ ثُمَّ قَرَاَ: ﴿هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾ رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ۔ وَقَالَ التِّرْمَذِيُّ: قِرَاءَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْاٰيَةَ تَدُلُّ عَلٰى اَنَّهٗ اَرَادَ: هَبَطَ عَلٰى عِلْمِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ وَسُلْطَانِهٖ، وَعِلْمُ اللّٰهِ وَقُدْرَتُهٗ وَسُلْطَانُهٗ فِيْ كُلِّ مَكَانٍ، وَهُوَ عَلَى الْعَرْشِ كَمَا وَصَفَ نَفْسَهٗ فِيْ كِتَابِهٖ۔ اَلرَّحْمٰنِ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى۔

کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ وہ آسمان ہے جو مضبوط چھت ہے اور نہ گرنے والی روکی ہوئی موج ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے درمیان اور آسمان کتنا فاصلہ ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے اور آسمان کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ اس کے اوپر کیا ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دو آسمان ہیں جن کا درمیان فاصلہ پانچ سو سال ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اسی طرح دیگر (آسمان) ہیں یہاں تک کہ آپ ﷺ نے سات آسمانوں کو شمار کیا کہ ہر دو آسمانوں کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے، پھر آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تم جانتے ہو کہ اس کے اوپر کیا ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک اس کے اوپر عرش ہے، عرش اور آسمان کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا دو آسمانوں کے درمیان ہے۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے نیچے کیا ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے نیچے دوسری زمین ہے، ان دونوں کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے سات زمینیں شمار کیں کہ ہر دو زمینوں کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! اگر تم سب سے نیچے والی زمین کی طرف اسی لٹکاؤ تو وہ اللہ پر ہی اترے گی۔ پھر آپ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: ''وہ اول اور آخر ہے، وہ ظاہر اور باطن ہے نیز وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔'' (احمد و ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا اس آیت کا تلاوت کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ اسی اللہ تعالیٰ کے علم، اس کی قدرت اور اس کی بادشاہت پر اترے گی جبکہ اللہ تعالیٰ کا علم، اس کی قدرت اور اس کا تصرف و غلبہ ہر جگہ ہے اور وہ خود عرش پر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس کو بیان فرمایا ہے۔ (کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے)

(۵۷۳۶) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:

(۵۷۳۶) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

۵۷۳۶۔ مسند احمد (۲/ ۵۳۵) یہ حدیث صحیح ہے۔

((كَانَ طُوْلُ آدَمَ سِتِّيْنَ ذِرَاعًا فِيْ سَبْعِ اَذْرُعٍ عَرْضًا))۔

آدم علیہ السلام کا قد ساٹھ ہاتھ لمبا اور سات ہاتھ چوڑا تھا۔ (احمد)

(٥٧٣٧) وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَيُّ الْاَنْبِيَاءِ كَانَ اَوَّلَ؟ قَالَ: ((آدم))۔ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَنَبِيٌّ كَانَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ نَبِيٌّ مُكَلَّمٌ)) قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَمِ الْمُرْسَلُوْنَ؟ قَالَ: ((ثَلَاثُمِائَةٍ وَبِضْعَةَ عَشَرَ جَمًّا غَفِيْرًا))۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ، قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَمْ وَفَاءُ عِدَّةِ الْاَنْبِيَاءِ؟ قَالَ ((مِائَةُ اَلْفٍ وَاَرْبَعَةٌ وَعِشْرُوْنَ اَلْفًا، الرَّسُلُ مِنْ ذٰلِكَ ثَلَاثُمِائَةٍ وَخَمْسَةَ عَشَرَ جَمًّا غَفِيْرًا))۔

(٥٧٣٧) ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! سب سے پہلے نبی کون تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدم علیہ السلام تھے۔ میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا وہ نبی تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ نبی تھے بلکہ ایسے نبی تھے جن سے اللہ تعالیٰ ہم کلام ہوئے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! رسول کتنے آئے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہت زیادہ تین سو تیرہ سے کچھ زیادہ ہی ہوں گے۔ اور ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے' ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! انبیاء علیہم السلام کی کل کتنی تعداد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک لاکھ چوبیس ہزار' ان میں سے تین سو پندرہ رسول ہوئے جو بہت بڑی تعداد (جماعت) ہے۔ (احمد)

(٥٧٣٨) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَيْسَ الْخَبَرُ كَالْمُعَايَنَةِ، اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَخْبَرَ مُوْسٰى بِمَا صَنَعَ قَوْمُهٗ فِي الْعِجْلِ، فَلَمْ يُلْقِ الْاَلْوَاحَ، فَلَمَّا عَايَنَ مَا صَنَعُوْا اَلْقَى الْاَلْوَاحَ فَانْكَسَرَتْ))۔ رَوَى الْاَحَادِيْثَ الثَّلَاثَةَ اَحْمَدُ۔

(٥٧٣٨) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خبر مشاہدے کی طرح نہیں ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو باخبر کیا جو ان کی قوم نے بچھڑے کے ساتھ کیا تھا تو موسیٰ علیہ السلام نے تختیوں کو نہیں گرایا تھا البتہ جب موسیٰ علیہ السلام نے خود مشاہدہ کیا (آنکھوں سے دیکھ لیا) جو انہوں نے تختیوں کو گرایا اور وہ ٹوٹ گئیں۔ (احمد)

❀❀❀❀

٥٧٣٧۔ مسند احمد (٥/ ١٧٨) یہ حدیث صحیح ہے۔
٥٧٣٨۔ مسند احمد (١/ ٢٧١) یہ حدیث صحیح ہے۔

كِتَابُ الْفَضَائِلِ
فضائل کا بیان

بَابُ فَضَائِلِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ
سید المرسلین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے فضائل کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

(۵۷۳۹) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُوْنِ بَنِی آدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا، حَتّٰى كُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِیْ كُنْتُ مِنْهُ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

(۵۷۳۹) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: نبی آدم کے مختلف ادوار کے بہترین طبقات میں مجھے نسلاً بعد نسلِ منتقل کیا جاتا رہا، یہاں تک کہ میں اس دور میں پیدا ہوا۔ (بخاری)

توضیح: مطلب یہ ہے کہ آدمؑ کے بعد نبی ﷺ کے نسب کے جتنے بھی سلسلے ہیں وہ سب آدمؑ کی اولاد میں سے بہترین خاندان گزرے ہیں۔ آپ کے اجداد میں سیدنا ابراہیمؑ ہیں، پھر سیدنا اسماعیلؑ ہیں۔ جو ابو العرب ہیں اس کے بعد عربوں کے جتنے سلسلے ہیں ان سب میں آپ کا خاندان سب سے زیادہ شریف اور رفیع تھا۔ آپ کا تعلق اسماعیلؑ کی اولاد شاخ بنی کنانہ سے، پھر قریش پھر بنی ہاشم سے ہے۔ قرن کی مدت چالیس سال سے ایک سو بیس سال تک بتلائی گئی ہے کہ یہ ایک قرن ہوتا ہے۔ واللہ اعلم (راز)

(۵۷۴۰) وَعَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى كِنَانَةَ مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِيْلَ، وَاصْطَفٰى قُرَيْشًا مِنْ كِنَانَةَ، وَاصْطَفٰى مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِيْلَ، وَاصْطَفٰى قُرَيْشًا مِنْ كِنَانَةَ، وَاصْطَفٰى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِیْ هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِیْ مِنْ بَنِیْ هَاشِمٍ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ وَفِیْ رِوَايَةٍ لِلتِّرْمِذِیِّ: ((اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى مِنْ وُلْدِ اِبْرَاهِيْمَ اِسْمَاعِيْلَ، وَاصْطَفٰى

(۵۷۴۰) واثلۃ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا: حقیقتاً اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کا انتخاب کیا، پھر قریش کو کنانہ سے منتخب کیا اور قریش سے بنو ہاشم کو چنا اور پھر میرا انتخاب بنی ہاشم میں سے فرمایا (مسلم) ترمذی کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کی اولاد میں سے اسماعیل کو چنا اور اسماعیل کی اولاد میں سے بنی کنانہ کا انتخاب کیا۔

۵۷۳۹۔ صحیح بخاری کتاب صفة رسول اللہ ﷺ (۳۵۵۷)

۵۷۴۰۔ صحیح مسلم کتاب المناقب (۱/ ۲۲۷۶)

مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِيْلَ بَنِيْ كِنَانَةَ))۔

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوتا کہ عرب قریش کے کفو نہیں ہو سکتے، اسی طرح ہاشمی کے کفو (برابر) قریشی نہیں ہو سکتے جو ہاشمی نہیں ہیں البتہ مطلب کی اولاد بنی ہاشم کی کفو ہے کیونکہ وہ دونوں ایک ہیں، جیسا کہ دوسری حدیث آیا ہے۔ (نووی)

(٥٧٤١) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷛، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ، وَاَوَّلُ شَافِعٍ، وَاَوَّلُ مُشَفَّعٍ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۵۷۴۱) ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن میں آدم علیہ السلام کی اولاد کا سردار ہوں گا اور میں ہی ہوں گا جس کی قبر سب سے پہلے کھلے گی۔ اولین شفاعت کرنے والا بھی میں ہوں گا اور میری ہی شفاعت سب سے پہلے قبول کی جائے گی۔ (مسلم)

توضیح: اگر چہ آپ دنیا میں بھی تمام اولاد آدم کے سردار ہیں مگر دنیا میں کافر اور منافق آپ کی سرداری سے منکر ہیں، آخرت میں کوئی منکر نہ ہوگا اور سرداری آپ کی بخوبی واضح ہو جائے گی۔ اور یہ کلمہ آپ نے فخر کی راہ سے نہیں فرمایا جیسے دوسری روایت میں تصریح ہے بلکہ حکم الٰہی سے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿واما بنعمة ربك فحدث﴾ دوسرا امت کی تعلیم اور اعتقاد کے لیے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ تمام مخلوقات سے افضل ہیں کیونکہ اہل سنت کے نزدیک آدمی ملائکہ سے افضل ہیں اور دوسری حدیث میں جو آیا ہے کہ پیغمبروں کو ایک دوسرے پر بزرگی نہ دو تو اس کا جواب یہ ہے کہ شاید یہ حدیث اس سے پہلے کی ہے اور اس کے آپ کو معلوم ہوا کہ آپ سب سے افضل ہیں۔ (نووی)

(٥٧٤٢) وَعَنْ اَنَسٍ ﷛، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَنَا اَكْثَرُ الْاَنْبِيَاءِ تَبَعًا۔ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۵۷۴۲) انس ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن میری پیروی کرنے والوں کی تعداد تمام انبیاء کے متبعین سے زیادہ ہوگی۔ اور جنت کے دروازے کو جو سب سے پہلے کھٹکھٹائے گا وہ میں ہی ہوں گا۔ (مسلم)

(٥٧٤٣) وَعَنْهُ ﷛ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((آتِيْ بَابَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَاَسْتَفْتِحُ، فَيَقُوْلُ الْخَازِنُ: مَنْ اَنْتَ؟ فَاَقُوْلُ مُحَمَّدٌ فَيَقُوْلُ: بِكَ اُمِرْتُ اَنْ لَا اَفْتَحَ لِاَحَدٍ قَبْلَكَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۵۷۴۳) انس ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: روز قیامت میں جنت کے دروازے پر آؤں گا اور اس کو کھولنے کے لیے کہوں گا۔ جنت کا دربان پوچھے گا: آپ کون ہیں؟ میں کہوں گا: میں محمد ﷺ ہوں۔ وہ بتائے گا: مجھے آپ سے پہلے کسی کے لیے بھی دروازہ نہ کھولنے کا حکم دیا گیا تھا۔ (مسلم)

(٥٧٤٤) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَنَا اَوَّلُ شَفِيْعٍ فِي الْجَنَّةِ لَمْ يُصَدَّقْ نَبِيٌّ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ مَا صُدِّقْتُ، وَاِنَّ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ مَا صَدَّقَهٗ

(۵۷۴۴) انس ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: میں جنت میں سے سب سے پہلا شفیع ہوں گا، تمام انبیاء میں سے کسی نبی کی تصدیق اتنی نہیں کی گئی ہوگی جتنی میری تصدیق کی گئی ہے اور انبیاء میں سے

٥٧٤١۔ صحيح مسلم كتاب المناقب (٣/ ٢٢٧٨)
٥٧٤٢۔ صحيح مسلم كتاب الايمان (١/ ٣٣١/ ١٩٦)
٥٧٤٣۔ صحيح مسلم كتاب الايمان (٣٣٣/ ١٩٧)
٥٧٤٤۔ صحيح مسلم كتاب الايمان (٣٣٢/ ١٩٧)

مِنْ اُمَّتِهٖ اِلَّا رَجُلٌ وَّاحِدٌ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

بعض نبی ایسے بھی ہوں گے جن کی قوم میں سے صرف ایک شخص نے اس کی تصدیق کی ہوگی۔ (مسلم)

(٥٧٤٥) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَثَلِيْ وَمَثَلُ الْاَنْبِيَاءِ كَمَثَلِ قَصْرٍ اُحْسِنَ بُنْيَانُهٗ تُرِكَ مِنْهُ مَوْضِعُ لَبِنَةٍ، فَطَافَ بِهِ النُّظَّارُ، يَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ حُسْنِ بُنْيَانِهٖ، اِلَّا مَوْضِعَ تِلْكَ اللَّبِنَةِ، فَكُنْتُ اَنَا سَدَدْتُ مَوْضَعَ اللَّبِنَةِ، خُتِمَ بِيَ الْبُنْيَانُ وَخُتِمَ بِيَ الرُّسُلُ))۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ: ((فَاَنَا اللَّبِنَةُ، وَاَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّيْنَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۵۷۴۵) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری مثال اور دوسرے نبیوں کی مثال نہایت اعلیٰ و شاندار تعمیر شدہ محل کی سی ہے۔ جس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی تھی۔ اس کو دیکھنے والے اس کے ارد گرد گھومتے رہے، وہ ایک اینٹ کے برابر خالی جگہ کے علاوہ عمارت کے حسن کو دیکھ کر عش عش کر اٹھے۔ چنانچہ میں نے اس اینٹ کے خلا کو پُر کر دیا' مجھ پر اس عمارت کی تکمیل ہوئی اور رسول کا سلسلہ بھی مجھ ہی پر ختم ہوا' دوسری روایت میں ہے کہ میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں ہی خاتم النبین ہوں۔ (بخاری ومسلم)

(٥٧٤٦) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَا مِنَ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا قَدْ اُعْطِيَ مِنَ الْاٰيَاتِ مَا مِثْلُهٗ اٰمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ، وَاِنَّمَا كَانَ الَّذِيْ اُعْطِيْتُ وَحْيًا اَوْحَى اللّٰهُ اِلَيَّ، وَاَرْجُوْ اَنْ اَكُوْنَ اَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۵۷۴۶) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیاء میں سے جو نبی بھی گزرا اس کو جس قدر معجزات دیئے گئے اسی قدر اس پر لوگ ایمان لائے اور مجھے جو معجزہ عطا کیا گیا ہے وہ وحی (کلام الٰہی) ہے جسے اللہ تعالیٰ نے میری طرف بھیجا ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میرے ماننے والوں کی تعداد تمام نبیوں میں سب سے زیادہ ہوگی۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: اللہ تعالیٰ نے ہر زمانہ میں جس قسم کے معجزہ کی ضرورت تھی ویسا ہی معجزہ پیغمبر کو دیا۔ سیدنا موسیٰ کے زمانہ میں علم سحر کا بہت رواج تھا ان کو ایسا معجزہ دیا کہ سارے جادوگر ہار مان گئے اور دم بخود رہ گئے۔ عیسیٰ کے زمانے میں طب کا رواج تھا ان کو ایسے معجزے دیئے کہ کسی طبیب کے باپ سے بھی ایسے علاج ممکن نہیں۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں فصاحت وبلاغت، شعر شاعرہ کے دعاوی کا بڑا چرچہ تھا تو آپ کو قرآن مجید کا ایسا عظیم معجزہ عطا فرمایا کہ سارے زمانے کے فصیح وبلیغ اس کا لوہا مان گئے اور ایک چھوٹی سی سورت بھی قرآن کی طرح نہ بنا سکے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے پیغمبروں کے معجزے تو جن لوگوں نے دیکھے تھے انہوں نے ہی دیکھا اور وہ ایمان لائے، بعد والوں پر ان کا اثر باقی نہ رہا۔ میرا معجزہ قرآن ہمیشہ باقی رہے وہ ہر زمانے اور ہر وقت میں تازہ ہے اور جتنا اس میں غور کرتے جاؤ لطیف زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ (راز)

(٥٧٤٧) وَعَنْ جَابِرٍ، رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ اَحَدٌ قَبْلِيْ: نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ، فَجُعِلَتْ

(۵۷۴۷) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے پانچ ایسی خوبیاں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں: (۱) میں ایسے رعب کے ذریعے مدد کیا گیا ہوں جو ایک مہینے کی مسافت سے اثر انداز

٥٧٤٥۔ صحيح بخاری كتاب صفة رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم (٣٥٣٥) صحيح مسلم كتاب فضائل رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم (٢٢٨٦)

٥٧٤٦۔ صحيح بخاری (٤٩٨١)، صحيح مسلم كتاب الايمان (١٥٢)

٥٧٤٧۔ صحيح بخاری كتاب الصلوة (٣٣٥)، صحيح مسلم كتاب الصلوة (٣/ ٥٢١)

لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا فَاَیُّمَا رَجُلٍ مِنْ اُمَّتِیْ اَدْرَکَتْهُ الصَّلَاةُ فَلْیُصَلِّ، وَاُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِیْ وَاُعْطِیْتُ الشَّفَاعَةَ، وَکَانَ النَّبِیُّ یُبْعَثُ اِلٰی قَوْمِهٖ خَاصَّةً اِلَی النَّاسِ عَامَّةً))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

ہوتا ہے (۲) میرے لیے ساری زمین مسجد اور پاک کر دینے والی بنا دی گئی ہے چنانچہ میرا ہر امتی جہاں نماز کا وقت پائے نماز پڑھ لے۔ (۳) میرے لیے مال غنیمت حلال کر دیا گیا حالانکہ مجھ سے پہلے کسی پر حلال نہیں کیا گیا۔ (۴) مجھے شفاعت کا حق دیا گیا۔ (۵) میں تمام بنی نوع انسان کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں' جبکہ اس سے پہلے نبی خاص طور پر اپنی قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: میرے لیے ساری زمین پاک کر دی اور پاک کرنے والی بنائی گئی ہے اور مجھے شفاعت عطا ہوئی، یعنی شفاعتِ عام جو محشر والوں کی پریشانی کے وقت ہوگی اور جس وقت سب پیغمبر لوگوں کو جواب دے دیں گے، ورنہ شفاعت خاص تو اور لوگ بھی کریں گے یا مراد وہ شفاعت ہے جو رد نہ ہوگی۔ (نووی)

(۵۷۴۸) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((فُضِّلْتُ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ بِسِتٍّ: اُعْطِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَاُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ، وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا، وَاُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّةً، وَخُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۵۷۴۸) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے جامع کلمات دے کر بھیجا گیا اور بذریعہ رعب میری نصرت کی گئی' میرے لیے غنیمتیں حلال کر دی گئیں ساری زمین میرے مسجد اور پاک کر دینے والی بنا دی گئی۔ میں تمام مخلوق کا رسول ہوں اور میرے ذریعے ختم نبوت ہوئی (مسلم)

توضیح: اب میرے بعد دنیا میں کوئی نبی نئی کتاب یا شریعت لے کر آنے والا نہیں ہے۔ سیدنا عیسیٰ بلا شک قیامت کے قریب آسمان سے اتریں گے لیکن وہ ساری دین کی باتوں میں محمد ﷺ کے تابع ہوں گے۔ (نووی)

(۵۷۴۹) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: قَالَ: ((بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَبَیْنَا اَنَا نَائِمٌ رَأَیْتُنِیْ اُوْتِیْتُ بِمَفَاتِیْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِیْ یَدِیْ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

(۵۷۴۹) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے جامع کلمات دے کر بھیجا گیا اور بذریعہ رعب میری نصرت کی گئی میں نے سوتے ہوئے خواب میں دیکھا مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کی گئی ہیں اور انہیں میرے ہاتھ میں تھما دیا گیا۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: اس خواب میں نبی ﷺ کو یہ بشارت دی گئی تھی کہ آپ کی امت کے ہاتھوں دنیا کی بڑی بڑی سلطنتیں فتح ہوں گی اور ان کے خزانوں کے وہ مالک ہوں گے۔ چنانچہ بعد میں اس خواب کی تعبیر مسلمانوں نے دیکھی کہ دنیا کی دو سب سے بڑی سلطنتیں ایران و روم مسلمانوں نے فتح کیا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بھی اسی طرف اشارہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے کام کو پورا کر کے اللہ تعالیٰ سے جا ملے، لیکن وہ خزانے تمہارے ہاتھوں میں ہیں۔ (راز)

(۵۷۵۰) وَعَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ

(۵۷۵۰) ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ

۵۷۴۸۔ صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ (۵/ ۵۲۳)
۵۷۴۹۔ صحیح بخاری کتاب التفسیر (۷۰۱۳)، صحیح مسلم کتاب الصلاوۃ (۶/ ۵۲۳)
۵۷۵۰۔ صحیح مسلم (۱۹/ ۲۸۸۹)

اللّٰہِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰہَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ، فَرَأَیْتُ مَشَارِقَهَا مَغَارِبَهَا، وَاِنَّ أُمَّتِی سَیَبْلُغُ مُلْکُهَا مَا زُوِیَ لِیْ مِنْهَا، وَاُعْطِیْتُ الْکَنْزَیْنِ الْاَحْمَرَ وَالْاَبْیَضَ، وَاِنِّیْ سَأَلْتُ رَبِّیْ لِاُمَّتِیْ اَنْ لَا یُهْلِکَهَا بِسَنَةٍ عَامَّةٍ، وَاَنْ لَا یُسَلِّطَ عَلَیْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوَی اَنْفُسِهِمْ فَیَسْتَبِیْحَ بَیْضَتَهُمْ، وَاِنَّ رَبِّیْ قَالَ: یَا مُحَمَّدُ! اِذَا قَضَیْتُ قَضَاءً فَاِنَّهٗ لَا یُرَدُّ، وَاِنِّیْ اَعْطَیْتُكَ لِاُمَّتِكَ اَنْ لَا اُهْلِکَهُمْ بِسَنَةٍ عَامَّةٍ، وَاَنْ لَا اُسَلِّطَ عَلَیْهِمْ عَدُوًّا سِوٰی اَنْفُسِهِمْ فَیَسْتَبِیْحَ بَیْضَتَهُمْ، وَلَوْ اجْتَمَعَ عَلَیْهِمْ مَنْ بِاَقْطَارِهَا حَتّٰی یَکُوْنَ بَعْضُهُمْ یُهْلِكُ بَعْضًا، وَیَسْبِیْ بَعْضُهُمْ بَعْضًا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اللہ تعالیٰ نے زمین کو میرے لیے سمیٹا اور میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھا' بے شک جلد ہی میری امت کی سلطنت وہاں تک قائم ہوگی جہاں تک اسے میرے لیے سمیٹا گیا۔ مزید برآں مجھے دوسرخ وسفید خزانے عطا کیے گئے۔ میں نے اپنے پرودگار سے اپنی امت کے لیے دعا کی کہ اسے ہمہ گیر قحط سے ہلاک نہ کرنا اور یہ بھی دعا کی کہ اس پر اپنوں کے سوا کسی ایسے دشمن کو مسلط نہ کرنا جوان منشا و ماویٰ پر قابض ہو جائے (اور ان کی اجتماعیت کو پارہ پارہ کردے) میرے مالک و پروردگار نے فرمایا: اے محمد ﷺ! بلاشبہ جب میں کوئی فیصلہ کر لیتا ہوں تو وہ بدلا نہیں جاسکتا اور میں تجھ سے یہ وعدہ کرتا ہوں کہ میں تیری امت کو قحط عام سے تباہ نہیں کروں گا اور نہ ان پر مسلمانوں کے سوا کوئی دشمن ان کے جمع ہونے اور بود و باش کی جگہ (مرکز) پر قابض ہو جائے' خواہ وہ دشمن ان کے چاروں طرف سے مجتمع ہو کر ہی حملہ آور کیوں نہ ہوں۔ البتہ یہ ایک دوسرے کو آپس میں ہی ہلاک کریں گے اور ایک دوسرے کو قید کریں گے۔ (مسلم)

توضیح: یعنی یہاں تک کہ خود مسلمان ایک دوسرے کو ہلاک کریں گے اور ایک دوسرے کو قید کریں گے، جیسا آپ ﷺ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ آج تک کبھی کفار مسلمانوں پر ایسے غالب نہیں ہوئے کہ اسلام کی جڑ کٹ جائے اور مسلمانوں کی قوت بالکل نہ رہے۔ (نووی)

(۵۷۵۱) وَعَنْ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ مَرَّ بِمَسْجِدِ بَنِیْ مُعَاوِیَةَ، دَخَلَ فَرَکَعَ فِیْهِ رَکْعَتَیْنِ وَصَلَّیْنَا مَعَهٗ، وَدَعَا رَبَّهٗ طَوِیْلاً، ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ: ((سَأَلْتُ رَبِّیْ ثَلَاثًا، فَاَعْطَانِیْ ثِنْتَیْنِ، وَمَنَعَنِیْ وَاحِدَةً، سَأَلْتُ رَبِّیْ اَنْ لَا یُهْلِكَ اُمَّتِیْ بِالسَّنَةِ، فَاَعْطَانِیْهَا، وَسَأَلْتُهٗ اَنْ لَا یُهْلِكَ أُمَّتِیْ بِالْغَرَقِ فَاَعْطَانِیْهَا، وَسَأَلْتُهٗ اَنْ لَا یَجْعَلَ بَأْسَهُمْ بَیْنَهُمْ فَمَنَعَنِیْهَا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۵۷۵۱) سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ بنو معاویہ کی مسجد کے قریب سے گزرے' آپ ﷺ اس مسجد کے اندر گئے' اس میں دو رکعت نماز پڑھی اور ہم نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی۔ آپ ﷺ نے اپنے رب سے لمبی دعا کی' پھر آپ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے پروردگار سے تین باتوں کا سوال کیا: اس نے دو چیزیں مجھے عطا فرمادیں اور تیسری کو نہ مانا۔ میں نے اپنے رب سے یہ مانگا کہ میری امت کو کسی بڑے قحط سے ہلاک نہ کرے یہ دعا مستجاب ہوئی۔ دوسرا سوال تھا کہ میری امت کو غرقاب نہ کیا جائے میرا یہ سوال بھی قبول ہوا۔ تیسرا سوال یہ تھا کہ وہ باہمی لڑائی و افتراق میں مبتلا نہ ہوں، لیکن یہ دعا قبول نہیں ہوئی۔ (مسلم)

(۵۷۵۲) وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ قَالَ: لَقِیْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قُلْتُ: اَخْبِرْنِیْ

(۵۷۵۲) عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں عبد اللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہما سے ملا اور میں نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں تورات میں

۵۷۵۱۔ صحیح مسلم کتاب الفتن (۲۰/ ۲۸۹۰)

۵۷۵۲۔ صحیح بخاری کتاب البیوع (۲۱۲۵)

عَنْ صِفَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي التَّوْرَاةِ، قَالَ: اَجَلْ، وَاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمَوْصُوْفٌ بِبَعْضِ صِفَتِهٖ فِي الْقُرْآنِ: ﴿يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا﴾۔ وَحِرْزًا لِلْاُمِّيِّيْنَ، اَنْتَ عَبْدِيْ وَرَسُوْلِيْ، سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ، لَيْسَ بِفَظٍّ وَّلَا غَلِيْظٍ وَلَا سَخَّابٍ فِي الْاَسْوَاقِ، وَلَا يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ، وَلٰكِنْ يَعْفُوْ وَيَغْفِرُ، وَلَنْ يَقْبِضَهُ اللّٰهُ حَتّٰى يُقِيْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِاَنْ يَقُوْلُوْا: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَيَفْتَحُ بِهَا اَعْيُنًا عُمْيًا وَاٰذَانًا صُمًّا وَقُلُوْبًا غُلْفًا۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

منقول وصف کے متعلق دریافت فرمایا: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیوں نہیں' اللہ کی قسم! تورات میں رسول اللہ ﷺ کی بعض صفات تو وہ مذکور ہیں جو قرآن مجید میں بھی آئی ہیں' جیسے ''اے نبی! ہم نے تجھے گواہ' خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔'' مزید برآں آپ ان پڑھوں کے ماویٰ' میرے بندے اور میرے رسول ہیں۔ میں نے آپ ﷺ کا نام'' متوکل'' رکھا ہے۔ آپ ﷺ نہ بدسخت مزاج اور بازاروں میں شور وغوغل کرنے والے اور نہ ہی برائی کا جواب دیتے ہیں۔ بلکہ معاف کر دیتے ہیں اور بخش دیتے ہیں اور آپ ﷺ کی روح اللہ تعالیٰ اس وقت تک قبض نہیں کریں گے جب تک کہ آپ ﷺ کے ذریعے گمراہ قوم کو راہ راست پر لے آئیں۔ یہاں تک کہ لوگ اس کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' کو نہ مان لیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ اس کلمہ کی برکت سے ان کی اندھی آنکھیں' بہرے کان اور بند دل کھول دے گا۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: نبی کریم ﷺ کے اوصاف جمیلہ میں سے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ وہ بازاروں شور وغل مچانے والے نہ ہوں گے۔ دوسری حدیث میں آپ نے فرمایا بازار بدترین جگہ ہے۔ اس کے باوجود بازاروں میں آنا جانا شان پیغمبری کے خلاف نہیں ہے۔ کافر نبی ﷺ پر اعتراض کیا کرتے تھے ما هذا الرسول ياكل الطعام ويمشي الاسواق البتہ وہاں شور وغل خلاف شان ہے ملت عوجاء سے سیدنا ابراہیمؑ کی شریعت مراد ہے پہلے وہ سیدھی تھی، پھر عرب کے مشرکوں نے اس کو ٹیڑھا کر دیا۔ ہزاروں کفر اور گمراہی کی باتیں اس میں داخل کر دی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کے ہاتھوں اس شریعت کو سیدھا کرایا، اس میں جس قدر بھی توہمات اور محدثات شامل کر لیے گئے تھے۔ آپ نے ان سے ملت ابراہیمی کو پاک وصاف کر دیا۔ غلاف میں بند تلوار کو ''سیف اغلف'' اور پوشیدہ چھپائے ہوئے تیر کو کہتے ہیں۔ (راز)

(٥٧٥٣) وَعَدَا الدَّارِمِيُّ، عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ سَلَّامٍ، نَحْوَهٗ۔ وَذُكِرَ حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ: ((نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ)) فِيْ بَابِ الْجُمُعَةِ۔

(٥٧٥٣) نیز اسی طرح امام دارمیؒ نے عطاء (تابعی) سے' انہوں نے ابن سلام رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کے مثل بیان کیا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث جس کے الفاظ ہیں ''نحن الآخرون'' باب الجمعۃ میں ذکر کی گئی ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ...... دوسری فصل

نبی کریم ﷺ کی دو دعائیں قبول اور ایک قبول نہ ہوئی

(٥٧٥٤) عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَاَطَالَهَا۔ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! صَلَّيْتَ صَلَاةً لَمْ تَكُنْ تُصَلِّيْهَا، قَالَ: ((اَجَلْ، اِنَّهَا صَلَاةُ رَغْبَةٍ وَّرَهْبَةٍ، وَاِنِّيْ

(٥٧٥٤) خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز کی امامت کروائی اور اسے (خلاف معمول) لمبا کر دیا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے طویل نماز پڑھی کہ آپ ﷺ نے ایسی لمبی نماز پہلے نہیں پڑھائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں!

٥٧٥٤۔ جامع الترمذی کتاب الفتن (٢١٧٥) سنن نسائی کتاب الصلوة (٣/ ٢١٧) اس کی سند صحیح ہے۔

سَأَلْتُ اللّٰهَ فِيْهَا ثَلَاثًا، فَاَعْطَانِىْ اِثْنَتَيْنِ وَمَنَعَنِىْ وَاحِدَةً سَأَلْتُهُ اَنْ لَا يُحْلِكَ اُمَّتِىْ بِسَنَةٍ فَاَعْطَانِيْهَا، وَسَأَلْتُهُ اَنْ لَا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ فَاَعْطَانِيْهَا، وَسَأَلْتُهُ اَنْ لَا يُذِيْقَ بَعْضَهُ بَأْسَ بَعْضٍ فَمَنَعَنِيْهَا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَالنَّسَائِيُّ۔

بلاشبہ یہ نماز ایسی تھی کہ جس میں ثواب کی امید اور عذاب کا ڈر تھا میں نے اللہ رب العزت سے تین سوال کیے تھے پس دو کو میرے لیے قبول کیا گیا اور ایک کو نہ مانا گیا۔ میں نے اللہ سے سوال کیا تھا کہ وہ میری امت کو عام قحط سے ہلاک نہ کرے۔ اس دعا کو اللہ نے شرف قبولیت سے نوازا اور میں نے اللہ سے سوال کیا تھا کہ مسلمانوں پر ان کے علاوہ سے کسی غیر کو دشمن مسلط نہ کرے، چنانچہ اللہ نے میری یہ دعا بھی قبول کر لی اور میں نے اللہ سے سوال کیا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دست و گریبان نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو قبول نہ کیا۔ (ترمذی و نسائی)

امت مسلمہ کے خصائص

(٥٧٥٥) وَعَنْ اَبِىْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اَجَارَكُمْ مِنْ ثَلَاثِ خِلَالٍ: اَنْ لَا يَدْعُوْ عَلَيْكُمْ نَبِيُّكُمْ فَتَهْلَكُوْا جَمِيْعًا، وَاَنْ لَا يَظْهَرَ اَهْلَ الْبَاطِلِ عَلٰى اَهْلِ الْحَقِّ، وَاَنْ لَا تَجْتَمِعُوْا عَلٰى ضَلَالَةٍ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

(٥٧٥٥) ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں تین باتوں سے محفوظ رکھا ہے: ا تمہارا نبی تمہارے لیے یہ بد دعا نہیں کرے گا کہ تم سب ہلاک ہو جاؤ۔ ۲ اہل باطل اہل حق پر غالب نہیں آ سکیں گے۔ ۳ تم سب گمراہی پر کبھی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ (ابوداؤد)

(٥٧٥٦) وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَنْ يَجْمَعَ اللّٰهُ عَلٰى هٰذِهِ الْاُمَّةِ سَيْفَيْنِ سَيْفًا مِنْهَا وَسَيْفًا مِنْ عَدُوِّهَا))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

(٥٧٥٦) عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس امت پر دو تلواروں کو ہرگز اکٹھا نہیں کرے گا کہ ایک تلوار امت کی اور دوسری تلوار امت کے دشمنوں کی۔ (ابوداؤد)

مخلوق میں سے حسب و نسب اور ذات کے اعتبار سے بہترین کون؟

(٥٧٥٧) وَعَنِ الْعَبَّاسِ رضی اللہ عنہ، اَنَّهُ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَكَاَنَّهُ سَمِعَ شَيْئًا، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَقَالَ: ((مَنْ اَنَا؟)) فَقَالُوْا: اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ فَقَالَ: ((اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِىْ فِىْ خَيْرِهِمْ، ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ، فَجَعَلَنِىْ

(٥٧٥٧) عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ غصے میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے گویا کہ عباس رضی اللہ عنہ نے دشمنوں کا کوئی طعن سن رکھا تھا۔ نبی اکرم ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ آپ ﷺ نے استفسار کیا کہ میں کون ہوں گا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں محمد بن عبداللہ بن عبد المطلب ہوں۔ بلاشبہ جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے ان میں سے بہترین میں رکھا۔ پھر مخلوق کو دو طبقوں

٥٧٥٥۔ سنن ابی داود کتاب الفتن (٤٢٥٣) اس کی سند ضعیف ہے۔
٥٧٥٦۔ سنن ابی داود کتاب الملاحم (٤٣٠١) اس کی سند صحیح ہے۔
٥٧٥٧۔ جامع الترمذی کتاب المناقب (٣٦٠٧، ٣٦٠٨) یہ حدیث صحیح ہے۔

فِیْ خَیْرِ فِرْقَةٍ، ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ جَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِهِمْ قَبِیْلَةً، ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُیُوْتًا فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِهِمْ بَیْتًا، فَأَنَا خَیْرُهُمْ نَفْسًا وَخَیْرُهُمْ بَیْتًا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔

میں تقسیم کیا تو مجھے بہترین رکھا' پھر اللہ نے انہیں قبائل میں تقسیم کر دیا تو مجھے بہترین قبیلہ میں رکھا' پھر انہیں مختلف گھرانوں میں تقسیم کیا تو مجھے بہترین گھرانے میں رکھا۔ پس میں حسب ونسب اور ذات کے لحاظ سے سب سے بہتر ہوں اور گھرانے کے اعتبار سے بھی سب سے بہتر ہوں۔ (ترمذی)

(٥٧٥٨) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم! مَتٰی وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ؟۔ قَالَ: ((وَاٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔

(۵۷۵۸) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! نبوت کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کب نامزد ہوئے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وقت جب آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسم کے درمیان تھے۔ (ترمذی)

(٥٧٥٩) وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِیَةَ رضی اللہ عنہ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، اَنَّهٗ قَالَ: ((اِنِّیْ عِنْدَ اللّٰهِ مَكْتُوْبٌ خَاتِمُ النَّبِیِّیْنَ، وَاِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِهٖ وَسَأُخْبِرُكُمْ بِاَوَّلِ اَمْرِیْ، دَعْوَةُ اِبْرَاهِیْمَ، وَبِشَارَةُ عِیْسٰی، وَرُؤْیَا اُمِّیَ الَّتِیْ رَأَتْ حِیْنَ وَضَعَتْنِیْ وَقَدْ خَرَجَ لَهَا نُوْرٌ اَضَاءَ لَهَا مِنْهُ قُصُوْرَ الشَّامِ))۔ رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ۔

(۵۷۵۹) عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اللہ کے ہاں آخری نبی لکھا ہوا تھا کہ آدم علیہ السلام ابھی گندھی ہوئی مٹی میں پڑے ہوئے تھے اور میں تمہیں اپنے امر کے آغاز کے بارے میں بتاتا رہوں کہ میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور اپنی والدہ کا وہ خواب ہوں جو انہوں نے میری پیدائش کے وقت دیکھا تھا کہ ان سے روشنی نکلی جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔ (شرح السنۃ)

(٥٧٦٠) وَرَوَاهُ اَحْمَدُ، عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ مِنْ قَوْلِهٖ: ((سَأُخْبِرُكُمْ)) اِلٰی آخِرِهٖ۔

(۵۷۶۰) امام احمدؒ نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے اس روایت کو' ساخبرکم' سے آخر تک بیان کیا ہے۔

عاجزی وانکساری کی انتہا

(٥٧٦١) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَا فَخْرَ، وَبِیَدِیْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ۔ وَمَا مِنْ نَبِیٍّ یَوْمَئِذٍ آدَمُ فَمَنْ سِوَاهُ اِلَّا تَحْتَ لِوَائِیْ، وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ۔ وَلَا فَخْرَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔

(۵۷۶۱) ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن میں اولاد آدم کا سردار ہوں گا اور یہ فخر نہیں ہے۔ میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا اور کوئی فخر نہیں ہے۔ اس روز آدم علیہ السلام اور ان کے علاوہ دیگر دوسرے پیغمبر میرے ہی جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ اور میں پہلا شخص ہوں گا جس سے زمین پھٹے گی اور میں کوئی فخر کی بات نہیں کر رہا۔ (ترمذی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف

(٥٧٦٢) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: جَلَسَ

(۵۷۶۲) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ

۵۷۵۸۔ جامع الترمذی کتاب المناقب (٣٦٠٩) یہ حدیث صحیح ہے۔
۵۷۶۰۔ مسند احمد (٤/ ١٢٣، ١٢٨) اس کی سند صحیح ہے۔
۵۷۶۱۔ جامع الترمذی کتاب المناقب (٣١٤٨) اسے امام ترمذی نے حسن کہا ہے۔
۵۷۶۲۔ جامع الترمذی کتاب المناقب (٣٦١٦)، سنن دارمی (١/ ٣٩) اس کی سند ضعیف ہے۔

نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: فَخَرَجَ، حَتّٰی اِذَا دَنَا مِنْهُمْ سَمِعَهُمْ يَتَذَاكَرُوْنَ، قَالَ بَعْضُهُمْ: اِنَّ اللّٰهَ اتَّخَذَ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا، وَقَالَ آخَرُ: مُوْسٰی كَلَّمَهُ اللّٰهُ تَكْلِيْمًا، وَقَالَ آخَرُ: فَعِيْسٰی كَلِمَةُ اللّٰهِ وَرُوْحُهُ وَقَالَ آخَرُ: آدَمُ اصْطَفَاهُ اللّٰهُ، فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَقَالَ: ((قَدْ سَمِعْتُ كَلَامَكُمْ وَعَجَبَكُمْ، اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلُ اللّٰهِ وَهُوَ كَذٰلِكَ، وَمُوْسٰی نَجِيُّ اللّٰهِ وَهُوَ كَذٰلِكَ، وَعِيْسٰی رُوْحُهُ وَكَلِمَتُهُ وَهُوَ كَذٰلِكَ، وَآدَمُ اصْطَفَاهُ اللّٰهُ وَهُوَ كَذٰلِكَ، اِلَّا وَاَنَا حَبِيْبُ اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ، وَاَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، تَحْتَهُ آدَمُ فَمَنْ دُوْنَهُ وَلَا فَخْرَ، وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُشَفَّعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ، وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يُحَرِّكُ حَلَقَ الْجَنَّةِ. فَيَفْتَحُ اللّٰهُ لِيْ فَيُدْخِلُنِيْهَا وَمَعِيَ فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا فَخْرَ، وَاَنَا اَكْرَمُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ عَلَی اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَالدَّارِمِيُّ۔

کرام رضی اللہ عنہم میں سے کچھ اصحاب تشریف فرما تھے آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور ان کے قریب گئے۔ آپ ﷺ نے سنا کہ وہ آپس میں بحث مباحثہ کر رہے ہیں، ان میں سے ایک صحابی نے کہا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا۔ دوسرے صحابی نے کہا: اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا: ایک اور صحابی نے کہا: عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں۔ ایک دوسرے صحابی نے کہا: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو چن لیا۔ رسول اللہ ﷺ ان تک پہنچ گئے۔ اور فرمایا: میں نے تمہاری باتوں اور تمہارے اظہار تعجب کو سنا کہ ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل ہیں اور یہ واقعی یہ بھی درست ہے اور اللہ موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے سرگوشی کرنے والے ہیں اور یہ بھی درست ہے اور عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں اور واقعی یہ بھی ٹھیک ہے اور آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے چنا ہے یہ بھی بالکل درست ہے۔ یاد رکھو! میں اللہ کا حبیب ہوں اور فخر نہیں ہے، نیز قیامت کے دن حمد کا پرچم میرے ہی ہاتھ میں ہوگا جس کے نیچے آدم علیہ السلام اور دوسرے تمام انبیاء ہوں گے اور میں فخر سے نہیں کہتا اور قیامت کے روز سب سے پہلے سفارش کرنے والا میں ہی ہو گا اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول کی جائے گی۔ اور (اس بات میں بھی) فخر نہیں ہے۔ جنت کے کنڈے کو سب سے پہلے کھٹکھٹانے والا بھی میں ہی ہوں گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ میرے لیے جنت کا دروازہ کھول دیں گے اور مجھے اس میں داخل کریں گے۔ اس وقت میرے ہمراہ مومن فقراء ہوں گے اور کوئی فخر نہیں ہے۔ میں پہلے اور بعد میں آنے والے سبھی لوگوں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ عزت والا ہوں اور (اس بات میں بھی) کوئی فخر نہیں ہے۔ (ترمذی، دارمی)

(۵۷۶۳) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((نَحْنُ الْآخِرُوْنَ، وَنَحْنُ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاِنِّيْ قَائِلٌ قَوْلًا غَيْرَ فَخْرٍ: اِبْرَاهِيْمُ خَلِيْلُ اللّٰهِ، وَمُوْسٰی صَفِيُّ اللّٰهِ، وَاَنَا حَبِيْبُ اللّٰهِ، وَمَعِيَ لِوَاءُ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاِنَّ اللّٰهَ وَعَدَنِيْ فِيْ اُمَّتِيْ وَاَجَارَهُمْ مِنْ ثَلَاثٍ: لَا يَعُمُّهُمْ بِسَنَةٍ، وَلَا

(۵۷۶۳) عمرو بن قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ہم آخر میں آنے والے ہیں اور قیامت کے دن سبقت لے جانے والے ہوں گے۔ اور میں تم سے بغیر کسی فخر کے یہ بات کہتا ہوں کہ ابراہیم علیہ السلام اللہ کے دوست ہیں اور موسیٰ علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ ہیں اور میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں نیز قیامت کے دن حمد کا پرچم میرے پاس ہوگا اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ میری امت کے بارے میں وعدہ کیا ہے اور انہیں تین چیزوں سے محفوظ فرمایا ہے: ا وہ انہیں عام قحط سالی میں مبتلا نہیں کرے گا ۲ کوئی دشمن

۵۷۶۳۔ سنن دارمی (۱/ ۲۹)۔ اس میں عبداللہ بن صالح ضعیف ہے پھر یہ روایت مرسل بھی ہے۔

يَسْتَاصِلُهُمْ عَدُوٌّ، وَلَا يَجْمَعُهُمْ عَلٰى ضَلَالَةٍ))۔ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

انہیں جڑ سے نہ اکھیڑ سکے گا ۳ تمام مسلمان کسی گمراہی پر جمع نہیں ہوں گے۔(دارمی)

(۵۷۶۴) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((اَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِيْنَ وَلَا فَخرَ، وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَلَا فَخرَ، وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَمُشَفَّعٍ وَلَا فَخرَ))۔ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

(۵۷۶۴) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمام رسولوں کا قائد ہوں گا اور اس میں کوئی فخر نہیں ہے، نیز سب سے پہلے سفارش کرنے والا شخص میں ہوں گا اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول کی جائے گی اور اس میں بھی کوئی فخر نہیں ہے۔(دارمی)

(۵۷۶۵) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اَنَا اَوَّلُ النَّاسِ خُرُوْجًا اِذَا بُعِثُوْا وَاَنَا قَائِدُهُمْ اِذَا وَفَدُوْا، وَاَنَا خَطِيْبُهُمْ اِذَا اَنْصَتُوْا، وَاَنَا مُسْتَشْفِعُهُمْ اِذَا حُبِسُوْا، وَاَنَا مُبَشِّرُهُمْ اِذَا اَبِسُوْا الْكَرَامَةَ، وَالْمَفَاتِيْحُ يَوْمَئِذٍ بِيَدِيْ، وَلِوَاءُ الْحَمْدِ يَوْمَئِذٍ بِيَدِيْ، وَاَنَا اَكْرَمُ وُلْدِ آدَمَ عَلٰى رَبِّيْ، يَطُوْفُ عَلَى اَلْفَ خَادِمٍ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَكْنُوْنٌ، اَوْ لُؤْلُؤٌ مَنْثُوْرٌ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَالدَّارِمِيُّ، وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

(۵۷۶۵) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب لوگوں کو اٹھایا جائے گا تو میں سب سے پہلے نکلوں گا اور جب لوگ وفد کی صورت میں آئیں گے تو میں ان کا قائد ہوں گا اور جب تمام لوگ خاموش ہو جائیں گے تو میں ان کی جانب سے گفتگو کروں گا اور جب لوگوں کو روک دیا جائے گا تو میں ان کے لیے سفارش کروں گا۔ اور جب لوگ عزت و افزائی سے ناامید ہوں گے تو میں انہیں خوش خبری دوں گا، نیز اس دن تمام چابیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی ان کے لیے سفارش کروں گا اور میں اپنے پرودگار کے نزدیک آدم علیہ السلام کی اولا میں سے سب سے زیادہ عزت و کرامت والا ہوں گا۔ ایک ہزار خادم میرے آگے پیچھے گھوم رہے ہوں گے، گویا کہ وہ چھپے ہوئے انڈے یا بکھرے ہوئے موتی ہوں گے۔) ترمذی ودارمی) امام ترمذیؒ نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۷۶۶) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((فَاُكْسٰى حُلَّةً مِنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ، ثُمَّ قَوْمٍ عَنْ يَمِيْنِ الْعَرْشِ لَيْسَ اَحَدٌ مِنَ الْخَلَائِقِ يَقُوْمُ ذٰلِكَ الْمَقَامَ غَيْرِيْ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔ وَفِيْ رِوَايَةِ ((جَامِعِ الْاُصُوْلِ)) عَنْهُ: ((وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ فَاُكْسٰى))۔

(۵۷۶۶) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے جنت کی پوشاکوں میں سے ایک پوشاک پہنائی جائے گی، پھر میں عرش کے دائیں جانب کھڑا ہوں گا، مخلوقات میں سے میرے سوا کوئی اور وہاں کھڑا نہیں ہوگا۔(ترمذی) نیز ''جامع الاصول'' کی روایت میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ''میں وہ پہلا شخص ہوں گا جس کی قبر شق ہوگی چنانچہ مجھے لباس پہنایا جائے گا۔

(۵۷۶۷) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((سَلُوْا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا الْوَسِيْلَةُ؟ قَالَ: ((اَعْلٰى دَرَجَةٍ فِيْ

(۵۷۶۷) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میرے لیے اللہ سے وسیلہ طلب کیا کرو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وسیلہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کا سب

۵۷۶۴۔ سنن دارمی (۱/ ۲۷)
۵۷۶۵۔ جامع الترمذی کتاب المناقب (۳۶۱۰)، سنن دارمی (۱/ ۲۶-۲۷) اس کی سند ضعیف ہے۔
۵۷۶۶۔ جامع الترمذی کتاب المناقب (۳۶۱۱) اس کی سند ضعیف ہے۔
۵۷۶۷۔ جامع الترمذی کتاب المناقب (۳۶۱۲) یہ حدیث صحیح لغیرہ ہے۔

الْجَنَّةِ لَا يَنَالُهَا إِلَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ وَأَرْجُوْا أَنْ أَكُوْنَ أَنَاهُوَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

سے اعلیٰ مقام ہے جہاں صرف ایک ہی شخص پہنچ پائے گا اور میں امید رکھتا ہوں کہ وہ شخص میں ہوں گا۔(ترمذی)

(۵۷۶۸) وَعَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ كُنْتُ إِمَامَ النَّبِيِّيْنَ، وَخَطِيْبَهُمْ، وَصَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ غَيْرَ فَخْرٍ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

(۵۷۶۸) ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نبی مکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن میں تمام انبیاء علیہم السلام کا امام پیشوا ہوں گا ' اور ان کا صاحب شفاعت ہوں گا اور یہ کوئی فخر کی بات نہیں ہے۔(ترمذی)

(۵۷۶۹) وَعَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ وُلَاةً مِنَ النَّبِيِّيْنَ، وَإِنَّ وَلِيِّي أَبِيْ وَخَلِيْلُ رَبِّي۔ ثُمَّ قَرَأَ: ﴿إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا وَاللهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

(۵۷۶۹) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کے لیے نبیوں میں سے دوست ہوتے ہیں' میرے دوست میرے والد ہیں (جو) میرے رب کے خلیل ہیں۔ بعد ازاں آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔" بلاشبہ لوگوں میں سے ابراہیم علیہ السلام کے زیادہ قریب وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں اور اللہ تعالیٰ ایمان داروں کے دوست ہیں۔"(ترمذی)

(۵۷۷۰) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللهَ بَعَثَنِي لِتَمَامِ مَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ، وَكَمَالِ مَحَاسِنِ الْأَفْعَالِ))۔ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ۔

(۵۷۷۰) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لیے بھیجا ہے کہ میں اچھے اخلاق کی تکمیل کروں اور اچھے افعال کو پورا کروں (شرح السنۃ)

(۵۷۷۱) وَعَنْ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ، يَحْكِيْ عَنِ التَّوْرَاةِ قَالَ: نَجِدُ مَكْتُوْبًا مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَبْدِيْ الْمُخْتَارُ، لَا فَظٌّ وَلَا غَلِيْظٌ، وَلَا سَخَّابٌ فِي الْأَسْوَاقِ، وَلَا يَجْزِيْ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ، وَلٰكِنْ يَعْفُوْ وَيَغْفِرُ، مَوْلِدُهُ بِمَكَّةَ، وَهِجْرَتُهُ بِطَيْبَةَ، وَمُلْكُهُ بِالشَّامِ، وَأُمَّتُهُ الْحَمَّادُوْنَ، يَحْمَدُوْنَ اللهَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ، يَحْمَدُوْنَ اللهِ فِي كُلِّ مَنْزِلَةٍ، وَيُكَبِّرُوْنَهُ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ، رُعَاةٌ لِلشَّمْسِ، يُصَلُّوْنَ الصَّلَاةَ إِذَا جَاءَ وَقْتُهَا، يَتَأَزَّرُوْنَ عَلَى أَنْصَافِهِمْ، وَيَتَوَضَّأُوْنَ عَلَى أَطْرَافِهِمْ،

(۵۷۷۱) کعب بن احبار رضی اللہ عنہ تورات سے حکایت بیان کرتے ہیں کہ ہم نے توراۃ میں لکھا ہوا پایا ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول برگزیدہ بندے ہوں گے' نہ تیز مزاج ہوں گے' نہ سخت گو ہوں گے اور نہ بازاروں میں شور شغب کرنے والے ہوں گے' برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے نہیں بلکہ درگزر کر دینے والے اور بخش دینے والے ہوں گے۔ ان کی جائے پیدائش مکہ ہوگی اور ان کی ہجرت کی جگہ طیبہ (مدینہ) ہوگی' ان کی بادشاہت شام تک ہوگی اور ان کی امت بہت زیادہ حمد وثناء بیان کرنے والی ہوگی' وہ خوشی اور غمی میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کریں گے' وہ ہر جگہ اللہ کی تعریف کریں گے اور بلند مقام پر اللہ اکبر کہیں گے۔ سورج کا خیال رکھیں گے جب نماز کا وقت ہوگا تو نماز ادا کریں گے' ان کو تہہ بند ان کی آدھی پنڈلیوں تک ہوں گے اور وہ اپنے اعضا کا وضو کریں گے' ان کی آواز پست ہوگی جیسے شہد کی مکھیوں کی

۵۷۶۸۔ جامع الترمذی کتاب المناقب (۳۶۱۳) امام حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔
۵۷۶۹۔ جامع الترمذی کتاب التفسیر (۲۹۹۵) امام حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔
۵۶۷۰۔ شرح السنہ (۳۶۲۲، ۳۶۲۳) اس کی سند ضعیف ہے۔
۵۶۷۱۔ سنن دارمی (۱، ۵، ۶)، شرح السنۃ (۳۶۲۸)

مُنَادِيهِمْ يُنَادِي فِيْ جَوِّ السَّمَاءِ، صَفُّهُمْ فِي الْقِتَالِ وَصَفُّهُمْ فِي الصَّلَاةِ سَوَاءٌ، لَهُمْ بِاللَّيْلِ دَوِيٌّ كَدَوِيِّ النَّحْلِ. هٰذَا لَفْظُ الْمَصَابِيحِ. وَرَوَى الدَّارِمِيُّ مَعَ تَغْيِيرٍ يَسِيرٍ.

آواز ہوتی ہے۔ اس حدیث کے الفاظ ''مصابیح'' کے ہیں نیز دارمی نے معمولی تبدیلی کے ساتھ اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔

(٥٧٧٢) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ، قَالَ: مَكْتُوبٌ فِي التَّوْرَاةِ: صِفَةُ مُحَمَّدٍ وَعِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يُدْفَنُ مَعَهُ. قَالَ أَبُو مَوْدُودٍ: وَقَدْ بَقِيَ فِي الْبَيْتِ. مَوْضِعُ قَبْرٍ، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۵۷۷۲) عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تورات میں محمد ﷺ کی صفت تحریر ہے کہ عیسیٰ بن مریم آپ ﷺ کے ساتھ دفن ہوں گے۔ ابو مودودؒ المدنی (راوی حدیث) کہتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارک میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔ (ترمذی)

فَصْلُ الثَّالِث ...... تیسری فصل

نبی کریم ﷺ کی فضیلت

(٥٧٧٣) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى فَضَّلَ مُحَمَّدًا ﷺ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ وَعَلَى أَهْلِ السَّمَاءِ. فَقَالُوا: يَا أَبَا عَبَّاسٍ! بِمَ فَضَّلَهُ اللّٰهُ عَلَى أَهْلِ السَّمَاءِ؟ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى قَالَ لِأَهْلِ السَّمَاءِ ﴿وَمَنْ يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلٰهٌ مِنْ دُونِهِ فَذٰلِكَ نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ﴾. وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى لِمُحَمَّدٍ ﷺ ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا. لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ﴾. قَالُوا: وَمَا فَضْلُهُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ؟ قَالَ: قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَشَاءُ﴾. الْآيَةَ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى لِمُحَمَّدٍ ﷺ: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ﴾. فَأَرْسَلَهُ إِلَى الْجِنِّ وَالْإِنْسِ.

(۵۷۷۳) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو تمام انبیاء اور اہل آسمان پر فضیلت عطا کی ہے۔ حاضرین نے دریافت کیا: اے ابو عباس! اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو کس طرح اہل آسمان پر فضیلت دی ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اہل آسمان سے فرمایا: ''اور جو یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا میں معبود ہوں تو ہم اس کو دوزخ کا بدلہ دیں گے اسی طرح ہم ظالموں کو بدلہ دیتے ہیں۔'' نیز محمد ﷺ سے اللہ تعالیٰ یوں فرمایا: ''بلاشبہ ہم نے آپ ﷺ کو ظاہر فتح عطا کی' اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی اگلی پچھلی لغزشیں معاف کرے۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''ہم نے ہر نبی کو اس کی قوم کی زبان میں بھیجا تا کہ وہ قوم کے سامنے واضح بیان کرے اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے۔'' جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جن وانس کی طرح مبعوث کیا ہے۔ (دارمی)

(٥٧٧٤) وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ نِالْغِفَارِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ:

(۵۷۷۴) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے

٥٦٧٢۔ جامع الترمذی (٣٦١٧) اس کی سند ضعیف ہے۔
٥٦٧٣۔ سنن دارمی (٤٦)
٥٦٧٤۔ سنن دارمی (١٤) اس میں جعفر بن عثمان القرشی مجہول ہے۔

قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ عَلِمْتَ اَنَّكَ نَبِيٌّ حَتّٰى اسْتَيْقَنْتَ؟ فَقَالَ: ((يَا اَبَا ذَرٍّ! اَتَانِيْ مَلَكَانِ وَاَنَا بِبَعْضِ بَطْحَاءِ مَكَّةَ، فَوَقَعَ اَحَدُهُمَا اِلَى الْاَرْضِ، وَكَانَ الْآخَرُ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ، فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ: اَهُوَ هُوَ؟ قَالَ: نَعَمْ۔ قَالَ: فَزِنْهُ بِرَجُلٍ، فَوُزِنْتُ بِهٖ فَوَزَنْتُهٗ، ثُمَّ قَالَ: زِنْهُ بِعَشَرَةٍ، فَوُزِنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ، ثُمَّ قَالَ: زِنْهُ بِمِائَةٍ، فَوُزِنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُهٗ، ثُمَّ قَالَ: زِنْهُ بِاَلْفٍ، فَوُزِنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ، كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَنْتَشِرُوْنَ عَلَيَّ مِنْ خِفَّةِ الْمِيْزَانِ۔ قَالَ: فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ: لَوْ وَزَنْتَهٗ بِاُمَّتِهٖ لَرَجَحَهَا))۔ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

رسول! آپ ﷺ کو کیسے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نبی ہیں نیز آپ ﷺ کو یقین کیسے ہوا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر! میں مکہ کی وادی بطحاء میں کسی جگہ میں تھا کہ میرے پاس دو فرشتے آئے' ان میں سے ایک فرشتہ تو زمین پر اتر آیا اور دوسرا فرشتہ زمین و آسمان کے درمیان رہا۔ ان میں سے ایک فرشتے نے دوسرے سے پوچھا: کیا یہ وہی شخص ہے؟ فرشتے نے کہا: ہاں! پھر اس نے کہا: ایک آدمی کے ساتھ ان کا وزن کرو۔ (آپ ﷺ نے فرمایا) میرا وزن ایک آدمی کے ساتھ کیا گیا لیکن میں اس آدمی سے بھاری رہا۔ پھر فرشتے نے کہا: دس آدمیوں کے ساتھ ان کا وزن کرو۔ (آپ ﷺ نے فرمایا) چنانچہ دس آدمیوں کے ساتھ میرا وزن کیا گیا، لیکن میں ان سے بھاری رہا۔ پھر اس فرشتے نے کہا: سو آدمیوں کے ساتھ ان کا وزن کرو: (آپ ﷺ نے فرمایا) چنانچہ سو آدمیوں کے ساتھ میرا وزن کیا گیا، لیکن میں ان پر غالب رہا۔ پھر اس فرشتے نے کہا: ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ ان کا وزن کروں۔ (آپ ﷺ نے فرمایا) چنانچہ مجھے ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ تولا گیا میں ان پر بھی غالب رہا۔ گویا میں انہیں دیکھ رہا ہوں کہ وہ پلڑا اتنا ہلکا تھا کہ مجھے یوں لگا کہ جیسے وہ سب میرے اوپر گر جائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان دونوں فرشتوں میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا: اگر تم ان کا وزن تمام امت کے ساتھ کرو تو تب بھی یہ بھاری رہیں گے۔ (دارمی)

(۵۷۷۵) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُتِبَ عَلَيَّ النَّحْرُ وَلَمْ يُكْتَبْ عَلَيْكُمْ، وَاُمِرْتُ بِصَلَاةِ الضُّحٰى وَلَمْ تُؤْمَرُوْا بِهَا))۔ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ

(۵۷۷۵) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: مجھ پر قربانی فرض کی گئی ہے جبکہ تم پر فرض نہیں کی گئی اور مجھے چاشت کی نماز ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے جبکہ تمہیں اس کا حکم نہیں دیا گیا۔ (دارقطنی)

❀❀❀❀

۵۶۷۵۔ دارقطنی (۲۸۲۱٤) اس کی سند ضعیف ہے۔

بَابُ أَسْمَاءِ النَّبِيِّ ﷺ وَصِفَاتِهِ
نبی کریم ﷺ کے اسمائے مبارک اور صفات کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

(٥٧٧٦) عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ؓ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ لِيْ اَسْمَاءً: اَنَا مُحَمَّدٌ، وَاَنَا اَحْمَدُ، وَاَنَا الْمَاحِيْ الَّذِيْ يَمْحُوْ اللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ، وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِيْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى قَدَمِيَّ، وَاَنَا الْعَاقِبُ)) وَالْعَاقِبُ: الَّذِيْ لَيْسَ بَعْدَهٗ نَبِيٌّ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(٥٧٧٦) جبیر بن مطعم ؓ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: بلاشبہ میرے کئی نام ہیں: میں محمد ﷺ ہوں، میں احمد ﷺ ہوں، میں ماحی ہوں جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائے گا۔ میں حاشر ہوں کہ لوگ میری پیروی کرتے ہوئے اکٹھے کیے جائیں گے اور میں عاقب ہوں اور عاقب سے مراد وہ نبی ہے جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

(٥٧٧٧) وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى الْاَشْعَرِيِّ ؓ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُسَمِّيْ لَنَا نَفْسَهٗ اَسْمَاءً، فَقَالَ: ((اَنَا مُحَمَّدٌ، وَاَحْمَدُ، وَالْمُقَفِّيْ، وَالْحَاشِرُ، وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ، وَنَبِيُّ الرَّحْمَةِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(٥٧٧٧) ابو موسیٰ اشعری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اپنے کئی نام بیان کیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں محمد ہوں، میں احمد ﷺ ہوں، میں مقفی ہوں، میں حاشر ہوں، میں نبی التوبہ ہوں اور میں نبی الرحمہ ہوں۔ (مسلم)

(٥٧٧٨) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلَا تَعْجَبُوْنَ كَيْفَ يَصْرِفُ اللّٰهُ عَنِّيْ شَتْمَ قُرَيْشٍ وَلَعْنَهُمْ؟ يَشْتِمُوْنَ مُذَمَّمًا، وَيَلْعَنُوْنَ مُذَمَّمًا، وَاَنَا مُحَمَّدٌ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

(٥٧٧٨) ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں بات پر تعجب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے قریش کی گالی گلوچ اور لعنت سے کس طرح محفوظ رکھا؟ وہ ''مذمم'' کو گالیاں دیتے ہیں اور ''مذمم'' پر لعنت بھیجتے ہیں جبکہ میں محمد ﷺ ہوں۔ (بخاری)

توضیح: عرب کے کافر دشمنی سے آپ کو محمد ﷺ نہ کہتے تھے بلکہ اس کی ضد میں ''مذمم'' نام سے آپ کو پکارتے، یعنی مزمت کیا ہوا برا۔ (نعوذ باللہ من ذلک) آپ نے فرمایا: مزمم میرا نام ہی نہیں ہے جو مذمم ہوگا اسی پر ان کی گالیاں پڑیں گے۔ حافظ ابن حجرؒ نے کہا کہ نبی ﷺ کے اور بھی نام وارد ہیں جیسے رؤف، رحیم، شاہد، بشیر وغیرہ۔ (راز)

٥٦٧٦۔ صحیح بخاری کتاب صفة رسول الله ﷺ (٣٥٣٢)، صحیح مسلم کتاب فضائل رسول الله ﷺ (٢٨٤٠)
٥٦٧٧۔ صحیح مسلم کتاب فضائل رسول الله ﷺ (١٢٦/ ٢٣٥٥)
٥٦٧٨۔ صحیح بخاری کتاب اسماء رسول الله ﷺ (٣٥٣٣)

شمائل نبوی ﷺ کا بیان

(۵۷۷۹) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَدْ شَمِطَ مُقَدَّمُ رَأْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ، وَكَانَ إِذَا ادَّهَنَ لَمْ يَتَبَيَّنْ ، وَإِذَا شَعِثَ رَأْسُهٗ تَبَيَّنَ، وَكَانَ كَثِيْرَ شَعْرِ اللِّحْيَةِ، فَقَالَ رَجُلٌ: وَجْهُهٗ مِثْلُ السَّيْفِ؟ قَالَ: لَا بَلْ كَانَ مِثْلَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ، وَكَانَ مُسْتَدِيْرًا، وَرَأَيْتُ الْخَاتَمَ عِنْدَ كَتِفِهٖ مِثْلَ بَيْضَةِ الْحَمَامَةِ يُشْبِهُ جَسَدَهٗ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۵۷۷۹) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سر اور داڑھی مبارک کے اگلے حصے میں کچھ سفید بال آ گئے تھے، لیکن جب آپ ﷺ تیل لگا لیتے تو بالوں کی سفیدی ظاہر نہیں ہوتی تھی۔اور جب آپ ﷺ کا سر پراگندہ ہوتا تو سفیدی ظاہر ہو جاتی تھی۔آپ ﷺ کی داڑھی مبارک گھنی تھی۔ایک شخص نے کہا: کیا آپ ﷺ کا چہرہ مبارک تلوار کی مانند تھا؟ جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں' بلکہ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک سورج اور چاند کی مانند گول تھا، میں نے مہر نبوت آپ ﷺ کے کندھوں کے درمیان کبوتری کے انڈے کی مانند مشاہدہ کی۔اس کا رنگ آپ ﷺ کے جسم کے رنگ کی طرح تھا۔(مسلم)

مہر نبوت

(۵۷۸۰) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَرْجِسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَأَكَلْتُ مَعَهٗ خُبْزًا وَلَحْمًا اَوْ قَالَ: ثَرِيْدًا ثُمَّ دُرْتُ خَلْفَهٗ، فَنَظَرْتُ اِلٰى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ عِنْدَ نَاغِضِ كَتِفِهِ الْيُسْرٰى، جُمْعًا عَلَيْهِ، خِيْلَانٌ كَاَمْثَالِ الثَّآلِيْلِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۵۷۸۰) عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی رحمت ﷺ کی زیارت کی اور آپ ﷺ کے ساتھ روٹی اور گوشت یا ثرید کھایا۔پھر میں گھوم کر آپ ﷺ کی پچھلی جانب گیا اور مہر نبوت کو دیکھا جو آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان بائیں کندھے کی نرم ہڈی کے پاس تھی۔وہ بند مٹھی کی مانند تھی اور اس پر مسوں کی مانند سیاہ رنگ کے تل تھے۔(مسلم)

(۵۷۸۱) وَعَنْ أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدِ بْنِ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِثِيَابٍ فِيْهَا خَمِيْصَةٌ سَوْدَاءُ صَغِيْرَةٌ، فَقَالَ: ((ائْتُوْنِيْ بِاُمِّ خَالِدٍ)) فَأُتِيَ بِهَا تُحْمَلُ، فَاَخَذَ الْخَمِيْصَةَ بِيَدِهٖ، فَاَلْبَسَهَا۔ قَالَ: ((اَبْلِيْ وَاَخْلِقِيْ، ثُمَّ اَبْلِيْ وَاَخْلِقِيْ)) وَكَانَ فِيْهَا عَلَمٌ اَخْضَرُ اَوْ اَصْفَرُ۔ فَقَالَ: ((يَا أُمَّ خَالِدٍ! هٰذَا سَنَاهُ)) وَهِيَ بِالْحَبَشِيَّةِ: حَسَنَةٌ قَالَتْ: فَذَهَبْتُ اَلْعَبُ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ، فَزَجَرَنِيْ اَبِيْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

(۵۷۸۱) خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کی بیٹی ام خالد رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ کپڑے آئے' جن میں ایک چھوٹی سی رنگ دار چادر بھی تھی۔آپ ﷺ نے فرمایا: ام خالد کو میرے پاس لاؤ۔چنانچہ انہیں اٹھا کر لایا گیا' آپ ﷺ نے چادر اپنے ہاتھوں میں پکڑی اور انہیں اوڑھاتے ہوئے آپ ﷺ نے دو دفعہ یہ دعا فرمائی: ''اے ام خالد! اس کو خوب پہنو کہ یہ بوسیدہ ہو جائے' اس چادر میں سبز یا زرد رنگ کے بیل بوٹے تھے۔آپ ﷺ نے فرمایا: اے ام خالد! یہ کپڑا نہایت عمدہ خوب صورت ہے اور ''سناہ'' حبشی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی عمدہ اور خوب صورت کے ہیں۔ام خالد کہتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کی مہر نبوت کے ساتھ کھیلنا شروع کر دیا' لیکن میرے والد

۵٦۷۹۔ صحیح مسلم کتاب المناقب (۱۰۹/ ۲۳٤٤)

۵۷۸۰۔ صحیح مسلم کتاب المناقب (۱۱۲/ ۲۳٤٦)

۵۷۸۱۔ صحیح بخاری (۵۸۲۳)

((دَعْهَا)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

نے مجھے ڈانٹتے ہوئے روکا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ و۔ (بخاری)

(۵۷۸۲) وَعَنْ انس رضی اللہ عنہ، قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ، وَلَا بِالْقَصِيْرِ، وَلَيْسَ بِالْاَبْيَضِ الْاَمْهَقِ، وَلَا بِالْآدَمِ، وَلَيْسَ بِالْجَعْدِ الْقَطِطِ، وَلَا بِالسَّبِطِ، بَعَثَهُ اللّٰهُ عَلَى رَأْسِ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَاَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ، وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ، وَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَلٰى رَأْسِ سِتِّيْنَ سَنَةً۔ وَلَيْسَ فِيْ رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُوْنَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ يَصِفُ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: كَانَ رَبْعَةً مِنَ الْقَوْمِ، لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ، وَلَا بِالْقَصِيْرِ، اَزْهَرَ اللَّوْنِ۔ وَقَالَ: كَانَ شَعْرَةَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى اَنْصَافِ اُذُنَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ: بَيْنَ اُذُنَيْهِ وَعَاتِقِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ، قَالَ: كَانَ ضَخْمَ الرَّأْسِ وَالْقَدَمَيْنِ، لَمْ اَرَ بَعْدَهٗ وَلَا قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ، وَكَانَ بَسِطَ الْكَفَّيْنِ۔ وَفِيْ اُخْرٰى لَهٗ، قَالَ: كَانَ شَثْنَ الْقَدَمَيْنِ وَالْكَفَّيْنِ۔

(۵۷۸۲) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ بہت زیادہ لمبے تھے اور نہ ہی ٹھگنے تھے‘ نہ آپ ﷺ بالکل سفید تھے اور نہ گندم گوں۔ نہ آپ ﷺ کے بال زیادہ گھنگھریالے تھے اور نہ ہی بالکل سیدھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو چالیس سال کی عمر میں مبعوث کیا۔ آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں دس سال اور مدینہ منورہ میں بھی دس سال مقیم رہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ساٹھ سال کی عمر میں وفات دی اور آپ ﷺ کے سر اور داڑھی میں بیس سے زیادہ بال سفید نہ تھے۔ اور ایک روایت میں انس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کرتے ہوئے ذکر کرتے ہیں کہ آپ ﷺ لوگوں میں درمیانہ قد کے مالک تھے‘ نہ زیادہ لمبے اور نہ ہی بہت زیادہ چھوٹے قد کے تھے‘ آپ ﷺ کی رنگت نہایت صاف اور چمک دار تھی۔ انس رضی اللہ عنہ نے مزید بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک کانوں کے درمیان تک تھے اور ایک روایت میں ہے کہ کانوں اور کندھوں کے درمیان تک پہنچتے تھے۔ (بخاری و مسلم) نیز بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کا سر مبارک بڑا اور پاؤں بھرے ہوئے موٹے موٹے تھے۔ میں نے آپ ﷺ سے پہلے اور آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ جیسا کوئی نہیں دیکھا اور آپ ﷺ کی ہتھیلیاں فراخ تھیں۔ نیز بخاری کی ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے دونوں پاؤں اور ہتھیلیاں بہت مضبوط اور پُر گوشت تھیں۔

توضیح: نبی ﷺ پر وحی کے شروع ہونے کے بعد تقریباً تین سال ایسے گزرے جن میں آپ پر وحی کا سلسلہ بند ہو گیا تھا، اسے ’’فترت‘‘ کا زمانہ کہتے ہیں۔ (راز)

آپ نے تریسٹھ برس کی عمر میں انتقال کیا اور مکہ میں نبوت کے بعد تیرہ سال تک رہے اور بعض نے کہا آپ کی عمر ۶۵ برس تھی۔ (نووی)

(۵۷۸۳) وَعَنِ الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَرْبُوْعًا، بَعِيْدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ، لَهٗ شَعْرٌ بَلَغَ شَحْمَةَ اُذُنَيْهِ، رَأَيْتُهٗ فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ لَمْ اَرَشَيْئًا قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهُ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ مِنْ ذِيْ لِمَّةٍ اَحْسَنَ فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ،

(۵۷۸۳) براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ درمیانے قد کے تھے‘ آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان کافی کشادگی تھی۔ آپ ﷺ کے سر کے بال کانوں کی لوؤں تک پہنچتے تھے‘ میں نے آپ ﷺ کو سرخ لباس میں دیکھا‘ میں نے کبھی آپ ﷺ سے زیادہ حسین و جمیل کسی کو نہیں دیکھا۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے کبھی کسی ایسے انسان کو نہیں دیکھا جو لمبی

۵۷۸۳۔ صحیح بخاری کتاب صفة رسول الله ﷺ (۳۵۵۱)، صحیح مسلم کتاب المناقب (۱۹۲/ ۲۳۳۷)

شَعْرَهٗ يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ، بَعِيْدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ، لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ۔

زلفوں والا ہو اور وہ سرخ چادر میں ملبوس رسول محترم ﷺ سے زیادہ حسین ہو۔ آپ ﷺ کے سر کے بال آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کو چھوتے تھے اور آپ ﷺ کے کندھوں کے درمیان فراخی تھی' آپ ﷺ کا قد نہ زیادہ لمبا اور نہ ہی بہت چھوٹا تھا۔

توضیح: بعض روایتوں میں آپ کے بال کانوں کے لوتک، بعض روایتوں میں مونڈھوں تک اور بعض میں درمیان تک مذکور ہیں، ان کا اختلاف یوں دور ہوسکتا ہے کہ جس وقت آپ تیل ڈالتے، کنگھی کرتے تو بال مونڈھوں تک آ جاتے خالی وقتوں میں کانوں تک یا دونوں کے درمیان رہتے۔ (راز)

(٥٧٨٤) وَعَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ضَلِيْعَ الْفَمِ، اَشْكَلَ الْعَيْنَيْنِ، مَنْهُوْشَ الْعَقِبَيْنِ، قِيْلَ لِسِمَاكٍ: مَا ضَلِيْعُ الْفَمِ؟ قَالَ: عَظِيْمُ الْفَمِ. قِيْلَ: مَا اَشْكَلُ الْعَيْنِ؟ قَالَ: طَوِيْلُ شِقِّ الْعَيْنِ، قِيْلَ: مَا مَنْهُوْشُ الْعَقِبَيْنِ؟ قَالَ: قَلِيْلُ لَحْمِ الْعَقِبِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۵۷۸۴) سماک بن حرب رضی اللہ عنہ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک کشادہ تھا، آپ ﷺ کی آنکھوں کی سرخی میں سفیدی کی آمیزش تھی۔ آپ ﷺ کی دونوں ایڑیاں ہلکی تھیں۔ سماک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ ''ضلیع الفم'' اسے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا کہ بڑا چہرہ مراد ہے۔ ان سے پوچھا گیا کہ ''شکل العین'' سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے بتلایا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ کی آنکھیں لمبی اور بڑی تھیں۔ ان سے کہا گیا کہ ''منهوش العقبين'' سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے بتایا کہ اس سے مراد ایسی ایڑی ہے جس پر گوشت کم ہو۔ (مسلم)

(٥٧٨٥) وَعَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ، قَالَ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَانَ اَبْيَضَ مَلِيْحًا مُقَصَّدًا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۵۷۸۵) ابو الطفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ سرخی مائل سفید اور درمیانے جسم کے تھے۔ (مسلم)

(٥٧٨٦) وَعَنْ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ سُئِلَ اَنَسٌ عَنْ خِضَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اِنَّهٗ لَمْ يَبْلُغْ مَا يَخْضِبُ، لَوْ شِئْتُ اَنْ اَعُدَّ شَمَطَاتِهٖ فِيْ لِحْيَتِهٖ وَفِيْ رِوَايَةٍ: لَوْ شِئْتُ اَنْ اَعُدَّ شَمَطَاتٍ كُنَّ فِيْ رَأْسِهٖ. فَعَلْتُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ، قَالَ: اِنَّمَا كَانَ الْبَيَاضُ فِيْ عَنْفَقَتِهٖ، وَفِي الصُّدْغَيْنِ وَفِي الرَّأْسِ نَبْذٌ۔

(۵۷۸۶) ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے خضاب کے بارے پوچھا گیا' تو انہوں نے کہا: آپ ﷺ اس عمر تک نہیں پہنچے کہ آپ ﷺ خضاب لگائیں' انہوں نے کہا کہ اگر میں گننا چاہتا تو آپ ﷺ کی داڑھی کے سفید بال گن سکتا تھا۔ اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ اگر میں آپ ﷺ کے سر کے سفید بالوں کو شمار کرنا چاہتا تو شمار کر سکتا تھا۔ (بخاری و مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ بالوں کی سفیدی آپ ﷺ کی داڑھی مبارک کے نچلے حصے کنپٹیوں اور تھوڑی سی سر مبارک میں تھی۔

(٥٧٨٧) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ

(۵۷۸۷) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا رنگ چمکتا دمکتا

٥٧٨٤۔ صحيح مسلم كتاب المناقب (٩٧/ ٢٣٣٩)

٥٧٨٥۔ صحيح مسلم كتاب صفة رسول الله ﷺ (٩٩/ ٢٣٤٠)

٥٧٨٦۔ صحيح بخارى كتاب اللباس (٥٨٩٥)، صحيح مسلم كتاب المناقب (١٠٣/ ٢٣٤١)

٥٧٨٧۔ صحيح بخارى كتاب صفة رسول الله ﷺ (٣٥٦١)، صحيح مسلم كتاب المناقب (٨٢/ ٢٣٣٠)

اللّٰهِ ﷺ اَزْهَرَ اللَّوْنِ، كَانَ عِرَقُهُ اللُّؤْلُؤُ، اِذَا مَشٰى تَكَفَّأَ، وَمَا مَسِسْتُ دِيْبَاجَةً وَلَا حَرِيْرًا اَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا شَمَمْتُ مِسْكًا وَلَا عَنْبَرَةً اَطْيَبَ مِنْ رَائِحَةِ النَّبِيِّ ﷺ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تھا' آپ ﷺ کے پسینے کے قطرے موتیوں کی طرح ہوتے۔ جب آپ ﷺ چلتے تو ذرا آگے کی طرف جھک کر چلتے۔ میں نے کسی دیباج اور ریشم کو رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم محسوس نہیں کیا اور نہ ہی میں نے کسی مشک اور عنبر کو سونگھا کہ جس میں نبی ﷺ کے بدن مبارک سے زیادہ خوشبو ہو۔ (بخاری و مسلم)

(۵۷۸۸) وَعَنْ اُمِّ سُلَيْمٍ رضی اللہ عنہا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَأْتِيْهَا، فَيَقِيْلُ عِنْدَهَا، فَتَبْسُطُ، نِطْعًا۔ فَيَقِيْلُ عَلَيْهِ، وَكَانَ كَثِيْرَ الْعَرَقِ، فَكَانَتْ تَجْمَعُ عَرَقَهُ فَتَجْعَلُهُ فِي الطِّيْبِ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا سُلَيْمُ! مَا هٰذَا؟)) قَالَتْ: عَرَقُكَ نَجْعَلُهُ فِيْ طِيْبِنَا وَهُوَ مِنْ اَطْيَبِ الطِّيْبِ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! نَرْجُوْ بَرَكَتَهُ لِصِبْيَانِنَا قَالَ: ((اَصَبْتِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۵۷۸۸) ام سلیم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ ان کے ہاں تشریف لایا کرتے اور قیلولہ فرمایا کرتے' وہ آپ ﷺ کے لیے چمڑے کا گدا بچھاتیں اور آپ ﷺ اس پر قیلولہ (دوپہر کے وقت آرام) فرماتے اور آپ ﷺ کو پسینہ بہت زیادہ آیا کرتا تھا' ام سلیم رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا: اے ام سلیم! یہ کیا ہے؟ کہنے لگیں: یہ آپ ﷺ کا پسینہ ہے جسے ہم اپنی خوشبو میں ملا لیتے ہیں اور آپ ﷺ کا پسینہ خوشبوؤں سے زیادہ مہک والا ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم اپنے بچوں اس سے برکت کی امید رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے صحیح کیا۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: حافظ ابن حجرؒ نے کہا سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے یہ بال سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے لیے تھے۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے وہ بال اسی وقت لیے تھے جب آپ نے منی میں سر منڈایا تھا۔ پسینہ اور بالوں کو برکت اور خوشبو ہر دو مقاصد کے لیے ام سلیم رضی اللہ عنہا جمع کیا کرتی تھیں۔ (راز)

(۵۷۸۹) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہما، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْاُوْلٰى، ثُمَّ خَرَجَ اِلٰى اَهْلِهِ وَخَرَجْتُ مَعَهُ، فَاسْتَقْبَلَهُ وِلْدَانٌ، فَجَعَلَ يَمْسَحُ خَدَّيْ اَحَدِهِمْ وَاحِدًا وَاحِدًا، وَاَمَّا اَنَا فَمَسَحَ خَدَّيَّ، فَوَجَدْتُ لِيَدِهٖ بَرْدًا وَرِيْحًا كَاَنَّمَا اَخْرَجَهَا مِنْ جُؤْنَةِ عَطَّارٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ وَذُكِرَ حَدِيْثُ جَابِرٍ۔ ((سَمُّوْا بِاسْمِيْ)) فِيْ ((بَابِ الْاَسَامِيْ)) وَحَدِيْثُ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ رضی اللہ عنہ، نَظَرْتُ اِلٰى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ فِيْ ((بَابِ اَحْكَامِ الْمِيَاهِ))۔

(۵۷۸۹) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں صبح کی نماز ادا کی' اس کے بعد آپ ﷺ اپنے گھر جانے کے لیے نکلے تو میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہو لیا۔ چند بچوں نے آپ ﷺ کا استقبال کیا تو آپ ﷺ ان میں سے ہر ایک بچے کے گال پر ایک ایک کر کے ہاتھ پھیرا اور پھر آپ ﷺ نے میرے رخسار پر بھی ہاتھ پھیرا تو میں نے آپ ﷺ کے ہاتھ کی ٹھنڈک اور خوشبو کو ایسے محسوس کیا گویا کہ آپ ﷺ نے عطر فروش کی ڈبیا سے اپنا ہاتھ نکالا ہے۔ (مسلم) اور جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ ''میرے نام کی طرح نام رکھو'' کا ذکر (باب الاسامی) میں اور سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث جس میں ہے کہ ''میں نے مہر نبوت کا مشاہدہ کیا'' کا ذکر (باب احکام المیاہ) میں ہو چکا ہے۔

۵۷۸۸۔ صحیح بخاری (۲۶۸۱)، صحیح مسلم (۸۳/ ۲۳۳۱، ۸۵/ ۲۳۳۲)

۵۷۸۹۔ صحیح مسلم کتاب المناقب (۸۰/ ۲۳۲۹)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ......دوسری فصل

(٥٧٩٠) عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ، ضَخْمَ الرَّاسِ وَاللِّحْيَةِ، شَثْنَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ، مُشْرَبًا حُمْرَةً، ضَخْمَ الْكَرَادِيْسِ، طَوِيْلَ الْمَسْرُبَةِ، اِذَا مَشٰى تَكَفَّأَ تَكَفُّأً، كَاَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ، لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ ﷺ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

(۵۷۹۰) علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تو زیادہ لمبے قد کے تھے اور نہ ہی بہت چھوٹے قد کے تھے' آپ ﷺ کا سر مبارک بڑا اور داڑھی گھنی تھی' آپ ﷺ کی دونوں ہتھیلیاں اور دونوں پاؤں پر گوشت تھا۔ آپ ﷺ کا رنگ سرخ وسفید تھا' آپ ﷺ کی ہڈیوں کے جوڑ موٹے اور مضبوط تھے اور سینے سے ناف تک بالوں کی ایک لمبی لکیر تھی۔ جب آپ ﷺ چلتے تھے تو آگے کو جھک کر چلتے تھے گویا کہ آپ ﷺ بلندی سے نشیب کی طرف جا رہے ہوں۔ میں نے آپ ﷺ جیسا شخص نہ تو آپ ﷺ سے پہلے دیکھا اور نہ ہی آپ ﷺ کے بعد دیکھا۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(٥٧٩١) وَعَنْهُ، كَانَ اِذَا وَصَفَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَمْ يَكُنْ بِالطَّوِيْلِ الْمُمَغَّطِ، وَلَا بِالْقَصِيْرِ الْمُتَرَدِّدِ، وَكَانَ رَبْعَةً مِنَ الْقَوْمِ، وَلَمْ يَكُنْ بِالْجَعْدِ الْقَطِطِ وَلَا بِالسَّبْطِ، كَانَ جَعْدًا رَجِلًا، وَلَمْ يَكُنْ بِالْمُطَهَّمِ وَلَا بِالْمُكَلْثَمِ، وَكَانَ فِي الْوَجْهِ تَدْوِيْرٌ، اَبْيَضُ مُشْرَبٌ، اَدْعَجُ الْعَيْنَيْنِ، اَهْدَبُ الْاَشْفَارِ، جَلِيْلُ الْمُشَاشِ وَالْكَتِدِ، اَجْرَدُ ذُوْ مَسْرُبَةٍ، شَثْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ، اِذَا مَشٰى يَتَقَلَّعُ كَاَنَّمَا يَمْشِيْ فِيْ صَبَبٍ، وَاِذَا الْتَفَتَ اِلْتَفَتَ مَعًا، بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ، وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ، اَجْوَدُ النَّاسِ صَدْرًا، وَاَصْدَقُ النَّاسِ لَهْجَةً، وَاَلْيَنُهُمْ عَرِيْكَةً، وَاَكْرَمُهُمْ عَشِيْرَةً، مَنْ رَاٰهُ بَدِيْهَةً هَابَهٗ، وَمَنْ خَالَطَهٗ مَعْرِفَةً اَحَبَّهٗ، يَقُوْلُ نَاعِتُهٗ: لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ ﷺ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

(۵۷۹۱) علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ آپ ﷺ کے اوصاف بیان کرتے تو کہتے: آپ ﷺ کا قد نہ زیادہ لمبا تھا اور نہ ہی بہت زیادہ پست بلکہ آپ ﷺ لوگوں میں درمیانے قد والے تھے۔ آپ ﷺ کے بال بہت زیادہ گھنگریالے نہ تھے اور نہ ہی بالکل سیدھے تھے بلکہ قدرے خم دار تھے اور کچھ سیدھے بھی تھے۔ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک بالکل گول نہیں تھا اور نہ ہی آپ ﷺ کے گال پھولے ہوئے تھے، البتہ چہرہ ایک حد تک گولائی لیے ہوئے تھا' آپ ﷺ کا رنگ سرخ وسفید تھا' آنکھیں سیاہ تھیں' پلکوں کے بال لمبے تھے' جوڑوں کی ہڈیاں ابھری ہوئی مضبوط تھیں' کندھے مضبوط تھے' جسم مبارک پر بال نہیں تھے، البتہ سینے سے ناف تک بالوں کی ایک لکیر تھی' آپ ﷺ کی دونوں ہتھیلیاں اور دونوں پاؤں پر گوشت تھا' جب چلتے تو قوت سے پاؤں اٹھاتے گویا کہ پستی میں اتر رہے ہیں۔ جب آپ ﷺ متوجہ ہوتے تو پورے جسم کے ساتھ متوجہ ہوتے۔ آپ ﷺ کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور آپ ﷺ آخری نبی تھے' آپ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ سچ بولنے والے تھے' آپ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ طبیعت کے نرم تھے اور سب سے زیادہ معزز ومکرم تھے۔ جو شخص آپ ﷺ کو اچانک دیکھ لیتا اس پر ہیبت

۵۷۹۰۔ جامع الترمذی (۳۶۳۷) اس میں مسعودی مختلط ہے لیکن یہ روایت اپنے شواہد کی بنا پر قوی ہے۔

۵۷۹۱۔ جامع الترمذی (۳۶۳۸) اس کی سند ضعیف ہے۔

طاری ہو جاتی اور جو شخص جان پہچان کی خاطر میل جول رکھتا وہ آپ ﷺ سے والہانہ محبت کرتا۔ آپ ﷺ کا وصف بیان کرنے والے (علی رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ آپ ﷺ جیسا کوئی شخص نہ تو آپ سے پہلے دیکھا اور نہ آپ ﷺ کے بعد دیکھا۔ (ترمذی)

(٥٧٩٢) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَمْ یَسْلُكْ طَرِیْقًا فَیَتْبَعُهٗ اَحَدٌ اِلَّا عَرَفَ اَنَّهٗ قَدْ سَلَكَهٗ، مِنْ طِیْبِ عَرَقِهٖ اَوْ قَالَ: مِنْ رِیْحِ عَرَقِهٖ۔ رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ۔

(۵۷۹۲) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جس راستے سے گزرتے اور آپ ﷺ کے پیچھے کوئی دوسرا شخص اس راستے گزرتا تو وہ سمجھ جاتا کہ اس راستے سے آپؐ کا گزر ہوا ہے، اس لیے کہ راستے میں آپ ﷺ کی مہک پائی جاتی یا راوی نے کہا: آپ ﷺ کے پسینہ مبارک کی خوشبو پائی جاتی۔ (دارمی)

(٥٧٩٣) وَعَنْ اَبِیْ عُبَیْدَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ، قَالَ: قُلْتُ لِلرُّبَیِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ رضی اللہ عنہا: صِفِیْ لَنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَتْ: یَا بُنَیَّ لَوْ رَأَیْتَهٗ رَأَیْتَ الشَّمْسَ طَالِعَةً۔ رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ۔

(۵۷۹۳) ابوعبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر بیان کرتے ہیں کہ میں نے ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا سے کہا: آپ ہمارے سامنے نبی اکرم ﷺ کا وصف بیان کریں۔ وہ کہنے لگیں: اے میرے بیٹے! اگر تم رسول اللہ ﷺ کو دیکھ لیتے تو محسوس کرتے تم نے چمکتے ہوئے سورج کو دیکھا ہے۔ (دارمی)

(٥٧٩٤) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ فِیْ لَیْلَةٍ اِضْحِیَانٍ، فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاِلَی الْقَمَرِ، وَعَلَیْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ، فَاِذَا هُوَ اَحْسَنُ عِنْدِیْ مِنَ الْقَمَرِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَالدَّارِمِیُّ۔

(۵۷۹۴) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے چاندنی رات میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو میں کبھی نبی اکرم ﷺ کو دیکھتا اور کبھی چاند کو دیکھتا اور آپ ﷺ نے سرخ لباس زیب تن کیا ہوا تھا' آپ ﷺ میری نظر چاند سے کہیں زیادہ خوب صورت تھے۔ (ترمذی و دارمی)

(٥٧٩٥) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: مَا رَأَیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، كَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِیْ فِیْ وَجْهِهٖ، وَمَا رَأَیْتُ اَحَدًا اَسْرَعَ فِیْ مَشْیِهٖ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، كَاَنَّمَا الْاَرْضُ تُطْوٰی لَهٗ، اِنَّا لَنُجْهِدُ اَنْفُسَنَا وَاِنَّهٗ لَغَیْرُ مُكْتَرِثٍ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔

(۵۷۹۵) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ خوبصورت کسی کو نہیں پایا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ ﷺ کے چہرے مبارک میں سورج جاری ہے۔ (چہرہ سورج جلوہ ریز ہے) میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی کو تیز رفتار نہیں دیکھا ایسے معلوم ہوتا تھا کہ زمین آپ ﷺ کے لیے لپیٹ دی جاتی ہے جبکہ ہم اپنی جانوں کو مشقت میں ڈالتے تھے اور آپ ﷺ کو کچھ پرواہ نہ ہوتی (بے نیاز چلتے تھے)۔ (ترمذی)

(٥٧٩٦) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ

(۵۷۹۶) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کی پنڈلیاں

٥٧٩٢۔ سنن دارمی (١/ ٣٢)
٥٧٩٣۔ سنن دارمی (١/ ٣٠-٣١) اس کی سند میں عبداللہ بن موسیٰ التیمی المدنی ہے جسے حافظ نے بہت زیادہ خطا کرنے والا کہا ہے۔
٥٧٩٤۔ جامع الترمذی (٢٨١١) یہ حدیث ضعیف ہے۔
٥٧٩٥۔ جامع الترمذی کتاب المناقب (٣٦٤٨) یہ حدیث صحیح ہے۔
٥٧٩٦۔ جامع الرتمذی کتاب المناقب (٣٦٤٥) امام ترمذی نے اسے حسن صحیح غریب کہا ہے۔

فِیْ سَاقَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَمُوْشَةٌ، وَكَانَ لَا يَضْحَكُ اِلَّا تَبَسُّمًا، وَكُنْتُ اِذَا نَظَرْتُ اِلَيْهِ قُلْتُ: اَكْحَلُ الْعَيْنَيْنِ، وَلَيْسَ بِاَكْحَلَ، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

باریک تھیں، آپ ﷺ کھل کر ہنسا نہیں کرتے تھے بلکہ مسکرایا کرتے تھے اور جب میں آپ ﷺ کو دیکھتا تو میں کہتا کہ آپ ﷺ نے اپنی آنکھوں میں سرمہ لگایا ہوا ہے حالانکہ آپ ﷺ نے سرمہ نہیں لگایا ہوتا تھا۔ (ترمذی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

(٥٧٩٧) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَفْلَجَ الثَّنِيَّتَيْنِ، اِذَا تَكَلَّمَ رُئِیَ كَالنُّوْرِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ ثَنَايَاهُ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

(۵۷۹۷) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اگلے دو دانتوں کے درمیان معمولی فاصلہ تھا۔ جب آپ ﷺ گفتگو فرماتے تو دیکھا جا سکتا تھا کہ دونوں دانتوں کے درمیان سے نور جیسی کوئی چیز نکل رہی ہے۔ (دارمی)

(٥٧٩٨) وَعَنْ كعب بْنِ مَالِكٍ، رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا سُرَّ اِسْتَنَارَ وَجْهُهٗ، حَتّٰى كَاَنَّ وَجْهَهٗ قِطْعَةُ قَمَرٍ، وَكُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِكَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۵۷۹۸) کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب خوشی میں ہوتے تو آپ ﷺ کا چہرہ مبارک دمکنے لگتا یہاں تک کہ ایسے معلوم ہوتا کہ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک چاند کا ٹکڑا ہے، اور ہم آپ ﷺ کی یہ کیفیت پہچان لیتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

(٥٧٩٩) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ غُلَامًا يَهُوْدِيًّا كَانَ يَخْدِمُ النَّبِيَّ ﷺ، فَمَرِضَ فَاَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَعُوْدُهٗ، فَوَجَدَ اَبَاهُ عِنْدَ رَأْسِهٖ يَقْرَأُ التَّوْرَاةَ، فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا يَهُوْدِيُّ! اُنْشِدُكَ بِاللّٰهِ الَّذِيْ اَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلٰى مُوْسٰى، هَلْ تَجِدُ فِي التَّوْرَاةِ نَعْتِيْ وَصِفَتِيْ وَمَخْرَجِيْ؟)) قَالَ: لَا۔ قَالَ الْفَتٰى: بَلٰى وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّا نَجِدُ لَكَ فِي التَّوْرَاةِ نَعْتَكَ وَصِفَتَكَ وَمَخْرَجَكَ، وَاِنِّيْ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِاَصْحَابِهٖ: ((اَقِيْمُوْا هٰذَا مِنْ عِنْدِ رَأْسِهٖ، وَلُوْا اَخَاكُمْ))۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ۔

(۵۷۹۹) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا نبی اکرم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا، وہ بیمار ہو گیا تو نبی ﷺ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے، آپ ﷺ نے دیکھا کہ اس کا باپ اس لڑکے کے سرہانے بیٹھا تورات پڑھ رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس یہودی سے کہا: اے یہودی! میں تجھے اللہ کا واسطہ دیتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی، کیا تو نے تورات میں میری تعریف و توصیف اور میرے نکلنے کا ذکر (ظہور کے متعلق پیش گوئی) پایا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ وہ لڑکا کہنے لگا: اللہ کی قسم! اللہ کے رسول! ہم تورات میں آپ ﷺ کی صفت و تعریف و توصیف اور آپ ﷺ کے مبعوث کیے جانے کا ذکر پاتے ہیں۔ اور "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں"۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا: تم اس لڑکے کے باپ کو اس کے پاس سے اٹھا دو اور تم خود اپنے بھائی کے والی بنو۔ (بیہقی دلائل النبوۃ)

(٥٨٠٠) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ: ((اِنَّمَا اَنَا رَحْمَةٌ مُهْدَاةٌ))۔ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ، وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ۔

(۵۸۰۰) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجی ہوئی رحمت ہوں۔ (دارمی و بیہقی شعب الایمان)

٥٧٩٧۔ سنن دارمی (٥٩) اس کی سند بہت ضعیف ہے۔ ٥٧٩٨۔ صحیح بخاری (٣٥٥٦)، صحیح مسلم (٢٧٦٩)
٥٧٩٩۔ دلائل النبوۃ (٦/ ٢٧٢) میں اس کی سند سے واقف نہیں ہوں۔
٥٨٠٠۔ سنن دارمی (١٥)، شعب الایمان (١٤٤٦) یہ روایت صحیح ہے۔

بَابٌ فِیْ اَخْلَاقِهٖ وَشِمَائِلِهٖ
آپ ﷺ کے اخلاق وعادات کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

(٥٨٠١) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: خَدَمْتُ النَّبِیَّ ﷺ عَشْرَ سِنِیْنَ، فَمَا قَالَ لِیْ: اُفٍّ وَلَا لَمْ صَنَعْتَ؟ وَلَا اَلَا صَنَعْتَ؟ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

(٥٨٠١) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دس سال تک رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی' آپ ﷺ نے مجھے کبھی اف تک نہ کہا کہ تم نہ یہ کام کیوں کیا اور یہ کام کیوں نہیں کیا۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: دس سال کی مدت کافی طویل ہوتی ہے مگر اس ساری مدت میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ نے کبھی نہیں ڈانٹا، نہ دھمکایا، نہ کبھی آپ نے ان سے سخت کلامی فرمائی۔ یہ آپ کے حسنِ اَخلاق کی دلیل ہے اور حقیقت ہے کہ آپ سے زیادہ دنیا میں کوئی شخص نرم دل، خوش اخلاق پیدا نہیں ہوا۔ (راز)

(٥٨٠٢) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا، فَاَرْسَلَنِیْ یَوْمًا لِحَاجَةٍ، فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ لَا اَذْهَبُ، وَفِیْ نَفْسِیْ اَنْ اَذْهَبَ لِمَا اَمَرَنِیْ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَخَرَجْتُ حَتّٰی اَمُرَّ عَلٰی صِبْیَانٍ وَهُمْ یَلْعَبُوْنَ فِی السُّوْقِ، فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ قَبَضَ بِقَفَایَ مِنْ وَرَائِیْ، قَالَ: فَنَظَرْتُ اِلَیْهِ وَهُوَ یَضْحَكُ، فَقَالَ: ((یَا اُنَیْسُ! ذَهَبْتَ حَیْثُ اَمَرْتُكَ؟))۔ قُلْتُ: نَعَمْ، اَنَا اَذْهَبُ یَا رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(٥٨٠٢) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اخلاق کے اعتبار سے تمام انسانوں سے بہتر تھے۔ ایک روز آپ ﷺ نے مجھے کسی کام کے لیے بھیجا تو میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں نہیں جاؤں گا حالانکہ میرے دل میں تھا کہ ضرور جاؤں گا اس لیے کہ یہ حکم رسول اللہ ﷺ ہے۔ چنانچہ میں نکل پڑا' میں بچوں کے پاس سے گزرا جو بازار میں کھیل رہے تھے۔ اچانک رسول اللہ ﷺ نے میرے پیچھے سے آ کر میری گدی پکڑ لی۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے آپ ﷺ کی جانب نظر اٹھائی تو آپ ﷺ مسکرا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے انیس! کیا میں نے جو کام تمہیں کہا تھا وہ کر آئے ہو؟ میں نے عرض کیا: ہاں' اے اللہ کے رسول! میں ابھی جاتا ہوں۔ (مسلم)

(٥٨٠٣) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: کُنْتُ اَمْشِیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَیْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِیٌّ غَلِیْظُ الْحَاشِیَةِ، فَاَدْرَکَهٗ اَعْرَابِیٌّ، فَجَبَذَهٗ بِرِدَائِهٖ

(٥٨٠٣) انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا اور آپ ﷺ پر موٹے کنارے والی نجرانی دھاری دار چادر تھی' آپ ﷺ کو ایک دیہاتی ملا اور اس نے آپ ﷺ کی چادر بڑے زور

٥٨٠١۔ صحیح بخاری کتاب الادب (٦٠٣٨)، صحیح مسلم کتاب المناقب (٥١/ ٢٣٠٩)
٥٨٠٢۔ صحیح مسلم کتاب المناقب (٥٤/ ٢٣١٠)
٥٨٠٣۔ صحیح بخاری کتاب الخمس (٣١٤٩) صحیح مسلم کتاب الزکاۃ (٤٨/ ٢٣٠٧)

جَبْذَةً شَدِيْدَةً، وَرَجَعَ نَبِيُّ اللّٰهِ فِيْ نَحْرِ الْاَعْرَابِيِّ حَتّٰى نَظَرْتُ اِلٰى صَفْحَةِ عَاتِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَدْ اَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الْبُرْدِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهٖ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! مُرْلِيْ مِنْ مَالِ اللّٰهِ الَّذِيْ عِنْدَكَ، فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ ضَحِكَ، ثُمَّ اَمَرَ لَهٗ بِعَطَاءٍ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

سے کھینچی' نبی اکرم ﷺ دیہاتی کے سینے کی طرف پھر گئے' میں نے دیکھا کہ اعرابی کے اس قدر سختی سے چادر کھینچنے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کی گردن مبارک پر چادر کنارے کی رگڑ کا نشان پڑ گیا تھا۔ پھر کہنے لگا: اے محمد ﷺ! آپ ﷺ کے پاس اللہ کا جو مال ہے اس میں سے میرے لیے بھی کچھ دینے کا حکم دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی جانب التفات کیا اور آپ ﷺ مسکرائے' پھر اسے کچھ دینے کا دیا۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: آپ کا یہ کمال خلق اور حلم تھا کہ اس کی گاؤ زوری پر کچھ غصہ نہ فرمایا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جاہلوں کی گستاخیوں اور حکم ادبیوں پر حلم وصبر اور درگزر کرنا اور ان کے سوئے ادب کے بدلے میں ان سے احسان کرنا چاہیے اور خوش خلقی سے برتاؤ کرنا چاہیے۔ (نووی)

(٥٨٠٤) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحْسَنَ النَّاسِ، وَاَجْوَدَ النَّاسِ، وَاَشْجَعَ النَّاسِ، وَلَقَدْ فَزِعَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَانْطَلَقَ النَّاسُ قِبَلَ الصَّوْتِ، فَاسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ قَدْ سَبَقَ النَّاسَ اِلَى الصَّوْتِ وَهُوَ يَقُوْلُ: ((لَمْ تُرَاعُوْا، لَمْ تُرَاعُوْا))۔ وَهُوَ عَلٰى فَرَسٍ لِاَبِيْ طَلْحَةَ عُرْيٍ مَا عَلَيْهِ سَرْجٌ، وَفِيْ عُنُقِهٖ سَيْفٌ۔ فَقَالَ: ((لَقَدْ وَجَدْتُهٗ بَحْرًا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۵۸۰۴) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے بڑھ کر حسین تھے' سب لوگوں سے زیادہ سخی اور تمام لوگوں سے زیادہ بہادر تھے۔ ایک رات اہل مدینہ گھبرا گئے' تمام لوگ آواز کی جانب لپکے وہاں انہوں نے نبی کریم ﷺ کو موجود پایا۔ آپ ﷺ سب لوگوں سے پہلے آواز کی طرف پہنچ گئے تھے اور آپ ﷺ فرما رہے تھے: ڈرو نہیں' گھبراؤ نہیں' آپ ﷺ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے' اس پر زین نہ تھی۔ نیز آپ کی گردن میں تلوار لٹک رہی تھی' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے اس گھوڑے کو سمندر کی طرح تیز رفتار پایا ہے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: اصول وفضائل جو آدمی کو کسب اور ریاضت ومحنت سے حاصل ہو سکتے ہیں تین ہیں عفت، شجاعت اور سخاوت اور حسن وجمال یہ فضیلت وہبی ہے تو آپ کی ذات مجموعہ کمالات فطری اور کسبی تھی۔ (راز)

(٥٨٠٥) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا قَطُّ فَقَالَ: لَا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۵۸۰۵) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سے کبھی کسی چیز کے متعلق سوال نہیں کیا گیا کہ آپ ﷺ نے اس کے جواب میں نہیں کہا ہو۔ (بخاری ومسلم)

(٥٨٠٦) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِيَّ ﷺ غَنَمًا بَيْنَ جَبَلَيْنِ، فَاَعْطَاهُ اِيَّاهُ فَاَتٰى قَوْمَهٗ فَقَالَ: اَيْ قَوْمِ! اَسْلِمُوْا فَوَاللّٰهِ اِنَّ مُحَمَّدًا لَيُعْطِيْ عَطَاءً مَا يَخَافُ الْفَقْرَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۵۸۰۶) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے اتنی بکریوں کا سوال کیا جو دو پہاڑوں کے درمیان سما سکیں۔ آپ ﷺ نے اس کو اسی قدر عطا کر دیں تو وہ اپنی قوم کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے میری قوم! اسلام قبول کر لو اللہ کی قسم! محمد ﷺ اتنا زیادہ دیتے ہیں کہ آپ ﷺ کو کسی فقر وافلاس کا خوف نہیں ہوتا۔ (مسلم)

٥٨٠٤۔ صحيح بخارى ٢٩٠٩، صحيح مسلم (٤٨/ ٢٣٠٧)
٥٨٠٥۔ صحيح بخارى كتاب الادب (٦٠٤٣)، صحيح مسلم كتاب الفضائل (٥٦/ ٢٣١١)
٥٨٠٦۔ صحيح مسلم كتاب الفضائل (٥٨/ ٢٣١٢)
٥٨٠٧۔ صحيح بخارى كتاب الجهاد (٢٨٢١)

(۵۸۰۷) وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ﷛، بَيْنَمَا هُوَ يَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَقْفَلَهُ مِنْ حُنَيْنٍ، فَعَلِقَتِ الْاَعْرَابُ يَسْأَلُوْنَهُ حَتّٰى اضْطَرُّوْهُ اِلٰى سَمُرَةٍ، فَخَطِفَتْ رِدَاءَهُ فَوَقَفَ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ: ((اَعْطُوْنِيْ رِدَائِيْ، لَوْ كَانَ لِيْ عَدَدُ هٰذِهِ الْعِضَاهِ نَعَمٌ اَقْسَمْتُهُ بَيْنَكُمْ، ثُمَّ لَا تَجِدُوْنِيْ بَخِيلًا وَلَا كَذُوبًا وَلَا جَبَانًا)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۵۸۰۷) جبیر بن مطعم ﷛ سے روایت ہے کہ جب وہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جنگ حنین سے واپس لوٹ رہے تھے کہ کچھ دیہاتی لوگ آپ ﷺ سے لپٹ گئے وہ آپ سے مانگنے لگے یہاں تک کہ انہوں نے آپ ﷺ کو کیکر کی طرف تنگ کر دیا' آپ ﷺ کی چادر کیکر سے الجھ گئی تو نبی ﷺ کچھ دیر رکے اور فرمایا: مجھے میری چادر واپس دے دو۔ اگر میرے پاس ان درختوں کی تعداد کے برابر بھی مویشی ہوتے تو میں تم میں تقسیم کر دیتا' پھر تم مجھے بخیل' جھوٹا اور چھوٹے دل والا نہ پاتے۔ (بخاری)

(۵۸۰۸) وَعَنْ اَنَسٍ ﷛، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ جَاءَ خَدَمُ الْمَدِيْنَةِ بِاٰنِيَتِهِمْ فِيْهَا الْمَاءُ، فَمَا يَأْتُوْنَ بِاِنَاءٍ اِلَّا غَمَسَ يَدَهُ، فِيْهَا، فَرُبَّمَا جَاوُّوْهُ بِالْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ فَيَغْمِسُ يَدَهُ فِيْهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۸۰۸) انس ﷛ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز ادا کر لیتے تو اہل مدینہ کے خدام پانی سے بھرے برتن لے کر پہنچ جاتے' جو برتن وہ لائے آپ ﷺ اس میں اپنا ہاتھ مبارک ڈبو دیتے اور بعض اوقات ایسا ہوتا کہ وہ آپ ﷺ کے پاس سردی کے موسم میں صبح سویرے ہی پہنچ جاتے تو آپ ﷺ پھر بھی ان کے برتنوں میں اپنا ہاتھ ڈال دیتے۔ (مسلم)

(۵۸۰۹) وَعَنْهُ ﷛ قَالَ: كَانَتْ اَمَةٌ مِنْ اِمَاءِ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ تَأْخُذُ بِيَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتَنْطَلِقُ بِهٖ حَيْثُ شَاءَتْ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۵۸۰۹) انس ﷛ بیان کرتے ہیں کہ اہل مدینہ کی لونڈیوں میں سے ایک لونڈی تھی' وہ رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑتی اور جہاں چاہتی آپ ﷺ کو لے جاتی۔ (بخاری)

(۵۸۱۰) وَعَنْهُ ﷛ اَنَّ امْرَأَةً كَانَتْ فِيْ عَقْلِهَا شَيْءٌ، فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ لِيْ اِلَيْكَ حَاجَةً، فَقَالَ: ((يَا اُمَّ فُلَانٍ! اُنْظُرِيْ اَيَّ السِّكَكِ شِئْتِ حَتّٰى اَقْضِيَ لَكِ حَاجَتَكِ)) فَخَلَا مَعَهَا فِيْ بَعْضِ الطُّرُقِ، حَتّٰى فَرَغَتْ مِنْ حَاجَتِهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۸۱۰) انس ﷛ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت تھی جس کے دماغ میں کچھ خرابی تھی' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے آپ ﷺ سے کچھ کام ہے۔ آپ ﷺ نے اس سے کہا: اے ام فلاں! دیکھو جس گلی میں بھی تم چاہتی ہو (میں جانے کے لیے تیار ہوں) تاکہ تمہارے لیے کام کو پورا کروں' آپ ﷺ اس کے ساتھ ایک راستہ میں علیحدہ رک کے رہے یہاں تک کہ وہ اپنے کام سے فارغ ہوگئی۔ (مسلم)

توضیح: یہ تنہائی کچھ خلوت نہ تھی کسی اجنبی عورت کے ساتھ، بلکہ راہ سے، سڑک سے ہٹ کر کھڑے ہوئے اور اس کی بات سن لی اور جواب دے دیا۔ حاکم کو یہی لازم ہے کہ ایک رعیت کا ایسا ہی پاس اور خیال رکھے۔ (نووی)

(۵۸۱۱) وَعَنْهُ ﷛ قَالَ: لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاحِشًا وَلَا لَعَّانًا وَلَا سَبَّابًا، كَانَ

(۵۸۱۱) انس ﷛ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نہ فحش گو تھے' نہ لعنت کرنے والے اور نہ ہی گالی گلوچ کرنے والے تھے' آپ ﷺ بوقت

۵۸۰۸۔ صحيح مسلم كتاب المناقب (۷۴/ ۲۳۲۴)
۵۸۰۹۔ صحيح بخاری كتاب الادب (۲۰۷۲)
۵۸۱۰۔ صحيح مسلم كتاب المناقب (۲۶/ ۲۳۲۶)
۵۸۱۱۔ صحيح بخاری (۶۰۳۱) (۶۰۴۶)

يَقُوْلُ عِنْدَ الْمَعْتَبَةِ: ((مَا لَهٗ تَرِبَ جَبِيْنُهٗ؟!)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

عتاب صرف اتنا فرماتے: اسے کیا ہے! اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔ (بخاری)

توضیح: اس حدیث میں یہ دعا اس بات کا بھی احتمال رکھتی ہے کہ وہ شخص چہرے کے بل کھینچا جائے اور اس کی پیشانی کو مٹی لگے یا اس کے حق میں نیک دعا بھی ہو سکتی ہے کہ وہ نماز پڑھے اور نماز میں بحالت سجدہ اس کی پیشانی کو مٹی لگے۔ (راز)

(۵۸۱۲) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اُدْعُ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ. قَالَ: ((اِنِّيْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا؛ وَاِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۸۱۲) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ سے کہا گیا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ مشرکین پر بددعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا بلکہ مجھے تو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔ (مسلم)

توضیح: لیکن حیا کی وجہ سے آپ زبان سے برا نہ کہتے۔ یہ وہ حیا ہے جو اخلاق حسنہ میں سے ہے اور جو ایمان، جزء ہے۔ (نووی)

(۵۸۱۳) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ اَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِيْ خِدْرِهَا، فَاِذَا رَاٰى شَيْئًا يَكْرَهُهٗ عَرَفْنَاهُ فِيْ وَجْهِهٖ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۸۱۳) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کنواری باپردہ لڑکی سے بھی زیادہ حیا والے تھے۔ جب کبھی آپ ﷺ کسی ناپسندیدہ چیز کو دیکھتے تو ہم آپ ﷺ کے چہرہ سے کراہت کو پہچان لیتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

(۵۸۱۴) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ مَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتّٰى اَرٰى مِنْهُ لَهَوَاتِهٖ، وَاِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۵۸۱۴) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو کبھی کھل کھلا کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ کے حلق کا کوا (آخری حصہ) نظر آئے آپ ﷺ تو بس مسکراتے تھے۔ (بخاری)

(۵۸۱۵) وَعَنْهَا رضی اللہ عنہا قَالَتْ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَسْرِدُ الْحَدِيْثَ كَسَرْدِكُمْ، كَانَ يُحَدِّثُ حَدِيْثًا لَوْ عَدَّهُ الْعَادُّ لَاَحْصَاهُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۸۱۵) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تم لوگوں کی طرح مسلسل تیز باتیں نہیں کرتے تھے بلکہ آپ ﷺ اس طرح گفتگو فرماتے کہ اگر کوئی گنتی کرنے والا گننا چاہتا تو گن سکتا تھا۔ (بخاری ومسلم)

(۵۸۱۶) وَعَنِ الْاَسْوَدِ، قَالَ: سَاَلْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا: مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصْنَعُ فِيْ بَيْتِهٖ؟ قَالَتْ: كَانَ يَكُوْنُ فِيْ مِهْنَةِ اَهْلِهٖ. يَعْنِيْ خِدْمَةَ اَهْلِهٖ. فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ خَرَجَ اِلَى الصَّلَاةِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۵۸۱۶) اسود رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ نبی ﷺ گھر میں کیا کرتے تھے! انہوں نے کہا: آپ ﷺ گھر کے کام کاج میں مصروف رہتے، یعنی اپنے گھر والوں کا ہاتھ بٹاتے اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تو آپ ﷺ نماز کے لیے چلے جاتے تھے۔ (بخاری)

(۵۸۱۷) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: مَا خُيِّرَ

(۵۸۱۷) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو جب بھی دو

۵۸۱۲۔ صحیح مسلم کتاب الادب (۸۷/ ۲۵۹۹)

۵۸۱۳۔ صحیح بخاری کتاب الادب (۶۰۹۲)، صحیح مسلم کتاب الفضائل (۶۸/ ۲۳۲۰)

۵۸۱۴۔ صحیح بخاری کتاب التفسیر (۲۸۲۸)، صحیح مسلم کتاب الاستسقاء (۱۶/ ۸۹۹)

۵۸۱۵۔ صحیح بخاری کتاب صفۃ رسول اللہ ﷺ (۳۵۶۷)، صحیح مسلم (۷۱/ ۲۴۹۳)

۵۸۱۶۔ صحیح بخاری کتاب الصلوۃ (۶۸۶)

۵۸۱۷۔ صحیح بخاری کتاب الادب (۶۱۷۶)، صحیح مسلم کتاب الفضائل (۷۷/ ۲۳۲۷)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ اَمْرَيْنِ قَطُّ اِلَّا اَخَذَ اَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ اِثْمًا فَاِنْ كَانَ اِثْمًا كَانَ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ، وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِنَفْسِهٖ فِيْ شَيْءٍ قَطُّ، اِلَّا اَنْ يُّنْتَهَكَ حُرْمَةَ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ بِهَا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

کاموں میں سے ایک کو کرنے کا اختیار دیا جاتا تو آپ ﷺ ان میں سے آسان کام کو اختیار کرتے بشرطیکہ وہ گناہ کا کام نہ ہوتا' اگر وہ گناہ کا کام ہوتا تو آپ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ دور رہتے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ذات کے لیے کبھی کسی بات کا انتقام نہیں لیا تھا۔ البتہ جب اللہ تعالیٰ کی حرمت کو پامال کیا جاتا تو پھر آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے لیے اس کا بدلہ لیتے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: عبداللہ بن خطل یا عقبہ بن ابی معیط یا ابورافع یہودی یا کعب بن اشرف کو جو آپ نے قتل کروایا وہ بھی اپنی ذات کے لیے نہ تھا کیونکہ ان لوگوں نے اللہ کے دین میں خلل ڈالنا، لوگوں کو بہکانا اور فتنہ وفساد بھڑکانا اپنا دن رات کا مشغلہ بنالیا تھا۔ اس لیے قیامِ امن کے لیے ان کو قتل کروادیا۔ ورنہ یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ اگر آپ اپنی ذات کے لیے بدلہ لیتے تو اس یہودن کو ضرور قتل کراتے جس نے دعوت دے کر بکری کے گوشت میں زہر ملا کر آپ کو قتل کرنا چاہا تھا، یا اس منافق کو قتل کرواتے جس نے مالِ غنیمت کی تقسیم پر آپ کی دیانت پر شبہ کیا تھا، مگر نبی ﷺ نے ان سب کو معاف کردیا تھا۔ پیارے چچا سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو بے دردی سے قتل کرنے والا وحشی بن حرب آپ کے سامنے آیا تو آپ کو سخت تکلیف ہونے کے باوجود نہ صرف یہ کہ آپ نے اسے معافی دی بلکہ اس کا اسلام بھی قبول کیا اور فتح مکہ کے دن آپ نے جو کچھ کیا اس پر دنیا آج بھی حیران ہے۔ (راز)

(٥٨١٨) وَعَنْهَا رضی اللہ عنہا قَالَتْ: مَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِنَفْسِهٖ شَيْئًا قَطُّ بِيَدِهٖ، وَلَا امْرَأَةً وَلَا خَادِمًا، اِلَّا اَنْ يُّجَاهِدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَمَا نِيْلَ مِنْهُ شَيْءٌ قَطُّ، فَيَنْتَقِمَ مِنْ صَاحِبِهٖ، اِلَّا اَنْ يَّنْتَهِكَ شَيْءٌ مِنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(٥٨١٨) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے کبھی کسی جان دار چیز کو' نہ کسی عورت کو اور نہ ہی کسی خادم کو اپنے ہاتھ سے مارا، لیکن اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے۔ اور ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کسی شخص سے آپ ﷺ کو تکلیف پہنچی ہو اور آپ ﷺ نے اس سے انتقام لیا ہو' لیکن جب اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کو پامال کیا جاتا تو آپ ﷺ پھر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے انتقام لیتے تھے۔ (مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ......دوسری فصل

(٥٨١٩) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا ابْنُ ثَمَانِ سِنِيْنَ، خَدَمْتُهٗ عَشْرَ سِنِيْنَ، فَمَا لَامَنِيْ عَلٰى شَيْءٍ قَطُّ اَتٰى فِيْهِ عَلٰى يَدَيَّ، فَاِنْ لَامَنِيْ لَائِمٌ مِنْ اَهْلِهٖ قَالَ: ((دَعُوْهُ، فَاِنَّهٗ لَوْ قُضِيَ شَيْءٌ كَانَ))۔ هٰذَا لَفْظُ الْمَصَابِيْحِ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ

(٥٨١٩) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی اور میں اس وقت آٹھ سال کا تھا اور میں نے دس برت تک آپ ﷺ کی خدمت کی۔ آپ ﷺ نے کبھی میرے ہاتھوں کسی نقصان ہونے پر مجھے ملامت نہیں کی۔ اگر آپ ﷺ کے اہلِ خانہ میں سے مجھے کوئی ملامت کرتا تو آپ ﷺ فرماتے: اسے کچھ نہ کہو اس لیے کہ جو کچھ ہونے والا ہوتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔ یہ الفاظ "مصابیح" کے ہیں جبکہ امام بیہقی نے اس روایت کو

٥٨١٨۔ صحیح مسلم کتاب الفضائل (٧٩/ ٢٣٢٨)

٥٨١٩۔ صحیح ابن حبان (١٨١٦)، شعب الایمان (٨٠٧٠) اس کی سند صحیح ہے۔

الْاِيْمَانِ مَعَ تَغْيِيرٍ يَسِيرٍ.

کچھ الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ ''شعب الایمان'' میں ذکر کیا ہے۔

نبی کریم ﷺ اوصاف حسنہ

(۵۸۲۰) وَعَنْ عَائِشَةَ ؓ، قَالَتْ: لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَلَا سَخَّابًا فِيْ الْاَسْوَاقِ، وَلَا يَجْزِىْ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ، وَلٰكِنْ يَعْفُوْ وَيَصْفَحُ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۵۸۲۰) عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نہ طبعاً فحش گو تھے اور نہ ہی تکلف کے ساتھ فحش گفتگو فرماتے تھے، نہ ہی آپ ﷺ بازاروں میں شور وغل کرنے والے تھے۔ اور نہ ہی آپ ﷺ برائی کا بدلہ برائی کے ساتھ دیتے تھے، لیکن آپ ﷺ معاف کر دیتے اور درگزر فرماتے تھے۔ (ترمذی)

(۵۸۲۱) وَعَنْ اَنَسٍ ؓ، يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ كَانَ يَعُوْدُ الْمَرِيْضَ، وَيَتْبَعُ الْجَنَازَةَ، وَيُجِيْبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوْكِ، وَيَرْكَبُ الْحِمَارَ، لَقَدْ رَاَيْتُهٗ يَوْمَ خَيْبَرَ عَلٰى حِمَارٍ خِطَامُهٗ لِيْفٌ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

(۵۸۲۱) انس ؓ نبی کریم ﷺ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ بیمار کی عیادت فرماتے، جنازے کے ساتھ جاتے، غلام کی دعوت قبول کر لیتے، اور گدھے پر بھی سوار ہو لیتے اور میں نے آپ ﷺ کو جنگ خیبر کے دن ایک گدھے پر سوار دیکھا جس کی لگام کھجور کے پتوں کی تھی۔ (ابن ماجہ وبیہقی شعب الایمان)

(۵۸۲۲) وَعَنْ عَائِشَةَ ؓ، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْصِفُ نَعْلَهٗ، وَيَخِيْطُ ثَوْبَهٗ، وَيَعْمَلُ فِيْ بَيْتِهٖ كَمَا يَعْمَلُ اَحَدُكُمْ فِيْ بَيْتِهٖ، وَقَالَتْ: كَانَ بَشَرًا مِنَ الْبَشَرِ، يَفْلِيْ ثَوْبَهٗ، وَيَحْلِبُ شَاتَهٗ، وَيَخْدِمُ نَفْسَهٗ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۵۸۲۲) عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنا جوتا خود گانٹھ لیتے تھے اور اپنے کپڑے خود سی لیتے تھے اور اپنے گھر میں کام کاج کرتے جیسا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے گھر میں کام کاج کرتا ہے نیز عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ آپ ﷺ انسانوں میں سے ایک انسان ہی تھے، آپ ﷺ کپڑوں میں سے خود جوئیں دیکھتے، اپنی بکری کا دودھ خود دوہتے اور اپنی خدمت آپ کر لیا کرتے تھے۔ (ترمذی)

نبی کریم ﷺ کا لوگوں کے ساتھ کیسا رویہ ہوتا تھا؟

(۵۸۲۳) وَعَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ؓ، قَالَ: دَخَلَ نَفَرٌ عَلٰى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، فَقَالُوْا لَهٗ: حَدِّثْنَا اَحَادِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: كُنْتُ جَارَهٗ فَكَانَ اِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ بَعَثَ اِلَيَّ فَكَتَبْتُهٗ لَهٗ، فَكَانَ اِذَا ذَكَرْنَا الدُّنْيَا ذَكَرَهَا مَعَنَا، وَاِذَا ذَكَرْنَا الْاٰخِرَةَ ذَكَرَهَا مَعَنَا، وَاِذَا ذَكَرْنَا الطَّعَامَ مَعَنَا، فَكُلُّ هٰذَا اُحَدِّثُكُمْ عَنْ رَسُوْلُ

(۵۸۲۳) خارجہ بن زید بن ثابت ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک جماعت زید بن ثابت ؓ کے پاس آئی اور انہوں نے ان سے کہا: آپ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی احادیث بیان کریں۔ وہ کہنے لگے: میں آپ ﷺ کا پڑوسی تھا، جب آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی تو آپ ﷺ میری طرف پیغام بھیجتے، میں آپ ﷺ کے لیے اس کو تحریر کرتا۔ جب ہم دنیا کی باتیں کرتے تو آپ ﷺ بھی ہمارے ساتھ دنیا کی باتیں اور جب ہم آخرت کا ذکر کرتے تو آپ ﷺ بھی آخرت کا ذکر کرتے اور جب ہم کھانے کی باتیں کرتے تو

۵۸۲۰۔ جامع الترمذی (۲۰۱٦) اس کی سند صحیح ہے۔

۵۸۲۱۔ شمائل ترمذی (۳۳۲) اس میں مسلم بن کیسان الاعور ضعیف ہے۔

۵۸۲۲۔ شمائل ترمذی (۳۴۳)، صحیح ابن حبان (۲۱۳۳) یہ روایت صحیح ہے جیسا کہ امام ابن حبان نے کہا ہے۔

۵۸۲۳۔ شمائل ترمذی (۳۳٦) اس میں ولید بن ابی ولید ضعیف اور سلیمان بن خارجہ مجہول ہے۔

اللّٰہِ ﷺ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ .

آپ ﷺ بھی ہمارے ساتھ اس کی باتیں کرتے۔ پس یہ تمام باتیں میں تمہیں رسول اللہ ﷺ سے بیان کر رہا ہوں۔ (ترمذی)

اخلاق نبوی کا ایک نمونہ

(٥٨٢٤) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ اِذَا صَافَحَ الرَّجُلَ لَمْ یَنْزِعْ یَدَہٗ مِنْ یَدِہٖ حَتّٰی یَکُوْنَ ھُوَالَّذِیْ یَنْزِعُ یَدَہٗ، وَلَا یَصْرِفُ وَجْھَہٗ عَنْ وَجْھِہٖ حَتّٰی یَکُوْنَ ھُوَ الَّذِیْ یَصْرِفُ وَجْھَہٗ عَنْ وَجْھِہٖ، وَلَمْ یُرَ مُقَدِّمًا رُکْبَتَیْہِ بَیْنَ یَدَیْ جَلِیْسٍ لَہٗ۔ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ .

(۵۸۲۴) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی شخص سے مصافحہ کرتے تو اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ اس وقت تک نہیں کھینچتے تھے جب تک وہ شخص اپنا ہاتھ نہ کھینچ لیتا اور آپ ﷺ اپنے چہرے کو کسی شخص سے اس وقت تک نہیں پھیرتے تھے جب تک وہ شخص اپنا چہرہ نہ پھیر لیا تھا۔ نیز آپ کو کبھی اس حال میں نہیں دیکھا گیا کہ آپ ﷺ نے اپنے کسی ساتھی کے سامنے گھٹنے دراز کیے بیٹھے ہوں۔ (ترمذی)

(٥٨٢٥) وَعَنْہُ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ لَا یَدَّخِرُ شَیْئًا لِغَدٍ۔ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ .

(۵۸۲۵) انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کل کے لیے کسی چیز کا ذخیرہ نہیں کرتے تھے۔ (ترمذی)

رسولِ رحمت ﷺ کی عاداتِ کریمانہ

(٥٨٢٦) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ رضی اللہ عنہما، قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ طَوِیْلَ الصَّمْتِ۔ رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ .

(۵۸۲۶) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ زیادہ تر خاموشی اختیار کیے رہتے تھے (یعنی دراز سکوت تھے) (شرح السنہ)

(٥٨٢٧) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: کَانَ فِیْ کَلَامِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ تَرْتِیْلٌ وَتَرْسِیْلٌ۔ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ .

(۵۸۲۷) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ کی گفتگو میں وضاحت اور آہستگی ہوتی تھی۔ (ابوداوٗد)

(٥٨٢٨) وَعَنْ عَائِشَۃَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: مَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَسْرِدُ سَرْدَکُمْ ھٰذَا، وَلٰکِنَّہٗ کَانَ یَتَکَلَّمُ بِکَلَامٍ بَیْنَہٗ فَصْلٌ، یَحْفَظُہٗ مَنْ جَلَسَ اِلَیْہِ۔ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ .

(۵۸۲۸) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسلسل اور بے تکان باتیں نہیں کیا کرتے تھے جس طرح کہ تم پے در پے باتیں کرتے ہو بلکہ جب آپ ﷺ گفتگو فرماتے تو آپ ﷺ کی گفتگو کے کلمے جدا جدا ہوتے (یعنی ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے) کہ آپ ﷺ کے پاس بیٹھنے والا اس گفتگو کو محفوظ کر لیتا۔ (ترمذی)

(٥٨٢٩) وَعَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ

(۵۸۲۹) عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے

٥٨٢٤۔ جامع الترمذی کتاب الزھد (٢٤٩٠) سنن ابن ماجہ کتاب الادب (٣٧١٦) اس میں زید العمی ضعیف ہے۔

٥٨٢٥۔ جامع الترمذی (٢٣٦٢) اس کی سند جید ہے۔

٥٨٢٦۔ شرح السنۃ (٣٢٩٥) یہ حدیث حسن ہے۔

٥٨٢٧۔ سنن ابی داود (٤٨٣٨) اس کی سند میں ایک شیخ ہے جس کا نام......

٥٨٢٨۔ جامع الترمذی کتاب المناقب (٣٦٣٩) اس کی سند جید ہے۔

٥٨٢٩۔ جامع الترمذی کتاب المناقب (٣٦٤١) اس میں ابن لہیعہ سیء الحفظ ہے۔

جَزْءٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ اَحَدًا اَكْثَرَ تَبَسُّمًا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

رسول اللہ ﷺ سے زیادہ مسکرانے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ (ترمذی)

(۵۸۳۰) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا جَلَسَ يَتَحَدَّثُ يُكْثِرُ اَنْ يَرْفَعَ طَرْفَهٗ اِلَى السَّمَاءِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

(۵۸۳۰) عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بیٹھے ہوئے باتیں کرتے تو آپ ﷺ کی نگاہ اکثر آسمان کی طرف اٹھی رہتی۔ (ابوداؤد)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ......تیسری فصل

(۵۸۳۱) عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ اَحَدًا كَانَ أَرْحَمَ بِالْعِيَالِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، كَانَ اِبْرَاهِيْمُ ابْنُهٗ مُسْتَرْضَعًا فِيْ عَوَالِي الْمَدِيْنَةِ، فَكَانَ يَنْطَلِقُ وَنَحْنُ مَعَهٗ، فَيَدْخُلُ الْبَيْتَ وَاِنَّهٗ لَيُدَّخَنُ، وَكَانَ ظِئْرُهٗ قَيْنًا، فَيَأْخُذُهٗ فَيُقَبِّلُهٗ ثُمَّ يَرْجِعُ قَالَ عَمْرٌو: فَلَمَّا تُوُفِّيَ اِبْرَاهِيْمُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ ابْنِيْ، وَاِنَّهٗ مَاتَ فِي الثَّدْيِ، وَاِنَّ لَهٗ لَظِئْرَيْنِ تُكْمِلَانِ رَضَاعَهٗ فِي الْجَنَّةِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۸۳۱) عمرو بن سعید رحمہ اللہ انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کسی اور کو اپنے اہل وعیال کے ساتھ زیادہ رحم کرنے والا نہیں دیکھا۔ آپ کے بیٹے ابراہیم کو مدینہ کی نواحی بستی میں دودھ پلایا جاتا تھا۔ آپ ﷺ وہاں جایا کرتے تھے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہوتے' آپ ﷺ اس گھر میں داخل ہوئے اور وہ گھر دھوئیں سے بھرا ہوا تھا کیونکہ ابراہیم کا رضاعی باپ لوہار تھا' آپ ﷺ اپنے بیٹے کو اٹھایا اس کا بوسہ لیا اور پھر واپس لوٹ آئے۔ راوی حدیث عمرو کا بیان ہے کہ جب ابراہیم وفات پا گیا تو رسول رحمت ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ ابراہیم میرا بیٹا ہے اور وہ دودھ پینے کی عمر میں فوت ہوا ہے اور اس کے لیے دودھ پلانے والی عورتیں مخصوص کر دی گئی ہیں جو اس کی رضاعت کی مدت کو جنت میں پورا کریں گی۔ (مسلم)

یہودی آپ کو آزمارہا تھا

(۵۸۳۲) وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ، اَنَّ يَهُوْدِيًّا يُقَالُ لَهٗ: فُلَانٌ، خَبْرٌ، كَانَ لَهٗ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ دَنَانِيْرُ، فَتَقَاضَى النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ لَهٗ: ((يَا يَهُوْدِيُّ! مَا عِنْدِيْ مَا اُعْطِيْكَ))۔ قَالَ: فَاِنِّيْ لَا اُفَارِقُكَ يَا مُحَمَّدُ حَتّٰى تُعْطِيَنِيْ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذًا اَجْلِسُ مَعَكَ)) فَجَلَسَ مَعَهٗ، فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ

(۵۸۳۲) علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فلاں لقب کا ایک یہودی عالم تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ دینار لینے تھے' چنانچہ اس نبی ﷺ سے تقاضا کیا' آپ ﷺ نے اسے فرمایا: اے یہودی! تجھے دینے کے لیے اس وقت میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ اس نے کہا: اے محمد! میں اس وقت تک آپ سے جدا نہیں ہوں گا جب تک کہ آپ ﷺ مجھے میرا قرض نہیں لوٹا دیتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو میں تمہارے ساتھ بیٹھوں گا' چنانچہ آپ ﷺ اس کے ساتھ بیٹھ گئے۔ آپ ﷺ نے ظہر' عصر' مغرب' عشاء

۵۸۳۰۔ سنن ابی داود کتاب الادب (٤٨٣٧) اس کی سند ضعیف ہے۔
۵۸۳۱۔ صحیح مسلم (٢٣١٦)
۵۸۳۲۔ دلائل النبوة (٦/ ٢٨٠)

وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ الْآخِرَةَ وَالْغَدَاةَ وَكَانَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَتَهَدَّدُوْنَهٗ وَيَتَوَعَّدُوْنَهٗ، فَفَطِنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا الَّذِيْ يَصْنَعُوْنَ بِهٖ، فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلُ اللّٰهِ! يَهُوْدِيٌّ يَحْبِسُكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنَعَنِيْ رَبِّيْ اَنْ اَظْلِمَ مُعَاهَدًا وَغَيْرَهٗ)) فَلَمَّا تَرَجَّلَ النَّهَارُ قَالَ الْيَهُوْدِيُّ: اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ، وَشَطْرُ مَالِيْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، اَمَا وَاللّٰهِ مَا فَعَلْتُ بِكَ الَّذِيْ فَعَلْتُ بِكَ اِلَّا لِاَنْظُرَ اِلٰى نَعْتِكَ فِي التَّوْرَاةِ: مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، مَوْلِدُهٗ بِمَكَّةَ، وَمُهَاجَرُهٗ بِطَيْبَةَ، وَمُلْكُهٗ بِالشَّامِ لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيْظٍ، وَلَا سَخَّابٍ فِي الْاَسْوَاقِ، وَلَا مُتَزَيٍّ بِالْفُحْشِ، وَلَا قَوْلِ الْخَنَا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ، وَهٰذَا مَالِيْ فَاحْكُمْ فِيْهِ بِمَا اَرَاكَ اللّٰهُ، وَكَانَ الْيَهُوْدِيُّ كَثِيْرَ الْمَالِ۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

اور فجر کی نماز ادا کی۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس یہودی کو ڈرایا دھمکایا۔ رسول اللہ ﷺ سمجھ گئے جو کچھ وہ اس کے ساتھ کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایک یہودی نے آپ ﷺ کو روک رکھا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے میرے پروردگار نے منع کیا ہے کہ میں کسی ذمی کا فریا دیگر لوگوں پر ظلم کروں۔ جب دن نکل آیا تو یہودی کہنے لگا: میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ معبود برحق صرف اللہ ہے اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں اپنا نصف مال اللہ کی راہ میں دیتا ہوں۔ اللہ کی قسم! میں نے جو انداز آپ ﷺ کے ساتھ اختیار کیا وہ صرف اس لیے کیا تھا کہ میں آپ ﷺ کے ان اوصاف کو آزماؤں جن کا تذکرہ تورات میں ہے کہ ان کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا، ان کی جائے پیدائش مکہ ہوگی، جائے ہجرت مدینہ ہوگی اور ملک شام تک ان کی بادشاہت ہوگی، وہ بدزبان اور بدمزاج نہیں ہوں گے اور نہ ہی وہ گلیوں بازاروں میں شور وشغب کرنے والے ہوں گے، نہ ہی فحش کی وضع اختیار کرنے والے ہوں گے اور نہ بے ہودہ بات کرنے والے ہوں گے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے اور یقیناً آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ میرا مال ہے آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم کی روشنی میں اس کے متعلق فیصلہ فرمائیں۔ اور وہ یہودی بہت مال دار تھا۔ (بیہقی دلائل النبوۃ)

(٥٨٣٣) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى رضی اللہ عنہما، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُكْثِرُ الذِّكْرَ، وَيُقِلُّ اللَّغْوَ، وَيُطِيْلُ الصَّلَاةَ، وَيُقَصِّرُ الْخُطْبَةَ، وَلَا يَأْنَفُ اَنْ يَّمْشِيْ مَعَ الْاَرْمِلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ فَيَقْضِيَ لَهُ الْحَاجَةَ۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ، وَالدَّارِمِيُّ.

(۵۸۳۳) عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے، دیگر باتیں بہت کم کرتے، نماز کو لمبا پڑھتے اور خطبہ مختصر فرماتے، نیز بیوہ عورت اور مسکین لوگوں کے ساتھ چلنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے تھے اور ان کی ضرورت پوری کر دیتے تھے۔ (نسائی وترمذی)

(٥٨٣٤) وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ، اَنَّ اَبَا جَهْلٍ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: اِنَّا لَا نُكَذِّبُكَ وَلٰكِنْ نُكَذِّبُ بِمَا جِئْتَ بِهٖ، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْهِمْ: ﴿فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظَّالِمِيْنَ بِآيَاتِ اللّٰهِ

(۵۸۳۴) علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوجہل نے نبی اکرم ﷺ سے کہا: ہم آپ ﷺ کو جھوٹا نہیں کہتے البتہ ہم اس چیز کو جھٹلاتے ہیں جو آپ ﷺ لے کر آئے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ان کے متعلق نازل فرمائی: ''یہ لوگ آپ ﷺ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ وہ ظالم لوگ تو اللہ تعالیٰ کی آیات کا

٥٨٣٣۔ سنن نسائی (٣/ ١٠٩) اس کی سند صحیح ہے۔

٥٨٣٤۔ جامع الترمذی ٣٠٦٤.

يَجْحَدُوْنَ﴾۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

انکار کرتے ہیں۔" (ترمذی)

(٥٨٣٥) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: ((يَا عَائِشَةُ! لَوْشِئْتُ لَسَارَتْ مَعِيَ جِبَالُ الذَّهَبِ، جَاءَ نِيْ مَلَكٌ، وَاِنَّ حُجْزَتَهُ لَتُسَاوِيْ الْكَعْبَةَ، فَقَالَ اِنَّ رَبَّكَ يُقْرِأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ: اِنْ شِئْتَ نَبِيًّا عَبْدًا، وَاِنْ شِئْتَ نَبِيًّا مَلِكًا، فَنَظَرْتُ اِلَى جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَاَشَارَ اِلَيَّ اَنْ ضَعْ نَفْسَكَ.))

(۵۸۳۵) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم نے فرمایا: اے عائشہ! اگر میں چاہوں تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلنے لگیں۔ ایک فرشتہ میرے پاس آیا جس کی کمر کعبے کے برابر تھی اس نے کہا: آپ ﷺ کی پروردگار آپ ﷺ کو سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اگر آپ ﷺ چاہیں تو آپ ﷺ کو بندہ پیغمبر بنا دیتے ہیں اور اگر آپ ﷺ چاہیں تو آپ ﷺ کو بادشاہ پیغمبر بنا دیتے ہیں۔ چنانچہ میں نے جبرئیل علیہ السلام کی طرف دیکھا' انہوں نے میری طرف اشارہ کیا کہ آپ ﷺ اپنے نفسکو متواضع رکھیں۔

(٥٨٣٦) وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، فَالْتَفَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَى جِبْرَئِيْلَ كَالْمُسْتَشِيْرِ لَهُ، فَاَشَارَ بِيَدِهٖ اَنْ تَوَاضَعْ۔ فَقُلْتُ: ((نَبِيًّا عَبْدًا.)) قَالَتْ: فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ بَعْدَ ذٰلِكَ لَا يَأْكُلُ مُتَّكِئًا، يَقُوْلُ: ((اٰكُلُ كَمَا يَأْكُلُ الْعَبْدُ وَأَجْلِسُ كَمَا يَجْلِسُ الْعَبْدُ)) رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

(۵۸۳۶) ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جبرائیل کی طرف مشورہ طلب انداز سے التفات کیا تو جبرائیل نے اپنے ہاتھ کے اشارہ سے بتایا کہ آپ ﷺ تواضع اختیار کریں۔ چنانچہ میں نے کہا: میں بندہ سے پیغمبر بنوں گا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کبھی ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتے تھے۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے: میں اس طرح کھانا کھاتا ہوں جس طرح ایک غلام کھاتا ہے اور میں اس طرح بیٹھتا ہوں جس طرح ایک غلام بیٹھتا ہے۔ (شرح السنۃ)

❀❀❀❀

٥٨٣٥۔ شرح السنة (٣٦٨٣) اس کی سند ضعیف ہے۔

٥٨٣٦۔ شرح السنة (٣٦٨٤) اس کی سند ضعیف ہے۔

بَابُ الْمَبْعَثِ وَبَدْءِ الْوَحْيِ
نبی (ﷺ) کی بعثت اور آغاز وحی کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

عرصہ نبوت کے متعلق

(۵۸۳۷) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: بُعِثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاَرْبَعِيْنَ سَنَةً، فَمَكَثَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشَرَةَ سَنَةً يُوْحٰى اِلَيْهِ، ثُمَّ اُمِرَ بِالْهِجْرَةِ، فَهَاجَرَ عَشْرَ سِنِيْنَ، وَمَاتَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ سَنَةً۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۸۳۷) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ چالیس سال کی عمر میں مبعوث ہوئے، آپ ﷺ تیرہ سال مکہ میں رہے اور آپ ﷺ کی طرف وحی کی جاتی رہی، پھر آپ ﷺ کو ہجرت کا حکم ہوا چنانچہ آپ ﷺ نے ہجرت کے دس سال (مدینہ منورہ میں) گزارے اور جب آپ ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ ﷺ کی عمر مبارک تریسٹھ سال تھی۔ (بخاری ومسلم)

(۵۸۳۸) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: اَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَكَّةَ خَمْسَ عَشَرَةَ سَنَةً، يَسْمَعُ الصَّوْتَ وَيَرَى الضَّوْءَ سَبْعَ سِنِيْنَ، وَلَا يَرٰى شَيْئًا، وَثَمَانُ سِنِيْنَ يُوْحٰى اِلَيْهِ، وَاَقَامَ بِالْمَدِيْنَةِ عَشْرًا، وَتُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَسِتِّيْنَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۸۳۸) ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پندرہ سال مکہ میں رہے، آپ ﷺ سات سال جبرئیل علیہ السلام کی آواز سنتے رہے اور روشنی دیکھتے رہے اور کچھ نظر نہیں آتا تھا، آٹھ سال تک آپ ﷺ کو وحی کی جاتی رہی اور مدینہ میں دس سال قیام فرمایا اور تریسٹھ برس کی عمر میں وفات پائی۔ (بخاری ومسلم)

(۵۸۳۹) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: تَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَلٰى رَأْسِ سِتِّيْنَ سَنَةً۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۸۳۹) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ساٹھ سال کی عمر پوری ہونے پر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وفات دی۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: یہ صحیح کہ آپ نے تریسٹھ برس کی عمر میں انتقال کیا اور مکہ میں نبوت کے بعد تیرہ سال تک رہے۔ اور بعض نے کہا: آپ کی عمر ۶۵ برس کی تھی اور بعض نے کہا تینتالیس برس کے بعد نبوت آئی، لیکن یہ دونوں قول غلط ہیں۔ آپ ﷺ عام الفیل میں پیدا ہوئے پیر کے روز، ربیع الاول کے مہینا میں اور انتقال بھی کیا: پیر کے روز ربیع الاول کے مہینے میں۔ لیکن تاریخ پیدائش میں اختلاف ہے ۲ یا ۳ یا ۱۰ یا ۱۲ ربیع الاول کو اور وفات ۱۲ کو چاشت کے وقت ہوئی۔

۵۸۳۷۔ صحیح بخاری کتاب الهجرة (۳۸۵۱)، (۳۹۰۲)، صحیح مسلم کتاب المناقب (۱۱۷/ ۲۳۵۱) (۱۱۴/ ۲۳۵۱)

۵۸۳۸۔ صحیح مسلم کتاب المناقب (۱۲۳/ ۲۳۵۳)

۵۸۳۹۔ صحیح بخاری کتاب صفة رسول الله ﷺ (۵۹۰۰)، صحیح مسلم کتاب المناقب (۱۱۳/ ۲۳۴۷)

(۵۸۴۰) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ، وَاَبُوْبَكْرٍ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّيْنَ، وَعُمَرُ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ الْبُخَارِيُّ: ثَلَاثٍ وَسِتِّيْنَ، اَكْثَرُ.

(۵۸۴۰) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ تریسٹھ سال کی عمر میں فوت ہوئے، ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی تریسٹھ سال کی عمر میں فوت ہوئے اور عمر رضی اللہ عنہ بھی تریسٹھ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ (مسلم) امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ تریسٹھ سال والی روایات کثرت کے ساتھ مروی ہیں۔

جبرائیل علیہ السلام کی آمد اور آپ ﷺ کی شدید گھبراہٹ

(۵۸٤۱) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، اَوَّلُ مَا بُدِیْءَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ، فَكَانَ لَا يُرٰى رُؤْيَا اِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ، ثُمَّ حُبِّبَ اِلَيْهِ الْخَلَاءُ، وَكَانَ يَخْلُوْ بِغَارِ حِرَاءٍ، فَيَتَحَنَّثُ فِيْهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ اَنْ يَنْزِعَ اِلٰى اَهْلِهٖ، وَيَتَزَوَّدُ لِذٰلِكَ، ثُمَّ يَرْجِعُ اِلٰى خَدِيْجَةَ، فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا، حَتّٰى جَاءَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِيْ غَارِ حِرَاءٍ، فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ: اِقْرَأْ ((مَا اَنَا بِقَارِئٍ)). قَالَ: ((فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِيْ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدَ، ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ، فَقَالَ: اِقْرَأْ فَقُلْتُ ((مَا اَنَا بِقَارِئٍ)) فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ، حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدَ، ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ، فَقَالَ: اِقْرَأْ. ((فَقُلْتُ: مَا اَنَا بِقَارِئٍ. فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ، حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدَ، ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ، فَقَالَ: ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ. اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ. الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾)). فَرَجَعَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَرْجُفُ فُؤَادُهٗ، فَدَخَلَ عَلٰى خَدِيْجَةَ، فَقَالَ: ((زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ)) فَزَمَّلُوْهُ حَتّٰى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ،

(۵۸۴۱) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو وحی کی ابتدا نیند میں سچے خوابوں سے ہوئی۔ آپ ﷺ جو بھی خواب دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی مانند سامنے آ جاتا' پھر آپ ﷺ تنہائی پسند ہو گئے اور غار حرا میں تنہائی کا وقت گزارتے، اس غار میں آپ چند راتیں عبادت میں مشغول رہتے جب تک کہ آپ ﷺ کو اہل و عیال سے ملنے کا اشتیاق پیدا نہ ہو جاتا۔ آپ ﷺ اس عرصہ کے لیے سامان خورد و نوش ساتھ لے جاتے' پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس لوٹ آتے' آپ ﷺ پھر اسی طرح کھانے پینے کی کی چیزیں لے جاتے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پاس وحی آئی' آپ ﷺ غار حرا میں ہی تھے کہ آپ ﷺ کے پاس فرشتہ آیا، اس نے کہا: پڑھ! آپ ﷺ نے فرمایا: میں پڑھنا نہیں جانتا۔ آپ ﷺ نے بتایا کہ فرشتے نے مجھے پکڑ لیا اور مجھے دبایا حتیٰ کہ مجھے تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا: پڑھیں! آپ ﷺ نے فرمایا: میں پڑھنا نہیں جانتا۔ پھر اس نے مجھے پکڑ لیا وہ دوسری مرتبہ دبایا اور میں نے سخت تکلیف محسوس کی' پھر اس فرشتے نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا: پڑھیے! آپ ﷺ نے فرمایا: میں پڑھنا نہیں جانتا۔ اس نے تیسری بار مجھے پکڑ کر دبایا کہ اس کے دبانے سے مجھ کو مشقت پہنچی' پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا: ''پڑھ! اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا' جمے ہوئے خون کے ایک لوتھڑے سے انسان کی تخلیق کی۔ پڑھ! اور تمہارا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا' انسان کو وہ علم دیا جسے وہ نہیں جانتا تھا۔'' چنانچہ نبی اکرم ﷺ اس وحی کے ساتھ واپس لوٹے اور آپ ﷺ کا دل گھبرا رہا تھا۔ آپ ﷺ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور کہا: مجھے کپڑا اوڑھا دو' مجھے کپڑے سے

۵۸٤۰۔ صحيح مسلم كتاب المناقب (۱۱٤/ ۲۳٤۷)

۵۸٤۱۔ صحيح بخاری، صحيح مسلم كتاب الايمان (۲۵۲/ ۱٦۰)

فَقَالَ لِخَدِيْجَةَ وَاَخْبَرَهَا الْخَبَرَ: ((لَقَدْ خَشِيْتُ عَلٰى نَفْسِيْ)) فَقَالَتْ خَدِيْجَةُ: كَلَّا، وَاللّٰهِ لَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَدًا، اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَصْدُقُ الْحَدِيْثَ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ، وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ ثُمَّ انْطَلَقَتْ بِهٖ خَدِيْجَةُ اِلٰى وَرَقَةَ بْنِ نَوْفَلٍ، ابْنِ عَمِّ خَدِيْجَةَ. فَقَالَتْ لَهٗ: يَا ابْنَ عَمِّ! اِسْمَعْ مِنَ ابْنِ اَخِيْكَ. فَقَالَ لَهٗ وَرَقَةُ: يَا ابْنَ اَخِيْ! مَا ذَا تَرٰى؟ فَاَخْبَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَبَرَ مَا رَاٰى. فَقَالَ وَرَقَةُ: هٰذَا هُوَ النَّامُوْسُ الَّذِيْ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى مُوْسٰى، يَالَيْتَنِيْ فِيْهَا جَذَعًا، يَالَيْتَنِيْ اَكُوْنُ حَيًّا اِذْ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَوَ مُخْرِجِيَّ هُمْ؟)) قَالَ: نَعَمْ؛ لَمْ يَاْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمِثْلِ مَا جِئْتَ بِهٖ اِلَّا عُوْدِيَ، وَاِنْ يُدْرِكْنِيْ يَوْمُكَ اَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا. ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ اَنْ تُوُفِّيَ، وَفَتَرَ الْوَحْيُ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ڈھانپ دو۔ چنانچہ انہوں نے آپ ﷺ کو کپڑا اوڑھا دیا یہاں تک کہ آپ ﷺ کا خوف جاتا رہا' پھر آپ ﷺ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سارا ماجرا سنایا اور فرمایا: مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہرگز نہیں' اللہ کی قسم! اللہ آپ ﷺ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ اس لیے کہ آپ ﷺ تو صلہ رحمی کرتے ہیں' سچ بولتے ہیں' بوجھ اٹھاتے ہیں محتاج کو عطیہ دیتے ہیں' مہمان کو کھانا کھلاتے ہیں، مصیبت زدہ اور ضرورت مند کی مدد کرتے ہیں۔ بعد ازاں خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچازاد بھائی تھے' انہوں نے ورقہ سے کہا: اے میرے چچا کے بیٹے! اپنے بھتیجے کا معاملہ سنیے! چنانچہ ورقہ نے آپ ﷺ سے پوچھا: اے میرے بھتیجے کیا نظر آتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے اسے تمام واقعہ کہہ سنایا۔ ورقہ نے کہا: یہ تو وہی فرشتہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر وحی دے کر بھیجا تھا۔ اے کاش! میں تمہارے عہد نبوت میں جوان رہتا اور کاش میں اس وقت زندہ ہوتا جب تمہاری قوم تمہیں نکال دے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا: کیا میری قوم مجھے نکال دے گی؟ ورقہ نے کہا: ہاں' جس شخص کے پاس بھی ایسا کچھ آیا ہے جو تمہارے پاس آیا ہے تو اس کے ساتھ دشمنی کی گئی اور اگر میں اس دن تک زندہ رہا تو میں تمہاری بھرپور معاونت کروں گا۔ اس کے بعد ورقہ بن نوفل زیادہ عرصہ زندہ نہیں رہے اور آپ ﷺ پر وحی کا سلسلہ منقطع رہا۔ (بخاری و مسلم)

جبرائیل رضی اللہ عنہ کا آپ کو بار بار تسلی دینا

(۵۸۴۲) وَزَادَ الْبُخَارِيُّ، حَتّٰى حَزِنَ النَّبِيُّ فِيْمَا بَلَغَنَا حُزْنًا غَدَا مِنْهُ مِرَارًا كَيْ يَتَرَدّٰى مِنْ رُؤُوْسِ شَوَاهِقِ الْجَبَلِ، فَكُلَّمَا اَوْفٰى بِذِرْوَةِ جَبَلٍ لِكَيْ يُلْقِيَ نَفْسَهٗ مِنْهُ، تَبَدّٰى لَهٗ جِبْرَئِيْلُ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! اِنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا. فَيَسْكُنُ لِذٰلِكَ جَاْشُهٗ، وَتَقِرُّ نَفْسُهٗ.

(۵۸۴۲) اور امام بخاریؒ نے یہ الفاظ زیادہ نقل کیے ہیں کہ نبی کریم ﷺ پر غم وحزن طاری ہو گیا، جس کا ثبوت ہمیں ان احادیث سے ملتا ہے جو ہم تک پہنچی ہیں کہ غم وحزن کی وجہ سے کئی بار آپ ﷺ نے یہ ارادہ کیا کہ خود کو پہاڑ کی چوٹی سے گرا دیں۔ جب بھی آپ ﷺ پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے کہ خود کو وہاں سے گرائیں تو جبرئیلؑ آپ ﷺ کے سامنے ظاہر ہو جاتے اور آپ ﷺ سے کہتے: اے محمد! بلاشبہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول برحق ہیں۔ اس تسلی کی وجہ سے آپ ﷺ کا اضطراب جاتا رہتا اور آپ ﷺ کا تسکین پاتے (یعنی آپ ﷺ مطمئن ہو جاتے)

۵۸٤۲۔ صحیح بخاری، صحیح مسلم کتاب الایمان (۲۵۲/ ۱٦۰)

سب سے پہلی وحی اور آپ ﷺ کا خوف زدہ ہونا

(٥٨٤٣) وَعَنْ جَابِرٍ ؓ، اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ، قَالَ((فَبَيْنَا اَنَا اَمْشِيْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ، فَرَفَعْتُ بَصَرِيْ، فَاِذَا الْمَلَكُ الَّذِيْ جَاءَ نِيْ بِحَرَاءٍ قَاعِدٌ كُرْسِيِّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ، فَجُئِثْتُ مِنْهُ رُعْبًا حَتّٰى هَوَيْتُ اِلَى الْاَرْضِ، فَجِئْتُ اَهْلِيْ، فَقُلْتُ: زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ، فَزَمَّلُوْنِيْ، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿يَا اَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ- قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ- وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾- ثُمَّ حَمِيَ الْوَحْيُ وَتَتَابَعَ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۸۴۳) جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ ﷺ وحی کے منقطع ہونے کے متعلق بیان فرما رہے تھے کہ ایک دفعہ میں چلا جا رہا تھا' میں نے آسمان سے ایک آواز سنی، جب میں نے نظر اٹھائی تو وہی فرشتہ جو میرے پاس غار حرام میں آیا تھا' وہ آسمان اور زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس (منظر) سے میں بہت خوف زدہ ہو گیا یہاں تک کہ میں زمین پر گر پڑا' پھر میں اپنے گھر والوں کے پاس گیا اور میں نے کہا: مجھے کپڑے سے ڈھانپ دو' مجھے کپڑا اوڑھا دو' انہوں نے مجھے کپڑے سے ڈھانپ دیا۔ پھر اللہ رب العزت نے یہ آیات نازل کیں۔'' اے کپڑا اوڑھنے والے! کھڑا ہو جا اور مخلوق کو ڈرا اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کر، اپنے کپڑوں کو پاک صاف رکھ اور شرک سے کنارہ کش رہ۔'' اس کے بعد وحی پے در پے اور مسلسل آنے لگی۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: ابتدائے وحی کے متعلق اس حدیث سے بہت سے امور پر روشنی پڑتی ہے۔ اول مناطت (صادقہ) سچے خوابوں کے ذریعے آپ کا رابطہ عالم وثال سے قائم کرایا گیا، ساتھ ہی آپ نے غار حرا میں خلوت اختیار کی، یہ غار مکہ مکرمہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے۔ آپ نے وہاں ''محنت'' اختیار فرمایا لفظ ''تحنث'' زمانہ جاہلیت کی اصطلاح ہے۔ اس زمانے میں عبادت کا اہم طریقہ یہی سمجھا جاتا تھا کہ آدمی کسی گوشے میں دنیا ومافیہا سے الگ ہو کر کچھ راتیں یاد الٰہی میں بسر کرے، کیونکہ آپ کے پاس اس وقت تک وحی الٰہی نہیں آئی تھی، اس لیے آپ نے یہ عمل اختیار فرمایا، پھر اسی غار میں جبریلؑ آپ پر پہلی وحی اقراء باسم ربك الذی خلقك لے کر حاضر ہوئے، اس کے بعد کچھ عرصہ تک وحی منقطع ہو گئی جسے ''فترة الوحی'' کہتے ہیں، مذکورہ حدیث میں بھی اسی کا ذکر کیا گیا ہے۔ (راز)

نزولِ وحی کی کیفیات

(٥٨٤٤) وَعَنْ عَائِشَةَ ؓ، اَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ يَأْتِيْكَ الْوَحْيُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَحْيَانًا يَأْتِيْنِيْ مِثْلَ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ اَشَدُّهٗ عَلَيَّ، فَيَفْصِمُ عَنِّيْ- وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْهُ مَا قَالَ، وَاَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلًا فَيُكَلِّمُنِيْ، فَاَعِيْ مَا يَقُوْلُ)) قَالَتْ عَائِشَةُ وَلَقَدْ رَاَيْتُهٗ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فِي الْيَوْمِ

(۵۸۴۴) عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ حارث بن ہشام نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ کے پاس وحی کس طرح آتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس وحی کبھی گھنٹی کی آواز کی مانند آتی ہے اور وحی کی یہ قسم میرے لیے سخت تکلیف دہ ہوتی ہے' جب وحی ختم ہو جاتی ہے تو میں نے وحی کو یاد کر لیا ہوتا ہے۔ اور کبھی فرشتہ میرے سامنے انسان کی شکل میں آتا ہے وہ مجھ سے ہم کلام ہوتا ہے' وہ جو کہتا ہے میں اسے یاد کر لیتا ہوں۔ عائشہ ؓ کہتی ہیں: میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ سخت سردی کا دن ہوتا' آپ ﷺ وحی اترتی تھی اور جب وحی آپ ﷺ سے

٥٨٤٣- صحيح بخاری كتاب التفسير (٤٩٢٥، ٤٩٢٦)، صحيح مسلم كتاب الايمان (٢٥٥/ ١٦١)

٥٨٤٤- صحيح مسلم (٨٦/ ٢٣٣٣) (٨٧/ ٢٣٣٣)

الشَّدِيْدِ الْبَرْدِ، فَيُفْصَمُ عَنْهُ وَاِنَّ جَبِيْنَهٗ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

موقوف ہوتی تو آپ ﷺ کی پیشانی سے پسینے کے قطرات گر رہے ہوتے۔(بخاری ومسلم)

توضیح: انبیاء علیہم السلام خصوصاً سیدنا محمد ﷺ پر نزول کے مختلف طریقے رہے ہیں، انبیاء کے خواب بھی وحی ہوتے ہیں اور ان کا قلوب وجلی پر جو واردات یا الہامات ہوتے ہیں وہ بھی وحی ہوتے ہیں۔

حدیث بالا میں جو گھنٹی کی آواز کی مشابہت کا ذکر آیا ہے ابن حجرؒ نے اس سے وحی مراد لے کر آنے والے فرشتے کے پیروں کی آواز بتلائی ہے، بعض حضرات نے اس آواز سے صوت باری کو مراد لیا ہے۔(راز)

(٥٨٤٥) وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا اُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ كُرِبَ لِذٰلِكَ وَتَرَبَّدَ وَجْهُهٗ وَفِيْ رِوَايَةٍ: نَكَسَ رَأْسَهٗ، وَنَكَسَ اَصْحَابُهٗ رُؤُوْسَهُمْ، فَلَمَّا اُتْلِيَ عَنْهُ. رَفَعَ رَأْسَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۸۴۵) عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تو اس کی شدت کی وجہ سے آپ ﷺ غمگین ہو جاتے اور آپ ﷺ چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ اپنا سر مبارک جھکا لیتے' آپ ﷺ کے صحابہ کرام بھی اپنے سروں کو نیچا کر لیتے، جب وحی آپ ﷺ سے منقطع ہوتی تو آپ ﷺ اپنا سر اٹھا لیتے۔(مسلم)

کوہِ صفا پر اولین دعوت

(٥٨٤٦) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ﴾۔ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى صَعِدَ الصَّفَا، فَجَعَلَ يُنَادِيْ: ((يَا بَنِيْ فِهْرٍ! يَابَنِيْ عَدِيٍّ!)) لِبُطُوْنِ قُرَيْشٍ حَتّٰى اجْتَمَعُوْا، فَجَعَلَ الرَّجُلُ اِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يَخْرُجَ اَرْسَلَ رَسُوْلًا لِيَنْظُرَ مَا هُوَ، فَجَاءَ اَبُوْ لَهَبٍ وَقُرَيْشٌ فَقَالَ: اَرَاَيْتُمْ اِنْ اَخْبَرْتُكُمْ اَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ مِنْ سَفْحِ هٰذَا الْجَبَلِ، وَفِيْ رِوَايَةٍ: اَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ بِالْوَادِيْ تُرِيْدُ اَنْ تُغِيْرَ عَلَيْكُمْ اَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ؟)) قَالُوْا: نَعَمْ، مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ اِلَّا صِدْقًا۔ قَالَ: ((فَاِنِّيْ نَذِيْرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ))۔ قَالَ اَبُوْ لَهَبٍ: تَبًّا لَكَ، اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا؟! فَنَزَلَتْ: ﴿تَبَّتْ يَدَاۤ اَبِيْ لَهَبٍ وَتَبَّ﴾۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۸۴۶) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ''آپ ﷺ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیں۔'' تو نبی اکرم ﷺ نکل پڑے اور صفا پہاڑی پر چڑھ گئے' آپ ﷺ پکارنے لگے: اے بنوفہر! اے بنوعدی! اسی طرح آپ ﷺ نے تمام قریش کے قبائل کو مخاطب کیا یہاں تک کہ وہ سب جمع ہو گئے، اور جو شخص نہ نکل سکا تو اس نے یہ معلوم کرنے لیے کہ کیا معاملہ ہے کسی کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیج دیا۔ چنانچہ ابولہب اور قریش کے لوگ آ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم مجھے بتاؤ! اگر میں تمہیں یہ خبر دوں کہ ایک لشکر اس پہاڑ کی اوٹ سے نکل رہا ہے۔ اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ ایک سواروں کا لشکر وادی سے نکل رہا ہے اور وہ تم پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے تو کیا تم مجھے سچا سمجھو گے! وہ کہنے لگے: جی ہاں' ہم نے تو آپ ﷺ کے بارے میں ہمیشہ سچائی ہی کا تجربہ کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر میں تمہیں سخت عذاب سے ڈراتا ہوں۔ نے کہا کیا تو نے ہمیں اس لیے جمع کیا تھا؟ اس وقت یہ سورت نازل ہوئی: ''ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ تباہ و برباد ہو جائے:'' (بخاری ومسلم)

٥٨٤٥۔ صحيح مسلم كتاب المناقب (٨٨/ ٢٣٣٤، ٨٩/ ٢٣٣٥)

٥٨٤٦۔ صحيح بخاری (٤٧٧٠) (٤٩٧١)، صحيح مسلم كتاب الايمان (٣٥٥/ ٢٠٨)

توضیح: یہی ابولہب ہے جو بعد میں عذاب الٰہی میں گرفتار ہوا اور صرف ایک زہریلی پھنسی نکلنے سے اس کا سارا جسم زہر آلود ہو گیا۔ آخر جب سارا جسم گل سڑ گیا تب جا کر اس کا خاتمہ ہوا۔ مرنے کے بعد کئی دنوں تک لاش سڑتی رہی بالآخر متعلقین نے لکڑیوں سے نعش کو دھکیل کر ایک گڑھے میں ڈالا اس طرح عذاب الٰہی کا وعدہ پورا ہوا۔ (راز)

قرآن مجید میں صرف اسی قدر ہے کہ: ﴿وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ﴾ یعنی ''ڈرا تو اپنے قریبی رشتہ داروں'' کو اور یہ عبارت نہیں ہے ورهطك منهم المخلصين . شاید اس کی تلاوت منسوخ ہو گئی ہے۔ (نووی)

جب نبی کریم ﷺ پر اونٹ کی اوجڑی اور غلاظت پھینکی گئی

(۵۸۴۷) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ عِنْدَ الْكَعْبَةِ وَجَمْعُ قُرَيْشٍ فِيْ مَجَالِسِهِمْ، اِذْ قَالَ قَائِلٌ: اَيُّكُمْ يَقُوْمُ اِلٰى جَزُوْرِ اٰلِ فُلَانٍ فَيَعْمِدُ اِلٰى فَرْثِهَا وَدَمِهَا وَسَلَاهَا ثُمَّ يُمْهِلُهٗ حَتّٰى اِذَا سَجَدَ وَضَعَهٗ بَيْنَ كَتِفَيْهِ؟ فَانْبَعَثَ اَشْقَاهُمْ، فَلَمَّا سَجَدَ وَضَعَهٗ بَيْنَ كَتِفَيْهِ، وَثَبَتَ النَّبِيُّ ﷺ سَاجِدًا، فَضَحِكُوْا حَتّٰى مَالَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنَ الضَّحْكِ، فَانْطَلَقَ مُنْطَلِقٌ اِلٰى فَاطِمَةَ، فَاَقْبَلَتْ تَسْعٰى، وَثَبَتَ النَّبِيُّ ﷺ سَاجِدًا حَتّٰى اَلْقَتْهُ عَنْهُ، وَاَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَسُبُّهُمْ، فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الصَّلَاةَ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ))۔ ثَلَاثًا۔ وَكَانَ اِذَا دَعَا ثَلَاثًا، وَاِذَا سَاَلَ؛ سَاَلَ ثَلَاثًا ((اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِعَمْرِو بْنِ هِشَامٍ، وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ، وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ، وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ، وَاُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ، وَعُقْبَةَ بْنِ اَبِيْ مُعَيْطٍ، وَعُمَارَةَ بْنِ الْوَلِيْدِ))۔ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ: فَوَاللّٰهِ لَقَدْ رَاَيْتُهُمْ صَرْعٰى يَوْمَ بَدْرٍ، ثُمَّ سُحِبُوْا اِلَى الْقَلِيْبِ۔ قَلِيْبِ بَدْرٍ، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((وَاُتْبِعَ اَصْحَابُ الْقَلِيْبِ لَعْنَةً))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۸۴۷) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کعبہ کے قریب نماز ادا کر رہے تھے اور وہاں قریش کا ایک گروہ اپنی مجلس جمائے بیٹھا تھا۔ اچانک ایک شخص نے کہا: کیا تم میں سے کوئی شخص ہے جو اٹھ کر جائے اور فلاں قبیلے میں ایک اونٹ ذبح کیا گیا ہے اس کی اوجھڑی' اس کا خون اور اس کی بچہ دانی (پوست) اٹھا لائے' پھر وہ انتظار کرے یہاں تک کہ آپ ﷺ سجدہ میں جائیں اور وہ ان چیزوں کو آپ ﷺ کے کندھوں کے درمیان رکھ دے۔ تو ان میں سے ایک انتہائی بدبخت انسان اٹھ کھڑا ہوا۔ جب آپ ﷺ نے سجدہ کیا تو اس نے ان کو آپ ﷺ کے کندھوں کے درمیان رکھ دیا۔ نبی اکرم ﷺ سجدہ کی حالت میں پڑے رہے۔ وہ کھل کھلا کر ہنسنے لگے بلکہ ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو رہے تھے۔ چنانچہ ایک شخص فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا' وہ دوڑتی ہوئی آئیں اور نبی ﷺ سجدہ کی حالت میں ہی پڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے ان چیزوں کو آپ ﷺ کے جسم مبارک سے اٹھا پھینکا اور قریش کی جانب متوجہ ہو کر انہیں برا بھلا کہنے لگیں۔ جب نبی کریم ﷺ نے نماز مکمل کر لی تو آپ ﷺ نے بد دعا کی: اے اللہ! قریش کو ہلاک کر' آپ ﷺ نے تین بار بد دعا کی اور آپ ﷺ جب بھی دعا کیا کرتے تھے تو تین بار دعا کرتے اور جب اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگتے تو تین بار مانگتے۔ اے اللہ! عمرو بن ہشام' عتبہ بن ربیعہ' ولید بن عتبہ' امیہ بن خلف' عتبہ بن ابی معیط اور عمارہ بن ولید کو تباہ و برباد کر دے۔ عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ اللہ کی قسم! میں نے انہیں جنگ بدر کے دن ہلاک پڑے دیکھا۔ بعد ازاں ان کو گھسیٹ کر بدر کے پرانے کنویں میں پھینک دیا گیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان لوگوں پر جو کنویں میں پھینکے گئے ہیں لعنت لازم کر دی گئی۔ (بخاری و مسلم)

۵۸۴۷۔ صحيح بخاری كتاب الطهارة (۴۲۰)، صحيح مسلم كتاب المغازی ص۱۰۷/ ۱۷۹۴)

توضیح: اس حدیث میں یہ اشکال ہے کہ جب نجاست آپ کی پشت پر رکھ دی تو آپ نماز کیسے پڑھتے رہے۔ قاضی عیاض نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ اونٹنی کا بچہ دان نجس نہیں ہے کیونکہ اسکے بدن کی رطوبت اور مینگنی پاک ہے اور اوجھڑی میں یہی چیزیں ہوتی ہیں۔ (نووی)

یہی بات امام بخاری رحمہ اللہ نے ثابت کی ہے کہ اگر نماز پڑھتے ہوئے بالفرض اتفاقاً اوجھڑی وغیرہ گر جائے تو نماز ہو جائے گی۔ اوجھڑی لانے والا ابد بخت عقبہ بن معیط تھا۔ یہ سب لوگ بدر کی لڑائی میں واصل جہنم ہوئے۔ (راز)

دعوتِ دین میں رحمۃ للعالمین کے مصائب

(٥٨٤٨) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، اَنَّهَا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ هَلْ اَتٰى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ اَشَدَّ مِنْ يَوْمِ اُحُدٍ؟ فَقَالَ: ((لَقَدْ لَقِيْتُ مِنْ قَوْمِكِ، فَكَانَ اَشَدَّ مَا لَقِيْتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ، اِذْ عَرَضْتُ نَفْسِيْ عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَالِيْلَ بْنِ كُلَالٍ، فَلَمْ يُجِبْنِيْ اِلٰى مَا اَرَدْتُ، فَانْطَلَقْتُ۔ وَاَنَا مَهْمُوْمٌ۔ عَلٰى وَجْهِيْ، فَلَمْ اَسْتَفِقْ اِلَّا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ، فَرَفَعْتُ رَأْسِيْ، فَاِذَا اَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ اَظَلَّتْنِيْ، فَنَظَرْتُ فَاِذَا فِيْهَا جِبْرِئِيْلُ، فَنَادَانِيْ فَقَالَ: اِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ وَمَا رَدُّوْا عَلَيْكَ، وَقَدْ بَعَثَ اِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَأْمُرَهٗ بِمَا شِئْتَ فِيْهِمْ))۔ قَالَ: ((فَنَادَانِيْ مَلَكُ الْجِبَالِ، فَسَلَّمَ عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! اِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ، وَاَنَا مَلَكُ الْجِبَالِ، وَقَدْ بَعَثَنِيْ رَبُّكَ اِلَيْكَ لِتَأْمُرَنِيْ بِاَمْرِكَ، اِنْ شِئْتَ اَنْ اُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الْاَخْشَبَيْنِ))۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((بَلْ اَرْجُوْ اَنْ يُخْرِجَ اللّٰهُ مِنْ اَصْلَابِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهٗ لَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۸۴۸) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ ﷺ پر جنگِ اُحد سے بھی زیادہ سخت دن آیا ہے؟ آپ ﷺ نے کہا: تمہاری قوم کی طرف سے مجھے جو کچھ درپیش آیا' وہ احد کے دن سے زیادہ سخت تھا اور عقبہ کے دن مجھے انتہائی سخت لمحات سے دو چار ہونا پڑا۔ جب میں ابن عبد یالیل بن کلال" کے پاس پہنچا، لیکن اس نے میری دعوت کو قبول نہ کیا۔ میں نہایت غمگین و پریشان حال جس طرف منہ آیا چلا جا رہا تھا۔ "قرن الثعالب" پہنچ کر میرے حواس قابو آئے' میں نے اپنا سر اٹھایا تو اپنے اوپر ایک بادل کو سایہ کیے ہوئے دیکھا' پھر اچانک میری نظر بادل کے ٹکڑے میں جبرئیل علیہ السلام پر پڑی' انہوں نے مجھے آواز دی اور کہا: بلاشبہ اللہ نے سن لیا ہے جو آپ ﷺ نے اپنی قوم سے کہا اور جو جواب آپ ﷺ کی قوم نے آپ ﷺ کو دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے پہاڑوں کے نگران فرشتے نے آواز دی' مجھے سلام کیا اور کہا: اے محمد ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی قوم کی بات سن لی ہے اور میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں اور آپ ﷺ کے پروردگار نے مجھے آپ ﷺ کی طرف بھیجا ہے تاکہ آپ ﷺ مجھے اپنی مرضی سے حکم دیں' اگر آپ ﷺ چاہتے ہیں تو میں ان پر دونوں پہاڑوں کو الٹ دیتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلکہ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ ان کی نسل سے ایسے لوگوں کو پیدا فرمائے گا جو ایک اللہ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: یہ طائف کا مشہور واقعہ ہے جب نبی ﷺ اپنے شفیق چچا ابو طالب کے انتقال کے بعد بغرض تبلیغ اسلام طائف تشریف لے گئے تھے۔ آپ نے وہاں کے سرداروں کو خصوصیت کے ساتھ اسلام کی دعوت دی۔ مگر وہ بدتمیزی سے پیش آئے اور آپ کے پیچھے اوباش لڑکوں لگا دیا جن کی حرکات سے آپ کو سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑا، مگر ان حالات میں بھی آپ نے ان پر عذاب پسند نہیں فرمایا، بلکہ

٥٨٤٨۔ صحيح بخاری كتاب بدء الخلق (٣٢٣١)، صحيح مسلم كتاب المغازی (١١١/ ١٧٩٥)

ان کی ہدایت کی دعا فرمائی جو قبول ہوئی۔ (راز)

میدانِ احد کے زخم

(٥٨٤٩) وَعَنْ اَنَسٍ ؓ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهٗ يَوْمَ اُحُدٍ، وَشُجَّ فِيْ رَأْسِهٖ، فَجَعَلَ يَسْلُتُ الدَّمَ عَنْهُ وَيَقُوْلُ: ((كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوْا رَأْسَ نَبِيِّهِمْ وَكَسَرُوْا رُبَاعِيَتَهٗ؟))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(٥٨٤٩) انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ احد کے دن نبی ﷺ کا ایک رباعی دانت ٹوٹ گیا اور آپ ﷺ کا سر مبارک زخمی ہو گیا۔ آپ ﷺ اپنے سر سے خون پونچھتے جاتے تھے اور فرما رہے تھے: وہ لوگ کیسے کامیاب ہوں گے جنہوں نے اپنے نبی کے سر کو زخمی کر دیا اور اس کا دانت توڑ ڈالا؟۔ (مسلم)

توضیح: رسول اللہ ﷺ نے اپنی قوم کا یہ حال دیکھ کر ان کی تباہی کا یقین کیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتلایا کہ تم کو کارخانۂ الٰہی میں کوئی اختیار نہیں ہے۔ اب بھی اگر اللہ چاہے تو ان کو معاف کر دے اور عذاب بھی دے سکتا ہے، پھر آخر اللہ نے ان کو عذاب ہی کیا۔ دنیا میں تباہ و برباد ہوئے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ قریش کے ظالموں کے لیے بددعا کرنے لگے تو یہ آیت اتری۔ (نووی)

(٥٨٥٠) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى قَوْمٍ فَعَلُوْا بِنَبِيِّهٖ))۔ يُشِيْرُ اِلٰى رُبَاعِيَتِهٖ ((اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى رَجُلٍ يَقْتُلُهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(٥٨٥٠) ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس قوم پر اللہ سخت ناراض ہیں جنہوں نے اپنے نبی سے ایسا سلوک کیا۔ آپ ﷺ کا اشارہ اپنے ٹوٹے ہوئے دانت کی طرف تھا، اس شخص پر اللہ تعالیٰ کا سخت غضب ہوتا ہے جس کو اللہ کا رسول جہاد فی سبیل اللہ میں قتل کر ڈالے۔ (بخاری و مسلم)

❀❀❀❀

٥٨٤٩۔ صحیح مسلم کتاب المغازی (١٠٤/ ١٧٩١)

٥٨٥٠۔ صحیح بخاری کتاب المغازی (٤٠٧٣)، صحیح مسلم کتاب المغازی (١٠٦/ ١٧٩٣)

وَهٰذَا الْبَابُ خَالٍ عَنِ الْفَصْلِ الثَّانِيْ
یہ باب دوسری فصل سے خالی ہے

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

سب سے پہلے قرآن کریم کی کون سی آیات نازل ہوئیں؟

(٥٨٥١) عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ، قَالَ: سَأَلْتُ اَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ اَوَّلِ مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ؟ قَالَ ﴿يَا اَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾۔ قُلْتُ: يَقُوْلُوْنَ: ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾۔ قَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ: سَأَلْتُ جَابِرًا عَنْ ذٰلِكَ۔ وَقُلْتُ لَهٗ مِثْلَ الَّذِيْ قُلْتَ لِيْ۔ فَقَالَ لِيْ جَابِرٌ: لَا اُحَدِّثُكَ اِلَّا بِمَا حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((جَاوَرْتُ بِحِرَاءٍ شَهْرًا، فَلَمَّا قَضَيْتُ جِوَارِيْ هَبَطْتُ، فَنُوْدِيْتُ فَنَظَرْتُ عَنْ يَمِيْنِيْ فَلَمْ اَرَ شَيْئًا، وَنَظَرْتُ عَنْ شِمَالِيْ فَلَمْ اَرَ شَيْئًا، وَنَظَرْتُ عَنْ خَلْفِيْ فَلَمْ اَرَشَيْئًا، فَرَفَعْتُ رَأْسِيْ فَرَأَيْتُ شَيْئًا، فَأَتَيْتُ خَدِيْجَةَ، فَقُلْتُ: دَثِّرُوْنِيْ، فَدَثَّرُوْنِيْ، وَصَبُّوْا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا، فَنَزَلَتْ: ﴿يَا اَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ، قُمْ فَاَنْذِرْ۔ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ۔ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ۔ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ وَذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ تُفْرَضَ الصَّلَاةُ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(٥٨٥١) یحییٰ بن ابی کثیر سے روایت ہے کہ میں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمان سے پوچھا: قرآن کا کون سا حصہ سب سے پہلے نازل ہوا ہے؟ انہوں نے کہا: یا ایھا المدثر میں نے کہا: لوگ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے نازل ہونے والی سورت (اقراء باسم ربک) ہے۔ ابوسلمہ نے کہا: میں اس بارے میں جابر رضی اللہ عنہ سے یہی سوال کیا تھا انہوں نے ایسا ہی جواب دیا تھا۔ میں نے بھی انہیں وہی بات کہی جو تم نے مجھے کہی ہے۔ جابر رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا: میں تمہارے سامنے وہی بات بیان کر رہا ہوں جو ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بتائی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں ایک ماہ حراء میں تنہائی میں رہا جب میں اپنی خلوت پوری کر چکا تو نیچے اترا، مجھے آواز دی گئی میں نے اپنی دائیں جانب دیکھا تو مجھے کچھ نظر نہ آیا، میں نے اپنی بائیں جانب دیکھا تو وہاں بھی مجھے کچھ نظر نہ آیا۔ میں نے اپنے پیچھے دیکھا تو کچھ دکھائی نہ دیا، پھر میں نے اپنا سر بلند کیا تو مجھے ایک چیز نظر آئی۔ میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا۔ میں نے کہا: مجھے کپڑا اوڑھاؤ، چنانچہ انہوں نے مجھے چادر اوڑھائی اور مجھ پر ٹھنڈا پانی ڈالا، پھر اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: ''اے چادر اوڑھنے والے! کھڑا ہو اور ڈرو مت اپنے رب کی بڑائی کا بیان کر اور اپنے کپڑوں کو پاک وصاف رکھ اور شرک سے کنارہ کش رہ۔'' نزول وحی کا یہ واقعہ نماز فرض ہونے سے پہلے کا ہے۔ (بخاری ومسلم)

❀❀❀❀

٥٨٥١۔ صحیح بخاری (٤٩٢٢)، صحیح مسلم (١٦١)

بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ
نبوت کی علامات کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

جبرائیل نے نبی کریم ﷺ کے دل کو زم زم سے دھویا

(٥٨٥٢) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَتَاهُ جِبْرَئِیْلُ وَهُوَ یَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ، فَاَخَذَهٗ فَصَرَعَهٗ، فَشَقَّ عَنْ قَلْبِهٖ، فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ عَلَقَةً فَقَالَ: هٰذَا حَظُّ الشَّیْطَانِ مِنْكَ، ثُمَّ غَسَلَهٗ فِیْ طَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ بِمَاءِ زَمْزَمَ، ثُمَّ لَأَمَهٗ وَاَعَادَهٗ فِیْ مَكَانِهٖ وَجَاءَ الْغِلْمَانُ یَسْعَوْنَ اِلٰی اُمِّهٖ، یَعْنِیْ ظِئْرَهٗ فَقَالُوْا: اِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ، فَاسْتَقْبَلُوْهُ وَهُوَ مُنْتَقِعُ اللَّوْنِ۔ قَالَ اَنَسٌ: فَكُنْتُ اَرٰی اَثَرَ الْمَخِیْطِ فِیْ صَدْرِهٖ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(٥٨٥٢) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپ ﷺ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ جبرئیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو پکڑ کر چت لٹایا' آپ ﷺ کے (سینے) کو دل کے قریب سے چاک کیا اور دل سے گاڑھے خون کا ایک لوتھڑا نکالا اور کہا: یہ آپ ﷺ کے اندر شیطان کا حصہ ہے' پھر انہوں نے آپ ﷺ کے دل کو سونے کے ایک تھال میں آب زم زم کے ساتھ دھویا' پھر دل کو اس کے مقام پر رکھ دیا کر زخم کو درست کیا: بچے دوڑتے ہوئے آپ ﷺ کی (رضاعی) ماں کے پاس آئے اور کہا: محمد ﷺ کو قتل کر دیا گیا ہے۔ لوگ آپ ﷺ کے پاس آئے اور رنگ بدلا ہوا تھا۔ انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے سینہ مبارک میں سلائی کے نشان دیکھا کرتا تھا۔ (مسلم)

معجزات نبوی

(٥٨٥٣) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنِّیْ لَاَعْرِفُ حَجَرًا بِمَكَّةَ كَانَ یُسَلِّمُ عَلَیَّ قَبْلَ اَنْ اُبْعَثَ، اِنِّیْ لَاَعْرِفُهُ الْاٰنَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(٥٨٥٣) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: میں مکہ مکرمہ میں ایک ایسے پتھر کو پہچانتا ہوں جو میری بعثت سے پہلے مجھے سلام کہا کرتا تھا' بلاشبہ میں اب بھی اسے پہچانتا ہوں۔ (مسلم)

(٥٨٥٤) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: اِنَّ اَهْلَ مَكَّةَ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنْ یُرِیَهُمْ اٰیَةً، فَاَرَاهُمُ

(٥٨٥٤) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہل مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ آپ ﷺ انہیں کوئی نشانی دکھائیں تو آپ ﷺ نے انہیں

٥٨٥٢۔ صحیح مسلم کتاب الایمان (٢٦١/ ١٦٢)

٥٨٥٣۔ صحیح مسلم (٢/ ٢٧٧)

٥٨٥٤۔ صحیح بخاری کتاب علامات النبوة (٣٦٣٧)، صحیح مسلم کتاب النبوة (٢٨٠٧)

الْقَمَرَ شِقَّتَيْنِ حَتّٰى رَأَوْا حَرَاءَ بَيْنَهُمَا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھائے، یہاں تک کہ ان کافروں نے حراء کو چاند کے دونوں ٹکڑوں کے درمیان دیکھا۔ (بخاری و مسلم)

(٥٨٥٥) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: اِنْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِرْقَتَيْنِ: فِرْقَةٌ فَوْقَ الْجَبَلِ، وَفِرْقَةٌ دُوْنَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِشْهَدُوْا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(٥٨٥٥) ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے' ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر اور دوسرا اس سے نیچے تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اب میری نبوت کی) گواہی دو۔ (بخاری و مسلم)

ابو جہل کا ارادۂ بد اور اس کی رسوائی

(٥٨٥٦) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ اَبُوْ جَهْلٍ: هَلْ يُعَفِّرُ مُحَمَّدٌ وَجْهَهٗ بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ؟ فَقِيْلَ: نَعَمْ فَقَالَ: وَاللَّاتِ وَالْعُزّٰى لَئِنْ رَأَيْتُهٗ يَفْعَلُ ذٰلِكَ لَاَطَأَنَّ عَلٰى رَقَبَتِهٖ، فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ يُصَلِّيْ زَعَمَ لِيَطَأَ عَلٰى رَقَبَتِهٖ فَمَا فَجِئَهُمْ مِنْهُ اِلَّا وَهُوَ يَنْكُصُ عَلٰى عَقِبَيْهِ، وَيَتَّقِيْ بِيَدَيْهِ، فَقِيْلَ لَهٗ مَالَكَ؟ فَقَالَ: اِنَّ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ لَخَنْدَقًا مِنْ نَارٍ وَهَوْلًا، وَاَجْنِحَةً۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَوْدَنَا مِنِّيْ لَاخْتَطَفَتْهُ الْمَلَائِكَةُ عُضْوًا عُضْوًا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(٥٨٥٦) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابو جہل نے کہا: کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے سامنے اپنا چہرہ مٹی پر لگاتے ہیں؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں' ابو جہل کہنے لگا: لات وعزیٰ کی قسم! اگر میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھ لیا تو میں اس کی گردن کو روند ڈالوں گا۔ چنانچہ ابو جہل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا کر رہے تھے، اس نے ارادہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن کو روند ڈالے۔ مگر اچانک ابو جہل اپنے الٹے قدموں پر اپنی قوم کی طرف لوٹا اور وہ اپنے ہاتھوں کے ساتھ بچاؤ کرتا تھا۔ اسے کہا گیا، تجھے کیا ہوا ہے؟ اس نے کہا: میرے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان آگ کی خندق' زبردست خوف اور پر حائل ہو گئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر ابو جہل میرے قریب آ جاتا تو فرشتے تیزی کے ساتھ اسے اچک لیتے اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے۔ (مسلم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی

(٥٨٥٧) وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: بَيْنَا اَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذْ اَتَاهُ رَجُلٌ فَشَكَا اِلَيْهِ الْفَاقَةَ، ثُمَّ اَتَاهُ الْاٰخَرُ فَشَكَا اِلَيْهِ قَطْعَ السَّبِيْلِ۔ فَقَالَ: ((يَا عَدِيُّ! هَلْ رَأَيْتَ الْحِيْرَةَ؟ فَاِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ فَلَتَرَيَنَّ الظَّعِيْنَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيْرَةِ حَتّٰى تَطُوْفَ بِالْكَعْبَةِ وَلَا تَخَافُ اَحَدًا

(٥٨٥٧) عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا، اچانک ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے فقر و فاقہ کی شکایت کی۔ بعد ازاں ایک اور شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے راہ زنی کی شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عدی! کیا تو نے حیرہ شہر دیکھا ہے؟ اگر تمہاری عمر دراز ہوئی تو تم دیکھو گے کہ ایک تنہا عورت حیرہ سے سفر کرے گی یہاں تک کہ وہ کعبہ کا

٥٨٥٥۔ صحیح بخاری کتاب علامات النبوۃ (٣٦٣٦)، صحیح مسلم کتاب التوبۃ (٤٥/ ٢٦٠٠)

٥٨٥٦۔ صحیح مسلم کتاب التوبۃ (٣٨/ ٢٧٩٧)

٥٨٥٧۔ صحیح بخاری کتاب علامات النبوۃ (٣٥٩٥)

اِلَّا اللّٰهَ، وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتُفْتَحَنَّ كُنُوْزُ كِسْرٰى، وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الرَّجُلَ يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهٖ مِنْ ذَهَبٍ اَوْفِضَّةٍ يَطْلُبُ مَنْ يَقْبَلُهٗ فَلَا يَجِدُ اَحَدًا يَقْبَلُهٗ مِنْهُ، وَلَيَلْقَيَنَّ اللّٰهَ اَحَدُكُمْ يَوْمَ يَلْقَاهُ وَلَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ تَرْجُمَانٌ يُتَرْجِمُ لَهٗ، فَلَيَقُوْلَنَّ: اَلَمْ أَبْعَثْ اِلَيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ فَيُبَلِّغَكَ؟ فَيَقُوْلُ: بَلٰى۔ فَيَقُوْلُ: اَلَمْ اُعْطِكَ مَالًا وَأَفْضِلُ عَلَيْكَ؟ فَيَقُوْلُ: بَلٰى؛ فَيَنْظُرُ عَنْ يَمِيْنِهٖ فَلَا يَرٰى اِلَّا جَهَنَّمَ، وَيَنْظُرُ عَنْ يَسَارِهٖ فَلَا يَرٰى اِلَّا جَهَنَّمَ، اِتَّقُوْا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ))۔ قَالَ عَدِيٌّ فَرَأَيْتُ الظَّعِيْنَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيْرَةِ حَتّٰى تَطُوْفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ اِلَّا اللّٰهَ، وَكُنْتُ فِيْمَنْ افْتَتَحَ كُنُوْزَ كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكُمْ حَيَاةٌ لَتَرَوُنَّ مَا قَالَ النَّبِيُّ اَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: ((يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهٖ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

طواف کرے گی' وہ اللہ کے سوا کسی سے خوف زدہ نہیں ہوگی۔ اور اگر تمہاری عمر لمبی ہوئی تو کسریٰ فتح کر لیے جائیں گے۔ اور اگر تیری زندگی دراز ہوئی تو تم دیکھو گے کہ ایک شخص مٹھی بھر سونا یا چاندی ہاتھوں میں لیے نکلے گا اور تلاش کرے گا کہ کون اسے لیتا ہے مگر اسے کوئی شخص نہیں ملے گا جو اس کو قبول کرے۔ اور یقیناً تم میں سے ایک شخص کی اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوگی جس روز ملاقات ہوگی تو اللہ تعالیٰ اور اس کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا جو اس کا حال بیان کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: کیا میں نے تیری جانب پیغمبر نہیں بھیجا تھا؟ جس نے تجھ تک احکام پہنچائے۔ وہ کہے گا: کیوں نہیں' اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: کیا میں نے تجھے مال و دولت عطا نہیں کیا تھا؟ اور تجھ پر اپنا فضل و احسان نہیں کیا تھا؟ وہ کہے گا: کیوں نہیں' وہ شخص اپنے دائیں جانب نظر دوڑائے گا تو اسے جہنم کے سوا کچھ دکھائی نہیں گا اور اگر وہ اپنے بائیں جانب نظر دوڑائے گا تو تب بھی اسے سوائے جہنم کے سوا کچھ دکھائی نہیں دے گا۔ تم صدقہ کر کے دوزخ کی آگ سے اپنے آپ کو بچاؤ' اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔ جو شخص کھجور کا ٹکڑا بھی نہ رکھتا ہو تو وہ اچھی بات کہے۔ عدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے دیکھا کہ اونٹنی پر سوار تنہا عورت حیرہ سے چلتی اور کعبہ کا طواف کرتی ہے۔ اُسے اللہ کے سوا کسی سے کچھ خوف نہیں اور میں خود ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانوں کو فتح کیا اور اگر تمہاری زندگیاں طویل ہوئیں تو تم ابوالقاسم نبی ﷺ کی اس بات کو پورا ہوتے ہوئے دیکھو گے کہ ایک شخص سونا اور چاندی ہاتھوں میں مٹھی بھرے نکلے گا۔ (بخاری)

توضیح: سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے زمانے میں مال و دولت کی فراوانی کی پیش گوئی بھی پوری ہوئی کہ مسلمانوں کو اللہ نے بہت دولت مند بنا دیا تھا کہ کوئی زکوۃ لیے والا نہ تھا۔ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا کہ حیرہ عرب کے ان بادشاہوں کا پایہ تخت تھا جو ایران کے ماتحت تھے۔ (راز)

(٥٨٥٨) وَعَنْ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: شَكَوْنَا اِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ وَقَدْ لَقِيْنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ شِدَّةً،

(٥٨٥٨) خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے نبی کریم ﷺ سے شکایت کی جبکہ آپ ﷺ کعبہ کے سائے میں ایک چادر کو تکیہ بنائے ہوئے تھے اور بلاشبہ ہمیں مشرکین سے زبردست تکالیف پہنچی تھیں۔ ہم نے

٥٨٥٨۔ صحيح بخاری كتاب علامات النبوة (٣٦١٢)

فَقُلْنَا: اَلَا تَدْعُوْاللّٰهَ، فَقَعَدَ وَهُوَ مُحَمَّرٌ وَجْهُهٗ وَقَالَ: ((كَانَ الرَّجُلُ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يُحْفَرُ لَهٗ فِي الْاَرْضِ، فَيُجْعَلُ فِيْهِ، فَيُجَاءُ بِمِنْشَارٍ، فَيُوْضَعُ فَوْقَ رَأْسِهٖ فَيُشَقُّ بِاثْنَيْنِ، فَمَا يَصُدُّهٗ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهٖ، وَيُمْشَطُ بِاَمْشَاطِ الْحَدِيْدِ مَادُوْنَ لَحْمِهٖ مِنْ عَظْمٍ وَعَصَبٍ وَمَا يَصُدُّهٗ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهٖ، وَاللّٰهِ لَيَتِمَّنَّ هٰذَا الْاَمْرُ حَتّٰى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مِنَ صَنْعَاءَ اِلٰى حَضْرَمَوْتَ۔ لَا يَخَافُ اِلَّا اللّٰهَ اَوِ الذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهٖ، وَلٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُوْنَ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

لوگوں میں سے ایک شخص کے لیے زمین میں ایک گڑھا کھودا جاتا' اسے اس میں گاڑا جاتا اور پھر آرا لایا جاتا' اسے اس کے سر پر رکھا جاتا اور اس کے دو ٹکڑے کر دیے جاتے، لیکن یہ اسے اس کے دین سے پھرنے نہیں دیتا تھا، اور لوہے کی کنگھیوں سے اس کے گوشت کے نیچے ہڈیوں اور پٹھوں تک کو چھیلا جاتا تھا، لیکن یہ سزا بھی اسے اس کے دین سے روک نہیں سکتی تھی۔ اللہ کی قسم! اس دین اسلام کو غلبہ حاصل ہوگا یہاں تک کہ ایک سوار ''صنعاء'' سے ''حضر موت'' تک سفر کرے گا وہ اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرے گا، یا پھر (چرواہے کو) اپنی بکریوں پر بھیڑیے کا ڈر ہوگا لیکن تم تو بہت جلدی کرتے ہو۔ (بخاری)

توضیح: رسول اللہ ﷺ کی یہ پیشین گوئی بھی اپنے وقت پر پوری ہو چکی ہے اور آج سعودی دور میں بھی حجاز میں جو امن و امان ہے وہ بھی پیشین گوئی مصداق قرار دیا جا سکتا ہے۔ (راز)

ام حرام کے لیے شہادت کی خوش خبری

(٥٨٥٩) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَدْخُلُ عَلٰى اُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مَلْحَانَ۔، وَكَانَتْ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَاَطْعَمَتْهُ؛ ثُمَّ جَلَسَتْ تَفَلِّيْ رَأْسَهٗ، فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((نَاسٌ مِنْ اُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، يَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوْكًا عَلَى الْاَسِرَّةِ، اَوْمِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الْاَسِرَّةِ)) فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلُ اللّٰهِ! اُدْعُ اللّٰهِ اَنْ يَجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ، فَدَعَا لَهَا ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهٗ فَنَامَ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلُ اللّٰهِ! مَا يُضْحِكُكَ؟ قَالَ: ((نَاسٌ مِنْ

(٥٨٥٩) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے اور وہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔ ایک دن آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے' انہوں نے آپ ﷺ کو کھانا کھلایا، پھر ام حرام رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی جوئیں دیکھنے بیٹھ گئیں' آپ ﷺ سو گئے' پھر بیدار ہوئے اور آپ ﷺ مسکرا رہے تھے۔ ام حرام رضی اللہ عنہا کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ کیوں مسکرا رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ مجھے دکھائے گئے جو اللہ کی راہ میں لڑ رہے تھے' وہ سمندر میں اس طرح سو سفر تھے جیسے بادشاہ اپنے تخت پر براجمان ہوتے ہیں، یا یہ فرمایا کہ بادشاہوں کی طرح براجمان ہوں۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے بھی ان میں شامل کرے۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی' پھر اپنے سر کو رکھا اور سو گئے' پھر اٹھے اور مسکرا رہے تھے۔ میں کہا: آپ ﷺ کو کس چیز نے ھنسایا اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت

٥٨٥٩۔ صحیح بخاری (٢٧٨٨)

أُمَّتِیْ غُرِضُوْا عَلَیَّ غُزَاۃً فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ)) کَمَا قَالَ فِی الْاُوْلٰی۔ فَقُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! اُدْعُ اللّٰہَ اَنْ یَجْعَلَنِیْ مِنْھُمْ قَالَ: ((اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ))۔ فَرَکِبَتْ اُمُّ حَرَامٍ الْبَحْرَ فِیْ زَمَنِ مُعَاوِیَۃَ، فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِھَا حِیْنَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَھَلَکَتْ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

کے کچھ لوگ مجھ پر پیش لیے گئے جو اللہ کی راہ میں جہاد کر رہے تھے، جیسا کہ آپ ﷺ نے پہلی مرتبہ فرمایا تھا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، تم پہلے لوگوں میں سے ہو۔ چنانچہ ام حرام رضی اللہ عنہا نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد امارت میں سمندر کا سفر کیا۔ جب وہ سمندر سے نکل کر باہر آئیں تو اچانک اپنی سواری سے گر کر ہلاک ہوگئیں۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اس وقت مصر کے گورنر تھے اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور تھا۔ جب معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے روم پر لشکر کشی کی اجازت مانگی، اور اجازت مل جانے پر مسلمانوں کا سب سے پہلا بحری بیڑا تیار ہوا جس نے روم کے خلاف جنگ کی۔ ام حرام رضی اللہ عنہا بھی اپنے شوہر کے ساتھ اس لڑائی میں شریک ہوئی تھیں اور اس طرح نبی ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق مسلمانوں کی سب سے پہلی بحری جنگ میں شریک ہوئیں۔ (راز)

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جوں کا مارنا جائز ہے، اس طرح محرم کا سر چھونا اس کے ساتھ خلوت میں رہنا، اس کے پاس سونا۔ اس حدیث میں آپ کے کئی معجزے مذکور ہیں۔ ایک تو اپنی امت کی ترقی کی پیشین گوئی اور دوسری یہ کہ وہ دریا میں جہاد کریں گے۔ تیسری یہ کہ ام حرام جب تک زندہ رہیں گی ان کے ساتھ شہید ہوں گی اور یہ جہاد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوا معاویہ رضی اللہ عنہ کی سرداری میں یا معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت میں ہوا، مگر اکثر اہل سیر پہلے قول کو اختیار کرتے ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مرد اور عورت دونوں دریا میں سوار ہو سکتے ہیں۔ (نووی)

آپ پر دم کرنے آیا لیکن بیعت ہوگیا

(۵۸۶۰) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ اِنَّ ضِمَادًا قَدِمَ مَکَّۃَ وَکَانَ مِنْ اَزْدِ شُنُوْءَ ۃَ، وَکَانَ یَرْقِیْ مِنْ ھٰذَا الرِّیْحِ، فَسَمِعَ سُفَھَاءَ اَھْلِ مَکَّۃَ یَقُوْلُوْنَ: اِنَّ مُحَمَّدًا مَجْنُوْنٌ۔ فَقَالَ: لَوْ اَنِّیْ رَأَیْتُ ھٰذَا الرَّجُلَ لَعَلَّ اللّٰہَ یَشْفِیْہِ عَلَی یَدَیَّ۔ قَالَ: فَلَقِیَہٗ۔ فَقَالَ: یَا مُحَمَّدُ! اِنِّیْ اَرْقِیْ مِنْ ھٰذَا الرِّیْحِ، فَھَلْ لَکَ؟ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اِنَّ الْحَمْدَ، نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ، مَنْ یَھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ، وَمَنْ یُضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ، وَاَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ، وَاَشْھَدُ

(۵۸۶۰) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ضماد مکہ مکرمہ آیا اور اس کا تعلق ازدشنوءہ قبیلہ سے تھا، وہ جنات وغیرہ سے دم کیا کرتا تھا۔ جب اس نے مکہ کے جاہل لوگوں کو کہتے ہوئے سنا: (نعوذ باللہ) محمد ﷺ دیوانے ہیں۔ اس نے کہا: اگر میں اس شخص کو دیکھ لوں تو شاید اللہ اس کو میرے ہاتھ سے شفا عطا فرمائے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ وہ شخص آپ ﷺ سے ملا اور کہنے لگا: میں آسیب کا دم کرتا ہوں کیا آپ ﷺ بھی چاہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمام حمد وثنا اللہ کے لیے ہے، ہم اس کی حمد وبیان کرتے ہیں اور اسی سے مدد طلب کرتے ہیں، جس شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ سیدھے راستے سے ہٹا دے تو اس کو کوئی سیدھے راستے پر نہیں لا سکتا۔ اور میں گواہی

۵۸۶۰۔ صحیح مسلم کتاب الصلوۃ (۴۶/ ۸۶۸)

اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، اَمَّا بَعْدُ)) لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكَهَنَةِ۔ وَقَوْلَ السَّحَرَةِ۔ وَقَوْلَ الشُّعَرَاءِ فَمَا سَمِعْتُ مِثْلَ كَلِمَاتِكَ هٰؤُلَاءِ۔ وَلَقَدْ بَلَغْنَ قَامُوْسَ الْبَحْرِ، هَاتِ يَدَكَ أُبَايِعْكَ عَلَى الْإِسْلَامِ، قَالَ: فَبَايَعَهٗ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَفِيْ بَعْضِ نُسَخِ الْمَصَابِيْحِ: بَلَغْنَا نَاعُوْسَ الْبَحْرِ وَذُكِرَ حَدِيْثَا اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ((يُهْلَكُ كِسْرٰى)) وَالْآخَرُ ((لَيَفْتَحَنَّ عِصَابَةٌ)) فِيْ بَابِ الْمَلَاحِمِ.

دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں' وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ امابعد:'' ضماد کہنے لگا: آپ ﷺ دوبارہ ان کلمات کو میرے سامنے ارشاد فرمائیے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے سامنے ان کلمات کو تین بار ارشاد فرمایا۔ اس نے کہا: بلاشبہ میں نے کاہنوں' جادوگروں اور شعراء کے اقوال کو سنا ہے لیکن میں نے آپ ﷺ کے ان کلمات کے مثل نہیں سنا۔ بلاشبہ یہ کلمات تو فصاحت و بلاغت کا سمندر ہیں۔ آپ ﷺ اپنا ہاتھ لائیے تاکہ میں آپ ﷺ کی بیعت کروں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اس سے بیعت کی۔ اور مصابیح کے بعض نسخوں میں ''ناموس'' کی جگہ ''ناعوس'' کا لفظ ہے۔ نیز ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور جابر رضی اللہ عنہ سے مروی وا احادیث جن میں سے ایک میں ہے کہ ''کسریٰ برباد ہو جائے گا'' اور دوسری میں ہے کہ ''ایک جماعت فتح کرے گی'' کا ذکر باب اعلام میں چکا ہے۔

❀❀❀❀

وَهٰذَا الْبَابُ خَالٍ عَنِ الْفَصْلِ الثَّانِیْ

یہ باب دوسری فصل سے خالی ہے

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا ہرقل سے مکالمہ

(٥٨٦١) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: حَدَّثَنِی اَبُوْ سُفْیَانَ بْنُ حَرْبٍ مِنْ فِیْهِ اِلٰی فِیَّ، قَالَ: اِنْطَلَقْتُ فِی الْمُدَّةِ۔ الَّتِی کَانَتْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: فَبَیْنَا اَنَا بِالشَّامِ اِذْجِیْءَ بِکِتَابٍ مِنَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم اِلٰی هِرَقْلَ۔ قَالَ: وَکَانَ دِحْیَةُ الْکَلْبِیُّ جَاءَ بِهٖ فَدَفَعَهٗ اِلٰی عَظِیْمِ بُصْرٰی، فَدَفَعَهٗ عَظِیْمُ بُصْرٰی اِلٰی هِرَقْلَ۔ فَقَالَ هِرَقْلُ: هَلْ هُنَا اَحَدٌ مِنْ قَوْمِ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِیْ یَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِیٌّ؟ قَالُوْا: نَعَمْ، فَدُعِیْتُ فِیْ نَفَرٍ مِنْ قُرَیْشٍ، فَدَخَلْنَا عَلٰی هِرَقْلَ، فَاَجْلَسَنَا بَیْنَ یَدَیْهِ، فَقَالَ: اَیُّکُمْ اَقْرَبُ نَسَبًا مِنْ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِیْ یَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِیٌّ؟ قَالَ اَبُوْ سُفْیَانَ: فَقُلْتُ: اَنَا، فَاَجْلَسُوْنِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ، وَاَجْلَسُوْا اَصْحَابِیْ خَلْفِیْ، ثُمَّ دَعَا بِتَرْجُمَانِهٖ فَقَالَ: قُلْ لَهُمْ: اِنِّیْ سَائِلٌ هٰذَا عَنْ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِیْ یَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِیٌّ، فَاِنْ کَذَبَنِیْ، فَکَذِّبُوْهُ قَالَ اَبُوْ سُفْیَانَ: وَاَیْمُ اللّٰهِ لَوْلَا مَخَافَةُ اَنْ یُؤْثَرَ عَلَیَّ الْکَذِبُ لَکَذَبْتُهٗ، ثُمَّ قَالَ: لِتَرْجُمَانِهٖ: سَلْهُ کَیْفَ حَسَبُهٗ فِیْکُمْ؟ قَالَ قُلْتُ: هُوَ فِیْنَا

(٥٨٦١) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے مجھے براہِ راست یہ حدیث بیان کی' انہوں نے کہا: میں اس صلح کی مدت میں سفر کیا جو میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تھی زمین شام میں مقیم تھا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب گرامی ہرقل کی جانب پہنچا۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ خط دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ لائے تھے' انہوں نے اسے بصریٰ کے امیر کے حوالے کیا اور بصریٰ کے امیر نے اسے ہرقل کی خدمت میں پیش کیا۔ ہرقل نے پوچھا: اس شخص کی قوم کا کوئی آدمی یہاں ہے جو اپنے پیغمبر ہونے کا دعویٰ کرتا ہے؟ درباریوں نے کہا: جی ہاں' چنانچہ مجھے قریش کی ایک جماعت کے ساتھ بلایا گیا' ہم ہرقل کے پاس پہنچے' ہمیں اس کے سامنے بٹھایا گیا' ہرقل نے پوچھا: تم میں سے کون شخص نسب کے لحاظ سے اس شخص کے قریب تر ہے جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے؟ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: میں ہوں۔ تو انہوں نے مجھے ہرقل کے سامنے بٹھا دیا ور انہوں نے میرے ساتھیوں کو میرے پیچھے بٹھا دیا' پھر اس نے اپنے ترجمان کو بلایا اور اس سے کہا: تم ابو سفیان کے ساتھیوں کو کہہ دو کہ میں ابوسفیان سے اس شخص کے بارے میں سوال کروں گا جو نبوت کا مدعی ہے، اگر یہ میرے سامنے جھوٹ کہے تو اس کو جھٹلا دینا۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! اگر اس بات کا ڈر نہ ہوتا کہ مجھے جھوٹا مشہور کر دیا جائے گا تو میں ضرور جھوٹ بولتا۔ بعدازاں ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا: اس سے سوال کرو کہ تم میں اس کا حسب ونسب کیسا ہے؟ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: وہ ہم نے کہا: کیا اس کے آباؤ

٥٨٦١۔ صحیح بخاری، صحیح مسلم (١٧٧٣)

ذُوْحَسَبٍ قَالَ: فَهَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهٖ مِنْ مَلِكٍ؟ قُلْتُ: لَا۔ قَالَ: فَهَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهٗ بِالْكَذِبِ قَبْلَ اَنْ يَّقُوْلَ مَا قَالَ: قُلْتُ: لَا۔ قَالَ وَمَنْ يَّتْبَعُهٗ؟ اَشْرَافُ النَّاسِ اَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ؟ قَالَ: قُلْتُ: بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ۔ قَالَ: اَيَزِيْدُوْنَ اَمْ يَنْقُصُوْنَ؟ قُلْتُ: لَا بَلْ يَزِيْدُوْنَ۔ قَالَ: هَلْ يَرْتَدُّ اَحَدٌ مِنْهُمْ عَنْ دِيْنِهٖ بَعْدَ اَنْ يَدْخُلَ فِيْهِ سَخْطَةً لَهٗ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا۔ قَالَ: فَهَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ۔ قَالَ: فَكَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ اِيَّاهُ؟ قَالَ: قُلْتُ: يَكُوْنُ الْحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهٗ سِجَالًا، يُصِيْبُ مِنَّا وَنُصِيْبُ مِنْهُ۔ قَالَ: فَهَلْ يَغْدِرُ؟ قُلْتُ: لَا، وَنَحْنُ مِنْهُ فِيْ هٰذِهِ الْمُدَّةِ، لَا نَدْرِيْ مَا هُوَ صَانِعٌ فِيْهَا؟ قَالَ: وَاللّٰهِ مَا اَمْكَنَنِيْ مِنْ كَلِمَةٍ اَدْخُلُ فِيْهَا شَيْئًا غَيْرَ هٰذِهٖ قَالَ: فَهَلْ قَالَ: فَهَلْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ اَحَدٌ قَبْلَهٗ؟ قُلْتُ: لَا۔ ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهٖ: قُلْ لَهٗ: اِنِّيْ سَاَلْتُكَ عَنْ حَسَبِهٖ فِيْكُمْ، فَزَعَمْتَ اَنَّهٗ فِيْكُمْ ذُوْحَسَبٍ، وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِيْ اَحْسَابِ قَوْمِهَا۔ وَسَاَلْتُكَ هَلْ كَانَ فِيْ آبَائِهٖ مَلِكٌ؟ فَزَعَمْتَ اَنْ لَا، فَقُلْتُ: لَوْ كَانَ مِنْ آبَائِهٖ مَلِكٌ قُلْتُ: رَجُلٌ يَطْلُبُ مُلْكَ آبَائِهٖ۔ وَسَاَلْتُكَ عَنْ اَتْبَاعِهٖ اَضُعَفَاؤُهُمْ اَمْ اَشْرَافُهُمْ؟ فَقُلْتَ: بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ، وَهُمْ اَتْبَاعُ الرُّسُلِ۔ وَسَاَلْتُكَ: هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهٗ بِالْكَذِبِ قَبْلَ اَنْ يَّقُوْلَ مَا قَالَ فَزَعَمْتَ اَنْ لَا، فَعَرَفْتُ اَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ لِيَدَعَ الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ يَذْهَبَ فَيَكْذِبَ عَلَى اللّٰهِ وَسَاَلْتُكَ: هَلْ يَرْتَدُّ اَحَدٌ مِنْهُمْ عَنْ دِيْنِهٖ بَعْدَ اَنْ يَدْخُلَ فِيْهِ سَخْطَةً لَهٗ؟ فَزَعَمْتَ اَنْ لَا، وَكَذٰلِكَ الْاِيْمَانُ اِذَا خَالَطَ بَشَاشَتُهُ الْقُلُوْبَ۔

اجداد میں سے کوئی بادشاہ ہوا ہے؟ میں نے کہا: میں عالی نسب ہے۔ ہرقل نہیں، ہرقل نے کہا: کیا جو کچھ وہ اب کہتا ہے اس سے پہلے اس نے کبھی کوئی ایسی بات کہی ہے جس کی وجہ سے تم نے اس پر جھوٹ کی تہمت لگائی ہو؟ میں نے کہا: نہیں، ہرقل نے کہا: کیا اس کے پیروکار شرفاء لوگ ہیں یا کمزور لوگ ہیں؟ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: وہ تو کمزور لوگ ہیں۔ ہرقل نے کہا، ان میں سے کوئی شخص اس کے دین میں داخل ہونے کے بعد اس کو برا سمجھتے ہوئے اس کے دین سے مرتد بھی ہوا ہے؟ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: نہیں، ہرقل نے کہا: کیا تمہاری اس کے ساتھ کوئی لڑائی ہوئی ہے؟ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: جی ہاں، ہرقل نے کہا: اس سے تمہاری جنگ کیسی رہی؟ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا: ہمارے اور اس کے درمیان لڑائی ڈول کی مانند تھی کبھی انہوں نے اسے کھینچا اور کبھی ہم نے اس سے کھینچ لیا۔ ہرقل نے کہا: کیا وہ عہد شکنی کرتا ہے؟ اللہ کی قسم! ہم اس مدت میں اس سے خطرہ محسوس کرتے ہیں اور ہم نہیں جانتے کہ وہ کیا کرنے والا ہے۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میرے لیے اس کلمہ کے علاوہ ممکن نہ تھا کہ میں اس میں اپنی طرف سے کوئی اضافہ کرتا ہرقل نے کہا: کیا اس سے پہلے بھی کسی نے اس طرح کی بات کی ہے؟ میں نے کہا: نہیں، اس کے بعد ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا کہ اس سے کہو: میں نے تم سے اس کے حسب ونسب کے بارے میں سوال کیا تو تم نے کہا کہ وہ تم لوگ میں شریف خاندان والا ہے۔ اسی طرح پیغمبر اپنی قوم کے شریف خاندان میں ہی بھیجے جاتے ہیں۔ میں نے تم سے دریافت کیا کہ کیا اس کے آباؤ اجداد میں سے کوئی بادشاہ بھی ہوا ہے تو تم نے کہا: نہیں، میں نے کہا کہ اگر اس کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ ہوتا تو میں کہتا کہ اپنے باپ دادا کی بادشاہت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ اس کے پیروکار فقیر لوگ ہیں یا سردار۔ تو تم نے جواب دیا کہ فقیر لوگ ہیں جبکہ پیغمبروں کے تابعدار ضعیف لوگ ہی ہوتے ہیں۔ اور میں نے تم سے سوال کیا کہ کیا تم اسے اس بات کے کہنے سے پہلے جھوٹ کے ساتھ متہم کرتے ہو؟ تو تم نے کہا: نہیں، چنانچہ میں نے سمجھ لیا کہ جب وہ لوگوں پر جھوٹ نہیں بولتا تو وہ اللہ تعالیٰ کی نسب جھوٹ کیسے کہے گا۔ اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا ان میں سے ان میں سے کوئی شخص دین اسلام میں داخل ہونے

وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَزِيْدُوْنَ اَمْ يَنْقُصُوْنَ؟ فَزَعَمْتَ اَنَّهُمْ يَزِيْدُوْنَ، وَكَذٰلِكَ الْاِيْمَانُ حَتّٰى يَتِمَّ وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ؟ فَزَعَمْتَ اَنَّكُمْ قَاتَلْتُمُوْهُ، فَتَكُوْنَ الْحَرْبُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ سِجَالًا يَنَالُ مِنْكُمْ وَتَنَالُوْنَ مِنْهُ، وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ لَا تَغْدِرُ، وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ اَحَدٌ قَبْلَهُ؟ فَزَعَمْتَ اَنْ لَا، فَقُلْتُ: لَوْ كَانَ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ اَحَدٌ قَبْلَهُ، قُلْتُ: رَجُلٌ اِئْتَمَّ بِقَوْلٍ قِيْلَ قَبْلَهُ. قَالَ. ثُمَّ قَالَ: بِمَا يَأْمُرُكُمْ؟ قُلْنَا: يَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ، وَالزَّكَاةِ، وَالصِّلَةِ، وَالْعَفَافِ، قَالَ: اِنْ يَكُ مَا تَقُوْلُ حَقًّا فَاِنَّهُ نَبِيٌّ، فَقَدْ كُنْتُ اَعْلَمُ اَنَّهُ خَارِجٌ، وَلَمْ اَكُنْ اَظُنُّهُ مِنْكُمْ، وَلَوْ اَنِّيْ اَعْلَمُ اَنِّيْ اَخْلُصُ اِلَيْهِ لَاَحْبَبْتُ لِقَاءَهُ، وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهُ لَغَسَلْتُ عَنْ قَدَمَيْهِ، وَلَيَبْلُغَنَّ مُلْكُهُ مَا تَحْتَ قَدَمَيَّ. ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَرَأَهُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

کے بعد اس کو برا سمجھ کر مرتد ہوا ہے؟ تو تم نے نفی میں جواب دیا۔ اور ایمان اسی طرح ہے جب ایمان کی لذت و محبت دلوں میں داخل ہو جاتی ہے تو پھر یہ ہرگز نہیں چھوٹتا اور میں نے تم سے اس کے تابعداروں کے متعلق سوال کیا کہ وہ کم ہو رہے ہیں یا زیادہ؟ تو تم نے کہا کہ زیادہ ہوتے رہے ہیں اور ایمان کا حال اسی طرح ہوتا ہے اور آخر کار ایمان مکمل ہو جاتا ہے۔ میں نے تم سے پوچھا کہ کیا تم نے اس کے ساتھ جنگ کی ہے تو تم نے جواب دیا کہ تم نے اس کے ساتھ لڑائی کی ہے اور جنگ تمہارے درمیان ڈول کی مانند رہی کہ اس نے تمہیں نقصان پہنچایا اور تم نے اسے نقصان پہنچایا۔ اسی طرح پیغمبروں کی آزمائش ہوتی ہے، بعد ازاں ان کا انجام اچھا ہوتا ہے۔ اور میں نے تم سے سوال کیا کہ اس نے عہد شکنی کی ہے؟ تو تم نے جواب دیا کہ اس نے عہد شکنی نہیں کی اور پیغمبروں کا حال بھی اسی طرح ہوتا ہے کہ عہد شکنی نہیں کرتے۔ میں نے تجھ سے پوچا کہ یہ بات اس سے پہلے بھی کسی نے کہی ہے؟ تو تم نے کہا کہ نہیں۔ اگر اس سے پہلے کسی نے یہ بات کی ہوتی تو میں کہتا کہ یہ شخص اس بات کے پیچھے چل رہا ہے جو اس سے پہلے کہی گئی تھی۔ ابو سفیان کہتے ہیں کہ پھر ہرقل نے کہا: وہ تمہیں کن باتوں کا حکم دیتا ہے؟ ہم نے کہا: وہ ہمیں نماز' زکوٰۃ' صلہ رحمی اور پاک دامنی کا حکم دیتا ہے۔ اس نے کہا: اگر تمہاری باتیں درست ہیں تو وہ شخص یقیناً پیغمبر ہے اور میں یہ جانتا تھا کہ ایک نبی ظاہر ہونے والا ہے۔ لیکن میرا خیال یہ نہیں تھا کہ وہ تم میں سے ہوگا۔ اگر مجھے معلوم ہو کہ میں ان تک پہنچ سکتا ہوں تو ان سے ملاقات میرے لیے پسندیدہ بات ہوگی۔ اور اگر میں ان کے پاس ہوتا تو ان کے پاؤں دھوتا اور یقیناً ان کے اقتدار کا دائرۂ کار میرے قدموں تک پہنچنے والا ہے۔ اس کے بعد ہرقل نے رسول معظم ﷺ کا خط منگوایا اور اس کو پڑھا۔ (بخاری و مسلم) اور یہ مکمل حدیث (باب الکتاب الی الکفار) میں پہلے گزر چکی ہے۔

❁❁❁❁

بَابٌ فِی الْمِعْرَاجِ
معراج کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

معراج مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

(٥٨٦٢) عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ رضی اللہ عنہ، اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةِ اُسْرِیَ بِهٖ: ((بَيْنَمَا اَنَا فِی الْحَطِيْمِ وَرُبَّمَا قَالَ فِيْهِ الْحِجْرِ مُضْطَجِعًا اِذَ اَتَانِیْ آتٍ، فَشَقَّ مَا بَيْنَ هٰذِهٖ اِلٰی هٰذِهٖ)) يَعْنِیْ مِنْ ثُغْرَةِ نَحْرِهٖ اِلٰی شِعْرَتِهٖ...... فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِیْ، ثُمَّ اُتِيْتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مَمْلُوْءٍ اِيْمَانًا، فَغُسِلَ قَلْبِیْ، ثُمَّ حُشِیَ، ثُمَّ اُعِيْدَ۔ وَفِیْ رِوَايَةٍ: ((ثُمَّ غُسِلَ الْبَطْنُ بِمَاءِ زَمْزَمَ، ثُمَّ مُلِیءَ اِيْمَانًا وَحِكْمَةً لِلّٰهِ ثُمَّ اَتَيْتُ بِدَابَّةٍ دُوْنَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ، اَبْيَضَ يُقَالُ لَهٗ: الْبُرَاقُ، يَضَعُ خُطْوَهٗ عِنْدَ اَقْصٰی طَرْفِهٖ، فَحُمِلْتُ عَلَيْهِ، فَانْطَلَقَ بِیْ جِبْرَئِيْلُ حَتّٰی اَتَی السَّمَاءَ الدُّنْيَا، فَاسْتَفْتَحَ، قِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرَئِيْلُ۔ قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ۔ قِيْلَ: وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ۔ قَالَ: نَعَمْ۔ قِيْلَ: مَرْحَبًا بِهٖ، فَنِعْمَ الْمَجِیْءُ جَاءَ، فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ، فَاِذَا فِيْهَا آدَمُ فَقَالَ: هٰذَا اَبُوْكَ آدَمُ، فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ السَّلَامَ، ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا

(٥٨٦٢) قتادہ رحمہ اللہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اور وہ مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حدیث بیان کی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے جایا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اس وقت حطیم میں تھا اور بعض دفعہ یوں کہا کہ میں حجر میں لیٹا ہوا تھا کہ میرے پاس ایک آنے والا آیا اس نے سینے کے گڑھے سے لے کر ناف کے نیچے بالوں تک چیرا اور میرا دل نکال لیا' پھر ایمان سے بھرپور سونے کی طشتری لائی گئی۔ چنانچہ میرا دل دھویا گیا' بعد ازاں اس میں ایمان بھر دیا گیا' پھر دل کو واپس رکھ دیا گیا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ میرے پیٹ کو آب زم زم سے دھویا گیا۔ پھر اس میں ایمان اور حکمت بھری گئی۔ پھر میرے پاس ایک سفید رنگ کی سواری کا جانور لایا گیا اور جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا اس کو ''براق'' کہا جاتا تھا' جہاں تک اسی کی نظر جاتی وہاں اس کا قدم پڑتا تھا۔ مجھے اس پر سوار کرایا گیا' مجھے لے کر جبرئیل علیہ السلام روانہ ہوئے حتیٰ کہ آسمان دنیا تک پہنچے۔ جبرئیل نے دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا۔ پوچھا گیا: کون ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے بتایا: جبرئیل علیہ السلام کہا گیا: اور تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہا گیا: ان کی جانب کسی کو بھیجا گیا تھا؟ جبرائیل نے کہا: ہاں کہا گیا ان کے آنے پر خوش آمدید کہتے ہیں ان کا تشریف لانا بہت بہتر ہے' پس اس کے بعد دروازہ کھولا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا تو اس میں آدم علیہ السلام تھے۔ جبرئیل نے کہا: یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ آدم علیہ السلام ہیں، ان کو سلام کیجئے' چنانچہ میں نے انہیں سلام عرض کیا۔

٥٨٦٢۔ صحيح بخاری كتاب بدء الخلق و الانبياء (٣٢٠٧) (٣٨٨٧)، صحيح مسلم كتاب الايمان (٢٦٥/ ١٦٤) (٢٦٤/ ١٦٤)

بِالْابْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِیْ حَتّٰی اَتَی السَّمَاءَ الثَّانِیَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِیْلَ: مَرْحَبًا بِهٖ، فَنِعْمَ الْمَجِیْءُ جَاءَ، فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ اِذَا یَحْیٰی وَعِیْسٰی وَهُمَا ابْنَا خَالَةٍ قَالَ: هٰذَا یَحْیٰی وَهٰذَا عِیْسٰی فَسَلِّمْ عَلَیْهِمَا فَسَلَّمْتُ رَفَدَّا، ثُمَّ قَالَا: مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ۔ ثُمَّ صَعِدَ بِیْ اِلَی السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ، فَاسْتَفْتَحَ، قِیْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ جِبْرَئِیْلُ قِیْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ قِیْلَ: وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَیْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ قِیْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِیْءُ جَاءَ، فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ اِذَا یُوْسُفُ، قَالَ: هٰذَا یُوْسُفُ، فَسَلِّمْ عَلَیْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ، فَرَدَّ۔ ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، ثُمَّ صَعِدَ بِیْ حَتّٰی اَتَی السَّمَاءَ الرَّابِعَةَ، فَاسْتَفْتَحَ، قِیْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرَئِیْلُ قِیْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ قِیْلَ: وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَیْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ قِیْلَ: مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِیْءُ جَاءَ، فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا اِدْرِیْسُ، فَقَالَ: هٰذَا اِدْرِیْسُ، فَسَلِّمْ عَلَیْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ، فَرَدَّ، ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ؛ ثُمَّ صَعِدَبِیْ حَتّٰی اَتَی السَّمَاءَ الْخَامِسَةَ، فَاسْتَفْتَحَ، قِیْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرَئِیْلُ۔ قِیْلَ وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ قِیْلَ: وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَیْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ۔ قِیْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِیْءُ جَاءَ، فَفُتِحَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ، فَاِذَا هَارُوْنُ۔ قَالَ: هٰذَا هَارُوْنُ فَسَلِّمْ عَلَیْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ، فَرَدَّ، ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ؛ ثُمَّ صَعِدَبِیْ حَتّٰی اَتَی السَّمَاءَ السَّادِسَةَ،

انہوں نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: میں نیک بخت بیٹے اور صالح پیغمبر کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ بعدازاں جبرئیل علیہ السلام مجھے لے کر اور پر چڑھے حتیٰ کہ ہم دوسرے آسمان پر آئے، جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کا کہا، پوچھا گیا: کون ہے؟ بتایا: جبرئیل علیہ السلام پوچھا گیا: آپ علیہ السلام کے ساتھ کون ہے؟ بتایا محمد ﷺ پوچھا گیا: کیا ان کو بلوایا گیا ہے؟ کہاں وہاں کہا گیا: ان کو خوش آمدید! آنے والے کا آنا مبارک، چنانچہ دروازہ کھول دیا گیا۔ جب میں داخل ہوا تو یحییٰ اور عیسیٰ علیہ السلام دونوں خالہ زاد بھائی موجود تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے بتایا: یہ یحییٰ و عیسیٰ علیہ السلام ہیں، ان دونوں کو سلام کہیں تو میں نے انہیں سلام کہا: ان دونوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا: نیک بھائی اور صالح پیغمبر کو خوش آمدید ہو۔ پھر جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر تیسرے آسمان کی طرف چڑھے۔ اور دروازہ کھولنے کے لیے کہا: دریافت کیا گیا: کون ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: میں جبرئیل علیہ السلام نے کہا: آپ علیہ السلام کے ساتھ کون ہے؟ بتایا: محمد ﷺ کہا گیا ان کی طرف کوئی بھیجا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا: ہاں کہا گیا: خوش آمدید! اچھا آنے والا آیا۔ چنانچہ دروازہ کھولا گیا۔ جب میں داخل ہوا تو وہاں یوسف علیہ السلام تھے۔ جبرئیل نے بتایا: یہ یوسف علیہ السلام ہیں ان کو سلام کہو۔ میں نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: صالح بھائی اور صالح نبی کو مرحبا! پھر مجھے چوتھے آسمان تک لے جایا گیا: جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا۔ پوچھا گیا: کون؟ بتایا: جبرائیل۔ دریافت کیا گیا: آپ کے ساتھ کون ہے؟ محمد ﷺ پوچھا گیا: کیا انہیں بلوایا گیا ہے؟ کہا: ہاں کہا گیا: خوش آمدید، آنے والے کا آنا مبارک! پھر دروازہ کھول دیا گیا۔ جب میں اس میں پہنچا تو وہاں ادریس تھے۔ جبرئیل علیہ السلام نے بتایا: یہ ادریس علیہ السلام ہیں، انہیں سلام کیجئے! میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: صالح بھائی اور صالح نبی کا آنا مبارک۔ پھر جبرئیل علیہ السلام مجھے لے کر پانچویں آسمان کی طرف چڑھے۔ یہاں تک کہ پانچویں آسمان پر پہنچے اور دروازہ کھولنے کو کہا۔ پوچھا گیا: کون؟ بتایا: جبرئیل۔ آپ کے ساتھ کون ہے؟ بتایا محمد ﷺ پوچھا گیا: ان کی جانب کسی کو بھیجا گیا تھا؟ بتایا: ہاں کہاں گیا: مرحبا! ان کا تشریف لانا بہت بہتر ہے۔ چنانچہ دروازہ کھول دیا گیا۔ جب میں اندر داخل ہوا تو وہاں ہارون علیہ السلام تھے۔ جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ ہارون علیہ السلام انہیں سلام کیجئے،

فَاسْتَفْتَحَ، قِيلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرَئِيْلُ. قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ. قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: مَرْحَبًا بِهٖفَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا مُوْسٰى، قَالَ: هٰذَا مُوْسٰى، فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ، ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، فَلَمَّا جَاوَزْتُ بَكٰى، قِيلَ: مَا يُبْكِيْكَ؟ قَالَ: اَبْكِيْ لِاَنَّ غُلَامًا بُعِثَ بَعْدِيْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِهٖ اَكْثَرُ مِمَّنْ يَدْخُلُهَا مِنْ اُمَّتِيْ؛ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ اِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرَئِيْلُ، قِيلَ: مَنْ هٰذَا: قَالَ: جِبْرَئِيْلُ. قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ. قِيلَ: وَقَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ؟ قَالَ نَعَمْ. قِيلَ: مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ، فَإِذَا اِبْرَاهِيْمُ، قَالَ: هٰذَا اَبُوْكَ اِبْرَاهِيْمُ، فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ السَّلَامَ، ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ رُفِعْتُ اِلٰى سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى، فَإِذَا نَبِقُهَا مِثْلَ قِلَالِ هَجَرٍ، وَإِذَا وَرَقُهَا مِثْلَ اٰذَانِ الْفِيَلَةِ، قَالَ: هٰذَا سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى، فَإِذَا اَرْبَعَةُ اَنْهَارٍ: نَهْرَانِ بَاطِنَانِ وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ قُلْتُ: مَا هٰذَانِ يَا جِبْرَئِيْلُ؟ قَالَ: اَمَّا الْبَاطِنَانِ فَنَهْرَانِ فِي الْجَنَّةِ، وَاَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيْلُ وَالْفُرَاتُ، ثُمَّ رُفِعَ لِيَ الْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ، ثُمَّ اُتِيْتُ بِاِنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ وَاِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ وَاِنَاءٍ مِنْ عَسَلٍ، فَاَخَذْتُ اللَّبَنَ، فَقَالَ: هِيَ الْفِطْرَةُ اَنْتَ عَلَيْهَا وَاُمَّتُكَ، ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ الصَّلَاةُ خَمْسِيْنَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ، فَرَجَعْتُ فَمَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى، فَقَالَ: بِمَا اُمِرْتَ؟ قُلْتُ: اُمِرْتُ بِخَمْسِيْنَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ

میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: نیک بھائی اور نیک پیغمبر کو خوش آمدید ہو۔ پھر جبرئیل علیہ السلام نے مجھے چھٹے آسمان تک پہنچایا۔ جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا: دریافت کیا گیا: کون ہے؟ کہا: میں جبرئیل علیہ السلام ہوں۔ پوچھا گیا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ بتایا: محمد ﷺ ہیں کہا گیا: کیا انہیں بلوایا گیا ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: ہاں، کہا گیا: ان کو خوش آمدید ہو آنے والے کا آنا اچھا ہے۔ چنانچہ دروازہ کھولا گیا جب میں اس میں داخل ہوا تو وہاں موسیٰ موجود تھے۔ جبرئیل علیہ السلام نے بتایا: یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں انہیں سلام کہیں، میں نے انہیں سلام کہا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا: نیک بھائی اور نیک پیغمبر کو خوش آمدید ہو۔ جب میں آگے بڑھا تو وہ رونے لگے۔ ان سے دریافت کیا گیا: آپؑ کو کس چیز نے رلایا؟ انہوں نے بتایا: میں اس لیے رو رہا ہوں کہ میرے بعد ایک نوجوان رسول بنا کر بھیجا گیا اس کی امت کے لوگ میری امت کے لوگوں سے زیادہ جنت میں داخل ہوں گے۔ پھر جبرئیلؑ مجھے لے کر ساتویں آسمان پر پہنچے اور دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا۔ پوچھا گیا: کون ہے؟ بتایا: جبرئیل علیہ السلام پھر پوچھا گیا: آپ کے ساتھ کون ہے؟ بتایا: محمد ﷺ پوچھا گیا: کیا انہیں بلوایا گیا ہے؟ بتایا: ہاں، کہا گیا: ان کو خوش آمدید ہو ان کا تشریف لانا بہت بہتر ہے۔ جب میں داخل ہوا تو وہاں ابراہیم علیہ السلام موجود تھے۔ جبرئیلؑ نے کہا: یہ آپ ﷺ کے والد ابراہیم علیہ السلام ہیں، انہیں سلام کہا: انہوں نے سلام کا جواب دیا، پھر فرمایا: نیک بیٹے اور نیک پیغمبر کو خوش آمدید۔ پھر مجھے سورۃ المنتھی کی طرف لے جایا گیا۔ اس کے بیر ہجر شہر کے مٹکوں کی مانند تھے اور اس کے پتے ہاتھیوں کے کانوں کے برابر تھے۔ جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ سدرۃ المنھتٰی ہے۔ وہاں چار نہریں تھیں، دو نہریں پوشیدہ اور دو ظاہر تھیں۔ میں نے کہا: اے جبرئیل علیہ السلام! یہ دونوں کیا ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ دو جنت کی پوشیدہ نہریں ہیں اور یہ دو ظاہر نہریں نیل اور فرات ہیں، پھر مجھے بیت المعمور دکھا گیا۔ پھر میرے سامنے ایک برتن میں شراب اور دوسرے برتن میں دودھ اور تیسرے برتن میں شہد پیش کیا گیا۔ چنانچہ میں نے دودھ کو اٹھالیا۔ جبرئیلؑ نے فرمایا: یہی اصل فطرت ہے جس پر آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی امت ہے۔ پھر مجھ پر روزانہ کی پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ میں واپس آیا تو میرا گزر موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: آپ ﷺ کو کیا حکم دیا

قَالَ: اِنَّ اُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيْعُ خَمْسِيْنَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ، وَاِنِّي وَاللّٰهِ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ، وَعَالَجْتُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ، فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيْفَ لِاُمَّتِكَ، فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا، فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهٗ، فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا، فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهٗ، فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا، فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهٗ، فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا، فَاُمِرْتُ بِعَشْرِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ، فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهٗ، فَرَجَعْتُ فَاُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ، فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهٗ، فَرَجَعْتُ فَاُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ، فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى، فَقَالَ: بِمَا اُمِرْتَ؟ قُلْتُ: اُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ قَالَ: اِنَّ اُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيْعُ خَمْسَ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ، وَاِنِّيْ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ، وَعَالَجْتُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ، فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيْفَ لِاُمَّتِكَ، قَالَ: سَاَلْتُ رَبِّيْ حَتّٰى اسْتَحْيَيْتُ؛ وَلٰكِنِّيْ اَرْضٰى وَاُسَلِّمُ۔ قَالَ: فَلَمَّا جَاوَزْتُ، نَادٰى مُنَادٍ: اَمْضَيْتُ فَرِيْضَتِيْ وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِيْ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

گیا ہے؟ میں نے بتایا: مجھے یومیہ پچاس نمازیں ادا کرنے کا حکم دیا گیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: بلاشبہ آپ ﷺ کی امت روزانہ پچاس نمازیں پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتی، اللہ کی قسم! میں آپ ﷺ سے پہلے لوگوں پر تجربہ کر چکا ہوں اور بنی اسرائیل کی اصلاح کی زبردست کوششیں کر چکا ہوں۔ آپ ﷺ اپنے رب کی طرف واپس جائیں اور اللہ سے اپنی امت کے لیے تخفیف کی درخواست کریں۔ چنانچہ میں واپس گیا اور میرے لیے دس نمازیں کم کر دی گئیں۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آیا تو انہوں نے حسب سابق فرمایا، میں پھر لوٹ کر گیا تو مجھ سے مزید دس نمازیں معاف کر دی گئیں۔ میں پھر لوٹ کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پھر پہلے جیسی بات کہی تو میں واپس گی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے دس نمازیں معاف کر دی۔ میں پھر موسیٰ موسیٰ کے پاس آیا تو انہوں نے اسی طرح فرمایا: چنانچہ میں پھر لوٹا تو مزید دس معاف ہو گئیں اور مجھے حکم دیا گیا کہ میں روزانہ دس نمازیں ادا کروں۔ پھر میں موسیٰ کے پاس آیا تو انہوں نے اسی طرح کی تلقین کی تو میں بارگاہ رب العزت میں پھر حاضر ہوا تو مجھے یومیہ پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم دیا گیا۔ میں موسیٰ کے پاس واپس آیا تو انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ کو کیا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے کہا: روزانہ پانچ نمازیں ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: بلاشبہ آپ ﷺ کی امت روزانہ پانچ نمازیں ادا نہیں کر سکے گی، میں آپ ﷺ سے پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں اور نبی اسرائیل علیہ السلام کی اصلاح کی زبردست کوشش کر چکا ہوں۔ آپ ﷺ اپنے پروردگار کی طرف جائیں اور امت کے لیے مزید تخفیف کا مطالبہ کریں۔ آپ ﷺ نے کہا: میں نے اپنے رب سے اتنی بار سوال کیا ہے۔ یہاں تک کہ اب مجھے شرم آتی ہے، میں اس فیصلہ پر راضی ہوں اور میں نے تسلیم کر لیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب میں آگے بڑھا تو ایک منادی نے یہ ندا دی: میں نے اپنا فریضہ عائد کر دیا اور اپنے بندوں کے لیے تخفیف کر دی۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: یہ سینہ چیرنا اور دل کا دھونا اور صاف کرنا کچھ خلاف قیاس نہیں محال ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے یہ امر بالکل بعید معلوم نہیں ہوتا بلکہ زمانہ حال میں خود انسان نے خرابی میں ایسی ترقی کی ہے کہ پہلے زمانے میں لوگ اس کو خلاف قیاس سمجھتے اور طشت میں ایمان اور حکمت بھرتے کے یہ معنی ہیں کہ اس طشت میں ایسی چیز بھری تھی جس کے دل میں ڈالنے سے اور ایمان اور حکمت سے بھر گیا۔ قاضی عیاض نے کہا اس مقام پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ کافروں کی روحیں تو سجین میں رہتی ہیں جو ساتویں زمین میں ہے یا اس کے نیچے یا قید میں رہتی

ہیں اور مومنوں کی روحیں جنت میں آرام پاتی ہیں، پھر یہ روحیں آدمؑ کے پاس ان روحوں کے پاس ہونے کا ایک وقت ہے اور رسول اللہ ﷺ اتفاق سے اسی وقت وہاں پہنچے ہوں تو ان کی روحوں کو دیکھا اور یہ بھی احتمال ہے کہ کفار ارواح کا جہنم میں اور مومن ارواح کا جنت میں رہنا ہمیشہ نہ ہو بلکہ خاص ایک وقت ہوتا کہ جیسے قرآن میں ہے۔ صبح وشام جہنم کے سامنے وہ کئے جائیں گے اور حدیث میں ہے کہ مومن کے سامنے اس کا ٹھکانہ قبر میں پیش کیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ تیرا یہ ٹھکانہ ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ پہنچائے تجھ کو اس جگہ اور یہ بھی احتمال ہے کہ جنت سیدنا آدمؑ کی داہنی طرف ہو اور بائیں طرف جہنم ہو۔

اس روایت میں جو ابراہیم علیہ السلام کی ملاقات چھٹے آسمان مذکور ہے تو اگر معراج دوبارہ ہوا ہو اس صورت میں کوئی اشکال نہیں، اس لیے کہ ایک بار چھٹے آسمان پر مل کر ساتویں آسمان پر بھی آپ کے ساتھ چلے گئے ہوں۔ واللہ اعلم (نووی)

(۵۸۶۳) وَعَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أُتِيْتُ بِالْبُرَاقِ، وَهُوَ دَابَّةٌ أَبْيَضُ طَوِيْلٌ، فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُوْنَ الْبَغْلِ يَقَعُ حَافِرُهُ عِنْدَ مُنْتَهٰى طَرْفِهِ، فَرَكِبْتُهُ حَتّٰى أَتَيْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ، فَرَبَطْتُهُ بِالْحَلْقَةِ الَّتِيْ تَرْبِطُ بِهَا الْأَنْبِيَاءُ)). قَالَ: ((ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَصَلَّيْتُ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَاءَ نِيْ جِبْرَئِيلُ بِإِنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ وَإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ، فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ، فَقَالَ جِبْرَئِيْلُ: اِخْتَرْتَ الْفِطْرَةَ، ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ)) وَسَاقَ مِثْلَ مَعْنَاهُ قَالَ: ((فَإِذَا أَنَا بِآدَمَ، فَرَحَّبَ بِيْ وَدَعَالِيْ بِخَيْرٍ)). وَقَالَ فِي الثَّالِثَةِ: ((فَإِذَا أَنَا بِيُوْسُفَ، إِذَا هُوَ قَدْ أُعْطِيَ شَطْرَ الْحُسْنِ، فَرَحَّبَ بِيْ وَدُعَا لِيْ بِخَيْرٍ)). وَلَمْ يَذْكُرْ بُكَاءَ مُوْسٰى وَقَالَ فِي السَّمَاءِ السَّابِعَةِ: ((فَإِذَا أَنَا بِإِبْرَاهِيْمَ مُسْنِدًا ظَهْرَهُ إِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ، وَإِذَا هُوَ يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ أَلْفِ مَلَكٌ، لَا يَعُوْدُوْنَ إِلَيْهِ، ثُمَّ ذَهَبَ بِيْ إِلَى السِّدْرَةِ الْمُنْتَهٰى، فَإِذَا وَرَقُهَا كَآذَانِ الْفِيْلَةِ، وَإِذَا ثَمَرُهَا كَالْقِلَالِ، فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ مَا غَشِيَ تَغَيَّرَتْ، فَمَا أَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ

(۵۸۶۳) ثابت بنانی رحمہ اللہ انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس براق لایا گیا وہ سفید رنگ کا دراز قد جانور تھا وہ گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا۔ اس کا قدم اس کی حد نگاہ پر پڑتا تھا۔ میں اس پر سوار ہوا یہاں تک کہ بیت المقدس میں آیا۔ چنانچہ میں نے اس براق کو اس حلقے کے ساتھ باندھ دیا جس کے ساتھ انبیاءؑ باندھا کرتے تھے، پھر میں مسجد اقصیٰ میں داخل ہوا اور دو رکعتیں ادا کیں، پھر میں باہر نکلا تو جبرئیل علیہ السلام میرے پاس ایک برتن شراب کا اور ایک برتن دودھ کا لائے۔ میں نے دودھ کو پسند کیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: آپ ﷺ نے فطرت کو پسند فرمایا ہے، پھر ہمیں کی طرف چڑھایا گیا اور اس کے بعد انس رضی اللہ عنہ نے وہی مضمون بیان کیا جو سابق حدیث میں گزر چکا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: اچانک میں آدم علیہ السلام پر گزرا تو انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لیے خیر و برکت کی دعا فرمائی۔ اور آپ ﷺ نے تیسرے آسمان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: میں یوسف علیہ السلام کے پاس تھا، انہیں آدھا حسن دیا گیا تھا، انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لیے خیر و برکت کی دعا کی اور آپ ﷺ نے موسیٰ کے رونے کا ذکر نہیں فرمایا: اور آپ ﷺ نے ساتویں آسمان کے متعلق بتایا کہ میں ابراہیم علیہ السلام کے سامنے تھا۔ وہ بیت المعمور کے ساتھ اپنی کمر ٹکائے بیٹھے تھے۔ ہر روز اس بیت المقدس میں ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں، جن کی باری پھر کبھی نہیں آتی۔ پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ کے قریب لے جایا گیا۔ اس کے پتے ہاتھیوں کے کانوں کی مانند تھے اور اس کے بیر مٹکوں جیسے تھے۔ جب اس درخت کو اللہ کے حکم سے کسی ڈھانپنے والی چیز نے ڈھانپ لیا تو اس درخت کی حالت بدل گئی اللہ کی مخلوق میں سے

۵۸۶۳۔ صحیح مسلم (۲۵۹/ ۲۶۲)

يَسْتَطِيعُ اَنْ يَنْعِتَهَا مِنْ حُسْنِهَا، وَاَوْحٰى اِلَيَّ مَا اَوْحٰى، فَفَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِيْنَ صَلَاةً فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَنَزَلْتُ اِلٰى مُوْسٰى، فَقَالَ: مَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلٰى اُمَّتِكَ؟ قُلْتُ: خَمْسِيْنَ صَلَاةً فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ۔ قَالَ: اِرْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيْفَ، فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ، فَاِنِّيْ بَلَوْتُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ وَخَبَرْتُهُمْ قَالَ: ((فَرَجَعْتُ اِلٰى رَبِّيْ، فَقُلْتُ: يَا رَبِّ! خَفِّفْ عَلٰى اُمَّتِيْ، فَحَطَّ عَنِّيْ خَمْسًا، فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى، فَقُلْتُ: حَطَّ عَنِّيْ خَمْسًا۔ قَالَ: اِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ، فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيْفَ))۔ قَالَ: ((فَلَمْ اَزَلْ اَرْجِعُ بَيْنَ رَبِّيْ وَبَيْنَ مُوْسٰى، حَتّٰى قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! اِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، لِكُلِّ صَلَاةٍ عَشْرٌ، فَذٰلِكَ خَمْسُوْنَ صَلَاةً، مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهٗ حَسَنَةٌ، فَاِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهٗ عَشْرًا، وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ لَهٗ شَيْئًا۔ فَاِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهٗ سَيِّئَةً وَاحِدَةً))۔ قَالَ: ((فَنَزَلْتُ حَتّٰى انْتَهَيْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ: اِرْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيْفَ)) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((فَقُلْتُ: قَدْ رَجَعْتُ اِلٰى رَبِّيْ حَتّٰى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

کوئی بھی اس درخت کے حسن کو بیان نہیں کر سکتا۔ پھر میری جانب جو وحی بھیجی تھی وہ وحی بھیجی اور مجھ پر دن رات میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں، پھر میں موسیٰ کے پاس گیا تو انہوں نے کہا: اپنے رب کی طرف لوٹیے اور اس سے تخفیف کا سوال کیجئے بلاشبہ آپ کی امت اس کی استطاعت نہیں رکھتی کیونکہ میں نے بنی اسرائیل علیہ السلام کو آزما کر دیکھا ہے اور ان کا امتحان لیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اپنے رب کی طرف لوٹ کر گیا اور میں نے کہا: اے میرے پروردگار! میری امت پر تخفیف فرما چنانچہ اللہ نے مجھ سے پانچ نمازیں معاف کر دیں تو میں موسیٰ علیہ السلام کی طرف واپس گیا اور بتایا کہ اللہ نے مجھ سے پانچ نمازوں کو معاف کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا: آپ کی امت اس کی بھی متحمل نہیں ہے، اپنے رب کی طرف جائیں اور ان سے مزید تخفیف کا سوال کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں مسلسل اپنے پروردگار اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان آتا جاتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد ﷺ! یہ دن رات میں گویا پانچ نمازیں ہیں لیکن ان میں سے ایک نماز کا ثواب ہر دس کے برابر ہے۔ اس طرح یہ پچاس نماز میں ہی ہیں۔ جس کسی نے کسی بھلائی کا ارادہ کیا اور اس پر عمل نہ کیا تو اس کے لیے ایک نیکی لکھی جائے گی اور اگر اس پر عمل کر لیا تو اس کے لیے دس گناہ ثواب لکھا جاتا ہے اور جس شخص نے برائی کا رادہ کیا لیکن اس برے کام کو نہ کر سکا تو اس کے لیے کچھ نہیں لکھا جائے گا۔ اگر اس نے برائی کی تو ایک برائی لکھی جائے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر میں اترا یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا اور انہیں تمام احوال بتائے تو انہوں نے فرمایا: میں نے کہا کہ میں بار بار اپنے رب کے پاس گیا ہوں کہ اب مجھے اس سے حیا آتی ہے۔ (مسلم)

توضیح: براق اس جانور کا نام ہے جس پر رسول اللہ ﷺ معراج کی رات سوار ہوئے تھے۔ زبیدی نے کہا براق وہ جانور ہے جس پر تمام پیغمبروں نے سواری کی۔ ابن درید نے کہا: براق برق سے نکلا ہے اور برق بجلی کو کہتے ہیں، اس جانور براق اس لیے کہتے ہیں اس کی چال بجلی کی طرح تیز تھی۔ (نووی)

(٥٨٦٤) وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ اَبُوْ ذَرٍّ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

(۵۸۶۴) ابن شہاب رحمہ اللہ انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب میں مکہ میں تھا تو میرے لیے

٥٨٦٤۔ صحيح بخاری كتاب احاديث الانبياء (٣٣٤٢)، صحيح مسلم كتاب الايمان (٢٦٣/ ١٦٣)

قال: ((فُرِجَ عَنِّي سَقْفُ بَيْتِي، وَاَنَا بِمَكَّةَ، فَنَزَلَ جِبْرَئِيْلُ، فَفَرَجَ صَدْرِيْ، ثُمَّ غَسَلَهٗ بِمَاءِ زَمْزَمَ، ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَاِيْمَانًا، فَاَفْرَغَهٗ فِيْ صَدْرِيْ، ثُمَّ اَطْبَقَهٗ، ثُمَّ اَخَذَ بِيَدِيْ. فَعَرَجَ بِيْ اِلَى السَّمَاءِ فَلَمَّا جِئْتُ السَّمَاءِ الدُّنْيَا. قَالَ جِبْرَئِيْلُ لِخَازِنِ السَّمَاءِ: اِفْتَحْ. قَالَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرَئِيْلُ قَالَ: هَلْ مَعَكَ اَحَدٌ؟ قَالَ: نَعَمْ مَعِيَ مُحَمَّدٌ ﷺ. فَقَالَ: اُرْسِلَ اِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَلَمَّا فُتِحَ عَلَوْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا، اِذَا رَجُلٌ قَاعِدٌ، عَلٰى يَمِيْنِهٖ اَسْوِدَةٌ، وَعَلٰى يَسَارِهٖ اَسْوِدَةٌ اِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِيْنِهٖ ضَحِكَ، وَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهٖ بَكٰى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَابْنِ الصَّالِحِ. قُلْتُ: لِجِبْرَئِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا آدَمُ، وَهٰذِهِ الْاَسْوِدَةُ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ نَسَمُ. بَنِيْهِ، فَاَهْلُ الْيُمْنِ مِنْهُمْ اَهْلُ الْجَنَّةِ، وَالْاَسْوِدَةُ الَّتِيْ عَنْ شِمَالِهٖ اَهْلُ النَّارِ، فَاِذَا نَظَرَ عَنْ يَمِيْنِهٖ ضَحِكَ. وَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهٖ بَكٰى، حَتّٰى عَرَجَ بِيْ اِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ، فَقَالَ لِخَازِنِهَا: اِفْتَحْ فَقَالَ لَهٗ خَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُ)) قَالَ اَنَسٌ: فَذَكَرَ اَنَّهٗ وَجَدَ فِي السَّمَاوَاتِ آدَمَ، وَاِدْرِيْسَ، وَمُوْسٰى، وَعِيْسٰى، وَاِبْرَاهِيْمَ، وَلَمْ يُثْبِتْ كَيْفَ مَنَازِلُهُمْ، غَيْرَ اَنَّهٗ ذَكَرَ اَنَّهٗ وَجَدَ آدَمَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا، وَاِبْرَاهِيْمَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَاَخْبَرَنِيْ ابْنُ حَزْمٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَاَبَا حَبَّةَ الْاَنْصَارِيَّ كَانَا يَقُوْلَانِ: قَالَ: النَّبِيُّ ﷺ: ((ثُمَّ عُرِجَ بِيْ، حَتّٰى ظَهَرْتُ لِمُسْتَوًى اَسْمَعُ فِيْهِ صَرِيْفَ الْاَقْلَامِ))

میرے گھر کی چھت کھولی گئی اور جبرئیلؑ نازل ہوئے' انہوں نے میرا سینہ چاک کیا' بعدازاں اسے آب زم زم کے ساتھ دھویا' پھر وہ سونے کی ایک طشتری لائے جس میں ایمان اور حکمت تھی اور اسے میرے سینے میں انڈیل دیا اور پھر اس کو بند کر دیا' پھر میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے لے کر آسمان کی طرف عروج فرمایا، جب میں آسمان دنیا پر پہنچا تو جبرئیل علیہ السلام نے آسمان کے داروغے سے کہا: دروازہ کھول دو۔ اس نے پوچھا: کون؟ بتایا: جبرئیل علیہ السلام ہوں۔ نگران نے پوچھا: کیا تمہارے کوئی اور بھی ہے؟ بتایا: ہاں' میرے ساتھ محمد ﷺ ہیں۔ پھر اس نے پوچھا: کیا ان کو بلوایا گیا ہے؟ کہا: ہاں جب دروازہ کھول دیا گیا تو ہم آسمان دنیا پر چڑھ گئے تو وہاں ایک شخص بیٹھا ہوا تھا اور کچھ لوگ اس کے دائیں جانب اور کچھ لوگ اس کے بائیں جانب بیٹھے ہوئے تھے جب وہ اپنی دائیں جانب نظر اٹھاتا تو ہنسنے لگتا اور جب وہ اپنی بائیں جانب دیکھتا تو رونے لگتا۔ اس نے کہا: صالح بیٹے اور نیک پیغمبر کو خوش آمدید ہو۔ میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا: یہ کون ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے بتایا: یہ آدم علیہ السلام ہیں اور ان کی دائیں اور بائیں جانب ان کی اولاد ہے' ان میں سے دائیں طرف والے اہل جنت ہیں روتے ہیں۔ یہاں تک کہ مجھے دوسرے آسمان پر لے جایا گیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے نگران سے کہا: کھولو۔ اس کے نگران نے بھی وہی بات کہی جو پہلے آسمان کے نگران نے کہی تھی۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے آسمانوں میں آدم علیہ السلام ادریس' موسیٰ علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کی لیکن ان کی منازل کا تفصیلی حال بیان نہیں فرمایا صرف آدم علیہ السلام سے پہلے آسمان پر اور ابراہیم علیہ السلام سے چھٹے آسمان پر ملنے کا ذکر فرمایا۔ ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے ابن حزم نے بتایا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ابوحبہ انصاری بیان کیا کرتے تھے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر مجھے اوراوپر لے جایا گیا۔ یہاں تک کہ میں بلندترین مقام پر پہنچا' جہاں مجھے قلموں سے لکھنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ ابن حزم اور انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں۔ میں اس حکم کے ساتھ واپس آیا اور موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا۔ انہوں نے پوچھا: اپنے پروردگار کی جانب واپس جائیں بلاشبہ آپ کی امت اس کی استطاعت نہیں رکھتی۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے مجھے واپس کیا تو کچھ نمازیں معاف کر دی گئیں' پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ میں

وَقَالَ ابْنُ حَزْمٍ وَاَنَسٌ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((فَفَرَضَ اللّٰهُ عَلٰی اُمَّتِیْ خَمْسِیْنَ صَلَاةً فَرَجَعْتُ بِذٰلِكَ، حَتّٰی مَرَرْتُ عَلٰی مُوْسٰی فَقَالَ: مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَكَ عَلٰی اُمَّتِكَ؟ قُلْتُ: فَرَضَ خَمْسِیْنَ صَلَاةً۔ قَالَ: فَارْجِعْ اِلٰی رَبِّكَ، فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِیْقُ فَرَاجَعْتُ، فَوَضَعَ شَطْرَهَا، فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوْسٰی، فَقُلْتُ: فَوَضَعَ شَطْرَهَا، فَرَجَعْتُ اِلَیْهِ، فَقَالَ: ارْجِعْ اِلٰی رَبِّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِیْقُ ذٰلِكَ فَرَاجَعْتُهٗ؛ فَقَالَ: هِیَ خَمْسٌ وَهِیَ خَمْسُوْنَ، لَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ، فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوْسٰی فَقَالَ: رَاجِعْ رَبَّكَ فَقُلْتُ: اِسْتَحْیَیْتُ مِنْ رَبِّیْ، ثُمَّ انْطَلَقَ بِیْ حَتّٰی اِنْتَهٰی بِیْ اِلٰی سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی، وَغَشِیَهَا اَلْوَانٌ لَا اَدْرِیْ مَا هِیَ؟ ثُمَّ اُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَاِذَا فِیْهَا جَنَابِذُ اللُّؤْلُؤِ وَاِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

نے کہا کہ کچھ نمازیں معاف کر دی گئی ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اپنے پروردگار کے پاس پھر جائیں، اس لیے کہ آپ کی امت اس کی بھی طاقت نہیں رکھتی۔ پھر میں لوٹا تو اللہ تعالیٰ نے ایک حصہ معاف کر دیا' پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پھر لوٹنے کو کہا کیونکہ آپ کی امت اس کی بھی متحمل نہیں ہو سکتی۔ میں اللہ رب العزت کی طرف واپس گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نمازیں پانچ ہیں لیکن (ثواب) پچاس نمازوں کا ہے' میرے ہاں فیصلے تبدیل نہیں ہوتے۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس گیا' انہوں نے کہا: آپ پھر اپنے پروردگار کے پاس جائیں۔ میں نے کہا: میں اپنے پروردگار کے پاس جانے میں شرم محسوس کرتا ہوں۔ پھر جبرئیل علیہ السلام مجھے لے کر روانہ ہوئے یہاں تک کہ مجھے سدرۃ المنتھیٰ کی طرف پہنچایا اور سدرۃ المنتھیٰ مختلف رنگوں نے ڈھانپ لیا میں نہیں جانتا کہ ان کی حقیقت کیا تھی' پھر مجھے جنت میں داخل کیا گیا تو وہاں میں نے موتیوں کے گنبدوں کا مشاہدہ کیا اور یہ بھی دیکھا کہ اس جنت کی مٹی کستوری تھی۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: معراج کا واقع قرآن مجید کی سورۂ بنی اسرائیل اور سورۂ نجم کے شروع میں بیان ہوا ہے اور احادیث میں اس کثرت کے ساتھ ذکر ہوا ہے کہ اسے تواتر کا درجہ دیا جا سکتا ہے۔ سلف امت کا اس پر اتفاق ہے کہ نبی ﷺ کو معراج جاگتے میں بدن اور روح ہر دو کے ساتھ ہوا سینہ مبارک چاک کر کے آب زمزم سے دو کر حکمت اور ایمان سے بھر کر آپ کو عالم ملکوت کی سیر کرنے کے قابل بنا دیا۔ یہ شق صدر دوبارہ ہے۔ ایک بار پہلے حالت رضاعت میں بھی آپ کا سینہ چاک کر کے علم وحکمت وانوار تجلیات سے بھر دیا گیا تھا۔ دوسری روایت کی بنا پر آپ نے پہلے آسمان پر سیدنا آدم علیہ السلام سے دوسرے آسمان پر سیدنا یحییٰ علیہ السلام اور سیدنا سے، تیسرے پر سدنا یوسف علیہ السلام سے، چوتھے پر سیدنا ادریس علیہ السلام سے، پانچویں آسمان پر سیدنا ہارون علیہ السلام سے، چھٹے آسمان پر سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے اور ساتویں آسمان ابراہیم خلیل علیہ السلام سے ملاقات فرمائی۔ جب آپ مقام اعلی پر پہنچ گئے، تو آپ نے وہاں فرشتوں کی قلموں کی آوازیں سنیں اور بمطابق آیت شریفہ ﴿من ایات ربه الکبری﴾ (النجم: ۱۸) آپ نے مقام اعلیٰ پر بہت سی چیزیں دیکھیں، وہاں آئندہ تعالیٰ نے آپ کی امت پر پچاس نمازیں فرض کیں، پھر آپ کو نو بار آنے جانے کے صدقے میں صرف پنج وقت نماز باقی رہ گئی، مگر ثواب میں وہ پچاس کے برابر ہیں۔

سدرۃ المنتھیٰ ساتویں آسمان پر ایک بیری کا درخت ہے جس کی جڑیں چھٹے آسمان تک ہیں۔ فرشتے وہاں تک جا سکتے ہیں آگے جانے کی ان کو مجال نہیں ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں منتھیٰ اس کو اس لیے کہتے ہیں کہ اوپر سے جو احکام آتے ہیں وہ وہاں آکر ٹھہر جاتے ہیں اور نیچے سے جو کچھ جاتا ہے وہ بھی اسے سے آگے نہیں بڑھ سکتا ہے۔ (راز)

تحفۂ معراج

(٥٨٦٥) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: لَمَّا أُسْرِيَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ أُنْتُهِيَ بِهٖ إِلٰى سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى، وَهِيَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ، إِلَيْهَا يَنْتَهِيْ مَا يُعْرَجُ بِهٖ مِنَ الْأَرْضِ فَيُقْبَضُ مِنْهَا، وَإِلَيْهَا يَنْتَهِيْ مَا يُهْبَطُ بِهٖ مِنْ فَوْقِهَا فَيُقْبَضُ مِنْهَا، قَالَ: ﴿إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى﴾- قَالَ: فِرَاشٌ مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ: فَأُعْطِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثًا: أُعْطِيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ، وَأُعْطِيَ خَوَاتِيْمَ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ، وَغُفِرَ لِمَنْ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ مِنْ أُمَّتِهٖ شَيْئًا الْمُقْحِمَاتُ- رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(٥٨٦٥) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو معراج کے لیے راتوں رات لے جایا گیا تو آپ ﷺ کو سدرۃ المنتھٰی تک لے جایا گیا اور سدرۃ المنتھٰی چھٹے آسمان میں ہے جو چیز بھی زمین سے اوپر لے جائی جاتی ہے تو اسے وہاں روک لیا جاتا ہے اور جو کچھ اس کے اوپر سے نیچے اتارا جاتا ہے اسے بھی وہاں روک لیا جاتا ہے۔ پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی۔ ”جب سدرۃ المنتھٰی کو ڈھانپ لیا جس چیز سے ڈھانپ لیا“ اور کہا: اس سے مقصود سونے کے پتنگے ہیں۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ کو تین چیزیں عطا کی گئیں: (۱) آپ ﷺ کو پانچ نمازیں عطا کی گئیں (۲) سورۃ البقرہ کی آخری آیات عطا کی گئیں (۳) اور آپ ﷺ کی امت میں سے اس شخص کے کبیرہ گناہ معاف کیے گئے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔ (مسلم)

توضیح: سب نسخوں میں یوں ہی ہے کہ سدرۃ المنتھٰی چھٹے آسمان میں ہے لیکن بعض روایت میں ہے کہ سدرۃ المنتھٰی آسمان کے اوپر ہے۔ قاضی عیاض نے کہا یہی صحیح ہے۔ اور اکثر کا قول یہی ہے اگر تعارض بھی ہو تو ان دونوں میں طبق دینا بھی ممکن ہے اور بڑے بڑے کبیرہ گناہوں سے یہ مراد ہے کہ اس امت میں سے جو مرے اور وہ مشرک میں گرفتار نہ ہو تو وہ جہنم میں نہ رہے گا بلکہ کبھی نہ کبھی ضرور بخشا جائے گا اور یہ مراد نہیں ہے کہ اس کو عذاب نہ ہوگا کیونکہ اور نصوص شرعیہ اور اجماع امت سے یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ بعض موحدین کو جو گناہ گار ہوں گے۔ عذاب دیا جائے گا۔ اور احتمال ہے کہ یہاں بعض خاص لوگ مراد ہوں جن کے سب گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (نووی)

(٥٨٦٦) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ فِي الْحِجْرِ وَقُرَيْشٌ تَسْأَلُنِيْ عَنْ مَسْرَايَ، فَسَأَلَتْنِيْ عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لَمْ أُثْبِتْهَا، فَكُرِبْتُ كَرْبًا مَا كُرِبْتُ مِثْلَهٗ، فَرَفَعَهُ اللّٰهُ لِيْ أَنْظُرُ إِلَيْهِ، مَا يَسْأَلُوْنِّيْ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَنْبَأْتُهُمْ، وَقَدْ رَأَيْتُنِيْ فِيْ جَمَاعَةٍ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ، فَإِذَا مُوْسٰى قَائِمٌ يُصَلِّيْ- فَإِذَا رَجُلٌ ضَرْبٌ جَعْدٌ كَأَنَّهٗ مِنْ

(٥٨٦٦) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے آپ کو اس حال میں ”حجر“ یعنی حطیم میں دیکھا کہ قریش مجھ سے میرے مکہ سے بیت المقدس تک راتوں رات سفر کے بارے میں دریافت کر رہے تھے اور وہ مجھ سے بیت المقدس کی ان بہت سی چیزوں کی تفصیلات پوچھ رہے تھے جو مجھے یاد نہیں رہی تھیں چنانچہ میں بہت زیادہ غمگین ہوا کہ اس سے پہلے کبھی اتنا غمگین نہیں ہوا تھا تو اللہ نے بیت المقدس کو میرے سامنے کر دیا، میں اسے دیکھ رہا تھا وہ جس چیز کے بارے میں مجھ سے دریافت کرتے تو میں انہیں اس کے بارے میں بتا دیتا، نیز میں خود کو انبیاءؑ کی

٥٨٦٥۔ صحیح مسلم کتاب الاسراء (٢٧٩/ ١٧٣)

٥٨٦٦۔ صحیح مسلم کتاب الایمان (٢٨٧/ ١٧٢)

رِجَالِ شَنُوْئَةَ، وَاِذَا عِيْسٰى قَائِمٌ يُصَلِّيْ، اَقْرَبُ النَّاسِ بِهٖ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنَ مَسْعُوْدٍ الثَّقَفِيِّ، وَاِذَا اِبْرَاهِيْمُ قَائِمٌ يُصَلِّيْ، اَشْبَهُ النَّاسِ بِهٖ صَاحِبُكُمْ يَعْنِيْ نَفْسَهٗ. فَحَانَتِ الصَّلَاةُ فَاَمَمْتُهُمْ، فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنَ الصَّلَاةِ، قَالَ لِيْ قَائِلٌ: يَا مُحَمَّدُ! هٰذَا مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَالْتَفَتُّ اِلَيْهِ فَبَدَأَنِيْ بِالسَّلَامِ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

جماعت میں دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے تھے' وہ ہلکے پھلکے مضبوط جسم والے شخص تھے گویا کہ وہ شنوءہ قبیلہ کے آدمیوں میں سے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے تھے' ان سے سب سے زیادہ مشابہت رکھنے والے عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ ہیں اور ابراہیم علیہ السلام بھی کھڑے نماز ادا کر رہے تھے' ان سے سب سے مشابہت رکھنے والا تمہارا دوست ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ اپنے آپ کی طرف تھا۔ جب نماز کا وقت ہوا تو میں نے ان سب کی امامت کرائی جب میں نماز سے فارغ ہوا تو مجھے کسی کہنے والے نے کہا: اے محمد! یہ مالک داروغہ جہنم ہیں' ان کو سلام کیجئے! میں اس کی جانب متوجہ ہوا، لیکن اس نے مجھے سلام کہنے میں پہل کی۔ (مسلم)

توضیح: قاضی عیاض نے کہا کبھی نماز سے ذکر اور دعا مراد ہوتی ہے اگر کوئی کہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا، پھر بیت المقدس میں ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر آسمان میں ان سے ملے تو یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ قبر میں جو آپ نے دیکھا وہ معراج سے پہلے تھا اور بیت المقدس میں معراج کی رات ان کے ساتھ نماز پڑھی پھر موسیٰ علیہ السلام آپ سے پہلے آسمان پر چلے گئے یا یہ نماز آسمانوں سے لوٹنے کے بعد پڑھی۔ واللہ اعلم (نووی)

❀❀❀❀

وَهٰذَا الْبَابُ خَالٍ عَنِ الْفَصْلِ الثَّانِیْ
اور یہ باب دوسری فصل سے خالی ہے

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ......تیسری فصل

بیت المقدس کا نقشہ لوگوں کو بتانا

(٥٨٦٧) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: ((لَمَّا كَذَّبَنِیْ قُرَيْشٌ قُمْتُ فِی الْحِجْرِ فَجَلَّى اللّٰهُ لِیْ بَيْتَ الْمَقْدِسِ، فَطَفِقْتُ اُخْبِرُهُمْ عَنْ اٰيَاتِهٖ وَاَنَا اَنْظُرُهٗ اِلَيْهِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۸۶۷) جابر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب قریش نے مجھے جھٹلایا تو میں حجر، یعنی حطیم میں کھڑا تھا تو اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے لیے نمایاں کر دیا' چنانچہ میں اس کی طرف دیکھ دیکھ کر اس کی علامت ان لوگوں کو بتا تا رہا۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: معراج کی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم ام ہانی کے گھر میں تھے، مسجد سے حرم کی زمین مراد ہے۔ آپ کا معراج مکہ سے بیت المقدس تک تو قطعی ہے، جو قرآن پاک سے ثابت ہے اس کا منکر کافر ہے اور قرآن کا منکر کافر ہے۔ اور بیت المقدس سے آسمانوں تک صحیح حدیث سے ثابت ہے اس کا منکر گمراہ اور بدعتی ہے۔ حافظ نے کہا اکثر علماء سلف اور اہل حدیث کا یہ قول ہے کہ معراج جسم اور روح دونوں کے ساتھ بیداری میں ہوا اور یہی حق ہے۔ (راز)

❀❀❀❀

٥٨٦٧۔ صحيح بخاری (٣٨٨٦)، صحيح مسلم (١٧٠)

بَابٌ فِی الْمُعْجِزَاتِ

معجزات کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

غار ثور میں اللہ تعالیٰ کی مدد

(٥٨٦٨) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ اَبَابَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: نَظَرْتُ اِلٰى اَقْدَامِ الْمُشْرِكِيْنَ عَلٰى رُؤُوْسِنَا وَنَحْنُ فِي الْغَارِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم! لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ نَظَرَ اِلٰى قَدَمِهٖ اَبْصَرَنَا، فَقَالَ: ((يَا اَبَابَكْرٍ! مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا؟))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(٥٨٦٨) انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب ہم غار میں تھے تو میں نے مشرکوں کے پاؤں دیکھے گویا کہ وہ ہمارے سروں کے اوپر ہیں تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر ان میں سے کوئی شخص اپنے پاؤں کی جانب دیکھے گا تو ہمیں دیکھ لے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! ان دو انسانوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہے؟ (بخاری و مسلم)

توضیح: ساتھ ہونے سے مراد یہ ہے کہ درد اور حفاظت سے ساتھ ہے اور یہی مقصود ہے۔ ﴿ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون﴾ سے اور اس حدیث میں بیان ہے آپ کے توکل عظیم کا اور فضیلت ہے ابوبکر صفیق رضی اللہ عنہ کے لیے کہ انہوں نے ایسے وقت میں آپ کا ساتھ دیا اور گھر بار مال اسباب سب چھوڑ دیا خاک پڑے ان کے منہ پر جو ایسے جان نثار وفادار ساتھی کی نسبت برے الفاظ نکالتے ہیں۔ (نووی)

سفر ہجرت کے واقعات

(٥٨٦٩) وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، عَنْ اَبِيْهِ رضی اللہ عنہ، اَنَّهٗ قَالَ لِاَبِيْ بَكْرٍ: يَا اَبَا بَكْرٍ! حَدِّثْنِيْ كَيْفَ صَنَعْتُمَا حِيْنَ سَرَيْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم؟ قَالَ: اَسْرَيْنَا لَيْلَتَنَا وَمِنَ الْغَدِ، حَتّٰى قَامَ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ وَخَلَا الطَّرِيْقُ لَا يَمُرُّ فِيْهِ اَحَدٌ، فَرُفِعَتْ لَنَا صَخْرَةٌ طَوِيْلَةٌ، لَهَا ظِلٌّ لَمْ يَاْتِ عَلَيْهَا الشَّمْسُ، فَنَزَلْنَا عِنْدَهَا، وَسَوَّيْتُ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم مَكَانًا بِيَدَيَّ يَنَامُ عَلَيْهِ، وَبَسَطْتُ

(٥٨٦٩) براء بن عازب رضی اللہ عنہما اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: ابوبکر! مجھے بتائیں کہ جب آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر (ہجرت) شروع کیا تو آپ دونوں نے کیا کیا تھا؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم رات بھر اور اگلے دن دوپہر تک چلتے رہے، راستہ خالی تھا، کوئی شخص وہاں سے گزرتا تھا۔ ہمیں ایک لمبی چٹان دکھائی دی، اس کا سایہ تھا اس پر سورج نہیں آیا تھا، ہم اس پتھر کے پاس اترے اور میں نے اپنے ہاتھوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جگہ ہموار کی کہ جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم آرام کر سکیں اور میں نے وہاں پوستین (چمڑا) بچھایا اور میں نے عرض کیا:

٥٨٦٨۔ صحيح بخاری (٣٦٥٣)، صحيح مسلم كتاب الفضائل (١/ ٢٣٨١)

٥٨٦٩۔ صحيح بخاری كتاب علامات النبوة (٣٦١٥)، صحيح مسلم (٧٥/ ٢٠٠٩)

عَلَيْهِ فَرْوَةً، وَقُلْتُ: نَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَاَنَا اَنْفُضُ مَا حَوْلَكَ، فَنَامَ وَخَرَجْتُ اَنْفُضُ مَا حَوْلَهٗ، فَاِذَا اَنَا بِرَاعٍ مُقْبِلٍ، قُلْتُ: اَفِيْ غَنَمِكَ لَبَنٌ؟ قَالَ: نَعَمْ قُلْتُ: اَفَتَحْلِبُ؟ قَالَ: نَعَمْ۔ فَاَخَذَ شَاةً فَحَلَبَ فِيْ قَعْبٍ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ، وَمَعِيَ اِدَاوَةٌ حَمَلْتُهَا لِلنَّبِيِّ ﷺ يَرْتَوِيْ فِيْهَا، يَشْرَبُ وَيَتَوَضَّأُ، فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَكَرِهْتُ اَنْ اُوْقِظَهٗ، فَوَافَقْتُهٗ حَتَّى اسْتَيْقَظَ، فَصَبَبْتُ مِنَ الْمَاءِ عَلَى اللَّبَنِ حَتَّى بَرَدَ اَسْفَلُهٗ، فَقُلْتُ: اِشْرَبْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَشَرِبَ حَتّٰى رَضِيْتُ، ثُمَّ قَالَ: ((اَلَمْ يَاْنِ لِلرَّحِيْلِ؟)) قُلْتُ: بَلٰى قَالَ: فَارْتَحَلْنَا بَعْدَمَا مَالَتِ الشَّمْسُ، وَاتَّبَعَنَا سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ، فَقُلْتُ: اُتِيْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا)) فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ، فَارْتَطَمَتْ بِهٖ فَرَسُهٗ اِلٰى بَطْنِهَا فِيْ جَلَدٍ مِنَ الْاَرْضِ۔ فَقَالَ: اِنِّيْ اَرَاكُمَا دَعَوْتُمَا عَلَيَّ، فَادْعُوَا لِيْ، فَاللّٰهُ لَكُمَا اَنْ اَرُدَّ عَنْكُمَا الطَّلَبَ، فَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَنَجَا، فَجَعَلَ لَا يَلْقٰى اَحَدًا اِلَّا قَالَ: كَفَيْتُمْ، مَاهٰهُنَا، فَلَا يَلْقٰى اَحَدًا اِلَّا رَدَّهٗ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اے اللہ کے رسول! سو جائیے، میں آپ ﷺ کے ارد گرد کا جائزہ لیتا ہوں۔ چنانچہ آپ ﷺ سو گئے اور میں نکلا تا کہ ماحول کا جائزہ لوں۔ اچانک میں ایک چرواہے سے ملا جو سامنے سے آ رہا تھا۔ میں نے کہا: کیا تمہاری بکریوں میں دودھ ہے؟ اس نے کہا: ہاں ہے۔ میں نے کہا: کیا تم دودھ دو ہو گے؟ اس نے کہا: ہاں پھر اس نے ایک بکری کو پکڑا اور لکڑی کے پیالے میں کچھ دودھ دوہا۔ میرے پاس ایک برتن تھا جیسے میں نے نبی کریم ﷺ کے لیے خاص طور پر رکھا ہوا تھا تا کہ آپ ﷺ اس سے پانی پی سکیں اور وضو کر سکیں، پھر میں نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور میں نے مناسب نہ سمجھا کہ آپ ﷺ کو بیدار کروں، میں نے آپ ﷺ کو آرام فرمانے دیا حتیٰ کہ آپ ﷺ خود بیدار ہوئے تب میں نے دودھ میں پانی ملایا یہاں تک کہ وہ نیچے تک کافی ٹھنڈا ہو گیا، پھر میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! دودھ نوش فرمائیں، آپ ﷺ نے نوش فرمایا اور میں خوش ہو گیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا کوچ کا وقت نہیں ہوا؟ میں نے کہا: ضرور! کیوں نہیں۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم سورج ڈھلنے کے بعد روانہ ہوئے اور سراقہ بن مالک نے ہمارا پیچھا کیا تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! دشمن ہم تک آ پہنچا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غم نہ کرو اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ نبی محترم ﷺ نے اس کو بد دعا دی تو اس کا گھوڑا سراقہ سمیت پیٹ تک سخت زمین میں دھنس گیا۔ وہ کہنے لگا: میرا خیال ہے کہ آپ لوگوں نے مجھے بد دعا دی ہے۔ آپ میرے لیے دعا فرمائیں۔ میں تمہیں اللہ کی ضمانت دیتا ہوں کہ میں آپ کی تلاش میں آنے والوں کو واپس پھیر دوں گا، پھر آپ ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمائی تو اس کی نجات ملی۔ چنانچہ جس کسی سے اس کی ملاقات ہوتی تو وہ کہتا: بے فکر ہو جاؤ، اس طرف کوئی نہیں آیا۔ وہ جس کسی کو ملتا سے واپس لوٹائے بغیر نہ رہتا۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: آپ نے اس لڑکے کے ہاتھ سے دودھ پیا حالانکہ وہ اس دودھ کا مالک نہ تھا۔ اس کی چار توجیہیں کی ہیں ایک یہ کہ مالک کی طرف سے مسافروں اور مہمانوں کو پلانے کی اجازت تھی دوسرے یہ کہ وہ جانور کسی دوست کے ہوں گے جس کے مال میں تصرف کر سکتے ہوں گے۔ تیسرے یہ وہ حربی کا مال تھا جس کو امان نہیں ملی اور ایسا مال لینا جائز ہے۔ چوتھے یہ کہ وہ مضطر تھے۔ اول کی دو توجیہیں عمدہ ہیں۔ (نووی)

حضرت عبداللہ بن سلام کا قبولِ اسلام اور یہود کی چال بازی

(۵۸۷۰) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ بِمَقْدَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِيْ اَرْضٍ يَخْتَرِفُ، فَاَتَى النَّبِيَّ فَقَالَ: اِنِّيْ سَائِلُكَ عَنْ ثَلَاثٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ اِلَّا نَبِيٌّ: فَمَا اَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ، وَمَا اَوَّلُ طُعَامِ اَهْلِ الْجَنَّةِ؟ وَمَا يُنْزِعُ الْوَلَدُ، اِلَى اَبِيْهِ اَوْ اِلَى اُمِّهِ۔ قَالَ: ((اَخْبَرَنِيْ بِهِنَّ جِبْرَئِيْلُ اٰنِفًا؛ اَمَّا اَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ اِلَى الْمَغْرِبِ، وَاَمَّا اَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ اَهْلُ الْجَنَّةِ فَزِيَادَةُ كَبِدِ حَوْتٍ وَاِذَا سَبَقَ مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَ الْمَرْأَةِ نَزَعَتْ))۔ قَالَ: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ الْيَهُوْدَ قَوْمٌ بُهُتٌ، وَاِنَّهُمْ اِنْ يَعْلَمُوْا بِاِسْلَامِيْ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَسْأَلَهُمْ يَبْهَتُوْنِيْ فَجَائَتِ الْيَهُوْدُ فَقَالَ: ((اَيُّ رَجُلٍ عَبْدُاللّٰهِ فِيْكُمْ؟)) قَالُوْا خَيْرُنَا وَابْنُ خَيْرِنَا، وَسَيِّدُنَا وَابْنُ سَيِّدِنَا فَقَالَ: ((اَرَاَيْتُمْ اِنْ اَسْلَمَ عَبْدُاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ؟)) قَالُوْا: اَعَاذَهُ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ۔ فَخَرَجَ عَبْدُاللّٰهِ فَقَالَ: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا: شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا، فَانْتَقَصُوْهُ، قَالَ: هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُ اَخَافُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۵۸۷۰) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کے متعلق سنا، وہ اس وقت کھیتی باڑی کر رہے تھے، چنانچہ وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا: میں آپ ﷺ سے تین ایسی باتوں کے بارے میں سوال کرتا ہوں کہ جن کو نبی کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا: قیامت کی پہلی نشانی کیا ہوگی؟ جنت والوں کا سب سے پہلا کھانا کیا ہوگا؟ بچے کی اپنے باپ یا ماں کے ساتھ مشابہت کس وجہ سے ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی ابھی جبرئیل علیہ السلام نے مجھے ان باتوں کے بارے میں خبر دی ہے کہ قیامت کی پہلی نشانی آگ ہوگی جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف اکٹھا کر دے گی، اہل جنت کا پہلا کھانا جسے وہ کھائیں گے مچھلی کے جگر کا ٹکڑا ہوگا اور جب آدمی کا نطفہ عورت کے نطفہ پر سبقت لے جاتا ہے تو بچہ والد کے مشابہ ہوتا ہے۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اے اللہ کے رسول! بلاشبہ قوم یہود بہتان طراز ہیں۔ اگر ان کو میرے اسلام کے بارے میں معلوم ہو گیا قبل اس کے کہ آپ ﷺ ان سے میرے متعلق پوچھیں تو وہ مجھ پر الزام لگائیں گے، چنانچہ یہودی آئے تو آپ ﷺ نے کہا: تم میں عبداللہ بن سلام کیا شخص ہے؟ انہوں نے کہا: وہ ہم سب سے بہتر ہیں اور بہترین شخص کے بیٹے ہیں، ہمارے سردار ہیں اور ہمارے سردار کے بیٹے ہیں، پھر آپ نے فرمایا: اگر عبداللہ بن سلام اسلام قبول کر لے تو تمہاری کیا رائے ہے؟ وہ کہنے لگے: اس بات سے اللہ تعالیٰ اس کو اپنی پناہ میں رکھے، چنانچہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ باہر آئے اور انہوں نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ کے رسول ہیں تو یہود کہنے لگے: یہ ہم میں سے بدترین اور بدترین باپ کا بیٹا ہے۔ انہوں نے انہیں معیوب قرار دیا۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہی وہ بات تھی جس کا مجھے خوف تھا۔ (بخاری)

توضیح: امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ یہ آگ ہمارے زمانے ۶۵۴ھ میں مدینہ میں ظاہر ہوئی اور آگ اس قدر بڑی تھی کہ مدینہ کے مشرقی پہلو سے لے کر پہاڑی تک پھیلی ہوئی تھی۔

علامہ ذہبی نے بھی اس آگ کا ذکر کیا ہے۔ حافظ سیوطی لکھتے ہیں کہ بہت سے لوگوں سے جو بصریٰ میں اس وقت موجود تھے۔ یہ

۵۸۷۰۔ صحیح بخاری کتاب التفسیر (۴۴۸۰)

شہادت منقول ہے کہ انہوں نے رات کو اسی کی روشنی میں بصریٰ کے اونٹوں کی گردنیں دیکھیں۔ (راز)

میدانِ بدر میں مشرکین مکہ کے قتل ہونے کے مقامات کی نشان دہی

(۵۸۷۱) وَعَنْهُ، قَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ شَاوَرَ حِيْنَ بَلَغَنَا اِقْبَالُ اَبِیْ سُفْيَانَ، وَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَالَّذِیْ نَفْسِیْ، بِيَدِهٖ لَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نُخِيْضَهَا الْبَحْرَ لَاَخَضْنَاهَا، وَلَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نَضْرِبَ اَكْبَادَهَا اِلٰی بَرْكِ الْغِمَادِ لَفَعَلْنَا۔ قَالَ: فَنَدَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ النَّاسَ فَانْطَلَقُوْا حَتّٰی نَزَلُوْا بَدْرًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: ﴿هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ﴾ وَيَضَعُ يَدَهٗ عَلَی الْاَرْضِ هٰهُنَا وَهٰهُنَا قَالَ: فَمَا مَاتَ اَحَدُهُمْ عَنْ مَوْضِعِ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۸۷۱) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت مشورہ کیا جب ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے آنے کی خبر ملی تو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اپنی سواریوں کو سمندر میں ڈالنے کا حکم دیں گے تو ہم ان کو سمندر میں بھی داخل کر دیں گے اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم دیں گے کہ اپنی سواریوں کو ہانکتے ہوئے برک الغماد تک لے جائیں، تو ہم یہ بھی کر گزریں گے۔ انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بلایا تو وہ روانہ ہوئے حتیٰ کہ بدر میں اترے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ فلاں فلاں کی ہلاکت کی جگہ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے کہا کہ یہاں اور اشارہ کیا۔ انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کوئی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رکھے ہوئے ہاتھ کی جگہ سے ادھر ادھر نہیں مرا۔ (مسلم)

میدانِ بدر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا

(۵۸۷۲) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ وَهُوَ فِیْ قُبَّةٍ يَوْمَ بَدْرٍ: ((اَللّٰهُمَّ اَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ، اَللّٰهُمَّ اِنْ تَشَأْ لَا تُعْبَدُ بَعْدَ الْيَوْمِ)) فَاَخَذَ اَبُوْبَكْرٍ بِيَدِهٖ فَقَالَ: حَسْبُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلْحَحْتَ عَلٰی رَبِّكَ، فَخَرَجَ وَهُوَ يَثِبُ فِی الدِّرْعِ وَهُوَ يَقُوْلُ: ﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ﴾۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

(۵۸۷۲) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے دن ایک خیمے میں تھے اور فرمایا: اے اللہ! میں تجھے تیرے عہد اور تیرے وعدے کا وسیلہ بناتا ہوں۔ اے اللہ! کیا تو چاہتا ہے کہ آج کے بعد تیری عبادت نہ کی جائے۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو تھاما اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بس کیجئے' یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کافی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے دعا کرنے میں بہت مبالغہ کیا ہے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم زرہ پہنے ہوئے باہر نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: ''عنقریب کفار کے گروہ کو شکست کا سامنا ہوگا اور وہ پیٹھ پھیر جائیں گے۔'' (بخاری)

توضیح: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے وعدہ پر کامل بھروسا تھا۔ مگر مسلمانوں کی بے سروسامانی اور قلت اور کافروں کی کثرت کو دیکھ کر بہ مقتضائے بشریت آپ نے فرمایا: ((لم تعبد بعد الیوم .)) کا مطلب یہ کہ دنیا میں آج تیرے خالص پوجنے والے یہی تین سو تیرہ آدمی ہیں۔ اگر تو ان کو بھی ہلاک کرلے گا تو تیری مرضی۔ چونکہ میرے بعد پھر کوئی پیغمبر آنے والا نہیں تو قیامت تک شرک ہی شرک رہے گا اور مجھے کوئی نہ پوجے گا اللہ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کو قبول فرمایا اور بدر میں کافروں کو شکست دی حدیث ہذا سے میدان جنگ

۵۸۷۱۔ صحیح مسلم کتاب المغازی (۸۳/ ۱۷۷۹)

۵۸۷۲۔ صحیح بخاری (۴۸۷۵)

میں زرہ پہننا ثابت ہوا۔ (راز)

فرشتوں کی مدد

(۵۸۷۳) وَعَنْهُ ؓ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ یَوْمَ بَدْرٍ: ((هٰذَا جِبْرَئِیْلُ آخِذٌ بِرَأْسِ فَرَسِهٖ، عَلَیْهِ اَدَاةُ الْحَرْبِ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

(۵۸۷۳) ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے جنگ بدر کے دن فرمایا: یہ جبرئیل ؑ ہیں انہوں نے اپنے گھوڑے کے سر کو پکڑا ہوا ہے، گھوڑے کے اوپر لڑائی کا ساز وسامان ہے۔ (بخاری)

توضیح: امام بیہقی نے بیان کیا گیا کہ بدر کے دن ایک سخت آندھی چلی، پھر دوسری مرتبہ ایک سخت آندھی چلی۔ پہلی آندھی سیدنا جبرئیل ؑ کی آمد تھی۔ دوسری سیدنا میکائیل کی آمد پر تھی۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کا ایک ہی فرشتہ دنیا کے سارے کافروں کو مارنے کے لیے کافی تھا مگر پروردگار کو یہ منظور ہوا کہ فرشتوں کو بطور سپاہیوں کے بھیجے اور ان سے عادت اور قوت بشری کے مطابق کام لے (راز)

(۵۸۷٤) وَعَنْهُ ؓ قَالَ: بَیْنَمَا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ یَوْمَئِذٍ یَشْتَدُّ فِیْ اِثْرِ رَجُلٍ ((الْمُشْرِکِیْنَ اَمَامَهٗ، اِذْ سَمِعَ ضَرْبَةً بِالسَّوْطِ فَوْقَهٗ، وَصَوْتُ الْفَارِسِ یَقُوْلُ: اَقْدِمْ حَیْزُوْمُ۔ اِذْ نَظَرَ اِلَی الْمُشْرِكِ اَمَامَهٗ خَرَّ مُسْتَلْقِیًا، فَنَظَرَ اِلَیْهِ فَاِذَا هُوَ قَدْ خُطِمَ اَنْفُهٗ وَجْهُهٗ کَضَرْبَةِ السَّوْطِ، فَاخْضَرَّ ذٰلِكَ اَجْمَعُ، فَجَاءَ الْاَنْصَارِیُّ فَحَدَّثَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((صَدَقْتَ، ذٰلِكَ مِنْ مَدَدِ السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ)) فَقَتَلُوْا یَوْمَئِذٍ سَبْعِیْنَ وَاَسَرُوْا سَبْعِیْنَ۔ مُسْلِمٌ۔

(۵۸۷٤) ابن عباس ؓ ہی بیان کرتے ہیں کہ بدر کے دن ایک مسلمان مشرکین میں سے ایک آدمی کا تعاقب کر رہا تھا۔ اتنے میں اس نے اپنے آگے کوڑے کی ضرب کی آواز سنی اور گھوڑے پر سوار شخص کہہ رہا تھا: اے حیزوم! آگے بڑھو، پھر اس نے دیکھا تو مشرک اس کے سامنے گرا پڑا ہے، دیکھا تو اس کی ناک زخمی تھی اور اس کا چہرہ پھٹا ہوا تھا گویا کہ کوڑے کی ضرب لگی ہو اور چوٹ والی جگہ مکمل طور پر سبز ہوگئی۔ انصاری آیا اس نے یہ قصہ رسول اللہ ﷺ کو سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو سچ کہتا ہے، یہ تیسرے آسمان سے مدد تھی۔ چنانچہ اس روز مسلمانوں نے ستر مشرکین کو قتل کیا اور ستر ہی قید بنائے۔ (مسلم)

توضیح: بدر کی لڑائی سے پہلی لڑائی ہے جو مسلمانوں نے کی اور بدر ایک پانی کا نام ہے اور ایک گاؤں ہے چار منزل پر مدینہ سے۔ ابن قتیبہ ؓ نے کہا بدر کنواں تھا۔ کسی کا اور اس کے مالک کا نام بدر تھا پھر وہ کنویں کا نام ہوگیا۔ ابویقظان نے کہا وہ بنی غفار میں سے کسی شخص کا نام تھا اور بدر کی لڑائی جمعہ کے دن سترہویں رمضان المبارک کو ہوئی ۲ھ مقدس میں اور حافظ ابن القاسم نے استاد سے تاریخ دمشق میں روایت کیا کہ وہ پیر کے دن ہوئی، لیکن اس کی اسناد میں کئی شخص ضعیف ہیں۔ حافظ نے کہا کہ محفوظ ہی ہے کہ یہ لڑائی جمعہ کے دن ہوئی اور صحیح بخاری میں عبداللہ بن مسعود ؓ سے مروی ہے کہ بدر کا دن گرمیوں کا دن تھا۔ (نووی)

(۵۸۷۵) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ ؓ، قَالَ: رَاَیْتُ عَنْ یَمِیْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعَنْ شِمَالِهٖ یَوْمَ اُحُدٍ رَجُلَیْنِ، عَلَیْهِمَا ثِیَابٌ

(۵۸۷۵) سعد بن ابی وقاص ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے احد کے دن نبی ﷺ کے دائیں اور بائیں جانب دو شخص دیکھے، ان دونوں نے سفید لباس پہنا ہوا تھا وہ دونوں زبردست لڑائی کر رہے تھے۔ میں نے ان دونوں

۵۸۷۳۔ صحیح بخاری کتاب المغازی (۳۹۹۵)

۵۸۷٤۔ صحیح مسلم کتاب المغازی (۵۸/ ۱۷۶۳)

۵۸۷۵۔ صحیح بخاری کتاب المغازی (٤۰۵٤)، صحیح مسلم کتاب الفضائل (٤٦/ ۲۳۰٦)

بَيْضٌ، يُقَاتِلَانِ كَأَشَدِّ الْقِتَالِ، مَا رَأَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ- يَعْنِيْ جِبْرَئِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ- مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

کو نہ کبھی پہلے اور نہ کبھی بعد میں دیکھا اور وہ جبرئیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام فرشتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

پنڈلی کا درد کافور ہو گیا

(٥٨٧٦) وَعَنِ الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم رَهْطًا اِلٰى اَبِيْ رَافِعٍ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ عَبْدُاللّٰهِ بْنِ عَتِيْكٍ بَيْتَهٗ لَيْلًا وَهُوَ نَائِمٌ فَقَتَلَهٗ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَتِيْكٍ: فَوَضَعْتُ السَّيْفَ فِيْ بَطْنِهٖ، حَتّٰى اَخَذَ فِيْ ظَهْرِهٖ، فَعَرَفْتُ اَنِّيْ قَتَلْتُهٗ، فَجَعَلْتُ اَفْتَحُ الْاَوْاَبَ، حَتّٰى انْتَهَيْتُ اِلٰى دَرَجَةٍ، فَوَضَعْتُ رِجْلِيْ فَوَقَعَتْ فِيْ لَيْلَةٍ مُقْمِرَةٍ، فَانْكَسَرَتْ سَاقِيْ، فَعَصَبْتُهَا بِعِمَامَةٍ، فَانْطَلَقْتُ اِلٰى اَصْحَابِيْ، فَانْتَهَيْتُ اِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَحَدَّثْتُهٗ، فَقَالَ: ((اُبْسُطْ رِجْلَكَ)). فَبَسَطْتُ رِجْلِيْ فَمَسَحَهَا، فَكَاَنَّمَا لَمْ اَشْتَكِهَا قَطُّ- رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۵۸۷۶) براء بن عازب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو رافع یہودی کو قتل کرنے کے لیے چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھیجا' چنانچہ عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ رات کے وقت اس کے گھر میں داخل ہوئے جبکہ ابورافع سویا ہوا تھا۔ عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا۔ عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس کے پیٹ میں تلوار گھونپ دی یہاں تک کہ اس کی کمر کے پار ہو گئی' مجھے یقین ہو گیا کہ میں نے اسے قتل کر دیا ہے' پھر میں نے دروازے کھولنے شروع کیے یہاں تک کہ میں سیڑھی کے قریب پہنچ گیا' وہ چاندنی رات میں اپنا پاؤں آگے رکھا تو نیچے گر پڑا۔ اس سے میری پنڈلی کی ہڈی کی ٹوٹ گئی' میں نے اس کو اپنی پگڑی کے ساتھ اچھی طرح باندھ لیا اور اپنے ساتھیوں کی جانب چلا۔ واپس نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام ماجرا کہہ سنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنا پاؤں پھیلاؤ' میں نے اپنا پاؤں پھیلایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ہاتھ پھیرا یوں محسوس ہوا کہ جیسے میری پنڈلی میں کبھی تکلیف ہوئی ہی نہ تھی۔ (بخاری)

جابر رضی اللہ عنہ کے کھانے میں برکت

(٥٨٧٧) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: اِنَّا يَوْمَ الْخَنْدَقِ نَحْفِرُ، فَعَرَضَتْ كُدْيَةٌ شَدِيْدَةٌ، فَجَاؤُا النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالُوْا: هٰذِهٖ كُدْيَةٌ عَرَضَتْ فِي الْخَنْدَقِ فَقَالَ: ((اَنَا نَازِلٌ)). ثُمَّ قَامَ وَبَطْنُهٗ مَعْصُوْبٌ بِحَجَرٍ- وَلَبِثْنَا ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ لَا نَذُوْقُ ذَوْقًا، فَاَخَذَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم الْمِعْوَلَ، فَضَرَبَ فَعَادَ كَثِيْبًا اَهْيَلَ، فَانْكَفَاْتُ اِلَى امْرَاَتِيْ فَقُلْتُ: هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ؟ فَاِنِّيْ رَاَيْتُ بِالنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم خَمَصًا- شَدِيْدًا، فَاَخْرَجَتْ جِرَابًا فِيْهِ صَاعٌ مِنْ شَعِيْرٍ، وَلَنَا بُهَيْمَةٌ دَاجِنٌ فَذَبَحْتُهَا، وَطَحَنَتْ

(۵۸۷۷) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم جنگ خندق کے موقع پر کھدائی کر رہے تھے تو ایک سخت چٹان آ گئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا: خندق کے درمیان ایک سخت چٹان آ گئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اترتا ہوں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ مبارک پر ایک پتھر بندھا ہوا تھا ہم نے تین روز سے کچھ کھایا پیا نہ تھا۔ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے کدال پکڑی اور اسے مارا تو وہ مضبوط چٹان بھربھری پھسلنے والی ریت کی مانند ہو گئی۔ جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی بیوی کے پاس آیا اور میں نے کہا: کیا تیرے پاس کچھ ہے؟ کیونکہ میں نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شدید بھوک میں مبتلا ہیں۔ اس نے ایک تھیلا نکالا جس میں ایک صاع جو تھے اور ہمارے پاس ایک

٥٨٧٦- صحيح بخاری كتاب المغازی (٤٠٣٨، ٤٠٣٩، ٤٠٤٠)

٥٨٧٧- صحيح بخاری كتاب المغازی (٤١٠١)، (٤١٠٢)، صحيح مسلم كتاب المغازی (١٤١/ ٢٠٣٩)

الشَّعِيْرِ، حَتّٰى جَعَلْنَا اللَّهُمَّ فِي الْبُرْمَةِ، ثُمَّ جِئْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَسَارَرْتُهُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَبَحْنَابَهِيْمَةً لَنَا، وَطَحَنْتُ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ، فَتَعَالَ اَنْتَ وَنَفَرٌ مَعَكَ؛ فَصَاحَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا اَهْلَ الْخَنْدَقِ! اِنَّ جَابِرًا صَنَعَ سُوْرًا فَحَيَّ هَلًا بِكُمْ)) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُنْزِلُنَّ بُرْمَتَكُمْ وَلَا تَخْبِزُنَّ عَجِيْنَكُمْ حَتّٰى اَجِيْءَ)). وَجَاءَ، فَاَخْرَجْتُ لَهُ عَجِيْنًا. فَبَصَقَ فِيْهِ وَبَارَكَ، ثُمَّ عَمَدَ اِلَى بُرْمَتِنَا فَبَصَقَ وَبَارَكَ، ثُمَّ قَالَ: ((اُدْعِيْ خَابِزَةً فَلْتَخْبِزْ مَعَكِ، وَاقْدَحِيْ مِنْ بُرْمَتِكُمْ، وَلَا تُنْزِلُوْهَا.)) وَهُوَ اَلْفٌ، فَاَقْسَمَ بِاللّٰهِ لَاَكَلُوْا حَتّٰى تَرَكُوْهُ وَانْحَرَفُوْا، وَاِنَّ بُرْمَتَنَا لَتَغِطُّ كَمَا هِيَ، وَاِنَّ عَجِيْنَنَا لَيُخْبَزُ كَمَا هُوَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

چھوٹا سا فربہ مینڈھا بھی تھا میں نے اسے ذبح کیا اور میری بیوی نے جو پیسے اور ہم نے گوشت کو پتھر کی ہنڈیا میں ڈالا' اس کے بعد میں نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور میں نے آپ ﷺ سے سرگوشی کی' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے اپنا چھوٹا سا دنبہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع جو پیسے ہیں' اس لیے آپ ﷺ اپنے چندر رفقاء کے ساتھ تشریف لائیں۔ نبی اکرم ﷺ نے بلند آواز سے فرمایا: اے اہل خندق! بلاشبہ جابر رضی اللہ عنہ نے ضیافت کا اہتمام کیا ہے' فوراً آجاؤ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تک میں نہ آجاؤں ہنڈیا کو نہ اتارنا اور نہ آٹے کی روٹیاں پکھانا۔ آپ ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں آٹا پیش کر دیا آپ ﷺ نے اس میں لعاب ڈالا اور برکت کی دعا کی' بعدازاں آپ ﷺ نے فرمایا: روٹی پکانے والی کو بلاؤ کہ وہ تمہارے ساتھ روٹیاں پکائے اور ہنڈیا سے سالن نکالتے رہو ہنڈیا کو مت اتارنا۔ اور وہ ایک ہزار افراد تھے' میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ سب نے سیر ہو کر کھانا کھایا یہاں تک کہ کھانا بچ گیا اور وہ سب سیر ہو کر پلٹ گئے او ہماری ہنڈیا جوں کی توں بھری ہوئی اور ہمارا پکایا جانے والا آٹا حسب سابق تھا۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: روایت میں غزوۂ خندق میں خندق کھودنے کا ذکر ہے مگر اور بھی بہت سے امور بیان میں آ گئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا شدت بھوک سے پیٹ پر پتھر باندھنے کا بھی صاف لفظوں میں ذکر ہے۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ وہی ہیں جو اپنے والد کی شہادت کے بعد قرض خواہوں کے قرض چکانے کے لیے رسول اللہ ﷺ سے دعاؤں کے طالب ہوئے تھے۔ (راز)

حضرت عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا

(٥٨٧٨) وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِعَمَّارٍ حِيْنَ يَحْفِرُ الْخَنْدَقَ فَجَعَلَ يَمْسَحُ رَأْسَهُ وَيَقُوْلُ: ((بُؤْسَ ابْنِ سُمَيَّةَ! تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(٥٨٧٨) ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے عمار رضی اللہ عنہ سے کہا جبکہ وہ خندق کھود رہے تھے آپ ﷺ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمانے لگے: اے ابن سمیہ! تجھے تکالیف آئیں گی اور تجھے باغیوں کی جماعت قتل کرے گی۔ (مسلم)

(٥٨٧٩) وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ حِيْنَ اُجْلِيَ الْاَحْزَابُ عَنْهُ ((اَلْاٰنَ نَغْزُوْهُمْ وَلَا يَغْزُوْنَا، نَحْنُ نَسِيْرُ اِلَيْهِمْ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(٥٨٧٩) سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی رحمت ﷺ نے کفار کی فوجوں کو مدینہ سے منتشر ہونے پر فرمایا: ہم ان پر پیش قدمی کریں گے' وہ ہم پر چڑھائی نہ کر سکیں گے بلکہ ہم ان کی طرف بڑھیں گے۔ (بخاری)

٥٨٧٨۔ صحيح مسلم كتاب الفتن (٢٩١٥)

٥٨٧٩۔ صحيح بخارى كتاب المغازى (٤١٠٩، ٤١١٠)

توضیح: صحیح بخاری میں سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے صرف ایک یہی حدیث مروی ہے۔ یہ ان لوگوں میں سب سے زیادہ بوڑھے تھے جو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے کوفہ سے نکلے تھے۔ مگر عین الوردہ کے مقام پر یہ اپنے ساتھیوں سمیت مارے گئے یہ ۶۵ ھ کا واقعہ ہے۔ (راز)

(۵۸۸۰) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: لَمَّا رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنَ الْخَنْدَقِ وَوَضَعَ السِّلَاحَ وَاغْتَسَلَ اَتَاهُ جِبْرَئِيْلُ وَهُوَ يَنْفُضُ رَأْسَهٗ مِنَ الْغُبَارِ، فَقَالَ: ((قَدْ وَضَعْتَ السِّلَاحَ؟ وَاللّٰهِ مَا وَضَعْتُهٗ، اُخْرُجْ اِلَيْهِمْ))۔ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: ((فَاَيْنَ)) فَاَشَارَ اِلٰى بَنِيْ قُرَيْظَةَ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِلَيْهِمْ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۸۸۰) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب خندق سے واپس لوٹے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہتھیار اتارے اور غسل فرمایا تو جبرئیل علیہ السلام اپنے سر سے گرد و غبار جھاڑتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہتھیار اتار دیئے ہیں؟ اللہ کی قسم! میں نے ہتھیار نہیں اتار رہے بلکہ میں ان کی طرف جا رہا ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کن کی طرف؟ انہوں نے بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کی طرف نکل گئے۔ (بخاری و مسلم)

(۵۸۸۱) وَعَنْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ قَالَ اَنَسٌ رضی اللہ عنہ: كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَى الْغُبَارِ سَاطِعًا فِيْ زُقَاقِ بَنِيْ غَنْمٍ مَوْكِبَ جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِيْنَ سَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِلٰى بَنِيْ قُرَيْظَةَ.

(۵۸۸۱) اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: گویا کہ میں غبار دیکھ رہا ہوں جو بنو غنم کی گلیوں میں بلند تھی، وہ غبار جبرائیل علیہ السلام کے دستے کی تھی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو قریظہ کی جانب روانہ ہوئے۔

جب انگلیاں چشمہ بن گئیں

(۵۸۸۲) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا، ثُمَّ اَقْبَلَ النَّاسُ نَحْوَهٗ، قَالُوْا: لَيْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّأُ بِهٖ وَنَشْرَبُ اِلَّا مَا فِيْ رَكْوَتِكَ، فَوَضَعَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَدَهٗ فِي الرَّكْوَةِ، فَجَعَلَ الْمَاءُ يَفُوْرُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهٖ كَاَمْثَالِ الْعُيُوْنِ، قَالَ: فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا۔ قِيْلَ لِجَابِرٍ: كَمْ كُنْتُمْ؟ قَالَ: لَوْ كُنَّا مِائَةَ اَلْفٍ لَكَفَانَا، كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۸۸۲) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے روز لوگوں نے شدت کی پیاس محسوس کی اور رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک وضو کا برتن تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے وضو فرمایا: اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے: ہمارے پاس آپ کے اس برتن میں موجود پانی کے سوا کوئی پانی نہیں ہے کہ ہم اس کے ساتھ وضو کر سکیں اور پی سکیں۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ برتن میں رکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے پانی چشمے کی مانند جوش مارنے لگا۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے پانی پیا اور اس سے وضو کیا۔ جابر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: آپ کتنے لوگ تھے؟ انہوں نے کہا: ہم پندرہ سو تھے اگر ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی ہمیں کفایت کرتا۔ (بخاری و مسلم)

۵۸۸۰۔ صحیح بخاری کتاب المغازی (۴۱۱۷)، صحیح مسلم کتاب الجهاد (۶۵/ ۱۷۶۹)
۵۸۸۱۔ صحیح بخاری کتاب المغازی (۴۱۱۸)
۵۸۸۲۔ صحیح بخاری کتاب المغازی (۴۱۵۲)، صحیح مسلم کتاب المغازی (۷۳/ ۱۸۵۶)

لعاب نبوی کی برکات

(٥٨٨٣) وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ،۔ وَالْحُدَيْبِيَةِ بِئْرٌ۔ فَنَزَحْنَاهَا، فَلَمْ نَتْرُكْ فِيْهَا قَطْرَةً، فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ، فَاَتَاهَا، فَجَلَسَ عَلٰى شَفِيْرِهَا، ثُمَّ دَعَا بِاِنَاءٍ مِّنْ مَّاءٍ، فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ مَضْمَضَ، وَدَعَا ثُمَّ صَبَّهٗ فِيْهَا، ثُمَّ قَالَ: ((دَعُوْهَا سَاعَةً)) فَاَرْوَوْا اَنْفُسَهُمْ وَرِكَابَهُمْ حَتّٰى ارْتَحَلُوْا۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۵۸۸۳) براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حدیبیہ کے دن نبی اکرم ﷺ کی معیت میں چودہ سو آدمی تھے اور ہم حدیبیہ کے کنویں سے پانی نکالتے رہے اور ہم نے اس میں ایک قطرہ بھی نہ چھوڑا۔ نبی مکرم ﷺ کو خبر ملی تو آپ ﷺ کنویں کے قریب آئے اور اس کی منڈیر پر تشریف فرما ہوئے' پھر آپ ﷺ نے پانی کا برتن منگوایا اور وضو کیا' پھر کلی کی اور دعا مانگی' پھر کلی والا پانی کنویں میں ڈال دیا' پھر فرمایا: کچھ دیر کنویں کو اسی طرح رہنے دو۔ اس کے بعد انہوں نے کوچ نے تک خود کو اور اپنی سواریوں کو خوب سیراب کیا۔ (بخاری)

پانی میں برکت

(٥٨٨٤) وَعَنْ عَوْفٍ، عَنْ اَبِيْ رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كُنَّا فِيْ سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَاشْتَكٰى اِلَيْهِ النَّاسُ مِنَ الْعَطَشِ، فَنَزَلَ، فَدَعَا فُلَانًا۔ كَانَ يُسَمِّيْهِ اَبُوْ رَجَاءٍ وَنَسِيَهٗ عَوْفٌ۔ وَدَعَا عَلِيًّا، فَقَالَ: ((اِذْهَبَا فَابْتَغِيَا الْمَاءَ))۔ فَانْطَلَقَا، فَتَلَقَّيَا امْرَاَةً بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ اَوْ سَطِيْحَتَيْنِ مِنْ مَاءٍ فَجَاءَا بِهَا اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاسْتَنْزَلُوْهَا عَنْ بَعِيْرِهَا، وَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ بِاِنَاءٍ، فَفَرَّغَ فِيْهِ مِنْ اَفْوَاهِ الْمَزَادَتَيْنِ، وَنُوْدِيَ فِي النَّاسِ: اُسْقُوْا، فَاسْتَقَوْا قَالَ: فَشَرِبْنَا عِطَاشًا اَرْبَعِيْنَ رَجُلًا، حَتّٰى رَوِيْنَا، فَمَلَأْنَا كُلَّ قِرْبَةٍ مَعَنَا وَاِدَاوَةٍ، وَاَيْمُ اللّٰهِ لَقَدْ اُقْلِعَ عَنْهَا وَاِنَّهٗ لَيُخَيَّلُ اِلَيْنَا اَنَّهَا اَشَدُّ مِلْئَةً۔ مِنْهَا حِيْنَ ابْتَدَأَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۸۸۴) عوف' ابورجاء سے وہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: ہم ایک سفر میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے' لوگوں نے آپ ﷺ سے بہت زیادہ پیاس کی شکایت کی۔ آپ ﷺ اترے اور ایک آدمی کو بلایا۔ ابورجاء نے اس کا نام بتایا لیکن عوف اس کا نام بھول گئے۔ نیز آپ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان دونوں کو پانی کی تلاش میں بھیجا' وہ دونوں روانہ ہوئے اور وہ ایک عورت کو ملے جو دو پانی کے مشکیزوں کے درمیان سوار تھی' وہ دونوں اسے نبی کریم ﷺ کے پاس لے آئے' اسے اس کے اونٹ سے اتارا اور آپ ﷺ نے ایک برتن منگوایا اور ان دو مشکیزوں سے پانی اس میں انڈیلا اور لوگوں میں منادی کرادی کر پانی لے لو، چنانچہ سب نے پانی لیا۔ راوی نے بیان کیا کہ ہم چالیس پیاسے آدمیوں نے سیر ہو کر پیا پھر اپنے مشکیزے اور برتن بھر لیے۔ اللہ کی قسم! جب لوگ پانی بھر کر واپس پلٹے تو ہمیں ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ اس عورت کا مشکیزہ پہلے سب بھی زیادہ بھرا ہوا ہے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا بڑا معجزہ ہے اور آپ کی نرم دلی وسخاوت کا بیان ہے۔ پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمّم کا جواز اور جنبی کو جب پانی ملے غسل کرے، خواہ نماز کا وقت ہو یا نہ ہو کا ثبوت۔ (نووی)

٥٨٨٣۔ صحيح بخاری كتاب علامات النبوة (٣٥٧٧)

٥٨٨٤۔ صحيح بخاری كتاب التيمم (٤٣٣) صحيح مسلم كتاب الصلاة (٣١٢/ ٦٨٢)

درخت بھی آپ کے تابع ہو گئے

(۵۸۸۵) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى نَزَلْنَا وَادِيًا اَفْيَحَ فَذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْضِىْ حَاجَتَهٗ، فَلَمْ يَرَ شَيْئًا يَسْتَتِرُ بِهٖ، وَاِذَا شَجَرَتَيْنِ بِشَاطِئِ الْوَادِىْ، فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى اِحْدَاهُمَا فَاَخَذَ بِغُصْنٍ مِنْ اَغْصَانِهَا فَقَالَ: ((اِنْقَادِىْ عَلَىَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ)). فَانْقَادَتْ مَعَهٗ كَالْبَعِيْرِ الْمَخْشُوْشِ الَّذِىْ يُصَانِعُ قَائِدَهٗ حَتّٰى اَتَى الشَّجَرَةَ الْاُخْرٰى فَاَخَذَ بِغُصْنٍ مِنْ اَغْصَانِهَا، فَقَالَ: ((اِنْقَادِىْ عَلَىَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ)). فَانْقَادَتْ مَعَهٗ كَذٰلِكَ، حَتّٰى اِذَا كَانَتْ بِالْمُنْصَفِ مِمَّا بَيْنَهُمَا قَالَ. اِلْتَئِمَا عَلَىَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ)). فَالْتَأَمَتَا فَجَلَسْتُ اُحَدِّثُ نَفْسِىْ، فَحَانَتْ مِنِّىْ لِفْتَةٌ فَاِذَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ مُقْبِلًا، وَاِذَا الشَّجَرَتَيْنِ قَدِ افْتَرَقَتَا فَقَامَتْ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا عَلٰى سَاقٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۸۸۵) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں چلے یہاں تک کہ ہم ایک وسیع وادی میں اترے، رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے، آپ ﷺ نے کوئی چیز نہ دیکھی جس کے ذریعہ پردہ کر لیں۔ البتہ وادی کے کنارے پر دو درخت تھے۔ رسول اللہ ﷺ ان میں سے ایک درخت کے پاس گئے اور آپ ﷺ نے اس کی ٹہنیوں میں سے ایک شاخ کو پکڑا اور فرمایا: اللہ کے حکم کے ساتھ میری مطیع ہو جا، وہ آپ ﷺ کے حکم کی اس طرح تابعدار ہوئی، جیسا کہ وہ اونٹ جس کی ناک میں نکیل ہو وہ اپنے قائد (سوار) تابع فرمان ہوتا ہے، پھر آپ ﷺ دوسرے درخت کے پاس آ گئے اور آپ ﷺ نے اس کی شاخوں میں سے ایک ٹہنی کو پکڑا اور کہا: اللہ کے حکم کے ساتھ میری اطاعت کرو۔ دوسری شاخ کی طرح اس نے بھی آپ ﷺ کی اطاعت کی اور جب آپ ﷺ ان کے درمیان ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے حکم سے دونوں میرے اوپر آپس میں مل جاؤ، چنانچہ وہ دونوں آپس میں مل گئے۔ (جابر رضی اللہ عنہ بیان کہتے ہیں) میں بیٹھا اپنے آپ سے باتیں کر رہا تھا، اچانک میرا دھیان والتفات ایک جانب ہوا تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لا رہے ہیں اور دونوں درخت جدا جدا ہو گئے ہیں اور ہر درخت اپنے اپنے تنے پر کھڑا ہے۔ (مسلم)

(۵۸۸۶) وَعَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ عُبَيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَاَيْتُ اَثَرَ ضَرْبَةٍ فِىْ سَاقِ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رضی اللہ عنہ، فَقُلْتُ: يَا اَبَا مُسْلِمٍ! هٰذِهِ الضَّرْبَةُ؟ قَالَ: ضَرْبَةٌ اَصَابَتْنِىْ يَوْمَ خَيْبَرَ فَقَالَ النَّاسُ: اُصِيْبَ سَلَمَةُ فَاَتَيْتُ النَّبِىَّ ﷺ فَنَفَثَ فِيْهِ ثَلَاثَ نَفَثَاتٍ، فَمَا اشْتَكَيْتُهَا حَتَّى السَّاعَةَ. رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ.

(۵۸۸۶) یزید بن ابی عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی پنڈلی میں زخم کا نشان دیکھا۔ میں نے کہا: اے ابو مسلم! یہ کیسی چوٹ ہے؟ انہوں نے کہا: خیبر کے دن مجھے تلوار کا یہ زخم لگا تھا لوگوں نے کہا: سلمہ اپنی مراد کو پہنچ گیا، پھر میں نبی محترم ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ نے تین دفعہ زخم پر پھونکا اس کے بعد آج تک مجھے تکلیف کا احساس نہیں ہوا۔ (بخاری)

لوگوں سے قیمتی آنسو

(۵۸۸۷) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: نَعَى النَّبِىُّ ﷺ

(۵۸۸۷) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے زید بن حارثہ،

۵۸۸۵۔ صحيح مسلم كتاب الزهد (۷۴/ ۳۰۱۲)

۵۸۸۶۔ صحيح بخارى كتاب المغازى (۴۲۰۶)، سنن ابى داود كتاب الطب (۳۸۹۴)

۵۸۸۷۔ صحيح بخارى كتاب علامات النبوة (۴۲۶۲)

زَيْدًا وَجَعْفَرًا وَابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ اَنْ يَأْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ، فَقَالَ: ((اَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيْبَ، ثُمَّ اَخَذَ جَعْفَرٌ فَأُصِيْبَ، ثُمَّ اَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيْبَ۔ وَعَيْنَاهُ تَذْرِ فَانِ۔ حَتّٰى اَخَذَ الرَّايَةَ سَيْفٌ مِنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ يَعْنِىْ خَالِدَ بْنِ الْوَلِيْدِ۔ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

جعفر ابن ابی طالب اور عبداللہ رواحہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ملنے سے پہلے ہی ان کی شہادت کی خبر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ولید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے علم اٹھایا تو وہ بھی شہید ہو گئے' پھر جعفر رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اٹھا لیا تو وہ بھی شہید کر دیے گئے، پھر ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے پرچم تھام لیا وہ بھی شہادت پا گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے یہاں تک کہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار، یعنی خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جھنڈے کو اٹھایا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دشمنوں پر فتح عطا فرمائی۔ (بخاری)

توضیح: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس غزوہ میں شریک نہ تھے۔ آپ یہ سب خبریں مدینہ میں بیٹھ کر صحابہ کو دے رہے تھے۔ آپ کو یہ سارے حالات بذریعہ وحی معلوم ہو گئے تھے۔ آپ غیب دان نہیں تھے۔ (راز)

معرکۂ حنین

(۵۸۸۸) وَعَنْ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَوْمَ حُنَيْنٍ، فَلَمَّا الْتَقَى الْمُسْلِمُوْنَ وَالْكُفَّارُ، وَلَّى الْمُسْلِمُوْنَ مُدْبِرُوْنَ، فَطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَرْكُضُ بَغْلَتَهٗ قِبَلَ الْكُفَّارِ وَاَنَا اٰخِذٌ بِلِجَامِ بَغْلَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَكُفُّهَا اِرَادَةَ اَنْ لَا تُسْرِعَ، وَاَبُوْسُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ اٰخِذٌ بِرِكَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اَىْ عَبَّاسُ! نَادِ اَصْحَابَ السَّمُرَةِ)) فَقَالَ عَبَّاسٌ وَكَانَ رَجُلًا صَيِّتًا۔ فَقُلْتُ بِاَعْلٰى صَوْتِىْ: اَيْنَ اَصْحَابُ السَّمُرَةِ؟ فَقَالَ: وَاللّٰهِ لَكَاَنَ عَطْفَتَهُمْ حِيْنَ سَمِعُوْا صَوْتِىْ عَطْفَةَ الْبَقَرِ عَلٰى اَوْلَادِهَا۔ فَقَالُوْا: يَا لَبَّيْكَ يَا لَبَّيْكَ قَالَ: فَاقْتَتَلُوْا وَالْكُفَّارَ، وَالدَّعْوَةُ فِى الْاَنْصَارِ يَقُوْلُوْنَ: يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ! يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ! قَالَ: ثُمَّ قُصِرَتِ الدَّعْوَةُ عَلٰى بَنِىْ الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ عَلٰى بَغْلَتِهٖ كَالْمُتَطَاوِلِ عَلَيْهَا اِلٰى قِتَالِهِمْ۔ فَقَالَ: هٰذَا

(۵۸۸۸) عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ حنین کے روز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوا جب مسلمان اور کافر آپس میں ٹکرائے تو کچھ مسلمان پیٹھ پھیر گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خچر کو ایڑھ لگاتے ہوئے کافروں کی جانب جا رہے تھے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کی لگام تھام رکھی تھی۔ میں خچر کو تیز دوڑنے سے روک رہا تھا اور ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ کی رکاب تھامے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: اے عباس! صحابہ السمرہ کو آواز دو۔ عباس رضی اللہ عنہ جو کہ بلند آواز تھے' بیان کرتے ہیں کہ میں نے با آواز بلند پکارا: بیری کے درخت کے نیچے بیعت کرنے والے کہاں ہیں؟ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! میری آواز سنتے ہی اصحاب السمرہ ایسے پلٹ پڑے جس طرح گائے اپنے بچوں کی طرف پلٹتی ہے اور کہنے لگے: ہم حاضر ہیں! ہم حاضر ہیں! عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: مسلمان اور کافر آپس میں لڑتے رہے جبکہ انصاریوں کا نعرہ انصار کے حق میں تھا وہ کہتے تھے: اے انصار کی جماعت! اے انصار کی جماعت! بعد ازاں بنو الحارث بن خزرج کو پکارنا مخصوص تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خچر پر اسے تیز چلاتے ہوئے لڑائی کا جائزہ لے رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ لڑائی کے گرم ہونے کا وقت ہے' اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند کنکریاں اٹھائیں اور انہیں کفار کے چہروں پر دے مارا۔ پھر فرمایا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی قسم! وہ شکست کھا گئے ہیں۔ (عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) اللہ کی قسم! میں نے مشاہدہ کیا

۵۸۸۸۔ صحیح مسلم کتاب المغازی (۷۶/ ۱۷۷۵)

حِيْنَ حَمِيَ الْوَطِيْسُ۔ ثُمَّ اَخَذَ حَصَيَاتٍ، فَرَمٰى بِهِنَّ وُجُوْهَ الْكُفَّارِ، ثُمَّ قَالَ: ((اِنْهَزِمُوْا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ)) فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ رَمَاهُمْ بِحَصَيَاتِهٖ، فَمَا زِلْتُ اَرٰى حَدَّهُمْ كَلِيْلًا وَاَمْرَهُمْ مُدْبِرًا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

کہ آپ ﷺ نے ابھی ان کی طرف کنکریاں پھینکی ہی تھیں کہ ان کی قوت کمزور ہونا شروع ہوگئی اور ان کی حالت شکستگی سے دوچار تھی۔ (مسلم)

توضیح: اس حدیث سے پتا چلتا ہے کہ مشرکین کا تحفہ لینا درست ہے لیکن دوسری روایت میں ہے کہ ہم مشرکین کا تحفہ نہیں لیتے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے مشرکین کے ہدیے کو واپس کر دیا تھا۔ صحیح یہ ہے کہ آپ کو ہدیہ لینا درست تھا لیکن کسی عامل کو جائز نہیں بلکہ وہ چوری ہے اور اہل کتاب کا یہی ہدیہ آپ نے قبول کیا جیسے مقوقس اور ملوک شام کا ہدیہ صحیح بخاری میں ہے کہ یہ خچر آپ ایلہ کے بادشاہ نے دیا جس کا نام یحنہ بن ردیا تھا سمرہ جنگلی درکت ہے اور اصحاب سمرہ سے مراد وہ لوگ ہی جنھوں نے شجرۂ رضوان کے تلے آپ کی بیعت کی تھی کہ کافروں سے لڑ کر مر جائیں گے لیکن ہرگز بھاگیں گے نہیں اور یہاں نبی ﷺ کے دو معجزے بھی ثابت ہوئے ایک فعلی اور ایک خبروی فعلی تو کنکریوں کا پھینکنا اور اس سے کافروں کو شکست ہونا اور یہ کہ آپ کا پیشتر بیان کرنا کہ کافروں کو شکست ہوگئی اور پھر ویسا ہی ہوا۔ (نووی)

(۵۸۸۹) وَعَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِلْبَرَاءِ: يَا اَبَا عُمَارَةَ! فَرَرْتُمْ يَوْمَ حُنَيْنٍ؟ قَالَ: لَا وَاللّٰهِ مَا وَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلٰكِنْ خَرَجَ شُبَّانُ اَصْحَابِهٖ لَيْسَ عَلَيْهِمْ كَثِيْرُ سِلَاحٍ، فَلَقُوْا قَوْمًا رُمَاةً لَا يَكَادُ يَسْقُطُ لَهُمْ سَهْمٌ، فَرَشَقُوْهُمْ رَشْقًا مَا يَكَادُوْنَ يُخْطِئُوْنَ، فَاَقْبَلُوْا هُنَالِكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ وَاَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ يَقُوْدُهٗ فَنَزَلَ وَاسْتَنْصَرَ، وَقَالَ: ((اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبَ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ)) ثُمَّ صَفَّهُمْ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَلِلْبُخَارِيِّ مَعْنَاهُ.

(۵۸۸۹) ابواسحاق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے براء رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابوعمارہ! کیا تم جنگ حنین سے بھاگ گئے تھے؟ براء رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! نہیں، رسول اللہ ﷺ بالکل نہیں پھرے تھے، البتہ آپ ﷺ کے چند نوجوان صحابہ جو زیادہ ہتھیاروں سے لیس نہ تھے ان کی ملاقات ایسے لوگوں سے ہوئی جو تیرانداز تھے کہ ان کا کوئی تیر نیچے نہیں گرتا تھا' انہوں نے ان پر تیروں کی بوچھاڑ کر دی اور ان کا کوئی تیز نشانے سے خطا نہیں ہوتا تھا۔ چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے جبکہ رسول اللہ ﷺ اپنے سفید خچر پر سوار تھے اور ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے خچر کو کھینچ رہے تھے۔ آپ ﷺ خچر سے اترے اور فتح کی دعا کی اور فرمایا: میں پیغمبر ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں ہے اور میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے ان کی صف بندی فرمائی۔ (مسلم) اور بخاری میں بھی اسی مفہوم کی حدیث ہے۔

توضیح: یہ رجز موزون ہے مگر ہر موزون کو شعر نہیں کہتے جب تک اس کے کہنے والے کا ارادہ شعر کہنے کا نہ ہو اور اسی لیے بعض موزون قرآن مجید میں موجود ہیں جیسے: ﴿لن تنالوا البر حتى تنفقوا یا نصرا من الله وفتح قريب﴾ وغیرہ حالانکہ یہ شعر نہیں ہیں اور اپنے تئیں عبدالمطلب کا بیٹا قرار دیا اس لیے کہ عبدالمطلب مشہور شخص تھا اور عرب آپ کو ان کا بیٹا کہتے۔ معلوم ہوا لڑائی میں ایسا کہنا درست ہے جیسے سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا انا ابن الاكوع اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا انا الذی۔ مستمنی امی حیدر اور غیر لڑائی میں بطور افتخار

۵۸۸۹۔ صحیح بخاری کتاب المغازی (۴۳۱۵، ۴۳۱۶، ۴۳۱۷)، صحیح مسلم کتاب المغازی (۱۷۷۶)

ممنوع ہے۔(نووی)

(۵۸۹۰) وَفِیْ رِوَایَةٍ لَهُمَا، قَالَ الْبَرَاءُ: کُنَّا وَاللّٰهِ اِذَا احْمَرَّ الْبَأْسُ نَتَّقِیْ بِهٖ، وَاِنَّ الشُّجَاعَ مِنَّا لَلَّذِیْ یُحَاذِیْهِ، یَعْنِی النَّبِیَّ ﷺ.

(۵۸۹۰) نیز بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: اللہ کی قسم! جب لڑائی زوروں پر ہوتی تو ہم آپ ﷺ کی ذات کے ساتھ بچاؤ کرتے تھے اور بلاشبہ ہم میں بہادر شخص وہ ہوتا جو نبی ﷺ کے برابر رہتا تھا۔(مسلم)

(۵۸۹۱) وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَکْوَعِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حُنَیْنًا، فَوَلّٰی صَحَابَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا غَشَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ۔ نَزَلَ عَنِ الْبَغْلَةِ، ثُمَّ قَبَضَ قَبْضَةً مِنْ تُرَابٍ مِنَ الْاَرْضِ، ثُمَّ اسْتَقْبَلَ بِهٖ وُجُوْهَهُمْ، فَقَالَ: ((شَاهَتِ الْوُجُوْهُ))، فَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْهُمْ اِنْسَانًا اِلَّا مَلَأَ عَیْنَیْهِ تُرَابًا بِتِلْكَ الْقَبْضَةِ، فَوَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ فَهَزَمَهُمُ اللّٰهُ، وَقَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غَنَائِمَهُمْ بَیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۸۹۱) سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جنگ حنین کے دن جہاد کیا تو رسول اللہ ﷺ کے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پیٹھ پھیر گئے۔ جب کفار نے رسول کریم ﷺ کو گھیرا لیا تو آپ ﷺ خچر سے اترے، پھر آپ ﷺ نے زمین سے مٹھی بھر مٹی لی اور اسے ان کے چہروں پر دے ماری اور فرمایا: ان کے چہرے جھلس جائیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ہر انسان کی آنکھوں کو اس مٹھی بھر مٹی سے بھر دیا۔ چنانچہ وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے، اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست دی اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے مال غنیمت کو مسلمان کے درمیان تقسیم کر دیا۔(مسلم)

توضیح: اس زمانہ میں عرب قوم نہ مال دار تھی نہ ذی علم اور دوسری قومیں عرب کے لوگوں کو عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتی تھیں۔ ان کو سوا لوٹنے، آپس میں لڑنے جھگڑنے کے کوئی شغل نہ تھا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کو دکھانا چاہا اور ایسی قوم میں محمد ﷺ کو پیدا کیا جہاں گمان بھی نہ تھا یہ بھی آپ کی نبوت کی ایک بڑی دلیل اور نشانی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسلام کی تبلیغ کی غرض سے مختلف ملکوں کے حکمرانوں کو خطوط لکھے جن میں ہرقل جو روم کا بادشاہ اور اسکا خطاب قیصر ہے اور یہ خط دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ لے کر اس کے دربار میں پہنچے لیکن اس نے سلطنت اور حکومت کو پسند کیا اور دین اسلام اختیار نہ کیا۔ اس حدیث سے بہت سی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ ایک تو لڑائی سے پہلے کافروں کو اسلام کی طرف بلانا اور یہ واجب ہے اور اگر ان کو اسلام کی دعوت نہ پہنچی ہو۔ دوسرا یہ کہ خبر واحد پر عمل واجب ہے، اس لیے کہ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ ایک ہی شخص اس خط کو لے کر گئے تھے۔ اس پر اجماع ہے تیسرا یہ کہ خط کا شروع کرنا بسم اللہ کرنا مستحب ہے اور حمد الٰہی سے بھی ذکر الٰہی مراد ہے چوتھا یہ کہ خط میں پہلے کاتب کا نام لکھنا، پھر مکتوب الٰہیہ کا نام لکھنا مسنون ہے۔(نووی)

(۵۸۹۲) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: شَهِدْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حُنَیْنًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِرَجُلٍ۔ مِمَّنْ مَعَهٗ یَدَّعِی الْاِسْلَامَ: ((هٰذَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ)) فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ،

(۵۸۹۲) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اکرم ﷺ کی معیت میں جنگ حنین میں تھے۔ رسول مکرم ﷺ نے ایک شخص کے بارے میں فرمایا جو آپ ﷺ کے ساتھ تھا اور اسلام کا دعویٰ کرتا تھا: یہ شخص جہنمی ہے۔ جب لڑائی شروع ہوئی تو اس شخص نے زبردست لڑائی کی اور اسے بہت

۵۸۹۰۔ صحیح بخاری کتاب المغازی (۴۳۱۷)، صحیح مسلم کتاب المغازی (۹۷/ ۱۷۷۶)
۵۸۹۱۔ صحیح مسلم کتاب المغازی (۸۱/ ۷۷۷)
۵۸۹۲۔ صحیح بخاری فی غزوۃ حنین (۴۲۰۳، ۴۲۰۴)، صحیح مسلم کتاب الایمان (۱۱۱)

قَاتَلَ الرَّجُلُ مِنْ اَشَدِّ الْقِتَالِ، وَكَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ، فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَرَأَيْتَ الَّذِیْ تُحَدِّثُ اَنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ، قَدْ قَاتَلَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مِنْ اَشَدِّ الْقِتَالِ فَكَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ؟ فَقَالَ: ((اَمَا اِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ)) فَكَادَ بَعْضُ النَّاسِ يَرْتَابُ، فَبَيْنَمَا هُوَ عَلٰی ذٰلِكَ اِذْ وَجَدَ الرَّجُلُ اَلَمَ الْجِرَاحِ، فَاَهْوٰی بِيَدِهٖ اِلٰی كِنَانَتِهٖ، فَانْتَزَعَ سَهْمًا فَانْتَحَرَ بِهَا، فَاشْتَدَّ رِجَالٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! صَدَّقَ اللّٰهُ حَدِيْثَكَ، قَدِ انْتَحَرَ فُلَانٌ وَقَتَلَ نَفْسَهٗ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنِّیْ عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ، يَا بِلَالُ! قُمْ فَاَذِّنْ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا مُؤْمِنٌ، وَاِنَّ اللّٰهَ لَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

زیادہ زخم پہنچے۔ چنانچہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ اس شخص کے بارے میں خبر دے رہے تھے کہ وہ جہنمی ہے، اس نے تو اللہ کے راستے میں زبردست لڑائی لڑی ہے اور اسے بہت زخم پہنچ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: خبردار! بلاشبہ وہ شخص دوزخی ہے۔ ہوسکتا تھا کہ کچھ مسلمان اس کے بارے میں شک میں مبتلا ہوتے لیکن وہ شخص اس حالت پر تھا کہ اس نے زخموں کا درد محسوس کیا اور اپنا ہاتھ اپنے ترکش کی طرف جھکایا' اس نے تیر نکالا اور اس کے ساتھ خود کو قتل کر ڈالا۔ چنانچہ چند مسلمان تیزی سے چلتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے اللہ کی رسول! اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات کو سچا کر دکھایا۔ فلاں شخص نے اپنے آپ کو ذبح کر کے خودکشی کر لی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ اکبر! میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا پیغمبر ہوں' اے بلال! اٹھو اور اعلان کر دو کہ جنت میں مومن کے علاوہ اور کوئی داخل نہیں ہوگا اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس دین اسلام کو فاجر و فاسق آدمی سے بھی تقویت پہنچا دیتا ہے۔ (بخاری)

توضیح: طبرانی کی روایت میں ہے کہ جب آپ نے اس کو دوزخی فرمایا تو لوگوں کو بہت گراں گزرا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! جب ایسی محنت اور کوشش کرنے والا دوزخی ہے تو پھر ہمارا حال کیا ہونا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ شخص دوزخی ہے اپنا نفاق چھپاتا ہے معلوم ہوا کہ ظاہری اعمال پر حکم نہیں لگایا جاسکتا جب تک اندرونی حالات کی درستی نہ ہو اللہ سب کو نفاق سے بچائے۔ (آمین) (راز)

جب نبی کریم ﷺ پر جادو کیا گیا

(۵۸۹۳) وَعَنْ عَائِشَةَ ؓ، قَالَتْ: سُحِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی اِنَّهٗ لَيُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهٗ فَعَلَ الشَّیْءَ وَمَا فَعَلَهٗ، حَتّٰی اِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ عِنْدِیْ، دَعَا اللّٰهَ وَدَعَاهُ، ثُمَّ قَالَ: ((اَشَعَرْتِ يَا عَائِشَةُ! اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَفْتَانِیْ فِيْمَا اسْتَفْتَيْتُهٗ، جَاءَ نِیْ، رَجُلَانِ، جَلَسَ اَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِیْ وَالْاٰخَرُ عِنْدَ رِجْلَیَّ، ثُمَّ قَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ: مَا وَجَعُ الرَّجُلِ؟ قَالَ: مَطْبُوْبٌ۔ قَالَ: وَمَنْ طَبَّهٗ؟ قَالَ: لَبِيْدُ بْنُ الْاَعْصَمِ الْيَهُوْدِیُّ۔

(۵۸۹۳) عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا گیا یہاں تک کہ آپ ﷺ کو خیال گزرتا کہ آپ ﷺ نے کام کیا ہے حالانکہ آپ ﷺ وہ کام نہ کیا ہوتا۔ چنانچہ ایک دن آپ ﷺ مجھے میرے پاس تھے آپ ﷺ نے اللہ سے دعا کی اور اس کو پکارا' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! کیا تجھے معلوم ہے کہ اللہ نے مجھے وہ چیز بتا دی ہے جس کے بارے میں اللہ سے میں نے سوال کیا تھا۔ میرے پاس دو شخص آئے' ان میں سے ایک میرے سر کی طرف بیٹھ گیا اور دوسرا میرے پاؤں کی طرف' پھر ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا: اس شخص کو کیا بیماری ہے؟ دوسرے نے کہا: جادو کیا گیا ہے۔ پہلے نے کہا: ان پر کس نے جادو کیا ہے؟

۵۸۹۳۔ صحیح بخاری (۳۲۶۸، ۵۷۶۳، ۵۷۶۵، ۵۷۶۶)، صحیح مسلم (۲۱۸۹/۴۳)

قَالَ: فِیْ مَاذَا؟ قَالَ: فِیْ مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ وَجُفِّ طَلْعَةِ ذَکَرٍ، قَالَ فَاَیْنَ هُوَ؟ قَالَ: فِیْ بِئْرِ ذَرْوَانَ)) فَذَهَبَ النَّبِیُّ ﷺ فِیْ اُنَاسٍ مِنْ اَصْحَابِهٖ اِلَی الْبِئْرِ۔ فَقَالَ: ((هٰذِهِ الْبِئْرُ الَّتِیْ اُرِیْتُهَا وَکَاَنَّ مَاءَ هَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ، وَکَاَنَّ نَخْلَهَا رُؤُوْسُ الشَّیَاطِیْنِ)) فَاسْتَخْرَجَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

دوسرے نے کہا: لبید بن اعصم یہودی نے پہلے نے کہا: کس چیز میں کیا ہے؟ دوسرے نے کہا: کنگھی اور کنگھی میں پھنسے ہوئے بالوں اور کھجور کی جڑ کے غلاف میں پہلے نے کہا: وہ کہاں ہے؟ دوسرے نے کہا: وہ ذروان نامی کنویں میں ہے۔ نبی ﷺ چند صحابہ کو ساتھ لے کر کنوئیں کی جانب گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہی وہ کنوارہ ہے جو مجھے دکھایا گیا تھا کہ اس کا پانی مہندی رنگ کا تھا اور اس کی کھجوریں شیطانوں کے سروں کے مانند تھیں۔ آپ ﷺ نے جادو کی چیزوں کو نکالا۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: ایک روایت میں ہے کہ آپ پر خیال بندی کا جادو ہوا تھا کہ ناکردہ کام کو آپ جانتے کہ میں کر چکا ہوں۔ بخاری کی روایت میں ہے کہ نبی ﷺ اپنی بیویوں سے صحبت نہ کر سکتے تھے، چنانچہ ایک دن آپ میرے (عائشہ رضی اللہ عنہا) پاس تھے۔ اللہ تعالیٰ سے اپنی صحت کی دعا کی پھر یہ حدیث فرمائی۔ (نووی)

خارجیوں کی علامات

(۵۸۹۴) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِالْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: بَیْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ یَقْسِمُ قَسْمًا اَتَاهُ ذُو الْخُوَیْصِرَةِ، وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِیْ تَمِیْمٍ، فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اعْدِلْ۔ فَقَالَ: ((وَیْلَكَ فَمَنْ یَعْدِلُ اِذَا لَمْ اَعْدِلْ؟ ! قَدْ خِبْتَ وَخَسِرْتَ اِنْ لَمْ اَکُنْ اَعْدِلُ)) فَقَالَ عُمَرُ: ائْذَنْ لِیْ اَنْ اَضْرِبَ عُنُقَهٗ۔ فَقَالَ: ((دَعْهُ، فَاِنَّ لَهٗ اَصْحَابًا یُحَقِّرُ اَحَدُکُمْ صَلَاتَهٗ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِیَامَهٗ مَعَ صِیَامِهِمْ، یَقْرَؤُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا یُجَاوِزُ تَرَاقِیَهُمْ، یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِیَّةِ، یُنْظَرُ اِلٰی نَصْلِهٖ، اِلٰی رُصَافِهٖ اِلٰی نَضِیِّهٖ وَهُوَ قِدْحُهٗ، اِلٰی قُذَذِهٖ فَلَا یُوْجَدُ فِیْهِ شَیْءٌ، قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ، اٰیَتُهُمْ رَجُلٌ اَسْوَدُ، اِحْدٰی عَضُدَیْهِ مِثْلُ ثَدْیِ الْمَرْاَةِ، اَوْمِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ، وَیَخْرُجُوْنَ عَلٰی خَیْرِ فِرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ))۔ قَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ: اَشْهَدُ اَنِّیْ

(۵۸۹۴) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول کریم ﷺ ہماری موجودگی میں مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ بنو تمیم کا ذوالخویصرہ نامی ایک شخص آیا اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! عدل کیجیے' آپ ﷺ نے فرمایا: تیری بربادی ہو! میں عدل نہیں کروں گا تو کون عدل کرے گا؟ تو ناکام ہو جائے اور خسارے میں چلا جائے اگر میں عدل نہ کروں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس کی گردن مار دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دے' بلاشک اس کے کچھ ساتھی ایسے ہوں گے جن کی نماز کے مقابلے میں تم اپنی نمازوں کو اور ان کے روزوں کے مقابلے میں اپنے روزوں کو حقیر جانو گے۔ وہ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین اسلام سے یاس طرح نکل جائیں گے' جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ تیر کی نوک اس کے خول اور تیر کی نوک سے اس کے پرتک کو دیکھا جائے تو ان میں سے کسی میں بھی کوئی چیز نظر نہیں آئے گی' تیر گوبر اور خون سے آگے نکل گیا ہوگا۔ ان لوگوں کی علامت یہ ہوگی کہ جیسے ایک سیاہ فام شخص ہو جس کے دونوں بازوؤں میں سے ایک باز و عورت کے پستان کی طرح ہوگا یا گوشت کے لوتھڑے کی طرح حرکت کرتا ہوگا۔ اور وہ بہترین فرقہ کے خلاف خروج کریں گے۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ حدیث میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنی ہے۔ اور میں اس

۵۸۹۴۔ صحیح بخاری کتاب الادب (۶۱۶۳)، صحیح مسلم کتاب الزکاۃ (۱۴۸/ ۱۰۶۴)

سَمِعْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَشْهَدُ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ قَاتَلَهُمْ وَاَنَا مَعَهٗ فَاَمَرَ بِذٰلِكَ الرَّجُلِ فَالْتُمِسَ، فَاُتِيَ بِهٖ، حَتّٰى نَظَرْتُ اِلَيْهِ عَلٰى نَعْتِ النَّبِيِّ ﷺ الَّذِيْ نَعَتَهٗ. وَفِيْ رِوَايَةٍ: اَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ، نَاتِئُ الْجُمْعَةِ كَثٌّ ؟، مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ مَحْلُوْقُ الرَّأْسِ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! اتَّقِ اللّٰهَ فَقَالَ: ((فَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ اِذَا عَصَيْتُهٗ! فَيَأْمَنُنِيَ اللّٰهُ عَلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ وَلَا تَأْمَنُوْنِيْ)) فَسَأَلَ رَجُلٌ قَتْلَهٗ، فَمَنَعَهٗ، فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ ((اِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمًا يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ، فَيَقْتُلُوْنَ اَهْلَ الْاِسْلَامِ، وَيَدْعُوْنَ اَهْلَ الْاَوْثَانِ، لَئِنْ اَدْرَكْتُهُمْ لَاَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے قتال کیا اور میں ان کے ساتھ تھا۔ انہوں نے ایسے (مذکورہ بالا) شخص کی تلاش کا حکم دیا۔ اسے ڈھونڈ لایا گیا تو میں نے اس شخص میں ان اوصاف کو پایا جو آپ ﷺ نے بیان فرمائی تھیں اور ایک روایت میں ہے کہ ایک ایسا شخص آیا جس کی آنکھیں گہری اندر دھنسی ہوئیں' پیشانی اونچی' گھنی داڑھی ابھرے ہوئے رخسار اور سر منڈا ہوا تھا۔ اس نے کہا: اے محمد ﷺ! اللہ سے ڈریے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں اللہ کی نافرمانی کرتا ہوں تو پھر اللہ کی اطاعت کون کرتا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے اہل زمین پر مجھے امین قرار دیا ہے لیکن تم مجھے امانت دار نہیں سمجھتے۔ ایک صحابی نے اس کے قتل کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے اسے منع فرما دیا۔ جب وہ شخص چلا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اس شخص کی نسل سے کچھ لوگ ہوں گے جو قرآن کی تلاوت کریں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ اسلام سے اس طرح خارج ہوں گے جیسے تیر کمان سے خارج ہوتا ہے' وہ اہل اسلام کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔ اگر میں ان کو پا لیا تو میں انہیں اس طرح قتل کروں گا جیسے قوم عاد کو قتل کیا گیا تھا۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: یعنی جس طرح ایک تیر کمان سے نکلنے کے بعد شکار کو چھیدتا ہوا گزر جانے پر بھی بالکل صاف صفاف نظر آتا ہے۔ حالانکہ اس سے شکار زخمی ہو کر خاک وخون میں تڑپ رہا ہے۔ چونکہ نہایت تیزی کے ساتھ اس نے اپنا فاصلہ طے کیا، اس لیے خون وغیرہ کا کوئی اثر اس کے حصے پر دکھائی نہیں دیتا۔ اسی طرح وہ لوگ بھی دین سے بہت دور ہوں گے لیکن بظاہر بے دینی کے اثرات ان میں کہیں نظر نہ آئیں گے۔ یہ مردود خارجی جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور مسلمانوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے تھے ظاہر میں اہل کوفہ کی طرح بڑے نمازی پرہیز گار، چھوٹی چھوٹی باتوں پر مسلمانوں کو کافر بنانا ان کے بائیں ہاتھ کا کرتب تھا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان مردودوں کو مارا ان میں ایک زندہ نہ چھوڑا۔ (راز)

حضرت ابو ہریرہ کی والدہ کا قبولِ اسلام

(٥٨٩٥) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ: كُنْتُ اَدْعُوْ اُمِّيْ اِلَى الْاِسْلَامِ وَهِيَ مُشْرِكَةٌ، فَدَعَوْتُهَا يَوْمًا، فَاَسْمَعَتْنِيْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا اَكْرَهُ، فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا اَبْكِيْ، قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَهْدِيَ اُمَّ اَبِيْ هُرَيْرَةَ)). فَخَرَجْتُ مُسْتَبْشِرًا بِدَعْوَةِ

(٥٨٩٥) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی مشرکہ ماں کو اسلام کی دعوت دیا کرتا تھا۔ میں نے انہیں دعوت دی تو انہوں نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں ایسے کلمات کہے جنہیں میں ناپسند کرتا تھا۔ میں روتا ہوا رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ اللہ سے دعا کریں کہ وہ ابو ہریرہ کی والدہ کو ہدایت عطا فرمائے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت فرما۔ چنانچہ

٥٨٩٥۔ صحيح مسلم كتاب المناقب (١٥٨/ ٢٤٩١)

النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا صِرْتُ إِلَى الْبَابِ فَإِذَا هُوَ مُجَافٌ، فَسَمِعَتْ أُمِّي خَشْفَ قَدَمَيَّ فَقَالَتْ: مَكَانَكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ وَسَمِعْتُ خَضْخَضَةَ الْمَاءِ، فَاغْتَسَلَتْ فَلَبِسَتْ دِرْعَهَا، وَعَجِلَتْ عَنْ خِمَارِهَا، فَفَتَحَتِ الْبَابَ، ثُمَّ قَالَتْ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ فَرَجَعْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي مِنَ الْفَرَحِ، فَحَمِدَ اللهَ وَقَالَ خَيْرًا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

نبی کریم ﷺ کی دعا کی وجہ سے میں خوش خوش نکلا۔ جب دروازے پر پہنچا تو اسے بند پایا۔ میری ماں نے میرے قدموں کی آہٹ سن کر کہا: اے ابو ہریرہ! رک جاؤ' میں نے پانی گرنے کی آواز سنی۔ میری ماں نے غسل کیا اور اپنا لباس زیب تن کیا لیکن عجلت میں اپنی اوڑھنی بھول گئیں۔ پھر انہوں نے دروازہ کھولا اور کہا: اے ابو ہریرہ! میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ چنانچہ میں خوشی سے روتا ہوا نبی مکرم ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی تعریف کی کلماتِ خیر ادا فرمائے۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا کثرت سے احادیث روایت فرمانا

(٥٨٩٦) وَعَنْهُ، قَالَ: إِنَّكُمْ تَقُوْلُوْنَ: أَكْثَرَ أَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَاللهُ الْمَوْعِدُ، وَإِنَّ إِخْوَتِيْ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ، وَإِنَّ إِخْوَتِيْ مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَ يَشْغَلُهُمْ عَمَلُ أَمْوَالِهِمْ، وَكُنْتُ امْرَءًا مِسْكِيْنًا أَلْزَمُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ عَلَى مِلْءِ بَطْنِيْ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا: ((لَنْ يَبْسُطَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ ثَوْبَهُ حَتَّى أَقْضِيَ مَقَالَتِيْ هٰذِهِ ثُمَّ يَجْمَعُهُ إِلَى صَدْرِهِ فَيَنْسَى مِنْ مَقَالَتِيْ شَيْئًا أَبَدًا))۔ فَبَسَطْتُ نَمِرَةً لَيْسَ عَلَيَّ ثَوْبٌ غَيْرُهَا حَتَّى قَضَى النَّبِيُّ ﷺ مَقَالَتَهُ، ثُمَّ جَمَعْتُهَا إِلَى صَدْرِيْ، فَوَالَّذِيْ بَعَثَهُ بِالْحَقِّ مَا نَسِيْتُ مِنْ مَقَالَتِهِ ذٰلِكَ إِلَى يَوْمِيْ هٰذَا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(٥٨٩٦) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ تم کہتے ہو: ابو ہریرہ تو نبی ﷺ سے کثرت کے ساتھ احادیث بیان کرتا ہے۔ اس کا فیصلہ تو اللہ کے ہاں ہوگا۔ درحقیقت میرے مہاجرین بھائیوں کو بازار میں کاروبار مصروف رکھتا تھا اور میرے انصاری بھائیوں کو ان کے کھیتوں کا کام مشغول رکھتا تھا۔ جبکہ میں مسکین آدمی تھا' کسی طرح سے پیٹ بھر لیتا اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چمٹا رہتا۔ ایک دن نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو بھی میری ان باتوں کے ختم ہونے تک اپنی چادر پھیلائے رکھے گا' پھر اس کپڑے کو سمیٹ کر اپنے سینے سے لگا لے گا تو اسے کبھی میری باتیں نہیں بھولیں گی۔ چنانچہ میں نے اپنی چادر پھیلا دی حالانکہ اس کے علاوہ میرے اوپر کوئی کپڑا نہیں تھا۔ حتیٰ کہ نبی ﷺ نے اپنی باتیں ختم کیں تو میں نے چادر کو اپنے سینے کے ساتھ لگایا۔ اس ذات کی قسم جس نے حق کے ساتھ آپ ﷺ کو مبعوث فرمایا: مجھے آج کے دن تک آپ ﷺ کی باتیں نہیں بھولیں۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: یعنی کھانے کے لیے جو مل جاتا اسی پر قناعت کرتے ہوئے وہ رسول اللہ ﷺ سے چمٹے رہتے تھے، نہ کھیتی باڑی کرتے نہ تجارت، علم حدیث میں اسی لیے آپ کو فوقیت حاصل ہے۔ بعض لوگوں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو غیر فقیہ لکھا اور قیاس کے مقابلہ پر ان کی روایت کو مرجوح قرار دیا ہے مگر یہ سراسر غلط (عظیم گستاخی) اور ایک جلیل القدر صحابی رسول ﷺ کے ساتھ سراسر ناانصافی ہے۔ ایسا لکھنے والے خود (فضول، بیکار، جاہل) اور ناسمجھ ہیں۔ (راز)

٥٨٩٦۔ صحیح بخاری کتاب المزارعة (٢٣٥٠)، صحیح مسلم کتاب المناقب (١٥٩/ ٢٤٩٢) (١٦٠/ ٢٤٩٢)

حضرت جریر بن عبداللہ کے لیے دعائے نبوی

(۵۸۹۷) وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلَا تُرِيْحُنِیْ مِنْ ذِی الْخَلَصَةِ؟))۔ فَقُلْتُ: بَلٰی، وَكُنْتُ لَا اَثْبُتُ عَلَی الْخَيْلِ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِیِّ ﷺ فَضَرَبَ يَدَهٗ عَلٰی صَدْرِیْ حَتّٰی رَاَيْتُ اَثَرَ يَدِهٖ فِیْ صَدْرِیْ وَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا))۔ قَالَ: فَمَا وَقَعْتُ عَنْ فَرَسِیْ بَعْدُ، فَانْطَلَقَ فِیْ مِائَةٍ وَخَمْسِيْنَ فَارِسًا مِنْ اَحْمَسَ فَحَرَّقَهَا بِالنَّارِ وَكَسَرَهَا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۵۸۹۷) جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کیوں کیا تو مجھے ذوالخلصہ بت کدہ کو توڑ کر مجھے سکون پہنچ سکتا۔ میں نے کہا: کیوں نہیں اور میں گھوڑے پر جم کر بیٹھ نہیں سکتا تھا۔ میں نے اس کا ذکر نبی محترم ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر مارا یہاں تک کہ میں نے آپ ﷺ کے ہاتھ کا نشان اپنے سینے پر پایا' آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو ثابت قدم رکھ اور اسے ہادی اور مہدی بنادے۔ (جریر رضی اللہ عنہ نے کہا) اس کے بعد میں کبھی گھوڑے بت کدے کو توڑ چھوڑ دیا اور اسے آگ لگادی (بخاری و مسلم)

توضیح: ذی الخلصہ نامی بت خانہ حربی کافروں کا مندر تھا۔ جہاں وہ جمع ہوتے اور اسلام کی نہ صرف توہین کرتے بلکہ اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے کی مختلف تدابیر سوچا کرتے تھے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اسے ختم کرا کر ایک فساد کے مرکز کو ختم کرادیا۔ (راز)

گستاخ رسول مرتد کا عبرت ناک انجام

(۵۸۹۸) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: اِنَّ رَجُلًا كَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِیِّ ﷺ فَارْتَدَّ عَنِ الْاِسْلَامِ، وَلَحِقَ بِالْمُشْرِكِيْنَ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((اِنَّ الْاَرْضَ لَا تَقْبَلُهٗ))۔ فَاَخْبَرَنِیْ اَبُوْ طَلْحَةَ اَنَّهٗ اَتَی الْاَرْضَ الَّتِیْ مَاتَ فِيْهَا فَوَجَدَهٗ مَنْبُوْذًا فَقَالَ: مَا شَاْنُ هٰذَا؟ فَقَالُوْا: دَفَنَّاهُ مِرَارًا فَلَمْ تَقْبَلْهُ الْاَرْضُ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۵۸۹۸) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے لیے کتابت کیا کرتا تھا لیکن وہ اسلام سے مرتد ہو گیا اور مشرکین سے جاملا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ زمین اس شخص کو قبول نہیں کرے گی ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ وہ اس زمین میں آئے جس میں وہ فوت ہوا تھا اور انہوں نے اس کو زمین پر قبر سے باہر پڑا ہوا پایا۔ انہوں نے کہا: اس کا کیا معاملہ ہے؟ لوگوں نے کہا: ہم نے اس کو کئی بار دفن کیا ہے لیکن اس کو زمین قبول نہیں کرتی۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: یہ اس کے ارتداد کی سزا تھی اور توہین رسالت کی کہ زمین نے اس کے بدترین لاشے کو بحکم الٰہی باہر پھینک دیا آج بھی گستاخان رسول کو ایسی سزائیں ملتی رہتی ہیں۔ (راز)

عذاب قبر کی آواز

(۵۸۹۹) وَعَنْ اَبِیْ اَيُّوْبَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: خَرَجَ النَّبِیُّ ﷺ وَقَدْ وَجَبَتِ الشَّمْسُ، فَسَمِعَ صَوْتًا، فَقَالَ: ((يَهُوْدُ تُعَذَّبُ فِیْ قُبُوْرِهَا))

(۵۸۹۹) ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ باہر تشریف لائے جبکہ سورج غروب ہو چکا تھا۔ آپ ﷺ نے ایک آواز سنی اور آپ ﷺ نے فرمایا: یہودیوں کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا

۵۸۹۷۔ صحیح بخاری کتاب المغازی (۴۳۵۵، ۴۳۵۶، ۴۳۵۷)، صحیح مسلم کتاب المناقب (۲۴۷۶/ ۱۳۷)

۵۸۹۸۔ صحیح بخاری کتاب علامات النبوۃ ۳۶۱۷، صحیح مسلم کتاب المنافقین (۱۴/ ۲۷۸۱)

۵۸۹۹۔ صحیح بخاری (۱۳۷۵)، صحیح مسلم کتاب صفۃ اھل النار (۶۹/ ۲۸۶۹)

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ہے۔(بخاری ومسلم)

تیز آندھی پر آپ ﷺ کا فرمانا......

(۵۹۰۰) وَعَنْ جَابِرٍ ؓ، قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ سَفَرٍ، فَلَمَّا كَانَ قُرْبَ الْمَدِيْنَةِ هَاجَتْ رِيْحٌ تَكَادُ اَنْ تَدْفِنَ الرَّاكِبَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((بُعِثَتْ هٰذِهِ الرِّيْحُ لِمَوْتِ مُنَافِقٍ)). فَقَدِمَ الْمَدِيْنَةَ، فَاِذَا عَظِيْمٌ مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ قَدْ مَاتَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۹۰۰) جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ سفر سے واپس آئے۔ جب آپ ﷺ مدینہ کے قریب پہنچے تو زبردست آندھی چلی، قریب تھا کہ وہ سوار انسان کو دفن کر دے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: یہ آندھی کسی منافق کی وفات پر چلائی گئی ہے۔ جب آپ ﷺ مدینہ پہنچے تو وہاں ایک بڑا منافق فوت ہوا تھا۔(مسلم)

مدینہ کی حفاظت فرشتے کر رہے تھے

(۵۹۰۱) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِالْخُدْرِيِّ ؓ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ حَتّٰى قَدِمْنَا عُسْفَانَ، فَاَقَامَ بِهَا لَيَالِيَ، فَقَالَ النَّاسُ: مَا نَحْنُ هٰهُنَا فِيْ شَيْءٍ، وَاِنَّ عِيَالَنَا لَخُلُوْفٌ مَا نَأْمَنُ عَلَيْهِمْ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا فِي الْمَدِيْنَةِ شِعْبٌ وَلَا نَقْبٌ اِلَّا عَلَيْهِ مَلَكَانِ يَحْرِسَانِهَا حَتّٰى تَقْدَمُوْا اِلَيْهَا)) ثُمَّ قَالَ: ((ارْتَحِلُوْا)) فَارْتَحَلْنَا وَاَقْبَلْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ، فَوَالَّذِيْ يُحْلَفُ بِهٖ مَا وَضَعْنَا رِحَالَنَا حِيْنَ دَخَلْنَا الْمَدِيْنَةَ حَتّٰى اَغَارَ عَلَيْنَا بَنُوْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ غَطْفَانَ وَمَا يُهِيْجُهُمْ قَبْلَ ذٰلِكَ شَيْءٌ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۹۰۱) ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کی معیت میں نکلے یہاں تک کہ ہم عسفان پہنچے، وہاں چند راتیں قیام کیا تو لوگوں نے کہا: ہمیں یہاں کچھ کام نہیں ہے، ہمارے اہل وعیال ہم سے دور ہیں ہم ان کے بارے میں خطرہ محسوس کرتے ہیں۔ چنانچہ یہ بات نبی اکرم ﷺ تک پہنچی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! مدینے میں کوئی ایسی گھاٹی یا داخلی راستہ نہیں جس پر دو فرشتے پہرہ نہ دے رہے ہوں یہاں تک کہ تم مدینہ واپس نہ آ جاؤ، پھر کہا: کوچ کرو، ہم نے کوچ کیا اور ہم مدینہ پہنچے۔ اس ذات کی جس کے ساتھ قسم کھائی جاتی ہے! جب ہم مدینے میں داخل ہوئے تو ابھی ہم نے اپنے سامان کو بھی نہ اتارا تھا کہ ہم پر بنوعبداللہ بن غطفان حملہ آور ہو گئے۔ حالانکہ قبل ازیں ان کے حملوں میں اتنی اشتعال انگیزی کبھی نہ آئی تھی۔(مسلم)

دعائے نبوی کی قبولیت دُعا......ایک ہفتہ تک بارش

(۵۹۰۲) وَعَنْ اَنَسٍ ؓ، قَالَ: اَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَبَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ فِيْ يَوْمِ الْجُمْعَةِ قَامَ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! هَلَكَ الْمَالُ، وَجَاعَ

(۵۹۰۲) انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ کے عہد میں لوگ ایک بڑے قحط سے دوچار ہوئے۔ جمعہ کے دن آپ ﷺ ہمیں خطبہ دے رہے تھے کہ ایک دیہاتی کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! مال مویشی ہلاک ہو گئے اور بال بچے بھوک سے مر رہے ہیں آپ ﷺ ہمارے لیے اللہ

۵۹۰۰۔ صحیح مسلم کتاب التوبۃ (۱۵/ ۲۷۸۲)
۵۹۰۱۔ صحیح مسلم کتاب المناسک (۴۷۵/ ۱۳۷۴)
۵۹۰۲۔ صحیح بخاری (۹۳۳، ۱۰۳۳)، صحیح مسلم (۹/ ۸۹۷)

الْعِيَالُ، فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَمَا نَرٰى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً، فَوَالَّذِيْ نَفْسِي بِيَدِهٖ مَا وَضَعَهَا حَتّٰى ثَارَ السَّحَابُ اَمْثَالَ الْجِبَالِ، ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِهٖ حَتّٰى رَأَيْتُ الْمَطَرَ يَتَحَادَرُ عَلٰى لِحْيَتِهٖ، فَمُطِرْنَا يَوْمَنَا ذٰلِكَ، وَمِنَ الْغَدِ، وَمِنْ بَعْدِ الْغَدِ حَتَّى الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى، وَقَامَ ذٰلِكَ الْاَعْرَابِيُّ، اَوْ غَيْرُهٗ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! تَهَدَّمَ الْبِنَاءُ، وَغَرِقَ الْمَالُ، فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا، فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا)). فَمَا يُشِيْرُ اِلٰى نَاحِيَةٍ مِنَ السَّحَابِ اِلَّا انْفَرَجَتْ وَصَارَتِ الْمَدِيْنَةُ مِثْلَ الْجَوْبَةِ، وَسَالَ الْوَادِيْ قَنَا شَهْرًا، وَلَمْ يَجِيْءُ اَحَدٌ مِنْ نَاحِيَةٍ اِلَّا حَدَّثَ بِالْجَوْدِ. وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا، اَللّٰهُمَّ عَلَى الْاٰكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُوْنِ الْاَوْدِيَةِ، وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ)). قَالَ: فَاَقْلَعَتْ، وَخَرَجْنَا نَمْشِيْ فِي الشَّمْسِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سے دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے ابھی اپنے ہاتھ اٹھائے اور ہمیں آسمان پر کوئی بادل نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! آپ ﷺ نے ابھی اپنے ہاتھ نیچے نہیں کیے تھے کہ پہاڑوں کی مانند گھرے بادل امڈ آئے' آپ ﷺ ابھی منبر سے نیچے نہ اترے تھے' یہاں تک کہ میں نے دیکھا بارش آپ ﷺ کی داڑھی مبارک پر پڑ رہی ہے۔ چنانچہ اس روز' اگلے دن اور اس سے اگلے دن بلکہ دوسرے جمعہ تک بارش ہوتی رہی' پھر وہی دیہاتی یا کوئی اور کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! مکانات گر گئے ہیں اور مال مویشی غرق ہو گئے ہیں' ہمارے لیے اللہ سے دعا کیجیے۔ چنانچہ آپ ﷺ اپنے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی: اے اللہ! ہمارے اردگرد (بارش) برستا اور ہم پر نہ برسا۔ آپ ﷺ جس طرف بھی اشارہ کرتے بادل چھٹ جاتے' مدینہ حوض کی مانند ہو گیا اور ''قناۃ'' وادی ایک ماہ تک بہتی رہی اور ہر جانب سے آنے والا شخص بارش کی ہی خبر دیتا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش برستا اور ہم پر نہ ہو' اے اللہ! ٹیلوں' پہاڑیوں' وادیوں اور جہاں جہاں درخت اگتے ہیں۔ انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بادل چھٹ گئے اور ہم نکلے تو ہم دھوپ میں چل رہے تھے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ استسقاء میں دعا بھی کافی ہے اور بارش کی موقوفی کے لیے دعا کا طریقہ معلوم ہوا مگر اس کے لیے لوگوں کا میدان اجتماع اور نماز مشروع نہیں ہے۔ (نووی)

کھجور کے تنے کا فراق نبوی میں رونا

(۵۹۰۳) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا خَطَبَ اِسْتَنَدَ اِلٰى جِذْعِ نَخْلَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ، فَلَمَّا صُنِعَ لَهُ الْمِنْبَرُ فَاسْتَوٰى عَلَيْهِ، صَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتِيْ كَانَ يَخْطُبُ عِنْدَهَا حَتّٰى كَادَتْ اَنْ تَنْشَقَّ، فَنَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى اَخَذَهَا فَضَمَّهَا اِلَيْهِ، فَجَعَلَتْ تَئِنُّ اَنِيْنَ الصَّبِيِّ الَّذِيْ يُسَكَّتُ حَتَّى اسْتَقَرَّتْ، قَالَ: ((بَكَتْ عَلٰى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۵۹۰۳) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب خطبہ فرماتے تو کھجور کے اس تنے کے ساتھ ٹیک لگاتے تھے جو مسجد نبوی کا ایک ستون تھا۔ جب آپ ﷺ کے لیے منبر بنایا گیا تو آپ ﷺ اس پر تشریف فرما ہوئے کھجور کا وہ تنا بلبلانے لگا جس کے قریب آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرماتے تھے' قریب تھا کہ اس کے ٹکڑے ہو جاتے۔ نبی کریم ﷺ اترے اور اس کو پکڑا اور اپنے ساتھ ملایا تو وہ تھا اس بچے کی طرح ہچکیاں لے کر رونے لگا جس کو خاموش کرایا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ پر سکون ہو گیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: وہ اس سبب سے رو رہا تھا کہ وہ ذکر الٰہی سنا کرتا تھا۔ (بخاری)

۵۹۰۳۔ صحیح بخاری کتاب علامات النبوۃ (۳۵۸۴-۳۵۸۵)

توضیح: رسول اللہ ﷺ کی جدائی میں یہ لکڑی رونے لگی جب آپ نے اپنا دست مبارک اس پر رکھا تو اس کو تسلی ہو گئی کیا مومنوں کو اس لکڑی کے برابر بھی نبی ﷺ سے محبت نہیں جو آپ کے کلام پر دوسروں کی رائے وقیاس کو مقدم سمجھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی جدائی میں اس لکڑی کا رونا معجزات نبوی میں سے ہے۔ (راز)

بائیں ہاتھ سے کھانے پر اصرار کرنے والے کو فوری سزا

(٥٩٠٤) وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَجُلًا اَكَلَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِشِمَالِهٖ فَقَالَ: ((كُلْ بِيَمِيْنِكَ)) قَالَ: لَا اَسْتَطِيْعُ۔ قَالَ: ((لَا اسْتَطَعْتَ))۔ مَا مَنَعَهُ اِلَّا الْكِبْرُ، قَالَ: فَمَا رَفَعَهَا اِلٰى فِيْهِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۹۰۴) سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنے بائیں ہاتھ کے ساتھ کھانا کھایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے دائیں ہاتھ کے ساتھ کھانا کھاؤ۔ اس نے کہا: مجھے استطاعت نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے کہا: تجھے طاقت نہ ہو‘ اس کے کبر وغرور نے اسے حکم ماننے سے روکا سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پھر وہ اپنے دائیں ہاتھ کو کبھی اپنے منہ کی طرف نہ اٹھا سکا۔ (مسلم)

توضیح: رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کی یہ سزا ہے کہ اس کا ہاتھ شل ہو گیا۔ بعض نے کہا یہ شخص منافق تھا اور اس کا نام بسر بن راعی العیر تھا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بلا عذر شریعت کی جو مخالفت کرے اس پر بددعا کرنا درست ہے۔ (نووی)

نبی کریم ﷺ کی برکات سے جانور بھی فیض پاتے تھے

(٥٩٠٥) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ فَزِعُوْا مَرَّةً، فَرَكِبَ النَّبِيُّ ﷺ فَرَسًا لِاَبِيْ طَلْحَةَ بَطِيْئًا وَكَانَ يَقْطِفُ، فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ: ((وَجَدْنَا فَرَسَكُمْ هٰذَا بَحْرًا))۔ فَكَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ لَا يُجَارٰى. وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَمَا سُبِقَ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۵۹۰۵) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار اہل مدینہ خوف زدہ ہو گئے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہوئے جو سست رفتار اور چلنے میں کمزور تھا۔ جب آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو فرمایا: ہم نے تمہارے اس گھوڑے کو سمندر کی طرح تیز رفتار پایا۔ اس کے بعد اس گھوڑے کا دوڑنے میں کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ اس دن کے بعد کوئی گھوڑا اس سے آگے نہ بڑھ سکا۔ (بخاری)

حضرت جابر کی کھجوروں میں برکت

(٥٩٠٦) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: تُوُفِّيَ اَبِيْ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، فَعَرَضْتُ عَلٰى غُرَمَائِهٖ اَنْ يَّأْخُذُوْا التَّمْرَ بِمَا عَلَيْهِ، فَاَبَوْا فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: قَدْ عَلِمْتَ اَنَّ وَالِدِيْ اُسْتُشْهِدَ يَوْمَ اُحُدٍ وَتَرَكَ دَيْنًا كَثِيْرًا، وَاِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ يَرَاكَ الْغُرَمَاءُ، فَقَالَ لِيْ: ((اِذْهَبْ

(۵۹۰۶) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد وفات پا گئے اور ان پر قرض تھا‘ میں نے قرض خواہوں کو پیشکش کی کہ وہ قرض کے بدلے میں کھجور اٹھا لیں۔ انہوں نے انکار کیا‘ چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ! کے پاس آیا اور میں نے کہا: آپ ﷺ کو معلوم ہے کہ میرے والد غزوۂ احد میں شہید ہو گئے تھے اور اپنے ذمے کافی قرض چھوڑ گئے۔ مجھے پسند ہے کہ قرض خواہ آپ ﷺ کو دیکھیں۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: جاؤ کھجور کی ہر قسم کی علیحدہ

٥٩٠٤۔ صحیح مسلم کتاب الاطعمة (١٠٧/ ٢٠٢١)

٥٩٠٥۔ صحیح بخاری کتاب الجهاد (٢٨٦٧)، (٢٩٦٩)، صحیح مسلم کتاب المغازی (٤٨/ ٢٣٠٧)

٥٩٠٦۔ صیحح بخاری (٣٥٨٠) (٤٠٥٣)

فَبَيْدِرْ كُلَّ تَمْرٍ عَلٰى نَاحِيَةٍ، فَفَعَلْتُ، ثُمَّ دَعَوْتُهٗ، فَلَمَّا نَظَرُوْا اِلَيْهِ كَاَنَّهُمْ اُغْرُوْا بِيْ تِلْكَ السَّاعَةِ، فَلَمَّا رَاٰى مَا يَصْنَعُوْنَ طَافَ حَوْلَ اَعْظَمِهَا بَيْدَراً ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((اُدْعُ لِيْ اَصْحَابَكَ)). فَمَا زَالَ يَكِيْلُ لَهُمْ حَتّٰى اَدَّى اللّٰهُ عَنْ وَالِدِيْ اَمَانَتَهٗ، وَاَنَا اَرْضٰى اَنْ يُؤَدِّيَ اللّٰهُ اَمَانَةَ وَالِدِيْ وَلَا اَرْجِعُ اِلٰى اِخْوَاتِيْ بِتَمْرَةٍ، فَسَلَّمَ اللّٰهُ الْبَيَادِرَ كُلَّهَا، وَحَتّٰى اِنِّيْ اَنْظُرُ اِلَى الْبَيْدَرِ الَّذِيْ كَانَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ كَاَنَّهَا لَمْ تَنْقُصْ تَمْرَةٌ وَاحِدَةٌ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

علیحدہ ڈھیری لگاؤ' چنانچہ میں نے ایسا کیا' پھر میں نے آپ ﷺ کو بلایا۔ جب قرض خواہوں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو گویا کہ وہ اس وقت میرے خلاف غصے میں آ گئے۔ آپ ﷺ نے قرض خواہوں کا یہ رویہ دیکھا تو آپ ﷺ نے ان میں سے سب سے بڑے ڈھیر کے گرد تین چکر لگائے' بعدازاں اس پر تشریف فرما ہو گئے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے قرض داروں کو میرے پاس بلاؤ تو آپ ﷺ انہیں ماپ ماپ کر دیتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے والد سے اس کا قرض اتار دیا جبکہ میں تو اس پر بھی راضی تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے والد کے قرض کو اتار دے اور میں اپنی بہنوں کے لیے ایک کھجور بھی نہ لے جا سکوں۔ اللہ تعالیٰ نے تمام ڈھیروں کو صحیح سالم رکھا ہوا اور میں نے اس ڈھیر کو دیکھا جس پر نبی کریم ﷺ تشریف فرما رہے تھے یوں لگتا تھا کہ جیسے اس ڈھیر سے ایک کھجو بھی کم نہیں ہوئی۔ (بخاری)

توضیح: جابر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کو اس خیال سے لائے تھے کہ آپ کو دیکھ کر قرض خواہ کچھ قرض چھوڑ دیں گے لیکن نتیجہ الٹا ہوا۔ قرض خواہ یہ سمجھے کہ نبی ﷺ کی جابر رضی اللہ عنہ پر نظر عنایت ہے۔ اگر جابر کے والد کا مال کافی نہ ہوگا تو باقی قرضہ رسول اللہ ﷺ خود اپنے پاس سے ادا کریں گے۔ اس لیے انہوں نے اور سخت تقاضا شروع کیا لیکن اللہ نے اپنے رسول کی دعا قبول کی اور دل میں کافی برکت ہوگئی۔ (راز)

(۵۹۰۷) وَعَنْهُ، قَالَ: اِنَّ اُمَّ مَالِكٍ رضی اللہ عنہا كَانَتْ تُهْدِيْ لِلنَّبِيِّ ﷺ فِيْ عُكَّةٍ لَهَا سَمْنًا، فَيَاْتِيْهَا بَنُوْهَا فَيَسْاَلُوْنَ الْاُدُمَ وَلَيْسَ عِنْدَهُمْ شَيْءٌ فَتَعْمِدُ اِلَى الَّذِيْ كَانَتْ تُهْدِيْ فِيْهِ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَتَجِدُ فِيْهِ سَمْنًا، فَمَا زَالَ يُقِيْمُ لَهَا اُدْمَ بَيْتِهَا حَتّٰى عَصَرَتْهُ، فَاَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ ((عَصَرْتِيْهَا؟)). قَالَتْ نَعَمْ قَالَ: ((لَوْ تَرَكْتِيْهَا مَا زَالَ قَائِمًا)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۹۰۷) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ام مالک رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کی جانب چمڑے کی ایک کپی میں گھی کا تحفہ بھیجتیں۔ ام مالک رضی اللہ عنہا کے اپس ان کے بچے آتے اور ان سے سالن طلب کرتے لیکن ان کے پاس کوئی چیز نہ ہوتی تو وہ اس کپی کی طرف جاتیں جس میں نبی اکرم ﷺ کو ہدیہ بھیجتی تھیں تو وہ اس میں گھی موجود پاتیں' ان کے گھر وہ کپی ہمیشہ سالن کا کام دیتی رہی حتیٰ کہ انہوں نے نچوڑ دیا۔ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے اس کو بالکل نچوڑ دیا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو اسے نہ نچوڑتی تو وہ ہمیشہ اسی طرح قائم رہتی۔ (مسلم)

حضرت ابوطلحہ کے کھانے میں برکت

(۵۹۰۸) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ

(۵۹۰۸) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا:

۵۹۰۷۔ صحیح مسلم کتاب الفضائل (۸/ ۲۲۸۰)

۵۹۰۸۔ صحیح بخاری کتاب علامات النبوۃ (۳۵۷۸)، صحیح مسلم کتاب الاطعمة (۱۴۳/ ۲۰۴۰) (۱۴۲/ ۲۹۰۴۰)

لِاُمِّ سُلَيْمٍ: لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ضَعِيْفًا اَعْرِفُ فِيْهِ الْجُوْعَ، فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ، فَاَخْرَجَتْ اَقْرَاصًا مِنْ شَعِيْرٍ، ثُمَّ اَخْرَجَتْ خِمَارًا لَهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ يَدِيْ وَلَا ثَتْنِيْ بِبَعْضِهٖ، ثُمَّ اَرْسَلَتْنِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَهَبْتُ بِهٖ، فَوَجَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ((اَرْسَلَكَ اَبُوْ طَلْحَةَ؟))۔ قُلْتُ: نَعَمْ۔ قَالَ: ((بِطَعَامٍ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِمَنْ مَعَهٗ: ((قُوْمُوْا))۔ فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ حَتّٰى جِئْتُ اَبَا طَلْحَةَ فَاَخْبَرْتُهٗ، فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ: يَا اُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّاسِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ فَقَالَتْ: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ، فَانْطَلَقَ اَبُوْ طَلْحَةَ حَتّٰى لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَبُوْ طَلْحَةَ: يَا اُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّاسِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ فَقَالَتْ: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ، فَانْطَلَقَ اَبُوْ طَلْحَةَ حَتّٰى لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَبُوْ طَلْحَةَ مَعَهٗ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((هَلُمِّيْ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ! مَا عِنْدَكِ)) فَاَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ، فَاَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَفُتَّ، وَعَصَرَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً فَاَدَمَتْهُ، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَقُوْلَ، ثُمَّ قَالَ: اِئْذَنْ لِعَشَرَةٍ)) فَاَذِنَ لَهُمْ، فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا، ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ: اِئْذَنْ لِعَشَرَةٍ، فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا. ثُمَّ قَالَ: اِئْذَنْ لِعَشَرَةٍ] فَاَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا، وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ اَوْثَمَانُوْنَ رَجُلًا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِيْ

میں نے رسول اللہ ﷺ کی آواز میں نقاہت محسوس کی اور مجھے آپ ﷺ کے بھوکے ہونے کا گمان گزرا ہے، کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، چنانچہ انہوں نے چند جو کی روٹیاں نکالیں، پھر اپنی اوڑھنی نکالی اور روٹیاں اس کے ایک پلو میں لپیٹیں، پھر اسے زور سے میرے ہاتھ پر رکھا اور دوپٹے کے دوسرے حصے کو بطور پگڑی میرے سر پر باندھ دیا۔ پھر مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا دیا۔ میں وہ لے کر آپ ﷺ کے پاس پہنچا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں پایا اور آپ ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ میں نے سب کو سلام کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کہا: کیا تجھے ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں آپ ﷺ نے فرمایا: کھانا دے کر؟ میں نے کہا: ہاں رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھ تمام صحابہ کو حکم دیا کہ اٹھیں۔ چنانچہ آپ ﷺ چلے اور میں بھی ان کے آگے چلا، حتیٰ کہ میں ابوطلحہ کے پاس پہنچا اور میں نے انہیں بتایا۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ام سلیم! رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تشریف لے آئے ہیں اور ہمارے پاس انہیں کھلانے کے لیے کچھ نہیں ہے۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا کہنے لگیں اللہ اور اس کا رسول زیادہ جاننے والے ہیں۔ چنانچہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نکلے اور رسول اللہ ﷺ سے ملے۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ام سلیم! تمہارے پاس جو کچھ ہے لے آؤ، وہ وہی روٹیاں لے آئیں تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا اور روٹیاں توڑ کر باریک کر دی گئیں اور ام سلیم رضی اللہ عنہا نے مشکیزہ کو نچوڑا اور اس گھی کو بطور سالن پیش کیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس میں برکت کی دعا کی۔ جو اللہ نے چاہا کہ دعا کریں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: دس افراد کو بلاؤ، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ انہوں نے دس افراد کو بلایا۔ انہوں نے پیٹ بھر کر کھایا اور باہر آ گئے۔ آپ ﷺ نے پھر دس آدمیوں کو بلانے کو حکم دیا چنانچہ وہ بھی آئے، انہوں نے سیر ہو کر کھانا کھایا، پھر وہ چلے گئے۔ پھر فرمایا: دس افراد کو اور بلاؤ، انہوں نے دس افراد کو اور بلایا، انہوں نے سیر ہو کر کھانا کھایا، پھر وہ چلے گئے، اسی طرح دس دس کر کے سب لوگوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد ستر یا اسی تھی۔ (بخاری و مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: دس افراد کو بلائیں، وہ آ گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا نام لے کر کھانا شروع کرو۔

رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ اَنَّهٗ قَالَ: ((اِئْذَنْ لِعَشَرَةٍ)) فَدَخَلُوْا فَقَالَ: ((كُلُوْا وَسَمُّوْا اللّٰهَ)) فَاَكَلُوْا حَتّٰى فَعَلَ ذٰلِكَ بِثَمَانِيْنَ رَجُلًا، ثُمَّ اَكَلَ النَّبِيُّ ﷺ وَاَهْلُ الْبَيْتِ وَتَرَكَ سُوْرًا. وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ، قَالَ: ((اَدْخِلْ عَلَيَّ عَشَرَةً)) حَتّٰى عَدَّ اَرْبَعِيْنَ، ثُمَّ اَكَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ هَلْ نَقَصَ مِنْهَا شَيْءٌ؟ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: ثُمَّ اَخَذَ مَا بَقِيَ فَجَمَعَهٗ، ثُمَّ دَعَا فِيْهِ بِالْبَرَكَةِ فَعَادَ كَمَا كَانَ فَقَالَ: ((دُوْنَكُمْ هٰذَا.))

اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس دس آدمی اندر لاؤ' یہاں تک کہ آپ ﷺ نے چالیس گن لیے' نبی ﷺ نے کھانا کھایا اور میں دیکھنے لگا کہ کیا کھانا کم بھی ہوا ہے؟ اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ بعد ازاں آپ ﷺ نے باقی ماندہ کھانے کو اٹھایا اور اسے جمع کیا' پھر اس میں برکت کی دعا کی تو کھانا اتنی مقدار میں ہو گیا جس قدر پہلے تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے اٹھا لیجئے۔

توضیح: آپ نے دس دس کو بلایا کیونکہ پیالہ چھوٹا ہو گا اور اس سے زیادہ آدمی اس کے گرد حلقہ نہ کر سکتے ہوں گے۔ اس حدیث سے ام سلیم رضی اللہ عنہا کی بڑی دانائی اور دین داری ثابت ہوئی کہ ابوطلحہ گھبرا گئے پر وہ پریشان نہیں ہوئیں۔ (نووی)

پانی میں برکت کے واقعات

(۵۹۰۹) وَعَنْهُ، رضی اللہ عنہ قَالَ: اُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِاِنَاءٍ وَهُوَ بِالزَّوْرَاءِ، فَوَضَعَ يَدَهٗ فِي الْاِنَاءِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهٖ، فَتَوَضَّاَ الْقَوْمُ قَالَ قَتَادَةُ: قُلْتُ لِاَنَسٍ: كَمْ كُنْتُمْ؟ قَالَ: ثَلَاثُمِائَةٍ اَوْ زُهَاءَ ثَلَاثِمِائَةٍ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۹۰۹) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ زوزاء جگہ میں تھے کہ آپ ﷺ کے پاس ایک برتن لایا گیا تو آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ برتن میں رکھا' پانی آپ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے جوش مارنے لگا تو لوگوں نے اس پانی سے وضو کیا۔ قتادہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ کتنے لوگ تھے؟ انہوں نے کہا: تین سو یا تین سے کچھ زائد۔ (بخاری ومسلم)

(۵۹۱۰) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كُنَّا نَعُدُّ الْاٰيَاتِ بَرَكَةً، وَاَنْتُمْ تَعُدُّوْنَهَا تَخْوِيْفًا۔ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ۔ فَقَلَّ الْمَاءُ فَقَالَ: ((اُطْلُبُوْا فَضْلَةً مِنْ مَاءٍ)) فَجَاؤُوْا بِاِنَاءٍ فِيْهِ مَاءٌ قَلِيْلٌ فَاَدْخَلَ يَدَهٗ فِي الْاِنَاءِ، ثُمَّ قَالَ: ((حَيَّ عَلَى الطَّهُوْرِ الْمُبَارَكِ وَالْبَرَكَةِ مِنَ اللّٰهِ)) وَلَقَدْ رَاَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَقَدْ كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيْحَ الطَّعَامِ وَهُوَ يُؤْكَلُ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۵۹۱۰) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم معجزات کو برکت خیال کرتے تھے اور تم لوگ انہیں ڈراؤ تصور کرتے ہو۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ پانی ختم ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تھوڑا سا پانی تلاش کرو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے پاس ایک برتن لائے جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا اور پھر فرمایا: پانی کی طرف آؤ جو بہت برکت والا ہے اور برکت اللہ کی جانب سے ہے۔ بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں سے پانی ابلتے دیکھا اور جب کھانا جا رہا ہوتا تھا تو ہم کھانے سے سبحان اللہ کے کلمات سنا کرتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

۵۹۰۹۔ صحيح بخاری كتاب علامات النبوة (۳۵۷۲)، صحيح مسلم كتاب المناقب (۶/ ۲۲۶۹) (۷/ ۲۲۷۹)

۵۹۱۰۔ صحيح بخاری كتاب علامات النبوة (۳۵۷۹)

توضیح: یہ رسول اللہ ﷺ کا معجزہ تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے کانوں سے کھانے وغیرہ میں سے تسبیح کی آواز سن لیتے تھے۔ ورنہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ ''ہر چیز اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے لیکن تم ان کی تسبیح کو سمجھ نہیں پاتے'' (بنی اسرائیل: ٤٤) (راز)

(٥٩١١) وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اِنَّكُم تَسِيْرُوْنَ عَشِيَّتَكُمْ وَلَيْلَتَكُمْ، وَتَأْتُوْنَ الْمَاءَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ غَدًا)) فَانْطَلَقَ النَّاسُ لَا يَلْوِیْ اَحَدٌ عَلٰی اَحَدٍ۔ قَالَ اَبُوْ قَتَادَةَ: فَبَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسِيْرُ حَتّٰی اِبْهَارَّ اللَّيْلُ فَمَالَ عَنِ الطَّرِيْقِ، فَوَضَعَ رَأْسَهٗ، ثُمَّ قَالَ: ((اِحْفَظُوْا عَلَيْنَا صَلَاتَنَا)) فَكَانَ اَوَّلَ مَنِ اسْتَيْقَظَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَالشَّمْسُ فِیْ ظَهْرِهٖ، ثُمَّ قَالَ: ((ارْكَبُوْا)) فَرَكِبْنَا۔ فَسِرْنَا حَتّٰی اِذَا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ نَزَلَ، ثُمَّ دَعَا بِمِيْضَاةٍ كَانَتْ مَعِیَ فِيْهَا شَیْءٌ مِنْ مَاءٍ، فَتَوَضَّأَ مِنْهَا وُضُوْءًا دُوْنَ وُضُوْءٍ۔ قَالَ: وَبَقِیَ فِيْهَا شَیْءٌ مِنْ مَاءٍ۔ ثُمَّ قَالَ: ((اِحْفَظْ عَلَيْنَا مِيْضَاتَكَ فَسَيَكُوْنُ لَهَا نَبَأٌ)) ثُمَّ اَذَّنَ بِلَالٌ بِالصَّلَاةِ، فَصَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ صَلَّی الْغَدَاةَ، وَرَكِبَ وَرَكِبْنَا مَعَهٗ، فَانْتَهَيْنَا اِلَی النَّاسِ حِيْنَ امْتَدَّ النَّهَارُ وَحَمِیَ كُلُّ شَیْءٍ، وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلَكْنَا وَعَطِشْنَا، فَقَالَ: ((لَا هُلْكَ عَلَيْكُمْ)) وَدَعَا بِالْمِيْضَاةِ فَجَعَلَ يَصُبُّ، وَاَبُوْ قَتَادَةَ يَسْقِيْهِمْ، فَلَمْ يَعْدُ اَنْ رَأَی النَّاسُ مَاءً فِی الْمِيْضَاةِ تَكَابُّوْا عَلَيْهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَحْسِنُوْا الْمَلَاءَ، كُلُّكُمْ سَيُرْوٰی)) قَالَ: فَفَعَلُوْا، فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُبُّ وَاَسْقِيْهِمْ، حَتّٰی مَا بَقِیَ غَيْرِیْ

(٥٩١١) ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا' آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم شروع رات اور آخر رات تک چلتے رہے تو ان شاء اللہ کل تک پانی تک پہنچ جاؤ گے۔ پس لوگ چلے کوئی شخص کسی کی جانب دھیان نہیں کر رہا تھا۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ چلتے رہے، حتیٰ کہ آدھی رات ہو گئی۔ آپ ﷺ راستے سے تھوڑا سا ہٹے اور اپنا سر تکیے پر رکھا' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ہمارے لیے ہماری نمازوں کا خیال رکھنا۔ چنانچہ سب سے پہلے بیدا ہونے والے رسول کرم ﷺ تھے جبکہ سورج آپ ﷺ کی پشت کے پیچھے تھا' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: سوار ہو جاؤ' ہم سوار ہو گئے' ہم چلتے رہے حتیٰ کہ جب سورج کافی بلند ہو گیا تو آپ ﷺ اترے' پھر آپ ﷺ نے وضو والا برتن منگوایا جو میرے پاس تھا اور اس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ آپ ﷺ نے اس سے درمیانہ سا وضو کیا۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس میں تھوڑا سا پانی باقی بچ گیا' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ہمارے لیے اپنے وضو کے برتن کو سنبھال کر رکھنا عنقریب اس کے لیے ایک خبر ہو' پھر بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کے لیے اذان کہی تو رسول اللہ ﷺ نے دو رکعتیں پڑھیں' پھر صبح کی نماز کی امامت کرائی اور آپ ﷺ سواری پر سوار ہوئے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ سوار ہوئے ہم لوگوں کے پاس اس وقت پہنچے جب سورج کافی اونچا ہو گیا اور ہر چیز گرم ہو گئی اور وہ لوگ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! ہم تو تباہ ہو گئے ہیں اور پیاسے ہو گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم پر ہلاکت نہیں آئے گی اور وضو والا برتن منگوایا آپ ﷺ نے پانی انڈیلنا شروع کیا اور ابوقتادہ رضی اللہ عنہ ان کو پانی پلا رہے تھے اور جونہی لوگوں نے اس برتن میں پانی دیکھا تو وہ برتن پر ٹوٹ پڑے۔ آپ ﷺ ﷺ نے فرمایا: حسن اخلاق کا ثبوت دیا تو رسول اللہ ﷺ پانی گرا رہے تھے اور میں انہیں پانی پلا رہا تھا' یہاں تک کہ میرے اور رسول محترم ﷺ کے سوا کوئی باقی نہ رہا' پھر آپ ﷺ نے پانی ڈالا اور مجھے کہا: پیؤ' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں اس وقت تک نہیں پیوں گا جب

٥٩١١۔ صحیح مسلم کتاب الصلوة (٣١١/ ٦٨١)

آخِرُهُمْ)) قَالَ: فَشَرِبْتُ وَشَرِبَ، قَالَ: فَاَتَى النَّاسُ الْمَاءَ جَامِّيْنَ رِوَاءً رَوَاهُ مُسْلِمٌ هٰكَذَا فِيْ صَحِيْحٌ، وَكَذَا فِيْ كِتَابِ الْحُمَيْدِيِّ، وَ جَامِعِ الْاُصُوْلِ۔ وَزَادَ فِيْ الْمَصَابِيْحِ بَعْدَ قَوْلِهٖ: آخِرُهُمْ لَفْظَةَ: شُرْبًا.

تک کہ آپ ﷺ نہ پی لیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قوم کو پلانے والا سب سے آخر سے میں پیتا ہے۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے پیا اور آپ ﷺ نے پیا اور راوی نے کہا کہ لوگ سیراب ہونے کی وجہ سے راحت چانے والے پانی پر آئے۔ (مسلم) صحیح مسلم میں حدیث کے الفاظ یہی ہیں' اسی طرح "حمیدی" اور "جامع الاصول" میں ہے اور "مصابیح" میں آخرہم کے بعد پی ہوا کا لفظ ہے۔

توضیح: اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے کئی معجزے مذکور ہوئے ایک یہ کہ آپ کا خبر دینا کہ اس لوٹے سے عجیب کیفیت ظاہر ہوگی اور ویسا ہی ہوا کہ سینکڑوں آدمی اس سے سیراب ہو گئے دوسرا یہ کہ تھوڑے پانی کا بہت زیادہ ہو جانا۔ تیسرا آپ کا یہ فرمانا کہ تم سب سیراب اور آلودہ ہو جاؤ گے اور ایسا ہی ہوا۔ چوتھا آپ کا یہ خبر دینا کہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے یوں کہا اور لوگوں نے یوں کہا اور ایسا ہی ہوا تھا۔ پانچواں یہ کہ آپ نے خبر دی کہ آج کی رات بھر چلو گے اور صبح کو پانی پر پہنچو گے اور ایسا ہی ہوا۔ (نووی)

نبی رحمت ﷺ کی برکات کے چند معجزات

(۵۹۱۲) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ غَزْوَةِ تَبُوْكَ، اَصَابَ النَّاسَ مَجَاعَةٌ۔ فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! اُدْعُهُمْ بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ، ثُمَّ ادْعُ اللّٰهَ لَهُمْ عَلَيْهَا بِالْبَرَكَةِ۔ فَقَالَ: ((نَعَمْ)) فَدَعَا بِنِطْعٍ، فَبُسِطَ، ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ، فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيْءُ بِكَفِّ ذُرَةٍ، وَيَجِيْءُ الْاٰخَرُ بِكَفِّ تَمْرٍ، وَيَجِيْءُ الْاٰخَرُ بِكِسْرَةٍ، حَتّٰى اجْتَمَعَ عَلَى النِّطْعِ شَيْءٌ يَسِيْرٌ، فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْبَرَكَةِ، ثُمَّ قَالَ: ((خُذُوْا فِيْ اَوْعِيَتِكُمْ)) فَاَخَذُوْا فِيْ اَوْعِيَتِهِمْ حَتّٰى مَا تَرَكُوْا فِي الْعَسْكَرِ وِعَاءً اِلَّا مَلَاُوْهُ قَالَ: فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا، وَفَضَلَتْ فَضْلَةٌ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ، لَا يَلْقَى اللّٰهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرَ شَاكٍّ فَيُحْجَبَ عَنِ الْجَنَّةِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۹۱۲) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ تبوک کا دن تھا' لوگ بھوک میں مبتلا ہوئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ لوگوں سے ان کے بچے ہوئے سامان سفر طلب فرمائیں' پھر اللہ سے ہمارے لیے اس میں برکت کی دعا فرمائیں۔ ٹھیک ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے چمڑے کا دستر خوان طلب فرمایا: اس کو بچھا دیا گیا' پھر آپ ﷺ نے ان کے زادراہ سے زائد چیزیں منگوائیں۔ چنانچہ ایک شخص مٹھی بھر مکئی لایا' کوئی مٹھی بھر کھجور اور کوئی روٹی کا ٹکڑا لایا۔ یہاں تک کہ دستر خوان پر تھوڑا سا کھانا جمع ہوا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس میں برکت کی دعا فرمائی اور فرمایا: اپنے برتنوں میں ڈال لو' لوگوں نے پانی خرجیاں بھر لیں حتیٰ کہ لشکر میں کوئی برتن ایسا نہ رہا جو بھرا نہ گیا ہو۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سب نے سیر ہو کر کھایا اور بچ بھی گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اس کا رسول ہوں' جو شخص بھی ان دو چیزوں پر بلاشک وشبہ ایمان کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملے گا تو وہ جنت سے نہیں روکا جائے گا۔ (مسلم)

(۵۹۱۳) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ عُرُوْسًا بِزَيْنَبَ، فَعَمِدَتْ اُمِّيْ اُمُّ سُلَيْمٍ اِلٰى

(۵۹۱۳) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کیا تو تو میری والدہ ام سلیم نے کھجور' گھی اور پنیر حاصل کیا' اس

۵۹۱۲۔ صحیح مسلم کتاب الایمان (۵۴/ ۲۷)

۵۹۱۳۔ صحیح بخاری کتاب الهدية (۵۱۶۳)، صحیح مسلم کتاب الولیمة (۹۴/ ۱۴۲۸)

تَمْرٍ وَسَمَنٍ وَاَقِطٍ، فَصَنَعَتْ حَيْسًا فَجَعَلَتْهُ فِيْ تَوْرٍ۔ فَقَالَتْ: يَا اَنَسُ ! اِذْهَبْ بِهٰذَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْ: بَعَثَتْ بِهٰذَا اِلَيْكَ اُمِّيْ وَهِيَ تُقْرِئُكَ السَّلَامَ، وَتَقُوْلُ: اِنَّ هٰذَا لَكَ مِنَّا قَلِيْلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَذَهَبْتُ فَقُلْتُ، فَقَالَ: ((ضَعْهُ)) ثُمَّ قَالَ: ((اِذْهَبْ فَادْعُ لِيْ فُلَانًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا)) رِجَالًا سَمَّاهُمْ ((وَادْعُ مَنْ لَقِيْتَ)) فَدَعَوْتُ مَنْ سَمّٰى وَمَنْ لَقِيْتُ، فَرَجَعْتُ فَاِذَا الْبَيْتُ غَاصٌّ بِاَهْلِهٖ۔ قِيْلَ لِاَنَسٍ: عَدَدُكُمْ كَمْ كَانُوْا؟ قَالَ: زُهَاءُ ثَلَاثِمِائَةٍ۔ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى تِلْكَ الْحَيْسَةِ، وَتَكَلَّمَ بِمَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ جَعَلَ يَدْعُوْ عَشَرَةً عَشَرَةً يَاْكُلُوْنَ مِنْهُ، وَيَقُوْلُ لَهُمْ: ((اُذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ، وَلْيَاْكُلْ كُلُّ رَجُلٍ مِمَّا يَلِيْهِ)) قَالَ: فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا فَخَرَجَتْ طَائِفَةٌ، وَدَخَلَتْ طَائِفَةٌ، حَتّٰى اَكَلُوْا كُلُّهُمْ۔ قَالَ لِيْ: ((يَا اَنَسُ! اِرْفَعْ)) فَرَفَعْتُ، فَمَا اَدْرِيْ حِيْنَ وَضَعْتُ كَانَ اَكْثَرَ اَمْ حِيْنَ رَفَعْتُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سے حلوہ تیار کیا اور پھر اسے ایک برتن میں ڈالا۔ کہنے لگیں: اے انس! اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کرو اور کہو کہ یہ میری ماں نے آپ کی جانب بھیجا ہے اور وہ آپ ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کرتی ہیں کہ اور کہتی ہیں کہ اے اللہ کے رسول! یہ ہماری طرف سے آپ کے لیے تھوڑا سا ہدیہ ہے۔ چنانچہ میں آپ ﷺ کے پاس گیا اور میں نے سب کہہ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے رکھ دو' پھر فرمایا: جاؤ اور فلاں فلاں شخص کو میری طرف سے دعوت دو' آپ ﷺ نے ان کے ناموں سے بھی آگاہ کیا، نیز فرمایا: جس سے تم ملو اس کو بھی دعوت دو' چنانچہ میں نے ان لوگوں کو دعوت دی جن کا نام آپ ﷺ نے بتایا تھا، نیز ان کو بھی دعوت دی جن سے میری ملاقات ہوئی۔ میں جب گھر واپس پلٹا تو گھر لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ انس رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: وہ کتنے لوگ تھے؟ انہوں نے کہا: تقریباً تین سو ہوں گے۔ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا' آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس حلوے پر رکھا اور جو اللہ نے چاہا آپ ﷺ نے دعائیہ کلمات فرمائے' پھر آپ ﷺ دس دس اشخاص کو بلایا وہ اس سے تناول کرتے جاتے تھے اور آپ ﷺ انہیں فرمار ہے تھے کہ کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھا کرو اور ہر شخص کو چاہیے کہ وہ اپنے قریب سے کھائے۔ انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سب نے سیر ہو کر کھایا' ایک گروہ باہر چلا جاتا اور دوسرا گروہ اندر داخل ہو جاتا حتیٰ کہ سب نے کھا لیا تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: اے انس! اٹھاؤ۔ میں نے برتن اٹھایا لیکن میں نہیں جانتا کہ جب میں نے برتن رکھا تو اس میں کھانا زیادہ تھا یا جب میں نے اٹھایا تو اس وقت زیادہ تھا۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا بہت بڑا معجزہ ہے کہ ایک دو آدمی کے کھانے میں تین سو اشخاص اس پر وہ آسودہ ہو گئے اور ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا کی فضیلت میں آیت حجاب انہی کے زمانہ عقد میں نازل ہوئی۔ (نووی)

(٥٩١٤) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا عَلٰى نَاضِحٍ قَدْ اَعْيٰى، فَلَا يَكَادُ يَسِيْرُ فَتَلَاحَقَ بِيَ النَّبِيُّ ﷺ: فَقَالَ: ((مَا لِبَعِيْرِكَ؟)) قُلْتُ: قَدْ عَيِيَ فَتَخَلَّفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَزَجَرَهٗ فَدَعَا لَهٗ، فَمَا زَالَ بَيْنَ يَدَيِ الْاِبِلِ قُدَّامَهَا يَسِيْرُ فَقَالَ لِيْ ((كَيْفَ تَرٰى

(۵۹۱۴) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ایک جنگ لڑی اور میں پانی کھینچنے والے اونٹ پر سوار تھا جو عاجز آ چکا تھا بلکہ وہ چلتا ہی نہ تھا، نبی ﷺ مجھے ملے اور آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے اونٹ کو کیا ہوا ہے؟ میں نے کہا: وہ تھک چکا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ پیچھے آئے اور اونٹ کو ہانکا اور اس کے لیے برکت کی دعا کی' پھر ہمیشہ وہ اونٹ تمام اونٹوں سے آگے چلتا تھا۔ آپ ﷺ نے مجھے کہا: تمہارا اونٹ

٥٩١٤۔ صحيح بخاری کتاب الشروط وغيره (٢٩٦٧، ٢٠٩٧، ٢٧١٨)، صحيح مسلم (١١٠/ ٧١٥)

بَعِيرُكَ؟)) قُلْتُ: بِخَيْرٍ، قَدْ اَصَابَتْهُ بَرَكَتُكَ. قَالَ: ((اَفَتَبِيعُنِيهِ بِوُقِيَّةٍ؟)) فَبِعْتُهُ عَلٰى اَنَّ لِي فَقَارَ ظَهْرِهِ اِلَى الْمَدِينَةِ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِينَةَ غَدَوْتُ عَلَيْهِ بِالْبَعِيرِ، فَاَعْطَانِي ثَمَنَهُ وَرَدَّهُ عَلَيَّ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

کیسا ہے؟ میں نے کہا: بہتر ہے، اسے آپ ﷺ کی برکت پہنچی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو اس اونٹ کو میرے ہاتھ ایک اوقیہ کے عوض فروخت کرے گا؟ میں نے اسے اس شرط پر فروخت کیا کہ مدینہ تک میں اس پر سواری کروں گا۔ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ پہنچے تو میں آپ ﷺ کے پاس صبح سویرے اونٹ لے گیا۔ آپ ﷺ نے مجھے اس کی قیمت عطا فرمائی اور اونٹ بھی مجھے واپس لوٹا دیا۔ (بخاری و مسلم)

نبی کریم ﷺ کی نافرمانی کی سزا

(٥٩١٥) وَعَنْ اَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ غَزْوَةَ تَبُوكَ، فَاَتَيْنَا وَادِيَ الْقُرٰى عَلٰى حَدِيقَةٍ لِامْرَاَةٍ، فَقَالَ: رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اُخْرُصُوهَا)). فَخَرَصْنَاهَا، وَخَرَصَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَشَرَةَ اَوْسُقٍ وَقَالَ: ((اَحْصِيهَا حَتّٰى نَرْجِعَ اِلَيْكَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ)) وَانْطَلَقْنَا، حَتّٰى قَدِمْنَا تَبُوكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَتَهُبُّ عَلَيْكُمُ اللَّيْلَةَ رِيحٌ شَدِيدَةٌ)) فَلَا يَقُمْ فِيهَا اَحَدٌ، فَمَنْ كَانَ لَهُ بَعِيرٌ فَلْيَشُدَّ عِقَالَهُ)) فَهَبَّتْ رِيحٌ شَدِيدَةٌ. فَقَامَ رَجُلٌ فَحَمَلَتْهُ الرِّيحُ حَتّٰى اَلْقَتْهُ بِجَبَلَيْ طَيِّءٍ، ثُمَّ اَقْبَلْنَا حَتّٰى قَدِمْنَا وَادِيَ الْقُرٰى، فَسَاَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَرْاَةَ عَنْ حَدِيقَتِهَا ((كَمْ بَلَغَ ثَمَرُهَا؟)) فَقَالَتْ: عَشَرَةَ اَوْسُقٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(٥٩١٥) ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم غزوۂ تبوک کے لیے رسول اکرم ﷺ کی معیت میں نکلے تو ہم وادیٔ القریٰ میں ایک خاتون کے باغ کے نزدیک پہنچے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اس کا تخمینہ لگاؤ، چنانچہ ہم اس باغ کی پیداوار کا اندازہ کیا اور رسول اللہ ﷺ نے دس وسق کا تخمینہ لگایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اس کا خیال رکھنا یہاں تک کہ ہم واپس تیری طرف آئیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ ہم چل پڑے یہاں تک کہ ہم تبوک میں پہنچے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج رات تم پر سخت آندھی آئے گی تو کوئی تم میں سے اس میں کھڑا نہ رہے اور جس کے اونٹ ہے تو وہ اس کا گھٹنا مضبوطی کے ساتھ باندھے۔ چنانچہ تیز آندھی چلی، ایک شخص کھڑا ہوا تو اس کو آندھی نے اٹھا کر بنو طے کے دو پہاڑی کے درمیان پھینک دیا، پھر ہم واپس پلٹے حتیٰ کہ ہم وادی القریٰ میں پہنچ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس عورت سے اس کے باغ کے بارے میں دریافت کیا کہ اس باغ نے کتنا پھل دیا ہے؟ اس نے کہا: دس وسق۔ (پانچ من) (بخاری و مسلم)

(٥٩١٦) وَعَنْ اَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّكُمْ سَتَفْتَحُونَ مِصْرَ، وَهِيَ اَرْضٌ يُسَمّٰى فِيهَا الْقِيرَاطُ، فَاِذَا فَتَحْتُمُوهَا فَاَحْسِنُوا اِلٰى اَهْلِهَا فَاِنَّ لَهَا ذِمَّةً وَرَحِمًا اَوْ قَالَ: ذِمَّةً وَصِهْرًا فَاِذَا رَاَيْتُمْ رَجُلَيْنِ يَخْتَصِمَانِ

(٥٩١٦) ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ عنقریب تم مصر کو فتح کرو گے اس زمین میں قیراط کا چرچا ہے۔ جب تم اسے فتح کر لو تو اس کے باشندوں سے اچھا سلوک کرنا کیونکہ ان کے لیے ذمہ اور قرابت داری ہے یا آپ ﷺ نے فرمایا: ان کی عزت کے لیے ذمہ ہے اور میرے سسرال کا علاقہ ہے۔ جب تم دیکھو کہ دو شخص ایک اینٹ کی جگہ پر

٥٩١٥۔ صحيح بخاری كتاب الحج (١٤٨١)، صحيح مسلم كتاب فضل الانبياء (٧/ ٦١) رقم: ١٣٩٢.
٥٩١٦۔ صحيح مسلم كتاب الفضائل (٢٥٤٣)

فِیْ مَوْضِعِ لَبِنَةٍ فَاَخْرُجْ مِنْهَا))۔ قَالَ: فَرَاَیْتُ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ شُرَحْبِیْلَ بْنِ حَسَنَةَ وَاَخَاهُ رَبِیْعَةَ یَخْتَصِمَانِ فِیْ مَوْضِعِ لَبِنَةٍ، فَخَرَجْتُ مِنْهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

آپس میں جھگڑ رہے ہیں تو وہاں سے نکل جانا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے عبدالرحمٰن بن شرجیل بن حسنہ اور اس کے بھائی ربیعہ کو دیکھا کہ وہ ایک اینٹ کی جگہ میں جھگڑا کر رہے ہیں تو میں وہاں سے نکل گیا۔ (مسلم)

(۵۹۱۷) وَعَنْ حُذَیْفَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((فِیْ اَصْحَابِیْ وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ: فِیْ اُمَّتِیْ اِثْنَا عَشَرَ مُنَافِقًا لَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ، وَلَا یَجِدُوْنَ رِیْحَهَا حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ، ثَمَانِیَةٌ مِنْهُمْ تَکْفِیْهِمُ الدُّبَیْلَةُ: سِرَاجٌ مِنْ نَارٍ یَظْهَرُ فِیْ اَکْتَافِهِمْ حَتّٰی تَنْجُمَ فِیْ صُدُوْرِهِمْ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَسَنَذْکُرُ حَدِیْثَ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ((لَاُعْطِیَنَّ هٰذِهِ الرَّایَةَ غَدًا)) فِیْ بَابِ مَنَاقِبِ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ. وَحَدِیْثُ جَابِرٍ ((مَنْ یَصْعَدُ الثَّنِیَّةَ)) فِیْ بَابِ الْمَنَاقِبِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی.

(۵۹۱۷) حذیفہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے اصحاب میں ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں بارہ منافق ہیں جو جنت میں داخل نہیں ہوں گے اور نہ ہی جنت کی خوشبو پائیں گے، حتیٰ کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں سے گزرے۔ ان میں سے آٹھ ایسے شخص ہوں گے جو پھوڑا نکلنے سے ہلاک ہوں گے۔ آگ کا ایک شعلہ ہوگا جو ان کے کندھوں میں نمودار ہوگا اور ان کے سینوں سے پار ہو جائے گا۔ (مسلم) اور ہم عنقریب سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ ''میں کل یہ جھنڈا دوں گا'' مناقب علی رضی اللہ عنہ کے باب میں ذکر کریں گے اور جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث جس میں ہے کہ ''کون گھاٹی پر چڑھے گا'' کا ذکر باب المناقب میں کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ......دوسری فصل

اعلانِ نبوت سے پہلے ایک راہب کی ایمان بصیرت پیشین گوئی

(۵۹۱۸) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنہ، قَالَ: خَرَجَ اَبُوْ طَالِبٍ اِلَی الشَّامِ، وَخَرَجَ مَعَهُ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ اَشْیَاخٍ مِنْ قُرَیْشٍ، فَلَمَّا اَشْرَفُوْا عَلَی الرَّاهِبِ هَبَطُوْا، فَحَلُّوْا رِحَالَهُمْ، فَخَرَجَ اِلَیْهِمُ الرَّاهِبُ، وَکَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ یَمُرُّوْنَ بِهٖ فَلَا یَخْرُجُ اِلَیْهِمْ، قَالَ: فَهُمْ یَحُلُّوْنَ رِحَالَهُمْ، فَجَعَلَ یَتَخَلَّلُهُمُ الرَّاهِبُ، حَتّٰی جَاءَ فَاَخَذَ بِیَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: هٰذَا سَیِّدُ الْعَالَمِیْنَ، هٰذَا رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، یَبْعَثُهُ

(۵۹۱۸) ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ابوطالب شام کی طرف نکلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی قریش کے چند اکابر کی معیت میں ابوطالب کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جب وہ راہب کے ہاں اترے اور اپنے کجاوے کھولے تو راہب ان کے پاس آیا۔ اس سے پہلے جب کبھی بھی وہ راہب کے پاس سے گزرتے وہ ان کے پاس نہیں آتا تھا۔ راوی نے بیان کیا کہ ابھی وہ کجاوے اتار ہی رہے تھے کہ راہب ان کے درمیان کسی کو ڈھونڈتا پھر رہا تھا یہاں تک کہ راہب نے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑا کہنے لگا: یہ شخص تمام جہان والوں کا سردار ہے اور جہان والوں کے پروردگار کی جانب سے پیغمبر ہے، اس کو اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گا۔ قریش کے

۵۹۱۷۔ صحیح مسلم کتاب المنافقین (۲۷۷۹)

۵۹۱۸۔ جامع الترمذی کتاب المناقب (۳۶۲۰) یہ حدیث صحیح ہے۔

اللّٰهُ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ۔ فَقَالَ لَهٗ اَشْيَاخٌ مِنْ قُرَيْشٍ: مَا عِلْمُكَ؟ فَقَالَ: اِنَّكُمْ حِيْنَ اَشْرَفْتُمْ مِنَ الْعُقْبَةِ لَمْ يَبْقَ شَجَرٌ وَّلَا حَجَرٌ اِلَّاخَرَّ سَاجِدًا۔ وَلَا يَسْجُدَانِ اِلَّا لِنَبِيٍّ، وَاِنِّيْ اَعْرِفُهٗ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ اَسْفَلَ مِنْ غُضْرُوْفِ كَتِفِهٖ مِثْلَ التُّفَاحَةِ، ثُمَّ رَجَعَ فَصَنَعَ لَهُمْ طَعَامًا، فَلَمَّا اَتَاهُمْ بِهٖ وَكَانَ هُوَ فِيْ رَعْيَةِ الْاِبِلِ، فَقَالَ: اَرْسِلُوْا اِلَيْهِ فَاَقْبَلَ وَعَلَيْهِ غَمَامَةٌ تُظِلُّهٗ۔ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْقَوْمِ وَجَدَهُمْ قَدْ سَبَقُوْهُ اِلٰى فَيْءِ شَجَرَةٍ، فَلَمَّا جَلَسَ مَالَ فَيْءُ الشَّجَرَةِ عَلَيْهِ، فَقَالَ: اُنْظُرُوْا اِلٰى فَيْءِ الشَّجَرَةِ مَالَ عَلَيْهِ۔ فَقَالَ: اَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ اَيُّكُمْ وَلِيُّهٗ؟ قَالُوْا: اَبُوْطَالِبٍ۔ فَلَمْ يَزَلْ يُنَاشِدُهٗ حَتّٰى رَدَّهٗ اَبُوْ طَالِبٍ، وَبَعَثَ مَعَهٗ اَبُوْبَكْرٍ بِلَالًا، وَزَوَّدَهُ الرَّاهِبُ مِنَ الْكَعْكِ وَالزَّيْتِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

اکابرین نے اس راہب سے کہا: تجھے یہ کیسے معلوم ہوا ہے؟ اس نے بتایا کہ جب تم گھاٹی سے اترے ہو تو سبھی درخت اور پتھر سجدے میں گر پڑے اور یہ دونوں صرف کسی نبی کے لیے ہی سجدے میں گرتے ہیں اور بلاشبہ میں اس پیغمبر کو نبوت کی مہر کے ساتھ بھی پہچانتا ہوں جو اس کے کندھے کی ہڈی کے نیچے سیب کی مانند ہے۔ بعدازاں وہ راہب واپس گیا اور ان کے لیے کھانا تیار کیا، جب وہ ان کے پاس کھانا لایا تو رسول اللہ ﷺ اونٹ چرانے والوں میں سے تھے۔ اس شخص کی طرف پیغام بھیجو، چنانچہ آپ ﷺ اس حال میں آئے کہ ایک بادل آپ ﷺ پر سایہ کر رہا تھا۔ جب آپ ﷺ لوگوں کے قریب پہنچے تو آپ ﷺ نے قوم کو پایا کہ وہ درخت کے سائے میں چلے گئے ہیں۔ البتہ جب آپ ﷺ بیٹھے تو درخت کا سایہ آپ ﷺ پر جھک گیا۔ راہب نے کہا: دیکھو! درخت کا سایہ اس شخص پر جھکا ہوا ہے۔ راہب نے کہا: میں اللہ کا واسطہ دے کر تم سے دریافت کرتا ہوں کہ تم میں سے کون شخص اس کا قرابت دار ہے؟ لوگوں نے کہا: ابوطالب، راہب مسلسل ابوطالب کو قسم دیتا رہا کہ محمد ﷺ کو واپس مکہ کی طرف بھیج دو یہاں تک کہ ابوطالب نے آپ ﷺ کو مکہ واپس بھجوایا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے ساتھ بلال کو بھیجا اور راہب نے آپ ﷺ کو زادِ راہ بطور توشہ موٹی روٹی اور روغن زیتون دیا۔ (ترمذی)

نبی کریم ﷺ کے بعض معجزات

(۵۹۱۹) وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِمَكَّةَ، فَخَرَجْنَا فِيْ بَعْضِ نَوَاحِيْهَا، فَمَا اسْتَقْبَلَهٗ جَبَلٌ وَّلَا شَجَرٌ اِلَّا وَهُوَ يَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَالدَّارِمِيُّ.

(۵۹۱۹) علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا تو ہم مکہ کے گرد و نواح میں نکلے، سبھی پتھر اور درخت آپ ﷺ کو استقبال کرتے ہوئے السلام علیك یا رسول اللہ ﷺ کہہ رہے تھے۔ (ترمذی و دارمی)

اے اللہ کے رسول! آپ پر سلامتی ہو

(۵۹۲۰) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اُتِيَ بِالْبُرَاقِ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِهٖ مُلْجَمًا مُسْرَجًا، فَاسْتَصْعَبَ عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهٗ جِبْرَئِيْلُ: اَبِمُحَمَّدٍ

(۵۹۲۰) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کو جس رات اسراء کرایا گیا تو لگام ڈالی ہوئی اور زین کسی ہوئی براق کو لایا گیا۔ براق نے شوخی کا اظہار کیا تو جبرئیل علیہ السلام نے اسے کہا: کیا تو محمد ﷺ کے ساتھ یہ (شوخی) کرتا ہے؟

۵۹۱۹۔ جامع الترمذی کتاب المناقب (۳۶۲۶) (۳۷۰۵) اس میں عباد بن ابی یزید مجہول ہے اور ولید بن ابی نور الہمدانی ضعیف ہے۔
۵۹۲۰۔ جامع الترمذی کتاب التفسیر (۳۱۳۱) اس کی سند صحیح ہے۔

تَفعَلُ هٰذَا؟ قَالَ: فَمَا رَكِبَكَ اَحَدٌ اَكْرَمُ عَلَى اللّٰهِ مِنْهُ. قَالَ: فَارْفَضَّ عَرَقًا. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

حالانکہ تجھ پر ان سے زیادہ عزت کوئی شخص سوار نہیں ہوا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: براق پسینے سے شرابور ہو گیا۔ (ترمذی)

(۵۹۲۱) وَعَنْ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَمَّا انْتَهَيْنَا اِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ قَالَ جِبْرَئِيْلُ بِاِصْبَعِهٖ، فَخَرَقَ بِهَا الْحَجَرَ، فَشَدَّ بِهِ الْبُرَاقَ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۵۹۲۱) بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب ہم بیت المقدس پہنچے تو جبرئیل علیہ السلام نے اپنی انگلی کے اشارے سے ایک پتھر میں سوراخ کیا اور اس پتھر کے ساتھ براق کو باندھا۔ (ترمذی)

(۵۹۲۲) وَعَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ الثَّقَفِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: ثَلَاثَةُ اَشْيَاءَ رَأَيْتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَا نَحْنُ نَسِيْرُ مَعَهٗ اِذْ مَرَرْنَا بِبَعِيْرٍ يُسْنٰى عَلَيْهِ فَلَمَّا رَآهُ الْبَعِيْرُ جَرْجَرَ، فَوَضَعَ جِرَانَهٗ فَوَقَفَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((اَيْنَ صَاحِبُ هٰذَا الْبَعِيْرِ؟)) فَجَاءَهٗ، فَقَالَ: ((بِعْنِيْهِ)) فَقَالَ: بَلْ نَهَبُهٗ لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! وَاِنَّهٗ لِاَهْلِ بَيْتٍ مَا لَهُمْ مَعِيْشَةٌ غَيْرُهٗ. قَالَ: اَمَّا اِذْ ذَكَرْتَ هٰذَا مِنْ اَمْرِهٖ، فَاِنَّهٗ شَكَا كَثْرَةَ الْعَمَلِ وَقِلَّةَ الْعَلَفِ، فَاَحْسِنُوْا اِلَيْهِ، ثُمَّ سِرْنَا حَتّٰى نَزَلْنَا مَنْزِلًا، فَنَامَ النَّبِيُّ ﷺ، فَجَاءَتْ شَجَرَةٌ تَشُقُّ الْاَرْضَ حَتّٰى غَشِيَتْهُ، ثُمَّ رَجَعَتْ اِلٰى مَكَانِهَا فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرْتُ لَهٗ فَقَالَ: ((هِيَ شَجَرَةٌ اِسْتَاْذَنَتْ رَبَّهَا فِيْ اَنْ تُسَلِّمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَاَذِنَ لَهَا)) قَالَ: ثُمَّ سِرْنَا فَمَرَرْنَا بِمَاءٍ فَاَتَتْهُ امْرَاَةٌ بِابْنٍ لَهَا بِهٖ جِنَّةٌ فَاَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ بِمَنْخَرِهٖ ثُمَّ قَالَ: ((اُخْرُجْ فَاِنِّيْ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ.)) ثُمَّ سِرْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مَرَرْنَا بِذٰلِكَ الْمَاءِ فَسَاَلَهَا عَنِ الصَّبِيِّ، فَقَالَتْ: وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا رَاَيْنَا مِنْهُ رَيْبًا

(۵۹۲۲) یعلیٰ بن مرہ ثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک ہی سفر میں نبی ﷺ کے تین معجزات کا مشاہدہ کیا، ہم آپ ﷺ کی معیت میں چلے جا رہے تھے کہ اچانک ہم ایک اونٹ کے پاس سے گزرے جس پر پانی کھینچا جاتا تھا۔ جب اونٹ نے آپ ﷺ کو دیکھا تو وہ آواز کرنے لگا اس نے اپنی گردن کے اگلے حصے کو نیچے جھکایا، نبی ﷺ اس کے پاس ٹھہر گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس اونٹ کا مالک کہاں ہے؟ چنانچہ وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے کہا: تم یہ اونٹ مجھے فروخت کر دے۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! بلکہ ہم اسے آپ ﷺ کو ہبہ کرتے ہیں کہ جبکہ یہ اونٹ ایسے گھر والوں کا ہے کہ ان کے لیے اس کے کوئی ذریعہ معاش ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے اس کے بارے میں یہ بات کہی ہے لیکن اس نے کام کی بہتات اور چارہ کم ڈالنے کی شکایت کی ہے، تمہیں اس کے ساتھ اچھا رویہ اپنانا چاہیے۔ پھر ہم چلے یہاں تک کہ ہم ایک جگہ اترے اور، نبی ﷺ سو گئے۔ چنانچہ ایک درخت زمین چیرتا ہوا آتا اور اس نے آپ ﷺ پر سایہ کیا، پھر وہ اپنی جگہ پر واپس چلا گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ بیدا ہوئے تو میں نے آپ ﷺ کے سامنے اس کا ذکر کیا آپ ﷺ نے فرمایا: درخت نے اپنے پروردگار سے اجازت طلب کی تھی کہ وہ رسول اللہ ﷺ پر سلام کہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے اجازت دی۔ یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر ہم روانہ ہوئے اور ہم پانی (تالاب) کے پاس سے گزرے، آپ ﷺ کے پاس ایک عورت اپنا بیٹا لے کر آئی جسے جنون تھا۔ نبی ﷺ نے اس کی ناک کو پکڑا اور فرمایا: نکل جا، بے شک

۵۹۲۱۔ جامع الترمذی کتاب التفسیر (۳۱۳۲) اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں۔
۵۹۲۲۔ شرح السنۃ (۳۷۱۸) یہ حدیث جید ہے۔

بَعْدَكَ۔ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ.

میں اللہ کا رسول محمد (ﷺ) ہوں' پھر ہم چلے تو جب ہم واپس آئے اور اسی پانی کے پاس سے گزرے تو آپ ﷺ نے اس عورت سے اس بچے کے بارے میں پوچھا' چنانچہ وہ کہنے لگی: اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! ہم نے آپ ﷺ کے بعد بچے میں کوئی تکلیف نہیں دیکھی۔ (شرح السنۃ)

(٥٩٢٣) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: اِنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ بِابْنٍ لَهَا اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! اِنَّ ابْنِي بِهٖ جُنُوْنٌ، وَاِنَّهٗ لَيَأْخُذُهٗ عِنْدَ غَدَائِنَا وَعَشَائِنَا فَيَخْبِثُ عَلَيْنَا فَمَسَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَدْرَهٗ وَدَعَا، فَثَعَّ ثَعَّةً وَخَرَجَ مِنْ جَوْفِهٖ مِثْلَ الْجَرْوِ الْاَسْوَدِ يَسْعٰى۔ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

(٥٩٢٣) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت اپنے بیٹے کو رسول معظم ﷺ کے پاس لائی اور عرض کرنے لگی: اے اللہ کے رسول! میرے بیٹے کو جنون ہے' صبح اور شام کے وقت اسے تکلیف ہو جاتی ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی۔ چنانچہ اس لڑکے نے قے کی اور اس کے پیٹ سے سیاہ کتے کے بچے کی مانند کوئی چیز نکلی اور وہ تیز تیز چل رہی تھی۔ (دارمی)

(٥٩٢٤) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: جَاءَ جِبْرَئِيْلُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ حَزِيْنٌ، قَدْ تَخَضَّبَ بِالدَّمِ مِنْ فِعْلِ اَهْلِ مَكَّةَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! هَلْ تُحِبُّ اَنْ نُرِيَكَ آيَةً؟ قَالَ: ((نَعَمْ))۔ فَنَظَرَ اِلَى شَجَرَةٍ مِنْ وَرَائِهٖ فَقَالَ: اُدْعُ بِهَا، فَدَعَا بِهَا، فَجَاءَتْ، فَقَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ: مُرْهَا فَلْتَرْجِعْ، فَاَمَرَهَا فَرَجَعَتْ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((حَسْبِي حَسْبِي))۔ رَوَاهُ الدارمی

(٥٩٢٤) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے جبکہ آپ ﷺ غمگین بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ اہل مکہ سے لڑائی کے سبب خون سے رنگین ہو رہے تھے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ ﷺ پسند کرتے ہیں کہ میں آپ کو ایک معجزہ دکھاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں' چنانچہ جبرئیل علیہ السلام نے اپنے پیچھے سے ایک درخت کو دیکھا اور فرمایا: آپ ﷺ اسے بلائیں' آپ ﷺ نے اسے بلایا تو وہ آیا اور آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: اسے حکم دیں کہ وہ واپس چلا جائے۔ آپ ﷺ نے اسے حکم دیا۔ چنانچہ وہ واپس چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے کافی ہے' مجھے کافی ہے۔ (دارمی)

(٥٩٢٥) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَاَقْبَلَ اَعْرَابِيٌّ فَلَمَّا دَنَا قَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ؟))۔ قَالَ: وَمَنْ يَشْهَدُ عَلٰى مَا تَقُوْلُ؟ قَالَ: ((هٰذِهِ السَّلَمَةُ)) فَدَعَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

(٥٩٢٥) ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے ایک دیہاتی آیا جب وہ قریب ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ یہ معبود برحق ہے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں؟ اس نے کہا: آپ ﷺ جو بات کہہ رہے ہیں اس پر کون گواہی دیتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کیکر کا درخت۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس درخت کو بلایا جبکہ

٥٩٢٣۔ سنن دارمی (١/ ١١-١٢) اس کی سند ضعیف ہے۔
٥٩٢٤۔ سنن دارمی (١/ ١٢) اس کی سند صحیح ہے۔
٥٩٢٥۔ سنن دارمی (١/ ٩-١٠) اس کی سند صحیح ہے

وَهُوَ بِشَاطِئِ الْوَادِيْ، فَأَقْبَلَتْ تَخُدُّ الْأَرْضَ حَتّٰى قَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَاسْتَشْهَدَهَا ثَلَاثًا، فَشَهِدَتْ ثَلَاثًا۔ أَنَّهُ كَمَا قَالَ، ثُمَّ رَجَعَتْ إِلٰى مَنْبَتِهَا۔ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

آپ ﷺ وادی کے کنارے پر کھڑے تھے‘ وہ درخت زمین کو پھاڑتا ہوا آیا یہاں تک کہ آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اس سے تین مرتبہ گواہی دینے کا مطالبہ کیا۔ چنانچہ اس درخت نے تین بار گواہی دیتے ہوئے وہی الفاظ دہرائے جو آپ ﷺ نے پہلے فرمائے تھے‘ پھر وہ اپنی اگنے کی جگہ واپس چلا گیا۔ (دارمی)

(٥٩٢٦) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: بِمَا أَعْرِفُ أَنَّكَ نَبِيٌّ ﷺ؟ قَالَ: ((إِنْ دَعَوْتَ هٰذَا الْعِذْقَ مِنْ هٰذِهِ النَّخْلَةِ يَشْهَدُ أَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ)) فَدَعَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَجَعَلَ يَنْزِلُ مِنَ النَّخْلَةِ حَتّٰى سَقَطَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ قَالَ: ((ارْجِعْ)) فَعَادَ، فَأَسْلَمَ الْأَعْرَابِيُّ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ.

(٥٩٢٦) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ دیہاتی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: میں کیسے معلوم کروں کہ آپ ﷺ نبی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں اس کھجور کے اس خوشے کو بلاؤں کہ وہ گواہی دے کہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں؟ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اسے بلایا‘ وہ کھجور سے اترنے لگا یہاں تک کہ وہ نبی ﷺ کے پاس گرا‘ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: چلا جا وہ چلا گیا تو وہ اعرابی ایمان لے آیا۔ (ترمذی) امام ترمذی نے اس حدیث کو صحیح قرار پایا ہے۔

بھیڑیئے کا کلام کرنا

(٥٩٢٧) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: جَاءَ ذِئْبٌ إِلٰى رَاعِيْ غَنَمٍ فَأَخَذَ مِنْهَا شَاةً، فَطَلَبَهُ الرَّاعِيْ حَتّٰى انْتَزَعَهَا مِنْهُ، قَالَ فَصَعِدَ الذِّئْبُ عَلٰى تَلٍّ فَأَقْعٰى وَاسْتَثْفَرَ، وَقَالَ: قَدْ عَمِدْتُ إِلٰى رِزْقٍ رَزَقَنِيْهِ اللّٰهُ أَخَذْتُهُ، ثُمَّ انْتَزَعْتَهُ مِنِّيْ؟! فَقَالَ الرَّجُلُ: تَاللّٰهِ إِنْ رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ۔ ذِئْبٌ يَتَكَلَّمُ! فَقَالَ الذِّئْبُ: أَعْجَبُ مِنْ هٰذَا رَجُلٌ فِي النَّخَلَاتِ بَيْنَ الْحَرَّتَيْنِ يُخْبِرُكُمْ بِمَا مَضٰى وَبِمَا هُوَ كَائِنٌ بَعْدَكُمْ۔ قَالَ: فَكَانَ الرَّجُلُ يَهُوْدِيًا، فَجَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ، وَأَسْلَمَ، فَصَدَّقَهُ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّهَا أَمَارَاتٌ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ، قَدْ أَوْشَكَ

(٥٩٢٧) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بھیڑیا بکریوں کے چرواہے کی جانب آیا‘ اس نے ان میں سے ایک بکری کو اٹھایا۔ چرواہے نے اس کا تعاقب کیا یہاں تک کہ اس نے بکری کو بھیڑیے سے چھڑا لیا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر وہ بھیڑیا ایک ٹیلے پر چڑھا اور بیٹھ گیا اور اپنی دم کو دونوں پاؤں کے درمیان داخل کیا اور کہا: میں نے اس رزق کا ارادہ کیا جو اللہ نے مجھے عطا کیا تھا کہ میں نے اس کو پکڑا لیکن تو نے اس کو مجھ سے چھین لیا۔ اس شخص نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے آج کے دن کی مانند نہیں دیکھا کہ بھیڑیا کلام کرتا ہے جو تمہیں ماضی اور مستقبل کی باتیں بتاتا ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ آدمی یہودی تھا‘ وہ نبی ﷺ کے پاس آیا‘ اس نے آپ ﷺ کو بتایا اور وہ مسلمان ہو گیا اور نبی کریم ﷺ نے اس کی بات کی تصدیق کی‘ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ سب قیامت کی علامات ہیں‘ عنقریب ایک شخص اپنے گھر سے نکلے گا وہ واپس نہیں جائے کہ اس کے

٥٩٢٦۔ جامع الترمذی (٣٦٢٨) اس میں شریک ضعیف ہے۔ یہ حدیث دوسرے طرق کے آنے کی وجہ سے صحیح ہے جس میں (قاسم اعرابی) کے الفاظ نہیں ہیں۔

٥٩٢٧۔ شرح السنة (٤٢٨٢)، صحیح ابن حبان (٦٤٩٤) یہ روایت مسند احمد میں بھی ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

الرَّجُلُ اَنْ يَخْرُجَ فَلَا يَرْجِعَ فَلَا يَرْجِعُ حَتّٰى يُحَدِّثَهُ نَعْلَاهُ وَسَوْطُهُ بِمَا اَحْدَثَ اَهْلَهُ بَعْدَهُ))۔ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

جوتے اور اس کی لاٹھی بتائے گی کہ اس کی غیر موجودگی میں اس کے گھر والوں نے کیا کام کیے ہیں۔ (شرح السنۃ)

کھانے میں برکات آسمان سے نازل ہوتی تھیں

(۵۹۲۸) وَعَنْ اَبِي الْعَلَاءِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ نَتَدَاوَلُ مِنْ قَصْعَةٍ، مِنْ غُدْوَةٍ حَتَّى اللَّيْلِ، يَقُوْمُ عَشَرَةٌ وَيَقْعُدُ عَشَرَةٌ قُلْنَا: فَمِمَّا كَانَتْ تُمَدُّ؟ قَالَ: مِنْ اَيِّ شَيْءٍ تَعْجَبُ؟ مَا كَانَتْ تُمَدُّ اِلَّا مِنْ هٰهُنَا وَاَشَارَ بِيَدِهِ اِلَى السَّمَاءِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَالدَّارِمِيُّ.

(۵۹۲۸) ابوالعلاء، سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کی معیت میں ایک بڑے پیالے سے صبح سے رات تک باری باری کھانا کھاتے، دس افراد کھڑے ہوئے اور دس افراد بیٹھ جاتے۔ ہم نے کہا: زیادتی کیسے ہوتی تھی؟ سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تم کس چیز سے تعجب کر رہے ہو؟ یہ اضافہ تو وہاں سے ہے اور اپنے ہاتھ کے ساتھ آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ (ترمذی و دارمی)

غزوۂ بدر سے پہلے دعا

(۵۹۲۹) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ يَوْمَ بَدْرٍ فِيْ ثَلَاثِمِائَةٍ وَخَمْسَةَ عَشَرَ۔ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ حُفَاةٌ فَاحْمِلْهُمْ، اَللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ عُرَاةٌ فَاكْسُهُمْ اَللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ جِيَاعٌ فَاَشْبِعْهُمْ)) فَفَتَحَ اللّٰهُ لَهُ، فَانْقَلَبُوْا وَمَا مِنْهُمْ رَجُلٌ اِلَّا وَقَدْ رَجَعَ بِجَمَلٍ اَوْ جَمَلَيْنِ، وَاُكْسُوْا وَشَبِعُوْا۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

(۵۹۲۹) عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرت ہیں کہ نبی اکرم ﷺ غزوۂ بدر کے دن تین سو پندرہ آدمیوں کے ساتھ نکلے، آپ ﷺ نے دعا فرمائی: اے اللہ! یہ ننگے پاؤں ہیں، انہیں سواریاں عطا کر، اے اللہ! یہ ننگے بدن ہیں، انہیں لباس دے اور اے اللہ! یہ بھوکے ہیں، انہیں سیر فرما، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح دی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم واپس آئے اور ان میں سے کوئی شخص ایسا نہیں تھا کہ جو ایک ایک اونٹ یا دو دو اونٹوں کے ساتھ واپس نہ آیا ہو اور کپڑے پہنے اور کھانے پیے سے سیر ہوئے۔ (ابوداؤد)

(۵۹۳۰) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّكُمْ مَنْصُوْرُوْنَ وَمُصِيْبُوْنَ وَمَفْتُوْحٌ لَكُمْ؛ فَمَنْ اَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ وَلْيَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلْيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

(۵۹۳۰) ابن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ تم مدد کیے جاؤ گے! اور تم غنیمت پاؤ گے، تم بہت سے شہروں کو فتح کرو گے۔ تم سے جو اس کو پائے اسے چاہیے وہ اللہ سے ڈرے، اچھی باتوں کا حکم دے اور بری باتوں سے منع کرے۔ (ابوداؤد)

جب حضور کو زہر دیا گیا

(۵۹۳۱) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ يَهُوْدِيَّةً مِنْ اَهْلِ

(۵۹۳۱) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہل خیبر کی ایک یہودیہ لڑکی نے ایک

۵۹۲۸۔ جامع الترمذی کتاب المناقب (۳۶۲۵) سنن دارمی (۱/ ۳۰) اس کی سند صحیح ہے۔
۵۹۲۹۔ سنن ابی داود کتاب الجهاد (۲۷۴۷) اس کی سند حسن ہے۔
۵۹۳۰۔ مسند احمد (۱/ ۳۸۹، ۴۳۶)، جامع الترمذی (۲۲۵۷)، سنن نسائی کبری (۹۸۲۸) اس کی سند صحیح ہے۔
۵۹۳۱۔ سنن ابی داود (۴۵۱۰) سنن دارمی (۱/ ۳۳) یہ حدیث اپنے شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔

خَيْبَرَ سَمَّتْ شَاةً مَصْلِيَّةً، ثُمَّ أَهْدَتْهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ الذِّرَاعَ، فَأَكَلَ مِنْهَا وَأَكَلَ رَهْطٌ مِنْ أَصْحَابِهِ مَعَهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ((اِرْفَعُوْا أَيْدِيكُمْ)) وَأَرْسَلَ إِلَى الْيَهُوْدِيَّةِ فَدَعَاهَا، فَقَالَ: ((سَمَمْتِ هٰذِهِ الشَّاةَ؟)) فَقَالَتْ: مَنْ أَخْبَرَكَ؟ قَالَ: ((أَخْبَرَتْنِيْ هٰذِهِ فِيْ يَدِيْ)) لِلذِّرَاعِ۔ قَالَتْ: نَعَمْ، قُلْتُ: إِنْ كَانَ نَبِيًّا فَلَنْ تَضُرَّهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ نَبِيًّا اِسْتَرَحْنَا مِنْهُ فَعَفَا عَنْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَلَمْ يُعَاقِبْهَا، وَتُوُفِّيَ أَصْحَابُهُ الَّذِيْ أَكَلُوْا مِنَ الشَّاةِ، وَاحْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى كَاهِلِهِ مِنْ أَجْلِ الَّذِيْ أَكَلَ مِنَ الشَّاةِ، حَجَمَهُ أَبُوْ هِنْدٍ بِالْقَرْنِ وَالشَّفْرَةِ، وَهُوَ مَوْلًى لِبَنِيْ بَيَاضَةَ مِنَ الْأَنْصَارِ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ، وَالدَّارِمِيُّ.

بھنی ہوئی بکری میں زہر ملایا' پھر اسے رسول اللہ ﷺ کے لیے تحفہ لے آئی' رسول اللہ ﷺ نے اس سے دستی کا ٹکڑا لیا اور اسے تناول کیا اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بھی ایک جماعت نے آپ ﷺ کے ساتھ کھایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے ہاتھوں کو اٹھالو' اور آپ ﷺ نے یہودیہ لڑکی کی طرف پیغام بھیجا، اسے بلایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے اس بکری میں زہر ملایا تھا؟ تو وہ کہنے لگی: آپ ﷺ کو کس نے بتایا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے دستی کے اس ٹکڑے نے بتایا جو میرے ہاتھ میں ہے۔ کہنے لگی: ہاں، میں نے کہا کہ اگر یہ نبی ہے تو زہر اسے نقصان نہیں دے گا اور اگر یہ نبی نہیں ہے تو ہم اس سے راحت پا جائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے معاف کر دیا اور اسے کچھ سزا نہ دی، نیز آپ ﷺ کے وہ صحابہ جنہوں نے بکری کا گوشت کھایا تھا وہ فوت ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے کندھے پر اس زہر آلود بکری سے کھانے کے سبب سینگیاں لگوائیں' آپ ﷺ کو ابو ہند نے شاخ اور چوڑی چھری کے ساتھ پچھنے لگائے' یہ شخص انصار سے بنو بیاضہ کا غلام تھا۔ (ابوداؤد و دارمی)

توضیح: یعنی اس زہر کا نشان معاذ اللہ کتنا سخت زہر تھا، اس میں بھی آپ کے کئی معجزے ہیں ایک سخت زہر سے ہلاک نہ ہونا وغیرہ یہ مردو عورت زینب بنت حارث مرحب کی بہن تھی جس کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے خیبر کی لڑائی میں مارا تھا ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اس عورت کو ان صحابہ کے ورثا کے سپرد کر دیا جو اسی زہر سے مرے تھے۔ انہوں نے اس خبیث عورت کو قتل کیا۔ (نووی)

اس واقعہ سے ان غالی مبتدعین کی بھی تردید ہوتی ہے جو رسول اللہ ﷺ مطلقاً عالم الغیب مانتے ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید میں صاف اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا: ﴿وَ لَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَ مَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ﴾ یعنی میں غیب جاننے والا ہوتا تو بہت سی بھلائیاں جمع کر لیتا اور کبھی کوئی تکلیف مجھ کو نہ پہنچ سکتی۔ (الاعراف: ۱۸۸) پس جو لوگ عقیدہ بالا رکھتے ہیں وہ سراسر گمراہی میں گرفتار ہیں اللہ ان کو نیک سمجھ عطا کرے۔ (راز)

اسلامی لشکر کی حفاظت کے لیے جاگنے والے کی فضیلت

(۵۹۳۲) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ، أَنَّهُمْ سَارُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ، فَأَطْنَبُوْا السَّيْرَ حَتّٰى كَانَ عَشِيَّةً، فَجَاءَ فَارِسٌ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ طَلَعْتُ عَلٰى جَبَلِ كَذَا وَكَذَا، فَإِذَا أَنَا بِهَوَازِنَ عَلٰى بَكْرَةِ أَبِيهِمْ بِظُعُنِهِمْ وَنَعَمِهِمْ، اِجْتَمَعُوْا إِلٰى حُنَيْنٍ، فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ

(۵۹۳۲) سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ حنین کے لیے روانہ ہوئے' وہ لمبا عرصہ چلتے رہے یہاں تک کہ شام کا وقت ہو گیا۔ ایک گھڑ سوار آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میں فلاں فلاں پہاڑ پر' وہاں میں نے ہوازن کے لوگوں کو پایا کہ ان کے سب مرد' عورتیں اور چار پائے حنین میں جمع ہیں رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو کل یہ مسلمانوں کا مال غنیمت ہو

۵۹۳۲۔ سنن ابی داود کتاب الجهاد (۲۵۰۱) سنن نسائی کبری (۸۸۷۰) ۔

اللّٰہِ ﷺ وَقَالَ: ((تِلْكَ غَنِيْمَةُ الْمُسْلِمِيْنَ غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى)) ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ يَحْرُسُنَا اللَّيْلَةَ؟)) قَالَ اَنَسُ بْنُ اَبِيْ مَرْثَدِ الْغَنَوِيُّ: اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ قَالَ: ((ارْكَبْ)) فَرَكِبَ فَرَسًا لَهٗ۔ فَقَالَ: ((فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: ((هَلْ جَسَسْتُمْ فَارِسَكُمْ؟))۔ فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! مَا حَسَسْنَا، فَثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ، فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّيْ يَلْتَفِتُ اِلَى الشِّعْبِ، حَتّٰى اِذَا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ: ((اَبْشِرُوْا، فَقَدْ جَاءَ فَارِسُكُمْ)) فَجَعَلْنَا نَنْظُرُ اِلٰى خِلَالِ الشَّجَرِ فِي الشِّعْبِ، فَاِذَا هُوَ قَدْ جَاءَ، حَتّٰى وَقَفَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اِنِّي انْطَلَقْتُ حَتّٰى كُنْتُ فِيْ اَعْلٰى هٰذَا الشِّعْبِ، حَيْثُ اَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا اَصْبَحْتُ طَلَعْتُ الشِّعْبَيْنِ كِلَيْهِمَا، فَلَمْ اَرَ اَحَدًا فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هَلْ نَزَلْتَ اللَّيْلَةَ)) قَالَ: لَا اِلَّا مُصَلِّيًا اَوْ قَاضِيَ حَاجَةٍ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَلَا عَلَيْكَ اَنْ لَّا تَعْمَلَ بَعْدَهَا))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

گا' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: آج رات ہماری کون شخص نگرانی کرے گا؟ انس بن ابومرثد رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں، آپ ﷺ نے فرمایا: سوار ہو جا' چنانچہ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے' آپ ﷺ نے فرمایا: اس گھاٹی کی اونچائی پر چلا جا۔ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ اپنی نماز کی جگہ کی طرف نکلے' آپ ﷺ نے دو رکعتیں ادا کیں' پھر فرمایا: کیا تم نے اپنے شاہ سوار کو محسوس کیا ہے؟ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے محسوس نہیں کیا۔ پھر نماز کی تکبیر کہی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی اور آپ ﷺ گھاٹی کی جانب کن اکھیوں سے دیکھ رہے تھے۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: خوش ہو جاؤ کہ تمہارا شاہ سوار آ گیا ہے۔ چنانچہ ہم نے گھاٹی کے درختوں کے درمیان دیکھنا شروع کیا تو اچانک وہ آیا اور رسول اللہ ﷺ کے روبرو کھڑا ہوا۔ اس نے بتایا کہ میں روانہ ہوا یہاں تک کہ میں گھاٹی کی بلندی پر چلا گیا' جہاں کا مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا۔ جب صبح ہوئی تو میں نے دونوں گھاٹیوں کا جائزہ لیا مجھے کوئی شخص نظر آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں کہا: کیا تو آج رات اترا تھا؟ انہوں نے کہا: نہیں، البتہ نماز پڑھنے اور قضائے حاجت کے لیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تجھ پر کوئی حرج نہیں کہ اگر تو اس کے بعد کوئی عمل نہ کرے۔ (ابوداود)

برکت کی دعا

(۵۹۳۳) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِتَمَرَاتٍ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، اُدْعُ اللّٰهَ فِيْهِنَّ بِالْبَرَكَةِ، فَضَمَّهُنَّ، ثُمَّ دَعَا لِيْ فِيْهِنَّ بِالْبَرَكَةِ، قَالَ: ((خُذْهُنَّ فَاجْعَلْهُنَّ فِيْ مِزْوَدِكَ، كُلَّمَا اَرَدْتَ اَنْ تَأْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا فَاَدْخِلْ فِيْهِ يَدَكَ فَخُذْهُ وَلَا تَنْثُرْهُ نَثْرًا))۔ فَقَدْ حَمَلْتُ مِنْ ذٰلِكَ التَّمْرِ كَذَا وَكَذَا مِنْ وَسْقٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، فَكُنَّا نَأْكُلُ مِنْهُ

(۵۹۳۳) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس خشک کھجوریں لایا اور میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ان میں برکت کی دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے انہیں پکڑا اور اس کے بعد میرے لیے ان میں برکت کی دعا کی آپ ﷺ نے فرمایا: تم انہیں لے کر اپنے تھیلے میں رکھو جب تم اس میں سے کچھ لینا چاہو تو اس تھیلے میں اپنا ہاتھ داخل کر کے کھجوریں لے لینا لیکن اس کو جھاڑنا نہیں۔ میں نے ان کھجوروں میں سے اتنے اتنے وسق اللہ کے راستے میں دیئے' ہم ان سے خود بھی کھاتے اور کھلاتے بھی اور وہ تھیلا مجھ سے الگ نہیں ہوتا تھا یہاں تک کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی

۵۹۳۳۔ مسند احمد (۱/ ۳۴۸) اس کی سند ضعیف ہے۔

وَنطْعِم، وَكَانَ لَا يُفَارِقُ حِقْوِىْ حَتّٰى كَانَ يَوْمُ قُتِلَ عُثْمَانُ فَإِنَّهٗ انْقَطَعَ- رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

شہادت کا دن آیا تو وہ ضائع ہو گیا۔ (ترمذی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

(٥٩٣٤) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: تَشَاوَرَتْ قُرَيْشٌ لَيْلَةً بِمَكَّةَ، فَقَالَ: بَعْضُهُمْ: إِذَا أَصْبَحَ فَأَثْبِتُوْهُ بِالْوَثَاقِ يُرِيْدُوْنَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلِ اقْتُلُوْهُ- وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلْ أَخْرِجُوْهُ، فَاطَّلَعَ اللّٰهُ نَبِيَّهٗ صلی اللہ علیہ وسلم عَلٰى ذٰلِكَ، فَبَاتَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ عَلٰى فِرَاشِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم تِلْكَ اللَّيْلَةَ، وَخَرَجَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم حَتّٰى لَحِقَ بِالْغَارِ- وَبَاتَ الْمُشْرِكُوْنَ يَحْرُسُوْنَ عَلِيًّا يَحْسَبُوْنَهُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم، فَلَمَّا أَصْبَحُوْا ثَارُوْا عَلَيْهِ، فَلَمَّا رَأَوْا عَلِيًّا رَدَّ اللّٰهُ مَكْرَهُمْ فَقَالُوْا: أَيْنَ صَاحِبُكَ هٰذَا، قَالَ: لَا أَدْرِيْ- فَاقْتَصُّوْا أَثَرَهٗ، فَلَمَّا بَلَغُوْا الْجَبَلَ اخْتَلَطَ عَلَيْهِمْ، فَصَعِدُوْا الْجَبَلَ، فَمَرُّوْا بِالْغَارِ، فَرَأَوْا عَلٰى بَابِهٖ نَسْجَ الْعَنْكَبُوْتِ فَقَالُوْا: لَوْ دَخَلَ هٰهُنَا لَمْ يَكُنْ نَسْجُ الْعَنْكَبُوْتِ عَلٰى بَابِهٖ، فَمَكَثَ فِيْهِ ثَلَاثَ لَيَالٍ- رَوَاهُ أَحْمَدُ.

(۵۹۳۴) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ قریش نے ایک رات مکہ میں مشورہ کیا' ان میں سے ایک شخص نے کہا: صبح سویرے اس شخص کو پابند سلاسل کر دو۔ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک نے کہا: اسے موت کے گھاٹ اتار دو۔ ان میں ایک نے کہا: اسے ملک بدر کر دو چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سازش سے مطلع کر دیا۔ اس رات علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر سوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکل گئے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غار میں چلے گئے۔ مشرکین مکہ نے ساری رات علی رضی اللہ عنہ کی نگھبانی کرتے گزار دی' وہ سمجھتے رہے کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جب صبح ہوئی تو انہوں نے آپ پر حملہ کر دیا جب انہوں نے علی رضی اللہ عنہ دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی سازش کو ناکام بنا دیا۔ انہوں نے کہا: تمہارے ساتھی کہاں ہیں؟ علی رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے کوئی علم نہیں۔ انہوں نے آپ کے نشانات کا پیچھا کیا جب وہ (ثور) پہاڑ کے پاس پہنچے تو معاملہ ان پر مشتبہ ہو گیا' چنانچہ وہ پہاڑ پر چڑھ گئے اور غار کے پاس سے گزرے۔ انہوں نے غار کے دروازے پر مکڑی کا جالا دیکھا وہ کہنے لگے: اگر وہ اس میں داخل ہوئے ہوتے تو غار کے دروازے پر مکڑی کا جالا نہ ہوتا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غار میں تین روز ٹھہرے۔ (احمد)

زہر ملا گوشت

(٥٩٣٥) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ أُهْدِيَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم شَاةٌ فِيْهَا سُمٌّ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِجْمَعُوْا لِيْ مَنْ كَانَ هَا هُنَا مِنَ الْيَهُوْدِ))- فَجُمِعُوْا لَهٗ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِنِّيْ سَائِلُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَهَلْ أَنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ عَنْهُ؟))- كَذَبْتُمْ، بَلْ أَبُوْكُمْ

(۵۹۳۵) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب فتح خیبر ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بکری جس میں زہر ملا ہوا تھا بطور ہدیہ دی گئی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہاں جتنے یہودی ہیں انہیں میرے پاس لاؤ۔ انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اکٹھا کیا گیا۔ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: میں تم سے ایک چیز کے بارے میں پوچھتا ہوں کیا تم مجھے اس کے بارے میں سچ بتاؤ گے؟ انہوں نے کہا: ہاں' اے ابوالقاسم! رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں

٥٩٣٤۔ مسند احمد (١/ ٣٤٨) اس کی سند ضعیف ہے۔

٥٩٣٥۔ صحیح بخاری: ٣١٦٩.

فُلَانٌ۔ قَالُوْا: صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ۔ قَالَ: ((فَهَلْ اَنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ عَنْ شَيْءٍ اِنْ سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ؟))۔ قَالُوْا: نَعَمْ يَا اَبَا الْقَاسِمِ، وَاِنْ كَذَبْنَاكَ عَرَفْتَ كَمَا عَرَفْتَهُ فِيْ اَبِيْنَا فَقَالَ لَهُمْ: ((مِنْ اَهْلُ النَّارِ؟)) قَالُوْا نَكُوْنُ فِيْهَا يَسِيْرًا ثُمَّ تَخْلُفُوْنَا فِيْهَا۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِخْسَأُوْا فِيْهَا، وَاللّٰهِ لَا نَخْلُفُكُمْ فِيْهَا اَبَدًا))۔ ثُمَّ قَالَ: ((هَلْ اَنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ عَنْ شَيْءٍ اِنْ سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ؟))۔ فَقَالُوْا: نَعَمْ يَا اَبَا الْقَاسِمِ۔ قَالَ: ((هَلْ جَعَلْتُمْ فِيْ هٰذِهِ الشَّاةِ سَمًّا؟))۔ قَالُوْا: نَعَمْ۔ قَالَ: ((فَمَا حَمَلَكُمْ عَلٰى ذٰلِكَ؟)) ، قَالُوْا: اَرَدْنَا اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا اَنْ نَسْتَرِيْحَ مِنْكَ، وَاِنْ كُنْتَ صَادِقًا لَمْ يَضُرَّكَ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

کہا: تمہارا باپ کون ہے؟ انہوں نے کہا: فلاں، آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے جھوٹ بولا ہے بلکہ تمہارے باپ فلاں ہیں۔ انہوں نے کہا: آپ ﷺ نے سچ فرمایا اور خوب کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں تم سے کچھ پوچھوں تو کیا تم اس کے متعلق سچ سچ بتا دو گے؟ انہوں نے کہا: اے ابوالقاسم! ہاں اگر ہم آپ سے جھوٹ بولیں گے تو آپ جان جائیں گے جیسا آپ کو ہمارے باپ کے بارے میں معلوم ہو گیا تھا۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: جہنمی کون ہوں گے؟ انہوں نے کہا: ہم اس میں تھوڑی دیر رہیں گے، پھر تم لوگ ہمارے بعد جہنم میں جاؤ گے۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: تم ہی جہنم میں ذلیل وخوار ہو گے۔ اللہ کی قسم! ہم کبھی تمہاری جگہ اس میں داخل نہیں ہوں گے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اس بکری کو زہر آلود کیا تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں، آپ ﷺ نے کہا: تمہیں ایسا کرنے پر کس بات نے مجبور کیا؟ انہوں نے کہا: ہمارا ارادہ یہ تھا کہ اگر آپ جھوٹے ہوں گے تو ہم آپ ﷺ سے چھٹکارہ پا جائیں گے اور اگر آپ ﷺ سچے ہوئے تو زہر آپ ﷺ کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ (بخاری)

نبی کریم ﷺ کو طویل ترین وعظ

(۵۹۳۶) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ اَخْطَبَ الْاَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا وَصَعِدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَخَطَبَنَا، حَتّٰى حَضَرَتِ الظُّهْرُ، فَنَزَلَ فَصَلّٰى، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَخَطَبَنَا، حَتّٰى حَضَرَتِ الْعَصْرُ، ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰى، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ، حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ، فَاَخْبَرَنَا بِمَا هُوَ كَائِنٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۹۳۶) عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ہمیں صبح کی نماز پڑھائی اور آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے، آپ ﷺ نے ہم سے خطاب کیا حتیٰ کہ نماز ظہر کا وقت ہو گیا، پھر آپ ﷺ منبر سے اترے اور نماز پڑھائی پھر آپ ﷺ منبر پر جلوہ نما ہوئے یہاں تک کہ نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ منبر سے اترے اور نماز پڑھائی اور پھر آپ ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا۔ آپ ﷺ نے ہمیں وہ باتیں بتائیں جو قیامت تک ہونے والی تھیں۔ راوی نے کہا: چنانچہ ہم میں سے سب سے زیادہ معلومات اس شخص کے پاس ہیں جس کا حافظہ ہم میں سے سب سے زیادہ ہے۔ (مسلم)

(۵۹۳۷) وَعَنْ مَعْنِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، قَالَ: سَمِعْتُ اَبِيْ قَالَ: سَأَلْتُ مَسْرُوْقًا: مَنْ آذَنَ النَّبِيَّ ﷺ بِالْجِنِّ لَيْلَةَ اسْتَمَعُوا الْقُرْآنَ؟ قَالَ:

(۵۹۳۷) معن بن عبدالرحمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے مسروق سے دریافت کیا: جس رات جنوں نے قرآن سنا تھا تو کس نے نبی کریم ﷺ کو خبر دی تھی؟ مسروق نے کہا: مجھے

۵۹۳۶۔ صحیح مسلم: (۲۵/ ۲۸۹۲)۔ مسند امام احمد: (۵/ ۳۴۱).

۵۹۳۷۔ صحیح بخاری: (۳۸۵۹)۔ صحیح مسلم: (۱۵۳/ ۴۵۰).

حَدَّثَنِی اَبُوْكَ- یَعْنِی عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ- اَنَّهٗ قَالَ: آذَنْتُ بِهِمْ شَجَرَةٌ- مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

تمہارے والد، یعنی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ آپ ﷺ کو ایک درخت نے جنوں کے متعلق بتایا تھا۔(بخاری ومسلم)

توضیح: یہ حدیث دلیل ہے اس امر کی کہ اللہ تعالیٰ کبھی جمادات کو قوت تمیز عطا کرتا ہے اور قرآن کی آیتوں میں اس کا ثبوت موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بعض پتھر خدا کے خوف سے گر پڑتے ہیں اور فرمایا کہ ہر چیز اس کی پاکی بولتی ہے لیکن تم نہیں سمجھتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اس پتھر کو جانتا ہوں جو مکہ میں مجھے سلام کیا کرتا تھا۔(نووی)

(۵۹۳۸) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كُنَّا مَعَ عُمَرَ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَتَرَاءَ يْنَا الْهِلَالَ، وَكُنْتُ رَجُلًا حَدِيْدَ الْبَصَرِ، فَرَأَيْتُهٗ وَلَيْسَ اَحَدٌ يَزْعَمُ اَنَّهٗ رَاٰهُ غَيْرِىْ، فَجَعَلْتُ اَقُوْلُ لِعُمَرَ: اَمَا تَرَاهُ؟ فَجَعَلَ لَا يَرَاهُ، قَالَ: يَقُوْلُ عُمَرُ: سَاَرَاهُ وَاَنَامُسْتَلْقٍ عَلٰى فِرَاشِىْ، ثُمَّ اَنْشَاَ يُحَدِّثُنَا عَنْ اَهْلِ بَدْرٍ قَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُرِيْنَا مَصَارِعَ اَهْلِ بَدْرٍ بِالْاَمْسِ، يَقُوْلُ: ((هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ، وَهٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ))۔ قَالَ عُمَرُ: وَالَّذِىْ بَعَثَهٗ بِالْحَقِّ مَا اَخْطَأُوْا الْحُدُوْدَ الَّتِىْ حَدَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَجُعِلُوْا فِىْ بِئْرٍ، بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ، فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى انْتَهٰى اِلَيْهِمْ، فَقَالَ: ((يَا فُلَانُ بْنَ فُلَانٍ! وَيَا فُلَانُ بْنَ فُلَانٍ! هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ حَقًّا؟ فَاِنِّىْ قَدْ وَجَدْتُ مَا وَعَدَنِىَ اللّٰهُ حَقًّا))۔ فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ تُكَلِّمُ اَجْسَادًا لَا اَرْوَاحَ فِيْهَا؟ فَقَالَ: ((مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ غَيْرَ اَنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ اَنْ يَرُدُّوْا عَلَىَّ شَيْئًا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۵۹۳۸) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ اور مدینہ کے درمیان تھے۔ ہم نے چاند دیکھنے کی کوشش کی اور میں تیز نظر والا تھا اس لیے میں نے چاند دیکھ لیا، لیکن میرے علاوہ کوئی شخص یہ نہیں کہتا تھا کہ اس نے چاند دیکھا ہے، چنانچہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہنا شروع کیا کہ کیا آپ کو چاند نظر نہیں آیا؟ انہوں نے کوشش کی لیکن چاند انہیں نظر نہ آیا۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: میں جلد ہی اپنے بستر پر لیٹے ہوئے چاند دیکھ لوں گا۔ بعد ازاں عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں اہل بدر کے بارے میں بتانا شروع کیا۔ فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں مقتولان بدر کی ہلاکت گاہوں کو ایک دن پہلے ہی دکھا دیا تھا اور آپ ﷺ نے فرمایا: کل ان شاء اللہ یہ فلاں کی ہلاکت گاہ ہوگی اور یہاں فلاں شخص ہلاک ہوگا ان شاء اللہ۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ معبوث فرمایا! وہ رسول اللہ ﷺ کے نشان زدہ مقامات سے ذرا بھی ادھر ادھر ہلاک نہ ہوئے۔ مزید بتایا کہ ان کو ایک کنویں میں ایک دوسرے پر پھینک دیا گیا' پھر رسول اللہ ﷺ چل کر ان کے پاس گئے اور فرمایا: اے فلاں بن فلاں! اور اے فلاں بن فلاں! کیا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے تم سے جو وعدہ کیا تھا تم نے اس کو سچ پالیا؟ حقیقتاً میں نے تو اس وعدہ کو سچا پایا جو اللہ نے مجھ سے کیا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ کے رسول! آپ بے روح جسموں سے کیسے کلام فرما رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں جو کچھ ان سے کہہ رہا ہوں' اسے تم ان سے زیادہ نہیں سن رہے، لیکن بات یہ ہے کہ وہ میری کسی بات کا جواب دینے کی استطاعت نہیں رکھتے۔(مسلم)

نابینا ہونے پر صبر کرنا

(۵۹۳۹) وَعَنْ اُنَيْسَةَ بِنْتِ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ، عَنْ

(۵۹۳۹) انیسہ بنت زید بن ارقم اپنے والد سے بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ

۵۹۳۸۔ صحیح مسلم: (۷۶/ ۲۸۷۳)۔ مسند امام احمد: (۱/ ۲۶).

۵۹۳۹۔ دلائل النبوۃ للإمام بیهقی: (۶/ ۴۷۹)، اس کی سند ضعیف ہے۔

اَبِيْهَا، ﷺ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلٰى زَيْدٍ يَعُوْدُهٗ مِنْ مَرَضٍ كَانَ بِهٖ، قَالَ: ((لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْ مَرَضِكَ بَأْسٌ، وَلٰكِنْ كَيْفَ لَكَ اِذَا عُمِّرْتَ بَعْدِيْ فَعَمِيْتَ؟))۔ قَالَ: اَحْتَسِبُ وَاصْبِرُ۔ قَالَ: ((اِذًا تَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ))۔ قَالَ: فَعَمِيَ بَعْدَمَا مَاتَ النَّبِيُّ ﷺ، ثُمَّ رَدَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ بَصَرَهٗ ثُمَّ مَاتَ.

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی تیمارداری کے لیے ان کے ہاں تشریف لائے کیونکہ وہ بیمار تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تیری بیماری کچھ خطرناک نہیں ہے، لیکن تیری کیا کیفیت ہوگی جب میرے بعد تیری عمر طویل ہوگی اور تو نابینا ہو جائے گا؟ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ثواب طلب کرتے ہوئے صبر کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: چنانچہ تو بلا حساب جنت میں داخل ہوگا۔ راوی نے کہا کہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد زید بن ارقم ﷺ اندھے ہو گئے‘ بعد ازاں اللہ نے انہیں دوبارہ بینائی عطا کی پھر وہ فوت ہوئے۔ (بیہقی دلائل النبوۃ)

نبی کریم ﷺ سے کوئی بات منسوب کرنا

(۵۹۴۰) وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَقَوَّلَ عَلَيَّ مَا لَمْ اَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ))۔ وَذٰلِكَ اَنَّهٗ بَعَثَ رَجُلًا، فَكَذَبَ عَلَيْهِ، فَدَعَا عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَوُجِدَ مَيِّتًا، وَقَدِ انْشَقَّ بَطْنُهٗ، وَلَمْ تَقْبَلْهُ الْاَرْضُ۔ رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

(۵۹۴۰) اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ایسی بات کہے جو میں نے نہیں کہی ہے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے‘ اس کا سبب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ایک شخص کو بھیجا اس نے آپ ﷺ کی جانب جھوٹی بات کی نسبت کی‘ آپ ﷺ نے بددعا فرمائی تو وہ شخص مردہ پایا گیا اس کا پیٹ پھٹ گیا اور اسے زمین نے بھی قبول نہ کیا۔ (بیہقی دلائل النبوۃ)

غلہ ماپنے سے برکت کا ختم ہونا

(۵۹۴۱) وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَاءَهٗ رَجُلٌ يَسْتَطْعِمُهٗ، فَاَطْعَمَهٗ شَطْرَ وَسْقِ شَعِيْرٍ، فَمَا زَالَ الرَّجُلُ يَاْكُلُ مِنْهُ وَامْرَاَتُهٗ وَضَيْفُهُمَا حَتّٰى كَالَهٗ، فَفَنِيَ، فَاَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((وَلَوْلَمْ تَكِلْهُ لَاَكَلْتُمْ مِنْهُ وَلَقَامَ لَكُمْ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۹۴۱) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے غلہ مانگتا تھا‘ آپ ﷺ نے اسے آدھا وسق جو دیے۔ چنانچہ وہ شخص‘ اس کی بیوی اور ان دونوں کے مہمان ہمیشہ اس سے کھاتے رہے۔ یہاں تک کہ اس شخص نے اسے ماپ لیا تو وہ ختم ہو گئے‘ پھر وہ نبی ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم اسے نہ ماپتے تو تم اس سے کھاتے رہتے اور وہ تمہارے لیے باقی رہتا۔ (مسلم)

(۵۹۴۲) وَعَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ جَنَازَةٍ، فَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْقَبْرِ يُوْصِي الْحَافِرَ يَقُوْلُ:

(۵۹۴۲) عاصم بن کلیب اپنے والد سے وہ ایک انصاری آدمی سے بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنازہ کے لیے نکلے تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ قبر پر کھڑے قبر کھودنے والے کو وصیت کرتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ اس کے پاؤں کی طرف سے وسیع کر‘ اس کے سر کی

۵۹۴۰۔ دلائل النبوۃ امام بیہقی: (۶/ ۲۴۵)۔ ضعیف جداً.

۵۹۴۱۔ صحیح مسلم: (۳/ ۲۲۸۱)۔ مسند امام احمد: (۳/ ۳۳۷).

۵۹۴۲۔ سنن ابو داؤد: (۳۳۳۲)۔ دلائل النبوۃ امام بیہقی: (۶/ ۳۱۰)، اس کی سند صحیح ہے۔

((اَوْسِعْ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْهِ، اَوْسِعْ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهٖ)) فَلَمَّا رَجَعَ اِسْتَقْبَلَهٗ دَاعِیَ امْرَأَتِهٖ، فَاَجَابَ وَنَحْنُ مَعَهٗ، فَجِیْءَ بِالطَّعَامِ، فَوَضَعَ يَدَهٗ، ثُمَّ وَضَعَ الْقَوْمُ، فَاَكَلُوْا، فَنَظَرْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَلُوْكُ لُقْمَةً فِیْ فِيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((اَجِدُ لَحْمَ شَاةٍ اُخِذَتْ بِغَيْرِ اِذْنِ اَهْلِهَا)). فَاَرْسَلَتِ الْمَرْأَةُ تَقُوْلُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ: اِنِّیْ اَرْسَلْتُ اِلَى النَّقِيْعِ وَهُوَ مَوْضِعٌ يُبَاعُ فِيْهِ الْغَنَمُ لِيَشْتَرِیَ لِیْ شَاةً، فَلَمْ تُوْجَدْ، فَاَرْسَلْتُ اِلٰى جَارٍ لِیْ قَدِ اشْتَرٰى شَاةً اَنْ يُرْسِلَ بِهَا اِلَیَّ بِثَمَنِهَا، فَلَمْ يُوْجَدْ، فَاَرْسَلْتُ اِلَى امْرَأَتِهٖ، فَاَرْسَلَتْ اِلَیَّ بِهَا. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: ((اَطْعِمِیْ هٰذَا الطَّعَامَ الْاُسْرٰى)). رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالْبَيْهَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

جانب سے وسیع کرو۔ جب آپ ﷺ واپس آئے تو آپ ﷺ کو میت کی بیوی کی طرف سے بلانے والا آیا' آپ ﷺ نے دعوت کو قبول فرمایا: ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے' کھانا لایا گیا آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ بڑھایا' پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اپنے ہاتھ بڑھائے اور کھانا تناول کیا۔ چنانچہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھا کہ آپ ﷺ اپنے منہ میں لقمہ گھمار ہے ہیں اور آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ یہ ایسی بکری کا گوشت ہے جسے اس کے مالکوں کی اجازت کے بغیر حاصل کیا گیا ہے۔ چنانچہ اس عورت نے پیغام بھیجا اور وہ کہتی تھی: میں نے اپنے خادم کو "نقیع" کی طرف بھیجا' یہ ایسی جگہ ہے جہاں بکریوں کی خرید و فروخت ہوتی ہے' تا کہ وہ میرے لیے ایک بکری خرید ے، لیکن بکری نہ مل سکی تو میں نے اپنے پڑوسی کی جانب پیغام بھیجا جس نے ایک بکری خرید رکھی تھی کہ وہ اس بکری کو اس کی قیمت لے کر میری جانب بھیجے، لیکن وہ شخص موجود نہیں تھا' پھر میں نے اس کی بیوی کی طرف پیغام بھیجا تو اس نے یہ بکری میری جانب بھیجی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم یہ کھانا قیدیوں کو کھلا دو۔

(ابو داؤد و بیہقی دلائل النبوۃ)

ام معبد رضی اللہ عنہا کے گھر دودھ میں برکت اترنا

(۵۹۴۳) وَعَنْ حِزَامِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهٖ حُبَيْشِ بْنِ خَالِدٍ وَهُوَ اَخُوْهُ اُمِّ مَعْبَدٍ رضی اللہ عنہا، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ اُخْرِجَ مِنْ مَكَّةَ خَرَجَ مُهَاجِرًا اِلَى الْمَدِيْنَةِ، هُوَ وَاَبُوْبَكْرٍ، وَمَوْلٰى اَبِیْ بَكْرٍ عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ وَدَلِيْلُهُمَا عَبْدُاللّٰهِ اللَّيْثِیُّ، مَرُّوْا عَلٰى خَيْمَتَیْ اُمِّ مَعْبَدٍ، فَسَأَلُوْهَا لَحْمًا وَتَمْرًا لِيَشْتَرُوْا مِنْهَا، فَلَمْ يُصِيْبُوْا عِنْدَهَا شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ، فَكَانَ الْقَوْمُ مُرْمِلِيْنَ مُسْنِتِيْنَ، فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى شَاةٍ فِیْ كَسْرِ الْخَيْمَةِ، فَقَالَ: ((مَا هٰذِهِ الشَّاةُ يَا اُمَّ مَعْبَدٍ؟ قَالَتْ: شَاةٌ خَلَّفَهَا الْجَهْدُ عَنِ الْغَنَمِ. قَالَتْ: ((هَلْ بِهَا مِنْ

(۵۹۴۳) حزام بن ہشام اپنے والد سے وہ اپنے دادا حبیش بن خالد سے روایت کرتے ہیں' یہ ام معبد رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کو مکہ سے نکلنے کا حکم دیا گیا تو آپ ﷺ مدینہ کی جانب ہجرت فرما ہوئے' ابو بکر رضی اللہ عنہ' ان کا غلام عامر بن فہیرہ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ کا راہ نما عبداللہ لیثی' سب ام معبد رضی اللہ عنہا کے خیموں کے پاس سے گزرے تو انہوں نے اُس سے گوشت اور کھجوریں طلب کیں تا کہ اس سے خریدیں۔ لیکن انہوں نے اس کے ہاں ان میں سے کسی چیز کو نہ پایا، نیز یہ لوگ کھانے پینے کی چیزوں سے خالی تھے اور قحط سالی میں مبتلا تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے خیمے کے کونے میں ایک بکری دیکھی، آپ ﷺ نے کہا: اے ام معبد! اس بکری کا کیا حال ہے؟ اس میں دودھ کہاں (یہ بالکل خالی ہے) آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو مجھے اس کا دودھ نکالنے کی اجازت دیتی ہے؟ اس نے کہا: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں' اگر آپ ﷺ کو اس میں دودھ نظر

۵۹۴۳۔ شرح السنہ امام بغوی: (۳۷۰۴) یہ حدیث حسن ہے۔

لَبَنٍ؟)) قَالَ: هِيَ اَجْهَدُ مِنْ ذٰلِكَ۔ قَالَ: ((اَتَأْذَنِيْنَ لِيْ اَنْ اَحْلِبَهَا؟)) قَالَتْ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ اِنْ رَأَيْتُ بِهَا حَلَبًا فَاحْلِبْهَا۔ فَدَعَا بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَمَسَحَ بِيَدِهٖ ضَرْعَهَا۔ وَسَمَّى اللّٰهَ تَعَالٰى، وَدَعَا لَهَا فِيْ شَاتِهَا، فَتَفَاجَّتْ عَلَيْهِ، وَدَرَّتْ وَاجْتَرَّتْ، فَدَعَا بِاِنَاءٍ يُرْبِضُ الرَّهْطَ، فَحَلَبَ فِيْهِ ثَجًّا، حَتّٰى عَلَاهُ الْبَهَاءُ، ثُمَّ سَقَاهَا حَتّٰى رَوِيَتْ، وَسَقٰى اَصْحَابَهٗ حَتّٰى رَوُوْا ثُمَّ شَرِبَ آخِرُهُمْ، ثُمَّ حَلَبَ فِيْهِ ثَانِيًا بَعْدَ بَدْءٍ، حَتّٰى مَلَأَ الْاِنَاءَ، ثُمَّ غَادَرَهٗ عِنْدَهَا، وَبَايَعَهَا وَارْتَحَلُوْا عَنْهَا۔ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَابْنُ عَبْدِالْبَرِّ فِي الْاِسْتِيْعَابِ وَابْنُ الْجَوْزِيِّ فِيْ كِتَابِ الْوَفَاءِ وَفِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ.

آ تا ہے تو نکال لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بکری منگوائی اور اپنا ہاتھ اس کے تھنوں پر پھیرا اور بسم اللہ کہی اور ام معبد کے لیے اس کی بکری کے حق میں دعا کی۔ چنانچہ بکری نے آپ ﷺ کے لیے پاؤں کھول دیئے اور دودھ چھوڑ دیا اور جگالی کرنے لگی۔ آپ ﷺ نے ایسا برتن طلب کیا جو جماعت کے لیے کافی ہو، آپ ﷺ نے اس میں بہتا ہوا دودھ دھویا۔ یہاں تک کہ وہ سیر ہو گئی' پھر آپ ﷺ نے اپنے رفقاء کو پلایا حتیٰ کہ وہ بھی سیر ہو گئے' پھر سب سے آخر میں آپ ﷺ نے پیا' بعد ازاں آپ ﷺ نے دوسری بار دودھ دھویا یہاں تک کہ برتن بھر گیا۔ اور اس کو ام معبد رضی اللہ عنہا کے پاس چھوڑا اور نبی ﷺ نے اس سے اسلام پر بیعت لی' پھر سب اس کے ہاں سے روانہ ہوئے۔ (شرح السنة ' ابن عبد البرفی الاستیعاب' ابن الجوزی فی کتاب الوفاء) اور حدیث میں قصہ طویل ہے۔

❁❁❁❁

بَابُ الْكَرَامَاتِ
کرامات کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

مجلس نبوی کی برکت

(٥٩٤٤) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ اُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ وَعَبَّادَ بْنَ بِشْرٍ تَحَدَّثَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ حَاجَةٍ لَهُمَا، حَتّٰى ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ سَاعَةٌ، فِيْ لَيْلَةٍ شَدِيْدِ الظُّلْمَةِ، ثُمَّ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَنْقَلِبَانِ، وَبِيَدِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عُصَيَّةٌ، فَاَضَائَتْ عَصَا اَحَدِهِمَا لَهُمَا حَتّٰى مَشَيَا فِيْ ضَوْئِهَا، حَتّٰى اِذَا افْتَرَقَتْ بِهِمَا الطَّرِيْقُ اَضَاءَ تْ لِلْآخَرِ عَصَاهُ، فَمَشٰى كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا فِيْ ضَوْءِ عَصَاهُ حَتّٰى بَلَغَ اَهْلَهُ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۵۹۴۴) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما دونوں اپنی کسی ضرورت کے متعلق نبی کریم ﷺ سے گفتگو کرتے رہے۔ یہاں تک کہ کافی رات بیت گئی اور رات سخت اندھیری تھی۔ پھر جب دونوں آپ ﷺ کی مجلس سے اٹھ کر اپنے گھروں کی طرف لوٹنے لگے اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں لاٹھی تھی۔ تو ان میں سے ایک کا عصا دونوں کے لیے روشنی دینے لگا حتیٰ کہ وہ اس کی روشنی میں چلنے لگے۔ یہاں تک کہ جب ان کے راستے جدا جدا ہو گئے تو دوسرے کی لاٹھی بھی روشن ہو گئی۔ چنانچہ وہ دونوں وہ اپنے گھر پہنچنے تک اپنی اپنی لاٹھی کی روشنی میں چلتے رہے۔ (بخاری)

جنگ احد کے سب سے پہلے شہید

(٥٩٤٥) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: لَمَّا حَضَرَ اُحُدٌ دَعَانِيْ اَبِيْ مِنَ اللَّيْلِ، فَقَالَ: مَا اُرَانِيْ اِلَّا مَقْتُوْلاً فِيْ اَوَّلِ مَنْ يُقْتَلُ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، وَاِنِّيْ لَا اَتْرُكُ بَعْدِيْ اَعَزَّ عَلَيَّ مِنْكَ غَيْرَ نَفْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاِنَّ عَلَيَّ دَيْنًا فَاقْضِ، وَاسْتَوْصِ بِاَخَوَاتِكَ خَيْرًا۔ فَاَصْبَحْنَا فَكَانَ اَوَّلَ قَتِيْلٍ، وَدَفَنْتُهُ مَعَ آخَرَ فِيْ قَبْرٍ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۵۹۴۵) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب جنگ احد وقوع پذیر ہوئی تو میرے والد نے مجھے رات کو بلایا اور فرمایا: میں محسوس کرتا ہوں کہ میں اصحاب رسول میں اول شہید ہونے والوں میں سے ہوں گا اور تم مجھے اپنے پیچھے رہ جانے والوں میں، رسول اکرم ﷺ کے بعد سب سے زیادہ عزیز ہو۔ اور میرے ذمے قرض ہے اس کو چکا دینا، نیز تیری بہنوں کے بارے میں تمہیں حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں، پھر جب صبح ہوئی تو وہ سب سے پہلے شہید ہوئے اور میں نے انہیں ایک دوسرے شہید کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کیا۔ (بخاری)

٥٩٤٤۔ صحيح بخاری: (٣٨٠٥).

٥٩٤٥۔ صحيح بخاری: (١٣٥١).

توضیح: سیدنا جابر کے والد عبداللہ رضی اللہ عنہما نبی ﷺ کے سچے جان نثار تھے اور ان کے دل میں جنگ کا جذبہ بھرا ہوا تھا انہوں نے یہ ٹھان لی کہ میں کافروں کو ماروں گا۔ اس حدیث میں ایک مومن کی شان بھی معلوم ہوئی کہ جسے سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ عزیز تھے۔ (راز)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر کھانے میں برکت

(۵۹۴۶) وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ اَبِیْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: اِنَّ اَصْحَابَ الصُّفَّةِ كَانُوْا اُنَاسًا فُقَرَاءَ وَاِنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَ عِنْدَهٗ طَعَامُ اثْنَيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ، وَمَنْ كَانَ عِنْدَهٗ طَعَامُ اَرْبَعَةٍ فَلْيَذْهَبْ بِخَامِسٍ اَوْ سَادِسٍ))۔ وَاِنَّ اَبَا بَكْرٍ جَاءَ بِثَلَاثَةٍ وَانْطَلَقَ النَّبِیُّ بِعَشَرَةٍ، وَاِنَّ اَبَابَكْرٍ تَعَشّٰى عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ، ثُمَّ لَبِثَ حَتّٰى صَلَّيْتِ الْعِشَاءَ، ثُمَّ رَجَعَ فَلَبِثَ حَتّٰى تَعَشَّى النَّبِیُّ فَجَاءَ بَعْدَمَا مَضٰى مِنَ اللَّيْلِ مَاشَاءَ اللّٰهُ۔ قَالَتْ لَهٗ امْرَاَتُهٗ: مَا حَبَسَكَ عَنْ اَضْيَافِكَ؟ قَالَ: اَوَمَا عَشَّيْتِيهِمْ؟ قَالَتْ اَبَوْا حَتّٰى تَجِیْءَ، فَغَضِبَ۔ وَقَالَ: وَاللّٰهِ لَا اَطْعَمُهٗ اَبَدًا، فَحَلَفَتِ الْمَرْاَةُ اَنْ لَا تَطْعَمَهٗ، وَحَلَفَ الْاَضْيَافُ اَنْ لَا يَطْعَمُوْهُ۔ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ: كَانَ هٰذَا مِنَ الشَّيْطَانِ، فَدَعَا بِالطَّعَامِ، فَاَكَلَ وَاَكَلُوْا فَجَعَلُوْا لَا يَرْفَعُوْنَ لُقْمَةً اِلَّا رَبَتْ مِنْ اَسْفَلِهَا اَكْثَرُ مِنْهَا۔ فَقَالَ لِاِمْرَاَتِهٖ: يَا اُخْتَ بَنِیْ فِرَاسٍ! مَا هٰذَا؟ قَالَتْ: وَقُرَّةِ عَيْنِیْ اِنَّهَا الْاٰنَ لَاَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ ذٰلِكَ بِثَلَاثِ مِرَارٍ، فَاَكَلُوْا، وَبَعَثَ بِهَا اِلَى النَّبِیِّ ﷺ فَذُكِرَ اَنَّهٗ اَكَلَ مِنْهَا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَذُكِرَ حَدِيْثُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ: كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيْحَ الطَّعَامِ فِی الْمُعْجِزَاتِ.

(۵۹۴۶) عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اصحاب صفہ فقیر لوگ تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرے شخص کو ساتھ لے جائے اور جس کے پاس چار آدمیوں کا کھانا ہو وہ پانچویں یا چھٹے شخص کو ساتھ لے جائے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ تین افراد کو ساتھ لے گئے اور نبی مکرم ﷺ دس افراد کو اپنے ساتھ لے گئے نیز ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رات کا کھانا نبی اکرم کے ہاں کھایا' پھر عشاء کی نماز تک وہیں رک گئے، پھر واپس آئے اور وہیں رکے رہے حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ نے کھانا کھایا۔ رات کا کچھ حصہ گزرنے کے بعد جس قدر اللہ نے چاہا ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو ان کی بیوی نے ان سے پوچھا: آپ کو کس چیز نے آپ کے مہمانوں سے دور رکھا؟ انہوں نے پوچھا: کیا تم نے ان کو کھانا کھلایا؟ وہ کہنے لگیں: انہوں نے اس وقت تک کھانا کھانے سے انکار کیا ہے کہ جب تک آپ نہ آ جائیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ ناراض ہو گئے اور کہا: اللہ کی قسم! میں بالکل کھانا نہیں کھاؤں گا۔ چنانچہ ان کی بیوی نے بھی کھانا نہ کھانے کی قسم کھالی اور مہمانوں نے بھی قسمیں اٹھائیں کہ ہم بھی کھانا نہیں کھائیں گے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ قسم شیطان کی طرف سے ہے۔ چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کھانا منگوایا خود بھی کھایا اور مہمانوں نے بھی کھانا تناول فرمایا: جب وہ ایک لقمہ اٹھاتے تو نیچے سے اس سے زیادہ ہو جاتا تھا تو انہوں نے اپنی بیوی سے کہا: اے بنو فراس کی بہن! یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: مجھے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم! اب یہ کھانا پہلے سے تین گناہ زیادہ ہے۔ ان سب نے کھانا کھایا اور نبی ﷺ کے ہاں بھی بھیجا۔ بتایا جاتا ہے کہ آپ ﷺ نے بھی اس سے تناول کیا۔ (بخاری و مسلم) اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث جس میں ہے کہ ''ہم کھانے میں سے سبحان اللہ کی آواز سنتے رہے کا'' ذکر معجزات کے باب میں ہو چکا ہے۔

۵۹۴۶۔ صحيح بخاری: (۳۸۵۱)۔ صحيح مسلم: (۱۷۶/ ۲۰۵۷).

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ......دوسری فصل

صحیح اور غیر صحیح کرامات

(٥٩٤٧) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ لَمَّا مَاتَ النَّجَاشِيُّ كُنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّهٗ لَا يَزَالُ يُرٰى عَلٰى قَبْرِهٖ نُوْرٌ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

(۵۹۴۷) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نجاشی فوت ہوا تو ہم باتیں کیا کرتے تھے کہ اس کی قبر پر ہمیشہ روشنی دکھائی دی جاتی ہے۔(ابوداوٗد)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیتے وقت صحابہ کو اونگھ آنا

(٥٩٤٨) وَعَنْهَا رضی اللہ عنہا قَالَتْ لَمَّا اَرَادُوْا غُسْلَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالُوْا: لَا نَدْرِيْ اَنُجَرِّدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ ثِيَابِهٖ كَمَا نُجَرِّدُ مَوْتَانَا اَمْ نَغْسِلُهٗ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهٗ؟ فَلَمَّا اخْتَلَفُوْا اَلْقَى اللّٰهُ عَلَيْهِمُ النَّوْمَ، حَتّٰى مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ اِلَّا وَذَقَنُهٗ فِيْ صَدْرِهٖ، ثُمَّ كَلَّمَهُمْ مُكَلِّمٌ مِنْ نَاحِيَةِ الْبَيْتِ، لَا يَدْرُوْنَ مَنْ هُوَ: اِغْسِلُوا النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَعَلَيْهِ ثِيَابُهٗ، فَقَامُوْا، فَغَسَلُوْهُ وَعَلَيْهِ قَمِيْصُهٗ، يَصُبُّوْنَ الْمَاءَ فَوْقَ الْقَمِيْصِ وَيَدْلُكُوْنَهٗ بِالْقَمِيْصِ۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

(۵۹۴۸) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ نے غسل دینے کا ارادہ کیا تو انہوں نے کہا: ہم نہیں جانتے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے اتاریں جیسا کہ ہم اپنے مردوں کو ننگا کر دیتے ہیں، یا ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں سمیت ہی غسل دے دیں؟ جب صحابہ کرام صلی اللہ علیہ وسلم نے اختلاف کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند کو مسلط کر دیا۔ یہاں تک کہ ان میں سے ہر شخص کی ٹھوڑی اس کے سینے پر لگی ہوئی تھی۔ پھر گھر کے کونے سے ان کے ساتھ ایک شخص ہم کلام ہوا۔ وہ نہیں جانتے کہ وہ شخص کون تھا؟ (اور اس نے کہا) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے کپڑوں سمیت غسل دو۔ چنانچہ وہ لوگ کھڑے ہوئے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کی قمیص تھی اور وہ قمیص کے اوپر سے پانی گرا رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن کو اسی قمیص سے ہی مل رہے تھے۔(بیھقی دلائل النبوۃ)

(٥٩٤٩) وَعَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، اَنَّ سَفِيْنَةَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَخْطَاَ الْجَيْشَ بِاَرْضِ الرُّوْمِ اَوْاُسِرَ، فَانْطَلَقَ هَارِبًا يَلْتَمِسُ الْجَيْشَ، فَاِذَا هُوَ بِالْاَسَدِ فَقَالَ: يَا اَبَا الْحَارِثِ! اَنَا مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ مِنْ اَمْرِيْ كَيْتَ وَكَيْتَ، فَاَقْبَلَ الْاَسَدُ، لَهٗ بَصْبَصَةٌ حَتّٰى قَامَ اِلٰى جَنْبِهٖ، كُلَّمَا سَمِعَ صَوْتًا اَهْوٰى اِلَيْهِ، ثُمَّ اَقْبَلَ يَمْشِيْ اِلٰى جَنْبِهٖ حَتّٰى بَلَغَ الْجَيْشَ، ثُمَّ رَجَعَ

(۵۹۴۹) ابن المنکدر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سفینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آزاد کردہ غلام روم کے علاقے میں لشکر سے بھٹک گیا یا وہ قید کر لیا گیا' وہ نکل کر بھاگ رہا تھا اور لشکر کو تلاش کر رہا تھا۔ اچانک وہ ایک شیر کے بالمقابل ہوا۔ سفینہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابوحارث! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں کہ میری کیفیت اس اس طرح ہے۔ چنانچہ شیر اپنی دم ہلاتا ہوا میرے پاس آیا یہاں تک کہ شیر سفینہ رضی اللہ عنہ کے پہلو کے قریب کھڑا ہو گیا۔ جب شیر کسی آواز کو سنتا تو ادھر کو چلا جاتا' پھر چلتا ہوا سفینہ رضی اللہ عنہ کے پہلو میں آ جاتا یہاں تک کہ سفینہ رضی اللہ عنہ لشکر میں پہنچ گئے' پھر شیر واپس لوٹا گیا۔(شرح السنۃ)

٥٩٤٧۔ سنن ابو داؤد: (٢٥٢٣).

٥٩٤٨۔ دلائل النبوة: (٧/ ٢٤٢)۔ سنن ابو داؤد: (٣١٤١)، اس کی سند حسن ہے۔

٥٩٤٩۔ شرح السنہ امام بغوی: (٣٧٣٢)، اس کی سند ضعیف ہے۔ کیونکہ محمد بن منکدر کا سفینہ رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت ہے۔

الْاَسَدُ۔ رَوَاهُ فِی شَرْحِ السُّنَّةِ.

(۵۹۵۰) وَعَنْ اَبِی الْجَوْزَاءِ قَالَ: قُحِطَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ قَحْطًا شَدِيْدًا، فَشَكَوْا اِلَی عَائِشَةَ فَقَالَ: اُنْظُرُوْا قَبْرَ النَّبِیِّ ﷺ، فَاجْعَلُوْا مِنْهُ كُوًی اِلَی السَّمَاءِ، حَتّٰی لَا يَكُوْنَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ السَّمَاءِ سَقْفٌ۔ فَفَعَلُوْا، فَمُطِرُوْا مَطَرًا حَتّٰی نَبَتَ الْعُشْبُ، وَسَمِنَتِ الْاِبِلُ، حَتّٰی تَفَتَّقَتْ مِنَ الشَّحْمِ فَسُمِّیَ عَامَ الْفَتْقِ۔ رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ.

(۵۹۵۰) ابوالجوزاء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہل مدینہ سخت قسم کے قحط سے دو چار ہوئے‘ انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی تو وہ کہنے لگیں: تم نبی ﷺ کی قبر مبارک کو دیکھو اور اس میں سے آسمان کی جانب ایک سوراخ کرو یہاں تک کہ اس قبر اور آسمان کے درمیان کوئی چھت نہ ہو۔ چنانچہ لوگوں نے ایسا ہی کیا‘ بہت زبردست بارش برسائی گئی حتیٰ کہ گھاس اگ آئی اور اونٹ موٹے تازے ہو گئے۔ یہاں تک کہ چربی کے سبب پھول گئے‘ اس سال کا نام ”عام الفتق“ یعنی خوش حالی کا سال رکھا گیا۔ (دارمی)

(۵۹۵۱) وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِالْعَزِيْزِ، قَالَ: لَمَّا كَانَ اَيَّامُ الْحَرَّةِ لَمْ يُؤَذَّنْ فِی مَسْجِدِ النَّبِیِّ ﷺ ثَلَاثًا وَلَمْ يُقَمْ، وَلَمْ يَبْرَحْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ الْمَسْجِدَ، وَكَانَ لَا يَعْرِفُ وَقْتَ الصَّلَاةِ اِلَّا بِهَمْهَمَةٍ يَسْمَعُهَا مِنْ قَبْرِ النَّبِیِّ ﷺ رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ.

(۵۹۵۱) سعید بن عبدالعزیز رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب ”حرہ“ کا واقعہ ہوا تو تین دن تک مسجد نبوی میں اذان نہیں ہوئی اور نہ اقامت کہی گئی اور نہ ہی سعید بن المسیب مسجد سے باہر نکلے۔ سعید بن المسیب نماز کے اوقات کو ایک دھیمی آواز سے پہچانتے تھے جو انہیں نبی ﷺ کی قبر مبارک سے سنائی دیتی تھی۔ (دارمی)

حضرت انس کے باغ کے لیے نبی کریم ﷺ کی دعا

(۵۹۵۲) وَعَنْ اَبِی خَلْدَةَ، قَالَ: قُلْتُ لِاَبِی الْعَالِيَةِ: سَمِعَ اَنَسٌ مِنَ النَّبِیِّ ﷺ؟ قَالَ: خَدَمَهٗ عَشْرَ سِنِيْنَ، وَدَعَا لَهُ النَّبِیُّ ﷺ وَكَانَ لَهٗ بُسْتَانٌ يَحْمِلُ فِی كُلِّ سَنَةٍ الْفَاكِهَةَ مَرَّتَيْنِ، وَكَانَ فِيْهَا رَيْحَانٌ يُجِیْءُ مِنْهُ رِيْحُ الْمِسْكِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

(۵۹۵۲) ابوخلدہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوالعالیہ سے کہا: کیا انس رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے احادیث سنی ہیں؟ انہوں نے کہا: انس رضی اللہ عنہ نے دس سال تک آپ ﷺ کی خدمت کی اور نبی ﷺ نے ان کے حق میں دعا فرمائی انس رضی اللہ عنہ کا ایک باغ تھا جو سال میں دو مرتبہ پھل دیتا تھا، نیز اس باغ میں ریحان کا درخت تھا جس سے کستوری کی خوشبو آتی تھی۔ (ترمذی) امام ترمذی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

سعید بن زید کی بددعا

(۵۹۵۳) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہ، اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو، بْنِ نُفَيْلٍ رضی اللہ عنہ، خَاصَمَتْهُ

(۵۹۵۳) عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے اروی بنت اوس کا جھگڑا ہو گیا۔ اروی بنت اوس اس معاملے کو

۵۹۵۰۔ سنن الدارمی: (۹۲) اس کی سند ضعیف ہے۔
۵۹۵۱۔ سنن الدارمی: (۹۳) اس کی سند ضعیف ہے کیونکہ اس میں سعید بن عبدالعزیز کا سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے سماع ثابت نہیں۔
۵۹۵۲۔ جامع ترمذی: (۳۸۳۳) اس کی سند صحیح ہے۔ اگرچہ بعض نے اسے مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔
۵۹۵۳۔ صحیح بخاری: (۳۱۹۸)۔ صحیح مسلم: (۱۶۱۰).

اَرْوٰی بِنْتُ اَوْسٍ اِلٰی مَرْوَانَ بْنِ الْحَکَمِ، وَادَّعَتْ اَنَّهٗ اَخَذَ شَیْئًا مِنْ اَرْضِهَا، فَقَالَ سَعِیْدٌ: اَنَا کُنْتُ اٰخُذُ مِنْ اَرْضِهَا شَیْئًا بَعْدَ الَّذِیْ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟! قَالَ: مَاذَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا طُوِّقَهٗ اِلٰی سَبْعِ اَرْضِیْنَ)) فَقَالَ لَهٗ مَرْوَانُ: لَا اَسْأَلُكَ بَیِّنَةً بَعْدَ هٰذَا۔ فَقَالَ: سَعِیْدٌ: اَللّٰهُمَّ اِنْ کَانَتْ کَاذِبَةً فَاَعْمِ بَصَرَهَا وَاقْتُلْهَا فِیْ اَرْضِهَا قَالَ فَمَا مَاتَتْ حَتّٰی ذَهَبَ بَصَرُهَا، وَبَیْنَمَا هِیَ تَمْشِیْ فِیْ اَرْضِهَا اِذْ وَقَعَتْ فِیْ حُفْرَةٍ فَمَاتَتْ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ. وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَیْدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بِمَعْنَاهُ، وَاَنَّهٗ رَاٰهَا عَمْیَاءَ تَلْتَمِسُ الْجُدُرَ، تَقُوْلُ اَصَابَتْنِیْ دَعْوَةُ سَعِیْدٍ، وَاَنَّهَا مَرَّتْ عَلٰی بِئْرٍ فِی الدَّارِ الَّتِیْ خَاصَمَتْهُ فِیْهَا، فَوَقَعَتْ فِیْهَا، فَکَانَتْ قَبْرَهَا.

مروان بن حکم کے پاس لے گئیں اور انہوں نے دعویٰ کیا کہ سعید رضی اللہ عنہ نے اس کی زمین کے کچھ حصہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اکرم ﷺ کا بیان سننے کے بعد میں کیسے اس کی زمین کا کچھ حصہ ہتھیا سکتا ہو؟ مروان نے کہا: آپ نے رسول مکرم ﷺ سے کیا سنا تھا؟ انہوں نے کہا: میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ جو شخص ایک بالشت زمین ظلم کے ساتھ چھین لیتا ہے تو اس کی گردن میں سات زمینوں کا طوق ڈالا جائے گا۔ مروان نے سعید رضی اللہ عنہ سے کہا: اس کے بعد میں آپ سے دلیل کا مطالبہ نہیں کروں گا۔ سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ! اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اس کی نگاہ ختم کر دے اور اس کی زمین میں ہی اس کو ہلاک کر دے تو اس کی بصارت ختم ہوگئی اور وہ اپنی زمین میں چل رہی تھی کہ اچانک ایک گڑھے میں گری اور مر گئی۔ (بخاری ومسلم)

اور مسلم کی روایت میں محمد بن زید بن عبد اللہ بن عمر سے اس کی ہم معنیٰ روایت ذکر ہوئی ہے کہ محمد بن زید نے اس عورت کو دیکھا کہ وہ اندھی ہوگئی' دیواروں کو ٹٹولتی اور کہا کرتی کہ مجھے سعید رضی اللہ عنہ کی بددعا لگی ہے اور وہ عورت اپنے گھر کے ایک کنویں کے پاس سے گزری جس گھر کے بارے میں وہ جھگڑی تھی تو وہ اس کنویں میں گر پڑی اور وہ کنواں ہی اس کی قبر بنا۔

"یا ساریہ! الجبل" کا غیر ثابت شدہ قصہ

(٥٩٥٤) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، اَنَّ عُمَرَ بَعَثَ جَیْشًا وَاَمَّرَ عَلَیْهِمْ رَجُلًا یُدْعٰی سَارِیَةَ، فَبَیْنَمَا عُمَرُ یَخْطُبُ، فَجَعَلَ یَصِیْحُ: یَا سَارِیَ! الْجَبَلَ فَقَدِمَ رَسُوْلٌ مِنَ الْجَیْشِ فَقَالَ: یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ! لَقِیْنَا عَدُوَّنَا فَهَزَمُوْنَا، فَاِذَا بِصَائِحٍ یَصِیْحُ: یَاسَارِیْ! الْجَبَلَ فَاَسْنَدْنَا ظُهُوْرَنَا اِلَی الْجَبَلِ، فَهَزَمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی۔ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

(۵۹۵۴) ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر بھیجا' اس لشکر پر ایک شخص کو امیر مقرر کیا جس کو ساریہ کہا جاتا تھا۔ ایک دفعہ عمر رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے کہ آپ ﷺ نے پکار کر کہا: پہاڑ کو لازم پکڑ' ایک قاصد لشکر سے آیا' کہنے لگا: اے امیر المومنین! جب ہم اپنے دشمن سے ملے تو انہوں نے ہمیں شکست دے دی اچانک کسی چلانے والے نے چلاتے ہوئے کہا: اے ساریہ پہاڑ کو لازم پکڑ' چنانچہ ہم نے اپنی پیٹھیں پہاڑ کی طرف کر لیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست سے ہمکنار کیا۔ (بیہقی دلائل النبوۃ)

٥٩٥٤۔ دلائل النبوۃ: (٦/ ٣٨٠) یہ قصہ ضعیف اسناد پر مشتمل ہے۔ اگرچہ بعض لوگوں نے اسے صحیح یا حسن کہا ہے، لیکن درست بات یہی ہے کہ یہ ضعیف...

(٥٩٥٥) وَعَنْ نُبَيْهَةَ بْنِ وَهْبٍ۔ اَنَّ كَعْبًا دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، فَذَكَرُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: مَا مِنْ يَوْمٍ يَطْلَعُ اِلَّا نَزَلَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ حَتّٰى يَحُفُّوْا بِقَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَضْرِبُوْنَ بِاَجْنِحَتِهِمْ، وَيُصَلُّوْنَ عَلٰى وَيُصَلُّوْنَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، حَتّٰى اِذَا اَمْسَوْا عَرَجُوْا وَهَبَطَ مِثْلُهُمْ فَصَنَعُوْا مِثْلَ ذٰلِكَ، حَتّٰى اِذَا انْشَقَّتْ عَنْهُ الْاَرْضُ خَرَجَ فِيْ سَبْعِيْنَ اَلْفًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ يَزِفُّوْنَهٗ۔ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

(٥٩٥٥) نبیہہ بن وہب بیان کرتے ہیں کہ کعب احبار رضی اللہ عنہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ کیا۔ کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: کوئی دن ایسا نہیں کہ اس کی فجر ظاہر ہو مگر ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں اور وہ رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کے گرد گھیرا ڈال لیتے ہیں، وہ اپنے پروں کو قبر کے گرد مارتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ جب شام کرتے ہیں تو آسمان پر چڑھ جاتے ہیں اور ان کی تعداد جتنے پھر اترتے اور وہ بھی ان ہی کی طرح کرتے ہیں یہاں تک کہ جب آپ ﷺ کی قبر مبارک شق ہو گی تو آپ ﷺ ستر ہزار فرشتوں کے جلو میں نکلیں گے جو کہ آپ ﷺ کو گھیرے میں لیے ہوئے ہوں گے۔ (دارمی)

❁❁❁❁

٥٩٥٥۔ سنن الدارمی: (٩٥) اس کی سند ضعیف ہے۔

بَابُ هِجْرَةِ الرَّسُوْلِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ وَوَفَاتِهٖ

نبی کریم ﷺ کی مدینہ کی طرف ہجرت اوروفات کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

نبی کریم ﷺ کی مدینہ طیبہ آمد پرخوشی

(٥٩٥٦) عَنِ الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: اَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ، فَجَعَلَا يُقْرِئَانِنَا الْقُرْآنَ، ثُمَّ جَاءَ عَمَّارٌ وَبِلَالٌ وَسَعْدٌ، ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِىْ عِشْرِيْنَ مِنْ اَصْحَابِ فِىْ عِشْرِيْنَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَمَا رَاَيْتُ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ فَرِحُوْا بِشَيْءٍ، فَرَحَهُمْ بِهٖ حَتّٰى رَاَيْتُ الْوَلَائِدَ وَالصِّبْيَانَ يَقُوْلُوْنَ: هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ جَاءَ، فَمَا جَاءَ حَتّٰى قَرَاْتُ: ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾- فِىْ سُوَرٍ مِثْلِهَا مِنَ الْمُفَصَّلِ: رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(٥٩٥٦) براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے سب سے پہلے جس نے ہمارے ہاں قدم رنجہ فرمایا وہ مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما تھے۔ وہ دونوں ہمیں قرآن پڑھاتے اس کے بعد عمار بلال اور سعد رضی اللہ عنہم آئے، پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ دوسرے بیس صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ وارد ہوئے۔ ان کے بعد نبی رحمت ﷺ تشریف لائے۔ میں نے اہل مدینہ کو کسی بات پر اتنی خوشیاں مناتے نہیں دیکھا تھا جتنا وہ آپ ﷺ کی آمد پر خوش ہوئے، یہاں تک کہ میں نے لونڈیاں اور بچے بھی دیکھے جو کہہ رہے تھے کہ یہ اللہ کے رسول ہیں جو تشریف لائے اور میں آپ ﷺ کے آنے سے پہلے ہی سبح اسم ربك الاعلیٰ اور اس جیسی دیگر مفصل سورتیں پڑھ چکا تھا۔ (بخاری)

نبی کریم ﷺ کا اپنی وفات کی طرف اشارہ

(٥٩٥٧) وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: ((اِنَّ عَبْدًا خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْنَ اَنْ يُّؤْتِيَهٗ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا مَا شَاءَ وَبَيْنَ مَا عِنْدَهٗ، فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهٗ))- فَبَكٰى اَبُوْبَكْرٍ قَالَ: فَدَيْنَاكَ بِاٰبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا، فَعَجِبْنَا لَهٗ، فَقَالَ النَّاسُ: اُنْظُرُوْا اِلٰى هٰذَا الشَّيْخِ

(٥٩٦٧) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا: ایک بندے کو اللہ نے یہ اختیار دیا ہے کہ وہ اللہ کی عطا کردہ دنیا کی زیب وزینت لے لے یا جو کچھ اللہ کے پاس نعمتیں ہیں انہیں اختیار کر لے تو اس بندے نے جو کچھ اللہ کے پاس تھا اس کو اختیار کیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور فرمایا: ہمارے باپ اور مائیں آپ ﷺ پر قربان! چنانچہ ہم سب اس پر متعجب ہوئے اور لوگ کہنے لگے: بوڑھے کو دیکھو رسول

٥٩٥٦- صحيح بخاری: (٤٩٤١).

٥٩٥٧- صحيح بخاری: (٣٩٠٤)- صحيح مسلم: (٢/ ٢٣٨٢).

يُخْبِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ عَبْدٍ خَيَّرَهُ اللّٰهُ اَنْ يُّؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ، وَهُوَ يَقُوْلُ: فَدَيْنَاكَ بِاٰبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا! فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هُوَ الْمُخَيَّرَ، وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ اَعْلَمَنَا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اللہ ﷺ نے تو ایک بندے کے بارے میں بتایا کہ اللہ نے اس کو اپنی عطا کردہ دنیا کی زیب وزینت اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے، میں سے ایک کو چننے کا اختیار دیا اور یہ کہہ رہے ہیں: ہم اپنے ماں باپ کے ساتھ آپ ﷺ پر قربان جائیں! اصل بات یہ ہے خود رسول اللہ ﷺ اختیار دیے گئے تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم سے زیادہ جانتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: مسلمانوں نے جو مسجد نبوی کے اردگرد رہتے تھے اپنے اپنے گھروں میں سے ایک ایک کھڑکی مسجد کی طرف کھول لی تھی تاکہ جلدی سے مسجد کی طرف چلے جائیں یا جب چاہیں رسول اللہ ﷺ کی زیارت اپنے گھر ہی سے کرلیں تو آپ نے حکم دیا کہ سب کھڑکیاں بند کردی جائیں سوائے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے یہ حدیث دلیل ہے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کی۔ (راز)

(٥٩٥٨) وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى قَتْلٰى اُحُدٍ بَعْدَ ثَمَانِ سِنِيْنَ، كَالْمُوَدِّعِ لِلْاَحْيَاءِ وَالْاَمْوَاتِ، ثُمَّ طَلَعَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ: ((اِنِّيْ بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ فَرَطٌ، وَاَنَا عَلَيْكُمْ شَهِيْدٌ، وَاِنَّ مَوْعِدَكُمُ الْحَوْضُ، وَاِنِّيْ لَاَنْظُرُ اِلَيْهِ وَاَنَا فِيْ مُقَامِيْ هٰذَا، وَاِنِّيْ قَدْ اُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ، وَاِنِّيْ لَسْتُ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ اَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِيْ، وَلٰكِنِّيْ اَخْشٰى عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا اَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا))۔ وَزَادَ بَعْضُهُمْ: ((فَتَقْتَتِلُوْا، فَتَهْلِكُوْا كَمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۹۵۸) عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے شہدائے احد کی نماز جنازہ آٹھ سال بعد اس طرح ادا کی کہ گویا آپ ﷺ زندوں اور مرنے والوں سے بچھڑنے والے ہیں۔ پھر آپ ﷺ منبر پر چڑھے اور فرمایا: تم میں میری حیثیت پیشگی منتظم کی ہے اور میں تم پر گواہ ہوں گا، بلاشبہ ملاقات کا مقام حوض کوثر ہوگا اور میں اپنے اس مقام سے حوض کوثر دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کی گئیں ہیں۔ اور مجھے تمہارے بارے میں یہ خوف نہیں ہے کہ تم میرے بعد شرک کروگے، لیکن میں اس بات سے ڈراتا ہوں کہ تم دنیاداری میں ایک دوسرے سے بڑھنے لگ جاؤ گے۔ اور بعض رواۃ نے اضافہ کیا ہے کہ تم ایک دوسرے کو قتل کروگے، پس تباہ و برباد ہو جاؤ گے جیسا کہ تم سے پہلے لوگ ہلاک ہوئے تھے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: احد کی لڑائی ۳ھ شوال کے مہینے میں ہوئی اور ۱۱ھ ماہ ربیع الاول میں آپ کی وفات ہوگئی اس لیے راوی کا یہ کہنا کہ آٹھ برس بعد اس کا مطلب یہ ہوگا کہ آٹھویں برس زندوں کا رخصت کرنا تو ظاہر ہے کیونکہ یہ واقعہ آپ کے حیات طیبہ کے آخری سال کا ہے اور مردوں کا وادع اس کا معنی یوں کر رہے ہیں کہ اب بدن کے ساتھ ان کی زیارت نہ ہو سکے گی جیسے دنیا میں ہوا کرتی تھی۔ (راز)

نبی کریم ﷺ کے آخری لمحات

(٥٩٥٩) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: اِنَّ مِنْ نِعَمِ اللّٰهِ عَلَيَّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تُوُفِّيَ فِيْ بَيْتِيْ وَفِيْ يَوْمِيْ وَبَيْنَ سَحْرِيْ وَنَحْرِيْ، وَاَنَّ اللّٰهَ جَمَعَ بَيْنَ رِيْقِيْ وَرِيْقِهٖ عِنْدَ مَوْتِهٖ، دَخَلَ عَلَيَّ

(۵۹۵۹) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے مجھ پر بے پناہ انعامات میں سے ایک یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے گھر، میرے حلق اور سینے کے درمیان فوت کیے گئے۔ اور بلاشبہ اللہ نے آپ ﷺ کی وفات کے قریب میرے لعاب دہن کو اور آپ ﷺ کے لعاب دہن کو جمع فرمایا۔ عبدالرحمان

٥٩٥٨۔ صحيح بخاري: (٤٠٤٢)۔ صحيح مسلم: (٣٠/ ٢٢٩٦).

٥٩٥٩۔ صحيح بخاري: (٤٤٤٩).

عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِی بَکْرٍ وَبِیَدِہٖ سِوَاكٌ وَاَنَا مُسْنِدَةٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَرَأَیْتُهٗ یَنْظُرُ اِلَیْهِ، وَعَرَفْتُ اَنَّهٗ یُحِبُّ السِّوَاكَ، فَقُلْتُ: آخُذُهٗ لَكَ؟ فَاَشَارَ بِرَأْسِہٖ اَنْ نَعَمْ، فَتَنَاوَلْتُهٗ، فَاشْتَدَّ عَلَیْهِ، وَقُلْتُ: اُلَیِّنُهٗ لَكَ؟ فَاَشَارَ بِرَأْسِہٖ اَنْ نَعَمْ، فَلَیَّنْتُهٗ، فَاَمَرَّہٗ وَبَیْنَ یَدَیْهِ رَكْوَةٌ فِیْهَا مَاءٌ، فَجَعَلَ یُدْخِلُ یَدَیْهِ فِی الْمَاءِ فَیَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهٗ، وَیَقُوْلُ ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ))، ثُمَّ نَصَبَ یَدَیْهِ، فَجَعَلَ یَقُوْلُ: ((بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی)) حَتّٰی قُبِضَ وَمَالَتْ یَدُهٗ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

بن ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس اندر آئے اور ان کے ہاتھ میں مسواک تھی اور میں نے رسول اکرم ﷺ کو سہارا دے رکھا تھا۔ میں آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ مسواک کی طرف متوجہ ہیں۔ میں جان گئی کہ آپ ﷺ مسواک کرنا چاہ رہے ہیں۔ میں عرض کیا: کیا میں آپ ﷺ کے لیے مسواک لاؤں؟ آپ ﷺ نے سر کے ساتھ اشارہ کیا کہ ہاں! چنانچہ میں نے وہ مسواک آپ ﷺ کو پکڑا دی تو آپ ﷺ نے مسواک کرنا شروع کی لیکن وہ آپ ﷺ کے لیے سخت تھی‘ پھر میں نے کہا: کیا میں اسے آپ ﷺ کے لیے نرم کردوں۔ آپ ﷺ اپنے سر سے ہاں کا اشارہ کیا۔ چنانچہ میں نے مسواک کو آپ ﷺ کے لیے نرم کیا۔ آپ ﷺ نے اسے (دانتوں پر) پھیرا اور آپ ﷺ کے سامنے ایک برتن تھا جس میں پانی تھا‘ آپ ﷺ دونوں ہاتھوں کو پانی میں داخل فرماتے رہے اور انہیں اپنے چہرے پر پھیرتے رہے اور کہہ رہے تھے: ”لا الہ الا اللہ“ بلاشبہ سکرات موت برحق ہیں‘ بعدازاں آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ بلند کیا اور کہنا شروع کر دیا۔ مجھے رفیق اعلیٰ سے ملا دو۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کی روح قبض کر لی گئی اور آپ ﷺ کا دستِ مبارک جھک گیا۔ (بخاری)

(٥٩٦٠) وَعَنْهَا رضی اللہ عنہا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((مَا مِنْ نَبِیٍّ یَمْرَضُ اِلَّا خُیِّرَ بَیْنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ))۔ وَكَانَ فِیْ شَكْوَاهُ الَّذِیْ قُبِضَ اَخَذَتْهُ بُحَّةٌ شَدِیْدَةٌ، فَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ: مَعَ الَّذِیْ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ مِنَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ، فَعَلِمْتُ اَنَّهٗ خُیِّرَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

(٥٩٦٠) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا‘ آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جس کو مرض الموت میں مبتلا کرنے سے پہلے دنیا اور آخرت کو پسند کرنے کا اختیار نہ دیا گیا ہو‘ اور وہ بیماری جس میں آپ ﷺ کی روح مبارک قبض کی گئی یہ تھی کہ آپ ﷺ زبردست ہچکی میں مبتلا ہوئے۔ میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے سنا‘ مجھے ان لوگوں کی معیت نصیب فرما جن پر تو نے انعام فرمایا‘ یعنی انبیاء‘ صدیقین‘ شہداء اور صالحین۔ چنانچہ میں سمجھ گئی کہ آپ ﷺ کو اختیار دیا گیا ہے۔ (بخاری ومسلم)

نبی رحمت ﷺ کی وفات پر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اظہارِ غم

(٥٩٦١) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: لَمَّا ثَقُلَ النَّبِیُّ ﷺ جَعَلَ یَتَغَشَّاهُ الْكَرْبُ۔ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ: وَاكَرْبَ اَبَاهُ! فَقَالَ لَهَا: ((لَیْسَ عَلٰی

(٥٩٦١) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ شدید بیمار ہوئے اور آپ ﷺ پر بیماری کی وجہ سے غشی طاری ہوئی تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہائے ابو جان کی تکلیف! آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: آج کے بعد تیرے باپ

٥٩٦٠۔ صحیح بخاری: (٤٥٨٦)۔ صحیح مسلم: (٨٦/ ٢٤٤٤)۔

٥٩٦١۔ صحیح بخاری: (٤٤٦٢)۔

اَبِیْكَ كَرْبٌ بَعْدَ الْيَوْمِ))۔ فَلَمَّا مَاتَ قَالَتْ: یَا اَبَتَاهُ! اَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ يَا اَبَتَاهُ! مَنْ جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ مَأْوَاهُ، يَا اَبَتَاهُ! اِلٰی جِبْرَئِيْلَ نَنْعَاهُ فَلَمَّا دُفِنَ قَالَتْ فَاطِمَةُ: يَا اَنَسُ! اَطَابَتْ اَنْفُسُكُمْ اَنْ تَحْثُوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ التُّرَابَ؟۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

پر کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ جب آپ ﷺ نے وفات پائی تو وہ کہنے لگیں: ہائے ابا جان! آپ ﷺ نے اپنے رب کی دعوت قبول کرلی۔ ہائے ابا جان! جنت الفردوس میں آپ ﷺ کا مقام ہے۔ اے ابو جان! ہم جبرئیل علیہ السلام کو آپ ﷺ کی موت کی خبر دیتے ہیں، پھر جب آپ ﷺ کو دفنایا گیا تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے انس! تم نے رسول اللہ ﷺ پر مٹی ڈالنے پر اپنے آپ کو کیسے آمادہ کیا؟ (بخاری)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ...... دوسری فصل

سب سے روشن اور سب سے تاریک دن

(۵۹۶۲) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ۔ لَعِبَتِ الْحَبَشَةُ بِحِرَابِهِمْ فَرَحًا لِقُدُوْمِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ. وَفِیْ رِوَايَةِ الدَّارِمِيِّ قَالَ: مَارَأَيْتُ يَوْمًا قَطُّ كَانَ اَحْسَنَ وَلَا اَضْوَأَ مِنْ يَوْمٍ دَخَلَ عَلَيْنَا فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَا رَأَيْتُ يَوْمًا كَانَ اَقْبَحَ وَلَا اَظْلَمَ مِنْ يَوْمٍ مَاتَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَفِیْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ قَالَ: لَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِیْ دَخَلَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ اَضَاءَ مِنْهَا كُلُّ شَیْءٍ فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِیْ مَاتَ فِيْهِ اَظْلَمَ مِنْهَا كُلُّ شَیْءٍ، وَمَا نَفَضْنَا اَيْدِيَنَا عَنِ التُّرَابِ وَاِنَّا لَفِیْ دَفْنِهٖ، حَتّٰی اَنْكَرْنَا قُلُوْبَنَا.

(۵۹۶۲) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ کی آمد پر خوش ہوتے ہوئے حبشی نیزوں کے ساتھ کھیلے۔ (ابوداود)

اور ''دارمی'' کی روایت میں ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: جس دن رسول اکرم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے، میں نے اس دن سے زیادہ بہتر اور منور دن کبھی نہیں دیکھا اور نہ ہی میں نے اس دن سے برا اور اندھیرے والا دن دیکھا کہ جس دن رسول کریم ﷺ فوت ہوئے۔ اور ''ترمذی'' کی روایت میں ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا جس دن رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو ہر چیز روشن نظر آنے لگی اور جس روز آپ ﷺ فوت ہوئے تو مدینہ کی ہر چیز پر تاریکی چھا گئی، ابھی ہم نے اپنے ہاتھوں سے گرد و غبار صاف نہیں کی تھی بلکہ ہم آپ ﷺ کو دفن کرنے میں مصروف تھے کہ ہم نے اپنے دلوں کو نا آشنا جانا۔

نبی جہاں فوت ہوں، ان کی تدفین بھی وہیں ہوگی

(۵۹۶۳) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: لَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِخْتَلَفُوْا فِیْ دَفْنِهٖ۔ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ: سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا۔ قَالَ: ((مَا قَبَضَ اللّٰهُ نَبِيًّا اِلَّا فِی الْمَوْضِعِ الَّذِیْ يُحِبُّ اَنْ يُدْفَنَ فِيْهِ))۔ اِدْفِنُوْهُ فِیْ مَوْضِعِ

(۵۹۶۳) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو صحابہ کرام نے آپ ﷺ کے دفن کرنے میں اختلاف کیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اکرم ﷺ سے کچھ سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہر پیغمبر کو اس جگہ میں فوت کیا جہاں وہ دفن ہونا پسند کرتا تھا۔'' اس لیے آپ ﷺ کو آپ ﷺ کے بستر کی جگہ پر دفن کرو۔ (ترمذی)

۵۹۶۲۔ سنن ابو داؤد: (۴۹۲۳)۔ سنن الدارمی: (۸۹)۔ جامع الترمذی: (۳۶۱۸)، اس کی سند صحیح ہے۔
۵۹۶۳۔ جامع ترمذی: (۱۰۱۸)، اس کی سند صحیح ہے۔

فِرَاشِهٖ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

(٥٩٦٤) عَنْ عَائِشَةَ ﷞، قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ وَهُوَ صَحِيْحٌ: ((اِنَّهٗ لَنْ يُقْبَضَ نَبِيٌّ حَتّٰى يُرٰى مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرَ))۔ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَلَمَّا نَزَلَ بِهٖ، وَرَأْسُهٗ عَلٰى فَخِذِيْ غَشِيَ عَلَيْهِ، ثُمَّ اَفَاقَ، فَاَشْخَصَ بَصَرَهٗ اِلَى السَّقْفِ ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى))۔ قُلْتُ: اِذَنْ لَا يَخْتَارُنَا۔ قَالَتْ: وَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَدِيْثُ الَّذِيْ كَانَ يُحَدِّثُنَا بِهٖ وَهُوَ صَحِيْحٌ فِيْ قَوْلِهٖ: ((اِنَّهٗ لَنْ يُقْبَضَ نَبِيٌّ قَطُّ حَتّٰى يُرٰى مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرَ)) قَالَتْ عَائِشَةُ: فَكَانَ آخِرُ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ قَوْلُهٗ: ((اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۵۹۶۴) عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بحالت صحت فرمایا کرتے تھے: کسی نبی کی روح اس وقت تک قبض نہیں کی جاتی جب تک اس کو جنت میں اس کے قیام کی جگہ کو دکھا نہیں دیا جاتا' پھر اس کو اختیار دیا جاتا ہے۔ عائشہ ﷞ فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ پر سکرات موت کی کیفیت طاری ہوئی تو آپ ﷺ کا سر مبارک میری ران پر تھا' آپ ﷺ پر غشی طاری ہوئی' پھر آپ ﷺ ہوش میں آ گئے' پھر آپ ﷺ نے نگاہیں چھت پر گاڑ دیں اور فرمایا: اے اللہ! میں رفیق اعلیٰ کو پسند کرتا ہوں۔ میں نے کہا: اس وقت آپ ﷺ ہمیں پسند نہیں فرمائیں گے۔ عائشہ ﷞ کہتی ہیں: میں نے سمجھ لیا کہ یہ وہی بات ہے جس کا ذکر آپ ﷺ تندرستی کی حالت میں ہمیں کیا کرتے تھے کہ کوئی نبی اس وقت تک فوت نہیں ہوتا جب تک جنت میں اس کو اس کا مقام نہیں دکھا دیا جاتا' پھر اسے اختیار دیا جاتا ہے۔ عائشہ ﷞ نے کہا: آخری کلمہ جو آپ ﷺ نے فرمایا وہ یہ تھا: اے اللہ! میں رفیق اعلیٰ کو پسند کرتا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

(٥٩٦٥) وَعَنْهَا ﷞ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ: ((يَا عَائِشَةُ! مَا اَزَالُ اَجِدُ اَلَمَ الطَّعَامِ الَّذِيْ اَكَلْتُ بِخَيْبَرَ، وَهٰذَا اَوَانُ وَجَدْتُ انْقِطَاعَ اَبْهَرِيْ مِنْ ذٰلِكَ السَّمِّ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

(۵۹۶۵) عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے مرض الموت میں فرمایا: اے عائشہ ﷞! میں خیبر میں کھائے گئے زہریلے کھانے کی تکلیف ہمیشہ محسوس کرتا رہا ہوں۔ اور اب میں محسوس کر رہا ہوں کہ اس زہر کے اثر سے میری شریان (شہ رگ) پھٹ رہی ہے۔ (بخاری)

حدیث قرطاس

(٥٩٦٦) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷞، قَالَ: لَمَّا حُضِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ، فِيْهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هَلُمُّوْا اَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهٗ))۔

(۵۹۶۶) ابن عباس ﷞ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول معظم ﷺ پر سکرات موت طاری ہوئی تو گھر میں بہت سے لوگ تھے' ان میں عمر بن خطاب ﷜ بھی تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آؤ' میں تمہیں ایک وصیت لکھ دوں کہ اس کے بعد کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ چنانچہ عمر ﷜ نے فرمایا:

٥٩٦٤۔ صحيح بخاری: (٦٥٠٩)۔ صحيح مسلم: (٨٧/ ٢٤٤٤) .

٥٩٦٥۔ صحيح بخاری: (٤٤٢٨) .

٥٩٦٦۔ صحيح بخاری: (١١٤، ٤٤٣١)۔ صحيح مسلم: (٢٦/ ١٦٣٧) .

فَقَالَ عُمَرُ: قَدْ غَلَبَ عَلَيْهِ الْوَجْعُ، وَعِنْدَكُمُ الْقُرْآنُ، حَسْبُكُمْ كِتَابُ اللّٰهِ، فَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْبَيْتِ وَاخْتَصَمُوْا، فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ: قَرِّبُوْا يَكْتُبْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ مَا قَالَ عُمَرُ: فَلَمَّا اَكْثَرُوْا اللَّغَطَ وَالْاِخْتِلَافَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((قُوْمُوْا عَنِّیْ))۔ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ: اِنَّ الرَّزِيْئَةَ كُلَّ الرَّزِيْئَةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَبَيْنَ اَنْ يَكْتُبَ لَهُمْ ذٰلِكَ الْكِتَابَ لِاخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ. وَفِیْ رِوَايَةِ سُلَيْمَانَ بْنِ اَبِیْ مُسْلِمٍ الْاَحْوَلِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يَوْمُ الْخَمِيْسِ، وَمَا يَوْمُ الْخَمِيْسِ؟ ثُمَّ بَكٰی حَتّٰی بَلَّ دَمْعُهُ الْحِصٰی۔ قُلْتُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! وَمَا يَوْمُ الْخَمِيْسِ؟ قَالَ: اِشْتَدَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ وَجْعُهُ فَقَالَ: ((ائْتُوْنِیْ بِكَتِفٍ اَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوْا بَعْدَهٗ اَبَدًا))۔ فَتَنَازَعُوْا وَلَا يَنْبَغِیْ عِنْدَ نَبِیٍّ تَنَازُعٌ۔ فَقَالُوْا: مَا شَاْنُهٗ؟! اَهَجَرَ؟ اِسْتَفْهِمُوْهُ، فَذَهَبُوْا يَرُدُّوْنَ عَلَيْهِ۔ فَقَالَ: ((دَعُوْنِیْ، ذَرُوْنِیْ، فَالَّذِیْ اَنَا فِيْهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُوْنَنِیْ اِلَيْهِ))۔ فَاَمَرَهُمْ بِثَلَاثٍ: فَقَالَ: ((اَخْرِجُوْا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ، وَاَجِيْزُوْا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ اُجِيْزُهُمْ))۔ وَسَكَتَ عَنِ الثَّالِثَةِ، اَوْ قَالَهَا فَنَسِيْتُهَا قَالَ سُفْيَانُ: هٰذَا مِنْ قَوْلِ سُلَيْمَانَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

آپ ﷺ پر بیماری کا سخت غلبہ ہے اور تمہارے پاس قرآن ہے اللہ کی کتاب تمہاری ہدایت کے لیے کافی ہے۔گھر والوں نے اس پر اختلاف کیا اور آپس میں جھگڑنے لگے۔ ان میں سے کسی نے کہا: قریب کرو (قلم دوات) تاکہ رسول اللہ ﷺ تمہارے لیے کچھ تحریر کروا دیں۔اور ان میں سے کسی نے وہی کہا جو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا۔جب اختلاف اور شدت اختیار کر گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس سے چلے جاؤ۔عبید اللہ کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے: یہ انتہائی سخت پریشان کن امر تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اختلاف اور شور وشغب رسول اللہ ﷺ کو ان کے لیے تحریر کرانے میں حائل ہو گیا۔سلیمان بن ابی مسلم احول کی روایت میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جمعرات کا دن کیا ہے جمعرات کا دن؟ پھر آپ رضی اللہ عنہ رونے لگے حتیٰ کہ ان کے آنسوؤں سے کنکر بھیگ گئے۔میں نے کہا: اے ابن عباس رضی اللہ عنہما! جمعرات کا دن کیا ہے؟ کہنے لگے: اس روز رسول اللہ ﷺ کی تکلیف میں اضافہ ہو گیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس شانے کی ہڈی لاؤ میں تمہیں تحریر لکھ دیتا ہوں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔چنانچہ انہوں نے اختلاف کیا جبکہ نبی ﷺ کے قریب جھگڑا کرنا درست نہیں تھا۔بعض صحابہ کرام نے کہا: آپ ﷺ کا کیا حال ہے؟ کیا دنیا کو ترک کرتے ہیں؟ آپ ﷺ سے پوچھو چنانچہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تکرار کرنا شروع کر دیا۔آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے چھوڑ دو، مجھے رہنے دو! میں جس حال میں ہوں وہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف تم مجھے دعوت دیتے ہو، پھر آپ ﷺ نے انہیں تین باتوں کا حکم دیا۔آپ ﷺ نے فرمایا: مشرکین کو جزیرۃ العرب سے نکال دینا اور وفد کے اراکین کو عزت واحترام دینا جیسا کہ میں انہیں عزت واحترام دیتا تھا۔آپ ﷺ تیسری بات بتانے سے خاموش رہے یا آپ ﷺ نے تو بیان کی لیکن میں اسے بھول گیا۔سفیان کہتے ہیں کہ یہ سلیمان کا قول ہے۔(بخاری ومسلم)

توضیح: یہ رحلت سے چار دن پہلے کی بات ہے جب مرض شدت اختیار کی تو آپ نے فرمایا: لاؤ تمہیں کچھ لکھ دوں تاکہ تم میرے بعد گمراہ نہ ہو، بعض نے کہا کہ آپ پر شدت درد غالب ہے قرآن ہمارے پاس موجود ہے اور ہم کو کافی ہے۔اس پر آپس میں اختلاف ہوا۔یہ شور شغف بڑھا تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم سب اٹھ جاؤ یہ جمعرات کا واقعہ ہے، اسی روز آپ نے تین وصیتیں فرمائیں: یہود کو عرب سے نکال دو، وفود کی عزت ہمیشہ اسی طرح کی جائے جیسے میں کرتا ہوں۔قرآن مجید کو ہر کام میں معمول بنایا جائے بعض روایات کے مطابق کتاب اللہ وسنت پر تمسک کا حکم دیا۔آج مغرب تک کی جملہ نمازیں آپ نے خود پڑھائی تھیں مگر عشاء میں نہ جا سکے اور سیدنا ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ وہ نماز پڑھائیں جس کے تحت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حیات نبوی میں سترہ نمازوں کی امامت فرمائی۔ (راز)

اس روایت کو صحیح طریقے سے نہ سمجھنے والے بعض عقل پرست اسی حدیث کی بنا پر بعض صحابہ خصوصاً سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو طعن کا نشانہ بناتے ہیں حالانکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی رائے جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے حال کو دیکھ کر ظاہر کی اور آپ کی تکلیف کو گوارہ نہ کیا۔ (نووی)

باقی رہے منکرین حدیث تو ان کی یہ حدیث قطعاً دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ یہ بھی حدیث ہی ہے۔

(٥٩٦٧) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ اَبُوْبَكْرٍ لِعُمَرَ رضی اللہ عنہ، بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِنْطَلِقْ اِلٰی اُمِّ اَيْمَنَ نَزُوْرُهَا كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَزُوْرُهَا، فَلَمَّا انْتَهَيْنَا اِلَيْهَا بَكَتْ. فَقَالَا لَهَا: مَا يُبْكِيْكِ؟ اَمَّا تَعْلَمِيْنَ اَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَتْ: اِنِّيْ لَا اَبْكِيْ اَنِّيْ لَاَعْلَمُ اَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ، وَلٰكِنْ اَبْكِيْ اَنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ، فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(٥٩٦٧) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: آیئے ام ایمن رضی اللہ عنہا کی زیارت کو چلیں، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ ان سے ملاقات کے لیے تشریف لے جاتے تھے، جب ہم ان کے پاس پہنچے تو وہ رونے لگی، ان دونوں نے ان سے کہا: آپ کیوں روتی ہیں؟ کیا آپ نہیں جانتیں کہ اللہ کے ہاں رسول اکرم ﷺ کا جو مقام ہے وہ بہت بہتر ہے؟ وہ کہنے لگیں: میں اس لیے نہیں رو رہی کہ میں آپ ﷺ کے اس مقام کو نہیں جانتی جو اللہ کے پاس بہت بہتر ہے بلکہ میں تو اس لیے روتی ہوں کہ آسمان سے وحی کا آنا منقطع ہو گیا ہے، چنانچہ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے ان دونوں کو رونے پر مجبور کر دیا۔ تو وہ دونوں بھی ان کے ساتھ رونے لگے۔ (مسلم)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صالحین کی زیارت کے لیے جانا مستحب ہے اور صالحین کی مفارقت پر رونا بھی درست ہے۔ (نووی)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فہم وفراست

(٥٩٦٨) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِالْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ، وَنَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ، عَاصِبًا رَأْسَهٗ بِخِرْقَةٍ، حَتّٰى اَهْوٰى نَحْوَ الْمِنْبَرِ، فَاسْتَوٰى عَلَيْهِ وَاتَّبَعْنَاهُ قَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنِّيْ لَاَنْظُرُ اِلَى الْحَوْضِ مِنْ مَقَامِيْ هٰذَا)) ثُمَّ قَالَ: ((اِنَّ عَبْدًا عُرِضَتْ عَلَيْهِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا، فَاخْتَارَ الْاٰخِرَةَ)) قَالَ: فَلَمْ يَفْطَنْ لَهَا اَحَدٌ غَيْرَ اَبِيْ بَكْرٍ، فَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ، فَبَكٰى، ثُمَّ قَالَ: بَلْ نَفْدِيْكَ بِاٰبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا

(٥٩٦٨) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مرض الموت میں ہمارے پاس تشریف لائے ہم مسجد میں تھے، آپ ﷺ نے اپنے سر پر پٹی باندھ رکھی تھی۔ آپ ﷺ نے منبر کی جانب قصد کیا اور اس پر چڑھے اور ہم آپ ﷺ کے ساتھ ساتھ گئے، آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بلاشبہ میں اس مقام سے حوض کوثر دیکھ رہا ہوں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک ایک بندے پر دنیا اور اس کی زیب وزینت پیش کی گئی اور اس نے آخرت کو اختیار کیا۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس نکتہ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا کسی نے نہ سمجھا۔ چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور وہ رونے لگے، پھر کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! ہم نے اپنے ماں باپ، اپنی جانیں اور مال آپ ﷺ پر قربان

٥٩٦٧۔ صحیح مسلم: (١٠٣/ ٢٤٥٤).

٥٩٦٨۔ سنن الدارمی: (٧٨)۔ جامع ترمذی: (٣٦٥٩)، اس کی سند صحیح ہے۔

وَاَنْفُسِنَا وَاَمْوَالِنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ثُمَّ هَبَطَ فَمَا قَامَ عَلَيْهِ حَتّٰى السَّاعَةِ۔ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ .

کرتے ہیں۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس کے بعد آپ ﷺ نیچے اترے اور آج تک پھر دوبارہ اس منبر پر کھڑے نہیں ہوئے۔ (دارمی)

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آخری مکالمہ

(۵۹۶۹) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾۔ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاطِمَةَ قَالَ ((نُعِيَتْ اِلَيَّ نَفْسِيْ)) فَبَكَتْ قَالَ ((لَا تَبْكِيْ فَاِنَّكِ اَوَّلُ اَهْلِيْ لَاحِقٌ بِيْ)) فَضَحِكَتْ، فَرَآهَا بَعْضُ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْنَ: يَا فَاطِمَةُ رَأَيْنَاكِ بَكَيْتِ ثُمَّ ضَحِكْتِ۔ قَالَتْ اِنَّهٗ اَخْبَرَنِيْ اَنَّهٗ قَدْ نُعِيَتْ اِلَيْهِ نَفْسُهٗ فَبَكَيْتُ، فَقَالَ لِيْ: لَا تَبْكِيْ فَاِنَّكِ اَوَّلُ اَهْلِيْ لَاحِقٌ بِيْ فَضَحِكْتُ۔ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَجَاءَ اَهْلُ الْيَمَنِ، هُمْ اَرَقُّ اَفْئِدَةً، وَالْاِيْمَانُ يَمَانٍ، وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ))۔ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ .

(۵۹۶۹) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب ﴿اذا جاء نصر اللہ والفتح﴾ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور کہا: مجھے اپنی وفات کی خبر دی گئی ہے۔ وہ رونے لگیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: روؤ' مت میرے اہل وعیال میں سے سب سے پہلے تو مجھے ملے گی۔ وہ ہنسنے لگیں۔ نبی اکرم ﷺ کی کسی بیوی نے انہیں دیکھ لیا۔ انہوں نے کہا: اے فاطمہ! ہم نے تجھے دیکھا کہ تم روئی' پھر ہنسی۔ وہ کہنے لگیں: آپ ﷺ نے مجھے بتایا تھا کہ مجھے میری موت کی خبر دی گئی ہے تو میں رونے لگی' پھر آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: تو نہ رو' کیونکہ میرے اہل میں سے سب سے پہلے تو مجھے ملے گی۔ چنانچہ میں ہنس پڑی۔ نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ کی فتح ونصرت آن پہنچی اور یمن کے لوگ آئے ہیں وہ دل کے نرم ہیں اور ایمان یمنی ہے اور حکمت بھی یمن والوں میں ہے۔ (دارمی)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت

(۵۹۷۰) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، اَنَّهَا قَالَتْ: وَارَأْسَاهُ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ذَاكِ لَوْ كَانَ وَاَنَا حَيٌّ فَاَسْتَغْفِرُ لَكِ وَاَدْعُوْ لَكِ)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ: وَاثُكْلِيَاهُ! وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ تُحِبُّ مَوْتِيْ، فَلَوْ كَانَ ذٰلِكَ لَظَلِلْتَ آخِرَ يَوْمِكَ مُعَرِّسًا بِبَعْضِ اَزْوَاجِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((بَلْ اَنَا وَارَأْسَاهُ! لَقَدْ هَمَمْتُ۔ اَوْ اَرَدْتُ اَنْ اُرْسِلَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ وَابْنِهٖ وَاَعْهَدَ، اَنْ يَقُوْلَ الْقَائِلُوْنَ، اَوْيَتَمَنَّى الْمُتَمَنُّوْنَ، ثُمَّ قُلْتُ: يَأْبَى اللّٰهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ، اَوْ يَدْفَعُ اللّٰهُ وَيَأْبَى الْمُؤْمِنُوْنَ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

(۵۹۷۰) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں انہوں نے کہا: ہائے میرا سر دکھتا ہے! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تجھے موت آ جائے اور میں زندہ ہوں تو تیری مغفرت طلب کروں گا اور تیرے لیے دعا کروں گا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں: ہائے میں مرجاؤں اللہ کی قسم! میں آپ ﷺ کے بارے میں خیال کرتی ہوں کہ آپ ﷺ میری موت کو پسند کرتے ہیں۔ اگر ایسا ہوا تو آپ ﷺ اسی دن کے آخر میں اپنی کسی بیوی سے صحبت کریں گے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بلکہ میرے بھی سر میں درد ہے' بے شک میرا ارادہ یا قصد ہے کہ میں ابو بکر رضی اللہ عنہ یا ان کے بیٹے کی طرف پیغام بھیجوں اور وصیت کروں تا کہ کوئی کہنے والا نہ کہے یا آرزو کرنے والا آرزو نہ کرے۔ پھر میں نے کہا: اللہ تعالیٰ انکار کریں گے اور مومنین برا جانیں گے یا فرمایا: اللہ تعالیٰ مدافعت کریں گے اور مومنین انکار کریں گے۔ (بخاری)

۵۹۶۹۔ سنن الدارمی: (۸۰)، اس کی سند حسن ہے۔

۵۹۷۰۔ صحیح بخاری: (۵۶۶۶).

توضیح: جیسا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا انہوں نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی کو خلیفہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے صاف وصریح سب لوگوں کے سامنے ان کو اپنا جانشین نہیں کیا تھا مگر منشاء خداوندی بھی یہی تھا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہو گے، ان کے بعد عمر رضی اللہ عنہ ان کے عثمان اور ان کے بعد علی رضی اللہ عنہ منشاء ایزدی پورا ہوا۔ (راز)

رسول کریم ﷺ کا مرض الموت میں مبتلا ہونا

(٥٩٧١) وَعَنْهَا رضی اللہ عنہا قَالَتْ: رَجَعَ اِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ مِنْ جَنَازَةٍ مِنَ الْبَقِيْعِ فَوَجَدَنِيْ وَاَنَا اَجِدُ صُدَاعًا، وَاَنَا اَقُوْلُ: وَارَأْسَاهُ! قَالَ: ((بَلْ اَنَا يَا عَائِشَةَ! وَارَأْسَاهُ)) قَالَ: وَمَا ضَرَّكِ لَوْ مِتَّ قَبْلِيْ، فَغَسَلْتُكِ وَكَفَّنْتُكِ، وَصَلَّيْتُ عَلَيْكِ، وَدَفَنْتُكِ؟)) قُلْتُ: لَكَاَنِّيْ بِكَ وَاللّٰهُ لَوْ فَعَلْتَ ذٰلِكَ لَرَجَعْتَ اِلٰى بَيْتِيْ فَعَرَّسْتَ فِيْهِ بِبَعْضِ نِسَائِكَ، فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ بُدِئَ فِيْ وَجْعِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ۔ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

(٥٩٧١) عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ ایک روز بقیع سے کسی جنازے کے بعد رسول اللہ میرے پاس تشریف لائے تو آپ ﷺ نے مجھے دردسر میں مبتلا پایا اور میں کہہ رہی تھی: ہائے میرا سر دکھتا ہے! آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ بلکہ میرا سر بھی دکھتا ہے! آپ ﷺ نے فرمایا: تجھے چنداں فکر کی ضرورت نہیں، اگر تو مجھ سے پہلے فوت ہوگئی تو میں تجھے غسل دوں گا، تجھے کفناؤں گا، تیری نماز جنازہ ادا کروں گا اور تجھے دفن کروں گا۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے یوں لگتا ہے کہ اگر آپ ﷺ نے ایسا کیا تو جب آپ ﷺ میرے گھر واپس جائیں گے تو اپنی عورتوں میں سے کسی سے صحبت کریں گے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ مسکرا دیے، پھر آپ ﷺ پر اس بیماری کا حملہ ہوا جس میں آپ ﷺ وفات پا گئے تھے۔ (دارمی)

(٥٩٧٢) وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ اَبِيْهِ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَجُلًا مِنْ قُرَيْشٍ دَخَلَ عَلٰى اَبِيْهِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، فَقَالَ: اَلَا اُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: بَلٰى حَدِّثْنَا عَنْ اَبِي الْقَاسِمِ قَالَ: لَمَّا مَرِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَتَاهُ جِبْرَئِيْلَ فَقَالَ: ((يَا مُحَمَّدُ! اِنَّ اللّٰهَ اَرْسَلَنِيْ اِلَيْكَ تَكْرِيْمًا لَكَ، وَتَشْرِيْفًا لَكَ، خَاصَّةً لَكَ يَسْأَلُكَ عَمَّا هُوَ اَعْلَمُ بِهِ مِنْكَ، يَقُوْلُ: كَيْفَ تَجِدُكَ؟ قَالَ: اَجِدُنِيْ يَا جِبْرَئِيْلَ! مَغْمُوْمًا، وَاَجِدُنِيْ يَا جِبْرَئِيْلُ! مَكْرُوْبًا))۔ ثُمَّ جَاءَهُ الْيَوْمَ الثَّانِيْ، فَقَالَ لَهُ ذٰلِكَ، فَرَدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ كَمَا رَدَّ اَوَّلَ يَوْمٍ ثُمَّ جَاءَهُ الْيَوْمَ الثَّالِثَ، فَقَالَ لَهُ كَمَا قَالَ اَوَّلَ يَوْمٍ، وَرَدَّهُ

(٥٩٧٢) جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ قریش میں سے ایک شخص ان کے والد علی بن حسین کے ہاں گیا علی بن حسین نے کہا: کیا میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی حدیث نہ بیان کروں؟ اس شخص نے کہا: ہاں، ہمیں ابو القاسم ﷺ سے بیان کرو، علی بن حسین نے کہا: جب رسول اکرم ﷺ بیمار ہوئے تو جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ کی تیمارداری کے لیے آئے اور کہا: اے محمد ﷺ! بلاشبہ اللہ نے آپ ﷺ کی عزت اور تعظیم کرتے ہوئے مجھے خاص طور پر آپ ﷺ کی طرف بھیجا ہے، اللہ تعالیٰ آپ ﷺ سے دریافت کرتے ہیں حالانکہ اس چیز کے بارے میں وہ آپ ﷺ سے زیادہ جانتا ہے، اللہ فرماتے ہیں: آپ ﷺ اپنے آپ کو کیسا پاتے ہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: جبرئیل علیہ السلام! میں اپنے آپ کو غمگین پاتا ہوں اور اے جبرئیل! میں اپنے آپ کو تکلیف میں پاتا ہوں، پھر دوسرے روز بھی جبرئیل آپ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے وہی بات کہی۔ نبی ﷺ نے اس کا وہی جواب دیا جو پہلے دیا تھا۔ اس کے بعد تیسرے روز بھی جبرئیل علیہ السلام

٥٩٧١۔ سنن دارمی: (٨١) اس کی سند حسن ہے۔

٥٩٧٢۔ دلائل النبوۃ: (٧/ ٦٧، ٢٦٨) یہ سخت ضعیف ہے۔

عَلَيْهِ كَمَا رَدَّ عَلَيْهِ، وَجَاءَ مَعَهٗ مَلَكٌ يُقَالُ لَهٗ. اِسْمَاعِيْلَ عَلٰى مِائَةِ اَلْفِ مَلَكٍ. كُلُّ مَلَكٍ عَلٰى مَائَةِ اَلْفِ مَلَكٍ، فَاسْتَأْذَنَ عَلَيْهِ، فَسَأَلَهٗ عَنْهُ. ثُمَّ قَالَ جِبْرَئِيْلَ: هٰذَا مَلَكُ الْمَوْتِ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْكَ. مَا اسْتَأْذَنَ عَلٰى آدَمِيٍّ قَبْلَكَ وَلَا يَسْتَأْذِنُ عَلٰى آدَمِيٍّ بَعْدَكَ فَقَالَ: اِئْذَنْ لَهٗ، فَاَذِنْ لَهٗ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ! اِنَّ اللّٰهَ اَرْسَلَنِيْ اِلَيْكَ، فَاِنْ اَمَرْتَنِيْ اَنْ اَقْبِضَ رُوْحَكَ قَبَضْتُ، وَاِنْ اَمَرْتَنِيْ اَنْ اَتْرُكَهٗ تَرَكْتُهٗ فَقَالَ: وَتَفْعَلُ يَا مَلَكَ الْمَوْتِ؟ قَالَ: نَعَمْ، بِذٰلِكَ اُمِرْتُ، وَاُمِرْتُ اَنْ اُطِيْعَكَ، قَالَ: فَنَظَرَ النَّبِيُّ ﷺ اِلٰى جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَ جِبْرَئِيْلُ: يَا مُحَمَّدُ! اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اِشْتَاقَ اِلٰى لِقَائِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِمَلَكِ الْمَوْتِ: ((اِمْضِ لِمَا اُمِرْتَ بِهٖ)) فَقَبَضَ رُوْحَهٗ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَجَاءَتِ التَّعْزِيَةُ سَمِعُوْا صَوْتًا مِنْ نَاحِيَةِ الْبَيْتِ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ، اِنَّ فِي اللّٰهِ عَزَاءً مِنْ كُلِّ مُصِيْبَةٍ، وَخَلَفًا مِنْ كُلِّ هَالِكٍ، وَدَرَكًا مِنْ كُلِّ فَائِتٍ، فَبِاللّٰهِ فَاتَّقُوْا، وَاِيَّاهُ فَارْجُوْا، فَاِنَّمَا الْمُصَابُ مِنْ حُرِمَ الثَّوَابِ. فَقَالَ عَلِيٌّ: اَتَدْرُوْنَ. مِنْ هٰذَا؟ هُوَ الْخَضِرُ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

آپ ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے وہی بات کہی جو پہلے دن کہی تھی۔ آپ ﷺ نے اسی طرح کہا جیسا کہ پہلے دن کہا تھا۔ اور جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ ایک فرشتہ آیا جس کا نام اسماعیل تھا جو ایک لاکھ فرشتوں کا سردار ہے اور ان میں سے ہر فرشتہ ایک لاکھ کا سردار ہے۔ اس فرشتے نے آپ ﷺ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام سے اس فرشتے کی بابت دریافت کیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: یہ موت کا فرشتہ ہے آپ ﷺ کے ہاں آنے کی اجازت مانگتا ہے حالانکہ اس سے پہلے اس نے کسی شخص سے اجازت طلب نہیں کی اور نہ ہی آپ ﷺ کے بعد کسی شخص سے اجازت طلب کرے گا۔ آپ ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام سے کہا: اسے اجازت دو، چنانچہ جبرئیل علیہ السلام نے ملک الموت کو اجازت دی تو اس نے آپ ﷺ کو سلام عرض کیا: اے محمد ﷺ! اللہ نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے، اگر آپ ﷺ مجھے اجازت مرحمت فرمائیں تو میں آپ کی روح قبض کر لوں اور اگر آپ ﷺ مجھے اجازت مرحمت نہ فرمانا چاہیں تو آپ ﷺ کی روح قبض نہیں کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ملک الموت! کیا تو ایسا ہی کرے گا؟ اس نے کہا: بالکل مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ ﷺ کی اطاعت کروں۔ علی بن حسین نے کہا کہ نبی ﷺ نے جبرئیل کی طرف دیکھا تو جبرئیل نے کہا: اے محمد! بلاشبہ اللہ رب العزت آپ ﷺ کی ملاقات کے مشتاق ہیں۔ نبی ﷺ نے ملک الموت سے کہا: آپ اس کام کو کر گزریں جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ ملک الموت نے آپ ﷺ کی روح قبض کر لی۔ جب رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے اور تعزیت کرنے والے آئے تو لوگوں نے گھر کے کونے سے ایک آواز سنی: ''اے اہل بیت تم پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں ہوں، بلاشبہ قرآن میں ہر مصیبت سے تسلی ہے اور اللہ ہی ہر ہلاک ہونے والی چیز کا بدلہ دینے والا ہے اور ہر فوت شدہ چیز کا تدراک کرنے والا ہے، پس اللہ ہی سے ڈرو اور اسی پر امید رکھو۔ بلاشبہ مصیبت زدہ شخص وہ ہے جو ثواب سے محروم کیا گیا۔'' علی بن حسین نے کہا: کیا تم جانتے ہو کہ (تعزیت کرنے والا) یہ کون ہے؟ وہ خضر علیہ السلام تھے۔ (بیہقی دلائل النبوۃ)

باب
نبی ﷺ کے ترکہ (میراث) کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

کائنات کے آقا و مولیٰ نے ترکہ میں کچھ بھی نہ چھوڑا

(۵۹۷۳) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دِيْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَلَا شَاةً وَلَا بَعِيْرًا، وَلَا اَوْصٰى بِشَيْءٍ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۹۷۳) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نہ ہی دینار' نہ ہی درہم' نہ ہی بکریاں اور نہ ہی اونٹ چھوڑے اور نہ ہی آپ ﷺ نے کسی چیز کی کوئی وصیت فرمائی۔ (مسلم)

(۵۹۷٤) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ اَخِيْ جُوَيْرِيَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَ: مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ مَوْتِهٖ دِيْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَلَا عَبْدًا وَلَا اَمَةً وَلَا شَيْئًا اِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ، وَسِلَاحَهٗ، وَاَرْضًا جَعَلَهَا صَدَقَةً۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۵۹۷۴) جویریہ رضی اللہ عنہا کے بھائی عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی موت کے وقت نہ ہی دینار' نہ ہی درہم' نہ ہی غلام' نہ ہی لونڈی اور نہ ہی کوئی اور چیز چھوڑی تھی البتہ آپ ﷺ کی ایک سفید خچر' کچھ ہتھیار اور زمین تھی جس کو آپ ﷺ نے صدقہ کر دیا تھا۔ (بخاری)

توضیح: یعنی اپنی صحت کی حالت میں آپ نے یہ زمین وقف فرما دی تھی، پھر وفات کے وقت بھی اس کی تاکید فرما دی بعض نے کہا جعلها صدقہ کی ضمیر تینوں طرف جاتی ہے، یعنی خچر، ہتھیار اور زمین سب کو وقف کر دیا تھا۔ (راز)

انبیاء کی وراثت درہم و دینار نہیں ہوتے

(۵۹۷٥) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَقْتَسِمُ وَرَثَتِيْ دِيْنَارًا، مَا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِيْ وَمَؤُوْنَةِ عَامِلِيْ فَهُوَ صَدَقَةٌ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۹۷۵) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: میرے ورثا میرے بعد دینار تقسیم نہیں کریں گے بلکہ میری بیویوں کے اخراجات اور میرے نائب کی ضروریات کے بعد جو باقی بچے گا وہ صدقہ ہو گا۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: جمہور علماء کا قول ہے کہ کل انبیاء علیہم السلام کا یہ حکم ہے کہ ان کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ (نووی)

(۵۹۷٦) وَعَنْ اَبِيْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ

(۵۹۷۶) ابو بکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ہم ورثہ

۵۹۷۳۔ صحيح مسلم: (۱۸/ ۱٦۳٥).

۵۹۷٤۔ صحيح بخاري: (۲۷۳۹).

۵۹۷٥۔ صحيح بخاري: (۲۷۷٦)۔ صحيح مسلم: (٥٥/ ۱۷٦۰).

۵۹۷٦۔ صحيح بخاري: (٦۷۲٦)۔ صحيح مسلم: (٥۲/ ۱۷٥۹).

اللّٰہِ ﷺ ((لَا نُوْرَثُ، مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

نہیں چھوڑتے' بلکہ ہم جو کچھ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: بعض کہتے ہیں کہ بعد میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو راضی کر لیا تھا۔ (راز)

انبیاء کرام وفات پا کے بھی امت کے لیے رحمت ہوتے ہیں

(۵۹۷۷) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَرَادَ رَحْمَةَ اُمَّةٍ مِنْ عِبَادِهٖ قَبَضَ نَبِيَّهَا قَبْلَهَا فَجَعَلَهٗ لَهَا فَرَطًا وَسَلَفًا بَيْنَ يَدَيْهَا، وَاِذَا اَرَادَ هَلَكَةَ اُمَّةٍ عَذَّبَهَا وَنَبِيُّهَا حَيٌّ فَاَهْلَكَهَا وَهُوَ يَنْظُرُ، فَاَقَرَّ عَيْنَيْهِ بِهَلَكَتِهَا حِيْنَ كَذَّبُوْهُ وَعَصَوْا اَمْرَهٗ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۹۷۷) ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشک جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی جماعت پر رحمت کا ارادہ فرماتے ہیں تو ان سے پہلے ان کے پیغمبروں کو فوت کر لیتے ہیں' اسے ان سے پہلے ان کا منتظم اور سفارشی بنا دیتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کسی جماعت کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو ان کے پیغمبروں کی زندگی میں ہی انہیں عذاب میں مبتلا کرتے ہیں اور انہیں ہلاک کر دیتے ہیں وہ پیغمبر عذاب الٰہی کا مشاہدہ کرتا ہے ان کی ہلاکت سے اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں، کیونکہ وہ اس کو جھٹلاتے اور اس کے احکام کی نافرمانی کرتے ہیں۔ (مسلم)

(۵۹۷۸) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَيَأْتِيَنَّ عَلٰی اَحَدِكُمْ يَوْمٌ وَلَا يَرَانِیْ، ثُمَّ لَاَنْ يَرَانِیْ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ مَعَهُمْ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۹۷۸) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! تم میں سے ہر ایک پر ایسا دن آئے گا کہ وہ مجھے نہیں دیکھے گا' پھر وہ مجھے دیکھے تو میں اسے اس کے اہل اور اس کے مال سب سے زیادہ محبوب ہوں گا۔ (مسلم)

وَهٰذَا الْبَابُ خَالٍ عَنِ الْفَصْلِ الثَّانِیْ وَالثَّالِثِ.

اس باب میں دوسری اور تیسری فصل نہیں ہے

❀❀❀❀

۵۹۷۷۔ صحیح مسلم: (۲۴/ ۲۲۸۸).
۵۹۷۸۔ صحیح مسلم: (۱۴۲/ ۲۳۴۶).

کِتَابُ الْمُنَاقِبِ وَالْفَضَائِلِ
فضائل کا بیان

بَابُ مَنَاقِبِ قُرَيْشٍ وَذِكْرِ الْقَبَائِلِ
قریش کے فضائل اور دیگر قبائل کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

قریش کی فوقیت و برتری

(٥٩٧٩) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم: ((النَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَیْشٍ فِیْ هٰذَا الشَّأْنِ، مُسْلِمُهُمْ تَبَعٌ لِمُسْلِمِهِمْ، فَكَافِرُهُمْ تَبَعٌ لِكَافِرِهِمْ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۹۷۹) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ اس معاملہ میں قریش کے تابع ہیں عام مسلمان' قریش کے مسلمانوں کے تابع ہیں اور عام کافر قریش کے کافروں کے تابع ہیں۔ (بخاری و مسلم)

(٥٩٨٠) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((النَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَیْشٍ فِی الْخَیْرِ وَالشَّرِّ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۹۸۰) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ برائی اور بھلائی میں قریش کے تابع ہیں۔ (بخاری و مسلم)

خلافت قریش کا حق ہے

(٥٩٨١) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((لَا یَزَالُ هٰذَا الْاَمْرُ فِیْ قُرَیْشٍ مَا بَقِیَ مِنْهُمْ اِثْنَانِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۹۸۱) ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خلافت ہمیشہ قریش میں رہے گی جب تک کہ ان میں دو آدمی باقی رہیں۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خلافت خاص ہے قریش سے اور جو قریش نہ ہو اس کی خلافت درست نہیں ہے اور اس پر اجماع ہو چکا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے سے اسی طرح بعد ان کے اور جس نے مخالفت کی اس میں بدعتی ہوا اور اس پر حجت تمام ہو گئی احادیث صحیح سے۔ قاضی عیاض نے کہا: قریشی ہونا شرط ہے خلافت کی اور یہی مذہب علمائے کرام کا ہے ابو بکر صدیق اور عمر رضی اللہ عنہما نے سقیفہ کے

٥٩٧٩۔ صحيح بخاري: (٣٤٩٥)۔ صحيح مسلم: (٢/ ١٨١٨).
٥٩٨٠۔ صحيح مسلم: (٣/ ١٨١٩).
٥٩٨١۔ صحيح بخاري: (٣٥٠١)۔ صحيح مسلم: (٤/ ١٨٢٠).

دن یہی حدیث انصار پر پیش کی اور اس کا کسی نے انکار نہیں کیا اور یہ ان مسائل میں سے ہے جن پر علما نے اجماع نقل کیا ہے۔ (نووی)

(٥٩٨٢) وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: ((اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ فِيْ قُرَيْشٍ، لَا يُعَادِيْهِمْ اَحَدٌ اِلَّا كَبَّهُ اللّٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ، مَا اَقَامُوا الدِّيْنَ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

(۵۹۸۲) معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: بلاشبہ خلافت قریش میں رہے گی جب تک وہ دین اسلام کو قائم کرتے رہیں گے، جو شخص بھی ان سے دشمنی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو چہرے کے بل گرا دیں گے۔ (بخاری)

توضیح: قریش جب دین اور شریعت کو چھوڑ دیں گے تو ان سے خلافت بھی جاتی رہے گی، آپ نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا، پانچ چھ سو برس تک خلافت بنوامیہ اور بنوعباسیہ میں قائم رہی جو قریش تھے۔ جب انہوں نے شریعت پر چلنا چھوڑ دیا تو ان کی خلافت چھن گئی اور دوسرے لوگ بادشاہ بن گئے، جب سے آج تک، پھر قریش کو خلافت اور سرداری نہیں ملی۔ ذی مخبر حبشی سے مرفوعاً مروی ہے کہ حکومت قریش سے پہلے حمیر میں تھی اور قریش میں چلی جائے گی۔ اس کو احمد اور طبرانی نے بیان کیا ہے۔ (راز)

بارہ خلفاء کی پیش گوئی

(٥٩٨٣) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہما، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: ((لَا يَزَالُ الْاِسْلَامُ عَزِيْزًا اِلٰى اثْنَيْ عَشَرَ خَلِيْفَةً، كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ))۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ: ((لَا يَزَالُ اَمْرُ النَّاسِ مَاضِيًا مَا وَلِيَهُمْ اِثْنَا عَشَرَ رَجُلًا كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ))۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ: ((لَا يَزَالُ الدِّيْنُ قَائِمًا حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ اَوْ يَكُوْنَ عَلَيْهِمُ اثْنَا عَشَرَ خَلِيْفَةً كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۵۹۸۳) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: بارہ خلفاء تک اسلام کو ہمیشہ غلبہ حاصل رہے گا' اور وہ سب قریش سے ہوں گے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ لوگوں کا معاملہ ٹھیک چلتا رہے گا' جب تک ان پر بارہ خلیفے ہوں گے اور وہ سب قریشی ہوں گے۔ ایک روایت میں ہے کہ قیامت قائم ہونے تک اسلام قائم رہے گا یا جب تک ان پر بارہ قریشی خلفاء حکومت نہ کر لیں گے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: سنن ابی داؤد کی روایت میں ہے کہ یہ دین برابر قائم رہے گا یہاں تک کہ تم پر بارہ خلیفے ہوں گے اور سب پر امت کا اتفاق ہوگا یہ بارہ خلیفے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں گزر چکے ہیں، امامیہ نے اس حدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ بارہ امام مراد ہیں، یعنی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے لے کر محمد بن حسن بن مہدی تک مگر یہ درست نہیں ہے۔ (راز)

مختلف قبائل کا بیان

(٥٩٨٤) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((غِفَارٌ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا، وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ، وَعُصَيَّةُ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۵۹۸۴) ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبیلہ غفار کی اللہ مغفرت فرمائے' مسلم قبیلہ کو اللہ سلامت رکھے اور عصیہ قبیلہ اس نے تو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے۔ (بخاری و مسلم)

٥٩٨٢۔ صحيح بخاری: (٣٥٠٠) .
٥٩٨٣۔ صحيح بخاری: (٧٢٢٢)۔ صحيح مسلم: (٧/ ١٨٢١) .
٥٩٨٤۔ صحيح بخاری: (٣٥١٣)۔ صحيح مسلم: (١٨٧/ ٢٥١٨) .
٥٩٨٥۔ صحيح بخاری: (٣٥١٢)۔ صحيح مسلم: (١٨٩/ ٢٥٢٠) .

توضیح: قبیلۂ غفار والے عہد جاہلیت میں حاجیوں کا مال چراتے تھے، اسلام لانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کو معاف کر دیا اور قبیلۂ عصیہ والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے نبی ﷺ سے عہد کر کے غداری کی اور بئر معونہ والوں کو شہید کر دیا۔ (راز)

(۵۹۸۵) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷛، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قُرَيْشٌ وَالْاَنْصَارُ وَجُهَيْنَةُ وَمُزَيْنَةُ وَاَسْلَمُ وَغِفَارٌ وَاَشْجَعُ مَوَالِیَّ، لَيْسَ لَهُمْ مَوْلًى دُوْنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ.))

(۵۹۸۵) ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قریش، انصار، جهینه، مزینه، اسلم، غفار اور اشجع میرے دوست ہیں، اللہ اور اس کے رسول کے علاوہ ان کا کوئی دوست نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: یہ چھ نام عرب کی قوموں کے ہیں یہ سچے مومن اور محبّ رسول تھے۔ عبداللہ کی اولاد سے بنو عبدالعزیٰ مراد ہیں۔ جو غطفان کی شاخ ہیں، آپ نے ان کا نام بنی عبداللہ رکھا عرب ان محولہ کہنے لگے کیونکہ ان کے باپ کا نام بدل گیا تھا۔ (نووی)

(۵۹۸۶) وَعَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ ﷛، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَسْلَمُ وَغِفَارٌ وَمُزَيْنَةُ وَجُهَيْنَةُ، خَيْرٌ مِنْ بَنِیْ تَمِيْمٍ وَمِنْ بَنِیْ عَامِرٍ وَالْحَلِيْفَيْنِ بَنِیْ اَسَدٍ وَغَطْفَانَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۹۸۶) ابو بکرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلم، غفار، مزینہ اور جہینہ قبیلے بنو تمیم، بنو عامر اور دو حلیف قبیلوں بنو اسد اور غطفان سے بہتر ہیں۔ (بخاری و مسلم)

بنو تمیم کی فضیلت

(۵۹۸۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷛، قَالَ: مَا زِلْتُ اُحِبُّ بَنِیْ تَمِيْمٍ مُنْذُ ثَلَاثٍ، سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ يَقُوْلُ فِيْهِمْ، سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ: ((هُمْ اَشَدُّ اُمَّتِیْ عَلَى الدَّجَّالِ)) قَالَ: وَجَاءَتْ صَدَقَاتُهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هٰذِهٖ صَدَقَاتُ قَوْمِنَا)) وَكَانَتْ سَبِيَّةٌ مِنْهُمْ عِنْدَ عَائِشَةَ ﷞، قَالَ: ((اَعْتِقِيْهَا فَاِنَّهَا مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِيْلَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۹۸۷) ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں میں بنو تمیم سے محبت کرتا ہوں جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان کے حق میں تین خصلتیں فرماتے سنا ہے، آپ ﷺ ان کے بارے میں فرما رہے تھے: میری امت میں سے اس قبیلے کے لوگ دجال پر سخت ترین ہوں گے۔ ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ ان کے صدقات آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ہماری قوم سے صدقات ہیں اور عائشہ ﷞ کے پاس ایک لونڈی تھی آپ ﷺ نے عائشہ ﷞ سے کہا اس کو آزاد کر دو یہ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے (بخاری و مسلم)

توضیح: حدیث ہذا میں قبیلہ بنی تمیم کی فضیلت ثابت ہو رہی ہے، اس حدیث سے نسبی شرافت پر بھی کافی روشنی پڑتی ہے۔ اسلام نے نسبی شرافت میں غلو سے منع فرمایا ہے اور حد اعتدال میں نسبی شرافت کو آپ نے قائم رکھا ہے۔ (راز)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ...... دوسری فصل

(۵۹۸۸) عَنْ سَعْدٍ ﷛، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ:

(۵۹۸۸) سعد ﷛ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص

۵۹۸۶۔ صحیح بخاری: (۳۵۲۳)۔ صحیح مسلم: (۱۹۰/ ۲۵۳۱).

۵۹۸۷۔ صحیح بخاری: (۲۵۴۳)۔ صحیح مسلم: (۱۹۸/ ۲۵۲۵).

۵۹۸۸۔ جامع ترمذی: (۳۹۰۵)، اس کی سند حسن ہے۔

((مَنْ يُرِدْ هَوَانَ قُرَيْشٍ أَهَانَهُ اللّٰهُ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

قریش کو ذلیل کرنے کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کرے گا۔ (ترمذی)

(٥٩٨٩) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَللّٰهُمَّ اَذَقْتَ اَوَّلَ قُرَيْشٍ نَكَالًا، فَاَذِقْ آخِرَهُمْ نَوَالًا)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۵۹۸۹) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! تو نے قریش کے پہلے لوگوں کو عذاب چکھایا' تو ان کے آخری لوگوں کو انعام واکرام سے نوازا (ترمذی)

(٥٩٩٠) وَعَنْ اَبِيْ عَامِرٍ الْاَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((نِعْمَ الْحَيُّ الْاَسْدُ وَالْاَشْعَرُوْنَ لَا يَفِرُّوْنَ فِيْ الْقِتَالِ، وَلَا يَغُلُّوْنَ، هُمْ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُمْ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

(۵۹۹۰) ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسد اچھا قبیلہ ہے اور اشعر کے لوگ لڑائی میں بھاگتے نہیں ہیں اور وہ خائن بھی نہیں ہیں' وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(٥٩٩١) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْاَزْدُ اَزْدُ اللّٰهِ فِيْ الْاَرْضِ، يُرِيْدُ النَّاسُ اَنْ يَضَعُوْهُمْ وَيَأْبَى اللّٰهُ اِلَّا اَنْ يَرْفَعَهُمْ، وَلَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَقُوْلُ الرَّجُلُ: يَالَيْتَ اَبِيْ كَانَ اَزْدِيًا، وَيَالَيْتَ اُمِّيْ كَانَتْ اَزْدِيَةً)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

(۵۹۹۱) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ازد (شنوءہ قبیلہ) زمین پر اللہ کا لشکر ہے' لوگ ان کو نیچا دکھانا چاہتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ ان کو اونچا ہی رکھنا چاہتا ہے اور لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ ایک شخص کہے گا: اے کاش! میرا باپ ازد قبیلہ سے ہوتا' اے کاش! میری ماں ازد قبیلے سے ہوتی۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(٥٩٩٢) وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: مَاتَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ يَكْرَهُ ثَلَاثَةَ اَحْيَاءٍ: ثَقِيْفٍ وَبَنِيْ حَنِيْفَةَ، وَبَنِيْ اُمَيَّةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

(۵۹۹۲) عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ فوت ہوئے تو آپ ﷺ تین قبیلوں: بنو ثقیف' بنو حنیفہ اور بنو امیہ کو اچھا نہیں جانتے تھے۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

بنو ثقیف کا جھوٹا اور ظلم کرنے والا

(٥٩٩٣) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فِيْ ثَقِيْفٍ كَذَّابٌ وَمُبِيْرٌ)) قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ عَصْمَةَ يُقَالُ: اَلْكَذَّابُ هُوَ

(۵۹۹۳) ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ثقیف میں ایک بڑا جھوٹا اور ہلاکو ہوگا عبداللہ بن عصمہ نے کہا: کہا جاتا ہے کہ کذاب شخص مختار بن ابوعبید ہے اور ظالم شخص حجاج بن یوسف ہے۔ ہشام

٥٩٨٩۔ جامع ترمذی: (٣٩٠٨)، امام ترمذی نے اسے حسن صحیح غریب کہا ہے۔ اس کی سند حسن ہے۔
٥٩٩٠۔ جامع ترمذی: (٣٩٤٧)۔ مسند احمد: (٤/ ١٢٩)، اس کی سند ضعیف ہے۔
٥٩٩١۔ جامع ترمذی: (٣٩٣٧)، مرفوعاً اس کی سند ضعیف ہے۔
٥٩٩٢۔ جامع ترمذی: (٣٩٤٣) اس کی سند ضعیف ہے۔
٥٩٩٣۔ جامع ترمذی: (٣٩٤٤) اس کی سند صحیح ہے۔

الْمُخْتَارُ بْنُ اَبِیْ عُبَیْدٍ، وَالْمُبِیْرُ هُوَ الْحَجَّاجُ بْنُ یُوْسُفَ، وَقَالَ هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ: اَحْصَوْا مَا قَتَلَ الْحَجَّاجُ صَبْرًا فَبَلَغَ مِائَةَ اَلْفٍ وَعِشْرِیْنَ اَلْفًا۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

بن حسان بیان کرتے ہیں کہ حجاج نے جن لوگوں کو باندھ کر قتل کیا ان کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار کو پہنچی ہے۔(ترمذی)

(۵۹۹۴) وَرَوٰی مُسْلِمٌ فِی الصَّحِیْحِ حِیْنَ قَتَلَ الْحَجَّاجُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الزُّبَیْرِ قَالَتْ اَسْمَاءُ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَدَّثَنَا ((اِنَّ فِیْ ثَقِیْفٍ کَذَّابًا وَمُبِیْرًا)) فَاَمَّا الْکَذَّابُ فَرَاَیْنَاهُ، وَاَمَّا الْمُبِیْرُ فَلَا اَخَالُكَ اِلَّا اِیَّاهُ۔ وَسَیَجِیْءُ تَمَامُ الْحَدِیْثِ فِی الْفَصْلِ الثَّالِثِ.

(۵۹۹۴) اور امام مسلم نے ''صحیح مسلم'' میں ذکر کیا ہے کہ جب حجاج نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تو اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتایا تھا کہ ثقیف میں ایک کذاب اور ایک ظالم ہوگا۔ کذاب کو تو ہم نے معلوم کرلیا اور ظالم میرے خیال میں بس تو ہی ہے۔ عنقریب مکمل حدیث تیسری فصل میں ذکر ہوگی۔

توضیح: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی تعریف کی اور حجاج بن یوسف کے ظلم سے خوف نہیں کیا، اس میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی منقبت نکلی اور غرض عبداللہ بن عمر کی یہ تھی کہ حجاج نے جو برائیاں عبداللہ بن زبیر کی مشہور کی ہیں وہ غلط ہیں اور لوگوں پر ان کی فضیلت ظاہر کی اور اہل حق کا یہی مذہب ہے کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ مظلوم تھے اور حجاج ظالم تھا۔(نووی)

بنو ثقیف کے لیے ہدایت کی دعا

(۵۹۹۵) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! اَخْرَقَتْنَا نِبَالُ ثَقِیْفٍ، فَادْعُ اللّٰهَ عَلَیْهِمْ۔ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اهْدِ ثَقِیْفًا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

(۵۹۹۵) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمیں ثقیف کے تیروں نے جلا دیا، آپ ﷺ ان کے حق میں بددعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! ثقیف کو ہدایت فرما۔ (ترمذی)

(۵۹۹۶) عَنْ عَبْدِالرَّزَّاقِ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ مِیْنَاءَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: کُنَّا عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ فَجَاءَهُ رَجُلٌ اَحْسِبُهُ مِنْ قَیْسٍ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِلْعَنْ حِمْیَرًا فَاَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ جَاءَهُ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ، فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ جَاءَهُ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ، فَاَعْرَضَ عَنْهُ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((رَحِمَ اللّٰهُ حِمْیَرًا، اَفْوَاهُهُمْ سَلَامٌ، وَاَیْدِیْهِمْ طَعَامٌ، وَهُمْ اَهْلُ اَمْنٍ

(۵۹۹۶) عبدالرزاق اپنے والد سے وہ میناء سے وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے پاس تھے' آپ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا' میرا خیال ہے کہ وہ قیس قبیلہ سے تھا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ حمیر قبیلہ پر لعنت کریں' آپ ﷺ نے اس سے اعراض کیا' پھر وہ آپ ﷺ کے پاس دوسری جانب سے آیا تو آپ ﷺ نے اس سے اعراض کیا' پھر وہ آپ ﷺ کے پاس دوسری طرف سے آیا تو آپ ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا' نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ حمیر پر رحم کرے' ان کے منہ سلامتی والے ہیں' ان کے ہاتھ کھانا ہیں اور وہ لوگ امن اور ایمان والے

۵۹۹۴۔ صحیح مسلم: (۲۲۹/ ۲۵۴۵).

۵۹۹۵۔ جامع ترمذی: (۳۹۴۲) اس کی سند ضعیف ہے۔

۵۹۹۶۔ جامع ترمذی: (۳۹۳۹) اس کی سند بہت ضعیف ہے۔

وَاِيْمَان)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِالرَّزَّاقِ، وَيُرْوٰى عَنْ مِيْنَاءَ هٰذَا اَحَادِيْثُ مُنَاكِيْرُ.

ہیں۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے، ہم اس حدیث کو صرف عبدالرزاق سے جانتے ہیں، اور اس میناء سے منکر احادیث روایت کی جاتی ہیں۔

(۵۹۹۷) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم مِمَّنْ اَنْتَ؟ قُلْتُ: مِنْ دَوْسٍ. قَالَ: ((مَا كُنْتُ اَرٰى اَنَّ فِيْ دَوْسٍ اَحَدًا فِيْهِ خَيْرٌ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۵۹۹۷) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا: تو کس قبیلہ سے ہے؟ میں نے کہا: دوس سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا خیال نہیں کہ دوس قبیلہ میں سے کوئی شخص ایسا ہوگا جس میں کوئی فضیلت ہوگی۔ (ترمذی)

عربوں سے دشمنی کی مذمت

(۵۹۹۸) وَعَنْ سَلْمَانَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَا تَبْغُضْنِيْ فَتُفَارِقَ دِيْنَكَ)) قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ اَبْغُضُكَ وَبِكَ هَدَانَا اللّٰهُ؟ قَالَ: ((تَبْغُضُ الْعَرَبَ فَتَبْغُضَنِيْ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

(۵۹۹۸) سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کہا: تم میرے ساتھ دشمنی نہ رکھنا ورنہ تم اپنے دین سے الگ ہو جاؤ گے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں کیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی رکھ سکتا ہوں؟ جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے اللہ نے ہمیں ہدایت سے نوازا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو عربوں سے دشمنی کرے گا تو مجھ سے دشمنی کرے گا۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۵۹۹۹) وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنْ غَشَّ الْعَرَبَ لَمْ يَدْخُلْ فِيْ شَفَاعَتِيْ، وَلَمْ تَنَلْهُ مَوَدَّتِيْ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ حُصَيْنِ بْنِ عُمَرَ، وَلَيْسَ هُوَ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ بِذَاكَ الْقَوِيِّ.

(۵۹۹۹) عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے عربوں سے دھوکہ کیا وہ میری شفاعت کا مستحق نہ ہوگا اور نہ ہی اسے میری محبت حاصل ہوگی۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے اور ہم اس حدیث کو صرف حصین بن عمر سے جانتے ہیں جبکہ وہ محدثین کے ہاں قوی نہیں ہے۔

قربِ قیامت کی ایک علامت

(۶۰۰۰) وَعَنْ اُمِّ الْحَرِيْرِ مَوْلَاةِ طَلْحَةَ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، قَالَتْ سَمِعْتُ مَوْلَايَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مِنِ اقْتِرَابِ السَّاعَةِ هَلَاكُ الْعَرَبِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۰۰۰) طلحہ بن مالک رضی اللہ عنہ کی لونڈی ام الحریر بیان کرتی ہیں کہ میں نے اپنے آقا سے سنا وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے قرب کی علامتوں میں سے عرب کا ہلاک ہونا بھی ہے۔ (ترمذی)

۵۹۹۷۔ جامع ترمذی: (۳۸۳۸) امام ترمذی نے اسے غریب صحیح کہا ہے۔ اس کی سند حسن ہے۔

۵۹۹۸۔ جامع ترمذی: (۳۹۲۷) اس کی سند ضعیف ہے۔

۵۹۹۹۔ جامع ترمذی: (۳۹۲۸) یہ موضوع روایت ہے۔

۶۰۰۰۔ جامع ترمذی: (۳۲۹۹) یہ ضعیف حدیث ہے۔

(۶۰۰۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلْمُلْكُ فِیْ قُرَیْشٍ، وَالْقَضَاءُ فِی الْاَنْصَارِ، وَالْاَذَانُ فِی الْحَبَشَةِ، وَالْاَمَانَةُ فِی الْاَزْدِ)) يَعْنِی الْيَمَنَ۔ وَفِیْ رِوَايَةٍ مَوْقُوْفًا۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: هٰذَا اَصَحُّ.

(۶۰۰۱) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خلافت قریش میں ہے' فیصلہ کرنا انصار میں ہے' اذان دینا حبشیوں میں ہے اور امانت داری ازد قبیلہ، یعنی یمنیوں میں ہے۔ اور ایک روایت میں امام ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوف بیان کی ہے اور کہا ہے کہ اس کا موقوف ہونا زیادہ صحیح ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

(۶۰۰۲) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُطِيْعٍ، عَنْ اَبِيْهِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ: ((لَا يُقْتَلُ قُرَشِیٌّ صَبْرًا بَعْدَ هٰذَا الْيَوْمِ، اِلٰی يَوْمِ الْقِيَامَةِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۶۰۰۲) عبداللہ بن مطیع اپنے والد سے بیان کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا: آج کے دن کے بعد قیامت تک کسی قریشی کو باندھ کر قتل نہیں کیا جائے گا۔ (مسلم)

توضیح: اس کا مطلب یہ ہے کہ قریش مسلمان ہو جائیں گے اور ان میں سے کوئی اسلام سے نہ پھرے گا اور کفر کی وجہ سے باندھ کر نہ مارا جائے گا اور یوں ظلم سے مارا جانا اور ہے اور جو ظلم نبی ﷺ کے بعد قریش پر ہوا وہ مشہور ہے۔ (نووی)

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کی بے خوفی اور جرأت کا بیان

(۶۰۰۳) وَعَنْ اَبِیْ نَوْفَلٍ، مُعَاوِيَةَ بْنِ مُسْلِمٍ، قَالَ: رَاَيْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ عَلٰی عُقْبَةِ الْمَدِيْنَةِ، قَالَ: فَجَعَلَتْ قُرَيْشٌ تَمُرُّ عَلَيْهِ وَالنَّاسُ، حَتّٰی مَرَّ عَلَيْهِ عَبْدُاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، فَوَقَفَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَبَا خُبَيْبٍ! اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَبَا خُبَيْبٍ! اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَبَا خُبَيْبٍ! اَمَّا وَاللّٰهِ لَقَدْ كُنْتُ اَنْهَاكَ عَنْ هٰذَا، اَمَّا وَاللّٰهِ لَقَدْ كُنْتُ اَنْهَاكَ عَنْ هٰذَا، اَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ كُنْتُ اَنْهَاكَ عَنْ هٰذَا، اَمَا وَاللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مَا عَلِمْتُ صَوَّامًا قَوَّامًا وَصُوْلًا لِلرَّحِمِ، اَمَّا وَاللّٰهِ لَاُمَّةٌ اَنْتَ شَرُّهَا لَاُمَّةُ سَوْءٍ۔ وَفِیْ رِوَايَةٍ لَاُمَّةٌ خَيْرٌ۔ ثُمَّ نَفَذَ عَبْدُاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، فَبَلَغَ

(۶۰۰۳) ابو نوفل معاویہ بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو مدینہ کی ایک گھاٹی پر دیکھا ابو نوفل نے کہا: قریش اور دیگر لوگ ان کے پاس سے گزر رہے تھے' جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ قریب سے گزرے تو وہ کھڑے ہو گئے اور (تین بار) "السلام علیك ابا خبیب" کہا' (تین بار) کہا: خبردار' اللہ کی قسم! میں تجھے اس سے روکا کرتا تھا۔ خبردار' اللہ کی قسم! میرے علم کے مطابق تو کثرت کے ساتھ روزے رکھتا تھا' کثرت کے ساتھ قیام کرتا تھا' کثرت کے ساتھ صلہ رحمی کرتا تھا' خبردار' اللہ کی قسم! وہ گروہ برا ہے جن کے خیال میں تو برا ہے۔ ایک روایت میں لامۃ خیر" وہ لوگ اچھے ہیں" آیا ہے' پھر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما چلے گئے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ٹھہرنے اور مذکورہ کلام کرنے کی خبر حجاج کو پہنچی، حجاج نے کسی کو ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا' تو انہیں اس تنے سے اتارا گیا اور یہودیوں کے قبرستان میں پھینک دیا گیا' پھر حجاج نے ان کی ماں اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کی

۶۰۰۱۔ جامع ترمذی: (۳۹۳۶) اس کی سند حسن ہے۔
۶۰۰۲۔ صحیح مسلم: (۸۸/ ۱۷۸۲).
۶۰۰۳۔ صحیح مسلم: (۲۲۹/ ۲۵۴۵).

الْحَجَّاجَ مَوْقِفَ عَبْدِاللّٰهِ وَقَوْلُهٗ، فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ، فَاُنْزِلَ عَنْ جِذْعِهٖ، فَاُلْقِيَ فِيْ قُبُوْرِ الْيَهُوْدِ، ثُمَّ اَرْسَلَ اِلٰى اُمِّهٖ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ، فَاَبَتْ اَنْ تَأْتِيَهٗ، فَأَعَادَ عَلَيْهَا الرَّسُوْلُ لَتَأْتِيَنِّيْ اَوْ لَاَبْعَثَنَّ اِلَيْكِ مَنْ يَسْحَبُكِ بِقُرُوْنِكِ۔ قَالَ: فَاَبَتْ وَقَالَتْ: وَاللّٰهِ لَا آتِيْكَ حَتّٰى تَبْعَثَ اِلَيَّ مَنْ يَسْحَبُنِيْ بِقُرُوْنِيْ۔ قَالَ: فَقَالَ: اَرُوْنِيْ سِبْتَيَّ، فَاَخَذَ نَعْلَيْهِ، ثُمَّ انْطَلَقَ يَتَوَذَّفُ حَتّٰى دَخَلَ عَلَيْهَا، فَقَالَ: كَيْفَ رَأَيْتِيْنِيْ صَنَعْتُ بِعَدُوِّ اللّٰهِ؟ قَالَتْ: رَأَيْتُكَ اَفْسَدْتَ عَلَيْهِ دُنْيَاهُ وَاَفْسَدَ عَلَيْكَ آخِرَتَكَ بَلَغَنِيْ اِنَّكَ تَقُوْلُ لَهٗ: يَا ابْنَ ذَاتِ النِّطَاقَيْنِ! اَنَا وَاللّٰهِ ذَاتُ النِّطَاقَيْنِ، اَمَّا اَحَدُهُمَا فَكُنْتُ اَرْفَعُ بِهٖ طَعَامَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَطَعَامَ اَبِيْ بَكْرٍ مِنَ الدَّوَابِّ، وَاَمَّا الْآخَرُ فَنِطَاقُ الْمَرْأَةِ الَّتِيْ لَا تَسْتَغْنِيْ عَنْهُ، اَمَا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَدَّثَنَا: ((اِنَّ فِيْ ثَقِيْفٍ كَذَّابًا وَمُبِيْرًا))۔ فَاَمَّا الْكَذَّابُ فَرَأَيْنَاهُ، وَاَمَّا الْمُبِيْرُ فَلَا اَخَالُكَ اِلَّا اِيَّاهُ قَالَ: فَقَامَ عَنْهَا فَلَمْ يُرَاجِعْهَا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

طرف کسی کو بھیجا۔ اسماء رضی اللہ عنہا نے آنے سے انکار کر دیا، پھر حجاج نے دوبارہ قاصد بھیجا کہ تجھے میرے پاس ضرور آنا ہو گا وگرنہ میں تیرے پاس ایسے شخص کو بھیجوں گا جو تجھے تیری چوٹیوں سے پکڑ کر لے آئے گا۔ ابونوفل نے کہا: اسماء رضی اللہ عنہا نے آنے سے انکار کیا اور کہنے لگیں: اللہ کی قسم! میں تیرے پاس نہیں آؤں گی حتیٰ کہ میری جانب ایسے شخص کو بھیجے جو مجھے میرے سر کے بالوں سے پکڑ کر لے جائے۔ ابونوفل نے کہا کہ حجاج کہنے لگا: میرا جوتا لاؤ، اس نے جوتا پہنا، پھر تیز تیز چلنے لگا اور اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور کہا: تیرا میرے بارے میں کیا خیال ہے جو میں نے اللہ تعالیٰ کے دشمن کے ساتھ کیا ہے؟ وہ کہنے لگیں: میری رائے یہ ہے کہ تو نے اس کی دنیا خراب کی اور اس نے تیری آخرت کو برباد کر دیا۔ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تو ابن زبیر کو کہا کرتا تھا کہ اے ذات النطاقین دو کمر بند والی کے بیٹے! اللہ کی قسم! میں نے ذات النطاقین ہوں۔ ان دونوں میں سے ایک کمر بند کے ساتھ میں رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کھانے کو چار پالوں کے ساتھ باندھتی تھی اور دوسرا کمر بند بطور پیٹی کے باندھتی تھی جس سے کسی عورت ذات کو مفر نہیں۔ البتہ! سن لو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قبیلہ ثقیف میں ایک جھوٹا اور ایک ظالم ہو گا۔ جہاں تک جھوٹے کا تعلق ہے وہ ہم نے دیکھ لیا اور رہا ظالم تو میرا خیال ہے کہ وہ تم ہی ہو۔ ابونوفل کہتے ہیں کہ حجاج کھڑا ہوا اور اسماء رضی اللہ عنہا کو کوئی جواب نہ دے سکا۔ (مسلم)

حضرت ابن عمر کا قوی استدلال

(٦٠٠٤) وَعَنْ نَافِعٍ، اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَتَاهُ رَجُلَانِ فِيْ فِتْنَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ، فَقَالَا: اِنَّ النَّاسَ صَنَعُوْا مَا تَرٰى، وَاَنْتَ ابْنُ عُمَرَ، وَصَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَمَا يَمْنَعُكَ اَنْ تَخْرُجَ؟ فَقَالَ: يَمْنَعُنِيْ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيَّ دَمَ اَخِي الْمُسْلِمِ۔ قَالَا: اَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ﴾۔ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: قَدْ قَاتَلْنَا حَتّٰى لَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ وَكَانَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ، وَاَنْتُمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ

(٦٠٠٤) نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے فتنہ میں عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس دو شخص آئے اور انہوں نے کہا: لوگوں نے جو (اختلاف) کیا ہے وہ آپ کے سامنے ہے اور آپ رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے اور رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں تو آپ کو نکلنے سے کس نے روکا ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: مجھے اس بات نے روکا ہے کہ اللہ نے مجھ پر اپنے مسلمان بھائی کا خون حرام کیا ہے۔ وہ دونوں کہنے لگے: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ ''تم ان سے لڑائی کرو یہاں تک کہ فتنہ نہ رہے۔'' ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بلاشبہ ہم فتنہ کے خاتمہ تک قتال کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ کا دین غالب

٦٠٠٤۔ صحیح بخاری: (٤٥١٣)۔

تُقَاتِلُوْا حَتّٰى تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

ہو گیا دین اسلام خالص اللہ کے لیے ہوا اور تم چاہتے ہو کہ تم لڑائی کرو تاکہ فتنہ ہو اور دین اسلام اللہ کے غیر کے لیے ہو۔ (بخاری)

(٦٠٠٥) وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: جَاءَ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو الدَّوْسِىُّ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اِنَّ دَوْسًا قَدْ هَلَكَتْ، عَصَتْ وَاَبَتْ، فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهِمْ، فَظَنَّ النَّاسُ اَنَّهٗ يَدْعُوْ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَأْتِ بِهِمْ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(٦٠٠٥) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: بلاشبہ قبیلہ دوس ہلاک ہو گیا' اس نے نافرمانی کی اور انکار کیا۔ آپ ﷺ اللہ سے ان پر بددعا کریں لوگوں نے محسوس کیا کہ آپ ﷺ ان پر بددعا کریں گے' آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! دوس کو ہدایت دے اور انہیں دین کی طرف لے آ۔ (بخاری و مسلم)

(٦٠٠٦) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَحِبُّوا الْعَرَبَ لِثَلَاثٍ: لِاَنِّىْ عَرَبِىٌّ، وَالْقُرْاٰنُ عَرَبِىٌّ، وَكَلَامُ اَهْلِ الْجَنَّةِ عَرَبِىٌّ))۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِىُّ فِىْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

(٦٠٠٦) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عرب کے ساتھ تین وجہ سے محبت کرو: اس لیے کہ میں عربی ہوں' قرآن عربی زبان میں ہے اور اہل جنت کا کلام بھی عربی زبان ہے۔ (بیہقی شعب الایمان)

❀❀❀❀

٦٠٠٥۔ صحیح بخاری: (٦٣٩٧)۔ صحیح مسلم: (١٩٧/ ٢٥٢٤).

٦٠٠٦۔ شعب الایمان: (١٣٦٤، ١٤٩٦) یہ موضوع روایت ہے۔

بَابُ مَنَاقِبِ الصَّحَابَةِ
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان وعظمت

(٦٠٠٧) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ، فَلَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَھَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِھِمْ وَلَا نَصِیْفَہٗ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

(٦٠٠٧) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے اصحاب کو تم برا بھلامت کہو' کیونکہ اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کرے تو صحابہ کرام کے مد اور آدھے مد کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: اس سے عام طور پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت ثابت ہوتی ہے، یہ وہ بزرگان دین واسلام ہیں جن کو دیدار رسالت پناہ نصیب ہوا۔ اس لیے ان کی اللہ کے ہاں بڑی اہمیت ہے، خدمت اسلام میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مالی قربانیوں کو اس لیے فضیلت حاصل ہے کہ انہوں نے ایسے وقت میں مال خرچ کیا جب سخت ضرورت تھی کافروں کا غلبہ تھا اور مسلمان محتاج تھے۔ (راز)

اصحاب رسول کا زمانہ خیر کا زمانہ تھا

(٦٠٠٨) وَعَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ، عَنْ اَبِیْہِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: رَفَعَ یَعْنِی النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم رَأْسَہٗ اِلَی السَّمَاءِ، وَکَانَ کَثِیْرًا مِمَّا یَرْفَعُ رَأْسَہٗ اِلَی السَّمَاءِ۔ فَقَالَ: ((اَلنُّجُوْمُ اَمَنَۃٌ لِلسَّمَاءِ، فَاِذَا ذَھَبَتِ النُّجُوْمُ اَتَی السَّمَاءَ مَاتُوْعَدُ؛ وَاَنَا اَمَنَۃٌ لِاَصْحَابِیْ، فَاِذَا ذَھَبْتُ اَنَا اَتَی اَصْحَابِیْ مَا یُوْعَدُوْنَ وَاَصْحَابِیْ اَمَنَۃٌ لِاُمَّتِیْ فَاِذَا اَصْحَابِیْ اَتَی اُمَّتِیْ مَا یُوْعَدُوْنَ))۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

(٦٠٠٨) ابوبردہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اپنا سر مبارک آسمان کی جانب بلند کیا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ستارے آسمان کے لیے امن ہیں جب ستارے ٹوٹ جائیں گے تو آسمان پر وہ چیز آئے گی جس کا وعدہ کیا جاتا ہے اور میں اپنے صحابہ کرام کے لیے امن کی علامت ہوں جب میں چلا جاؤں گا تو میرے اصحاب کو وہ چیز آئے گی جس کا وہ وعدہ کیا گیا ہے اور میرے صحابہ میرے کے لیے باعث امن ہیں۔ جب میرے صحابہ جاتے رہیں گے تو میری امت کو وہ چیز آئے گی جس کا وہ وعدہ دیے جاتے تھے۔ (مسلم)

توضیح: صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے جانے سے بدعتیں پیدا ہوگئیں دین میں نئی نئی باتیں نکل آئیں اور (مزید) فتنے ہوں گے شیطان کا سینگ نمودار ہوگا نصاریٰ کا غلبہ ہوگا، مدینہ اور مکہ کی بے حرمتی ہوگی یہ سب باتیں واقع ہوئی اور یہ حدیث آپ کا معجزہ ہے۔ (نووی)

فتح کی کنجی

(٦٠٠٩) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِالْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((یَأْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ فَیَغْزُوْ فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ، فَیَقُوْلُوْنَ: هَلْ فِیْکُمْ مَنْ صَاحَبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم؟ فَیَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ، فَیُفْتَحُ لَهُمْ، ثُمَّ یَأْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ، فَیَغْزُوْ فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ، فَیُقَالُ: هَلْ فِیْکُمْ مَنْ صَاحَبَ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم؟ فَیَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ، فَیُفْتَحُ لَهُمْ، ثُمَّ یَأْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ فَیَغْزُوْ فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ، فَیُقَالُ: هَلْ فِیْکُمْ مَنْ صَاحَبَ مَنْ صَاحَبَ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم؟ فَیَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ، فَیُفْتَحُ لَهُمْ)). مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ. وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ: ((یَأْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ یُبْعَثُ مِنْهُمُ الْبَعْثُ فَیَقُوْلُوْنَ: اُنْظُرُوْا هَلْ تَجِدُوْنَ فِیْکُمْ اَحَدًا مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم؟ فَیُوْجَدُ الرَّجُلُ، فَیُفْتَحُ لَهُمْ بِهٖ ثُمَّ یُبْعَثُ الْبَعْثُ الثَّانِیْ فَیَقُوْلُوْنَ: هَلْ فِیْهِمْ مَنْ رَاٰی اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم؟ فَیُفْتَحُ لَهُمْ بِهٖ ثُمَّ یُبْعَثُ الْبَعْثُ الثَّالِثُ فَیُقَالُ: اُنْظُرُوْا، هَلْ تَرَوْنَ فِیْهِمْ مَنْ رَاٰی مَنْ رَاٰی اَصْحَابَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم؟ ثُمَّ یَکُوْنُ الْبَعْثُ الرَّابِعُ فَیُقَالُ: اُنْظُرُوْا هَلْ تَرَوْنَ فِیْهِمْ اَحَدًا مَنْ رَاٰی اَحَدًا رَاٰی اَصْحَابَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَیُوْجَدُ الرَّجُلُ، فَیُفْتَحُ لَهُمْ بِهٖ.))

(٦٠٠٩) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ لوگوں میں سے ایک جماعت جہاد کرے گی۔ جہاد کرنے والے لوگ کہیں گے: کیا تم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی صحابی ہے؟ وہ کہیں گے: ہاں' چنانچہ ان کے لیے فتح ہوگی' پھر لوگوں پر ایسا وقت آئے گا کہ لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی۔ ان سے کہہ جائے گا: کیا تم میں کوئی ایسا ہے جس کو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل ہوئی ہو (یعنی تابعی)؟ وہ کہیں گے: ہاں' چنانچہ انہیں فتح ہو جائے گی' پھر لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی' ان سے کہا جائے گا: کیا تم میں صحابہ کرام صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگردوں کا کوئی شاگرد ہے؟ وہ کہیں گے: ہاں' چنانچہ انہیں فتح نصیب ہوگی۔ (بخاری ومسلم)

اور ''مسلم'' کی ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ ان میں سے ایک لشکر بھیجا جائے گا' لوگ کہیں گے: دیکھو! کیا تم اپنے میں سے کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی پاتے ہو؟ پس ایک شخص صحابی پایا جائے گا تو انہیں فتح دی جائے گی' پھر دوسرے لشکر کو بھیجا جائے گا' لوگ کہیں گے: کیا تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جس نے کسی صحابی رسول کو دیکھا ہو؟ چنانچہ انہیں کامیابی نصیب ہوگی' پھر تیسرا لشکر بھیجا جائے گا تو ان سے کہا جائے گا: خیال کرو' کیا تم اپنے لشکر میں کسی ایسے شخص کو دیکھتے ہو جس نے ان لوگوں کو دیکھا ہو جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو؟ پھر چوتھا لشکر بھیجا جائے گا' پس کہا جائے گا: خیال کرو' کیا تم اپنے میں سے کسی ایسے شخص کو دیکھتے ہو جس نے ان لوگوں کو دیکھا ہو' جنہوں نے ایسے شخص کو دیکھا ہو جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے؟ چنانچہ ایسا شخص پایا جائے گا' اس سبب سے انہیں فتح نصیب ہوگی۔

توضیح: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تین زمانوں کی فضیلت بیان فرمائی گویا وہ خیر القرون ٹھہرے۔ اسی لیے علماء نے بدعت کی تعریف یہ قرار دی کہ دین میں جو کام نیا نکالا جائے جس کا وجود ان تین زمانوں میں نہ ہو۔

٦٠٠٩۔ صحیح بخاری: (٣٦٤٩)۔ صحیح مسلم: (٢٠٩/ ٢٥٣٢).

خیر القرون

(٦٠١٠) وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَيْرُ أُمَّتِىْ قَرْنِىْ، ثُمَّ الَّذِىْ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِىْ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ اِنَّ بَعْدَهُمْ قَوْمًا يَشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ، وَيَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ، وَيَنْذُرُوْنَ، وَلَا يَفُوْنَ، وَيَظْهَرُ فِيْهِمُ السِّمَنُ.)) وَفِىْ رِوَايَةٍ ((وَيَحْلِفُوْنَ وَلَا يَسْتَحْلَفُوْنَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(٦٠١٠) عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سے بہترین لوگ میرے دور کے ہیں' پھر وہ لوگ جو ان کی تابعداری کریں' ان کے بعد وہ جو ان کے بعد آئیں گے' پھر ان کے بعد ایسے لوگ ہوں گے جو گواہی دیں گے ان کی گواہی قبول نہ ہوگی وہ خیانت کریں گے' انہیں امین نہیں سمجھا جائے گا۔ وہ نذریں مانیں گے' انہیں پورا نہیں کریں گے' نیز ان میں موٹاپا آ جائے گا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ قسمیں اٹھائیں گے جبکہ انہیں قسم اٹھانے کے لیے نہیں کہا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

(٦٠١١) وَفِىْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ: ((ثُمَّ يَخْلُفُ قَوْمٌ يُحِبُّوْنَ السَّمَانَةَ.))

(٦٠١١) مسلم کی ایک روایت میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پھر ایسے لوگ آئیں گے جو موٹاپے کو محبوب سمجھیں گے۔

توضیح: اس سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگ اکثر موٹے ہوں گے اور اس کی برائی ہے جو موٹا ہونا پسند کرے نہ کہ اس کی جو خلقتاً موٹا ہو یا جو ضرورت سے زیادہ اس لیے کھائے کہ وہ موٹا ہو جائے یا یہ کہ وہ لوگ فریب کریں گے اور دعویٰ کریں گے ان اوصاف کا جو ان میں نہ ہوں گے یا بہت زیادہ مال اکٹھا کریں گے۔ (نووی)

اَلْفَصْلُ الثَّانِىْ......دوسری فصل

درجہ بدرجہ فضیلت

(٦٠١٢) عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَكْرِمُوْا اَصْحَابِىْ، فَاِنَّهُمْ خِيَارُكُمْ، ثُمَّ الَّذِىْ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِىْ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ يَظْهَرُ الْكَذِبُ حَتّٰى اِنَّ الرَّجُلَ لَيَحْلِفُ وَلَا يَسْتَحْلَفُ، وَيَشْهَدُ وَلَا يَسْتَشْهَدُ، اَلَا مَنْ سَرَّهٗ بَحْبُوْحَةَ الْجَنَّةِ فَلْيَلْزَمِ الْجَمَاعَةَ، فَاِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْفَذِّ وَهُوَ مِنَ الْاِثْنَيْنِ اَبْعَدُ، وَلَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَةٍ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ ثَالِثُهُمْ، وَمَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَتُهٗ وَسَاءَتْهُ

(٦٠١٢) عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ کرام کی عزت کرو' یہ لوگ بہتر ہیں' پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہیں، پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہیں' پھر جھوٹ ظاہر ہوگا۔ یہاں تک کہ ایک شخص قسم اٹھائے گا حالانکہ اس سے قسم اٹھوائی نہیں جائے گی' وہ گواہی دے گا جبکہ اس سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی خبردار! جس شخص کو جنت کا درمیان حصہ محبوب ہے وہ جماعت کے ساتھ ملا رہے ہے۔ بلاشبہ شیطان اکیلے شخص کے ساتھ ہے جبکہ شیطان دو آدمیوں سے دور ہوتا ہے کوئی شخص عورت کے ساتھ ہرگز تنہائی میں نہ ہو کیونکہ شیطان ان کے ساتھ تیسرا ہوتا ہے۔ جس کو اس کی نیکی خوش کرے اور اس کی برائی غمزدہ کرے تو وہ مومن

٦٠١٠۔ صحیح بخاری: (٣٦٥٠)۔ صحیح مسلم: (٢١٤/ ٣٥٣٥)۔

٦٠١١۔ صحیح مسلم: (٢١٣/ ٢٥٣٤)۔

٦٠١٢۔ جامع الترمذی: (٢١٦٥)۔ مسند احمد: (١/ ٢٦) اس کی سند صحیح ہے۔

سَيِّئَتُهُ فَهُوَ مُؤْمِنٌ)) رَوَاهُ النَّسَائِيُّ، وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيْحِ إِلَّا إِبْرَاهِيْمَ بْنَ الْحَسَنِ الْخَثْعَمِيَّ فَإِنَّهُ لَمْ يُخْرِجْ لَهُ الشَّيْخَانِ وَهُوَ ثِقَةٌ ثَبْتٌ.

ہے۔(نسائی) اس حدیث کی سند صحیح ہے اور اس کے راوی بھی صحیح کے راوی ہیں، ابراہیم بن حسن خثعمی کے علاوہ، اسی وجہ سے امام بخاری اور امام مسلم نے اس حدیث کو اپنی کتابوں میں ذکر نہیں کیا اور وہ ثقہ ثبت درجہ کا ہے۔

(٦٠١٣) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَآنِيْ أَوْ رَأَى مَنْ رَآنِيْ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(٦٠١٣) جابر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص کو آگ نہیں چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا یا مجھے دیکھنے والے کو دیکھا۔(ترمذی)

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نبوی وصیت

(٦٠١٤) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيْ أَصْحَابِيْ، اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيْ أَصْحَابِيْ، لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِيْ فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّيْ أَحَبَّهُمْ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِيْ أَبْغَضَهُمْ، وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِيْ، وَمَنْ آذَانِيْ فَقَدْ آذَى اللّٰهَ، وَمَنْ آذَى اللّٰهَ فَيُوْشِكُ أَنْ يَأْخُذَهُ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

(٦٠١٤) عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارہ میں اللہ سے ڈرو، میرے اصحاب کے بارے میں اللہ سے خوف کھاؤ! ان کو میرے بعد نشانہ نہ بنانا، جس شخص نے ان سے محبت کی وہ میری محبت کی وجہ سے محبت کرتا ہے۔ جو ان سے بغض رکھتا ہے وہ میرے بغض کی وجہ سے ان سے بغض کرتا ہے اور جس شخص نے انہیں ایذا دی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس شخص نے مجھے ایذا پہنچائی اس نے اللہ کو تکلیف دی اور جس شخص نے اللہ کو ایذا دی قریب ہے کہ اللہ اس کا مؤاخذہ کرے گا۔(ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(٦٠١٥) وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَثَلُ أَصْحَابِيْ فِيْ أُمَّتِيْ كَالْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ، لَا يَصْلُحُ الطَّعَامُ إِلَّا بِالْمِلْحِ)) قَالَ الْحَسَنُ: فَقَدْ ذَهَبَ مِلْحُنَا فَكَيْفَ نَصْلُحُ؟ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

(٦٠١٥) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مثال کھانے میں نمک کی مانند ہے کہ کھانا بلا نمک اچھا نہیں لگتا۔ حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا: ہمارا نمک جاتا رہا تو ہم کیسے اپنی اصلاح کر سکتے ہیں؟(شرح السنۃ)

(٦٠١٦) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِيْ يَمُوْتُ بِأَرْضٍ إِلَّا بُعِثَ قَائِدًا وَنُوْرًا لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ. وَذُكِرَ حَدِيْثُ ابْنِ

(٦٠١٦) عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے جو شخص جس زمین میں فوت ہوگا تو قیامت کے دن وہ ان کا قائد اور ان کے لیے روشنی ہوگا۔(ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث جس میں ہے ''میرے اصحاب کے بارے

٦٠١٣۔ جامع ترمذی: (٣٨٥٨) یہ حدیث حسن ہے۔
٦٠١٤۔ جامع الترمذی: (٣٨٦٢)۔ مسند احمد: (٨٧١٤).
٦٠١٥۔ شرح السنۃ: (٣٨٦٣) یہ حدیث ضعیف ہے۔
٦٠١٦۔ جامع الترمذی: (٣٨٦٥).

مَسْعُوْدٍ ((لَا يَبْلُغُنِیْ اَحَدٌ)) فِیْ بَابِ حِفْظِ اللِّسَانِ.

میں کوئی مجھ تک نہ پہنچائے“ کا ذکر ”زبان کو محفوظ رکھنے“ کے باب میں کیا گیا ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

اصحاب رسول ﷺ کو برا کہنے والوں پر لعنت

(٦٠١٧) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا رَأَيْتُمُ الَّذِيْنَ يَسُبُّوْنَ اَصْحَابِیْ فَقُوْلُوْا: لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰی شَرِّكُمْ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

(٦٠١٧) ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا بھلا کہتے ہیں تو تم کہو: تم میں سے جو برا ہے اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ (ترمذی)

(٦٠١٨) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((سَأَلْتُ رَبِّیْ عَنْ اِخْتِلَافِ اَصْحَابِیْ مِنْ بَعْدِیْ، فَاَوْحٰی اِلَیَّ: يَا مُحَمَّدُ! اِنَّ اَصْحَابَكَ عِنْدِیْ بِمَنْزِلَةِ النُّجُوْمِ فِی السَّمَاءِ بَعْضُهَا اَقْوٰی مِنْ بَعْضٍ، وَلِكُلٍّ نُوْرٌ فَمَنْ اَخَذَ بِشَیْءٍ مِمَّا هُمْ عَلَيْهِ مِنِ اخْتِلَافِهِمْ فَهُوَ عِنْدِیْ عَلٰی هُدًی)) قَالَ: وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَصْحَابِیْ كَالنُّجُوْمِ، فَبِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ)). رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

(٦٠١٨) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: میں نے اپنے رب سے اپنے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اختلاف کے بارے میں سوال کیا تو اللہ نے میری جانب وحی فرمائی: اے محمد ﷺ! بلاشبہ تیرے رفقاء میرے نزدیک آسمان کے ستاروں کی مانند ہیں، اس میں سے بعض بعض سے قوی ہوں گے اور ہر ایک صحابی نور ہے، پس جو شخص ان کے اختلاف کے باوجود ان کی کسی بات پر عمل کرے گا تو ایسا شخص میرے ہاں ہدایت پر ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں، ان میں سے تم جس کی بھی اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ (رزین)

❁❁❁❁

٦٠١٧۔ جامع الترمذی: (٣٨٦٦) یہ حدیث منکر ہے۔

٦٠١٨۔ اسے رزین نے روایت کیا ہے یہ حدیث باطل ہے۔

بَابُ مَنَاقِبِ اَبِیْ بَکْرٍ رضی اللہ عنہ
ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فضائل

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے احسانات کا ذکر

(٦٠١٩) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِالْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ مِنْ اَمَنَّ النَّاسِ عَلَیَّ فِیْ صُحْبَتِهٖ وَمَالِهٖ اَبُوْبَکْرٍ وَعِنْدَ الْبُخَارِیِّ اَبَابَکْرٍ، وَلَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا لَا تَّخَذْتُ اَبَابَکْرٍ خَلِیْلًا، وَلٰکِنْ اُخُوَّةُ الْاِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهٗ، لَا تُبْقَیَنَّ فِی الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ اِلَّا خَوْخَةَ اَبِیْ بَکْرٍ))۔ وَفِیْ رِوَایَةٍ ((لَوْکُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا غَیْرَ رَبِّیْ لَاتَّخَذْتُ اَبَابَکْرٍ خَلِیْلًا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

(۶۰۱۹) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ تمام لوگوں سے رفاقت اور مالی لحاظ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مجھ پر زیادہ احسان ہیں۔ اور ''بخاری'' میں ''ابابکر'' منقول ہے۔ اور اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن اسلامی اخوت اور مودت کافی ہے۔ مسجد میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازہ کے علاوہ کوئی دروازہ نہ رہنے دیا جائے۔ دوسری روایت میں ہے کہ میں اپنے رب کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا۔ (بخاری و مسلم)

(٦٠٢٠) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا لَا تَّخَذْتُ اَبَابَکْرٍ خَلِیْلًا وَلٰکِنَّهٗ اَخِیْ وَصَاحِبِیْ، وَقَدِ اتَّخَذَ اللّٰهُ صَاحِبَکُمْ خَلِیْلًا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۶۰۲۰) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں خلیل بناتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیل بناتا، البتہ وہ میرا بھائی اور میرا ساتھی ہے اور اللہ نے تمہارے صاحب کو اپنا خلیل بنالیا ہے۔ (مسلم)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اہل ایمان کے لیے متفق علیہ شخصیت

(٦٠٢١) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ مَرَضِهٖ اُدْعِیْ لِیْ اَبَا بَکْرٍ اَبَاكِ، وَاَخَاكِ، حَتّٰی اَکْتُبَ کِتَابًا؛ فَاِنِّیْ اَخَافُ اَنْ یَّتَمَنّٰی مُتَمَنٍّ وَیَقُوْلُ قَائِلٌ: اَنَا، وَلَا؛ وَیَاْبَی اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَابَکْرٍ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۶۰۲۱) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مرض الموت میں مجھے فرمایا: میرے لیے اپنے والد ابوبکر اور اپنے بھائی عبدالرحمان کو بلاؤ تاکہ میں تحریر لکھوا دوں' کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی تمنا کرنے والا آرزو کرے گا اور کہنے والا کہے گا کہ میرے سوا اور کوئی نہیں جبکہ اللہ اور ایمان دار لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کا انکار کرتے ہیں۔ (مسلم) اور ''میں (انا ولا) کی

٦٠١٩۔ صحیح بخاری: (٣٦٥٤)۔ صحیح مسلم: (٢/ ٢٣٨٢).
٦٠٢٠۔ صحیح مسلم: (٣/ ٢٣٨٣).
٦٠٢١۔ صحیح مسلم: (١٢۔ ٢٣٨٧).

وَفِيْ كِتَابِ الْحُمَيْدِيِّ: ((اَنَا اَوْلٰى)) بَدْلَ: ((اَنَا وَلَا))

جگہ (انا اولیٰ) الفاظ ہیں۔

نبی کریم ﷺ کی موت کا ذکر اور حضرت ابوبکر کی شان وعظمت

(٦٠٢٢) وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: اَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ اِمْرَاَةٌ فَكَلَّمَتْهُ فِيْ شَيْءٍ فَاَمَرَهَا اَنْ تَرْجِعَ اِلَيْهِ قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! اَرَاَيْتَ اِنْ جِئْتُ وَلَمْ اَجِدْكَ؟ كَاَنَّهَا تُرِيْدُ الْمَوْتَ۔ قَالَ: ((فَاِنْ لَمْ تَجِدِيْنِيْ فَأْتِيْ اَبَابَكْرٍ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۶۰۲۲) جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آئی' اس نے آپ ﷺ سے کسی معاملے میں گفتگو کی۔ آپ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ وہ پھر آپ ﷺ کے پاس آئے۔ وہ کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! مجھے بتائیے کہ اگر میں آؤں اور آپ ﷺ کو نہ پاؤں؟ گویا کہ وہ آپ ﷺ کی موت مراد لیتی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آنا۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ آپ کو بذریعہ وحی معلوم ہو چکا تھا کہ آپ کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے خلیفہ ہوں گے۔ طبرانی نے عصمہ بن مالک سے بیان کیا کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کے بعد اپنے مالوں کی زکوٰۃ کس کو دیں؟ آپ نے فرمایا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دینا اس کی سند میں اگرچہ ضعف ہے۔ (راز)

(٦٠٢٣) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَهُ عَلٰى جَيْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ، قَالَ: فَاَتَيْتُهُ، فَقُلْتُ: اَيُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَيْكَ؟ قَالَ: ((عَائِشَةَ))۔ قُلْتُ: مِنَ الرِّجَالِ؟ قَالَ: ((اَبُوْهَا))۔ قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ ؟ قَالَ: ((عُمَرُ)) فَعَدَّ رِجَالًا، فَسَكَتُّ مَخَافَةَ اَنْ يَجْعَلَنِيْ فِيْ آخِرِهِمْ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۶۰۲۳) عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے انہیں ''ذات السلاسل'' لشکر پر (امیر بنا کر) بھیجا' انہوں نے کہا کہ میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے کہا: کون شخص آپ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ میں نے کہا: مردوں میں سے کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ان کے والد۔ میں نے کہا: پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: عمر۔ چنانچہ نبی ﷺ نے لوگوں کو شمار کیا' پھر میں اس خوف سے خاموش ہو گیا کہ آپ ﷺ مجھے ان کے آخر میں نہ شمار کریں۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: اس حدیث سے ابوبکر، عمر اور عائشہ رضی اللہ عنہم کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی اور یہ اہل سنت کی دلیل ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔ (نووی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک افضل صحابی کون؟

(٦٠٢٤) وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ، قَالَ: قُلْتُ لِاَبِيْ: اَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ: اَبُوْبَكْرٍ۔ قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ ؟ قَالَ: عُمَرُ۔

(۶۰۲۴) محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو کہا: نبی ﷺ کے بعد کون شخص سب سے بہتر ہے؟ انہوں نے کہا: ابوبکر میں نے کہا: پھر کون؟ انہوں نے کہا: عمر میں ڈر گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ اب کہیں گے کہ

٦٠٢٢۔ صحيح بخاري: (٣٦٥٩)۔ صحيح مسلم: (١۔ ٢٣٨٦).
٦٠٢٣۔ صحيح بخاري: (٤٣٥٩)۔ صحيح مسلم: (٨۔ ٢٣٨٤).
٦٠٢٤۔ صحيح بخاري: (٣٦٧١).

وَخَشِيْتُ اَنْ يَقُوْلَ: عُثْمَانُ قُلْتُ: ثُمَّ اَنْتَ؟ قَالَ: مَا اَنَا اِلَّا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

عثمان' میں نے کہا: پھر آپ ہیں؟ انہوں نے کہا میں تو ایک عام مسلمان ہوں۔ (بخاری)

توضیح: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے اس قول سے ان لوگوں نے دلیل لی جو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل کہتے ہیں، پھر ان کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ یہی جمہور اہل سنت کا قول ہے۔ (راز)

(٦٠٢٥) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، قَالَ: كُنَّا فِيْ زَمَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم لَا نَعْدِلُ بِاَبِيْ بَكْرٍ اَحَدًا، ثُمَّ عُمَرَ، ثُمَّ عُثْمَانَ، ثُمَّ نَتْرُكُ اَصْحَابَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم لَا نُفَاضِلُ بَيْنَهُمْ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. وَفِيْ رِوَايَةٍ لِاَبِيْ دَاوٗدَ، قَالَ: كُنَّا نَقُوْلُ ورَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم حَيٌّ: اَفْضَلُ اُمَّةِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بَعْدَهٗ اَبُوْبَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ عُثْمَانُ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.

(٦٠٢٥) ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہم کسی شخص کو بھی ابوبکر رضی اللہ عنہ کے برابر نہیں سمجھتے تھے' اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ' ان کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کو ہم چھوڑ دیتے' ان میں سے کسی کو دوسرے پر فضیلت نہیں دیتے تھے۔ (بخاری) اور ''ابوداؤد'' کی روایت میں ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ تھے تو ہم کہا کرتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے سب سے افضل ابوبکر ہیں' پھر عمر اور پھر عثمان ہیں۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ......دوسری فصل

سوائے حضرت ابوبکر، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کے احسانات کا بدلہ چکا دیا

(٦٠٢٦) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَا لِاَحَدٍ عِنْدَنَا يَدٌ اِلَّا وَقَدْ كَافَيْنَاهُ، مَا خَلَا اَبَابَكْرٍ، فَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا يَدًا يُكَافِيْهِ اللّٰهُ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَا نَفَعَنِيْ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَانَفَعَنِيْ مَالُ اَبِيْ بَكْرٍ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَابَكْرٍ خَلِيْلًا اَلَا وَاِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيْلُ اللّٰهِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(٦٠٢٦) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے ہاں کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ جس کا ہم پر احسان ہو اور ہم نے اس کا بدلہ نہ دیا ہو سوائے ابوبکر کے' البتہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہم پر احسانات ہمیں اللہ تعالیٰ ان کو قیامت کے روز ان کے احسانات کا بدلہ عطا کریں گے اور مجھے کسی شخص کے مال نے کبھی کچھ فائدہ نہیں دیا جس قدر مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مال نے فائدہ دیا ہے' اگر میں نے کسی شخص کو خلیل بنانا ہوتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جانی دوست بناتا۔ آگاہ رہ! اس میں ہرگز شک نہیں کہ تمہارا ساتھی اللہ کا خلیل ہے۔ (ترمذی)

(٦٠٢٧) وَعَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: اَبُوْبَكْرٍ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَا وَاَحَبُّنَا اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(٦٠٢٧) عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار تھے' ہم سے بہتر تھے اور ہم سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب تھے۔ (ترمذی)

٦٠٢٥۔ صحیح بخاری: (٣٦٩٧).
٦٠٢٦۔ جامع الترمذی: (٣٦٥٥) اس کی سند ضعیف ہے۔
٦٠٢٧۔ جامع الترمذی: (٣٦٥٦) اس کی سند جید ہے۔

یارِ غار حوض پر بھی ساتھ ہوں گے

(٦٠٢٨) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِاَبِيْ بَكْرٍ: ((اَنْتَ صَاحِبِيْ فِي الْغَارِ، وَصَاحِبِيْ عَلَى الْحَوْضِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(٦٠٢٨) ابن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: تو میرا غار کا ساتھی ہے اور تو حوض کوثر پر بھی میرا ساتھی ہوگا۔ (ترمذی)

(٦٠٢٩) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَنْبَغِيْ لِقَوْمٍ فِيْهِمْ اَبُوْبَكْرٍ اَنْ يُؤَمَّهُمْ غَيْرُهٗ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

(٦٠٢٩) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس قوم میں ابوبکر رضی اللہ عنہ موجود ہوں تو اس کے لیے جائز نہیں کہ ان کے سوا کوئی امامت کرائے۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک ناتمام آرزو

(٦٠٣٠) وَعَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ نَتَصَدَّقَ، وَوَافَقَ ذٰلِكَ عِنْدِيْ مَالًا، فَقُلْتُ: اَلْيَوْمَ اَسْبِقُ اَبَابَكْرٍ اِنْ سَبَقْتُهٗ يَوْمًا۔ قَالَ: فَجِئْتُ بِنِصْفِ مَالِيْ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا اَبْقَيْتَ لِاَهْلِكَ؟)) فَقُلْتُ: مِثْلَهٗ۔ وَاَتٰى اَبُوْبَكْرٍ بِكُلِّ مَا عِنْدَهٗ۔ فَقَالَ: ((يَا اَبَابَكْرٍ؟ مَا اَبْقَيْتَ لِاَهْلِكَ؟))۔ فَقَالَ: اَبْقَيْتُ لَهُمُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔ قُلْتُ: لَا اَسْبِقُهٗ اِلٰى شَيْءٍ اَبَدًا۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَاَبُوْدَاوٗدَ.

(٦٠٣٠) عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم فرمایا، اس دوران میرے پاس کچھ مال آ گیا۔ میں نے کہا: اگر کسی روز میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سبقت لے سکوں تو آج کے دن میں ان سے آگے رہوں گا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اپنا آدھا مال لے آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آپ ﷺ نے اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا ہے؟ میں نے کہا: اسی قدر (یعنی آدھا مال) ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنا تمام مال لے آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! آپ نے اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے اپنے گھر والوں کے لیے اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کو چھوڑا ہے۔ میں نے کہا: میں کبھی بھی کسی چیز میں بھی ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سبقت نہیں لے سکتا۔ (ترمذی، ابوداؤد)

(٦٠٣١) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، اَنَّ اَبَابَكْرٍ دَخَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اَنْتَ عَتِيْقُ اللّٰهِ مِنَ النَّارِ))۔ فَيَوْمَئِذٍ سُمِّيَ عَتِيْقًا۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(٦٠٣١) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم اللہ کی آگ سے آزاد کردہ ہو، اسی دن سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام عتیق رکھا گیا۔ (ترمذی)

نبی کریم ﷺ کے بعد کس کی قبر شق ہوگی؟

(٦٠٣٢) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَالَ

(٦٠٣٢) ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں

٦٠٢٨۔ جامع الترمذی: (٣٦٧٠) اس کی سند کمزور ہے۔

٦٠٢٩۔ جامع الترمذی: (٣٦٧٣)۔

٦٠٣٠۔ سنن ابی داؤد: (١٦٧٨)۔ جامع الترمذی: (٣٦٧٥) اس کی سند حسن ہے۔

٦٠٣١۔ جامع الترمذی: (٣٦٧٩)۔ سنن ابن ماجہ: (١٣٧) اس کی سند ضعیف ہے لیکن اس کا ایک شاہد ہے جو صحیح ہے۔

٦٠٣٢۔ جامع الترمذی: (٣٦٩٢) اس کی سند ضعیف ہے۔

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ، ثُمَّ اَبُوْبَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ آتِي اَهْلَ الْبَقِيْعِ فَيُحْشَرُوْنَ مَعِيْ، ثُمَّ اَنْتَظِرُ اَهْلَ مَكَّةَ حَتّٰى اُحْشَرَ بَيْنَ الْحَرَمَيْنِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

پہلا شخص ہوں گا جس سے زمین پھٹے گی، پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ ہوں گے، پھر عمر رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ اس کے بعد بقیع والوں کے پاس جاؤں گا، انہیں میرے ساتھ ملا دیا جائے گا۔ اس کے بعد میں مکہ والوں کا انتظار کروں گا یہاں تک کہ میں حرم مکہ و حرم مدینہ کے درمیان جمع کیا جاؤں گا۔ (ترمذی)

امت میں سے جنت میں اولین جانے والے

(٦٠٣٣) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَتَانِيْ جِبْرَئِيْلُ فَاَخَذَ بِيَدِيْ، فَاَرَانِيْ بَابَ الْجَنَّةِ الَّذِيْ يَدْخُلُ مِنْهُ اُمَّتِيْ)) فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَدِدْتُ اَنِّيْ كُنْتُ مَعَكَ حَتّٰى اَنْظُرَ اِلَيْهِ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَمَّا اِنَّكَ يَا اَبَابَكْرٍ! اَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِيْ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

(٦٠٣٣) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری امت جنت میں داخل ہوگی۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری خواہش ہے کہ میں آپ ﷺ کی معیت میں ہوتا تاکہ میں جنت کا دروازہ دیکھتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابو بکر! آگاہ رہیں، میری امت میں سے جو لوگ جنت میں داخل ہوں گے، آپ رضی اللہ عنہ ان میں سے پہلے ہوں گے۔ (ابوداؤد)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

(٦٠٣٤) عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، ذُكِرَ عِنْدَهُ اَبُوْبَكْرٍ فَبَكٰى وَقَالَ: وَدِدْتُ اَنَّ عَمَلِيْ كُلَّهُ مِثْلُ عَمَلِهِ يَوْمًا وَاحِدًا مِنْ اَيَّامِهِ، وَلَيْلَةً وَاحِدَةً مِنْ لَيَالِيْهِ، اَمَّا لَيْلَتُهُ فَلَيْلَةٌ سَارَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الْغَارِ فَلَمَّا انْتَهَيَا اِلَيْهِ قَالَ: وَاللّٰهِ لَا تَدْخُلُهُ حَتّٰى اَدْخُلَ قَبْلَكَ، فَاِنْ كَانَ فِيْهِ شَيْءٌ اَصَابَنِيْ دُوْنَكَ، فَدَخَلَ فَكَسَحَهُ، وَوَجَدَ فِيْ جَانِبِهِ ثُقَبًا، فَشَقَّ اِزَارَهُ وَسَدَّهَا بِهِ، وَبَقِيَ مِنْهَا اثْنَانِ فَاَلْقَمَهُمَا رِجْلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ: اُدْخُلْ، فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَوَضَعَ رَأْسَهُ فِيْ حِجْرِهِ وَنَامَ، فَلُدِغَ اَبُوْبَكْرٍ فِيْ رِجْلِهِ مِنَ الْجُحْرِ وَلَمْ يَتَحَرَّكْ مَخَافَةَ اَنْ يَنْتَبِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَسَقَطَتْ دُمُوْعُهُ عَلٰى وَجْهِ

(٦٠٣٤) عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے پاس ابو بکر رضی اللہ عنہ کا تذکرہ ہوا تو وہ رونے لگے اور فرمایا: مجھے محبوب ہے کہ میری زندگی کے تمام اعمال ابو بکر رضی اللہ عنہ کی زندگی کے ایک دن اور ایک رات کے برابر ہو جائیں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی رات وہ رات ہے کہ جس رات ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غار کی طرف روانہ ہوئے، جب وہ دونوں وہاں پہنچے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! آپ ﷺ غار میں اس وقت تک داخل نہیں ہوں گے جب تک کہ آپ ﷺ سے پہلے میں نہ داخل ہو جاؤں اگر اس میں کچھ ہو تو تم مجھے ضرر پہنچے اور آپ ﷺ کو نہ پہنچے۔ چنانچہ ابو بکر رضی اللہ عنہ داخل ہوئے اور اسے صاف کیا، اس کی ایک جانب کئی سوراخ تھے۔ چنانچہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے تہبند کو پھاڑا اور اس سے سوراخوں کو بند کر دیا، البتہ دو سوراخ باقی رہ گئے تو انہوں نے ان میں اپنے دونوں پاؤں رکھ دیئے، پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: تشریف لائیے آپ ﷺ داخل ہوئے اور اپنا سر مبارک ابو بکر رضی اللہ عنہ کی گود میں رکھا اور سو گئے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا پاؤں ڈسا گیا

٦٠٣٣۔ سنن ابی داؤد: (٤٦٥٢) اس کی سند ضعیف ہے۔

٦٠٣٤۔ اس کی سند بہت ہی ضعیف ہے۔

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَالَكَ يَا اَبَابَكْرٍ؟)) قَالَ: لُدِغْتُ، فَدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ، فَتَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَذَهَبَ مَا يَجِدُهٗ، ثُمَّ انْتَقَضَ عَلَيْهِ، وَكَانَ سَبَبَ مَوْتِهٖ وَاَمَّا يَوْمُهٗ، فَلَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِرْتَدَّتِ الْعَرَبُ وَقَالُوْا: لَا نُؤَدِّیْ زَكَاةً فَقَالَ: لَوْ مَنَعُوْنِیْ عِقَالًا لَجَاهَدْتُهُمْ عَلَيْهِ۔ فَقُلْتُ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ! تَاَلَّفِ النَّاسَ وَارْفُقْ بِهِمْ فَقَالَ لِیْ: اَجَبَّارٌ فِی الْجَاهِلِيَّةِ وَخَوَّارٌ فِی الْاِسْلَامِ؟ اَنَّهٗ قَدْ انْقَطَعَ الْوَحْیُ وَتَمَّ الدِّيْنُ اَيُنْقَصُ وَاَنَا حَیٌّ؟۔ رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

لیکن اس خدشہ کے پیش نظر نہ ہلے کہ کہیں رسول اللہ ﷺ بیدار نہ ہو جائیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ مبارک پر ابو بکر رضی اللہ عنہ کے آنسو گرے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابو بکر! تمہیں کیا ہوا ہے؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں! میں کاٹا گیا ہوں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے لعاب دہن لگایا' اس سے ابو بکر رضی اللہ عنہ کا درد جاتا رہا' پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ اس پر اس زہر نے اثر کیا اور یہی زہر ابو بکر رضی اللہ عنہ کی موت کا سبب بنا۔ اور ان کے دن سے مقصودہ دن ہے کہ جس دن رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو بعض عرب مرتد ہو گئے اور کہنے لگے: ہم زکوٰۃ نہیں دیں گے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر وہ مجھے اونٹ کے پاؤں میں بندھنے والی رسی بھی نہیں دیں گے تو میں اس وجہ سے ان سے جہاد کروں گا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول کے خلیفہ! لوگوں سے الفت کرو اور نرمی کرو۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا: تعجب ہے' تم جاہلیت میں بہادر و دلیر تھے اور اسلام میں اتنے بزدل! اس میں کچھ شک نہیں کہ وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے اور دین مکمل ہو گیا' دین اسلام میں نقص آ جائے اور میں زندہ رہوں؟ (رزین)

❀❀❀❀

بَابُ مَنَاقِبِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ
عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

(٦٠٣٥) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَقَدْ كَانَ فِيْمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْاُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ فَاِنْ يَكُ فِیْ اُمَّتِیْ اَحَدٌ فَاِنَّهٗ عُمَرُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(٦٠٣٥) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلی امتوں سے لوگ الہام کیے گئے' اگر میری امت سے کوئی شخص الہامی ہوتا تو وہ عمر رضی اللہ عنہ ہوتے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: محدث وہ ہے جس پر خدا کی طرف سے الہام ہو اور حق اس کی زبان پر جاری ہو جائے یا وہ جس کی رائے بالکل صحیح ثابت ہو۔ محدث وہ بھی ہوسکتا ہے جو صاحب کشف ہو۔

تو معلوم ہوا کہ اگر اس امت میں ایسا کوئی ہوتا جس پر الہام یا کشف ہوتا تو وہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہوتے، لیکن اب اس امت میں اب کوئی نہیں جس پر کشف ہوتا ہو۔ واللہ اعلم (راز)

امہات المومنین کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے گریز کرنا

(٦٠٣٦) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: اِسْتَأْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ، عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعِنْدَهٗ نِسْوَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ يُكَلِّمْنَهٗ وَيَسْتَكْثِرْنَهٗ، عَالِيَةً اَصْوَاتُهُنَّ، فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ قُمْنَ فَبَادَرْنَ الْحِجَابَ، فَدَخَلَ عُمَرُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَضْحَكُ، فَقَالَ: اَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((عَجِبْتُ مِنْ هٰؤُلَاءِ اللَّاتِیْ كُنَّ عِنْدِیْ، فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ اِبْتَدَرْنَ الْحِجَابَ)) قَالَ عُمَرُ: يَا عَدُوَّاتِ اَنْفُسِهِنَّ! اَتَهَبْنَنِیْ وَلَا تَهَبْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقُلْنَ: نَعَمْ؛

(٦٠٣٦) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ کے حضور شرف باریابی چاہی جبکہ آپ ﷺ کے پاس کچھ قریش کی خواتین تھیں' وہ آپ ﷺ سے باتیں کر رہی تھیں اور آپ ﷺ سے زیادہ ہی گفتگو کر رہی تھیں' ان کی آوازیں بلند تھیں۔ جب عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی تو اٹھیں اور جلدی سے پردے میں چلی گئیں۔ عمر رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تو رسول کریم ﷺ مسکرا رہے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول اللہ آپ ﷺ کو ہمیشہ مسکراتا رکھے! چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا: میں اپنے پاس موجود ان عورتوں پر متعجب ہوں کہ جب انہوں نے تمہاری آواز سنی تو جلدی سے پردے میں چلی گئیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اپنی جان کی دشمنو! کیا تم مجھ سے خوف زدہ ہو اور رسول اللہ ﷺ کی تمہیں ہیبت نہیں؟ تو وہ کہنے لگیں: ہاں' کیوں نہیں آپ رضی اللہ عنہ تندخو اور سخت مزاج ہیں۔ چنانچہ

٦٠٣٥۔ صحيح بخاری: (٣٦٨٩)۔ صحيح مسلم: (٢٣/ ٢٣٩٨).
٦٠٣٦۔ صحيح بخاری: (٣٦٨٣)۔ صحيح مسلم: (٢٢/ ٢٣٩٦).

اَنْتَ اَفَظُّ وَاَغْلَظُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِيْهٍ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ! وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا قَطُّ اِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَقَالَ الْحُمَيْدِيُّ: زَادَ الْبُرْقَانِيُّ بَعْدَ قَوْلِهٖ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا اَضْحَكَكَ.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابن خطاب! کلام کر! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جب کہیں کسی راستے میں شیطان سے تیرا سامنا ہوتا ہے تو وہ تیرا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ پر چلنے لگتا ہے۔ (بخاری ومسلم) امام حمیدی نے کہا کہ امام برقانی نے عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول کے بعد کہ ’’اے اللہ کے رسول!‘‘ کے بعد یہ اضافہ کیا ہے کہ ’’آپ ﷺ کیوں ہنس رہے ہیں؟‘‘۔

توضیح: آپ ﷺ نے دعا فرمائی تھی اے اللہ! اسلام کو عمر یا پھر ابوجہل کے اسلام سے عزت عطا کر۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں آپ کی دعا قبول فرمائی۔ جن کے مسلمان ہونے مسلمان کعبہ میں علانیہ نماز پڑھنے لگے اور تبلیغ اسلام کے لیے راستہ کھل گیا، ان کے اسلام لانے کا واقعہ مشہور ہے۔ (راز)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جنت میں محل

(٦٠٣٧) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَاِذَا اَنَا بِالرُّمَيْصَاءِ اِمْرَاَةِ اَبِيْ طَلْحَةَ، وَسَمِعْتُ خَشْفَةً، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: هٰذَا بِلَالٌ، وَرَاَيْتُ قَصْرًا بِفِنَائِهٖ جَارِيَةٌ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هٰذَا؟ فَقَالُوْا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَاَرَدْتُ اَنْ اَدْخُلَهٗ فَاَنْظُرَ اِلَيْهِ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ فَقَالَ عُمَرُ: بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! عَلَيْكَ اَغَارُ؟))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(٦٠٣٧) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی ’’رمصاء‘‘ کو دیکھا اور میں نے قدموں کی آہٹ سنی تو میں نے کہا: یہ کون ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے بتایا: یہ بلال رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور میں نے ایک محل دیکھا جس کے آنگن میں ایک دوشیزہ تھی۔ میں نے کہا: یہ کس کے لیے ہے؟ تو انہوں نے کہا: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہے میں نے اس میں داخل ہونا چاہا تاکہ میں اسے دیکھوں لیکن مجھے تمہاری غیرت کا خیال آ گیا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں، کیا میں آپ ﷺ پر غیرت کروں گا؟ (بخاری ومسلم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دین اسلام میں رسوخ

(٦٠٣٨) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُوْنَ عَلَيَّ، وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ، مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ، وَمِنْهَا مَا دُوْنَ ذٰلِكَ، وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ يَجُرُّهٗ))۔ قَالُوْا: فَمَا اَوَّلْتَ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: ((اَلدِّيْنَ.)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(٦٠٣٨) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک دفعہ میں سویا ہوا تھا، میں نے دیکھا کہ لوگوں کو مجھ پر پیش کیا جا رہا ہے اور انہوں نے قمیض پہن رکھی ہیں۔ ان میں سے کسی کا قمیض سینے تک اور کسی کا اس سے نیچے تھا اور عمر رضی اللہ عنہ مجھ پر پیش کیے گئے کہ ان پر بھی قمیض تھی اور وہ اس اپنی قمیض کو کھینچتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ اس کی کیا تاویل فرماتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے اس کی تعبیر دین اسلام سے کی ہے۔ (بخاری ومسلم)

٦٠٣٧۔ صحيح بخاری: (٣٦٧٩)۔ صحيح مسلم: (٢١/ ٢٣٩٥).

٦٠٣٨۔ صحيح بخاری: (٣٦٩١)۔ صحيح مسلم: (١٥۔ ٢٣٩٠).

(٦٠٣٩) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ اُتِيْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ، فَشَرِبْتُ حَتّٰى اِنِّىْ لَاَرَى الرِّيَّ يَخْرُجُ فِىْ اَظْفَارِىْ، ثُمَّ اَعْطَيْتُ فَضْلِىْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ)) قَالُوْا: فَمَا اَوَّلْتَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: ((اَلْعِلْمَ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۶۰۳۹) ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا' میں نے پیا حتیٰ کہ میں نے محسوس کیا کہ سیرابی میرے ناخنوں سے نکل رہی ہے' پھر میں نے باقی بچا ہوا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: آپ ﷺ نے اس کی تعبیر فرمائی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی تعبیر علم ہے۔ (بخاری ومسلم)

اسلام کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمات

(٦٠٤٠) وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُنِىْ عَلٰى قَلِيْبٍ عَلَيْهَا دَلْوٌ؟ فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ اَبِىْ قُحَافَةَ فَنَزَعَ مِنْهَا ذَنُوْبًا اَوْذَنُوْبَيْنِ وَفِىْ نَزْعِهٖ ضَعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُلَهٗ ضَعْفَهٗ، ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَاَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ، فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ.))

(۶۰۴۰) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ایک دفعہ میں نیند میں تھا میں نے خود کو ایسے کنویں پر پایا جس کی منڈیر نہ تھی اس پر ایک ڈول تھا' میں نے اس کنویں سے جتنے اللہ نے چاہے ڈول کھینچے' پھر اس ڈول کو ابن قحافہ نے تھام لیا' انہوں نے اس کنویں سے ایک یا دو ڈول کھینچے لیکن ان کے لیے کھینچنے میں کمزوری تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کی کمزوری کو معاف فرمائے۔ اس کے بعد وہ ڈول بڑے ڈول میں تبدیل ہو گیا اور اس کو ابن خطاب نے پکڑ لیا۔ میں نے انسانوں میں سے کسی مضبوط' طاقتور شخص کو نہیں دیکھا جو عمر رضی اللہ عنہ کی طرح ڈول کھینچتا ہو حتیٰ کہ لوگ سیراب ہو گئے اور اونٹوں کے لیے عطن مقرر کیے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: علماء نے کہا اس خواب میں تمثیل ہے سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت کی اور ان کے حسن سیرت کی اور یہ سب رسول اللہ ﷺ کی برکت تھی اور آپ کی صحبت کا اثر تھا۔ پھر آپ کی وفات ہوئی تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے انہوں نے دو سال تک خلافت کی اور یہی مراد ہے۔ (نووی)

(٦٠٤١) وَفِىْ رِوَايَةِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، قَالَ: ((ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ مِنْ يَدِ اَبِىْ بَكْرٍ، فَاسْتَحَالَتْ فِىْ يَدِهٖ غَرْبًا، فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا يَفْرِىْ فَرِيَّهٗ، حَتّٰى رَوِىَ النَّاسُ وَضَرَبُوْا بِعَطَنٍ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۶۰۴۱) ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر اس ڈول کو ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے لے لیا' ان کے ہاتھ میں ڈول کی جسامت بہت بڑی ہو گئی میں نے کسی مضبوط نوجوان کو نہیں دیکھا کہ وہ ان کی طرح قوت سے ڈول نکالتا ہو حتیٰ کہ لوگ سیر ہو گئے اور انہوں نے پانی سے تالاب بھر لئے۔ (بخاری ومسلم)

٦٠٣٩۔ صحيح بخارى: (٣٦٨١)۔ صحيح مسلم: (١٦۔ ٢٣٩١).
٦٠٤٠۔ صحيح بخارى: (٣٦٦٤)۔ صحيح مسلم: (١٧۔ ٢٣٩٢).
٦٠٤١۔ صحيح بخارى: (٢٠١٩)۔ صحيح مسلم: (١٧۔ ٢٣٩٢).

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ......دوسری فصل

(٦٠٤٢) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهٖ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۰۴۲) ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے عمر رضی اللہ عنہ کی زبان اور ان کے دل پر حق کو جاری کیا ہے۔ (ترمذی)

(٦٠٤٣) وَفِیْ رِوَايَةِ اَبِیْ دَاوٗدَ، عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: اِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ يَقُوْلُ بِهٖ.))

(۶۰۴۳) اور ''ابوداؤد'' کی روایت میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: بلاشک اللہ تعالیٰ نے عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر حق کو رکھا اور وہ حق کی بات کرتے ہیں۔

(٦٠٤٤) وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: مَا كُنَّا نُبْعِدُ اَنَّ السَّكِيْنَةَ تَنْطِقُ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

(۶۰۴۴) علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم اس بات کو بعید نہیں گردانتے کہ تسکین دینے والی باتیں عمر رضی اللہ عنہ کی زبان سے جاری ہوتی ہیں۔ (بیہقی دلائل النبوۃ)

(٦٠٤٥) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَبِیْ جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ، اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ)) فَاَصْبَحَ عُمَرُ، فَغَدَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاَسْلَمَ، ثُمَّ صَلّٰى فِی الْمَسْجِدِ ظَاهِرًا. رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ.

(۶۰۴۵) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! اسلام کو ابوجہل بن ہشام یا عمر بن خطاب کے ساتھ غلبہ عطا کر۔ عمر رضی اللہ عنہ نے صبح کی اور صبح سویرے نبی ﷺ کے پاس آئے اور اسلام لائے، بعد ازاں انہوں نے مسجد الحرام میں اعلانیہ نماز ادا کی۔ (احمد و ترمذی)

شانِ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

(٦٠٤٦) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ لِاَبِیْ بَكْرٍ: يَا خَيْرَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ: اَمَا اِنَّكَ اِنْ قُلْتَ ذٰلِكَ، فَلَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلٰى رَجُلٍ خَيْرٍ مِنْ عُمَرَ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

(۶۰۴۶) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہما نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: اے وہ انسان جو رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں سے سب سے بہتر ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تو یہ بات کہتا ہے تو میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: سورج کسی ایسے شخص پر طلوع نہیں ہوتا جو عمر رضی اللہ عنہ سے بہتر ہو۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(٦٠٤٧) وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ

(۶۰۴۷) عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

٦٠٤٢ـ جامع الترمذی: (٢٦٨٢)۔ مسند احمد: (٢/ ٥٣) یہ حدیث حسن ہے۔
٦٠٤٣ـ سنن ابی داؤد: (٢٩٦٢)۔ سنن ابن ماجه: (١٠٨) یہ روایت صحیح ہے۔
٦٠٤٤ـ دلائل النبوۃ: (٣٨٧٧) اس کی سند حسن ہے۔
٦٠٤٥ـ جامع الترمذی: (٣٦٨٣)۔ سنن ابن ماجه: (١٠٥) اس کا شاہد حسن صحیح کے درجے کا موجود ہے۔
٦٠٤٦ـ جامع الترمذی: (٣٦٨٤) یہ حدیث باطل ہے۔
٦٠٤٧ـ جامع الترمذی: (٣٦٨٦) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

النَّبِیُّ ﷺ ((لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔ وَقَالَ: هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ.

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر رضی اللہ عنہ ہوتے۔(ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(٦٠٤٨) وَعَنْ بُرَیْدَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ بَعْضِ مَغَازِیْهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ جَاءَتْ جَارِیَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! اِنِّیْ کُنْتُ نَذَرْتُ اِنْ رَدَّكَ اللّٰهُ صَالِحًا! اَنْ اَضْرِبَ بَیْنَ یَدَیْكَ بِالدُّفِّ وَاَتَغَنّٰی فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنْ کُنْتِ نَذَرْتِ فَاضْرِبِیْ، وَاِلَّا فَلَا)) فَجَعَلَتْ تَضْرِبُ، فَدَخَلَ اَبُوْبَکْرٍ وَهِیَ تَضْرِبُ، ثُمَّ دَخَلَ عَلِیٌّ وَهِیَ تَضْرِبُ، ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِیَ تَضْرِبُ، ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَاَلْقَتِ الدُّفَّ تَحْتَ اِسْتِهَا ثُمَّ قَعَدَتْ عَلَیْهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ((اِنَّ الشَّیْطَانَ لَیَخَافُ مِنْكَ یَاعُمَرُ! اِنِّیْ کُنْتُ جَالِسًا وَهِیَ تَضْرِبُ، فَدَخَلَ اَبُوْبَکْرٍ وَهِیَ تَضْرِبُ، ثُمَّ دَخَلَ عَلِیٌّ وَهِیَ تَضْرِبُ، ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِیَ تَضْرِبُ، فَلَمَّا دَخَلْتَ اَنْتَ یَا عُمَرُ! اَلْقَتِ الدُّفَّ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ.

(٦٠٤٨) بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ کسی جنگ میں باہر نکلے، جب آپ ﷺ واپس لوٹے تو ایک سیاہ فام لونڈی آئی۔ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے نذر مانی ہے کہ اگر آپ ﷺ کو اللہ صحیح سلامت واپس لے آئے تو میں آپ ﷺ کے سامنے دف بجاؤں گی اور گانا گاؤں گی۔ رسول کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: اگر تو نے نذر مان رکھی تھی تو دف بجا وگرنہ نہ بجا۔ وہ دف بجانے لگی، ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو وہ دف بجاتی رہی، پھر علی رضی اللہ عنہ آئے تو وہ دف بجاتی رہی، عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو بھی وہ دف بجاتی رہی لیکن جب عمر رضی اللہ عنہ آئے تو اس لڑکی نے دف اپنے کولہوں کے نیچے ڈال دی اور پھر اس پر بیٹھ گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! یقیناً شیطان آپ سے ڈرتا ہے میں بیٹھا تھا اور وہ دف بجاتی رہی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے، پھر علی رضی اللہ عنہ آئے اور پھر عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو وہ متواتر دف بجاتی رہی۔ اے عمر! جب تم آئے تو اس نے دف چھوڑ دی۔(ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن، صحیح اور غریب ہے۔

(٦٠٤٩) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسًا، فَسَمِعْنَا لَغَطًا صَوْتَ صِبْیَانٍ۔ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاِذَا حَبَشِیَّةٌ تَزْفِنُ وَالصِّبْیَانُ حَوْلَهَا، فَقَالَ: ((یَا عَائِشَةُ! تَعَالَیْ فَانْظُرِیْ)) فَجِئْتُ فَوَضَعْتُ لَحْیَیَّ عَلٰی مَنْکِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَیْهَا مَا بَیْنَ الْمَنْکِبِ اِلٰی رَأْسِهٖ۔ فَقَالَ لِیْ:

(٦٠٤٩) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے، ہم نے شور و شغب اور بچوں کی آوازیں سنیں تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے تو ایک حبشیہ عورت رقص کر رہی تھی اور چھوٹے بچے اس کے گرد تھے آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! آپ آئیں اور دیکھیں۔ چنانچہ میں آئی اور میں نے اپنی ٹھوڑی رسول اللہ ﷺ کے کندھے پر رکھی اور میں نے آپ ﷺ کے کندھے اور سر کے درمیان سے حبشیہ کی طرف دیکھنا شروع کیا۔ آپ ﷺ نے مجھے کہا: ابھی تک تم سیر نہیں ہوئی؟ کیا ابھی تم سیر نہیں

٦٠٤٨۔ جامع الترمذی: (٣٦٩٠)۔ مسند احمد: (٥/ ٣٥٣) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٦٠٤٩۔ جامع الترمذی: (٦/ ٢٣٣) اس کی سند حسن ہے۔

((اَمَاشَبِعْتِ؟اَمَا شَبِعْتِ؟)) فَجَعَلْتُ اَقُوْلُ: لَا، لِاَنْظُرَ مَنْزِلَتِیْ عِنْدَهٗ، اِذْ طَلَعَ عُمَرُ فَارْفَضَّ النَّاسُ عَنْهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلٰی شَیَاطِیْنِ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ قَدْ فَرُّوْا مِنْ عُمَرَ)). قَالَ: فَرَجَعْتُ. رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ.

ہوئی؟ میں کہتی کہ نہیں، اس لیے کہ میں آپ ﷺ کے نزدیک اپنا مقام دیکھوں۔ اچانک عمر رضی اللہ عنہ آئے تو لوگ اس عورت سے منتشر ہو گئے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں جن وانس کے شیاطین کی طرف دیکھتا ہوں کہ وہ عمر رضی اللہ عنہ سے بھاگتے ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: پھر میں واپس لوٹ آئی۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن، صحیح اور غریب ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلوں کی آسمان سے موافقت

(٦٠٥٠) عَنْ اَنَسٍ وَابْنِ عُمَرَ، اَنَّ عُمَرَ رضی اللہ عنہم، قَالَ: وَافَقْتُ رَبِّیْ فِیْ ثَلَاثٍ: قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَوْ اتَّخَذْنَا مِنْ مَقَامِ اِبْرَاهِیْمَ مُصَلًّی؟ فَنَزَلَتْ: ﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِیْمَ مُصَلًّی﴾. وَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! یَدْخُلُ عَلٰی نِسَائِكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ، فَلَوْ اَمَرْتَهُنَّ یَحْتَجِبْنَ؟ فَنَزَلَتْ آیَةُ الْحِجَابِ، وَاجْتَمَعَ نِسَاءُ النَّبِیِّ ﷺ فِی الْغَیْرَةِ، فَقُلْتُ: ﴿عَسٰی رَبُّهٗ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ﴾. فَنَزَلَتْ كَذٰلِكَ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

(٦٠٥٠) انس رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے تین چیزوں میں اپنے رب کی موافقت کی۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر ہم مقام ابراہیم کو جائے نماز پکڑتے تو بہتر ہوتا، چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی۔ ''تم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ ٹھہراؤ۔'' (دوسری یہ کہ) میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ کی بیویوں کے پاس اچھے اور برے سبھی لوگ جاتے ہیں اگر آپ ﷺ انہیں پردہ کرنے کا حکم دیں تو بہتر ہوگا تو پردے کی آیت نازل ہوئی۔ (تیسری یہ کہ) نبی ﷺ کی بیویاں غیرت کرتے ہوئے اکٹھی ہوئیں تو میں نے کہا: اگر آپ ﷺ تمہیں طلاق دیں تو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو تم سے بہتر بیویاں عطا کریں گے۔ چنانچہ اسی طرح یہ آیت نازل ہوئی۔ (بخاری ومسلم)

(٦٠٥١) وَفِیْ رِوَایَةٍ لِابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَالَ عُمَرُ: وَافَقْتُ رَبِّیْ فِیْ ثَلَاثٍ: فِیْ مَقَامِ اِبْرٰهِیْمَ، وَفِی الْحِجَابِ، وَفِیْ اُسَارٰی بَدْرٍ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

(٦٠٥١) اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے تین باتوں میں اپنے پروردگار کی موافقت کی ہے: پہلی بات مقام ابراہیم کے بارے میں، دوسری بات پردے کے بارے میں اور تیسری بات بدر کے قیدیوں کے بارے میں ہے۔ (بخاری ومسلم)

(٦٠٥٢) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: فُضِّلَ النَّاسَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِاَرْبَعٍ: بِذِكْرِ الْاُسَارٰی یَوْمَ بَدْرٍ، اَمَرَ بِقَتْلِهِمْ، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ

(٦٠٥٢) ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ چار چیزوں کی وجہ سے تمام لوگوں پر فضیلت دیے گئے ہیں بدر کے دن قیدیوں کے معاملے میں عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے قتل کا مشورہ دیا۔ چنانچہ اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''

٦٠٥٠ـ صحیح بخاری: (٤٠٢).

٦٠٥١ـ صحیح مسلم: (٢٤ـ ٢٣٩٩).

٦٠٥٢ـ مسند احمد: (١/ ٤٥٦) اس کی سند ضعیف ہے۔

تَعَالٰی: ﴿لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَا اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾۔ وَبِذِكْرِهِ الْحِجَابِ، اَمَرَ نِسَاءَ النَّبِيِّ ﷺ اَنْ يَحْتَجِبْنَ، فَقَالَتْ لَهٗ زَيْنَبُ: وَاِنَّكَ عَلَيْنَا يَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَالْوَحْيُ يَنْزِلُ فِيْ بُيُوْتِنَا؟ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْاَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ﴾۔ وَبِدَعْوَةِ النَّبِيِّ ﷺ: اَللّٰهُمَّ اَيِّدِ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ))۔ وَبِرَاۗءِ فِيْ اَبِيْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ، كَانَ اَوَّلَ نَاسٍ بَايَعَهٗ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

اگر اللہ کی جانب سے تحریر شدہ لوح محفوظ میں ثبت نہ ہوا ہوتا تو تم نے جو کیا ہے اس کے سبب تمہیں بڑا عذاب پہنچتا۔'' جب عورتوں کے پردے کا تذکرہ ہوا تو عمر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی بیویوں کو پردہ کرنے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ زینب رضی اللہ عنہا نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابن خطاب! تو ہم پر حکم چلاتا ہے جبکہ ہمارے گھروں میں وحی اترتی ہے۔ تو اللہ نے نازل فرمایا کہ ''جب تم ان سے سامان طلب کرو تو ان سے پردے کے پیچھے سے طلب کیا کرو۔'' اور نبی ﷺ کی دعا کی وجہ سے جو آپ ﷺ نے ان کے حق میں کی تھی کہ اے اللہ! اسلام کو عمر رضی اللہ عنہ کے ذریعے غلبہ عطا کر۔'' اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ان کی رائے تھی۔ عمر رضی اللہ عنہ پہلے آدمی تھے جنہوں نے لوگوں میں سے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی۔ (احمد)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متفرق مناقب

(٦٠٥٣) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ذَاكَ الرَّجُلُ اَرْفَعُ اُمَّتِيْ دَرَجَةً فِي الْجَنَّةِ))۔ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ: وَاللّٰهِ مَا كُنَّا نُرٰى۔ ذٰلِكَ الرَّجُلَ اِلَّا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حَتّٰى مَضٰى لِسَبِيْلِهٖ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ.

(٦٠٥٣) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سے یہ شخص جنت میں سب سے زیادہ بلند درجے والا ہوگا۔ ابو سعید کہتے ہیں: اللہ کی قسم! ہم نے دیکھا وہ شخص عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے یہاں تک کہ وہ چلے گئے۔ (ابن ماجہ)

(٦٠٥٤) وَعَنْ اَسْلَمَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَاَلَنِيْ ابْنُ عُمَرَ بَعْضَ شَاْنِهٖ يَعْنِيْ عُمَرَ فَاَخْبَرْتُهٗ، فَقَالَ: مَا رَاَيْتُ اَحَدًا قَطُّ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ حِيْنَ قُبِضَ كَانَ اَجَدَّ وَاَجْوَدَ حَتّٰى انْتَهٰى مِنْ عُمَرَ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(٦٠٥٤) اسلم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ سے عمر رضی اللہ عنہ کی کسی خاص بات کے بارے میں دریافت کیا میں نے انہیں بتایا۔ اسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے بعد جب سے آپ ﷺ فوت ہوئے ہیں، کبھی بھی کسی شخص کو عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ جدوجہد کرنے والا اور زیادہ عمدہ انسان نہیں دیکھا یہاں تک کہ وہ آخر عمر کو پہنچے۔ (بخاری)

توضیح: مراد یہ ہے کہ اپنے عہد خلافت میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بہت بڑے دلاور، بہت بڑے سخی اور اسلام کے عظیم ستون تھے۔ مقام کا جہاں تک تعلق ہے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقام جملہ صحابہ سے اعلیٰ وارفع ہے۔ (راز)

(٦٠٥٥) وَعَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: لَمَّا طُعِنَ عُمَرُ جَعَلَ يَاْلَمُ، فَقَالَ لَهُ ابْنُ

(٦٠٥٥) مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا گیا تو وہ درد محسوس کرنے لگے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ جزع

٦٠٥٣۔ سنن ابن ماجه: (٤٠٧٧) اس کی سند کمزور ہے۔
٦٠٥٤۔ صحيح بخاري: (٣٦٨٧).
٦٠٥٥۔ صحيح بخاري: (٣٦٩٢).

عَبَّاسٍ وَكَأَنَّهُ يُجَزِّعُهُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! وَلَا كُلُّ ذٰلِكَ؟! لَقَدْ صَحِبْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَحْسَنْتَ صُحْبَتَهٗ، ثُمَّ فَارَقَكَ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ، ثُمَّ صَحِبْتَ أَبَابَكْرٍ فَأَحْسَنْتَ صُحْبَتَهٗ، ثُمَّ فَارَقَكَ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ، ثُمَّ صَحِبْتَ الْمُسْلِمِيْنَ فَأَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُمْ، وَلَئِنْ فَارَقْتَهُمْ لَتُفَارِقَنَّهُمْ وَهُمْ عَنْكَ رَاضُوْنَ قَالَ: أَمَا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرِضَاهُ فَإِنَّمَا ذٰلِكَ مَنٌّ مِنَ اللّٰهِ مَنَّ بِهٖ عَلَيَّ، وَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ أَبِيْ بَكْرٍ وَرِضَاهُ، فَإِنَّمَا ذٰلِكَ مَنٌّ مِنَ اللّٰهِ مَنَّ بِهٖ عَلَيَّ۔ وَأَمَّا مَا تَرٰى مِنْ جَزَعِيْ، فَهُوَ مِنْ أَجْلِكَ وَمِنْ أَجْلِ أَصْحَابِكَ، وَاللّٰهِ لَوْ أَنَّ لِيْ طِلَاعَ الْأَرْضِ ذَهَبًا لَافْتَدَيْتُ بِهٖ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ قَبْلَ أَنْ أَرَاهُ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

فزع کرتے تھے: اے امیر المومنین! جزع فزع نہ کریں بلاشبہ آپ رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہے ہیں اور آپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صحبت رکھی تھی، پھر آپ ﷺ تم سے جدا ہوئے اس حال میں کہ آپ ﷺ تم سے راضی تھے، پھر آپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صحبت اختیار کی، پس آپ نے اچھی صحبت رکھی، پھر وہ تم سے جدا ہو گئے اور وہ آپ سے خوش تھے، اس کے بعد آپ مسلمانوں کی صحبت میں رہے اور آپ نے اچھی طرح ان کا ساتھ نبھایا اور اگر آپ ان سے جدا ہو رہے ہیں تو یقیناً اس جدائی کے موقع پر وہ بھی آپ سے راضی ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ نے جو رسول اللہ ﷺ کی رفاقت اور ان کی خوشنودی کا تذکرہ کیا ہے تو یہ اللہ کا احسان جو اس نے مجھ پر کیا ہے اور جو تم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مصاحبت اور ان کی خوشی کا تذکرہ کیا ہے تو یہ بھی اللہ کا احسان ہے جو اس نے مجھ پر کیا ہے اور جو تم میری گھبراہٹ دیکھ رہے ہو وہ تمہارے اور تمہارے رفقاء کی وجہ سے ہے۔ اللہ کی قسم! اگر میرے پاس زمین بھر سونا ہوتا تو میں اللہ کے عذاب کو دیکھنے سے پہلے اس کا فدیہ دے دیتا۔ (بخاری)

❁❁❁❁

بَابُ مَنَاقِبِ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ رضی اللہ عنہما
ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے فضائل کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

جانوروں کا کلام کرنا

(٦٠٥٦) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَمَا رَجُلٌ يَسُوْقُ بَقَرَةً اِذَا عَيِسَ، فَرَكِبَهَا، فَقَالَتْ، اَنَا لَمْ نُخْلَقْ لِهٰذَا، اِنَّمَا خُلِقْنَا لِحَرَاثَةِ الْاَرْضِ۔ فَقَالَ النَّاسُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! بَقَرَةٌ تَكَلَّمَ))۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((فَاِنِّیْ اُوْمِنُ بِهٖ اَنَا وَاَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ)) وَمَا هُمَا ثُمَّ۔ وَقَالَ: ((بَيْنَمَا رَجُلٌ فِیْ غَنَمٍ لَهٗ اِذْ عَدَا الذِّئْبُ عَلٰى شَاةٍ مِنْهَا فَاَخَذَهَا، فَاَدْرَكَهَا صَاحِبُهَا، فَاسْتَنْقَذَهَا، فَقَالَ لَهُ الذِّئْبُ: فَمَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ، يَوْمَ لَا رَاعِیَ لَهَا غَيْرِیْ؟ فَقَالَ النَّاسُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ ذِئْبُ يَتَكَلَّمُ؟!)) فَقَالَ: اَوْ مِنْ بِهٖ اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ)) وَمَا هُمَا ثَمَّ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(٦٠٥٦) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک دفعہ ایک شخص ایک گائے کو ہانک رہا تھا جب گیا تو اس پر سوار ہو گیا تو وہ بولی: ہم سواری کے لیے پیدا نہیں ہوئیں مگر ہم تو زمین کی کھیتی باڑی کے لیے پیدا کی گئی ہیں۔ لوگوں نے کہا: سبحان اللہ! گائے کلام کرتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما اس پر ایمان لاتے ہیں حالانکہ وہ دونوں وہاں نہیں تھے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک دفعہ ایک شخص اپنی بکریوں میں تھا تو اچانک ان میں سے ایک بکری پر ایک بھیڑیا حملہ آور ہو گیا اور بکری کو اٹھا لیا۔ بکری کے مالک نے لے سے اس سے چھڑا لیا۔ بھیڑیے نے اس سے کہا: درندوں کے روز کون اس محافظ ہو گا جبکہ اس دن میرے علاوہ اس کو کوئی چرانے والا نہیں ہو گا۔ لوگوں نے کہا: سبحان اللہ! بھیڑیا کلام کر رہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں' ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما اس پر ایمان لائے حالانکہ وہ دونوں وہاں اس وقت نہیں تھے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: رسول اللہ ﷺ کو سیدنا ابوبکر و سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کی قوت ایمانی پر یقین تھا۔ اسی لیے آپ نے ان کو اس پر ایمان لانے میں شریک فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس نے گائے کو اور بھیڑیے کو کلام کرنے کی طاقت دے دی۔ اس میں دلیل ہے کہ جانوروں کا استعمال ان ہی کاموں کے لیے ہونا چاہیے جن میں بطور عادت وہ استعمال کئے جاتے رہتے ہیں۔ (راز)

امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی شیخین رضی اللہ عنہما کے متعلق گواہی

(٦٠٥٧) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: اِنِّیْ لَوَاقِفٌ فِیْ قَوْمٍ فَدَعَوُا اللّٰهَ لِعُمَرَ وَقَدْ وُضِعَ

(٦٠٥٧) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں کچھ لوگوں میں کھڑا تھا' انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کے لیے اللہ سے دعا کی جبکہ ان کا جنازہ چارپائی پر رکھا

٦٠٥٦۔ صحيح بخاری: (٣٤٧١)۔ صحيح مسلم: (١٣۔ ٢٣٨٨).
٦٠٥٧۔ صحيح بخاری: (٣٦٧٧)۔ صحيح مسلم: (١٥۔ ٢٣٨٩).

عَلٰی سَرِیْرِہٖ، اِذَا رَجُلٌ مِنْ خَلْفِیْ قَدْ وَضَعَ مِرْفَقَہٗ عَلٰی مَنْکِبِیْ یَقُوْلُ یَرْحَمُكَ اللّٰہُ، اِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ یَجْعَلَكَ اللّٰہُ مَعَ صَاحِبَیْكَ، لِاَنِّیْ کَثِیْرًا مَا کُنْتُ اَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: ((کُنْتُ وَاَبُوْبَکْرٍوَعُمَرُ، وَفَعَلْتُ وَاَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ، وَانْطَلَقْتُ وَاَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ، وَدَخَلْتُ وَاَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ، وَخَرَجْتُ وَاَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ))۔ فَالْتَفَتُّ فَاِذَا عَلِیُّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ. مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

گیا تھا۔اچانک میرے پیچھے سے ایک شخص نے اپنی کہنی میرے کندھے پر رکھی اور کہنے لگا: اللہ تجھ پر رحم کرے، بے شک میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ آپ رضی اللہ عنہ کو آپ کے دونوں رفقاء کے ساتھ جمع کرے گا۔اس لیے کہ میں رسول اللہ ﷺ کو اکثر فرماتے ہوئے سنا کرتا تھا: میں‘ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما اکٹھے تھے‘ میں نے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے کیا اور میں‘ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے اور میں‘ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما داخل ہوئے اور میں‘ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ نکلے۔میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔(بخاری ومسلم)

توضیح: سبحان اللہ! یہ چاروں خلیفہ ایک دل اور ایک جان تھے اور ایک دوسرے کے خیر خواہ تھے اور جس نے یہ گمان کیا کہ یہ آپس میں ایک دوسرے کے مخالف اور بدخواہ تھے وہ مردود خود بد باطن اور منافق ہے۔(راز)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ......دوسری فصل

حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کا بلند مقام

(۶۰۵۸) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اَھْلَ الْجَنَّۃِ لَیَتَرَاءَ وْنَ اَھْلَ عِلِّیِّیْنَ، کَمَا تَرَوْنَ الْکَوْکَبَ الدُّرِّیَّ فِیْ اُفُقِ السَّمَاءِ، وَاِنَّ اَبَا بَکْرٍ وَعُمَرَ مِنْھُمْ وَاَنْعِمَا))۔ رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ وَرَوٰی نَحْوَہٗ اَبُوْدَاوٗدَ، وَالتِّرْمِذِیُّ، وَابْنُ مَاجَۃَ.

(۶۰۵۸) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: بے شک جنتی لوگ بلند مرتبہ لوگوں کو دیکھیں گے، جیسا کہ تم آسمان کے افق پر روشن ستارے کو دیکھتے ہو۔ بلاشبہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی ان بلند مقام والوں میں سے ہوں گے اور کیا خوب سب سے اچھے ہوں گے۔(شرح السنۃ) نیز ابوداؤد‘ ترمذی اور ابن ماجہ نے اس کی مثال بیان کیا ہے۔

(۶۰۵۹) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ سَیِّدَا کُھُوْلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ اِلَّا النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ))۔ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ.

(۶۰۵۹) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ انبیاء اور رسول اللہ ﷺ کے علاوہ اولین اور آخرین ادھیڑ عمر جنتیوں کے سردار ہوں گے۔(ترمذی)

(۶۰۶۰) وَرَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ.

(۶۰۶۰) نیز ''ابن ماجہ'' نے اس حدیث کو علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(۶۰۶۱) وَعَنْ حُذَیْفَۃَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ

(۶۰۶۱) حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ

۶۰۵۸۔ سنن ابی داؤد: (۳۹۸۷)۔ جامع الترمذی: (۳۶۵۸) اس کی سند ضعیف ہے۔
۶۰۵۹۔ جامع الترمذی: (۳۶۶٤) اس کی سند جید ہے۔
۶۰۶۰۔ سنن ابن ماجہ: (۹۵).
۶۰۶۱۔ سنن ابن ماجہ: (۳۶۶۳)۔ مسند احمد: (۵/ ۳۸۲) یہ حدیث حسن ہے۔

اللّٰہِ ﷺ: ((اِنِّیْ لَا اَدْرِیْ مَا بَقَائِیْ فِیْکُمْ؟ فَاقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

میں نہیں جانتا کہ تمہارے درمیان میری زندگی کتنی ہے؟ تم میرے بعد ان دو شخصوں ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہ کی اقتدا کرنا۔ (ترمذی)

(٦٠٦٢) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ لَمْ یَرْفَعْ اَحَدٌ رَأْسَهٗ غَیْرَ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ، کَانَا یَتَبَسَّمَانِ اِلَیْهِ وَیَتَبَسَّمُ اِلَیْهِمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔ وَقَالَ: هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ.

(۶۰۶۲) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی شخص اپنا سر بلند نہیں کرتا تھا۔ یہ دونوں آپ ﷺ کو دیکھ کر مسکراتے اور آپ ﷺ ان دونوں کو دیکھ کر مسکراتے تھے۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(٦٠٦٣) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ خَرَجَ ذَاتَ یَوْمٍ وَدَخَلَ الْمَسْجِدَ وَاَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ، اَحَدُهُمَا عَنْ یَمِیْنِهٖ، وَالْآخَرُ عَنْ شِمَالِهٖ، وَهُوَ آخِذٌ بِاَیْدِیْهِمَا فَقَالَ: ((هٰکَذَا نُبْعَثُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ.

(۶۰۶۳) ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ایک دن باہر آئے اور مسجد میں داخل ہوئے، جبکہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما میں سے ایک آپ ﷺ کی دائیں جانب اور دوسرا آپ ﷺ کی بائیں جانب تھا۔ آپ ﷺ نے ان دونوں کے ہاتھوں کو پکڑا ہوا تھا اور فرمایا: اسی طرح ہم قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(٦٠٦٤) وَعَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ حَنْطَبٍ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ رَأٰی اَبَابَکْرٍ وَعُمَرَ فَقَالَ: ((هٰذَا انِ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ مُرْسَلًا.

(۶۰۶۴) عبداللہ حنطب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا اور فرمایا: یہ دونوں (میرے لیے) کان اور آنکھوں ہیں۔ (ترمذی) امام ترمذی نے اس حدیث کو مرسل بیان کیا ہے۔

(٦٠٦٥) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((مَا مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا وَلَهٗ وَزِیْرَانِ مِنْ اَهْلِ السَّمَاءِ، وَوَزِیْرَانِ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ، فَاَمَّا وَزِیْرَایَ مِنْ اَهْلِ السَّمَاءِ فَجِبْرَئِیْلُ وَمِیْکَائِیْلُ، وَاَمَّا وَزِیْرَایَ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

(۶۰۶۵) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر پیغمبر کے دو وزیر ہیں اہل آسمان میں سے اور دو وزیر اہل زمین میں سے ہوتے ہیں۔ آسمان والے میرے دونوں وزیر جبرئیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام ہیں اور زمین والے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ (ترمذی)

(٦٠٦٦) وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَةَ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ: رَأَیْتُ کَاَنَّ مِیْزَانًا نَزَلَ مِنَ

(۶۰۶۶) ابوبکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: میں نے خواب دیکھا کہ آسمان سے ترازو اترا آپ ﷺ کا اور ابوبکر

٦٠٦٢۔ جامع الترمذی: (٣٦٦٨).

٦٠٦٣۔ جامع الترمذی: (٣٦٦٩) اس میں ایک ضعیف راوی ہے۔

٦٠٦٤۔ جامع الترمذی: (٣٦٧١) یہ روایت مرسل ہے لیکن موصول بھی صحیح ہے۔

٦٠٦٥۔ جامع الترمذی: (٣٦٨٠) اس کی سند ضعیف ہے۔

٦٠٦٦۔ سنن ابی داؤد: (٤٦٣٤)۔ جامع الترمذی: (٢٢٨٧) اس کی سند جید ہے۔

السَّمَاءِ، فَوُزِنْتَ اَنْتَ وَاَبُوْبَكْرٍ، فَرَجَحْتَ اَنْتَ؛ وَوُزِنَ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ فَرَجَعَ اَبُوْبَكْرٍ، وَوُزِنَ عُمَرُ وَعُثْمَانُ، فَرَجَعَ عُمَرُ؛ ثُمَّ رُفِعَ الْمِيْزَانُ فَاسْتَاءَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، يَعْنِيْ فَسَاءَهُ ذٰلِكَ۔ فَقَالَ: ((خِلَافَةُ نُبُوَّةٍ، ثُمَّ يُؤْتِي اللّٰهُ الْمُلْكَ مَنْ يَشَاءُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَاَبُوْدَاوٗدَ.

اور عمر رضی اللہ عنہما کا وزن کیا گیا تو آپ ﷺ بھاری نکلے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وزن کیا گیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ غالب آئے اور عمر رضی اللہ عنہ وعثمان رضی اللہ عنہ تولے گئے تو عمر رضی اللہ عنہ بھاری نکلے' پھر ترازو اٹھالیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ کو اس خواب نے غمگین کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ نبوت کی خلافت کی طرف اشارہ ہے اس کے بعد اللہ جس کو چاہے گا بادشاہت عطا کرے گا۔ (ترمذی وابوداؤد)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ......تیسری فصل

(٦٠٦٧) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((يَطَّلِعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ))۔ فَاطَّلَعَ اَبُوْبَكْرٍ، ثُمَّ قَالَ: ((يَطَّلِعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ))، فَاطَّلَعَ عُمَرُ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

(٦٠٦٧) ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: تمہارے پاس اہل جنت میں سے ایک شخص آئے گا۔ چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے' پھر فرمایا: تمہارے پاس بہشتی آدمی آئے گا، چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ آئے۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

آسمان کے ستاروں کے برابر نیکیاں

(٦٠٦٨) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: بَيْنَا رَأْسُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ حِجْرِيْ فِيْ لَيْلَةٍ ضَاحِيَةٍ اِذْ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! هَلْ يَكُوْنُ لِاَحَدٍ مِنَ الْحَسَنَاتِ عَدَدَ نُجُوْمِ السَّمَاءِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، عُمَرُ)) قُلْتُ: فَاَيْنَ حَسَنَاتُ اَبِيْ بَكْرٍ؟ قَالَ: ((اِنَّمَا جَمِيْعُ حَسَنَاتِ عُمَرَ كَحَسَنَةٍ وَاحِدَةٍ مِنْ حَسَنَاتِ اَبِيْ بَكْرٍ))۔ رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

(٦٠٦٨) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ چاندنی رات میں رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک میری گود میں تھا۔ اچانک میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کے برابر بھی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں' عمر رضی اللہ عنہ کی ہیں۔ میں نے کہا: ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نیکیاں کتنی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ کی تمام نیکیاں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایک نیکی کے برابر ہیں۔ (رزین)

❀❀❀❀

٦٠٦٧۔ جامع الترمذی: (٣٦٩٤) اس کی سند ضعیف ہے۔

٦٠٦٨۔ یہ روایت من گھڑت ہے۔

بَابُ مَنَاقِبِ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ
عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

حضرت عثمان کی حیا کا لحاظ تو فرشتے بھی کرتے تھے

(٦٠٦٩) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مُضْطَجِعًا فِيْ بَيْتِهٖ، كَاشِفًا عَنْ فَخِذَيْهِ. اَوْ سَاقَيْهِ فَاسْتَأْذَنَ اَبُوْبَكْرٍ، فَاَذِنَ لَهٗ وَهُوَ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ، فَتَحَدَّثَ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ، فَاَذِنَ لَهٗ وَهُوَ كَذٰلِكَ، فَتَحَدَّثَ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ. عُثْمَانُ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَسَوّٰى ثِيَابَهٗ، فَلَمَّا خَرَجَ قَالَتْ عَائِشَةُ دَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهٗ وَلَمْ تُبَالِهٖ، ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهٗ وَلَمْ تُبَالِهٖ، ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ فَجَلَسْتَ وَسَوَّيْتَ ثِيَابَكَ فَقَالَ: ((اَلَا اَسْتَحْيِءْ مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحْيِيْ مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ؟.)) وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ: ((اِنَّ عُثْمَانَ رَجُلٌ حَيِيٌّ، وَاِنِّيْ خَشِيْتُ اِنْ اَذِنْتُ لَهٗ عَلٰى تِلْكَ الْحَالَةِ اَنْ لَا يَبْلُغَ اِلَيَّ فِيْ حَاجَتِهٖ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(٦٠٦٩) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں لیٹے ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں پنڈلیوں یارانوں پر کپڑا نہ تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی، ان کو اجازت دی گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی حالت میں رہے اور باتیں کرتے رہے پھر عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دے دی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی حالت میں رہے اور باتیں کرتے رہے، بعدازاں عثمان رضی اللہ عنہ نے آنے کی اجازت چاہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور اپنا کپڑا درست کر لیا۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم باہر چلے گئے تو عائشہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں: ابوبکر رضی اللہ عنہ اندر آئے، ان کے لئے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنبش نہ کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ خیال نہ کیا، پھر عمر رضی اللہ عنہ آئے ان کے لئے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرکت نہ کی اور نہ ہی ان کے آنے کی کچھ پروانہ کی، پھر عثمان رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم درست ہو کر بیٹھ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کپڑوں کو بھی درست کر لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اس شخص سے کیوں حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک عثمان رضی اللہ عنہ بہت حیا والا آدمی ہے اور میں ڈر گیا کہ اگر میں نے اسے اسی حالت میں اندر آنے کی اجازت دی تو وہ شرم کی وجہ سے مجھ تک اپنی ضرورت لے کر ہی نہ پہنچ سکے گا۔ (مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ......دوسری فصل

(٦٠٧٠) عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ، قَالَ:

(٦٠٧٠) طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

٦٠٦٩۔ صحیح مسلم: (٢٧۔ ٢٤٠٢)۔ مسند احمد: (١/ ٧١)۔

٦٠٧٠۔ جامع الترمذی: (٣٨٩٨)۔ مسند احمد: (١/ ٧٤) اس کی سند میں چار علتیں ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيْقٌ، وَرَفِيْقِي، يَعْنِي فِي الْجَنَّةِ عُثْمَانُ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

ہر پیغمبر کا ایک خاص ساتھی ہوتا ہے اور جنت میں میرا ساتھی عثمان رضی اللہ عنہ ہو گا۔ (ترمذی)

(٦٠٧١) وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ، وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ، وَهُوَ مُنْقَطِعٌ.

(٦٠٧١) اور امام ابن ماجہ نے اس حدیث کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے اور اس کی سند قوی نہیں ہے، نیز سند بھی منقطع ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے جنت کی بشارت

(٦٠٧٢) وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَبَّابٍ، قَالَ: شَهِدْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَحُثُّ عَلَى جَيْشِ الْعُسْرَةِ فَقَامَ عُثْمَانُ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! عَلَيَّ مِائَةُ بَعِيْرٍ بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، ثُمَّ حَضَّ عَلَى الْجَيْشِ، فَقَامَ عُثْمَانُ، فَقَالَ: عَلَيَّ مِائَتَا بَعِيْرٍ بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، ثُمَّ حَضَّ، فَقَامَ عُثْمَانُ، فَقَالَ: عَلَيَّ ثَلَاثُمِائَةِ بَعِيْرٍ بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، فَأَنَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَنْزِلُ عَنِ الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُوْلُ: ((مَا عَلَى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهِ، مَا عَلَى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(٦٠٧٢) عبدالرحمٰن بن خباب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ تبوک کے لشکر کے لئے لوگوں کو ترغیب دے رہے تھے۔ چنانچہ عثمان رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی راہ میں سو اونٹ جھولوں اور کجاووں سمیت میرے ذمہ ہیں، پھر آپ ﷺ نے اسی لشکر کے لئے رغبت دلائی تو عثمان رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: میرے ذمہ اللہ کی راہ میں دو سو اونٹ بمعہ جھولوں اور کجاووں سمیت میرے ذمہ۔ (راوی کہتے ہیں) میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ منبر سے اتر رہے تھے اور فرما رہے تھے: اس نیکی کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ پر کچھ گناہ نہیں وہ جو چاہے عمل کرتا رہے، اس نیکی کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ پر کچھ گناہ نہیں وہ جو چاہے عمل کرتا رہے۔ (ترمذی)

(٦٠٧٣) وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: جَاءَ عُثْمَانُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِأَلْفِ دِيْنَارٍ فِي كُمِّهِ حِيْنَ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ، فَنَثَرَهَا فِي حِجْرِهِ، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُقَلِّبُهَا فِي حِجْرِهِ وَيَقُوْلُ: ((مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ)) مَرَّتَيْنِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ.

(٦٠٧٣) عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ ﷺ نے تبوک کے لشکر کی تیاری فرمائی تو عثمان رضی اللہ عنہ اپنی جیب میں ایک ہزار دینار ڈال کر نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور یہ دینار آپ ﷺ کی گود میں بکھیر دیے۔ (راوی کہتے ہیں) میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ اپنی گود میں انہیں الٹ پلٹ کر رہے تھے اور فرما رہے تھے: آج کے دن کے عمل کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ جو بھی کریں، انھیں نقصان نہیں پہنچائے گا۔ یہ کلمہ دو مرتبہ فرمایا۔ (احمد)

٦٠٧١۔ سنن ابن ماجه: (١٠٩).
٦٠٧٢۔ جامع الترمذي: (٣٧٠٠)۔ مسند احمد: (٤/ ٧٥) اس کی سند ضعیف ہے۔
٦٠٧٣۔ جامع الترمذي: (٣٧٠١)۔ مسند احمد: (٥/ ٦٣) اس کی سند حسن ہے۔

بیعت رضوان کے موقع پر

(٦٠٧٤) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: لَمَّا اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِبَيْعَةِ الرِّضْوَانِ كَانَ عُثْمَانُ رضی اللہ عنہ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى مَكَّةَ، فَبَايَعَ النَّاسُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ عُثْمَانَ فِیْ حَاجَةِ اللّٰهِ وَحَاجَةِ رَسُوْلِهٖ)) فَضَرَبَ بِاِحْدٰى يَدَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى، فَكَانَتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِعُثْمَانَ خَيْرًا مِنْ اَيْدِيْهِمْ لِاَنْفُسِهِمْ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

(٦٠٧٤) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے بیعت رضوان کا حکم دیا تو لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی، اس بیعت کا پس منظر یہ تھا کہ عثمان اہل مکہ کی طرف رسول اللہ ﷺ کے ایلچی بنا کر بھیجے گئے تھے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً عثمان اللہ اور اس کے رسول کے کام گیا ہے، تو آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں میں سے ایک ہاتھ عثمان رضی اللہ عنہ کے نائب کے طور پر دوسرے ہاتھ پر مارا۔ رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ جو عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے تھا وہ صحابہ کے ہاتھوں سے بہتر تھا جنہوں نے اپنے ہاتھوں سے اپنے لئے بیعت کی تھی۔ (ترمذی)

حضرت عثمان کا باغیوں سے خطاب

(٦٠٧٥) وَعَنْ ثُمَامَةَ بْنِ حَزْنٍ الْقُشَيْرِیِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: شَهِدْتُ الدَّارَ حِيْنَ اَشْرَفَ عَلَيْهِمْ عُثْمَانُ فَقَالَ: اُنْشِدُكُمُ اللّٰهَ وَالْاِسْلَامَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ يُسْتَعْذَبُ غَيْرُ بِئْرِ رُوْمَةَ؟ فَقَالَ: ((مَنْ يَشْتَرِیْ بِئْرَ رُوْمَةَ يَجْعَلُ دَلْوَهٗ مَعَ دِلَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ بِخَيْرٍ لَهٗ مِنْهَا فِی الْجَنَّةِ؟)) فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِیْ، وَاَنْتُمُ الْيَوْمَ تَمْنَعُوْنَنِیْ اَنْ اَشْرَبَ مِنْهَا حَتّٰى اَشْرَبَ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ؟! فَقَالُوْا: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ فَقَالَ: اَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ وَالْاِسْلَامَ، هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ الْمَسْجِدَ ضَاقَ بِاَهْلِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ يَشْتَرِیْ بُقْعَةَ آلِ فُلَانٍ فَيَزِيْدُهَا فِی الْمَسْجِدِ بِخَيْرٍ لَهٗ مِنْهَا فِی الْجَنَّةِ؟)). فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِیْ، فَاَنْتُمُ الْيَوْمَ تَمْنَعُوْنَنِیْ اَنْ اُصَلِّیَ فِيْهَا رَكْعَتَيْنِ؟! فَقَالُوْا: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ. قَالَ: اُنْشِدُكُمُ اللّٰهَ وَالْاِسْلَامَ، هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّیْ جَهَّزْتُ

(٦٠٧٥) ثمامہ بن حزن قشیری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں یوم الدار کو حاضر تھا جب عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اوپر سے جھانکا اور کہا: میں تمہیں اللہ اور اسلام کا واسطہ دیتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو وہاں "رومہ" کنوئیں کے علاوہ کہیں میٹھا پانی نہ تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: کون شخص ہے جو "رومہ" کنوئیں کو خرید کر اپنا ڈول مسلمانوں کے ڈولوں کے ساتھ رکھے گا تو اسے جنت میں اس سے بہتر پانی ملے گا؟ پس میں نے ہی اس کنویں کو اپنے خالص مال سے خریدا اور آج تم مجھے اس کنوئیں کا پانی پینے سے روک رہے ہو یہاں تک کہ میں سمندر کا پانی پی رہا ہوں۔ لوگوں نے کہا: اے اللہ! بات تو درست ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ اور اسلام کا واسطہ دیتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ مسجد اپنے نمازیوں کے لئے تنگ ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کون شخص فلاں قبیلے سے زمین کا ٹکڑا خرید کر اسے مسجد میں شامل کرتا ہے؟ اسے جنت میں اس سے بہتر ٹکڑا ملے گا، پس میں نے اس ٹکڑے کو خالص اپنے مال سے خریدا تھا لیکن آج تم نے مجھے اس مسجد میں دو رکعت نماز پڑھنے سے روک رہے ہو؟ لوگوں نے کہا: اے اللہ! ہاں، عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تمہیں اللہ اور اسلام کا واسطہ دیتا ہوں، کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تبوک کے لشکر کی تیاری اپنے مال سے کی تھی؟ لوگوں نے کہا: اے اللہ! بات تو درست ہے۔

٦٠٧٤۔ جامع الترمذی: (٣٧٠٢) اس کی سند ضعیف ہے۔

٦٠٧٥۔ جامع الترمذی: (٣٧٠٣)۔ سنن نسائی: (٣٦٠٨).

جَيْشَ الْعُسْرَةِ مِنْ مَالِيْ؟ قَالُوْا: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ. قَالَ: اَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ وَالْاِسْلَامِ، هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ عَلٰى ثَبِيْرِ مَكَّةَ وَمَعَهٗ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَاَنَا، فَتَحَرَّكَ الْجَبَلُ حَتّٰى تَسَاقَطَتْ حِجَارَتُهٗ بِالْحَضِيْضِ، فَرَكَضَهٗ بِرِجْلِهٖ، قَالَ: ((اُسْكُنْ ثَبِيْرًا! فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيْقٌ وَشَهِيْدَانِ)) ؛ قَالُوْا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ. قَالَ: اَللّٰهُ اَكْبَرُ! شَهِدُوْا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ اَنِّيْ شَهِيْدٌ، ثَلَاثًا. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ، وَالدَّارَ قُطْنِيُّ.

عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تمہیں اللہ اور اسلام کا واسطہ دیتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ مکہ کے ثبیر پہاڑ پر تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم اور میں تھا۔ اچانک پہاڑ حرکت کرنے لگا یہاں تک کہ اس کے پتھر ڈھلوان کی جانب گرنے لگے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے پہاڑ پر اپنا پاؤں مارا اور کہا: اے ثبیر پہاڑ! ٹھہر جا، بلا شبہ تجھ پر ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ لوگوں نے کہا: بات تو درست ہے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے تین بار فرمایا: اللہ اکبر! کعبہ کے رب کی قسم! لوگ گواہی دے رہے ہیں کہ میں شہید ہوں۔ (ترمذی، نسائی و دار قطنی)

(٦٠٧٦) وَعَنْ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَذَكَرَ الْفِتَنَ فَقَرَّبَهَا، فَمَرَّ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ فِيْ ثَوْبٍ فَقَالَ: ((هٰذَا يَوْمَئِذٍ عَلَى الْهُدٰى)) فَقُمْتُ اِلَيْهِ فَاِذَا هُوَ عُثْمَانُ بْنَ عَفَّانَ. قَالَ: فَاَقْبَلْتُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهٖ فَقُلْتُ: هٰذَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَهْ، وَقَالَ: التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

(٦٠٧٦) مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے فتنوں کا ذکر کیا اور انہیں قریب بتایا۔ چنانچہ ایک شخص گزرا جو چادر میں لپٹا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس روز یہ شخص راہِ راست پر ہوگا۔ پس میں اٹھا اور اس کی طرف گیا تو وہ شخص عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔ مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے چہرے کو آپ ﷺ کی جانب کیا اور میں نے کہا: کیا یہ شخص ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ (ترمذی وابن ماجہ) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(٦٠٧٧) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((يَا عُثْمَانُ! اِنَّهٗ لَعَلَّ اللّٰهَ يُقَمِّصُكَ قَمِيْصًا، فَاِنْ اَرَادُوْكَ عَلٰى خَلْعِهٖ فَلَا تَخْلَعْهُ لَهُمْ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَهْ، وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ فِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ طَوِيْلَةٌ.

(٦٠٧٧) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اے عثمان! شاید اللہ تعالیٰ تجھے قمیص پہنائے، اگر لوگ تجھ سے وہ قمیص اتارنے کا مطالبہ کریں تو ان کے لئے ہرگز قمیص نہ اتارنا۔ (ترمذی وابن ماجہ) امام ترمذی نے کہا اس حدیث میں طویل قصہ ہے۔

(٦٠٧٨) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ، رضی اللہ عنہما، قَالَ: ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِتْنَةً فَقَالَ: ((يُقْتَلُ هٰذَا فِيْهَا مَظْلُوْمًا)) لِعُثْمَانَ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ، غَرِيْبٌ اِسْنَادًا.

(٦٠٧٨) ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتنے کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: یہ شخص اس فتنہ میں مظلومانہ قتل ہوگا، آپ ﷺ کا اشارہ عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف تھا۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث از روئے سند حسن غریب ہے۔

٦٠٧٦۔ جامع الترمذی: (٣٧٠٤)۔ سنن ابن ماجہ: (١١١)۔ مسند احمد: (٥/ ٣٥) اس کی سند صحیح ہے۔
٦٠٧٧۔ جامع الترمذی: (٣٧٠٥)۔ سنن ابن ماجہ: (١١٢)۔ مسند احمد: (٦/ ٧٥) اس کی سند صحیح ہے۔
٦٠٧٨۔ جامع الترمذی: (٣٧٠٨)۔ مسند احمد: (٢/ ١١٥) اس کی سند ضعیف ہے۔

(٦٠٧٩) وَعَنْ اَبِیْ سَهْلَةَ، قَالَ: قَالَ لِیْ عُثْمَانُ رضی اللہ عنہ، یَوْمَ الدَّارِ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَدْ عَهِدَ اِلَیَّ وَاَنَا صَابِرٌ عَلَیْهِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ.

(٦٠٧٩) ابوسہلہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے یوم الدار اپنے گھر کے محاصرے کے روز مجھے بتایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک وصیت فرمائی تھی اور میں اس کے مطابق صبر کر رہا ہوں۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا حضرت عثمان پر اعتراض کرنے والے کو جواب دینا

(٦٠٨٠) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ مِصْرَ یُرِیْدُ حَجَّ الْبَیْتِ فَرَاٰی قَوْمًا جُلُوْسًا، فَقَالَ: مَنْ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمُ: قَالُوْا: هٰؤُلَاءِ قُرَیْشٌ قَالَ: فَمَنِ الشَّیْخُ فِیْهِمْ؟ قَالُوْا: عَبْدُاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ۔ قَالَ: یَا ابْنُ عُمَرَ! اِنِّیْ سَائِلُكَ عَنْ شَیْءٍ فَحَدِّثْنِیْ: هَلْ تَعْلَمُ اَنَّ عُثْمَانَ فَرَّیَوْمَ اُحُدٍ؟ قَالَ: نَعَمْ۔ قَالَ: هَلْ تَعْلَمُ اَنَّهٗ تَغَیَّبَ عَنْ بَدْرٍ وَلَمْ یَشْهَدْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ۔ قَالَ: هَلْ تَعْلَمُ اَنَّهٗ تَغَیَّبَ عَنْ بَیْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ یَشْهَدْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ۔ قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ تَعَالَ اُبَیِّنْ لَكَ اَمَّا فِرَارُهٗ یَوْمَ اُحُدٍ فَاَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ عَفَا عَنْهُ، وَاَمَّا تَغَیُّبُهٗ عَنْ بَدْرٍ فَاِنَّهٗ كَانَتْ تَحْتَهٗ رُقَیَّةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَكَانَتْ مَرِیْضَةً، فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِنَّ لَكَ اَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهٗ))۔ وَاَمَّا تَغَیُّبُهٗ عَنْ بَیْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَوْ كَانَ اَحَدٌ اَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ لَبَعَثَهٗ، فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عُثْمَانَ، وَكَانَ بَیْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَمَا ذَهَبَ عُثْمَانُ اِلٰی مَكَّةَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِیَدِهِ الْیُمْنٰی: ((هٰذِهٖ یَدُ عُثْمَانَ)) فَضَرَبَ بِهَا

(٦٠٨٠) عثمان بن عبداللہ بن موہب ؒ بیان کرتے ہیں کہ مصر کے باشندوں میں سے ایک شخص آیا وہ بیت اللہ کے حج کا ارادہ رکھتا تھا۔ اس نے دیکھا کہ کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں تو اس نے کہا: یہ کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے کہا: یہ قریش ہیں۔ اس نے کہا: ان میں سے شیخ (بڑا عالم) کون ہے؟ انہوں نے کہا: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ اس نے کہا: اے عبداللہ بن عمر! میں آپ رضی اللہ عنہ سے کچھ پوچھتا ہوں، پس آپ مجھے بتائیے! کیا تم جانتے ہو کہ احد کے دن عثمان رضی اللہ عنہ بھاگ گئے تھے؟ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: درست ہے۔ اس نے کہا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ بدر سے بھی غائب تھے اور حاضر نہ ہوئے تھے؟ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: ہاں اس نے کہا: کیا آپ رضی اللہ عنہ کو علم ہے کہ وہ بیعت رضوان سے بھی غائب تھے اور اس میں حاضر نہیں ہوئے تھے؟ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں تو اس نے کہا: اللہ اکبر اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آئیے! میں آپ کے سامنے حقیقت حال واضح کرتا ہوں: جہاں تک احد کی جنگ میں ان کا بھاگنا تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ نے ان کے اس گناہ کو معاف کر دیا ہے اور جہاں تک جنگ بدر سے غائب ہونا تو وہ، اس لئے تھا کہ ان کے نکاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی رقیہ تھیں اور وہ بیمار تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے فرمایا: تیرے لئے بدر میں حاضر ہونے والوں میں سے ایک شخص کے برابر ثواب ہے اور اس کا حصہ بھی ملے گا اور جہاں تک ان کا بیعت رضوان سے پیچھے رہنا تو وہ اس سب سے تھا کہ اگر مکہ میں کوئی شخص عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ عزت والا ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بھیجتے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور عثمان رضی اللہ عنہ کے مکہ

٦٠٧٩۔ جامع الترمذی: (٣٧١١)۔ سنن ابن ماجه: (١١٣)۔ مسند احمد: (١/ ٥٨) اس کی سند حسن صحیح ہے۔
٦٠٨٠۔ صحیح بخاری: (٣٦٩٨).

عَلٰی یَدَیْہِ، وَقَالَ: ((ھٰذِہٖ لِعُثْمَانَ)). ثُمَّ قَالَ ابْنُ عُمَرَ: اِذْھَبْ بِھَا الْآنَ مَعَکَ. رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ.

جانے کے بعد بیعت رضوان ہوئی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ کے ساتھ فرمایا: یہ میرا ہاتھ عثمان کے ہاتھ کا نائب ہے اور آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر مارا اور فرمایا: یہ عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت ہے، پھر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: اب اس وضاحت کو اپنے ساتھ لے کر واپس جاؤ۔ (بخاری)

(٦٠٨١) وَعَنْ اَبِیْ سَھْلَۃَ مَوْلٰی عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: جَعَلَ النَّبِیُّ ﷺ: ((یُسِرُّ اِلٰی عُثْمَانَ، وَلَوْنُ عُثْمَانَ یَتَغَیَّرُ، فَلَمَّا کَانَ یَوْمُ الدَّارِ قُلْنَا: اَلَا نُقَاتِلُ؟ قَالَ: لَا، اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ عَھِدَ اِلَیَّ اَمْرًا، فَاَنَا صَابِرٌ نَفْسِیْ عَلَیْہِ)). بَیْھَقِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّۃِ.

(٦٠٨١) عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام ابوسہلہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ سرگوشی کر رہے تھے جبکہ عثمان رضی اللہ عنہ کا رنگ متغیر ہو رہا تھا۔ جب یوم الدار تھا تو ہم نے کہا: کیا ہم لڑائی نہ کریں؟ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں، رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک وعدہ لیا تھا میں خود اس امر میں اپنے نفس پر صبر کرنے والا ہوں۔ (بیہقی دلائل النبوہ)

(٦٠٨٢) وَعَنْ اَبِیْ حَبِیْبَۃَ رضی اللہ عنہ، اَنَّہٗ دَخَلَ الدَّارَ وَعُثْمَانُ مَحْصُوْرٌ فِیْھَا، وَاَنَّہٗ سَمِعَ اَبَا ھُرَیْرَۃَ یَسْتَأْذِنُ عُثْمَانَ فِی الْکَلَامِ، فَاَذِنَ لَہٗ، فَقَامَ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: ((اِنَّکُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِیْ فِتْنَۃً وَاخْتِلَافًا. اَوْ قَالَ: اِخْتِلَافًا وَفِتْنَۃً. فَقَالَ لَہٗ قَائِلٌ مِنَ النَّاسِ: فَمَنْ لَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَوَمَا تَأْمُرُنَا بِہٖ؟ قَالَ: ((عَلَیْکُمْ بِالْاَمِیْرِ وَاَصْحَابِہٖ)) وَھُوَ یُشِیْرُ اِلٰی عُثْمَانَ بِذٰلِکَ. رَوَاھُمَا الْبَیْھَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّۃِ.

(٦٠٨٢) ابوحبیبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہوئے جبکہ عثمان رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں محصور تھے۔ ابوحبیبہ رضی اللہ عنہ نے سنا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ سے گفتگو کرنے کی اجازت طلب کر رہے تھے۔ چنانچہ انہیں اجازت دے دی، وہ کھڑے ہوئے، اللہ کی حمد وثنا کی اور کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: بلاشبہ تم میرے بعد فتنوں اور اختلاف کو پاؤ گے۔ یا آپ ﷺ نے اختلافات کا ذکر پہلے اور فتنوں کا بعد میں، فرمایا: لوگوں میں سے ایک کہنے والے نے آپ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے لئے کون ہے یا آپ ﷺ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں ہر حال میں امیر اور اس کے رفقاء کی اطاعت کرنا ہوگی اور آپ ﷺ عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ فرما رہے تھے۔ (بیہقی دلائل النبوۃ)

❀❀❀❀

٦٠٨١۔ جامع الترمذی: (٣٧١١)۔ دلائل النبوۃ: (٦/ ٣٩١) یہ حدیث صحیح ہے۔

٦٠٨٢۔ دلائل النبوۃ: (٦/ ٣٩٣) میں اس کی سند سے واقف نہیں ہوں۔

بَابُ مَنَاقِبِ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ رضی اللہ عنہم

اصحاب ثلاثہ (ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم) کے فضائل کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

(٦٠٨٣) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَعِدَ اَحُدًا، وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ، فَرَجَفَ بِهِمْ، فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ، فَقَالَ: ((اُثْبُتْ اُحُدُ، فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيْقٌ وَشَهِيْدَانِ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(٦٠٨٣) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ، ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم احد پہاڑ پر چڑھے تو پہاڑ لرزنے لگا۔ آپ ﷺ نے اس کو اپنا پاؤں مارا اور فرمایا: اے احد! ٹھہر جا، تجھ پر ایک پیغمبر، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ (بخاری)

توضیح: خلفاء کی فضیلت میں رسول اللہ ﷺ نے بطور پیشگی فرمایا۔ شہیدوں سے سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما مراد ہیں۔

(٦٠٨٤) وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ حَائِطٍ مِنْ حِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ، فَجَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اِفْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)) فَفَتَحْتُ لَهٗ، فَاِذَا اَبُوْبَكْرٍ، فَبَشَّرْتُهٗ بِمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَحَمِدَ اللّٰهَ، ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اِفْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)) فَفَتَحْتُ لَهٗ، فَاِذَا عُمَرُ، فَاَخْبَرْتُهٗ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ، فَقَالَ لِيْ: ((اِفْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيْبُهٗ)) فَاِذَا عُثْمَانُ، فَاَخْبَرْتُهٗ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ، فَحَمِدَ اللّٰهَ، ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(٦٠٨٤) ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ مدینہ کے باغات میں سے ایک باغ میں تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے دروازہ کھلونے کا مطالبہ کیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اس کے لئے دروازہ کھول دو اور اسے جنت کی خوش خبری دو۔ چنانچہ میں نے اس کے لئے دروازہ کھولا تو وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق انہیں خوش خبری سنائی تو انہوں نے اللہ کی تعریف بیان کی۔ پھر ایک اور شخص آیا اس نے بھی دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اس کے لئے بھی کھول دے اور اس کو جنت کی خوش خبری دے۔ میں نے اس کے لئے دروازہ کھولا تو وہ عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے انہیں نبی ﷺ کے فرمان سے مطلع کیا تو انہوں نے بھی اللہ کی حمد بیان کی۔ بعدازاں ایک اور شخص نے دروازہ کھلوایا تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: اس کے لئے بھی کھول دو اور اس کو جنت کی خوش خبری سنادو، البتہ اسے عظیم مصیبت پہنچے گی تو وہ عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے انہیں نبی ﷺ کے ارشاد سے مطلع کیا تو انہوں نے اللہ کی تعریف بیان کی پھر کہا: اللہ ہی سے تمام مصائب میں مدد طلب کی جاتی ہے۔ (بخاری ومسلم)

٦٠٨٣۔ صحیح بخاری: (٣٦٨٦).

٦٠٨٤۔ صحیح بخاری: (٣٦٩٣)۔ صحیح مسلم: (٢٨۔ ٢٤٠٣).

توضیح: اس حدیث ایک بڑا معجزہ ہے جیسا کہ آپ نے پیشتر خبر دی ویسا ہی ہوا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر بڑا ابلوی ہوا آخر انہوں نے صبر کیا اور شہید ہوئے۔ (نووی)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ...... دوسری فصل

(٦٠٨٥) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، قَالَ: كُنَّا نَقُوْلُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَيٌّ: اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ، رضی اللہ عنہم۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(٦٠٨٥) ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب زندہ تھے تو ہم کہا کرتے تھے: ابوبکر عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم اللہ ان سے راضی ہو۔ (ترمذی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

(٦٠٨٦) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أُرِيَ اللَّيْلَةَ رَجُلٌ صَالِحٌ كَاَنَّ اَبَابَكْرٍ نِيْطَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ، وَنِيْطَ عُمَرُ بِاَبِيْ بَكْرٍ، وَنِيْطَ عُثْمَانُ بِعُمَرَ))۔ قَالَ: جَابِرٌ: فَلَمَّا قُمْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قُلْنَا: اَمَّا الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَرَسُوْلُ اللّٰهِ، وَاَمَّا نَوْطُ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ فَهُمْ وُلَاةُ الْاَمْرِ الَّذِیْ بَعَثَ اللّٰهُ بِهٖ نَبِيَّهٗ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

(٦٠٨٦) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گزشتہ رات ایک نیک شخص کو خواب میں دکھایا گیا کہ گویا ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لٹکائے گئے اور عمر رضی اللہ عنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ معلق ہیں اور عثمان رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ لٹکائے گئے۔ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس سے اٹھے تو ہم نے کہا: نیک شخص سے مراد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اور ان کے ایک دوسرے کے ساتھ معلق ہونے سے مقصود یہ ہے کہ وہ اس شریعت کے والی ہیں جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی ﷺ کو بھیجا ہے۔ (ابوداود)

❁❁❁❁

٦٠٨٥۔ سنن ابی داؤد: (٣٦٢٨)۔ جامع الترمذی: (٣٨٠٧) یہ حدیث حسن ہے۔
٦٠٨٦۔ سنن ابی داؤد: (٤٦٣٦) اس کی سند ضعیف ہے۔

بَابُ مَنَاقِبِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ
علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

(٦٠٨٧) عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِىْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِعَلِيِّ: ((اَنْتَ مِنِّىْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى، اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(٦٠٨٧) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا: میرے نزدیک تیرا مقام وہی ہے جو ہارون علیہ السلام کے ساتھ موسیٰ کا تھا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: اس حدیث میں بڑی فضیلت ہے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی آپ کی امت میں ان کو وہ مرتبہ ملا جو بنی اسرائیل میں ہارون علیہ السلام کو تھا مگر فرق اتنا ہے کہ ہارون پیغمبر بھی تھے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ پیغمبر نہ تھے۔ (نووی)

(٦٠٨٨) وَعَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، قَالَ: قَالَ عَلِیٌّ رضی اللہ عنہ: وَالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ، اِنَّهٗ لَعَهْدُ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ صلی اللہ علیہ وسلم اِلَیَّ: اَنْ لَا يُحِبُّنِیْ اِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضُنِیْ اِلَّا مُنَافِقٌ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(٦٠٨٨) زر بن حبیش رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس نے دانے کو پھاڑا اور جس نے ہر ذی روح کو پیدا کیا! نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تاکید کی کہ میرے ساتھ صرف کامل ایمان والا ہی محبت کرے گا اور منافق کے علاوہ کوئی دوسرا شخص میرے ساتھ دشمنی نہیں کرے گا۔ (مسلم)

توضیح: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی اور آپ کے داماد تھے اور آپ نے ان سے بہت محبت رکھتے تھے جب بڑے ہوئے تو لڑائیوں اور غزوہ وغیرہ میں شریک ہوئے۔ (نووی)

خیبر میں جھنڈا دینا

(٦٠٨٩) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ: ((لَاُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ، يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ)). فَلَمَّا اَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كُلُّهُمْ

(٦٠٨٩) سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن فرمایا: کل کے دن میں جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ فتح نصیب کرے گا، وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوگا اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتا ہوگا۔ جب لوگوں نے صبح کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، تمام کے تمام امیدوار تھے کہ انہیں جھنڈا عطا ہوگا۔

٦٠٨٧۔ صحیح بخاری: (٣٧٠٦)۔ صحیح مسلم: (٣٠۔ ٢٤٠٤).
٦٠٨٨۔ صحیح مسلم: (١٣١۔ ٧٨).
٦٠٨٩۔ صحیح بخاری: (٤٢١٠)۔ صحیح مسلم: (٣٣۔ ١٤٠٦).

يَرْجُوْنَ اَنْ يُعْطَاهَا ، فَقَالَ: ((اَيْنَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ؟)). فَقَالُوْا: هُوَيَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! يَشْتَكِيْ عَيْنَيْهِ. قَالَ: فَاَرْسِلُوْا اِلَيْهِ. فَاُتِيَ بِهٖ فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ عَيْنَيْهِ فَبَرَأَ حَتّٰى كَاَنْ لَمْ يَكُنْ بِهٖ وَجَعٌ، فَاَعْطَاهُ الرَّايَةَ فَقَالَ عَلِيٌّ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مِثْلَنَا؟ قَالَ: ((اُنْفُذْ عَلٰى رِسْلِكَ حَتّٰى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ، ثُمَّ ادْعُهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ، وَاَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللّٰهِ فِيْهِ، فَوَاللّٰهِ لَاَنْ يَهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ اَنْ يَكُوْنَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ . وَذُكِرَ حَدِيْثُ الْبَرَاءِ، قَالَ لِعَلِيٍّ: ((اَنْتَ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْكَ)) فِيْ بَابِ بُلُوْغِ الصَّغِيْرِ .

پس آپ ﷺ نے فرمایا: علی بن طالب رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ اپنی آنکھوں کی شکایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: ان کی طرف کسی کو بھیجو، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھ میں لعاب دہن ڈالا چنانچہ وہ تندرست ہو گئے گویا کہ ان کو کبھی درد ہو رہی نہیں۔ آپ ﷺ نے انہیں جھنڈا عطا کیا۔ علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میں ان سے جنگ کروں کہ وہ ہمارے جیسے مسلمان ہو جائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نرمی اختیار کرتے ہوئے چلنا یہاں تک کہ آپ ان کی زمین میں اتریں، پھر انہیں اسلام کی دعوت دیں اور انہیں بتا دیں کہ اسلام میں اللہ کے ان پر کون سے حقوق واجب ہیں۔ اللہ کی قسم! اگر اللہ تیرے سبب ایک شخص کو ہدایت دے تو یہ تیرے لئے اس سے کہیں بہتر ہے کہ تجھے سرخ اونٹ ملیں۔ (بخاری و مسلم) اور براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث جس میں ہے کہ آپ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں'' بچوں کے بالغ ہونے کے باب میں ہو چکا ہے۔

توضیح: معلوم ہوا کہ جنگ اسلام کا مقصود اول نہیں ہے۔ اسلام کا مقصود حقیقی اشاعت اسلام ہے جو اگر تبلیغ اسلام سے ہو جائے تو لڑنے کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فاتح خیبر اس لیے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے آخر میں جھنڈا سنبھالا تھا۔ اور اللہ نے ان کے ہاتھ پر خیبر کو فتح کرایا تھا سرخ اونٹ عرب کے ملک میں بہت قیمتی ہوتے ہیں۔ (راز)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ......دوسری فصل

(٦٠٩٠) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہما ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَنَّ عَلِيًّا مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُ ، وَهُوَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .

(٦٠٩٠) عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ علی رضی اللہ عنہ نسب کے لحاظ سے مجھ سے ہیں اور میں اس سے ہوں اور وہ ہر مومن شخص کے دوست ہیں۔ (ترمذی)

(٦٠٩١) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رضی اللہ عنہ ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ)). رَوَاهُ اَحْمَدُ ، وَالتِّرْمِذِيُّ .

(٦٠٩١) زید بن ارقم بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جس شخص کا میں دوست ہوں تو علی رضی اللہ عنہ بھی اس کے دوست ہیں۔ (احمد و ترمذی)

(٦٠٩٢) وَعَنْ حُبْشِيِّ بْنِ جُنَادَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ:

(٦٠٩٢) حبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

٦٠٩٠۔ جامع الترمذی: (٣٧١٢)۔ مسند احمد: (٤/ ٤٣٧) اس کی سند صحیح ہے۔

٦٠٩١۔ جامع الترمذی: (٣٧١٣)۔ مسند احمد: (٤/ ٣٦٨) اس کی سند صحیح ہے۔

٦٠٩٢۔ سنن ابن ماجہ: (١١٩)۔ مسند احمد: (٤/ ١٦٤) اس کے کچھ شواہد ہیں جو اسے مضبوط کرتے ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَلِيٌّ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْ عَلِيٍّ، وَلَا يُؤَدِّيْ عَنِّيْ اِلَّا اَنَا اَوْ عَلِيٌّ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ. وروَاهُ اَحْمَدُ عَنْ اَبِيْ جُنَادَةَ

علی رضی اللہ عنہ مجھ سے ہے اور میں علی رضی اللہ عنہ سے ہوں اور میری طرف سے کوئی ادا نہ کرے مگر میں یا علی رضی اللہ عنہ ہی ادا کرے۔ (ترمذی) اور امام احمد نے اس حدیث کو ابو جنادہ سے روایت کیا ہے۔

(٦٠٩٣) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، قَالَ: آخَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ اَصْحَابِهٖ، فَجَاءَ عَلِيٌّ تَدْمَعُ عَيْنَاهُ فَقَالَ: آخَيْتَ بَيْنَ اَصْحَابِكَ وَلَمْ تُوَاخِ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اَحَدٍ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَنْتَ اَخِيْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

(٦٠٩٣) ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب میں بھائی چارہ کروایا، علی رضی اللہ عنہ آئے اس حال میں کہ ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ انہوں نے کہا: آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ میں رشتہ اخوت قائم فرمایا ہے لیکن میرا کسی شخص کے ساتھ رشتہ اخوت نہیں جوڑا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو دنیا اور آخرت میں میرا بھائی ہے۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(٦٠٩٤) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ طَيْرٌ، فَقَالَ ((اَللّٰهُمَّ ائْتِنِيْ بِاَحَبِّ خَلْقِكَ اِلَيْكَ يَأْكُلُ مَعِيْ هٰذَا الطَّيْرَ)) فَجَاءَهُ عَلِيٌّ، فَاَكَلَ مَعَهُ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

(٦٠٩٤) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایک پرندہ تھا تو آپ ﷺ نے کہا: اے اللہ! میرے پاس ایسے شخص کو لا جو تجھے تیری مخلوق میں سے سب سے زیادہ محبوب ہو کہ وہ میرے ساتھ اس پرندے سے کھائے۔ چنانچہ علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ تناول کیا۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(٦٠٩٥) وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كُنْتُ اِذَا سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَعْطَانِيْ وَاِذَا سَكَتُّ ابْتَدَأَنِيْ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

(٦٠٩٥) علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی چیز طلب کرتا تو آپ ﷺ مجھے عطا فرماتے اور جب میں خاموش رہتا تو آپ ﷺ مجھے خود عطا کرتے۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(٦٠٩٦) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ، وَعَلِيٌّ بَابُهَا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ، وَقَالَ: رَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ شَرِيْكٍ وَلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ، وَلَا نَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَحَدٍ مِنَ الثِّقَاتِ غَيْرَ شَرِيْكٍ.

(٦٠٩٦) علی رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں حکمت کا گھر ہوں اور علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ ہیں۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے اور مزید کہا: بعض علماء نے یہ حدیث شریک راوی سے روایت کی ہے اور انہوں نے اس کی سند میں صنابحی کو ذکر نہیں کیا اور ہم شریک کے سوا کسی ثقہ راوی سے اسی حدیث کا علم نہیں رکھتے۔

٦٠٩٣۔ جامع الترمذی: (٣٧٢٠) اس کی سند ضعیف ہے۔
٦٠٩٤۔ جامع الترمذی: (٣٧٢١) یہ حدیث ضعیف ہے۔
٦٠٩٥۔ جامع الترمذی: (٣٧٢٢)۔ اس کی سند منقطع ہے۔
٦٠٩٦۔ جامع الترمذی: (٣٧٢٣) اس میں شریک نامی سیئ الحفظ ہے۔

(٦٠٩٧) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلِيًّا يَوْمَ الطَّائِفِ فَانْتَجَاهُ۔ فَقَالَ النَّاسُ: لَقَدْ طَالَ نَجْوَاهُ مَعَ ابْنِ عَمِّهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَا انْتَجَيْتُهُ، وَلٰكِنَّ اللّٰهَ انْتَجَاهُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(٦٠٩٧) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ طائف کے دن علی رضی اللہ عنہ کو بلایا، ان سے سرگوشی کی تو لوگوں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا کے بیٹے کے ساتھ طویل سرگوشی کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اس کے ساتھ سرگوشی نہیں کی ہے، البتہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ سرگوشی کی ہے۔ (ترمذی)

(٦٠٩٨) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِعَلِيٍّ: ((يَا عَلِيُّ! لَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ يُجْنِبُ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ غَيْرِيْ وَغَيْرُكَ))، قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ: فَقُلْتُ لِضِرَارِ بْنِ صُرَدٍ: مَا مَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ؟ قَالَ: لَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ يَسْتَطْرِقُهُ جُنُبًا غَيْرِيْ وَغَيْرُكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

(٦٠٩٨) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا: اے علی! کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ اس مسجد میں میرے اور تیرے علاوہ کوئی شخص جنبی ہو۔ علی بن منذر کہتے ہیں کہ میں نے ضرار بن صرد سے کہا: اس حدیث کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے کہا کسی کو حلال نہیں کہ جنابت کی حالت میں میرے اور تیرے علاوہ کوئی شخص مسجد کو راستہ بناتے ہوئے گزرے۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(٦٠٩٩) وَعَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم جَيْشًا فِيْهِمْ عَلِيٌّ، قَالَتْ: فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ لَا تُمِتْنِيْ حَتّٰى تُرِيَنِيْ عَلِيًّا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(٦٠٩٩) ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا جس میں علی رضی اللہ عنہ تھے۔ ام عطیہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھوں کو اٹھائے ہوئے تھے: اے اللہ! مجھے فوت نہ کرنا جب تک کہ تو مجھے علی رضی اللہ عنہ نہ دکھائے۔ (ترمذی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت ایمان کی علامت

(٦١٠٠) عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَا يُحِبُّ عَلِيًّا مُنَافِقٌ وَلَا يُبْغِضُهُ مُؤْمِنٌ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ، غَرِيْبٌ اِسْنَادًا.

(٦١٠٠) ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منافق شخص علی رضی اللہ عنہ سے محبت نہیں کرے گا اور مومن شخص علی رضی اللہ عنہ سے دشمنی نہیں کرے گا۔ (احمد و ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث از روئے سند حسن غریب ہے۔

(٦١٠١) وَعَنْهَا رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ

(٦١٠١) ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس

٦٠٩٧۔ جامع الترمذی: (٣٧٢٧) اس میں ابوزبیر کی تدلیس ہے۔
٦٠٩٨۔ جامع الترمذی: (٣٧٢٧) اس کی سند ضعیف ہے۔
٦٠٩٩۔ جامع الترمذی: (٣٧٣٧) اس کی سند ضعیف ہے۔
٦١٠٠۔ جامع الترمذی: (٣٧١٧)۔ مسند احمد: (٦/ ٢٩٢) اس میں ایک مجہول راوی ہے۔
٦١٠١۔ مسند احمد: (٦/ ٢٢٣) اس میں ابواسحاق السبیعی راوی مختلط ہے۔

اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِیْ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

شخص نے علی رضی اللہ عنہ کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی۔(احمد)

محبت میں غلو کی ممانعت

(٦١٠٢) وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فِيْكَ مَثَلٌ مِنْ عِيْسٰى، اَبْغَضَتْهُ الْيَهُوْدُ حَتّٰى بَهَتُوْا اُمَّهٗ، وَاَحَبَّتْهُ النَّصَارٰى حَتّٰى اَنْزَلُوْهُ بِالْمَنْزِلَةِ الَّتِیْ لَيْسَتْ لَهٗ))۔ ثُمَّ قَالَ: يَهْلِكُ فِیَّ رَجُلَانِ: مُحِبٌّ مُفْرِطٌ يُقَرِّظُنِیْ بِمَا لَيْسَ فِیْ، وَمُبْغِضٌ يَحْمِلُهٗ شَنَاٰنِیْ عَلٰى اَنْ يَبْهَتَنِیْ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

(۶۱۰۲) علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تجھ میں ایک مشابہت عیسیٰ علیہ السلام کی ہے۔ یہودیوں نے ان سے دشمنی کی یہاں تک انہوں نے ان کی والدہ پر بہتان لگایا اور عیسائیوں نے ان سے اتنی محبت کی یہاں تک کہ انہیں وہ مقام دے دیا جوان کے لئے لائق نہ تھا۔ پھر علی رضی اللہ عنہ نے کہا: دو شخص میرے سبب تباہ ہوں گے ایک حد سے زیادہ محبت رکھنے والا اور اس نے میری تعریف کی ایسے اوصاف کے ساتھ جو مجھ میں نہیں ہیں اور دوسرا وہ دشمن جس کو میری دشمنی نے اس قدر برانگیختہ کیا کہ اس نے مجھ پر تہمت لگائی۔(احمد)

(٦١٠٣) وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، وَزَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رضی اللہ عنہما، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا نَزَلَ بِغَدِيْرِ خُمٍّ اَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ فَقَالَ: ((اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّیْ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ؟)) قَالُوْا: بَلٰى، قَالَ: ((اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اِنِّیْ اَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهٖ؟)) قَالُوْا: بَلٰى۔ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ، اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ، وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ))۔ فَلَقِيَهٗ عُمَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَالَ: لَهٗ: هَنِيْئًا يَا ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ! اَصْبَحْتَ وَاَمْسَيْتَ مَوْلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

(۶۱۰۳) براء بن عازب اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ "غدیر خم" مقام پر اترے تو آپ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: کیا تم جانتے نہیں ہو کہ میں تمام مومنین سے ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہوں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: ہاں، کیوں نہیں آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے نہیں ہو کہ میں ہر ایماندار شخص کے اس کے نفس سے زیادہ قریب ہوں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: کیوں نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! جس کا میں دوست ہوں اس کا علی دوست ہے اے اللہ! اس شخص کو محبوب رکھ جو علی رضی اللہ عنہ کو دوست رکھے اور اس شخص سے بغض کر جو علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھے۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ اس کے بعد علی رضی اللہ عنہ سے ملے اور انہیں کہا: اے ابو طالب کے بیٹے! تجھے مبارک ہو، تو نے صبح کی اور تو نے شام کی تو ہر مومن مرد اور مومنہ عورت کا محبوب ہے۔(احمد)

(٦١٠٤) وَعَنْ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: خَطَبَ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ فَاطِمَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّهَا صَغِيْرَةٌ ثُمَّ خَطَبَهَا عَلِیٌّ فَزَوَّجَهَا مِنْهُ)) رَوَاهُ النَّسَائِیُّ.

(۶۱۰۴) بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ منگنی کا پیغام بھجوایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ چھوٹی ہے۔ پھر علی رضی اللہ عنہ نے پیغام بھجوایا تو آپ ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کر دیا۔(نسائی)

٦١٠٢۔ مسند احمد: (١/ ١٦٠) اس کی سند ضعیف ہے۔

٦١٠٣۔ جامع الترمذی: (٣٧١٣)۔ مسند احمد: (٤/ ٢٨٠) اس کی سند ضعیف ہے۔

٦١٠٤۔ سنن نسائی: (٣٢٢١) اس کی سند جید ہے۔

(٦١٠٥) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَمَرَ بِسَدِّ الْاَبْوَابِ اِلَّا بَابَ عَلِيٍّ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

(٦١٠٥) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کے دروازے کے علاوہ تمام دروازوں کو بند کرنے کا حکم دیا۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(٦١٠٦) وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَتْ لِيْ مَنْزِلَةٌ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَمْ تَكُنْ لِاَحَدٍ مِنَ الْخَلَائِقِ، آتِيْهِ بِاَعْلٰى سَحَرٍ فَاَقُوْلُ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! فَاِنْ تَنَحْنَحَ اِنْصَرَفْتُ اِلٰى اَهْلِيْ، وَاِلَّا دَخَلْتُ عَلَيْهِ۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

(٦١٠٦) علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں میرا جو مقام تھا وہ خلائق میں سے کسی اور کا نہ تھا۔ میں صبح سویرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا اور کہتا: اے اللہ کے پیغمبر! آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلامتی ہو! اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھانستے تو میں واپس اپنے گھر چلا جاتا وگرنہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جاتا۔ (نسائی)

(٦١٠٧) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ شَاكِيًا، فَمَرَّبِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَنَا اَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ اَجَلِيْ قَدْ حَضَرَ فَاَرِحْنِيْ، وَاِنْ كَانَ مُتَأَخِّرًا فَارْفَغْنِيْ، وَاِنْ كَانَ بَلَاءً فَصَبِّرْنِيْ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((كَيْفَ قُلْتَ؟)) فَاَعَادَ عَلَيْهِ مَا قَالَ، فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ، وَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ عَافِهِ اَوْ اِشْفِهِ)) شَكَّ الرَّاوِيْ قَالَ: فَمَا اشْتَكَيْتُ وَجْعِيْ بَعْدُ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

(٦١٠٧) علی رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ میں بیمار تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے قریب سے گزرے اور میں کہہ رہا تھا: اے اللہ! اگر میری موت قریب آ گئی ہے مجھے راحت دے اور اگر موت میں تاخیر ہے تو مجھے خوش حال کر اور اگر یہ بیماری ہے تو مجھے صبر عطا کر، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: تو نے کیا کہا ہے؟ علی رضی اللہ عنہ نے جو کہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر دہرا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنا پاؤں مارا اور فرمایا: اے اللہ! اس کو عافیت دے یا اس کو شفا عطا کر۔ راوی نے شک کیا۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کے بعد میں نے کبھی بھی اس اپنے درد کی شکایت نہیں کی۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

❀❀❀❀

٦١٠٥۔ جامع الترمذی: (٣٧٣٢)۔ مسند احمد: (١/ ١٧٥) اس کی سند ضعیف ہے۔
٦١٠٦۔ سنن نسائی: (١٢١٣)۔ مسند احمد: (١/ ٨٥) اس کی سند ضعیف ہے۔
٦١٠٧۔ جامع الترمذی: (٣٥٦٩)۔ مسند احمد: (١/ ١٠٧) اس کی سند ضعیف ہے۔

بَابُ مَنَاقِبِ الْعَشَرَةِ رضی اللہ عنہم
عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم کے فضائل کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

(٦١٠٨) عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: مَا اَحَدٌ اَحَقُّ بِهٰذَا الْاَمْرِ مِنْ هٰؤُلَاءِ النَّفَرِ الَّذِیْ تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ، فَسَمّٰی عَلِيًّا، وَعُثْمَانَ، وَالزُّبَیْرَ، وَطَلْحَةَ، وَسَعْدًا وَعَبْدَالرَّحْمٰنِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(٦١٠٨) عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ کوئی دوسرا خلافت کا حق دار نہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو آپ ﷺ ان سے خوش تھے چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے علی، عثمان، زبیر، طلحہ، سعد اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہم کے نام لئے۔ (بخاری)

(٦١٠٩) وَعَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: رَأَيْتُ يَدَ طَلْحَةَ شَلَّاءَ وَقٰی بِهَا النَّبِیَّ ﷺ يَوْمَ اُحُدٍ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(٦١٠٩) قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے طلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو شل دیکھا کیونکہ وہ جنگ احد کے روز اس ہاتھ سے نبی ﷺ کو بچاتے رہے۔ (بخاری)

(٦١١٠) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((مَنْ يَّأْتِيْنِیْ بِخَبَرِ الْقَوْمِ؟))، يَوْمَ الْاَحْزَابِ۔ قَالَ الزُّبَيْرُ: اَنَا فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((اِنَّ لِكُلِّ نَبِیٍّ حَوَارِيًّا، وَحَوَارِیَّ الزُّبَيْرُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(٦١١٠) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: کون مجھے قوم کی خبر لا کر دے گا؟ زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نبی ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کے معاون ہوتے ہیں اور میری معاونت کرنے والے زبیر رضی اللہ عنہ ہیں۔ (بخاری ومسلم)

(٦١١١) وَعَنِ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ يَّأْتِیْ بَنِیْ قُرَيْظَةَ فَيَأْتِيْنِیْ بِخَبَرِهِمْ؟)) فَانْطَلَقْتُ، فَلَمَّا رَجَعْتُ جَمَعَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَبَوَيْهِ فَقَالَ: ((فَدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(٦١١١) زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کون شخص بنوقریظہ کے ہاں جائے گا اور ان کے بارے مجھے اطلاع دے گا؟ چنانچہ میں گیا اور جب میں واپس آیا تو رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے اپنے والدین کو جمع کیا اور فرمایا: تجھ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ (بخاری ومسلم)

(٦١١٢) وَعَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: مَا سَمِعْتُ

(٦١١٢) علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے نہیں سنا کہ

٦١٠٨۔ صحيح بخاری: (٣٧٠٠).

٦١٠٩۔ صحيح بخاری: (٤٠٦٣).

٦١١٠۔ صحيح بخاری: (٢٨٤٨)۔ صحيح مسلم: (٤٨/ ٢٤١٥).

٦١١١۔ صحيح بخاری: (٣٧٢٠)۔ صحيح مسلم: (٤٩۔ ٢٤١٦).

٦١١٢۔ صحيح بخاری: (٤٠٥٩)۔ صحيح مسلم: (٤١۔ ٢٤١١).

النَّبِیَّ ﷺ جَمَعَ اَبَوَیْهِ لِاَحَدٍ اِلَّا لِسَعْدِ بْنِ مَالِكٍ، فَاِنِّیْ سَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ یَوْمَ اُحُدٍ: ((یَا سَعْدُ! اِرْمِ فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

آپ ﷺ نے سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور شخص کے لئے اپنے والدین کو جمع کیا ہو۔ میں نے جنگ احد کے روز آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اے سعد! تیر پھینک، تجھ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ (بخاری ومسلم)

(٦١١٣) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: اِنِّیْ لَاَوَّلُ الْعَرَبِ رَمٰی بِسَهْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ﷺ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

(٦١١٣) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بلاشبہ عربوں سے پہلا شخص میں ہو جس نے اللہ کی راہ میں تیر پھینکا۔ (بخاری ومسلم)

(٦١١٤) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: سَهِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَقْدَمَهُ الْمَدِیْنَةَ لَیْلَةً فَقَالَ: ((لَیْتَ رَجُلًا صَالِحًا یَحْرُسُنِیْ)) اِذْ سَمِعْنَا صَوْتَ سَلَاحٍ فَقَالَ: ((مَنْ هٰذَا؟)) قَالَ: اَنَا سَعْدٌ، قَالَ: ((مَا جَاءَ بِكَ؟)) قَالَ: وَقَعَ فِیْ نَفْسِیْ خَوْفٌ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجِئْتُ اَحْرُسُهٗ، فَدَعَا لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ نَامَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

(٦١١٤) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لانے کے بعد ایک رات بیدار ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا: کاش کوئی صالح شخص میرے حفاظت کرتا؟ اچانک ہم نے اسلحے کی جھنکار سنی۔ آپ ﷺ نے کہا: یہ کون ہے؟ کہا: میں سعد ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو کس لئے آیا ہے؟ انہوں نے کہا: میرے دل میں رسول ﷺ کے بارے میں خوف واقع ہوا تو میں آپ ﷺ کی نگرانی کرنے کے لئے آیا ہوں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے حق میں دعا فرمائی، پھر آپ ﷺ سو گئے۔ (بخاری ومسلم)

(٦١١٥) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِیْنٌ، وَاَمِیْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْ عُبَیْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

(٦١١٥) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر امت میں ایک امانت دار شخص ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہے۔ (بخاری ومسلم)

(٦١١٦) وَعَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْكَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ وَسُئِلَتْ: مَنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُسْتَخْلِفًا لَوِ اسْتَخْلَفَهٗ؟ قَالَتْ: اَبُوْبَكْرٍ۔ فَقِیْلَ: ثُمَّ مَنْ بَعْدَ اَبِیْ بَكْرٍ؟ قَالَتْ: عُمَرُ۔ قِیْلَ: مَنْ بَعْدَ عُمَرَ؟ قَالَتْ: اَبُوْ عُبَیْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(٦١١٦) ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا جب ان سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ اگر کسی کو اپنا خلیفہ بناتے تو کسے بناتے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پس کہا گیا: پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد کس کو خلیفہ بناتے؟ وہ کہنے لگیں: عمر رضی اللہ عنہ کو۔ کہا گیا: عمر رضی اللہ عنہ کے بعد کس کو؟ کہنے لگیں: ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو۔ (مسلم)

(٦١١٧) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ عَلٰی حِرَاءٍ هُوَ وَاَبُوْبَكْرٍ،

(٦١١٧) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حراء پہاڑ پر تھے، آپ ﷺ کے ہمراہ ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ تو

٦١١٣۔ صحیح بخاری: (٣٧٢٨)۔ صحیح مسلم: (١٢۔ ٢٩٦٦).
٦١١٤۔ صحیح بخاری: (٢٨٨٥)۔ صحیح مسلم: (٤٩۔ ٢٤١٠).
٦١١٥۔ صحیح بخاری: (٤٣٨٢)۔ صحیح مسلم: (٥٣۔ ٢٤١٩).
٦١١٦۔ صحیح مسلم: (١٩/ ٢٣٨٥).
٦١١٧۔ صحیح مسلم: (٥٠۔ ٢٤١٧).

وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، وَعَلِيٌّ، وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ، فَتَحَرَّكَتِ الصَّخْرَةُ، فَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِهْدَأْ فَمَا عَلَيْكَ اِلَّا نَبِيٌّ اَوْصِدِّيْقٌ اَوْ شَهِيْدٌ))۔ وَزَادَ بَعْضُهُمْ: وَسَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ، وَلَمْ يَذْكُرْ عَلِيًّا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اچانک پتھر حرکت کرنے لگے۔ رسول اللہ نے فرمایا: ساکن ہو جا، تجھ پر اللہ کے پیغمبر یا صدیق یا شہید کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے۔ اور بعض رواۃ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا ہے اور علی رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا۔ (مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ...... دوسری فصل

(٦١١٨) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَبُوْ بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ، وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ، وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ، وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ، وَسَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ فِي الْجَنَّةِ وَسَعِيْدُ بْنُ زَيْدٍ فِي الْجَنَّةِ، وَاَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِي الْجَنَّةِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(٦١١٨) عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ابوبکر جنتی ہے، عمر رضی اللہ عنہ جنتی ہے، عثمان رضی اللہ عنہ جنتی ہے، علی رضی اللہ عنہ جنتی ہے، طلحہ رضی اللہ عنہ جنتی ہے، زبیر رضی اللہ عنہ جنتی ہے، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جنتی ہے، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جنتی ہے، سعید بن زید رضی اللہ عنہ جنتی ہے اور ابوعبیدہ ابن جراح رضی اللہ عنہ بھی جنتی ہے۔ (ترمذی)

مختلف صحابہ کے فضائل

(٦١١٩) وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ.

(٦١١٩) ''ابن ماجہ'' نے اس حدیث کو سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔

(٦١٢٠) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَرْحَمُ اُمَّتِيْ بِاُمَّتِيْ اَبُوْ بَكْرٍ، وَاَشَدُّهُمْ فِيْ اَمْرِ اللّٰهِ عُمَرُ، وَاَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ، وَاَفْرَضُهُمْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَاَقْرَؤُهُمْ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، وَاَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِيْنٌ وَاَمِيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. وَرُوِيَ عَنْ مَعْمَرٍ قَتَادَةَ مُرْسَلًا وَفِيْهِ:

(٦١٢٠) انس رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت کا میری امت پر سب سے زیادہ رحم کرنے والا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے اور سب سے زیادہ اللہ کے معاملہ میں سخت گیر عمر رضی اللہ عنہ ہے اور ان میں بہت زیادہ سچا حیا والا عثمان رضی اللہ عنہ ہے اور سب سے بڑھ کر فرائض کو جاننے والا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہے اور قراءت کا سب سے زیادہ علم رکھنے والا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہے، اور حلال و حرام کو بہت زیادہ جاننے والا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہے۔ اور ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور امت کا امانت دار شخص ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہے (احمد و ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نیز یہ حدیث معمر نے قتادہ سے مرسل روایت کی ہے اور اس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں

٦١١٨۔ جامع الترمذی: (٣٧٤٧)۔ مسند احمد: (١/ ١٩٣) یہ حدیث صحیح ہے۔

٦١١٩۔ سنن ابن ماجہ: (١٣٣).

٦١٢٠۔ جامع الترمذی: (٣٧٩٠)۔ سنن ابن ماجہ: (١٥٤)۔ مسند احمد: (٣/ ٢٨١) یہ حدیث صحیح ہے۔

((وَاَقْضَاهُمْ عَلِيٌّ .)) "سب سے بڑھ کر صحیح فیصلہ کرنے والا علی رضی اللہ عنہ ہے۔"

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت

(٦١٢١) وَعَنِ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ دِرْعَانِ، فَنَهَضَ اِلَى الصَّخْرَةِ فَلَمْ يَسْتَطِعْ، فَقَعَدَ طَلْحَةُ تَحْتَهُ حَتّٰى اسْتَوٰى عَلَى الصَّخْرَةِ، فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَوْجَبَ طَلْحَةُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .

(٦١٢١) زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ احد کے روز نبی ﷺ نے دو زرہیں پہنی ہوئی تھیں۔ آپ ﷺ نے ایک بڑے پتھر کی طرف اٹھنے لگے لیکن اٹھ نہ سکے۔ چنانچہ آپ ﷺ کے نیچے طلحہ رضی اللہ عنہ بیٹھے حتیٰ کہ آپ ﷺ پتھر پر قرار پکڑا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: طلحہ رضی اللہ عنہ نے جنت واجب کرلی۔ (ترمذی)

(٦١٢٢) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ نَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ: ((مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَنْظُرَ اِلَى رَجُلٍ يَمْشِيْ عَلَى وَجْهِ الْاَرْضِ وَقَدْ قَضٰى نَحْبَهُ فَلْيَنْظُرْ اِلَى هٰذَا))۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ: ((مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَنْظُرَ اِلَى شَهِيْدٍ يَمْشِيْ عَلَى وَجْهِ الْاَرْضِ فَلْيَنْظُرْ اِلَى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .

(٦١٢٢) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کی جانب دیکھا اور فرمایا: جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ وہ ایسے شخص کو دیکھے جو زمین پر چلتا ہے اور اس نے اپنے ذمہ کو پورا کرلیا ہے تو وہ اس شخص کی طرف دیکھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ "جس شخص کو پسند ہے کہ وہ زمین پر کسی شہید کو چلتے ہوئے دیکھے تو وہ طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھے۔" (ترمذی)

جنت میں نبی کریم ﷺ کے پڑوسی

(٦١٢٣) وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعَتْ اُذُنَيَّ مِنْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: ((طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ جَارَايَ فِي الْجَنَّةِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ .

(٦١٢٣) علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے کانوں نے رسول اللہ ﷺ کے منہ مبارک سے سنا کہ آپ ﷺ فرما رہے تھے: جنت میں طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما دونوں میرے پڑوسی ہوں گے۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے نبوی ﷺ

(٦١٢٤) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ يَوْمَئِذٍ يَعْنِيْ يَوْمَ اُحُدٍ: ((اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ رَمْيَتَهُ وَاَجِبْ دَعْوَتَهُ))۔ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ .

(٦١٢٤) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے احد کے دن فرمایا: اے اللہ! اس کی تیر اندازی قوی کر اور اس کی دعا قبول کر۔ (شرح السنۃ)

(٦١٢٥) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:

(٦١٢٥) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

٦١٢١۔ جامع الترمذی: (٣٧٨٧)۔ مسند احمد: (١/ ١٦٥) اس کی سند حسن ہے۔
٦١٢٢۔ جامع الترمذی: (٣٧٣٩)۔ سنن ابن ماجہ: (١/ ٤٦) یہ حدیث صحیح ہے۔
٦١٢٣۔ جامع الترمذی: (٣٧٤١) یہ حدیث ضعیف ہے۔
٦١٢٤۔ شرح السنۃ: (٣٩٢٢) اس کی سند صحیح ہے۔
٦١٢٥۔ جامع الترمذی: (٣٧٥١) اس کی سند صحیح ہے۔

((اَللّٰهُمَّ اسْتَجِبْ لِسَعْدٍ اِذَا دَعَاكَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

فرمایا: اے اللہ! سعد جب تجھ سے دعا کرے تو آپ اس کی دعا قبول کریں۔ (ترمذی)

(٦١٢٦) وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: مَا جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَبَاهُ وَاُمَّهُ اِلَّا لِسَعْدٍ، قَالَ لَهُ يَوْمَ اُحُدٍ: ((اِرْمِ فَدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ)) وَقَالَ لَهُ: اِرْمِ اَيُّهَا الْغُلَامُ الْحَزَوَّرُ.))

(٦١٢٦) علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سعد رضی اللہ عنہ کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کے لئے اپنے والدین کو جمع نہیں کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد کے روز ان کے لئے فرمایا: تیر پھینک، تجھ پر میرے ماں باپ قربان ہوں اور ان کے لئے مزید فرمایا: اے مضبوط نوجوان! تیر پھینک۔ (ترمذی)

(٦١٢٧) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ اَقْبَلَ سَعْدٌ فَقَالَ: النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم ((هٰذَا خَالِيْ فَلْيُرِنِيْ اِمْرُؤٌ خَالَهُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: كَانَ سَعْدٌ مِنْ بَنِيْ زُهْرَةَ، وَكَانَتْ اُمُّ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ بَنِيْ زُهْرَةَ، فَلِذٰلِكَ قَالَ: النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم ((هٰذَا خَالِيْ)) وَفِي الْمَصَابِيْحِ ((فَلْيُكْرِمَنَّ)) بَدَلَ ((فَلْيُرِنِيْ.))

(٦١٢٧) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سعد رضی اللہ عنہ آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ میرے ماموں ہیں کوئی مجھے ان جیسا ماموں دکھائے۔ (ترمذی) اور امام ترمذی کہتے ہیں کہ سعد رضی اللہ عنہ کا تعلق بنو زہرہ قبیلہ سے تھا جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ بھی بنو زہرہ قبیلے سے تھیں، اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ میرے ماموں ہیں۔ اور ''مصابیح'' میں ''مجھے کوئی ان جیسا ماموں دکھائے'' کے بجائے یہ الفاظ ہیں ''ان کی لازمی طور پر عزت کی جائے۔''

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے اعزاز

(٦١٢٨) عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: اِنِّيْ لَاَوَّلُ رَجُلٍ مِنَ الْعَرَبِ رَمٰى بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَرَاَيْتُنَا نَغْزُوْمَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَمَا لَنَا طَعَامٌ اِلَّا الْحُبْلَةُ وَوَرَقُ السَّمُرِ، وَاِنْ كَانَ اَحَدُنَا لَيَضَعُ كَمَا تَضَعُ الشَّاةُ مَالَهُ خَلْطٌ، ثُمَّ اَصْبَحَتْ بَنُوْ اَسَدٍ تُعَزِّرُنِيْ عَلَى الْاِسْلَامِ، لَقَدْ خِبْتُ اِذَا وَضَلَّ عَمَلِيْ۔ وَكَانُوْا وَشَوْابِهِ اِلٰى عُمَرَ، وَقَالُوْا لَا يُحْسِنُ يُصَلِّيْ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(٦١٢٨) قیس بن ابی حازم بیان کرتے ہیں کہ میں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بتایا میں پہلا عرب ہوں جس نے اللہ کی راہ میں تیر پھینکا ایک ایسا زمانہ ہمارے سامنے ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کیا کرتے تھے جبکہ ہماری خوراک کیکر کے پھل اور پتوں کے سوا کوئی چیز نہ ہوتی۔ اگر ہم سے کوئی شخص رفع حاجت کرتا وہ بکریوں کی مینگنیوں کی مانند خشک کرتا تھا۔ جس میں کوئی آمیزش نہیں ہوتی تھی، پھر وہ وقت آیا کہ بنو اسد قبیلہ کے لوگ مجھے اسلام کے بارے میں ڈانٹ پلاتے، اس وقت مجھے ناامیدی ہوئی اور میرے اعمال ضائع ہوئے۔ اور انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے ان کی چغلی کھائی تھی کہ یہ شخص نماز اچھی طرح ادا نہیں کرتا۔ (بخاری و مسلم)

٦١٢٦۔ جامع الترمذی: (٣٧٥٣)۔ مسند احمد: (١/ ٩٢) یہ حدیث صحیح ہے۔
٦١٢٧۔ جامع الترمزی: (٣٧٥٢) اس میں ایک راوی ضعیف ہے لیکن اس کی متابعت موجود ہے۔
٦١٢٨۔ صحیح بخاری: (٣٧٢٨)۔ صحیح مسلم: (١٢۔ ٢٩٦٦).

(٦١٢٩) وَعَنْ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: رَأَيْتُنِي وَأَنَا ثَالِثُ الْإِسْلَامِ، وَمَا أَسْلَمَ أَحَدٌ إِلَّا فِي الْيَوْمِ الَّذِي أَسْلَمْتُ فِيهِ، وَلَقَدْ مَكَثْتُ سَبْعَةَ أَيَّامٍ وَإِنِّي لَثَالِثُ الْإِسْلَامِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۶۱۲۹) سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے اپنے بارے میں معلوم ہے کہ میں اسلام لانے والا تیسرا آدمی ہو جس دن میں اسلام لایا، اس دن کسی اور نے اسلام قبول نہ کیا۔ بلاشبہ سات دن اس حال میں گزرے کہ میں اسلام میں تیسرا آدمی تھا۔ (بخاری)

توضیح: اس پر اعتراض ہوا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور خدیجہ رضی اللہ عنہا اور کئی آدمی سعد سے پہلے اسلام لائے تھے۔ لیکن اس سے یہ مراد ہے کہ جس دن میں مسلمان ہوا اس دن کوئی مسلمان نہیں ہوا۔ (راز)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے فضائل

(٦١٣٠) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَقُولُ لِنِسَائِهِ: ((إِنَّ أَمْرَكُنَّ مِمَّا يُهِمُّنِي مِنْ بَعْدِي، وَلَنْ يَصْبِرَ عَلَيْكُنَّ إِلَّا الصَّابِرُونَ الصِّدِّيقُونَ)) قَالَتْ عَائِشَةُ: يَعْنِي الْمُتَصَدِّقِينَ، ثُمَّ قَالَتْ عَائِشَةُ لِأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ: سَقَى اللّٰهُ أَبَاكَ مِنْ سَلْسَبِيلِ الْجَنَّةِ، وَكَانَ ابْنُ عَوْفٍ قَدْ تَصَدَّقَ عَلَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ بِحَدِيقَةٍ بِيعَتْ بِأَرْبَعِينَ أَلْفًا۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۱۳۰) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کو فرمایا کرتے تھے: کہ میرے بعد تمہارا معاملہ مجھے غم میں ڈالے ہوئے ہے۔ تمہارے احوال پر صرف صبر کرنے والے صدیق لوگ ہی صبر کریں گے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ کی مراد صدقہ کرنے والے ہیں، پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے سلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تیرے باپ کو چشمہ سے پلائے۔ ابن عوف رضی اللہ عنہ نے امہات المومنین پر ایک باغ وقف کر دیا تھا جو چالیس ہزار کا فروخت ہوا۔ (ترمذی)

(٦١٣١) وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ لِأَزْوَاجِهِ: ((إِنَّ الَّذِي يَحْثُو عَلَيْكُنَّ بَعْدِي هُوَ الصَّادِقُ الْبَارُّ، اَللّٰهُمَّ اسْقِ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ بْنِ سَلْسَبِيلِ الْجَنَّةِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۱۳۱) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو فرمایا: جو شخص میرے بعد لپ بھر بھر کر تم پر خرچ کرے گا۔ وہ صادق اور نیک ہے اے اللہ! عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو جنت کے چشمہ سے پلا۔ (احمد)

امین امت حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ

(٦١٣٢) وَعَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَ أَهْلُ نَجْرَانَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ابْعَثْ إِلَيْنَا رَجُلًا أَمِينًا، فَقَالَ: ((لَأَبْعَثَنَّ إِلَيْكُم رَجُلًا أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ))

(۶۱۳۲) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اہل نجران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہماری جانب کسی امانت دار شخص کو بھیجیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل میں تمہارے ساتھ ایک امانت دار شخص کو بھیجوں گا۔ جو صحیح معنی میں امین ہوگا۔ لوگوں نے

٦١٢٩۔ صحيح بخاری: (٣٧٢٧).
٦١٣٠۔ جامع الترمذی: (٣٧٤٩)۔ مسند احمد: (٦/ ٧٧) اس کی سند حسن ہے۔
٦١٣١۔ مسند احمد: (٦/ ٢٩٩) اس کی سند ضعیف ہے۔
٦١٣٢۔ صحيح بخاری: (٣٧٤٥)۔ صحيح مسلم: (٥٥۔ ٢٤٢٠).

فَاسْتَشْرَفَ لَهَا النَّاسُ، قَالَ: فَبَعَثَ اَبَاعُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اس عہدہ کے لیے رغبت کی۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ (بخاری ومسلم)

(٦١٣٣) وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ نُؤَمِّرُ بَعْدَكَ۔ قَالَ: ((اِنْ تُؤَمِّرُوْا اَبَابَكْرٍ تَجِدُوْهُ اَمِيْنًا زَاهِدًا فِي الدُّنْيَا رَاغِبًا فِي الْاٰخِرَةِ، وَاِنْ تُؤَمِّرُوْا عُمَرَ تَجِدُوْا قَوِيًّا اَمِيْنًا لَا يَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ، وَاِنْ تُؤَمِّرُوْا عَلِيًّا وَلَا اَرَاكُمْ فَاعِلِيْنَ تَجِدُوْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا۔ يَأْخُذُبِكُمُ الطَّرِيْقَ الْمُسْتَقِيْمَ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

(٦١٣٣) علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کس آدمی کو اپنا خلیفہ بنائیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بناؤ گے تو تم اسے امانت دار اور دنیا سے بے اعتنائی برتنے والا، آخرت کی جانب رجوع کرنے والا پاؤ گے اور اگر تم عمر رضی اللہ عنہ کو امیر بناؤ گے تو اسے مضبوط اور امانت دار پاؤ گے اور وہ اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہیں رکھتا ہے اور اگر تم علی رضی اللہ عنہ کو امیر بناؤ گے اور میرا خیال ہے تم ایسا نہیں کرو گے۔ (اگر تم اسے امیر بناؤ) تو تم اسے صراط مستقیم پر چلنے والا اور ہدایت یافتہ پاؤ گے، وہ تمہیں صرف صراط مستقیم پر ہی لے جائے گا۔ (احمد)

(٦١٣٤) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((رَحِمَ اللّٰهُ اَبَابَكْرٍ، زَوَّجَنِيْ اِبْنَتَهُ وَحَمَلَنِيْ اِلٰى دَارِ الْهِجْرَةِ، وَصَحِبَنِيْ فِي الْغَارِ، وَاَعْتَقَ بِلَالًا مِنْ مَالِهٖ، رَحِمَ اللّٰهُ عُمَرَ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَاِنْ كَانَ مُرًّا، تَرَكَهُ الْحَقُّ وَمَالَهُ مِنْ صَدِيْقٍ۔ رَحِمَ اللّٰهُ عُثْمَانَ تَسْتَحْيِيْهِ الْمَلَائِكَةُ رَحِمَ اللّٰهُ عَلِيًّا، اَللّٰهُمَّ اَدِرِ الْحَقَّ مَعَهُ حَيْثُ دَارَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

(٦١٣٤) حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحم کرے اس نے اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کیا اور مجھے دار الھجرۃ اپنے اونٹ پر سوار کرا کر لے گیا۔ غار میں میرا رفیق رہا اور اس نے اپنے مال سے بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کروایا۔ اللہ تعالیٰ عمر رضی اللہ عنہ پر رحم کرے وہ سچی بات کہتا ہے اگرچہ کڑوی ہی کیوں نہ ہو، سچائی نے اسے تنہا چھوڑ دیا ہے اور اس کا کوئی دوست نہیں ہے۔ عثمان رضی اللہ عنہ پر رحم کرے۔ اس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔ علی رضی اللہ عنہ پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اے اللہ! جس طرف وہ پھرے حق کو اس طرف پھیر دے۔ (ترمذی) امام ترمذی نے اس حدیث کو غریب قرار دیا ہے۔

❀❀❀❀

٦١٣٣۔ مسند احمد: (١/ ١٠٩) اس کی سند ضعیف ہے۔

٦١٣٤۔ جامع الترمذی: (٣٧١٤) اس کی سند غریب ہے۔

بَابُ مَنَاقِبِ اَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ

اہل بیت النبی ﷺ کے فضائل کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

(٦١٣٥) عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِىْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ: ﴿نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَآءَ كُمْ﴾. دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِىْ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(٦١٣٥) سعد بن ابی وقاص بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿تدع ابناء نا وابنائکم﴾ تو آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن کو بلایا اور فرمایا کہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔ (مسلم)

توضیح: ابوتراب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے، بعض علماء کے نزدیک اس حدیث میں ایک صحابی پر الزام آتا ہے، لہٰذا اس کی تاویل ضروری ہے جو اس طرح سے ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے سعد رضی اللہ عنہ کو برا کہنے کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ برا نہ کہنے کا سبب پوچھا تھا گویا دریافت کیا کہ تم برا کہنے سے کیوں پرہیز کرتے ہو ان کے ڈر سے اگر دلیل شرعی سے پرہیز کرتے ہو تو ٹھیک کرتے ہو۔ (نووی)

(٦١٣٦) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ غَدَاةً. وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ، مِنْ شَعْرٍ اَسْوَدَ، فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَاَدْخَلَهُ، ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهُ، ثُمَّ جَاءَ تْ فَاطِمَةُ فَاَدْخَلَهَا، ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَاَدْخَلَهُ ثُمَّ قَالَ: ﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(٦١٣٦) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ باہر نکلے اور آپ ﷺ کے جسم مبارک پر سیاہ بالوں کی بنی ہوئی ایک منقش چادر تھی اس دوران حسن بن علی رضی اللہ عنہ آئے۔ آپ ﷺ نے اسے چادر میں داخل کیا، پھر حسین بن علی رضی اللہ عنہ آئے وہ آپ ﷺ کے ساتھ چادر میں داخل ہوئے۔ بعد ازاں فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں تو آپ ﷺ نے اسے بھی چادر میں داخل کر لیا۔ پھر علی رضی اللہ عنہ آئے تو آپ ﷺ نے اسے بھی چادر میں داخل کر لیا۔ پھر فرمایا اے اہل بیت! اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کہ وہ تم سے گناہوں کو دور کرے اور تمہیں پاک کر دے۔ (مسلم)

توضیح: یہ آیت تطہیر ہے اس کے اول اور آخر میں ازواج مطہرات کا بیان ہے اور ان کی طرف خطاب ہے۔ یہاں اہل بیت سے خاص ازواج مراد ہیں لیکن آپ نے ان لوگوں کو بھی شریک کر لیا تا کہ پاکی میں وہ بھی شامل ہو جائیں۔ یہ امر بہر حال ثابت ہے کہ سیدنا حسن، سیدنا حسین، سیدنا علی، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہم آیت تطہیر میں داخل ہیں۔ (نووی)

٦١٣٥۔ صحیح مسلم: (٢٢۔ ٢٤٠٤).

٦١٣٦۔ صحیح مسلم: (٦١۔ ٢٤٢٤).

(٦١٣٧) وَعَنِ الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ إِبْرَاهِيمُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(٦١٣٧) براء بن عازب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ کا بیٹا ابراہیم رضی اللہ عنہ فوت ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ جنت میں اس کے لیے دودھ پلانے والی ہے۔ (بخاری)

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے سرگوشی

(٦١٣٨) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ كُنَّا أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ، عِنْدَهُ، فَأَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ مَا تَخْفَى مَشْيَتُهَا مِنْ مِشْيَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَلَمَّا رَآهَا قَالَ: ((مَرْحَبًا بِابْنَتِي)). ثُمَّ أَجْلَسَهَا، ثُمَّ سَارَّهَا، فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيدًا، فَلَمَّا رَأَى حُزْنَهَا سَارَّهَا الثَّانِيَةَ فَإِذَا هِيَ تَضْحَكُ، فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَأَلْتُهَا عَمَّا سَارَّكِ؟ قَالَتْ: مَا كُنْتُ لِأُفْشِيَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ سِرَّهُ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ قُلْتُ: عَزَمْتُ عَلَيْكِ بِمَا لِي عَلَيْكِ مِنَ الْحَقِّ لَمَّا أَخْبَرْتِنِي. قَالَتْ: أَمَّا الْآنَ فَنَعَمْ؛ أَمَّا حِينَ سَارَّنِي فِي الْأَمْرِ الْأَوَّلِ فَإِنَّهُ أَخْبَرَنِي: ((إِنَّ جِبْرَئِيلَ كَانَ يُعَارِضُنِي الْقُرْآنَ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً، وَإِنَّهُ عَارَضَنِي بِهِ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ، وَلَا أَرَى الْأَجَلَ إِلَّا قَدِ اقْتَرَبَ، فَاتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِي، فَإِنِّي نِعْمَ السَّلَفُ أَنَا لَكِ)). فَبَكَيْتُ، فَلَمَّا رَأَى جَزَعِي سَارَّنِي الثَّانِيَةَ قَالَ: ((يَا فَاطِمَةُ! أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَوْ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ؟)) وَفِي رِوَايَةٍ فَسَارَّنِي فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ يُقْبَضُ فِي وَجَعِهِ، فَبَكَيْتُ، ثُمَّ سَارَّنِي فَأَخْبَرَنِي أَنِّي أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِهِ أَتْبَعُهُ، فَضَحِكْتُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(٦١٣٨) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم نبی ﷺ کی بیویاں آپ ﷺ کے پاس موجود تھیں۔ اس دوران آپ ﷺ کی بیٹی فاطمہ آپ ﷺ کے پاس آئی۔ اس کی چال رسول اللہ ﷺ کی چال جیسی تھی۔ جب آپ ﷺ نے اسے دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں اپنی بیٹی کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے اسے قریب بٹھایا اور اس سے سرگوشی کی۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا بہت زیادہ رونے لگیں: جب آپ ﷺ نے اسے غمگین دیکھا تو آپ ﷺ نے دوبارہ اس سے سرگوشی کی، چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہنسنے لگیں۔ (عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں) جب رسول اللہ ﷺ وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے تو میں فاطمہ سے دریافت کیا کہ آپ ﷺ نے تیرے ساتھ کیا سرگوشی کی۔ فاطمہ نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا راز ظاہر نہیں کروں گی۔ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو میں نے فاطمہ سے کہا کہ میں تجھے اس حق کا واسطہ دے کر قسم دیتی ہوں جو میرا تم پر ہے تم مجھے ضرور بتاؤ۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اب میں آپ کو بتاتی ہوں کہ جب آپ ﷺ نے پہلی مرتبہ مجھ سے سرگوشی کی تو آپ ﷺ نے مجھے بتایا تھا کہ جبرئیل علیہ السلام ہر سال میرے ساتھ قرآن مجید کی دہرائی کرتے تھے۔ لیکن اس سال اس نے میرے ساتھ دوبار قرآن پاک دہرایا۔ میرا خیال ہے کہ میری موت قریب ہے، پس تو اللہ سے ڈر اور (میری جدائی) پر صبر کر۔ میں تیرے لیے بہترین چلے جانے والا ہوں۔ یہ سن کر میں رونے لگی۔ جب آپ ﷺ نے مجھے غمگین پایا تو آپ ﷺ نے دوسری مرتبہ مجھ سے سرگوشی کی اور فرمایا: اے فاطمہ! کیا تو یہ پسند نہیں کرتی کہ تو جنت کی تمام عورتوں کی سردار ہو یا ایمان دار عورتوں کی سردار ہو؟ اور ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے سرگوشی کرتے ہوئے فرمایا: آپ ﷺ اس بیماری میں فوت ہو جائیں گے تو میں رونے لگی۔ پھر آپ ﷺ نے میرے ساتھ سرگوشی کرتے ہوئے فرمایا کہ اہل بیت میں

٦١٣٧۔ صحیح بخاری: (١٣٨٢).

٦١٣٨۔ صحیح بخاری: (٦٢٨٥ ۔ صحیح مسلم: (٩٨۔ ٢٤٥٠).

سے میں سب سے پہلے آپ ﷺ کو ملوں گی۔ یہ سن کر میں ہنسنے لگی۔
(بخاری، مسلم)

توضیح: سرگوشی سے اس لیے منع فرمایا کہ کسی تیسرآدمی کو سوءظن پیدا نہ ہو اگر مجلس میں اس فتنے احتمال نہ ہو تو سرگوشی جائز بھی ہے، جیسا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے آپ کی سرگوشی کرنا مذکور ہے۔ (راز)

اس حدیث سے واضح معلوم ہوا کہ اس امت کی عورتوں میں سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں۔ (نووی)

(٦١٣٩) وَعَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّیْ، فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِیْ))۔ وَفِیْ رِوَایَةٍ: ((یُرِیْبُنِیْ مَا اَرَابَهَا، وَیُؤْذِیْنِیْ مَا آذَاهَا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

(۶۱۳۹) مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فاطمہ میرے جسم کا حصہ ہے۔ جس نے اسے ناراض کیا، اس نے مجھے ناراض کیا اور ایک روایت میں ہے۔ جس چیز سے اسے دکھ ہوتا ہے وہ مجھے بھی غمگین کر دیتی ہے جو چیز اسے رنج دیتی ہے وہ مجھے بھی رنج دیتی ہے۔

اہل بیت کی شان وعظمت

(٦١٤٠) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا فِيْنَا خَطِيْبًا بِمَاءٍ يُدْعٰى: خُمًّا، بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ، وَوَعَظَ وَذَكَّرَ، ثُمَّ قَالَ: ((اَمَّا بَعْدُ اَلَا اَيُّهَا النَّاسُ! اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ، يُوْشِكُ اَنْ يَّأْتِيَنِيْ رَسُوْلُ رَبِّيْ فَاُجِيْبُ، وَاَنَا تَارِكٌ فِيْكُمُ الثَّقَلَيْنِ: اَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ، فِيْهِ الْهُدٰى وَالنُّوْرُ، فَخُذُوْا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاسْتَمْسِكُوْا بِهٖ)) فَحَثَّ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ وَرَغَّبَ فِيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((وَاَهْلُ بَيْتِيْ، اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ، اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ))۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ: ((كِتَابُ اللّٰهِ هُوَ حَبْلُ اللّٰهِ، مَنِ اتَّبَعَهٗ كَانَ عَلَى الْهُدٰى، وَمَنْ تَرَكَهٗ كَانَ عَلَى الضَّلَالَةِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۶۱۴۰) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ایک مرتبہ مکہ اور مدینہ کے درمیان پانی والی جگہ ''خم'' پر ہمیں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور وعظ ونصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! خبردار رہو بے شک میں تمہارے جیسا انسان ہوں۔ قریب ہے کہ میرے رب کی طرف سے بھیجا ہوا پیغام رساں آ جائے اور میں اس کی بات پر لبیک کہوں اور میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ ان میں سے ایک اللہ کی کتاب ہے جو باعث ہدایت اور روشنی ہے۔ تم اللہ تعالیٰ کی کتاب کو تھام کر اس پر مضبوطی سے عمل کرو۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی کتاب پر ابھارا اور اس کی طرف رغبت دلاتے ہوئے فرمایا۔ دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں۔ میں تمہیں اپنے گھر والوں کے بارے میں وعظ کرتا ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اللہ تعالیٰ کی رسی ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تابعداری کرے گا وہ ہدایت پر رہے گا اور جو شخص اسے چھوڑ دے گا وہ گمراہ ہو جائے گا۔ (مسلم)

توضیح: یہ حدیث نبی ﷺ نے ہجرت کے نویں سال جب حجۃ الوداع کر کے لوٹے تو فرمایا اس کے بعد آپ کی وفات ہو گئی آپ نے آخری وصیت تمام عرب قوموں کے سامنے یہ کی کہ قرآن پر جمے رہنا اس سے ہدایت لینا اس پر عمل کرنا دوسرے نمبر پر اہل بیت کا خیال رکھنا ان سے محبت کرنا ان کو ایذا نہ دینا اس نصیت پر اہل سنت والجماعت کے علاوہ کوئی قائم نہیں ہے۔ (نووی)

٦١٣٩۔ صحيح بخاری: (٣٧٦٧، ٥٢٣٠)۔ صحيح مسلم: (٩٤/ ٢٤٤٩).

٦١٤٠۔ مسلم: (٣٧/ ٢٤٨).

(٦١٤١) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، اَنَّهٗ كَانَ اِذَا سَلَّمَ عَلَى ابْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِي الْجَنَاحَيْنِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۶۱۴۱) ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب وہ خود عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو سلام کہتے تو کہتے، اے ذوالجناحین کے بیٹے! تجھ پر سلام ہو۔ (بخاری)

توضیح: ان کے والد جعفر بن ابی طالب جنگ موتہ میں شہید ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے ان کو جنت میں دیکھا ہے۔ (راز)

حضرت حسن، حسین سے محبت نبوی

(٦١٤٢) وَعَنِ الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَى عَاتِقِهٖ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُحِبُّهٗ فَاَحِبَّهٗ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۶۱۴۲) براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کیفیت میں دیکھا کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ آپ کے کندھوں پر تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔ (بخاری ومسلم)

(٦١٤٣) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْ طَائِفَةٍ مِنَ النَّهَارِ حَتّٰى اَتٰى خِبَاءَ فَاطِمَةَ فَقَالَ: ((اَثَمَّ لُكَعُ؟ لُكَعُ؟))۔ يَعْنِيْ حَسَنًا، فَلَمْ يَلْبَثْ اَنْ جَاءَ يَسْعٰى، حَتّٰى اعْتَنَقَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا صَاحِبَهٗ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُحِبُّهٗ فَاَحِبَّهٗ، وَاَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهٗ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۶۱۴۳) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں دن کے کسی پہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ کیا یہاں چھوٹا بچہ ہے؟ یعنی حسن رضی اللہ عنہ ہے۔ ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ حسن رضی اللہ عنہ دوڑتا ہوا آیا یہاں تک کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے سے گلے ملا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! بلاشبہ میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر اور جو لوگ اس سے محبت کریں تو انہیں بھی محبوب جان۔ (بخاری ومسلم)

(٦١٤٤) وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ اِلٰى جَنْبِهٖ وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَعَلَيْهِ اُخْرٰى، وَيَقُوْلُ: ((اِنَّ ابْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۶۱۴۴) ابوبکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے اور حسن بن علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی حسن کی طرف متوجہ ہوتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے دو مسلمانوں کی جماعتوں کے درمیان صلح کروائے گا۔ (بخاری)

توضیح: اس حدیث میں سیدنا حسن اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی باہمی صلح کا ذکر ہے اور اس سے صلح کی اہمیت بھی ظاہر ہوتی ہے۔ اس صلح کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی تھی جو حرف بہ حرف پوری ہوئی اور اس سے مسلمانوں کی باہمی خون ریزی رک گئی۔

٦١٤١۔ بخاري: (٣٧٠٩).

٦١٤٢۔ صحيح بخاري: (٣٧٤٩)۔ صحيح مسلم: (٥٨. ٢٤٢٢).

٦١٤٣۔ صحيح بخاري: (٢١٢٢)۔ صحيح مسلم: (٥٧۔ ٢٤٢١).

٦١٤٤۔ بخاري: (٢٧٠٤).

راوی کے قول "وكان خير الجنين" میں اشارہ سیدنا امیر معاویہ اور سید عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کی طرف ہے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سید عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے بہتر تھے جو جنگ کے خواہاں نہیں تھے۔ (راز)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا مسکت جواب

(٦١٤٥) وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ نَعِیْمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، وَسَأَلَهُ رَجُلٌ عَنِ الْمُحْرِمِ، قَالَ شُعْبَةُ اَحْسِبُهُ، یَقْتَلُ الذُّبَابَ؟ قَالَ: اَهْلُ الْعِرَاقِ یَسْأَلُوْنِیْ عَنِ الذُّبَابِ وَقَدْ قَتَلُوْا ابْنَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ! وَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هُمَا رَیْحَانَیَّ مِنَ الدُّنْیَا))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

(٦١٤٥) عبداللہ بن ابی نعیم بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا جبکہ ان سے ایک شخص نے محرم کے بارے میں دریافت کیا تھا۔ شعبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں میرا گمان ہے کہ اس شخص نے سوال کیا تھا کہ وہ (احرام کی حالت میں) مکھی مار سکتا ہے؟ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ تعجب ہے عراقی لوگ مجھ سے مکھی مارنے کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ کیا محرم مکھی مار سکتا ہے؟ حالانکہ انہوں نے نبی ﷺ کے نواسے کو قتل کیا تھا۔ رسول ﷺ نے دونوں نواسوں کے بارے میں فرمایا تھا کہ یہ دونوں میرے پھول ہیں۔ (بخاری)

توضیح: گلزار رسالت کے ان ہر دو پھولوں کے مناقب بیان کرنے کے لیے دفاتر کی ضرورت ہے۔ احادیث مذکورہ سے ان کے مناقب کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ مسئلہ پوچھنے والا ایک کوفی تھا جنہوں نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔ (راز)

نبی کریم ﷺ کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہت

(٦١٤٦) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: لَمْ یَكُنْ اَحَدٌ اَشْبَهَ بِالنَّبِیِّ ﷺ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ، وَقَالَ فِی الْحَسَنِ اَیْضًا: كَانَ أَشْبَهُهُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

(٦١٤٦) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے ساتھ حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی اور شخص مشابہ نہیں تھا اور اس طرح حسین کے بارے میں فرمایا کہ وہ بھی نبی ﷺ کے ساتھ زیادہ مشابہ تھا۔ (بخاری)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لیے دعائے نبوی

(٦١٤٧) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: ضَمَّنِیْ النَّبِیُّ ﷺ اِلٰی صَدْرِهٖ فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ.)) وَفِیْ رِوَایَةٍ: ((عَلِّمْهُ الْكِتَابَ.)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

(٦١٤٧) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے سینے کے ساتھ لگاتے ہوئے یہ دعا فرمائی کہ "اے اللہ! اسے سنت کا علم عطا کر" اور ایک روایت میں ہے کہ اسے کتاب اللہ کا علم عطا کر۔ (بخاری)

(٦١٤٨) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ دَخَلَ الْخَلَاءَ فَوَضَعْتُ لَهٗ وَضُوْءً ا، فَلَمَّا خَرَجَ

(٦١٤٨) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ بیت الخلاء گئے تو میں نے آپ ﷺ کے لیے وضو کا پانی رکھا۔ جب آپ ﷺ باہر تشریف لائے

٦١٤٥۔ بخاری: (٣٧٥٣).
٦١٤٦۔ بخاری: (٣٧٤٨).
٦١٤٧۔ بخاری: (٣٧٥٦).
٦١٤٨۔ صحیح بخاری: (١٤٣)۔ صحیح مسلم: (١٣٨/ ٢٤٧٧).

قَالَ: ((مَنْ وَضَعَ هٰذَا؟)) فَأُخْبِرَ. فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تو آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ پانی کس نے رکھا ہے؟ آپ ﷺ کو خبر دی گئی تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی: ''اے اللہ! پانی رکھنے والے کو دین کی سمجھ عطا کر''۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: یہ ام المومنین سیدہ میمونہ بنت حارثہ رضی اللہ عنہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ کے گھر کا واقعہ ہے۔ آپ کو خبر دینے والی بھی میمونہ رضی اللہ عنہا ہی تھیں۔ نبی ﷺ کی دعا کی برکت سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مفسر امت قرار پائے۔ (راز)

حضرت اسامہ بن زید سے شفقتِ نبوی

(٦١٤٩) وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہما، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَأْخُذُهُ وَالْحَسَنَ، فَيَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ اَحِبَّهُمَا فَإِنِّيْ أُحِبُّهُمَا.)) وَفِيْ رِوَايَةٍ: قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْخُذُنِيْ فَيُقْعِدُنِيْ عَلٰى فَخِذِهٖ، وَيُقْعِدُ الْحَسَنَ ابْنَ عَلِيٍّ عَلٰى فَخِذِهِ الْأُخْرٰى، ثُمَّ يَضُمُّهُمَا، ثُمَّ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَإِنِّيْ اَرْحَمُهُمَا)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۶۱۴۹) اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ اسے اور حسن کو پکڑتے اور فرماتے کہ اے اللہ! ان دونوں سے محبت کر اس لیے کہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں۔ اور ایک روایت میں ہے اسامہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ مجھے پکڑ لیتے اور اپنی ران پر بٹھاتے جبکہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو دوسری ران پر بٹھاتے، پھر ان دونوں کو ملاتے ہوئے فرماتے اے اللہ! ان پر رحم کر!، بلاشبہ میں ان پر خاص شفقت کرتا ہوں۔ (بخاری)

(٦١٥٠) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ بَعْثًا وَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِيْ إِمَارَتِهٖ، فَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ: ((إِنْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِيْ إِمَارَتِهٖ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِيْ إِمَارَةِ اَبِيْهِ مِنْ قَبْلُ، وَايْمُ اللّٰهِ إِنْ كَانَ لَخَلِيْقًا لِلْإِمَارَةِ، وَإِنْ كَانَ لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ، وَإِنَّ هٰذَا لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهٗ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ نَحْوَهٗ وَفِيْ آخِرِهٖ: ((أُوْصِيْكُمْ بِهٖ، فَإِنَّهٗ مِنْ صَالِحِيْكُمْ.))

(۶۱۵۰) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک لشکر کو بھیجا اور اسامہ بن زید کو اس کا امیر مقرر کیا۔ کچھ لوگوں نے ان کے امیر مقرر ہونے پر اعتراض کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم اس کی امارت پر طعن کرتے ہو؟ تو اس سے پہلے تم نے اس کے باپ کی امارت پر بھی طعن کیا تھا۔ اللہ کی قسم! بے شک یہ شخص امارت کے لائق ہے اور زید رضی اللہ عنہ مجھے تمام لوگوں سے پیارا تھا اور اس کے بعد اس کا بیٹا بھی سب سے زیادہ پیارا ہے۔ (بخاری و مسلم) اور مسلم میں اس حدیث کی مثل روایت ہے اور اس کے آخر میں ہے کہ میں تمہیں اس کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ بلاشبہ یہ شخص تمہارے نیک لوگوں میں سے ہے۔

توضیح: یہ لشکر نبی ﷺ نے مرض الموت میں تیار کیا تھا اور حکم فرمایا کہ فوراً ہی روانہ کیا جائے مگر بعد میں جلدی آپ کی وفات ہو گئی۔ لشکر مدینہ کے قریب ہی سے واپس لوٹ آیا۔ پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں اس کو تیار کر کے روانہ کیا۔ (راز)

(٦١٥١) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: اِنَّ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ

(۶۱۵۱) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بلاشبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے

٦١٤٩۔ بخاري: (٣٧٣٥، ٦٠٠٣).
٦١٥٠۔ صحيح بخاري: (٣٧٣٠)۔ صحيح مسلم: (٦٣/ ٢٤٢٦).
٦١٥١۔ صحيح بخاري: (٤٧٨٢)۔ صحيح مسلم: (٦٢/ ٢٤٢٥).

مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، مَا كُنَّا نَدْعُوْهُ اِلَّا زَيْدَ بْنَ مُحَمَّدٍ، حَتّٰى نَزَلَ الْقُرْاٰنُ: ﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَائِهِمْ﴾۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَذُكِرَ حَدِيْثُ الْبَرَاءِ قَالَ لِعَلِيٍّ: ((اَنْتَ مِنِّيْ)) فِيْ بَابِ بُلُوْغِ الصَّغِيْرِ وَحِضَانَتِهٖ.

آزاد کردہ غلام زید بن حارث کو زید بن محمد ﷺ کہہ کر پکارتے تھے یہاں تک کہ قرآن پاک میں یہ آیت نازل ہوئی (ادعوھم لا ابائھم) (بخاری ومسلم) اور براء بن عازب سے مروی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ''تو مجھ سے ہے'' اس کا ذکر باب بلوغ الصیغہ وحضانیۃ میں ہو چکا ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ......دوسری فصل

فضیلت اہل بیت

(٦١٥٢) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ حَجَّتِهٖ يَوْمَ عَرَفَةَ وَهُوَ عَلٰى نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءِ يَخْطُبُ، فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ: ((يَا اَيُّهَا النَّاسُ! اِنِّيْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَا اِنْ اَخَذْتُمْ بِهٖ لَنْ تَضِلُّوْا: كِتَابَ اللّٰهِ، وَعِتْرَتِيْ اَهْلَ بَيْتِيْ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(٦١٥٢) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو اپنے آخر حج میں عرفہ کے دن دیکھا اس حال میں کہ آپ ﷺ اپنی قصوا اونٹی پر سوار تھے، آپ ﷺ خطبہ دے رہے تھے میں نے آپ ﷺ کو فرماتے سنا: اے لوگو! میں تم میں ایسی چیز چھوڑ چلا ہوں اگر تم اس کو مضبوطی سے پکڑو گے کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ وہ اللہ کی کتاب ہے اور میری عترت، یعنی اہل بیت (ترمذی)

(٦١٥٣) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنِّيْ تَارِكٌ فِيْكُمْ مَا اِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهٖ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِيْ، اَحَدُهُمَا اَعْظَمُ مِنَ الْاٰخَرِ: كِتَابُ اللّٰهِ حَبْلٌ مَمْدُوْدٌ مِنَ السَّمَاءِ اِلَى الْاَرْضِ، وَعِتْرَتِيْ اَهْلُ بَيْتِيْ، وَلَنْ يَتَفَرَّقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ، فَانْظُرُوْا كَيْفَ تَخْلُفُوْنِّيْ فِيْهِمَا)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(٦١٥٣) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تم میں ایسی چیز چھوڑے جا رہا ہوں اگر تم اسے مضبوطی سے تھام لو گے میرے بعد گمراہ نہیں ہوگا۔ ایک دوسری سے بڑی ہے۔ کتاب اللہ جو آسمان سے زمین تک پھیلی ہوئی ایک رسی ہے اور میری عشرت میرے اہل بیت پر۔ دونوں آپس میں جدا نہیں ہوگے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پروارد ہوں دیکھو ان دونوں پر تم میرے کیسے خلیفہ ثابت ہوتے ہو۔ (ترمذی)

(٦١٥٤) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ: ((اَنَا حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبَهُمْ، وَسِلْمٌ لِمَنْ سَالَمَهُمْ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(٦١٥٤) حضرت زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کے متعلق فرمایا جو ان سے لڑے گا میں ان سے لڑوں گا جو ان سے صلح کرے گا میں ان سے صلح کروں گا۔ (ترمذی)

(٦١٥٥) وَعَنْ جُمَيْعِ بْنِ عُمَيْرٍ، قَالَ: دَخَلْتُ

(٦١٥٥) حضرت جمیع بن عمیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی کے

٦١٥٢۔ ترمذی: (٣٧٨٦) اس کی سند ضعیف ہے۔
٦١٥٣۔ ترمذی: (٣٧٨٨) اس کی سند ضعیف ہے۔
٦١٥٤۔ ترمذی: (٣٨٧٠) اس کی سند ضعیف ہے۔
٦١٥٥۔ ترمذی: (٣٨٧٤) اس کی سند ضعیف ہے۔

مَعَ عَمَّتِیْ عَلٰی عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، فَسَأَلْتُ اَیُّ النَّاسِ کَانَ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَتْ: فَاطِمَةُ۔ فَقِیْلَ: مِنَ الرِّجَالِ؟ قَالَتْ: زَوْجُهَا اِنْ کَانَ مَا عَلِمْتُ صَوَّامًا قَوَّامًا۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

ہمراہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوا میں نے پوچھا رسول اللہ ﷺ سب سے بڑھ کر کسے محبوب سمجھتے تھے آپ ﷺ نے فرمایا فاطمہ رضی اللہ عنہا کو، پھر پوچھا گیا مردوں میں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے خاوند کو۔ (ترمذی)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی فضیلت

(٦١٥٦) وَعَنْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِیْعَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ الْعَبَّاسَ رضی اللہ عنہ، دَخَلَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُغْضِبًا وَاَنَا عِنْدَهٗ، فَقَالَ: ((مَا اَغْضَبَكَ؟)) یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! مَا لَنَا وَلِقُرَیْشٍ اِذْ تَلَاقَوْا بَیْنَهُمْ تَلَاقَوْا بِوُجُوْهٍ مُبَشَّرَةٍ۔ وَاِذَا لَقُوْنَا لَقُوْنَا بِغَیْرِ ذٰلِكَ؟۔ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی احْمَرَّ وَجْهُهٗ، ثُمَّ قَالَ: ((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا یَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلٍ الْاِیْمَانُ حَتّٰی یُحِبَّكُمْ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ)) ثُمَّ قَالَ: اَیُّهَا النَّاسُ! مَنْ اٰذٰی عَمِّیْ فَقَدْ اٰذَانِیْ، فَاِنَّمَا عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِیْهِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔ وَفِی الْمَصَابِیْحِ عَنِ الْمُطَّلِبِ.

(٦١٥٦) حضرت عبدالمطلب بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ غصے کی حالت میں نبی ﷺ پر داخل ہوئے۔ میں آپ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تجھے کس نے غصہ دلایا ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول! ہمیں اور قریش کو کیا ہے جب وہ آپس میں ایک دوسرے کو ملتے ہیں نہایت تروتازہ چہروں کے ساتھ ملتے ہیں اور جب ہمیں ملتے ہیں ہ تو ان کے چہرے ایسے نہیں ہوتے رسول اللہ ﷺ ناراض ہو گئے، حتیٰ کہ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان! ہے۔ کسی شخص کے دل میں ایمان نہیں داخل ہو سکتا یہاں تک کہ وہ اللہ اور رسول کو خوش کرنے کے لیے تمہارے ساتھ محبت کرے، پھر فرمایا اے لوگو! جس نے میرے چچا کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی بے شک آدمی کا چچا اس کے باپ کی مانند ہے۔ (ترمذی)

(٦١٥٧) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْعَبَّاسُ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْهُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

(٦١٥٧) حضرت عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عباس رضی اللہ عنہ کا تعلق مجھ سے ہے اور میرا تعلق اس سے ہے۔ (ترمذی)

(٦١٥٨) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلْعَبَّاسِ: ((اِذَا کَانَ غَدَاةُ الْاِثْنَیْنِ فَاْتِنِیْ اَنْتَ وَوَلَدُكَ حَتّٰی اَدْعُوَلَهُمْ بِدَعْوَةٍ یَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهَا وَوَلَدَكَ)) فَغَدَا وَغَدَوْنَا مَعَهٗ، وَاَلْبَسَنَا کِسَاءَهٗ ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْعَبَّاسِ وَوُلْدِهٖ مَغْفِرَةً ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً لَا تُغَادِرُ ذَنْبًا، اَللّٰهُمَّ احْفَظْهُ

(٦١٥٨) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عباس۔ سے کہا کہ آپ ﷺ اپنی اولاد کے ساتھ سوموار کے روز صبح سویرے میرے پاس آنا، میں آپ کے لیے ایسی دعا کروں گا جس کے سبب اللہ آپ کو اور آپ کی اولاد کو فائدہ عطا کرے گا۔ (ابن عباس کہتے ہیں) چنانچہ ہم (اپنے والد) عباس کے ساتھ صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ہمیں اپنی چادر اوڑھائی اور یہ دعا کی، اے اللہ!

٦١٥٦۔ ترمذی: (٣٧٥٨) اس کی سند ضعیف ہے۔ اس میں یزید بن ابی زیاد ضعیف راوی ہے۔
٦١٥٧۔ ترمذی: (٣٧٥٩) امام ترمذی نے اسے صحیح غریب قرار دیا ہے لیکن یہ حدیث ضعیف ہے، کیونکہ اس میں عبدالاعلیٰ الثعلبی ہے جو کہ ضعیف ہے۔
٦١٥٨۔ ترمذی: (٣٧٦٢) یہ حدیث بھی ضعیف ہے۔

فِیْ وُلْدِهٖ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔ وَزَادَ رَزِیْنٌ: ((وَاجْعَلِ الْخِلَافَةَ بَاقِیَةً فِیْ عَقِبِهٖ)) وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ: هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ.

عباس اور اس کی اولاد کو ظاہری اور باطنی مغفرت سے نواز جوان کے تمام گناہوں کو ختم کر دے۔ اللہ اللہ! اس کی اولاد کو حفاظت سے نواز، (ترمذی) اور رزین میں اضافہ ہے کہ اس کی نسل میں خلافت باقی رکھ۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو غریب کہا ہے۔

(٦١٥٩) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہما اَنَّهٗ رَاٰی جِبْرَئِیْلَ مَرَّتَیْنِ، وَدَعَا لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَرَّتَیْنِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

(٦١٥٩) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے جبرئیل علیہ السلام کو دو مرتبہ دیکھا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے دو مرتبہ دعا کی۔ (ترمذی)

(٦١٦٠) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہما اَنَّهٗ قَالَ: دَعَا لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ یُّؤْتِیَنِیَ اللّٰهُ الْحِكْمَةَ مَرَّتَیْنِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

(٦١٦٠) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے دو بار دعا فرمائی کہ اے اللہ مجھے حکمت عطا فرمائے۔ (ترمذی)

(٦١٦١) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ جَعْفَرٌ یُحِبُّ الْمَسَاكِیْنَ وَیَجْلِسُ اِلَیْهِمْ، وَیُحَدِّثُهُمْ وَیُحَدِّثُوْنَهٗ، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُكَنِّیْهِ بِاَبِی الْمَسَاكِیْنِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

(٦١٦١) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جعفر بن ابو طالب مساکین سے محبت کرتے تھے۔ ان کے پاس بیٹھے، جعفر ان سے باتیں کرتے اور اس لیے آپ ﷺ نے جعفر کو ابو المساکین کی کنیت عطا کی۔ (ترمذی)

(٦١٦٢) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((رَاَیْتُ جَعْفَرًا یَطِیْرُ فِی الْجَنَّةِ مَعَ الْمَلَائِكَةِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ.

(٦١٦٢) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے جنت میں جعفر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ فرشتوں کے ساتھ اڑ رہا تھا۔ (ترمذی) امام ترمذی نے اسے غریب قرار دیا ہے۔

شانِ حسن وحسین رضی اللہ عنہما

(٦١٦٣) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ.)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

(٦١٦٣) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حسن اور حسین اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔

(٦١٦٤) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ هُمَا

(٦١٦٤) ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حسن اور حسین رضی اللہ عنہما دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔ (ترمذی) اور یہ حدیث پہلی فصل

٦١٥٩۔ ترمذی: (٣٨٢٢) اس کی سند ضعیف ہے۔
٦١٦٠۔ ترمذی: (٣٨٢٣) یہ حدیث حسن درجے کی ہے۔
٦١٦١۔ ترمذی: (٣٧٦٦) اس کی سند ضعیف ہے۔
٦١٦٢۔ ترمذی: (٣٧٦٣) یہ حدیث حسن ہے۔
٦١٦٣۔ ترمذی: (٣٧٦٨) یہ حدیث صحیح ہے۔
٦١٦٤۔ ترمذی: (٣٧٧٠) یہ حدیث صحیح ہے۔

رِيْحَانَيَّ مِنَ الدُّنْيَا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَدْ سَبَقَ فِي الْفَصْلِ الْاَوَّلِ.

میں بھی گزر چکی ہے۔

(٦١٦٥) وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: طَرَقْتُ النَّبِيَّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِيْ بَعْضِ الْحَاجَةِ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ مُشْتَمِلٌ عَلَى شَيْءٍ لَا أَدْرِيْ مَا هُوَ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْ حَاجَتِيْ قُلْتُ: مَا هٰذَا الَّذِيْ أَنْتَ مُشْتَمِلٌ عَلَيْهِ؟ فَكَشَفَهُ، فَإِذَا الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَى وَرِكَيْهِ۔ فَقَالَ: ((هٰذَانِ ابْنَايَ وَابْنَا ابْنَتِيْ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُمَا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(٦١٦٥) اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں ایک رات کسی کام کے سلسلہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نبی ﷺ باہر تشریف لائے، آپ نے کسی چیز کو لپیٹا ہوا تھا مجھے معلوم نہیں ہوا کیا چیز تھی۔ جب میں اپنے کام سے فارغ ہوا تو میں نے آپ سے پوچھا کہ آپ نے کیا لپیٹا تھا؟ آپ نے چادر کو کھولا تو آپ کی پشت پر حسن اور حسین رضی اللہ عنہما تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دونوں میرے بیٹے ہیں اور میرے نواسے ہیں اے اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان دونوں سے محبت کر اور جو لوگ ان دونوں سے محبت کرتے ہیں تو بھی ان سے محبت کر۔ (ترمذی)

(٦١٦٦) وَعَنْ سَلْمٰى، قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا وَهِيَ تَبْكِيْ فَقُلْتُ: مَا يُبْكِيْكِ؟ قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَعْنِيْ فِي الْمَنَامِ وَعَلٰى رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ التُّرَابُ فَقُلْتُ: مَا لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((شَهِدْتُ قَتْلَ الْحُسَيْنِ آنِفًا)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

(٦١٦٦) سلمیٰ بیان کرتی ہیں کہ میں ام سلمہ کے ہاں گئی تو وہ رو رہی تھیں میں نے پوچھا آپ کس لیے رو رہی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا آپ ﷺ کے سر داڑھی میں خاک تھی۔ میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کو کیا ہوا ہے۔ آپ نے جواب دیا میں ابھی حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے موقع پر حاضر ہوا تھا۔ (ترمذی) امام ترمذی نے اس کو غریب قرار دیا ہے۔

(٦١٦٧) وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَيُّ أَهْلِ بَيْتِكَ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: ((اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ))۔ وَكَانَ يَقُوْلُ لِفَاطِمَةَ: ((اُدْعِيْ لِيَ ابْنَيَّ)) فَيَشُمُّهُمَا وَيَضُمُّهُمَا إِلَيْهِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

(٦١٦٧) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ آپ کو اپنے گھر والوں سے کون زیادہ محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا حسین اور حسن رضی اللہ عنہما ہیں۔ آپ ﷺ فاطمہ سے کہا کرتے تھے کہ میرے بیٹوں کو میرے پاس بلاؤ آپ ان کو چومتے اور ان کو گلے لگاتے تھے۔ (ترمذی) امام ترمذی نے اس حدیث کو غریب قرار دیا ہے۔

(٦١٦٨) وَعَنْ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُنَا، إِذْ جَاءَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ

(٦١٦٨) بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک حسن اور حسین رضی اللہ عنہما آ گئے ان دونوں نے سرخ رنگ کی

٦١٦٥۔ ترمذی: (٣٧٦٩) اس کی سند حسن ہے اور اس حدیث کے شواہد بھی ملتے ہیں۔
٦١٦٦۔ ترمذی: (٣٧٧١) یہ حدیث ضعیف ہے۔
٦١٦٧۔ ترمذی: (٣٧٧٢) اس کی سند ضعیف ہے۔
٦١٦٨۔ ترمذی: (٣٧٧٤)۔ ابو داؤد: (١١٠٩)۔ نسائی: (١٥٨٥) اس کی سند حسن ہے۔

عَلَيْهِمَا قَمِيصَانِ اَحْمَرَانِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ، فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْمِنْبَرِ فَحَمَلَهُمَا وَوَضَعَهُمَا بَيْنَ يَدَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((صَدَقَ اللّٰهُ ﴿اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾. نَظَرْتُ اِلٰى هٰذَيْنِ الصَّبِيَّيْنِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ فَلَمْ اَصْبِرْ حَتّٰى قَطَعْتُ حَدِيْثِيْ وَرَفَعْتُهُمَا)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَاَبُوْدَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ.

قمیض پہن رکھی تھی وہ دونوں چلتے تھے اور گر پڑتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ منبر سے اترے آپ ﷺ نے انہیں اٹھایا اور اپنے آگے بٹھایا آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا کلام سچا ہے کہ تمہارا مال اور تمہاری اولادیں فتنہ ہیں میں نے دونوں بچوں کو دیکھا کہ وہ چلتے ہوئے لڑکھڑا رہے تھے تو مجھ سے صبر نہ ہو سکا حتیٰ کہ میں نے اپنی بات کاٹ ڈالی اور انہیں اٹھا لیا (ترمذی، ابوداؤد و نسائی)

(٦١٦٩) وَعَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((حُسَيْنٌ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْ حُسَيْنٍ، اَحَبَّ اللّٰهُ مَنْ اَحَبَّ حُسَيْنًا، حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْاَسْبَاطِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(٦١٦٩) یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حسین رضی اللہ عنہ مجھ سے اور میں حسین رضی اللہ عنہ سے ہوں، اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرے جو حسین سے محبت کرتا ہے حسین میری اولاد سے ہے۔ (ترمذی)

(٦١٧٠) وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: اَلْحَسَنُ اَشْبَهَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا بَيْنَ الصَّدْرِ اِلَى الرَّأْسِ، وَالْحُسَيْنُ اَشْبَهَ النَّبِيَّ ﷺ مَا كَانَ اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(٦١٧٠) علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حسن رضی اللہ عنہ سینے سے لے کر سر تک رسول اللہ ﷺ سے مشابہت کرتا ہے اور حسین رضی اللہ عنہ سینے سے نیچے والے حصے سے مشابہت رکھتا ہے۔ (ترمذی)

(٦١٧١) وَعَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قُلْتُ لِاُمِّيْ: دَعِيْنِيْ آتِي النَّبِيَّ ﷺ فَاُصَلِّيْ مَعَهُ الْمَغْرِبَ وَاَسْاَلُهُ، اَنْ يَسْتَغْفِرَلِيْ وَلَكِ، فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَصَلَّيْتُ مَعَهُ الْمَغْرِبَ، فَصَلّٰى حَتّٰى صَلَّى الْعِشَاءَ ثُمَّ انْفَتَلَ فَتَبِعْتُهُ، فَسَمِعَ صَوْتِيْ، فَقَالَ: ((مَنْ هٰذَا؟ حُذَيْفَةُ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: ((مَا حَاجَتُكَ؟ غَفَرَاللّٰهُ لَكَ وَلِاُمِّكَ، اِنَّ هٰذَا مَلَكٌ لَمْ يَنْزِلِ الْاَرْضَ قَطُّ قَبْلَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ، اِسْتَأْذَنَ رَبَّهٗ اَنْ يُسَلِّمَ عَلَيَّ وَيُبَشِّرَنِيْ بِاَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ، وَاَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ

(٦١٧١) حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ سے عرض کیا کہ مجھے اجازت دیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں جاؤں اور آپ کی اقتدا میں مغرب کی نماز ادا کروں اور آپ ﷺ سے اپنے اور آپ کے لیے مغفرت کی دعا کرواؤں میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے آپ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی اس کے بعد آپ ﷺ نوافل ادا کرتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے عشاء کی نماز کی امامت کرائی، پھر آپ ﷺ واپس لوٹے میں آپ کے پیچھے گیا آپ ﷺ نے میری آواز سنی فرمایا کون ہے؟ حذیفہ ہے؟ میں نے کہا جی ہاں! آپ نے پوچھا تجھے کیا کام ہے؟ اللہ تجھے اور تیری ماں کو معاف کرے بلاشبہ آج رات سے پہلے یہ فرشتہ کبھی زمین پر نہیں آیا اس نے اپنے رب سے اجازت طلب کی کہ وہ مجھے سلام کہے اور مجھے بشارت دے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اہل جنت کی عورتوں کی

٦١٦٩۔ ترمذی: (٣٧٧٥) اس کی سند حسن ہے۔

٦١٧٠۔ ترمذی: (٣٧٧٩) اس میں ابواسحاق السبیعی مدلس راوی ہے۔ اس لیے یہ حدیث ضعیف ہے۔

٦١٧١۔ جامع الترمذی: (٣٧٨١) اس کی سند حسن ہے۔

الْجَنَّةِ))۔ رَوَاهُ التِّرمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

سردار ہو گی۔ اور حسن حسین رضی اللہ عنہما اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار ہوں گے۔ (ترمذی) امام ترمذی نے اس کو غریب کہا ہے۔

سواری اچھی ہے تو سوار بھی تو اچھا ہے

(٦١٧٢) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَامِلًا الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلٰى عَاتِقِهِ، فَقَالَ رَجُلٌ: نِعْمَ الْمَرْكَبُ رَكِبْتَ يَا غُلَامُ! فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَنِعْمَ الرَّاكِبُ هُوَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمَذِيُّ.

(٦١٧٢) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حسن بن علی کو اپنے کندھے پر اٹھایا ہوا تھا ایک شخص نے کہا اے لڑکا تو اچھی سواری پر سوار ہے، نبی ﷺ نے فرمایا سوار بھی تو اچھا ہے۔ (ترمذی)

ابن عمر رضی اللہ عنہما پر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو فوقیت

(٦١٧٣) وَعَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، اَنَّهٗ فَرَضَ لِاُسَامَةَ فِيْ ثَلَاثَةِ الَافٍ وَخَمْسِمَائَةٍ، وَفَرَضَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فِيْ ثَلَاثَةِ آلَافٍ. فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ لِاَبِيْهِ: لَمْ فَضَّلْتَ اُسَامَةَ عَلَيَّ؟ فَوَاللّٰهِ مَا سَبَقَنِيْ اِلٰى مَشْهَدٍ۔ قَالَ: لِاَنَّ زَيْدًا كَانَ اَحَبَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: مِنْ اَبِيْكَ، وَكَانَ اُسَامَةُ اَحَبَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْكَ، فَاٰثَرْتُ حِبَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى حِبِّيْ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(٦١٧٣) عمر رضی اللہ عنہ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے لیے ساڑھے تین ہزار (درہم) وظیفہ مقرر کیا اور عبداللہ بن عمر کا وظیفہ تین ہزار مقرر کیا، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے والد سے پوچھا کہ آپ نے اسامہ کو مجھ پر کس وجہ سے فوقیت دی؟ اللہ کی قسم! اسے مجھ سے کسی معرکے میں برتری حاصل نہیں ہے عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک تیرے والد سے زیادہ محبوب تھا اور آپ ﷺ کو اسامہ تجھ سے زیادہ محبوب تھا، اس لئے میں نے رسول اللہ ﷺ کے محبوب کو اپنے محبوب پر ترجیح دی ہے۔ (ترمذی)

(٦١٧٤) وَعَنْ جَبَلَةَ بْنِ حَارِثَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَدِمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِبْعَثْ مَعِيَ اَخِيْ زَيْدًا۔ قَالَ: ((هُوَ ذَا، فَاِنِ انْطَلَقَ مَعَكَ لَمْ اَمْنَعْهُ)) قَالَ زَيْدٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهَ! وَاللّٰهِ لَا اَخْتَارُ عَلَيْكَ اَحَدًا۔ قَالَ: فَرَأَيْتُ رَأْيَ اَخِيْ اَفْضَلَ مِنْ رَأْيِي۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(٦١٧٤) جبلہ بن حارثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ میرے ساتھ میرے بھائی زید کو بھیجیں آپ نے فرمایا زید یہ ہے اگر وہ تیرے ساتھ جانا چاہتا ہے تو میں اسے نہیں روکوں گا۔ زید نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم میں آپ پر کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا جبلہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنی بھائی کی رائے کو اپنی رائے سے بہتر پایا۔ (ترمذی)

(٦١٧٥) وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَبَطْتُ وَهَبَطَ النَّاسُ

(٦١٧٥) اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مرض الموت میں جب رسول اللہ ﷺ کمزور ہو گئے تو میں اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم واپس آ گئے۔

٦١٧٢۔ ترمذی: (٣٧٨٤) یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس سند میں زمعہ بن صالح ضعیف راوی ہے۔
٦١٧٣۔ ترمذی: (٣٨١٣) یہ حسن درجے کی حدیث ہے۔
٦١٧٤۔ ترمذی: (٣٨١٥) یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس میں اسماعیل بن ابی خالد مدلس ہے۔
٦١٧٥۔ جامع الترمذی: (٣٨١٧) یہ حدیث حسن ہے۔

الْمَدِيْنَةَ، فَدَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَقَدْ أُصْمِتَ۔ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ ، فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَضَعُ يَدَيْهِ عَلَيَّ وَيَرْفَعُهُمَا، فَاَعْرِفُ اَنَّهٗ يَدْعُوْلِیْ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔ وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ .

میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ خاموش تھے، آپ نے کوئی بات نہ کی البتہ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ میرے جسم پر رکھے انہیں اٹھایا تو میں جان گیا کہ میرے لیے دعا فرما رہے ہیں۔ (ترمذی) امام ترمذی نے اسے غریب قرار دیا ہے۔

(٦١٧٦) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: اَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ اَنْ يُنَحِّيَ مُخَاطَ اُسَامَةَ۔ قَالَتْ عَائِشَةُ دَعْنِيْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَنَا الَّذِيْ اَفْعَلُ۔ قَالَ: ((يَا عَائِشَةُ اَحِبِّيْهِ فَاِنِّيْ اُحِبُّهٗ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .

(٦١٧٦) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے اسامہ کی ناک سے بہنے والے پانی کو صاف کرنے کا ارادہ کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ آپ مجھے اجازت دیں کہ یہ کام میں سرانجام دیتی ہوں۔ آپ نے فرمایا: اے عائشہ! اس سے محبت کر، اس لیے کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔ (ترمذی)

نبی کریم ﷺ کا حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما پر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو ترجیح دینا

(٦١٧٧) وَعَنْ اُسَامَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا، اِذْ جَاءَ عَلِيٌّ وَالْعَبَّاسُ يَسْتَأْذِنَانِ، فَقَالَا لِاُسَامَةَ: اِسْتَأْذِنْ لَنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! عَلِيٌّ وَالْعَبَّاسُ يَسْتَأْذِنَانِ فَقَالَ: ((اَتَدْرِيْ مَا جَاءَ بِهِمَا؟)) قُلْتُ: لَا، قَالَ: ((لٰكِنِّيْ اَدْرِيْ، اِئْذَنْ لَهُمَا)) فَدَخَلَا، فَقَالَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! جِئْنَاكَ نَسْاَلُكَ اَيُّ اَهْلِكَ اَحَبُّ اِلَيْكَ؟ قَالَ: ((فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ)) قَالَا: مَا جِئْنَاكَ نَسْاَلُكَ عَنْ اَهْلِكَ قَالَ: ((اَحَبُّ اَهْلِيْ اِلَيَّ مَنْ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتُ عَلَيْهِ: اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ)) قَالَا ثُمَّ مَنْ ؟ قَالَ ((ثُمَّ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ)) فَقَالَ: الْعَبَّاسُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! جَعَلْتَ عَمَّكَ آخِرَهُمْ؟ قَالَ: ((اِنَّ عَلِيًّا سَبَقَكَ بِالْهِجْرَةِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔ وَذُكِرَ اَنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِيْهِ فِيْ كِتَابِ الزَّكَاةِ .

(٦١٧٧) اسامہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے دروازے کے قریب بیٹھا ہوا تھا۔ اس دوران علی اور عباس آئے وہ اندر جانے کے لیے اجازت طلب کر رہے تھے۔ انہوں نے اسامہ سے کہا کہ تم ہمارے لیے اللہ کے نبی ﷺ سے اجازت طلب کرو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول علی اور عباس رضی اللہ عنہما اندر آنے کی اجازت طلب کر رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تجھے معلوم ہے کہ وہ کیوں اجازت طلب کر رہے ہیں میں نے کہا ''نہیں'' آپ نے فرمایا: البتہ مجھے علم ہے تم انہیں اندر آنے کی اجازت دو۔ چنانچہ وہ دونوں اندر داخل ہوئے انہوں نے عرض کی اے اللہ کے رسول! ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں ہم آپ سے سوال پوچھتے ہیں کہ اہل بیت سے آپ کو زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ نے فرمایا: فاطمہ بنت محمد انہوں نے عرض کیا ہم نے آپ کی بیویوں اور اولاد کے بارے میں سوال نہیں کیا فرمایا: مجھے اہل سے زیادہ محبوب وہ شخص ہے۔ جس پر اللہ نے انعام کیا اور وہ جس پر میں نے احسان کیا وہ اسامہ بن زید ہے۔ انہوں نے دریافت کیا : پھر کون؟ آپ نے فرمایا: پھر علی بن ابی طالب۔ عباس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ آپ نے اپنے چچا کو آخر میں کر دیا۔ آپ نے فرمایا بے شک علی ہجرت کرنے میں تجھ سے سبقت لے گیا ہے (ترمذی) وہ حدیث جس میں ہے کہ ''چچا باپ کے برابر ہے۔'' کتاب الزکوٰۃ میں ذکر کی گئی ہے۔

٦١٧٦۔ ترمذی: (٣٨١٨) اس کی سند حسن ہے۔

٦١٧٧۔ ترمذی: (٣٨١٩) اس کی سند حسن ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ......تیسری فصل

(٦١٧٨) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ ﷺ، قَالَ: صَلّٰى اَبُوْبَكْرِ الْعَصْرَ ثُمَّ خَرَجَ يَمْشِيْ وَمَعَهٗ عَلِيٌّ، فَرَأَى الْحَسَنَ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ، فَحَمَلَهٗ، عَلٰى عَاتِقِهٖ وَقَالَ: بِاَبِیْ شَبِيْهٌ بِالنَّبِيِّ ﷺ لَيْسَ شَبِيْهًا بِعَلِيٍّ، وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(٦١٧٨) عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر نے عصر کی نماز پڑھی، پھر وہ باہر نکلے وہ چل رہے تھے اور ان کے ساتھ علی رضی اللہ عنہ تھے، ابوبکر نے دیکھا کہ حسن بن علی بچوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔ ابوبکر نے حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے کندھے پر اٹھا لیا اور کہا میرا باپ تم پر قربان ہو تمہاری مشابہت نبی ﷺ کے ساتھ ہے علی کے ساتھ نہیں اس بات پر حضرت علی ہنس دیے۔ (بخاری)

(٦١٧٩) وَعَنْ اَنَسٍ ﷺ، قَالَ: اُتِيَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ، فَجُعِلَ فِيْ طَسْتٍ، فَجَعَلَ يَنْكُتُ وَقَالَ فِيْ حُسْنِهٖ شَيْئًا، قَالَ اَنَسٌ: فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ اِنَّهٗ كَانَ اَشْبَهَهُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ مَخْضُوْبًا بِالْوَسْمَةِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ زِيَادٍ فَجِيْءَ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ، فَجَعَلَ يَضْرِبُ بِقَضِيْبٍ فِيْ اَنْفِهٖ وَيَقُوْلُ: مَا رَأَيْتُ مِثْلَ هٰذَا حُسْنًا۔ فَقُلْتُ: اَمَا اِنَّهٗ كَانَ مِنْ اَشْبَهِهِمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ؟۔ وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

(٦١٧٩) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن زیاد کے پاس حضرت حسین؟ گیا اسے ایک تھال میں رکھا گیا تھا، ابن زیاد نے چھڑی کے کنارے کو حسین کی ناک پر لگاتے ہوئے ان کے حسن کے بارے میں تعریفی کلمات کہے میں نے اللہ کی قسم! یہ شخص تمام صحابہ کرامؓ میں سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ زیادہ مشابہ تھا اور اس کے بال خضاب کے ساتھ رنگے ہوئے تھے۔ (بخاری) ترمذی کی روایت میں ہے کہ انس نے بیان کیا میں ابن زیاد کے پاس تھا کہ حسین کا سر قلم کر کے اس کے ہاں لایا گیا۔ ابن زیاد ان کی ناک پر چھڑی سے ضرب لگا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ اس جیسا حسین میں نے نہیں دیکھا۔ میں نے کہا خبردار! بلاشبہ یہ شخص تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ زیادہ مشابہ تھا۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح غریب قرار دیا ہے۔

(٦١٨٠) وَعَنْ اُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ ﷺ، اَنَّهَا دَخَلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّيْ رَأَيْتُ حُلْمًا مُنْكَرًا اللَّيْلَةَ قَالَ: ((وَمَا هُوَ؟)) قَالَتْ: اِنَّهٗ شَدِيْدٌ قَالَ: ((وَمَا هُوَ؟)) قَالَتْ: رَأَيْتُ كَاَنَّ قِطْعَةً مِنْ جَسَدِكَ قُطِعَتْ وَوُضِعَتْ فِيْ حِجْرِيْ۔ فَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((رَأَيْتِ خَيْرًا، تَلِدُ فَاطِمَةُ اِنْ شَاءَ

(٦١٨٠) سیدہ ام فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور کہا اے اللہ کے رسول! میں نے آج رات ایک برا خواب دیکھا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا وہ کیا ہے، انہوں نے کہا وہ خواب بہت سخت ہے، آپ نے فرمایا وہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا میں نے دیکھا ہے کہ آپ کے بدن کے ایک ٹکڑے کو کاٹ کر میری گود میں رکھا گیا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اچھا خواب دیکھا ہے، اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو فاطمہ رضی اللہ عنہا ایک بیٹے کو جنم دے گی، وہ تیری گود میں ہوگا، تو

٦١٧٨۔ صحيح البخاري: (٣٧٥٠).

٦١٧٩۔ صحیح بخاری: (٣٧٤٨)۔ ترمذی: (٣٧٧٨).

٦١٨٠۔ دلائل النبوة، امام بيهقي: (٦/ ٤٦٩) اس کی سند ضعیف ہے۔

اللّٰهُ غُلَامًا يَكُوْنُ فِيْ حِجْرِكِ))۔ فَوَلَدَتْ فَاطِمَةُ الْحُسَيْنَ، فَكَانَ فِيْ حِجْرِيْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ فَدَخَلْتُ يَوْمًا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَوَضَعْتُهُ فِيْ حِجْرِهِ، ثُمَّ كَانَتْ مِنِّيْ اِلْتِفَاتَةٌ، فَإِذَا عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تُهْرِيْقَانِ الدُّمُوْعَ، قَالَتْ: فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ، مَالَكَ؟ قَالَ: ((أَتَانِيْ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَأَخْبَرَنِيْ أَنَّ أُمَّتِيْ سَتَقْتُلُ اِبْنِيْ هٰذَا، فَقُلْتُ: هٰذَا؟ قَالَ: نَعَمْ، وَأَتَانِيْ بِتُرْبَةٍ مِنْ تُرْبَتِهٖ حَمْرَاءَ.))

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو جنم دیا اور وہ میری گود میں آیا جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا، میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، میں نے بچے کو آپ کی گود میں دیا پھر میں دوسری طرف دیکھنے لگی تو اچانک رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں آنسو بہانے لگیں، تو میں نے کہا اے اللہ کے نبی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ کو کیا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ میری امت کے کچھ لوگ عنقریب میرے اس بیٹے کو قتل کر دیں گے، تو میں نے کہا اس کو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اور جبرئیل علیہ السلام نے مجھے اس کی سرخ مٹی لا کر دکھائی ہے۔

(٦١٨١) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِيْمَا يَرَى النَّائِمُ ذَاتَ يَوْمٍ بِنِصْفِ النَّهَارِ، أَشْعَثَ أَغْبَرَ، بِيَدِهٖ قَارُوْرَةٌ فِيْهَا دَمٌ، فَقُلْتُ: بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ، مَا هٰذَا؟ قَالَ: ((هٰذَا دَمُ الْحُسَيْنِ وَأَصْحَابِهٖ، وَلَمْ أَزَلْ أَلْتَقِطُهُ مُنْذُ الْيَوْمِ)) فَأَحْصِيْ ذٰلِكَ الْوَقْتَ فَأَجِدُ قُتِلَ ذٰلِكَ الْوَقْتَ۔ رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ وَأَحْمَدُ الْأَخِيْرَ.

(٦١٨١) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک روز دوپہر کے وقت میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا آپ ﷺ کے بال پراگندہ تھے جسم غبار آلود تھا۔ آپ ﷺ کے ہاتھ میں ایک شیشی تھی جس میں خون تھا میں نے آپ ﷺ سے تعجب سے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں یہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا، یہ حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کا خون ہے اور میں آج صبح سے اس کو اٹھا رہا ہوں۔ (ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں) میں نے اس تاریخ کو محفوظ رکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ حسین رضی اللہ عنہ اسی وقت قتل کیے گئے تھے۔ (بیهقی دلائل النبوة و احمد)

(٦١٨٢) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَحِبُّوا اللّٰهَ لِمَا يَغْذُوْكُمْ مِنْ نِعَمِهٖ، فَأَحِبُّوْنِيْ لِحُبِّ اللّٰهِ، وَأَحِبُّوْا أَهْلَ بَيْتِيْ لِحُبِّيْ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(٦١٨٢) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرو، اس لیے کہ وہ تمہیں نعمتیں عطا کرتا ہے اور میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کی محبت کے پیش نظر محبت کرو اور میرے اہل بیت کے ساتھ میری وجہ سے محبت کرو۔ (ترمذی)

(٦١٨٣) وَعَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ، أَنَّهُ قَالَ وَهُوَ آخِذٌ بِبَابِ الْكَعْبَةِ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((أَلَا إِنَّ مَثَلَ أَهْلِ بَيْتِيْ فِيْكُمْ مَثَلُ سَفِيْنَةِ نُوْحٍ، مَنْ رَكِبَهَا نَجَا، وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَكَ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ.

(٦١٨٣) ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب انہوں نے کعبہ مکرمہ کے دروازے کو پکڑ رکھا تھا انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، خبردار! بلاشبہ تم میں میرے اہل بیت کی مثال نوح علیہ السلام کی کشتی کی مانند جو شخص اس پر سوار ہو گیا، وہ نجات پا گیا اور جو سوار نہ ہوا وہ ہلاک ہو گیا۔ (احمد)

٦١٨١۔ دلائل النبوة: (٦/ ٤٧١)۔ مسند امام احمد: (٢١٦٥)۔ اس کی سند ضعیف ہے۔

٦١٨٣۔ اسے امام احمد نے فضائل الصحابہ میں درج کیا ہے، حدیث: (١٤٠٢) اور اس میں مفضل بن صالح ضعیف راوی ہے اور ابواسحاق مدلس ہے۔ اس لیے یہ روایت ضعیف ہے۔

بَابُ مَنَاقِبِ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ رضی اللہ عنہن
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے فضائل

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے فضائل

(٦١٨٤) عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: ((خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ، وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ اَبُوْ كُرَيْبٍ: وَاَشَارَ وَكِيْعٌ إِلَى السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ.

(٦١٨٤) علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے دور کی سب عورتوں سے بہتر عورت مریم بنت عمران علیہا السلام اور اپنے دور کی بہترین عورتوں میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی زوجہ محترمہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا ہیں۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: مذکورہ حدیث میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر ہے جو بغیر باپ کے محض اللہ کے حکم سے پیدا ہوئے جن نام نہاد مسلمانوں نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی اس حقیقت سے انکار کیا ہے ان کا قول باطل ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ان مثل عیسی عند الله کمثل ادم﴾ (راز)

(٦١٨٥) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: اَتَى جِبْرَئِيْلُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: ((يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم هٰذِهِ خَدِيْجَةُ قَدْ اَتَتْ مَعَهَا اِنَاءٌ فِيْهِ اِدَامٌ اَوْ طَعَامٌ، فَاِذَا اَتَتْكَ فَاقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَبِّهَا وَمِنِّيْ، وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ، لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(٦١٨٥) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، انہوں نے بیان کیا: اے اللہ کے رسول! یہ خدیجہ مکہ مکرمہ سے (غار حرا کی طرف) آئی ہیں ان کے پاس برتن ہے۔ جس میں سالن یا کھانا ہے۔ جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو انہیں ان کے پروردگار اور میری طرف سے سلام کہنا، انہیں جنت میں ایسے گھر کی بشارت دینا جس میں نہ شور وشغب ہوگا نہ اکتاہٹ ہوگی۔ (بخاری ومسلم)

(٦١٨٦) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: مَا غِرْتُ عَلٰى اَحَدٍ مِنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ وَمَا رَاَيْتُهَا، وَلٰكِنْ كَانَ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا، وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يُقَطِّعُهَا اَعْضَاءً، ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِيْ صَدَائِقِ خَدِيْجَةَ، فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهُ:

(٦١٨٦) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی پر اس قدر رشک نہیں کیا جس قدر کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پر کیا ہے حالانکہ میں نے انہیں دیکھا نہیں ہے، البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کثرت کے ساتھ اس کا تذکرہ فرماتے اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بکری ذبح کرنے کا حکم دیتے، اس کے اعضا کے ٹکڑے کیے جاتے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ کی سہیلیوں کی طرف اس کا

٦١٨٤۔ صحیح بخاری: (٣٤٣٢)۔ صحیح مسلم: (٦٩/ ٢٤٣٠).
٦١٨٥۔ صحیح بخاری: (٣٨٢٠)۔ صحیح مسلم: (٧١/ ٢٤٣٢).
٦١٨٦۔ صحیح بخاری: (٣٨١٨)۔ صحیح مسلم: (٧٥/ ٢٤٣٥).

كَانَّهُ لَمْ تَكُنْ فِي الدُّنْيَا اِمْرَأَةٌ اِلَّا خَدِيْجَةُ، فَيَقُوْلُ: ((اِنَّهَا كَانَتْ، وَكَانَتْ، وَكَانَ لِيْ مِنْهَا وَلَدٌ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

ہدیہ بھیجتے۔ میں آپ ﷺ سے کہا کرتی تھی کہ خدیجہ کے علاوہ دنیا میں کوئی عورت ہی نہیں ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں، وہ ایسی تھی۔ (یعنی آپ ﷺ اس کے اوصاف شمار کرتے) مزید براں اس سے میری اولاد بھی ہے (بخاری ومسلم)

توضیح: اس سے معلوم ہوا کہ رسول کریم ﷺ کی نگاہوں میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا درجہ بہت زیادہ تھا فی الواقع وہ اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی اولین محسنہ تھیں۔ (راز)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل

(٦١٨٧) وَعَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ، اَنَّ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا عَائِشُ! هٰذَا جِبْرَئِيْلُ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ))۔ قَالَتْ: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ قَالَتْ: وَهُوَ يَرٰى مَالَا اَرٰى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(٦١٨٧) ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! یہ جبرئیل علیہ السلام ہیں، تجھے سلام کہتے ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا جواباً وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ کہا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آپ ﷺ جن چیزوں کو دیکھتے تھے وہ مجھے نظر نہیں آتی تھیں۔ (بخاری ومسلم)

(٦١٨٨) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قالت: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اُرِيْتُكِ فِي الْمَنَامِ ثَلَاثَ لَيَالٍ، يُجِيْءُ بِكِ الْمَلَكُ فِيْ سَرَقَةٍ مِنْ حُرَيْرٍ، فَقَالَ لِيْ: هٰذِهِ امْرَاَتُكَ، فَكَشَفْتُ عَنْ وَجْهِكِ الثَّوْبَ، فَاِذَا اَنْتِ هِيَ فَقُلْتُ: اِنْ يَكُنْ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(٦١٨٨) عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: تین رات تک تو مجھے خواب میں دکھائی دیتی رہی۔ فرشتہ تیری تصویر کو ریشم کے ایک ٹکڑے میں لاتا رہا اور مجھے بتایا کہ یہ آپ کی بیوی ہے میں نے جب تیرے چہرے سے نقاب ہٹایا تو کہا: یہ تو وہی صورت ہے۔ میں نے فرشتے کے جواب میں کہا: اگر یہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو اللہ تعالیٰ اسے میرے پاس پہنچائے گا۔ (بخاری ومسلم)

(٦١٨٩) وَعَنْهَا رضی اللہ عنہا قَالَتْ: اِنَّ النَّاسَ كَانُوْا يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، يَبْتَغُوْنَ بِذٰلِكَ مَرْضَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ وَقَالَتْ: اِنَّ نِسَاءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كُنَّ حِزْبَيْنِ: فَحِزْبٌ فِيْهِ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ وَصَفِيَّةُ وَسَوْدَةُ، وَالْحِزْبُ الْاٰخَرُ اُمُّ سَلَمَةَ وَسَائِرُ نِسَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ، فَكَلَّمَ حِزْبُ اُمِّ سَلَمَةَ، فَقُلْنَ لَهَا: كَلِّمِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُكَلِّمُ النَّاسَ فَيَقُوْلُ: مَنْ اَرَادَ اَنْ يُهْدِيَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلْيُهْدِهِ اِلَيْهِ حَيْثُ كَانَ۔ فَكَلَّمَتْهُ، فَقَالَ لَهَا: ((لَا تُؤْذِيْنِيْ فِيْ عَائِشَةَ؛

(٦١٨٩) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کے دن تحائف بھیجنے کا خیال کرتے تھے۔ اس طرح وہ رسول اللہ ﷺ کی رضامندی کے طالب ہوتے تھے۔ نیز عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے دو گروہ تھے۔ ایک گروہ میں عائشہ حفصہ صفیہ اور سودہ رضی اللہ عنہا تھیں اور دوسرے گروہ میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور دوسری دیگر بیویاں تھیں۔ چنانچہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گروہ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آپ ﷺ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گزارش کریں جو شخص رسول اللہ ﷺ کی طرف ہدیہ بھیجنے کا ارادہ کرے تو نہیں چاہیے کہ جہاں کہیں بھی آپ ﷺ ہو وہاں ہدیہ بھیجیں ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے گفتگو کی آپ ﷺ نے فرمایا تم مجھے عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں تکلیف نہ دو۔ اس

٦١٨٧۔ صحيح بخاري: (٣٧٦٨)۔ صحيح مسلم: (٩٠/ ٢٤٤٧)۔
٦١٨٨۔ صحيح بخاري: (٣٨٩٥)۔ صحيح مسلم: (٧٩/ ٢٤٣٨)۔
٦١٨٩۔ صحيح بخاري: (٢٥٨١)۔ صحيح مسلم: (٨٣/ ٢٤٤٢)۔

فَاِنَّ الْوَحْیَ لَمْ یَأْتِنِیْ وَاَنَا فِیْ ثَوْبِ امْرَأَۃٍ اِلَّا عَائِشَۃَ))۔ قَالَتْ: اَتُوْبُ اِلَی اللّٰہِ مِنْ اَذَاكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ! ثُمَّ اِنَّھُنَّ دَعَوْنَ فَاطِمَۃَ فَاَرْسَلْنَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَکَلَّمَتْہُ، فَقَالَ: ((یَا بُنَیَّۃُ! اَلَا تُحِبِّیْنَ مَا اُحِبُّ؟))۔ قَالَتْ: بَلٰی۔ قَالَ: ((فَاَحِبِّیْ ھٰذِہٖ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ. وَذُکِرَ حَدِیْثُ اَنَسٍ فَضْلُ عَائِشَۃَ عَلَی النِّسَاءِ فِیْ بَابِ بَدْءِ الْخَلْقِ۔ بِرِوَایَۃِ اَبِیْ مُوْسٰی.

لیے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کسی اور عورت کے لحاف میں وحی نہیں آتی۔ یہ سن کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں آپ ﷺ کو تکلیف پہنچانے کے سبب اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتی ہوں۔ اس کے بعد ان عورتوں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلا کر رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے گفتگو کی۔ آپ ﷺ نے جواب دیا: اے میری بیٹی! کیا تجھے اس سے محبت نہیں؟ جس سے مجھے محبت ہے۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا ضرور ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پس تم عائشہ سے محبت کرو (بخاری و مسلم) اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت دیگر عورتوں پر اس طرح ہے جس......'' جس کا ذکر، ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث جو ''مخلوق کے آغاز'' کے باب میں ہے، ہو چکا ہے۔

توضیح: رسول اللہ ﷺ کی بعض بیویاں امام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں جمع ہوئیں اور یہ کہا کہ تم نبی ﷺ سے عرض کرو کہ آپ اپنے صحابہ کو حکم دیں کہ وہ ہدیے اور تحائف بھیجنے میں یہ راہ نہ دیکھتے رہیں کہ نبی ﷺ فلاں بیوی کے گھر تشریف لے جائیں تو ہم تحائف بھیجیں بلکہ بلاقید آپ کسی بیوی کے پاس ہوں بھیج دیا کریں اس طویل حدیث میں اسی واقعہ کی تفصیل مذکور ہے۔

جہاں تک بیویوں کے حقوق واجبہ کا تعلق تو نبی ﷺ نے سب کے لیے ایک ایک رات کی باری مقرر فرمائی ہوئی تھی اور اسی کے مطابق عمل درآمد ہو رہا تھا۔ باقی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت سب بیویوں پر مسلم ہے۔ (راز)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ......دوسری فصل

(۶۱۹۰) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((حَسْبُكَ مِنْ نِسَاءِ الْعَالَمِیْنَ مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ، وَخَدِیْجَۃُ بِنْتُ خُوَیْلِدٍ، وَفَاطِمَۃُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ، وَآسِیَۃُ امْرَأَۃُ فِرْعَوْنَ))۔ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ.

(۶۱۹۰) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جہاں والوں کی عورتوں میں سے تمہیں مریم بنت عمران علیہا السلام، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد ﷺ اور فرعون کی بیوی آسیہ کافی ہیں۔ (ترمذی)

(۶۱۹۱) وَعَنْ عَائِشَۃَ رضی اللہ عنہا، اَنَّ جِبْرَئِیْلَ جَاءَ بِصُوْرَتِھَا فِیْ خِرْقَۃِ حَرِیْرٍ خَضْرَاءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ: ((ھٰذِہٖ زَوْجَتُكَ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ))۔ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ.

(۶۱۹۱) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام سبز ریشم کے ٹکڑے میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی تصویر لائے اور بیان کیا کہ یہ دنیا اور آخرت میں آپ ﷺ کی بیوی ہے۔ (ترمذی)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت

(۶۱۹۲) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: بَلَغَ صَفِیَّۃَ اَنَّ

(۶۱۹۲) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو یہ خبر پہنچی کہ حفصہ رضی اللہ عنہا

۶۱۹۰۔ ترمذی: (۳۸۷۸) یہ حدیث صحیح ہے۔

۶۱۹۱۔ ترمذی: (۳۸۸۰) اس کی اسناد صحیح ہیں۔

حَفْصَةَ قَالَتْ: بِنْتُ يَهُوْدِيٍّ، فَبَكَتْ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ وَهِيَ تَبْكِيْ، فَقَالَ: ((مَا يُبْكِيْكِ؟)) فَقَالَتْ: قَالَتْ لِيْ حَفْصَةُ: إِنِّيْ ابْنَةُ يَهُوْدِيٍّ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّكِ لَابْنَةُ نَبِيٍّ ﷺ، وَإِنَّ عَمَّكِ لَنَبِيٌّ، وَإِنَّكِ لَتَحْتَ نَبِيٍّ، فَفِيْمَ تَفْخَرُ عَلَيْكِ؟))۔ ثُمَّ قَالَ: ((اِتَّقِي اللّٰهَ يَا حَفْصَةُ!))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ.

نے انہیں یہودی کی بیٹی کہا ہے یہ سن کر وہ رونے لگیں۔ نبی ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے وہ رو رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا آپ کیوں رو رہی ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ مجھے حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہودی کی بیٹی کہا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اس میں کوئی شک نہیں۔ تو ایک پیغمبر کی بیٹی ہے اور تیرا چچا بھی پیغمبر تھا اور بلاشبہ تو پیغمبر کے نکاح میں ہے۔ وہ کس سبب سے تجھ پر فخر کر رہی ہے۔ بعدازاں آپ ﷺ نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا: اے حفصہ رضی اللہ عنہا اللہ سے ڈر۔ (ترمذی ونسائی)

(٦١٩٣) وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا، أَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دَعَا فَاطِمَةَ عَامَ الْفَتْحِ فَنَاجَاهَا، فَبَكَتْ، ثُمَّ حَدَّثَهَا فَضَحِكَتْ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَأَلْتُهَا عَنْ بُكَائِهَا وَضِحْكِهَا۔ قَالَتْ أَخْبَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ يَمُوْتُ فَبَكَيْتُ، ثُمَّ أَخْبَرَنِيْ إِنِّيْ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا مَرْيَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ، فَضَحِكْتُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(٦١٩٣) ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ کو بلایا۔ آپ ﷺ نے اس سے سرگوشی کی وہ رونے لگیں اور میں آپ ﷺ نے پھر اس سے سرگوشی کی تو وہ ہنسنے لگیں۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اس کے ہنسنے اور رونے کے بارے میں دریافت کیا۔ اس نے بتایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا آپ ﷺ جلد فوت ہو جائیں گے تو میں رونے لگی، پھر آپ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ مریم بنت عمران علیہا السلام کے سوا جنت کی عورتوں کی سردار ہوں گی تو میں نے ہنسنے لگی۔ (ترمذی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

(٦١٩٤) عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رضی اللہ عنہ، قَالَ: مَا أَشْكَلَ عَلَيْنَا أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَدِيْثٌ قَطُّ فَسَأَلْنَا عَائِشَةَ إِلَّا وَجَدْنَا عِنْدَهَا مِنْهُ عِلْمًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔ وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ.

(٦١٩٤) ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ پر جب کسی حدیث کے بارے میں کوئی مشکل درپیش ہوتی تو ہم عائشہ رضی اللہ عنہا سے دیافت کرتے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس حدیث کا علم ہوتا تھا۔ (ترمذی) امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن غریب قرار دیا ہے۔

(٦١٩٥) وَعَنْ مُوْسٰى بْنِ طَلْحَةَ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَفْصَحَ مِنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ.

(٦١٩٥) موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے فصاحت و بلاغت میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ کسی شخص کو نہیں پایا۔ (ترمذی) امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح غریب کہا ہے۔

٦١٩٢۔ ترمذی: (٣٨٩٤)۔ سنن کبریٰ نسائی: (٨٩١٩) اس کی اسناد صحیح ہیں۔
٦١٩٣۔ ترمذی: (٣٨٧٣) اس کی سند حسن ہے۔
٦١٩٤۔ ترمذی: (٣٨٨٣) اس کی سند حسن ہے۔

بَابُ جَامِعِ الْمُنَاقِبِ
مختلف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... فصل اول

(٦١٩٦) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، قَالَ: رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَانَ فِيْ يَدَيَّ سَرَقَةً مِنْ حَرِيْرٍ، لَا اَهْوِيْ بِهَا اِلٰى مَكَانٍ فِي الْجَنَّةِ اِلَّا طَارَتْ بِيْ اِلَيْهِ فَقَصَصْتُهَا عَلٰى حَفْصَةَ، فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: ((اِنَّ اَخَاكَ رَجُلٌ صَالِحٌ اَوْ اِنَّ عَبْدَاللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ.)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(٦١٩٦) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ریشم کا ایک ٹکڑا ہے میں جنت میں جس جگہ جانے کا ارادہ کرتا ہوں تو وہ مجھے وہاں پہنچا دیتا ہے، میں نے یہ خواب حفصہ رضی اللہ عنہا کو بتایا، حفصہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا بلا شبہ تیرا بھائی نیک شخص ہے، یا فرمایا بلاشبہ عبداللہ نیک شخص ہے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مناقب

(٦١٩٧) وَعَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: اِنَّ اَشْبَهَ النَّاسِ دَلًّا وَسَمْتًا وَهَدْيًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ لَابْنُ اُمِّ عَبْدٍ مِنْ حِيْنَ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهٖ اِلٰى اَنْ يَرْجِعَ اِلَيْهِ، لَا نَدْرِيْ مَا يَصْنَعُ فِيْ اَهْلِهٖ اِذَا خَلَا۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(٦١٩٧) حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اخلاق اور سیرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشابہت رکھنے والے ابن ام عبد رضی اللہ عنہ (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) ہیں ہمیں معلوم نہیں کہ جب وہ گھر میں اکیلے ہوتے ہیں تو کیا کرتے ہیں۔ (بخاری)

(٦١٩٨) وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَدِمْتُ اَنَا وَاَخِيْ مِنَ الْيَمَنِ، فَمَكَثْنَا حِيْنًا مَا نَرٰى اِلَّا اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، لَمَّا نَرٰى مِنْ دُخُوْلِهٖ وَدُخُوْلِ اُمِّهٖ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(٦١٩٨) ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرا بھائی یمن سے آئے ہم کافی عرصہ وہیں رہے ہم یہی خیال رکھتے تھے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے ایک فرد ہیں۔ اس لیے کہ ہم دیکھا کرتے تھے کہ عبداللہ بن مسعود اور ان کی والدہ اکثر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

(٦١٩٩) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما، اَنَّ

(٦١٩٩) عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

٦١٩٦۔ صحيح بخاري: (٧٠١٥)۔ صحيح مسلم: (١٣٩/ ٢٤٧٨).
٦١٩٧۔ صحيح بخاري: (٦٠٩٧).
٦١٩٨۔ صحيح بخاري: (٣٧٦٣)۔ صحيح مسلم: (١١٠/ ٢٤٦٠).
٦١٩٩۔ صحيح بخاري: (٣٧٠٦)۔ صحيح مسلم: (١١٧/ ٢٤٦٤).

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِسْتَقْرِئُوا الْقُرْآنَ مِنْ اَرْبَعَةٍ: مِنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، وَسَالِمٍ مَوْلٰی اَبِیْ حُذَيْفَةَ، وَاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ.)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

کہ قرآن پاک (تعلیم) کو چار صحابہ سے حاصل کرو۔ عبداللہ بن مسعود سے ابو حذیفہ کے غلام سالم سے ابی بن کعب سے اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم سے (بخاری و مسلم)

(٦٢٠٠) وَعَنْ عَلْقَمَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَدِمْتُ الشَّامَ، فَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قُلْتُ: اَللّٰهُمَّ يَسِّرْلِیْ جَلِيْسًا صَالِحًا، فَاَتَيْتُ قَوْمًا، فَجَلَسْتُ اِلَيْهِمْ، فَاِذَا شَيْخٌ قَدْ جَاءَ حَتّٰى جَلَسَ اِلٰى جَنْبِیْ، قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا: اَبُو الدَّرْدَاءِ قُلْتُ: اِنِّیْ دَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ يُيَسِّرَلِیْ جَلِيْسًا صَالِحًا، فَيَسَّرَكَ لِیْ، فَقَالَ: مَنْ اَنْتَ؟ قُلْتُ: مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ قَالَ: اَوَلَيْسَ عِنْدَكُمْ اِبْنُ اُمِّ عَبْدٍ صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالْوِسَادَةِ وَالْمِطْهَرَةِ، وَفِيْكُمْ الَّذِیْ اَجَارَهُ اللّٰهُ مِنَ الشَّيْطَانِ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ؟ يَعْنِیْ: عَمَّارًا، اَوَلَيْسَ فِيْكُمْ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِیْ لَا يَعْلَمُهٗ غَيْرُهٗ؟ يَعْنِیْ حُذَيْفَةَ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

(۶۲۰۰) علقمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں شام میں آیا میں نے دمشق کی جامع مسجد میں دو رکعت نفل ادا کی بعد میں، میں نے دعا کی ''اے اللہ! مجھے کسی عالم باعمل کی رفاقت عطا کر'' چنانچہ میں کچھ لوگوں کے پاس آ کر بیٹھا گیا تو وہاں ایک بزرگ میرے پہلو میں آ کر بیٹھ گئے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ ابودرداء رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں نے ان سے ذکر کیا کہ میں نے اللہ سے یہ دعا کی تھی کہ مجھے عالم باعمل کی رفاقت عطا کر چنانچہ اللہ نے آپ کو میرا رفیق بنایا۔ ابودرداء رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے جواب دیا میرا تعلق اہل کوفہ سے ہے۔ ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا: تمہارے پاس ابن ام عبد رضی اللہ عنہ (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے جوتے، تکیہ اور وضو کا برتن اٹھانے والے ہیں اور کیا تم میں وہ شخص نہیں ہے؟ جس کو اللہ نے اپنے پیغمبر کی زبان پر شیطان سے محفوظ کر لیا، یعنی عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہ کیا تم میں وہ شخص نہیں ہے جو نبی ﷺ کا راز دار تھا ایسے راز کہ جن کو ان کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا، یعنی حذیفہ بن یمان۔ (بخاری)

(٦٢٠١) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اُرِيْتُ الْجَنَّةَ فَرَاَيْتُ امْرَاَةَ اَبِیْ طَلْحَةَ، وَسَمِعْتُ، خَشْخَشَةً اَمَامِیْ فَاِذَا بِلَالٌ.)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۶۲۰۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا: مجھے جنت کا مشاہدہ کروایا گیا تو میں نے وہاں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی کو دیکھا اور میں نے اپنے آگے پاؤں کی آہٹ سنی (دیکھا کہ وہ) بلال رضی اللہ عنہ تھے۔ (مسلم)

(٦٢٠٢) وَعَنْ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ سِتَّةَ نَفَرٍ، فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ لِلنَّبِيِّ: اُطْرُدْ هٰؤُلَاءِ لَا يَجْتَرِئُوْنَ عَلَيْنَا۔ قَالَ: وَكُنْتُ اَنَا وَابْنُ مَسْعُوْدٍ وَرَجُلٌ مِنْ هُذَيْلٍ۔ وَبِلَالٌ وَرَجُلَانِ لَسْتُ اُسَمِّيْهِمَا، فَوَقَعَ فِیْ نَفْسِ

(۶۲۰۲) سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم چھ آدمی نبی ﷺ کے ساتھ تھے، مشرکین کے سرداروں نے نبی ﷺ سے کہا (کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئیں) تو ان چھ صحابہ کو اپنی صحبت سے دور رکھا کریں، کہیں وہ ہم پر دلیر نہ ہو جائیں سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ان چھ اشخاص میں) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، ہذیل قبیلہ سے ایک شخص، بلال رضی اللہ عنہ، دو مزید شخص تھے۔ (کسی

٦٢٠٠۔ بخاری: (٣٧٤٢).
٦٢٠١۔ مسلم: (١٠٦/ ٢٤٥٧).
٦٢٠٢۔ مسلم: (٤٦/ ٢٤١٣).

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَقَعَ، فَحَدَّثَ نَفْسَهٗ، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ﴾۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

مصلحت کی بنا پر) میں ان کا نام نہیں لے رہا، چنانچہ ان کے دل پر ان کو دور رکھنے کا رجحان واقع ہوا۔ جس قدر کہ اللہ نے چاہا آپ ﷺ نے اپنے دل میں بات سوچی (کہ جب مشرک آیا کریں تو ان کی تالیف کے لیے یہ صحابہ دور ہو جایا کریں) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ''آپ اپنی صحبت سے ان لوگوں کو دور نہ کریں، جو صبح شام اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں اور اس کی رضا کے متلاشی ہیں۔ (مسلم)

(٦٢٠٣) وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهٗ: ((يَا اَبَا مُوْسٰى! لَقَدْ اُعْطِيْتَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيْرِ آلِ دَاوٗدَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(٦٢٠٣) ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ''اے ابوموسیٰ! بلاشبہ تجھے آل داؤد کی خوش آوازی سے اچھی آواز عطا کی گئی ہے۔'' (بخاری ومسلم)

(٦٢٠٤) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَرْبَعَةٌ: اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَاَبُوْ زَيْدٍ۔ قِيْلَ لِاَنَسٍ: مَنْ اَبُوْزَيْدٍ؟ قَالَ: اَحَدُ عُمُوْمَتِيْ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(٦٢٠٤) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے عہد نبوت میں چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن کو محفوظ کر کے جمع کیا تھا، ان میں ابی بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابوزید رضی اللہ عنہم ہیں۔ ان سے دریافت کیا گیا کہ ابوزید رضی اللہ عنہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ میرے چچاؤں میں سے ایک چچا ہے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: اس حدیث سے بعض ملحدوں نے شبہ کیا ہے قرآن کے تواتر میں حالانکہ اس میں یہ نہیں ہے کہ ان چار کے سوا اور لوگ شریک نہ تھے۔ مازری نے پندرہ صحابیوں سے نقل کیا کہ وہ حافظ قرآن تھے۔ اور صحیح حدیث میں ہے کہ یمامہ کی لڑائی میں قرآن کے جمع کرنے والوں میں سے ستر آدمی شہید ہوئے اور اگر بالفرض مان لیں کہ جمع کرنے میں یہی چار آدمی شریک تھے، جب بھی تواتر میں خلل نہیں پڑتا، اس لیے کہ اجزائے قرآن ہزاروں کو یاد تھے۔ اس وجہ سے مجموع قرآن بھی متواتر ہوا۔ (نووی)

(٦٢٠٥) وَعَنْ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: هَاجَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَبْتَغِيْ وَجْهَ اللّٰهِ تَعَالٰى، فَوَقَعَ اَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ فَمِنَّا مَنْ مَضٰى لَمْ يَأْكُلْ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْئًا، مِنْهُمْ: مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ: قُتِلَ يَوْمَ اُحُدٍ، فَلَمْ يُوْجَدْ لَهٗ مَا يُكَفَّنُ فِيْهِ اِلَّا نَمِرَةٌ، فَكُنَّا اِذَا غَطَّيْنَا رَأْسَهٗ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَاِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهٗ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((غَطُّوْا بِهَا رَأْسَهٗ، وَجْعَلُوْا عَلٰى

(٦٢٠٥) خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے اللہ کی رضا طلب کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہجرت کی، پس ہمارا اجر اللہ کے ہاں ثابت ہے۔ ہم سے کچھ لوگ فوت ہو گئے، انہوں نے دنیا سے کچھ حاصل نہ کیا، ان میں مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی تھے، جو جنگ احد میں شہید ہوئے۔ ان کے کفن کے لیے صرف ایک چادر دستیاب ہوئی جب اس کے ساتھ ان کا سر ڈھانپتے تو ان کے پاؤں ننگے ہو جاتے اور جب ہم ان کے پاؤں ڈھانپتے تو ان کا سر ننگا ہو جاتا۔ نبی ﷺ نے فرمایا چادر کے ساتھ اس کا سر ڈھانپ دو اور پاؤں پر گھاس رکھ دو جبکہ ہم میں سے بعض ایسے لوگ

٦٢٠٣۔ صحيح بخاري: (٥٠٤٨)۔ صحيح مسلم: (٢٣٥/ ٧٩٣).
٦٢٠٤۔ صحيح بخاري: (٣٨١٠)۔ صحيح مسلم: (١١٩/ ٢٤٦٠).
٦٢٠٥۔ صحيح بخاري: (٣٨٩٨)۔ صحيح مسلم: (٤٤/ ٩٤٠).

رِجْلَيْهِ مِنَ الْإِذْخِرِ. وَمِنَّا مَنْ اَيْنَعَتْ لَهٗ ثَمَرَتُهٗ فَهُوَ يَهْدِبُهَا)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تھے جن کا پھل پختہ ہوا اور وہ اس سے فوائد حاصل کرتے رہے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: مطلب یہ ہے کہ بعض لوگ تو غنیمت اور دنیا کا مال واسباب ملنے سے پہلے گزر چکے ہیں اور بعض زندہ رہے ان کا میوہ خوب پھلا پھولا، یعنی دین کے ساتھ انہوں نے اسلامی ترقی وکشادگی کا دور بھی دیکھا اور وہ آرام وراحت کی زندگی بھی پا گئے۔ (راز)

(٦٢٠٦) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: ((اِهْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ.)) وَفِيْ رِوَايَةٍ: ((اِهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(٦٢٠٦) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا، سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات پر عرش خوشی سے جھومنے لگا اور ایک روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات پر رحمان کا عرش جھومنے لگا۔ (بخاری و مسلم)

(٦٢٠٧) وَعَنِ الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: اُهْدِيَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم حُلَّةُ حَرِيْرٍ، فَجَعَلَ اَصْحَابُهٗ يَمَسُّوْنَهَا وَيَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ لِيْنِهَا، فَقَالَ: ((اَتَعْجَبُوْنَ مِنْ لِيْنِ هٰذِهٖ؟ لَمَنَادِيْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنْهَا وَاَلْيَنُ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(٦٢٠٧) براء بن عازب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ریشم کا لباس ہدیہ دیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اس کو ہاتھ لگاتے تھے اور اس کے باریک اور نرم ہونے پر تعجب کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ تم اس کی نرمی اور باریکی پر تعجب کرتے ہو؟ جبکہ جنت میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رومال اس سے بھی عمدہ اور نرم ہیں۔ (بخای و مسلم)

(٦٢٠٨) وَعَنْ اُمِّ سُلَيْمٍ رضی اللہ عنہا، اَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَنَسٌ خَادِمُكَ، اُدْعُ اللّٰهَ لَهٗ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اَكْثِرْ مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ، وَبَارِكْ لَهٗ فِيْمَا اَعْطَيْتَهٗ)) ، قَالَ اَنَسٌ: فَوَاللّٰهِ اِنَّ مَالِيْ لَكَثِيْرٌ، وَاِنَّ وَلَدِيْ وَوَلَدَ وَلَدِيْ لَيَتَعَادُّوْنَ عَلٰى نَحْوِ الْمِائَةِ الْيَوْمَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(٦٢٠٨) ام سلیم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں انہوں نے کہا، اے اللہ کے رسول! انس آپ کا خادم ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے دعا کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کرتے ہوئے فرمایا: اے اللہ! اس کو مال اور اولاد کثرت کے ساتھ عطا کر اور جو کچھ اسے عطا کیا ہے۔ اس میں برکت ڈال دے۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: اللہ کی قسم! میرے پاس بہت سا مال ہے اور میری اولاد کی اولاد ایک سو سے تجاوز ہے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: آپ کی دعا سے سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے سو سال سے بھی زیادہ عمر پائی اور وفات کے وقت ان کی اولاد کی تعداد سو سے بھی زائد تھی۔ (راز)

(٦٢٠٩) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ لِاَحَدٍ يَمْشِيْ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ ((اِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ)) اِلَّا لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(٦٢٠٩) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے علاوہ زمین پر چلنے والے کسی شخص کے بارے میں فرمایا ہو کہ یہ جنتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

٦٢٠٦۔ صحيح بخاری: (٣٨٠٣)۔ صحيح مسلم: (١٢٤/ ٢٤٦٦).
٦٢٠٧۔ صحيح بخاری: (٣٨٠٢)۔ صحيح مسلم: (١٢٦/ ٢٤٦٨).
٦٢٠٨۔ صحيح بخاری: (٦٣٣٤)۔ صحيح مسلم: (١٤٣/ ٢٤٨١).
٦٢٠٩۔ صحيح بخاری: (٣٨١٢)۔ صحيح مسلم: (١٤٧/ ٢٤٨٣).

(٦٢١٠) وَعَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا فِيْ مَسْجِدِ الْمَدِيْنَةِ، فَدَخَلَ رَجُلٌ عَلٰى وَجْهِهٖ اَثَرُ الْخُشُوْعِ، فَقَالُوْا: هٰذَا رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ، فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ تَجَوَّزَ فِيْهِمَا، ثُمَّ خَرَجَ وَتَبِعْتُهٗ، فَقُلْتُ: اِنَّكَ حِيْنَ دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ قَالُوْا: هٰذَا رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔ قَالَ: وَاللّٰهِ مَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ اَنْ يَقُوْلَ مَا لَا يَعْلَمُ، فَسَاُحَدِّثُكَ لِمَ ذَاكَ؟ رَاَيْتُ رُؤْيَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَصَصْتُهَا عَلَيْهِ، وَرَاَيْتُ كَاَنِّيْ فِيْ رَوْضَةٍ ذَكَرَ مِنْ سَعَتِهَا وَخُضْرَتِهَا وَسْطَهَا عُمُوْدٌ مِنْ حَدِيْدٍ، اَسْفَلُهٗ فِي الْاَرْضِ وَاَعْلَاهُ فِي السَّمَاءِ فِيْ اَعْلَاهُ عُرْوَةٌ فَقِيْلَ لِيْ: اِرْقَهْ۔ فَقُلْتُ: لَا اَسْتَطِيْعُ، فَاَتَانِيْ مِنْصَفٌ فَرَفَعَ ثِيَابِيْ مِنْ خَلْفِيْ، فَرَقِيْتُ حَتّٰى كُنْتُ فِيْ اَعْلَاهُ فَاَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ فَقِيْلَ: اِسْتَمْسِكْ، فَاسْتَيْقَظْتُ وَاِنَّهَا لَفِيْ يَدِيْ، فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((تِلْكَ الرَّوْضَةُ الْاِسْلَامُ، وَذٰلِكَ الْعُمُوْدُ عُمُوْدُ الْاِسْلَامِ، وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ، الْعُرْوَةُ الْوُثْقٰى، فَاَنْتَ عَلَى الْاِسْلَامِ حَتّٰى تَمُوْتَ، وَذٰلِكَ الرَّجُلُ عَبْدُاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(٦٢١٠) قیس بن عباد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ کی مسجد میں تھا کہ ایک شخص مسجد میں آیا جس کے چہرے پر وقار کے اثرات تھے۔ بعض لوگوں نے کہا یہ شخص جنتی ہے۔ اس نے اختصار کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کی، پھر وہ مسجد سے نکلا۔ میں اس کے پیچھے گیا اور اسے بتایا کہ جب تو مسجد میں داخل ہوا تھا تو لوگوں نے کہا تھا کہ یہ جنتی ہے۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! کسی شخص کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ ایسی بات کہے۔ جسے اس کا علم نہیں ہے۔ لیکن میں تجھے بتاؤں گا کہ میں کیوں انکار کر رہا ہوں۔ (اس نے کہا) میں نے عہد نبوت میں ایک خواب دیکھا جو میں نے نبی ﷺ کی خدمت میں بیان کیا۔ میں نے (خواب میں) دیکھا تھا کہ میں ایک باغ میں ہوں، انہوں نے اس کی وسعت اور اس کے سبزہ زار کا تذکرہ کیا اور کہا کہ اس کے درمیان اور لوہے کا ستون ہے جس کا نچلا حصہ زمین میں اور اوپر کا حصہ آسمان میں ہے۔ ستون کے اوپر کے حصے میں ایک حلقہ ہے مجھے کہا گیا کہ آپ اس پر چڑھیں۔ میں نے کہا کہ میں چڑھنے کی استطاعت نہیں رکھتا۔ چنانچہ میرے پاس ایک خادم آیا۔ اس نے میرے پیچھے سے میرے کپڑوں کو اٹھایا تو میں اوپر چلا گیا یہاں تک کہ میں اس کی بلندی پر پہنچ گیا۔ میں نے حلقے کو پکڑا مجھے کہا گیا کہ آپ حلقے کو مضبوطی سے پکڑ لیں۔ جب میں بیدار ہوا تو بلاشبہ وہ کنڈا میرے ہاتھ میں تھا میں نے یہ خواب نبی ﷺ کو بتایا۔ آپ ﷺ نے بتایا ''باغ سے مقصود اسلام ہے اور ستون سے مراد اسلام کا ستون ہے اور حلقے سے مقصود مضبوط کنڈا ہے (یعنی اسلام کے ارکان واحکام ہیں) تم وفات تک اسلام پر رہو گے اور وہ شخص عبداللہ بن سلام تھا۔ (بخاری، مسلم)

(٦٢١١) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ خَطِيْبَ الْاَنْصَارِ، فَلَمَّا نَزَلَتْ: ﴿يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾ اِلٰى آخِرِ الْآيَةِ جَلَسَ ثَابِتٌ فِيْ بَيْتِهٖ، وَاحْتَبَسَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، فَسَاَلَ النَّبِيُّ ﷺ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ

(٦٢١١) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ انصار کے خطیب تھے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی ''اے ایمان والو! تم اپنی آواز نبی ﷺ کی آواز سے بلند نہ کرو، تو ثابت رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں رک گئے اور خود کو نبی ﷺ سے روکے رکھا۔ چنانچہ نبی ﷺ نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ ثابت رضی اللہ عنہ کا کیا حال ہے؟ کیا وہ بیمار ہے؟ چنانچہ ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس سعد رضی اللہ عنہ آئے اور ان کے سامنے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ذکر

٦٢١٠۔ صحيح بخاری: (٣٨١٣)۔ صحيح مسلم: (١٤٨/ ٢٤٨٤).
٦٢١١۔ مسلم: (١٨٨، ١٨٧/ ٢١٩).

فَقَالَ: ((مَا شَأْنُ ثَابِتٍ؟ اَيَشْتَكِيْ؟)) فَاَتَاهُ سَعْدٌ، فَذَكَرَ لَهٗ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؛ فَقَالَ ثَابِتٌ: اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ، وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ اَنِّيْ مِنْ اَرْفَعِكُمْ صَوْتًا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَاَنَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ سَعْدٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بَلْ هُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

کیا۔ ثابت رضی اللہ عنہ نے وضاحت کی کہ جب یہ (مذکور) آیت ہوئی اور تم جانتے ہو کہ میری آواز رسول اللہ ﷺ کے ہاں سب سے زیادہ ہے۔ پس (میں سمجھتا ہوں) میں دوزخ والوں میں سے ہوں۔ اس کے بعد سعد رضی اللہ عنہ نے ثابت رضی اللہ عنہ کی اس بات کا ذکر نبی ﷺ سے کیا تو رسول ﷺ نے فرمایا بلکہ یہ شخص جنتی ہے۔ (مسلم)

توضیح: اس حدیث سے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی فضیلت معلوم ہوئی کیونکہ ان کا جنتی ہونا ثابت ہوا اور اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ امام یا سردار کو اپنے لوگوں کا حال پوچھنا چاہیے خصوصاً جو غائب ہوں۔ (نووی)

(٦٢١٢) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ اِذْ نَزَلَتْ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ، فَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ﴾. قَالُوْا: مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: وَفِيْنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ، قَالَ: فَوَضَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهٗ عَلٰى سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ: ((لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رِجَالٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۶۲۱۲) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب سورۂ جمعہ نازل ہوئی تو ہم نبی ﷺ کے پاس تھے اور جب یہ آیت نازل ہوئی، اور ان میں سے کچھ لوگ اور ہیں۔ جو ابھی تک ان میں شامل نہیں ہوئے'' صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا: اے اللہ کے نبی ﷺ وہ کون لوگ ہیں؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ نبی ﷺ نے اپنا ہاتھ سلمان رضی اللہ عنہ پر رکھا، پھر فرمایا، اگر ایمان ثریا (ستارے) کے قریب بھی ہوگا تو لوگ ان سے حاصل کرلیں گے۔ (بخاری)

توضیح: بعض حنفیہ نے اس حدیث سے اپنے امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی کی فضیلت پر استدلال کیا ہے اور یہ استدلال ضعیف (وباطل) ہے اس لیے کہ حدیث میں اہل فارس کی فضیلت مذکور ہے یعنی سلمان رضی اللہ عنہ کی قوم کی نہ کہ امام ابوحنیفہ کی کیونکہ امام صاحب کی اصل کابل سے ہے اور کابل بلاد فارس میں نہیں ہے۔ علاوہ ازیں حدیث میں رجال کا لفظ مذکور ہے جو صیغہ جمع ہے، البتہ اس حدیث میں فضیلت ائمہ حدیث کی ہے۔ (نووی)

(٦٢١٣) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ عُبَيْدَكَ هٰذَا)) يَعْنِيْ: اَبَا هُرَيْرَةَ ((وَاُمَّهٗ اِلٰى عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَحَبِّبْ اِلَيْهِمُ الْمُؤْمِنِيْنَ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۶۲۱۳) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے اللہ! اپنے اس پیارے بندے، یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور اس کی والدہ کو ایمان والوں کے نزدیک محبوب بنا اور ایمان والوں کو ان کا محبوب بنا۔ (مسلم)

(٦٢١٤) وَعَنْ عَائِذِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ، اَنَّ اَبَا

(۶۲۱۴) عائذ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ ایک

٦٢١٢۔ صحیح بخاری: (٤٨٩٧)۔ صحیح مسلم: (٢٣١/ ٢٥٤٦).
٦٢١٣۔ مسلم: (١٥٨/ ٢٤٩١).
٦٢١٤۔ مسلم: (١٧٠/ ٢٥٠٤).

سُفْيَانَ اَتٰى عَلٰى سَلْمَانَ وَصُهَيْبٍ وَبِلَالٍ فِيْ نَفَرٍ، فَقَالُوْا مَا اَخَذَتْ سُيُوْفُ اللّٰهِ مِنْ عُنُقِ عَدُوِّ اللّٰهِ مَاخَذَهَا فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ: اَتَقُوْلُوْنَ هٰذَا لِشَيْخِ قُرَيْشٍ وَسَيِّدِهِمْ؟ فَاَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَاَخْبَرَهُ، فَقَالَ: ((يَا اَبَا بَكْرٍ لَعَلَّكَ اَغْضَبْتَهُمْ، لَئِنْ كُنْتَ اَغْضَبْتَهُمْ لَقَدْ اَغْضَبْتَ رَبَّكَ)) فَاَتَاهُمْ، فَقَالَ: يَا اِخْوَتَاهُ! اَغْضَبْتُكُمْ. قَالُوْا: لَا، يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ يَا اُخَيَّ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

جماعت کے ساتھ سلمان، صہیب اور بلال رضی اللہ عنہم کے پاس گزرے۔ سلمان رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء نے کہا، اللہ تعالیٰ کی تلواروں نے اللہ تعالیٰ کے دشمن کی گردن سے اپنا حق ادا نہیں کیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا، کیا یہ بات تم قریش کے شیخ اور ان کے سردار کے لیے کہہ رہے ہو؟ چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے آپ کو ان کی بات سے مطلع کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اے ابوبکر! معلوم ہوتا ہے کہ تو نے انہیں ناراض کر دیا ہے۔ اگر تم نے ان کو ناراض کیا تو تم نے اللہ تعالیٰ کو ناراض کیا۔ بعد ازاں ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے۔ ان سے کہا، میرے بھائیو! میں نے تم کو ناراض کیا ہے؟ انہوں نے نفی میں جواب دیتے ہوئے دعا کی۔ اے میرے بھائی! اللہ تعالیٰ تجھے معاف کرے۔ (مسلم)

توضیح: یہ اس وقت کا ذکر ہے جب ابوسفیان کافر تھا اور صلح کر کے مسلمانوں میں آئے تھے اور اس میں فضیلت ہے سلمان رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی اور ضعفاء اور اہل دین کی خاطر داری اور دل رکھنے کا حکم ہے۔ (نووی)

(٦٢١٥) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((آيَةُ الْاِيْمَانِ حُبُّ الْاَنْصَارِ، وَآيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْاَنْصَارِ.)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(٦٢١٥) حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: انصار سے محبت ایمان کی علامت ہے۔ (بخاری، مسلم)

توضیح: انصار اسلام کے اولین مددگار ہیں اس لحاظ سے ان کا بڑا درجہ ہے، پس جو انصار سے محبت رکھے گا اس نے اسلام کی محبت سے نور ایمان حاصل کر لیا اور جس نے ایسے بندگان الٰہی سے بغض رکھا، اس نے اسلام سے بغض رکھا اس لیے کہ ایسی بری خصلت نفاق کی علامت ہے۔ (راز)

(٦٢١٦) وَعَنِ الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَلْاَنْصَارُ لَا يُحِبُّهُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضُهُمْ اِلَّا مُنَافِقٌ، فَمَنْ اَحَبَّهُمْ اَحَبَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ اَبْغَضَهُ اللّٰهُ.)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(٦٢١٦) براء بن عازب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: انصار سے صرف ایماندار لوگ ہی محبت کرتے ہیں اور ان سے صرف منافق لوگ ہی نفرت کرتے ہیں جو شخص ان سے محبت کرے گا، اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرے گا اور جو شخص ان سے دشمنی کرے گا وہ اللہ تعالیٰ سے دشمنی کرے گا۔ (بخاری و مسلم)

(٦٢١٧) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: اِنَّ نَاسًا مِنَ الْاَنْصَارِ قَالُوْا حِيْنَ اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَمْوَالِ هَوَازِنَ مَا اَفَاءَ، فَطَفِقَ يُعْطِيْ رِجَالًا مِنْ

(٦٢١٧) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو قبیلہ ہوازن کا مال بطور غنیمت کے عطا کیا تو آپ ﷺ نے قریش کے لوگوں کو سو سو اونٹ دینے شروع کیے کچھ انصاریوں نے کہا: اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ

٦٢١٥۔ صحيح بخاري: (٣٧٨٤)۔ صحيح مسلم: (١٢٨/ ٧٤).
٦٢١٦۔ صحيح بخاري: (٣٧٨٣)۔ صحيح مسلم: (١٢٩/ ٧٥).
٦٢١٧۔ صحيح بخاري: (٣١٤٧)۔ صحيح مسلم: (١٣٢/ ١٠٥٩).

قُرَيْشٍ الْمِائَةَ مِنَ الْإِبِلِ فَقَالُوْا: يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَدَعُنَا وَسُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ! فَحُدِّثَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِمَقَالَتِهِمْ، فَأَرْسَلَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِيْ قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ وَلَمْ يَدْعُ مَعَهُمْ أَحَدًا غَيْرَهُمْ، فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا جَاءَ هُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَا حَدِيْثٌ بَلَغَنِيْ عَنْكُمْ؟))۔ فَقَالَ فُقَهَاؤُهُمْ: أَمَّا ذَوُوْا رَأْيِنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يَقُوْلُوْا شَيْئًا، وَأَمَّا أُنَاسٌ مِنَّا حَدِيْثَةٌ أَسْنَانُهُمْ قَالُوْا: يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَدَعُ الْأَنْصَارَ، وَسُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنِّيْ أُعْطِي رِجَالًا حَدِيْثِيْ عَهْدٍ بِكُفْرٍ أَتَأَلَّفُهُمْ، أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالْأَمْوَالِ، وَتَرْجِعُوْنَ إِلَى رِحَالِكُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوْا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَدْ رَضِيْنَا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

کو معاف کرے۔ آپ ﷺ قریش کو بہت کچھ عطا کرتے ہیں لیکن ہمیں زیادہ نہیں دیتے۔ حالانکہ ہماری تلواروں نے لڑائیوں میں ان کے خون گرائے ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کو ان کی گفتگو سے آگاہ کر دیا گیا۔ آپ ﷺ نے انصار کی جانب پیغام ارسال کیا، انہیں ایک چمڑے کے خیمے میں جمع کیا اور وہاں ان کے علاوہ وہاں کسی کو جانے کی اجازت نہ دی جب وہ جمع ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آئے۔ آپ ﷺ نے ان سے تعجب سے دریافت کیا۔ مجھے تمہاری جانب سے کیسی باتیں پہنچ رہی ہیں؟ ان کے سمجھ دار لوگوں نے ہرگز بات نہیں کی ہے، البتہ نوجوانوں نے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کو معاف کرے۔ آپ ﷺ قریش کو بہت زیادہ عطیات دے رہے ہیں اور انصار کو محروم کر رہے ہیں حالانکہ ہماری تلواروں نے لڑائیوں میں ان کے خون بہائے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا۔ میں کچھ لوگوں کو عطیات سے اس لیے نوازتا ہوں کہ ان کا کفر کے ساتھ تعلق تازہ ہوتا ہے، میں ان کی تالیف قلبی کرتا ہوں اور انہیں عطیات دیتا ہوں، کیا تمہیں پسند نہیں کہ لوگ تو اپنے گھروں میں مال و دولت لے کر جائیں اور تم اپنے گھروں میں رسول اللہ ﷺ کو لے کر جاؤ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! بالکل درست ہے ہمیں یہ پسند ہے۔ (بخاری، مسلم)

(٦٢١٨) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَءً ا الْأَنْصَارِ، وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ وَشِعْبَهَا، الْأَنْصَارُ شِعَارٌ وَالنَّاسُ دِثَارٌ، إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِيْ أَثَرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ عَلَى الْحَوْضِ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(٦٢١٨) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میں نے ہجرت نہ کی ہوتی تو میں خود کو انصاری کہلانا پسند کرتا۔ اگر لوگ کسی ایک وادی پر جائیں اور انصار دوسری وادی اور گھاٹی پر جائیں۔ تو میں انصار کی وادی اور گھاٹی والا راستہ اختیار کروں گا اور انصار ہماری پہنچان ہیں اور دوسرے لوگ اوپر کا کپڑا ہیں۔ (اے انصار)! تم میرے بعد تکلیف دیکھو تو صبر کرنا، حتیٰ کہ تم مجھ سے حوض کوثر پر ملو گے۔ (بخاری)

(٦٢١٩) وَعَنْهُ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ فَقَالَ: ((مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِيْ سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ وَمَنْ أَلْقَى السِّلَاحَ فَهُوَ آمِنٌ))

(٦٢١٩) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے دن ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے اعلان کیا جو شخص ابوسفیان کے گھر داخل ہوگا وہ امن والا ہے اور جو شخص لڑائی کے ہتھیار رکھ دے گا اس بھی امن ہے۔

٦٢١٨۔ صحیح بخاری: (٤٣٣٠)۔ صحیح مسلم: (١٣٥/ ١٠٦١).
٦٢١٩۔ مسلم: (٨٦/ ١٧٨٠).

فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ: اَمَّا الرَّجُلُ فَقَدْ اَخَذَتْهُ رَأْفَةٌ بِعَشِيْرَتِهٖ وَرَغْبَةٌ فِيْ قَرْيَتِهٖ۔ وَنَزَلَ الْوَحْيُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((قُلْتُمْ: اَمَّا الرَّجُلُ فَقَدْ اَخَذَتْهُ رَأْفَةٌ بِعَشِيْرَتِهٖ وَرَغْبَةٌ فِيْ قَرْيَتِهٖ؛ كَلَّا اِنِّيْ عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ، هَاجَرْتُ اِلَى اللّٰهِ وَاِلَيْكُمْ، الْمَحْيَا مَحْيَاكُمْ۔ وَالْمَمَاتُ مَمَاتُكُمْ)) قَالُوْا: وَاللّٰهِ مَا قُلْنَا اِلَّا ضَنًّا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ قَالَ: ((فَاِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُصَدِّقَانِكُمْ وَيَعْذِرَانِكُمْ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

انصار میں سے بعض لوگوں نے کہا کہ نبی ﷺ کو اپنے قبیلے کی شفقت اور اپنی بستی کی رغبت نے ایسا کرنے پر مجبور کیا ہے۔ اسی اثنا میں رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوئی اور جن بعض انصار نے باتیں کی تھیں۔ آپ ﷺ نے ان سے دریافت کیا کیا تم نے کوئی یہ بات کہی ہے کہ اس شخص کو اس کے قبیلے کی شفقت اور اپنی بستی کی محبت نے ایسا کرنے پر مجبور کیا ہے۔ ہرگز نہیں! بلاشبہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی رضاء کے لیے اور تمہارے ساتھ تعلق کی وجہ سے ہجرت کی ہے۔ اور جب تک میں زندہ رہا تمہارے ساتھ زندہ رہوں گا۔ اور جب میری موت آئی گی تو تمہارے ساتھ آئے گی یعنی میں زندگی بھر تم سے جدا نہیں ہوگا اور مجھے تمہارے ہی شہر میں مرنا ہے۔ انصار نے معذرت خواہانہ انداز میں عرض کیا کہ ہم نے تو صرف اللہ اور اس کے رسول کی رفاقت کے لیے یہ کلمات کہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول تمہیں صحیح گردانتے ہیں اور تمہاری معذرت قبول کرتے ہیں۔ (مسلم)

(٦٢٢٠) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَاٰى صِبْيَانًا وَنِسَاءً مُقْبِلِيْنَ مِنْ عُرْسٍ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اَنْتُمْ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ، اَللّٰهُمَّ اَنْتُمْ مِنْ اَحَبِّ اِلَيَّ)) يَعْنِيْ: الْاَنْصَارَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(٦٢٢٠) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے چند بچوں اور چند خواتین کو دیکھا۔ وہ کسی دعوت ولیمہ سے آ رہے تھے نبی ﷺ نے ان سے ملاقات کے لیے کھڑے ہوئے اور دعا فرمائی: اے اللہ! تو جانتا ہے کہ انصار کے لوگ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ (بخاری، مسلم)

(٦٢٢١) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَرَّ اَبُوْبَكْرٍ وَالْعَبَّاسُ رضی اللہ عنہما بِمَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ الْاَنْصَارِ وَهُمْ يَبْكُوْنَ فَقَالَا: مَا يُبْكِيْكُمْ؟ فَقَالُوْا: ذَكَرْنَا مَجْلِسَ النَّبِيِّ ﷺ مِنَّا، فَدَخَلَ اَحَدُهُمَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَاَخْبَرَهٗ بِذٰلِكَ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَدْ عَصَبَ عَلٰى رَأْسِهٖ حَاشِيَةَ بُرْدٍ، فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ وَلَمْ يَصْعَدْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ۔ فَحَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰى وَاَثْنٰى عَلَيْهِ۔ ثُمَّ قَالَ: ((اُوْصِيْكُمْ بِالْاَنْصَارِ، فَاِنَّهُمْ كَرِشِيْ وَعَيْبَتِيْ، وَقَدْ قَضَوْا

(٦٢٢١) انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ انصاریوں کی مجلس کے پاس سے گزرے جبکہ مجلس میں شریک لوگ آپ کی مرض الموت کے دوران رو رہے تھے۔ ابوبکر اور عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے پوچھا کہ تم کیوں رو رہے ہو؟ انہوں نے بتایا ہمیں یاد آیا کہ رسول اللہ ﷺ ہماری مجلس میں بیٹھا کرتے تھے۔ ہم ڈرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہو جائیں گے تو ہم آپ ﷺ سے محروم ہو جائیں گے۔ چنانچہ ان دونوں میں سے ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اس نے آپ ﷺ کو اس بات سے آگاہ کیا۔ نبی ﷺ باہر تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے اپنے سر مبارک پر چادر کا کنارہ باندھ رکھا تھا۔ آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اس کے

٦٢٢٠۔ صحيح بخاري: (٣٧٨٥)۔ صحيح مسلم: (١٧٤/ ٢٥٠٨).

٦٢٢١۔ صحيح بخاري: (٣٧٩٩).

الَّذِیْ عَلَیْهِمْ، وَبَقِیَ الَّذِیْ لَهُمْ، فَاقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِهِمْ، وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِیْئِهِمْ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

بعد آپ ﷺ منبر پر تشریف نہ لا سکے آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا، میں تمہیں انصار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں بلاشبہ انصار راز دار اور خاص لوگ ہیں۔ انہوں نے اپنا حق پورا کر دکھایا لیکن ان کے حقوق باقی ہیں تم ان میں سے احسان کرنے والوں (کے عذر) کو قبول کرو اور وجہ غفلت کے لغزش کرنے والوں کو معاف کرو۔ (بخاری)

(٦٢٢٢) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: خَرَجَ النَّبِیُّ ﷺ فِیْ مَرَضِهِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْهِ حَتّٰی جَلَسَ عَلَی الْمِنْبَرِ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((اَمَّا بَعْدُ، فَاِنَّ النَّاسَ یَكْثُرُوْنَ وَیَقِلُّ الْاَنْصَارُ، حَتّٰی یَكُوْنُوْا فِی النَّاسِ بِمَنْزِلَةِ الْمِلْحِ فِی الطَّعَامِ، فَمَنْ وَلِیَ مِنْكُمْ شَیْئًا یَضُرُّ فِیْهِ قَوْمًا وَیَنْفَعُ فِیْهِ آخِرِیْنَ فَلْیَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَلْیَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِیْئِهِمْ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

(٦٢٢٢) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اپنی اس بیماری میں باہر تشریف لائے جس میں آپ ﷺ فوت ہوئے۔ آپ ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی بعد میں فرمایا، حمد وثنا کے بعد! عام لوگ زیادہ تعداد میں ہو رہے ہیں جب کہ انصار کی تعداد کم ہو رہی ہے۔ یہاں تک کہ وہ دیگر لوگوں کے مقابلے میں کھانے میں نمک کے برابر ہیں، پس تم میں سے کوئی شخص کسی اہم عہدہ پر فائز ہو جائے جس میں بعض لوگوں کو نقصان پہنچا سکتا ہو اور بعض لوگوں کو فائدہ دے سکتا ہو تو اسے چاہیے کہ انصاریوں کے نیک لوگوں (کے عذر) کو قبول کرے اور ان کے (نادانستہ) غلط کاموں کو معاف فرما دے۔ (بخاری)

(٦٢٢٣) وَعَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَلِاَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ، وَاَبْنَاءِ اَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(٦٢٢٣) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے دعا کی، اے اللہ! انصار کو ان کے بیٹوں اور ان کے پوتوں کو معاف کر۔ (مسلم)

(٦٢٢٤) وَعَنْ اَبِیْ اُسَیْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((خَیْرُ دُوْرِ الْاَنْصَارِ بَنُوْ النَّجَّارِ، ثُمَّ بَنُوْ عَبْدِ الْاَشْهَلِ، ثُمَّ بَنُوْ الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، ثُمَّ بَنُوْ سَاعِدَةَ، وَفِیْ كُلِّ دُوْرِ الْاَنْصَارِ خَیْرٌ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

(٦٢٢٤) ابو اسید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انصار کے قبیلوں میں سے بہترین قبیلہ بنو نجار ہے، اس کے بعد بنو عبد الاشہل ہے، پھر بنو حارث ہے اور پھر بنو ساعدہ ہے جبکہ انصار کے تمام قبائل میں دیگر قبائل کے مقابلے میں زیادہ فضائل ہیں۔ (بخاری، مسلم)

(٦٢٢٥) وَعَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَا وَالزُّبَیْرَ، وَالْمِقْدَادَ وَفِیْ رِوَایَةٍ: وَاَبَا مَرْثَدٍ بَدَلَ الْمِقْدَادِ فَقَالَ: ((اِنْطَلِقُوْا حَتّٰی

(٦٢٢٥) علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے زبیر اور مقداد رضی اللہ عنہما (ایک روایت میں مقداد رضی اللہ عنہ کی بجائے ابو مرثد رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے) کو رسول اللہ ﷺ نے بھیجتے ہوئے فرمایا کہ تم روانہ ہو جاؤ یہاں تک کہ تم روضہ خاخ مقام پر پہنچو

٦٢٢٢۔ صحیح بخاری: (٣٦٢٨).

٦٢٢٣۔ مسلم: (١٧٢/ ٢٥٠٦).

٦٢٢٤۔ صحیح بخاری: (٣٧٨٩)۔ صحیح مسلم: (١٧٧/ ٢٥١١).

٦٢٢٥۔ صحیح بخاری: (٦٢٥٩، ٤٢٧٤)۔ صحیح مسلم: (١٦١/ ٢٤٩٤).

تَأْتُوْا رَوْضَةَ خَاخٍ، فَإِنَّ بِهَا ظَعِيْنَةً مَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوْهُ مِنْهَا، فَانْطَلَقْنَا يَتَعَادٰى بِنَا خَيْلُنَا حَتّٰى اَتَيْنَا اِلَى الرَّوْضَةِ، فَإِذَا نَحْنُ بِالظَّعِيْنَةِ، فَقُلْنَا: اَخْرِجِيْ الْكِتَابَ، قَالَتْ: مَا مَعِيَ مِنْ كِتَابٍ۔ فَقُلْنَا: لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ اَوْ لَتُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ، فَاَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا، فَاَتَيْنَا بِهِ النَّبِيَّ، فَإِذَا فِيْهِ: مِنْ حَاطِبِ بْنِ اَبِيْ بَلْتَعَةَ اِلٰى نَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ، يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ اَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ فَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا حَاطِبُ! مَا هٰذَا؟!)). فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ، اِنِّيْ كُنْتُ امْرَئًا مُلْصَقًا فِيْ قُرَيْشٍ، وَلَمْ اَكُنْ مِنْ اَنْفُسِهِمْ، وَكَانَ مَنْ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ لَهُمْ قَرَابَةٌ يَحْمُوْنَ بِهَا اَمْوَالَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ بِمَكَّةَ، فَاَحْبَبْتُ اِذْ فَاتَنِيْ ذٰلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيْهِمْ اَنْ اَتَّخِذَ فِيْهِمْ يَدًا يَحْمُوْنَ بِهَا قَرَابَتِيْ، وَمَا فَعَلْتُ كُفْرًا، وَلَا ارْتِدَادًا عَنْ دِيْنِيْ، وَلَا رِضًى بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْاِسْلَامِ۔ فَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّهُ قَدْ صَدَقَكُمْ)) فَقَالَ عُمَرُ: دَعْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا، وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلٰى اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: اَعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ.)) وَفِيْ رِوَايَةٍ: ((فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ)) فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَاءَ﴾۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

گے۔ وہاں اونٹ کے کجاوے میں ایک عورت بیٹھی ہوگی۔ اس کے پاس ایک خط ہوگا۔ تم اس سے وہ خط لے لینا، چنانچہ ہم روانہ ہوئے۔ ہمارے گھوڑے ایک دوسرے سے آگے بڑھ رہے تھے حتیٰ کہ ہم روضہ خاخ پر پہنچ گئے۔ وہاں ہم اس عورت سے ملے۔ ہم نے اس سے کہا کہ وہ خط نکال کر ہمارے حوالے کردے۔ اس نے جواب دیا میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ ہم نے سختی سے کہا کہ تمہیں وہ خط نکالنا ہوگا یا تجھے اپنے کپڑے اتارنے ہوں گے (تاکہ تلاشی لی جائے) چنانچہ اس عورت نے اپنی مینڈھیو سے خط نکالا۔ ہم وہ خط لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس خط میں لکھا تھا کہ یہ خط حاطب بن ابی بلتعہ کی جانب سے مکہ" کے مشرک لوگوں کی جانب ہے، وہ رسول اللہ ﷺ کے بعد معاملات کے بارے میں اطلاع دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ میرے بارے میں جلدی کفر کا فیصلہ صادر نہ فرمائیں۔ میں قریش کا حلیف ہوں، ان میں سے نہیں ہوں۔ اور آپ ﷺ کے ساتھ جو مہاجرین ہیں۔ ان کی اہل مکہ کے ساتھ قرابت داری ہے جو مکہ میں ان کے مال اور اہل کی حفاظت کرتے ہیں، پس جب میرا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تو میں نے مناسب سمجھا کہ ان کے ساتھ احسان کروں۔ جس کے عوض وہ میرے اہل کی حفاظت کریں گے اور میں نے نہ یہ کام کافر ہو کر کیا ہے اور نہ ہی مرتد ہو کر کیا ہے اور نہ ہی میں نے کفر کو اسلام پر پسند کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حاطب نے سچ سچ بتا دیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: آپ ﷺ نے اجازت دیں کہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حاطب جنگ بدر میں حاضر تھا اور (اے عمر!) تمہیں معلوم نہیں کہ شاید اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو نظر رحمت سے دیکھا ہے اور ان کے حق میں فرمایا ہے، "تم چاہو عمل کرو تمہارے لیے جنت واجب ہو چکی ہے" اور ایک روایت میں یہ ہے (کہ آپ ﷺ نے فرمایا) کہ میں نے تجھے معاف کردیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمایا "اے ایمان والو! تم میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔" (بخاری، مسلم)

توضیح: اس حدیث میں آپ کا بڑا معجزہ ہے اور یہ ثابت ہوا کہ جاسوس پکڑا اور اس کا پردہ کھولنا درست ہے اور جاسوس کافر نہیں ہوتا مگر ایسی جاسوسی جو مسلمانوں کے خلاف ہو سخت کبیرہ گناہ ہے۔ (نووی)

(٦٢٢٦) وَعَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: جَاءَ جِبْرَئِيْلُ اِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: ((مَا تَعُدُّوْنَ اَهْلَ بَدْرٍ فِيْكُمْ))۔ قَالَ: ((مِنْ اَفْضَلِ الْمُسْلِمِيْنَ)) اَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا قَالَ: ((وَكَذٰلِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(٦٢٢٦) رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے جبرئیل علیہ السلام نے دریافت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی جنگ میں شریک لوگوں کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ تمام مسلمانوں سے افضل ہیں یا اس مفہوم کا کلمہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جبرئیل نے فرمایا کہ اسی طرح وہ فرشتے بھی افضل ہیں۔ جو جنگ بدر میں حاضر تھے۔ (بخاری)

توضیح: اگرچہ فرشتے اور جنگوں میں بھی اترے تھے مگر بدر میں فرشتوں نے لڑائی کی، بیہقی نے روایت کی ہے کہ فرشتوں کی مار پہچانی جاتی تھی گردن پر چوٹ اور جوڑوں پر آگ کا سا داغ۔ (راز)

(٦٢٢٧) وَعَنْ حَفْصَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِنِّيْ لَاَرْجُوْ اَنْ لَّا يَدْخُلَ النَّارَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اَحَدٌ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَةَ))۔ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم! اَلَيْسَ قَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا﴾۔ قَالَ: ((فَلَمْ تَسْمَعِيْهِ يَقُوْلُ: ﴿ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا﴾)) وَفِيْ رِوَايَةٍ: ((لَا يَدْخُلُ النَّارَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنْ اَصْحَابِ الشَّجَرَةِ اَحَدٌ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا تَحْتَهَا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(٦٢٢٧) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان شاء اللہ میں امید کرتا ہوں کہ جو شخص بھی جنگ بدر اور صلح حدیبیہ میں شریک تھا وہ دوزخ میں داخل نہ ہوگا میں نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں ہے کہ ''تم میں سے ہر شخص دوزخ سے گزرنے والا ہے'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں سنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ''پھر ہم ان لوگوں کو نجات دیں گے جو اللہ سے ڈرتے ہیں، اور ایک روایت میں ہے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) ان شاء اللہ دوزخ میں ان لوگوں میں سے ایک شخص بھی داخل نہیں ہوگا، جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت رضوان کی تھی۔ (مسلم)

توضیح: اس کا مطلب یہ ہے کہ اچھے اور برے سب پل صراط سے گزریں گے اور وہ پل جہنم پر ہے، پھر اچھے لوگ اتر جائیں گے اور برے اس پر سے گھٹنوں کے بل جہنم میں گریں گے۔ (نووی)

(٦٢٢٨) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ اَلْفًا وَاَرْبَعَمِائَةٍ۔ قَالَ لَنَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اَنْتُمُ الْيَوْمَ خَيْرُ اَهْلِ الْاَرْضِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(٦٢٢٨) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حدیبیہ کے دن چودہ سو تھے۔ ہمارے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج تمام زمین والوں سے تم بہتر ہو۔ (بخاری و مسلم)

(٦٢٢٩) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ يَصْعَدُ الثَّنِيَّةَ ثَنِيَّةَ الْمُرَارِ فَاِنَّهُ يُحَطُّ عَنْهُ مَا حُطَّ عَنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ))۔ وَكَانَ اَوَّلَ مَنْ

(٦٢٢٩) جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مرار نامی گھاٹی پر بلند ہوگا تو اس سے اسی طرح گناہ معاف ہو جائیں گے۔ جس طرح بنی اسرائیل سے گناہ معاف ہوتے تھے، چنانچہ سب سے پہلے جو لوگ

٦٢٢٦۔ صحیح بخاری: (٣٩٩٢).
٦٢٢٧۔ مسلم: (١٦٣/ ٢٤٩٦).
٦٢٢٨۔ صحیح بخاری: (٤١٥٤)۔ صحیح مسلم: (٧١/ ١٨٥٦).
٦٢٢٩۔ صحیح مسلم: (١٢/ ٢٨٨٠).

صَعِدَهَا خَيْلُنَا خَيْلُ بَنِي الْخَزْرَجِ، ثُمَّ تَتَامَّ النَّاسُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُّكُمْ مَغْفُوْرٌ لَهُ، اِلَّا صَاحِبَ الْجَمَلِ الْاَحْمَرِ)). فَاَتَيْنَاهُ، فَقُلْنَا: تَعَالَ يَسْتَغْفِرْلَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَاَنْ اَجِدَ ضَالَّتِيْ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ يَسْتَغْفِرَ لِيْ صَاحِبُكُمْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَذُكِرَ حَدِيْثُ اَنَسٍ قَالَ لِاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ: ((اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ اَنْ اَقْرَأَ عَلَيْكَ)) فِيْ بَابٍ بَعْدَ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ.

اس پر گئے وہ بنوخزرج کے شہ سوار تھے، پھر دوسرے لوگ ان کی متابعت کرتے ہوئے اس پر چڑھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سرخ اونٹ کے مالک کے علاوہ سبھی کو معاف کر دیا گیا ہے۔ (صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں) ہم اس شخص کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ آؤ تاکہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مغفرت کی درخواست کریں۔ اس نے جواب دیا۔ کہ مجھے میری گمشدہ اونٹنی مل گئی یہ بات میرے لیے زیادہ محبوب ہے کہ تمہارے پیغمبر میرے لیے مغفرت طلب کریں۔ (مسلم) اور انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہا: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھے قرآن پڑھ کر سناؤں'' کا ذکر فضائل القرآن کے بعد والے باب میں کیا گیا ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ......دوسری فصل

(٦٢٣٠) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِقْتَدُوْا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِيْ مِنْ اَصْحَابِيْ: اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ، وَاهْتَدُوْا بِهَدْيِ عَمَّارٍ، وَتَمَسَّكُوْا بِعَهْدِ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(٦٢٣٠) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''میرے اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہ میں سے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما دونوں کی اقتدا کرو اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی سیرت پر چلو اور عبداللہ بن مسعود کی وصیت کے ساتھ تمسک اختیار کرو اور حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ خلافت وغیرہ کے بارے میں جو حدیث تمہیں ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کر دیں، اسے صحیح سمجھو یہ الفاظ ان الفاظ کی جگہ ہیں کہ تم عبداللہ بن مسعودؓ کی وصیت کے ساتھ تمسک اختیار کرو۔ (ترمذی)

(٦٢٣١) وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ كُنْتُ مُؤَمِّرًا مِنْ غَيْرِ مَشْوَرَةٍ، لَاَمَّرْتُ عَلَيْهِمُ ابْنَ اُمِّ عَبْدٍ.)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَه.

(٦٢٣١) علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں نے بلا مشورہ کسی شخص کو امیر نامزد کرنا ہوتا تو میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو امیر نامزد کرتا۔'' (ترمذی)

(٦٢٣٢) وَعَنْ خَيْثَمَةَ بْنِ اَبِيْ سَبْرَةَ، قَالَ: اَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَسَأَلْتُ اللّٰهَ اَنْ يُيَسِّرَلِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا، فَيَسَّرَلِيْ اَبَاهُرَيْرَةَ، فَجَلَسْتُ اِلَيْهِ

(٦٢٣٢) خیثمہ بن ابی سمرہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں آیا۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی! مجھے نیک ہم نشین عطا کر۔ چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جیسے ساتھی میسر آئے۔ میں ان کے پاس بیٹھا میں نے انہیں بتایا کہ میں نے

٦٢٣٠۔ ترمذ: (٣٦٦٣) اس کی سند حسن ہے۔

٦٢٣١۔ ترمذی: (٣٨٠٨)۔ ابن ماجہ: (١٣٧) اس میں حارث الاعور ہے جو کہ ضعیف راوی ہے اور ابواسحاق السبیعی مدلس ہے۔ یہ حدیث ضعیف ہے۔

٦٢٣٢۔ ترمذی: (٣٨١١) اگرچہ اس کا مفہوم صحیح ہے لیکن اس سند سے یہ حدیث ضعیف ہے۔

فَقُلْتُ: اِنِّیْ سَأَلْتُ اللّٰهَ اَنْ يُّيَسِّرَلِیْ جَلِيْسًا صَالِحًا، فَوُفِّقْتَ لِیْ فَقَالَ: مِنْ اَيْنَ اَنْتَ؟ قُلْتُ: مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ، جِئْتُ اَلْتَمِسُ الْخَيْرَ وَاَطْلُبُهٗ فَقَالَ: اَلَيْسَ فِيْكُمْ سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ مُجَابُ الدَّعْوَةِ وَابْنُ مَسْعُوْدٍ صَاحِبُ طَهُوْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَنَعْلَيْهِ؟ وَحُذَيْفَةُ صَاحِبُ سِرِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ وَعَمَّارُ الَّذِیْ اَجَارَهُ مِنَ الشَّيْطَانَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ ﷺ؟ وَسَلْمَانُ صَاحِبُ الْكِتَابَيْنِ؟ يَعْنِیْ الْاِنْجِيْلَ وَالْقُرْاٰنَ. رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ اے اللہ! مجھے نیک ہم نشین عطا کر۔ چنانچہ میرے لیے آپ کا انتخاب کیا گیا ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا، آپ کہاں سے ہیں؟ میں نے بتایا کہ میں کوفہ سے ہوں۔ میں تحصیل علم کے لیے آیا ہوں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا آپ میں سعد ابن مالک رضی اللہ عنہ ہیں جو مستجاب الدعوت ہیں اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے وضو کا برتن اور آپ ﷺ کے جوتے اٹھانے والے ہیں؟ اور حذیفہ رضی اللہ عنہ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے راز دان تھے؟ اور عمار ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی زبان پر شیطان سے محفوظ فرمایا؟ اور سلمان رضی اللہ عنہ ہیں؟ جو انجیل اور قرآن پاک پر ایمان لانے والے ہیں۔ (ترمذی)

(٦٢٣٣) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نِعْمَ الرَّجُلُ اَبُوْبَكْرٍ، نِعْمَ الرَّجُلُ عُمَرُ، نِعْمَ الرَّجُلُ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ، نِعْمَ الرَّجُلُ اُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ، نِعْمَ الرَّجُلُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ، نِعْمَ الرَّجُلُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، نِعْمَ الرَّجُلُ مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوْحِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

(٦٢٣٣) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر اچھے آدمی ہیں، عمر رضی اللہ عنہ اچھے آدمی ہیں، ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اچھے آدمی ہیں، اسید بن حضیر اچھے آدمی ہیں، ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ اچھے آدمی ہیں، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اچھے آدمی ہیں اور معاذ بن عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ بھی اچھے آدمی ہیں۔ (ترمذی) امام ترمذی نے اس روایت کو غریب قرار دیا ہے۔

(٦٢٣٤) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ الْجَنَّةَ تَشْتَاقُ اِلٰى ثَلَاثَةٍ، عَلِيٍّ، وَعَمَّارٍ، وَسَلْمَانَ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

(٦٢٣٤) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک جنت تین اشخاص کی جانب شوق رکھتی ہے، وہ علی، عمار اور سلمان رضی اللہ عنہم ہیں علامہ البانی نے اس حدیث کی سند ضعیف قرار دیا ہے۔ (ترمذی)

(٦٢٣٥) وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: اِسْتَأْذَنَ عَمَّارٌ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((ائْذَنُوْا لَهٗ، مَرْحَبًا بِالطَّيِّبِ الْمُطَيَّبِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

(٦٢٣٥) علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عمار رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے اجازت دو اور خوش آمدید کہو وہ نہایت پاکیزہ اور اچھے اخلاق والے آدمی ہیں۔ (ترمذی)

(٦٢٣٦) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ

(٦٢٣٦) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عمار رضی اللہ عنہ کو

٦٢٣٣۔ ترمذی: (٣٧٩٥) اس کی سند صحیح ہے۔
٦٢٣٤۔ ترمذی: (٣٧٩٧) اس کی سند ضعیف ہے۔
٦٢٣٥۔ ترمذی: (٣٧٩٨) اس کی سند حسن ہے۔
٦٢٣٦۔ ترمذی: (٣٧٩٩) اس کی سند ضعیف ہے۔
٦٢٣٧۔ ترمذی: (٣٨٤٩) یہ صحیح حدیث ہے۔

اللّٰهِ ﷺ: ((مَا خُيِّرَ عَمَّارٌ بَيْنَ اَمْرَيْنِ اِلَّا اخْتَارَ اَرْشَدَهُمَا)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .

اختیار نہیں دیا گیا دو کاموں کے درمیان مگر اس نے ان دونوں میں سے بہتر کو اختیار کیا۔

(٦٢٣٧) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: لَمَّا حُمِلَتْ جَنَازَةُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ قَالَ الْمُنَافِقُوْنَ: مَا اَخَفَّ جَنَازَتَهٗ! وَذٰلِكَ لِحُكْمِهٖ فِيْ بَنِيْ قُرَيْظَةَ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: ((اِنَّ الْمَلَائِكَةَ كَانَتْ تَحْمِلُهٗ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .

(٦٢٣٧) انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا جنازہ اٹھایا گیا تو منافقین نے کہا۔ تعجب ہے کہ اس کا جنازہ کتنا ہلکا پھلکا ہے؟ اس لیے کہ اس نے بنو قریظہ کے بارے میں غلط فیصلہ کیا تھا۔ نبی ﷺ کو یہ بات پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: چونکہ فرشتوں نے اس کے جنازے کو اٹھایا ہوا تھا، اس لیے ہلکا پھلکا تھا۔ (ترمذی)

(٦٢٣٨) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا اَظَلَّتِ الْخَضْرَاءُ، وَلَا اَقَلَّتِ الْغَبْرَاءُ اَصْدَقَ مِنْ اَبِيْ ذَرٍّ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .

(٦٢٣٨) عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا، آسمان نے کبھی ایسے آدمی پر سایہ نہیں کیا اور نہ زمین نے ایسے شخص کو اٹھایا ہے۔ جو ابو ذر رضی اللہ عنہ سے زیادہ سچ بولنے والا ہو۔ (ترمذی)

(٦٢٣٩) وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا اَظَلَّتِ الْخَضْرَاءُ وَلَا اَقَلَّتِ الْغَبْرَاءُ مِنْ ذِيْ لَهْجَةٍ اَصْدَقَ وَلَا اَوْفٰى مِنْ اَبِيْ ذَرٍّ شِبْهِ عِيْسٰى ابْنِ مَرْيَمَ)). يَعْنِيْ فِي الزُّهْدِ [فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ كَالْحَاسِدِ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَفَتَعْرِفُ ذٰلِكَ لَهٗ؟ قَالَ: ((نَعَمْ فَاعْرِفُوْهُ لَهٗ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ .

(٦٢٣٩) ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آسمان نے کسی ایسے شخص پر سایہ نہیں کیا اور نہ ہی زمین نے کسی ایسے شخص کو اٹھایا ہے۔ جو ابوذر رضی اللہ عنہ سے زیادہ سچی بات کرنے والا اور وعدہ پورا کرنا والا ہو ابوذر رضی اللہ عنہ زہد میں عیسیٰ بن مریم کے مشابہ تھے۔ (ترمذی)

(٦٢٤٠) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ، لَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ، قَالَ: اِلْتَمِسُوْا الْعِلْمَ عِنْدَ اَرْبَعَةٍ: عِنْدَ عُوَيْمِرٍ اَبِي الدَّرْدَاءِ، وَعِنْدَ سَلْمَانَ، وَعِنْدَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، وَعِنْدَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ الَّذِيْ كَانَ يَهُوْدِيًّا فَاَسْلَمَ، فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّهٗ عَاشِرُ عَشَرَةٍ فِي الْجَنَّةِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .

(٦٢٤٠) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ پر جب موت کا وقت آیا تو انہوں نے کہا کہ کتاب وسنت کا علم چار آدمیوں سے حاصل کرو۔ عویمر ابودرداء رضی اللہ عنہما سے، سلمان فارسی سے، عبداللہ بن مسعود سے اور عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہم سے جو یہودی تھے اور بعد میں مسلمان ہوئے (معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا، کہ وہ دس جنتیوں میں سے دسواں ہے۔ (ترمذی)

٦٢٣٨۔ ترمذی: (٣٨٠١)۔ ابن ماجہ: (١٥٦) اس کی سند حسن ہے۔

٦٢٣٩۔ ترمذی: (٣٨٠٢) اس کی سند حسن ہے۔

٦٢٤٠۔ ترمذی: (٣٨٠٤)۔ مسند احمد: (٥/ ٢٤٣) اس کی سند صحیح ہے۔

(٦٢٤١) وَعَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَوْ اسْتَخْلَفْتَ؟ قَالَ: ((اِنِ اسْتَخْلَفْتُ عَلَيْكُمْ فَعَصَيْتُمُوْهُ عُذِّبْتُمْ، وَلٰكِنْ مَا حَدَّثَكُمْ حُذَيْفَةُ فَصَدِّقُوْهُ، وَمَا اَقْرَأَكُمْ عَبْدُاللّٰهِ فَاقْرَأُوْهُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۲۴۱) حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ! کاش! آپ ﷺ کسی شخص کو خلیفہ مقرر فرمائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں نے تم پر خلیفہ مقرر کر دیا اور تم نے اس کی نافرمانی کی تو تم عذاب میں مبتلا کیے جاؤ گے لیکن حذیفہ رضی اللہ عنہ تمہیں جو بات بتائیں اسے تم سچا سمجھو اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تمہیں جس طرح پڑھائیں تم اسی طرح پڑھو۔ (ترمذی) اس کی سند ضعیف ہے۔

(٦٢٤٢) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَا اَحَدٌ مِنَ النَّاسِ تُدْرِكُهُ الْفِتْنَةُ اِلَّا اَنَا اَخَافُهَا عَلَيْهِ، اِلَّا مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ، فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا تَضُرُّكَ الْفِتْنَةُ)) رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

(۶۲۴۲) حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں میں سے کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس پر دنیوی مصائب آئیں اور مجھے ان کی وجہ سے خطرہ نہ ہو، البتہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں خطرہ نہیں ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ (محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں) فرماتے تھے۔ تجھے کوئی فتنہ نقصان نہیں پہنچائے گا۔ (ابوداؤد)

(٦٢٤٣) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ رَأٰى فِیْ بَيْتِ الزُّبَيْرِ مِصْبَاحًا فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! مَا اَرٰى اَسْمَاءَ اِلَّا قَدْ نُفِسَتْ، وَلَا تُسَمُّوْهُ حَتّٰى اُسَمِّيَهٗ فَسَمَّاهُ عَبْدَاللّٰهِ وَحَنَّكَهٗ بِتَمْرَةٍ بِيَدِهٖ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۲۴۳) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ کے گھر میں چراغ دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اے عائشہ! میرا خیال ہے کہ اسماء نفاس والی ہوگئی ہے تم بچے کا نام نہ رکھنا۔ میں ہی اس کا نام رکھوں گا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس بچے کا نام عبداللہ رکھا اور آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اس بچے کو کھجور کی گھٹی دی۔ (ترمذی) یہ حدیث ضعیف ہے اس کی سند میں عبداللہ بن مزمل راوی منکر الحدیث ہے۔

(٦٢٤٤) وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ عَمِيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ: لِمُعَاوِيَةَ: ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا، وَاهْدِ بِهٖ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۲۴۴) عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ ﷺ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں دعا کی! اے اللہ! اس کو ہدایت دکھانے والا اور ہدایت یافتہ بنا اور معاویہ کے ساتھ لوگوں کو بھی ہدایت عطا کر۔ (ترمذی)

(٦٢٤٥) وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَسْلَمَ النَّاسُ، وَآمَنَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وقال: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ، وَلَيْسَ اِسْنَادُهٗ بِالْقَوِيِّ.

(۶۲۴۵) عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگ اسلام لائے جبکہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔ (ترمذی) امام ترمذی نے اس حدیث کو غریب قرار دیا ہے، نیز اس کی سند بھی قوی نہیں ہے۔

٦٢٤١۔ ترمذی: (٣٨١٢) اس کی سند ضعیف ہے۔ اس میں ابوالیقظان عثمان بن عمیر ضعیف راوی ہے۔
٦٢٤٢۔ سنن ابو داؤد: (٤٦٦٣) اس میں ہشام بن حسان مدلس ہے۔
٦٢٤٣۔ ترمذی: (٣٨٢٦) اس کی سند ضعیف ہے۔ اس میں عبداللہ بن مؤمل ضعیف راوی ہے۔
٦٢٤٤۔ ترمذی: (٣٨٤٢) اس کی سند صحیح ہے۔
٦٢٤٥۔ ترمذی: (٣٨٤٤)۔

وضاحت: اس حدیث کی سند صحیح ہے جیسا کہ علامہ ناصر الدین البانی نے وضاحت کی ہے۔ امام ترمذی کا حکم صحیح نہیں ہے۔

(٦٢٤٦) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: لَقِيَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: ((يَا جَابِرُ مَا لِيْ اَرَاكَ مُنْكَسِرًا؟)) قُلْتُ: اُسْتُشْهِدَ اَبِيْ وَتَرَكَ عِيَالًا وَدَيْنًا۔ قَالَ: ((اَفَلَا اُبَشِّرُكَ بِمَا لَقِيَ اللّٰهُ بِهٖ اَبَاكَ؟)) قُلْتُ: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم! قَالَ: ((مَا كَلَّمَ اللّٰهُ اَحَدًا قَطُّ اِلَّا مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ، وَاَحْيَا اَبَاكَ فَكَلَّمَهٗ كِفَاحًا۔ قَالَ: يَا عَبْدِيْ! تَمَنَّ عَلَيَّ اُعْطِكَ قَالَ: يَا رَبِّ! تُحْيِيْنِيْ فَاُقْتَلُ فِيْكَ ثَانِيَةً۔ قَالَ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: اِنَّهٗ قَدْ سَبَقَ مِنِّيْ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ)) فَنَزَلَتْ ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا......﴾)) اَلْآيَةَ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(٦٢٤٦) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میرے ساتھ ملاقات ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر رضی اللہ عنہ کو فرمایا اے جابر! کیا بات ہے میں تجھے غمگین دیکھ رہا ہوں۔ میں نے عرض کی میرے والد شہید ہو گئے ہیں اور انہوں نے اہل وعیال اور قرض چھوڑا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تجھے خوش خبری نہ دوں کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح تیرے والد سے ملاقات کی ہے۔ میں نے عرض کی ضرور! اے اللہ کے رسول آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی شخص سے بلا پردہ کلام نہیں کیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے تیرے والد کو زندہ کر کے آمنے سامنے ملاقات کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے بندے! جو تو چاہتا ہے مجھ سے طلب کر میں تجھے عطا کروں گا۔ جابر رضی اللہ عنہ کے والد نے عرض کیا۔ اے میرے پروردگار! تو مجھے زندہ کر دے میں دوبارہ تیری راہ میں شہید ہو جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یہ بات میری جانب سے طے شدہ ہے کہ فوت شدہ انسانوں کو واپس نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی (ترجمہ) ''جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہو گئے انہیں آپ مرے ہوئے نہ سمجھیں'' (ترمذی)

(٦٢٤٧) وَعَنْهُ، قَالَ: اِسْتَغْفَرَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم خَمْسًا وَعِشْرِيْنَ مَرَّةً۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(٦٢٤٧) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچیس بار میرے لیے مغفرت کی دعا کی۔ (ترمذی)

(٦٢٤٨) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((كَمْ مِنْ اَشْعَثَ اَغْبَرَ ذِيْ طِمْرَيْنِ لَا يُؤْبَهُ لَهٗ، لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ، مِنْهُمْ الْبَرَاءُ بْنُ مَالِكٍ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(٦٢٤٨) انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کتنے ہی لوگ ہیں جن کے سر کے بال بکھرے ہوئے ہیں، غبار آلودہ ہیں، وہ دو بوسیدہ چادریں تن کیے ہوئے ہیں جن کی کچھ پرواہ نہیں کی جاتی اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم اٹھائیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا فرماتا ہے۔ ان میں سے براء بن مالک رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ (ترمذی)

(٦٢٤٩) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اَلَا اِنَّ عَيْبَتِيَ الَّتِيْ آوِيْ اِلَيْهَا اَهْلُ بَيْتِيْ، وَاِنَّ كَرِشِيَ الْاَنْصَارُ،

(٦٢٤٩) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، خبردار بلاشبہ میرے خاص لوگ جن کی جانب میں رجوع کرتا ہوں وہ میرے اہل بیت ہیں اور بلاشبہ میرے راز دار انصار ہیں۔ تم ان میں سے

٦٢٤٦۔ ترمذی: (٣٠١٠) اس کی سند حسن ہے۔
٦٢٤٧۔ ترمذی: (٣٨٥٢) اس کی سند ضعیف ہے۔
٦٢٤٨۔ ترمذی: (٣٨٥٤) اس کی سند حسن ہے۔
٦٢٤٩۔ ترمذی: (٣٩٠٤) اس کی سند ضعیف ہے۔

فَاعْفُوْا عَنْ مُسِيْئِهِمْ وَاقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِهِمْ .)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ .

غلطیاں کرنے والوں کو معاف کروں اور ان میں نیکو کار لوگوں کو قریب کرو۔ (ترمذی) امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ علامہ البانی نے کہا ہے کہ اہل بیت کے لفظ کے سبب یہ حدیث منکر ہے۔

(٦٢٥٠) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((لَا يُبْغِضُ الْاَنْصَارَ اَحَدٌ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ .

(۶۲۵۰) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انصار کے ساتھ وہ شخص دشمنی نہیں کرتا جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہو۔ (ترمذی) امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

(٦٢٥١) وَعَنْ اَنَسٍ ، عَنْ اَبِیْ طَلْحَةَ رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اَقْرِیءْ قَوْمَكَ السَّلَامَ ، فَاِنَّهُمْ مَا عَلِمْتُ اَعِفَّةٌ صُبُرٌ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .

(۶۲۵۱) انس رضی اللہ عنہ، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخاطب کر کے فرمایا کہ اپنی قوم کو سلام کہنا۔ بلاشبہ جہاں تک مجھے علم ہے وہ پاک باز اور نیک لوگ ہیں۔ (ترمذی) علامہ البانی نے کہا ہے کہ اس حدیث کا پہلہ جملہ منکر ہے جبکہ دوسرا جملہ صحیح ہے۔

(٦٢٥٢) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ عَبْدًا لِحَاطِبٍ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم يَشْكُوْ حَاطِبًا اِلَيْهِ. فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَيَدْخُلَنَّ حَاطِبٌ النَّارَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((كَذَبْتَ ، لَا يَدْخُلُهَا فَاِنَّهٗ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَةَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۶۲۵۲) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حاطب کا خادم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ حاطب کے بارے میں شکوہ کر رہا تھا۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! حاطب یقیناً دوزخ میں داخل ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو جھوٹ بول رہا ہے، وہ دوزخ میں داخل نہیں ہوگا کیونکہ وہ بدر اور حدیبیہ کی جنگ میں حاضر تھا۔ (مسلم)

(٦٢٥٣) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْا اَمْثَالَكُمْ﴾۔ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ ذَكَرَ اللّٰهُ ، اِنْ تَوَلَّيْنَا اُسْتُبْدِلُوْا بِنَا ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْا اَمْثَالَنَا؟ فَضَرَبَ عَلٰى فَخِذِ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ ثُمَّ قَالَ: ((هٰذَا وَقَوْمُهٗ ، وَلَوْ كَانَ الدِّيْنُ عِنْدَ الثُّرَيَّا ، لَتَنَاوَلَهٗ رِجَالٌ مِنَ الْفُرْسِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .

(۶۲۵۳) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی (جس کا ترجمہ یہ ہے) ''اور تم اعراض کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے علاوہ لوگ لائے گا وہ تمہارے جیسے نہ ہوں گے'' انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! وہ لوگ کون ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔ اگر ہم نے اعراض کیا تو انہیں ہمارے عوض لایا جائے گا، پھر وہ ہمارے جیسے نہیں ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی ران پر ہاتھ مارتے ہوئے فرمایا، وہ یہ شخص ہے اور اس کی قوم ہے! اگر اسلام ثریا ستارے کے پاس ہوگا تو فارس کے لوگ اسے وہاں سے بھی اخذ کر لیں گے۔ (ترمذی) علامہ البانی نے اس حدیث کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے۔

٦٢٥٠۔ ترمذی: (٣٩٠٦) اس کی سند صحیح ہے۔
٦٢٥١۔ ترمذی: (٣٩٠٣) اس کی سند ضعیف ہے۔ اس میں محمد بن ثابت البنانی ضعیف راوی ہے۔
٦٢٥٢۔ صحیح مسلم: (١٦٢/ ٢١٩٥).
٦٢٥٣۔ ترمذی: (٣٢٦٠) اس کی سند ضعیف ہے۔ اس میں اہل مدینہ کسی شیخ کا ذکر ہے جو کہ مجہول راوی ہے۔

(٦٢٥٤) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: ذُكِرَتِ الْاَعَاجِمُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَاَنَا بِهِمْ اَوْ بِبَعْضِهِمْ اَوْثَقُ مِنِّيْ بِكُمْ اَوْ بِبَعْضِكُمْ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۲۵۴) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس عجمیوں کا ذکر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ بلاشبہ میں ان کے ساتھ یا ان کے بعض کے ساتھ تمہارے یا تمہارے بعض کے مقابلے میں زیادہ بااعتماد ہوں۔ (ترمذی، ضعیف ترمذی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ......تیسری فصل

(٦٢٥٥) عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ سَبْعَةَ نُجَبَاءَ وَرُقَبَاءَ، وَأُعْطِيْتُ اَنَا اَرْبَعَةَ عَشَرَ قُلْنَا: مَنْ هُمْ؟ قَالَ: ((اَنَا وَابْنَايَ، وَجَعْفَرٌ، وَحَمْزَةُ، وَاَبُوْبَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَمُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ، وَبِلَالٌ، وَسَلْمَانُ، وَعَمَّارٌ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، وَاَبُوْذَرٍّ، وَالْمِقْدَادُ.)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۲۵۵) علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ ہر پیغمبر کے ساتھ بہترین حفاظت کرنے والے رفقاء ہوتے ہیں جبکہ مجھے چودہ بہترین رفقاء عطا کیے گئے۔ ہم نے عرض کی وہ کون ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے دونوں بیٹے، جعفر، حمزہ، ابوبکر، عمر، بلال، مصعب بن عمیر سلمان، عمار، عبداللہ بن مسعود، ابوذر اور مقداد رضی اللہ عنہم ہیں۔ (ترمذی) یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس کی سند میں کثیر بن اسماعیل النواء راوی ضعیف ہے۔

(٦٢٥٦) وَعَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ كَلَامٌ، فَاَغْلَظْتُ لَهٗ فِي الْقَوْلِ، فَانْطَلَقَ عَمَّارٌ يَشْكُوْنِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَجَاءَ خَالِدٌ وَهُوَ يَشْكُوْهُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ: فَجَعَلَ يُغْلِظُ لَهٗ وَلَا يَزِيْدُهٗ اِلَّا غِلْظَةً، وَالنَّبِيُّ ﷺ سَاكِتٌ لَا يَتَكَلَّمُ، فَبَكٰى عَمَّارٌ وَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلَا تَرَاهُ؟ فَرَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ رَأْسَهٗ وَقَالَ: ((مَنْ عَادٰى عَمَّارًا عَادَاهُ اللّٰهُ، وَمَنْ اَبْغَضَ عَمَّارًا اَبْغَضَهُ اللّٰهُ)). قَالَ خَالِدٌ فَخَرَجْتُ فَمَا كَانَ شَيْءٌ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ رِضٰى عَمَّارٍ، فَلَقِيْتُهٗ بِمَا رَضِيَ فَرَضِيَ.

(۶۲۵۶) خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میرے اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے درمیان کسی بات پر اختلاف تھا۔ میں نے اس کے ساتھ سخت کلامی کی۔ عمار رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں میری شکایت لگانے چلے گئے۔ خالد رضی اللہ عنہ کی شکایت کر رہے تھے۔ راوی کہتا ہے کہ خالد رضی اللہ عنہ نے عمار رضی اللہ عنہ کے بارے میں سخت الفاظ کہے اور ان کے غصے میں اضافہ کر دیا۔ نبی ﷺ خاموش تھے۔ آپ ﷺ نے کوئی بات نہ کی عمار رضی اللہ عنہ نے نہایت ناراض گی کی حالت میں رونا شروع کر دیا اور عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ دیکھتے ہیں کہ خالد کس قدر تند و تیز گفتگو کر رہا ہے۔ یہ سن کر نبی ﷺ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور فرمایا، جو شخص عمار رضی اللہ عنہ کے ساتھ دشمنی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے دشمنی کرے گا اور جو شخص عمار رضی اللہ عنہ سے بغض رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو برا جانے گا۔ خالد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نہایت خاموشی کے ساتھ وہاں سے باہر آ گیا۔ اس کے بعد میرے نزدیک عمار رضی اللہ عنہ کی رضا مندگی سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہ تھی۔ پھر میں نے عمار رضی اللہ عنہ کو

٦٢٥٤۔ ترمذی: (٣٩٣٢) اس کی سند ضعیف ہے۔ اس میں صالح بن أبی صالح مہران اور سفیان بن وکیع ضعیف راوی ہیں۔

٦٢٥٥۔ ترمذی: (٣٧٨٥) اس کی سند ضعیف ہے۔

٦٢٥٦۔ مسند امام احمد: (١٦٩٣٨)۔ مستدرك للحاكم: (٣/ ٩٠۔ ٣٩١) اس کی سند حسن ہے۔

(٦٢٥٧) وَعَنْ اَبِیْ عُبَیْدَةَ رضی اللہ عنہ، اَنَّهٗ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((خَالِدٌ سَیْفٌ مِنْ سُیُوفِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، وَنِعْمَ فَتَى الْعَشِیْرَةِ))۔ رَوَاهُمَا اَحْمَدُ.

(۶۲۵۷) ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا خالد رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ تلواروں میں سے ایک تلوار ہے اور وہ قبیلے کا بہترین نوجوان ہے۔ (مسند احمد)

(٦٢٥٨) وَعَنْ بُرَیْدَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی اَمَرَنِیْ بِحُبِّ اَرْبَعَةٍ، وَاَخْبَرَنِیْ اَنَّهٗ یُحِبُّهُمْ))۔ قِیْلَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: سَمِّهِمْ لَنَا۔ قَالَ: ((عَلِیٌّ مِنْهُمْ)) یَقُوْلُ ذٰلِكَ ثَلَاثًا ((وَاَبُوْ ذَرٍ، وَالْمِقْدَادُ، وَسَلْمَانُ، اَمَرَنِیْ بِحُبِّهِمْ وَاَخْبَرَنِیْ اَنَّهٗ یُحِبُّهُمْ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ.

(۶۲۵۸) بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے چار انسانوں سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے، نیز مجھے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتے ہیں۔ دریافت کیا گیا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ ہمیں ان کے نام بتائیں آپ ﷺ نے فرمایا: علی رضی اللہ عنہ ان میں سے ہیں۔ یہ بات آپ ﷺ نے تین دفعہ فرمائی نیز ابوذر، مقداد اور سلمان رضی اللہ عنہم بھی ان میں سے ہیں۔ مجھے ان کے ساتھ محبت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ نیز مجھے خبر دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتے ہیں۔ (ترمذی) امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن غریب قرار دیا ہے، نیز اس حدیث میں شریک بن عبداللہ قاضی کا حافظہ درست نہ تھا۔

(٦٢٥٩) وَعَنْ جابر رضی اللہ عنہ، قَالَ: کَانَ عُمَرُ یَقُوْلُ: اَبُوْبَکْرٍ سَیِّدُنَا وَاَعْتَقَ سَیِّدَنَا، یَعْنِیْ بِلَالًا۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

(۶۲۵۹) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم سے افضل ہیں اور انہوں نے ہمارے افضل انسان، یعنی بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کروایا۔ (بخاری)

(٦٢٦٠) وَعَنْ قَیْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ، اَنَّ بِلَالًا قَالَ لِاَبِیْ بَکْرٍ رضی اللہ عنہ، اِنْ کُنْتَ اِنَّمَا اشْتَرَیْتَنِیْ لِنَفْسِكَ فَاَمْسِکْنِیْ، وَاِنْ کُنْتَ اِنَّمَا اشْتَرَیْتَنِیْ لِلّٰهِ فَدَعْنِیْ وَعَمَلَ لِلّٰهِ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

(۶۲۶۰) قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ بلال رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنی ذات کے لیے خریدا ہے تو مجھے اپنے پاس روک لیں اور اگر آپ نے مجھے اللہ کی رضا کے لیے خریدا ہے تو مجھے اس کام کے لیے چھوڑ دیں جس کو آپ نے اللہ کی رضا کے لیے پسند کیا ہے۔ (بخاری)

(٦٢٦١) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اِنِّیْ مَجْهُوْدٌ۔ فَاَرْسَلَ اِلٰی بَعْضِ نِسَائِهٖ، فَقَالَتْ: وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا عِنْدِیْ اِلَّا مَاءٌ، ثُمَّ اَرْسَلَ اِلٰی

(۶۲۶۱) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی، میں ضرورت مند ہوں۔ آپ ﷺ نے اپنی کسی بیوی کی جانب پیغام بھیجا اس نے جواب بھجوایا۔ اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ میرے پاس تو صرف پانی ہے پھر

٦٢٥٧۔ مسند امام احمد: (١٦٩٤٨) اس کی سند ضعیف ہے۔ اس میں عبدالملک بن عمیر مدلس ہے۔

٦٢٥٨۔ ترمذی: (٣٧١٨)۔ ابن ماجه: (١٤٩) اس کی سند حسن ہے۔

٦٢٥٩۔ صحیح بخاری: (٣٧٥٤).

٦٢٦٠۔ صحیح بخاری: (٣٧٥٥).

٦٢٦١۔ صحیح بخاری: (٤٨٨٩)۔ صحیح مسلم: (١٧٢/ ٢٠٥٤).

أُخْرٰی فَقَالَتْ مِثْلَ ذٰلِكَ۔ وَقُلْنَ كُلُّهُنَّ مِثْلَ ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ يُضِيْفُهُ؟ وَيَرْحَمُهُ اللّٰهُ)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ اَبُوْطَلْحَةَ، فَقَالَ: اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَانْطَلَقَ بِهٖ اِلٰی رَحْلِهٖ فَقَالَ لِامْرَأَتِهٖ: هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ؟ قَالَتْ: لَا، اِلَّا قُوْتَ صِبْيَانِيْ قَالَ: فَعَلِّلِيْهِمْ بِشَيْءٍ وَنَوِّمِيْهِمْ، فَاِذَا دَخَلَ ضَيْفُنَا فَاَرِيْهِ اَنَّا نَأْكُلُ، فَاِذَا اَهْوٰی بِيَدِهٖ لِيَأْكُلَ، فَقُوْمِيْ اِلَی السِّرَاجِ كَيْ تُصْلِحِيْهِ فَاَطْفِئِيْهِ، فَفَعَلَتْ، فَقَعَدُوْا، وَاَكَلَ الضَّيْفُ، وَبَاتَا طَاوِيَيْنِ، فَلَمَّا اَصْبَحَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَقَدْ عَجِبَ اللّٰهُ اَوْ ضَحِكَ اللّٰهُ مِنْ فُلَانٍ وَفُلَانَةَ.)) وَفِيْ رِوَايَةٍ مِثْلَهٗ، وَلَمْ يُسَمِّ اَبَا طَلْحَةَ، وَفِيْ آخِرِهَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

آپ ﷺ نے دوسری بیوی کی جانب پیغام بھیجا۔ انہوں نے بھی اسی طرح کا پیغام بھجوایا۔ بلکہ تمام بیویوں نے اسی طرح کا پیغام بھجوایا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس شخص کی مہمان نوازی کون کرے گا؟ چنانچہ ایک انصاری شخص کھڑا ہوا۔ اس کا نام ابوطلحہ رضی اللہ عنہ تھا۔ اس نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! میں کروں گا۔ چنانچہ وہ اسے اپنے گھر لے گئے اور اپنی بیوی سے کہا کہ تیرے پاس کچھ کھانے کو ہے۔ اس نے جواب دیا۔ میرے بچوں کی خوراک کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اس نے بیوی سے کہا۔ انہوں نے کسی چیز سے بہلا کر سلا دے۔ جب ہمارا مہمان آئے تو اسے باور کرانا کہ ہم کھانا کھا چکے ہیں اور جب وہ اپنا ہاتھ کھانے کی طرف بڑھائے تو تم چراغ کو درست کرنے کے بہانے اسے بجھا دینا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ وہ تینوں بیٹھے رہے اور مہمان نے کھانا کھالیا۔ خاوند اور بیوی رات بھر بھوکے رہے۔ صبح کے وقت وہ مہمان رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فلاں عورت اور فلاں مرد سے متعجب ہے یا خوش ہے۔ ایک دوسری روایت میں بھی اسی طرح کے الفاظ ہیں۔ اس روایت میں آپ ﷺ نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا نام نہیں لیا، اسی روایت کے آخر میں ہے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (جس کا ترجمہ یہ ہے) ''یہ لوگ اپنے آپ پر ایثار کرتے ہیں اگرچہ ستارہی ہو۔'' (بخاری و مسلم)

توضیح: قرآن مجید میں ایسے لوگوں کی فضیلت اتری ﴿ويوثرون على انفسهم ولو كان بهم خصاصه﴾ اور بچوں پر ایثار اس وقت درست ہے جب بھوک کے مارے ان کے ضرر کا ڈر نہ ہو ورنہ ان کو کھلانا مہمان کی مہمان داری پر مقدم ہے۔ (نووی)

(٦٢٦٢) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَزَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَنْزِلًا، فَجَعَلَ النَّاسُ يَمُرُّوْنَ، فَيَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ هٰذَا يَا اَبَا هُرَيْرَةَ؟)) فَاَقُوْلُ: فُلَانٌ۔ فَيَقُوْلُ: ((نِعْمَ عَبْدُاللّٰهِ هٰذَا)) وَيَقُوْلُ: ((مَنْ هٰذَا؟)) فَاَقُوْلُ: فُلَانٌ۔ فَيَقُوْلُ: ((بِئْسَ عَبْدُاللّٰهِ هٰذَا)) حَتّٰی مَرَّ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ فَقَالَ: ((مَنْ هٰذَا؟)) فَقُلْتُ: خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ۔ فَقَالَ: ((نِعْمَ عَبْدُاللّٰهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ! سَيْفٌ مِنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(٦٢٦٢) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جگہ پر اترے، لوگ گزر رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے۔ کہ اے ابوہریرہ! یہ شخص کون ہے؟ میں جواب دیتا کہ فلاں ہے۔ تو آپ ﷺ فرماتے یہ اللہ کا اچھا بندہ نہیں ہے۔ یہاں تک کہ خالد بن ولید گزرے۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا یہ شخص کون ہے؟ میں جواب دیا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اچھا انسان ہے۔ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔ (ترمذی)

٦٢٦٢۔ ترمذی: (٣٨٤٦) اس کی سند حسن ہے۔

(٦٢٦٣) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَتْ الْاَنْصَارُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! لِكُلِّ نَبِيٍّ اَتْبَاعٌ وَاِنَّا قَدْ اتَّبَعْنَاكَ، فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَجْعَلَ اَتْبَاعَنَا مِنَّا، فَدَعَا بِهٖ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۶۲۶۳) زید بن ارقم بیان کرتے ہیں انصار نے عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ! ہر پیغمبر کے پیروکار ہوتے ہیں اور ہم نے آپ ﷺ کی اتباع کی ہے۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے تابعداروں کو بھی ہم جیسا بنائے، چنانچہ آپ ﷺ نے صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کے تابعداروں کے حق میں دعا فرمائی۔ (بخاری)

(٦٢٦٤) وَعَنْ قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: مَا نَعْلَمُ حَيًّا مِنْ اَحْيَاءِ الْعَرَبِ اَكْثَرَ شَهِيْدًا اَعَزَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْاَنْصَارِ۔ قَالَ: وَقَالَ اَنَسٌ: قُتِلَ مِنْهُمْ يَوْمَ اُحُدٍ سَبْعُوْنَ، وَيَوْمَ بِئْرِ مَعُوْنَةَ سَبْعُوْنَ، وَيَوْمَ الْيَمَامَةِ عَلٰى عَهْدِ اَبِيْ بَكْرٍ سَبْعُوْنَ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۶۲۶۴) قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم عرب کے قبائل میں سے کسی قبیلے کو نہیں جانتے تھے کہ وہ قیامت کے دن انصار کے شہداء سے زیادہ ہوں گے۔ قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: احد کے دن انصار کے ستر صحابہ اکرام شہید ہوئے بئر معونہ کے دن ستر اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں جنگ یمامہ میں بھی ستر شہید ہوئے۔ (بخاری)

توضیح: بئر معونہ میں ستر آدمی وہ شہید ہوئے جو سب انصاری تھے اور قرآن مجید کے قاری تھے۔ جو محض تبلیغی خدمات کے لئے نکلے مگر دھوکے سے کفار نے ان کو شہید کرڈالا تھا۔ (راز)

(٦٢٦٥) وَعَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ، قَالَ: عَطَاءُ الْبَدْرِيِّيْنَ خَمْسَةَ آلَافٍ وَقَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ: لَاُفَضِّلَنَّهُمْ عَلٰى مَنْ بَعْدَهُمْ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۶۲۶۵) قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں) بدری صحابہ رضی اللہ عنہم کا وظیفہ پانچ پانچ ہزار (دینار) تھا اور عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں انہیں ان کے بعد آنے والے دوسرے لوگوں پر فضیلت دیتا ہوں۔ (بخاری)

❀❀❀❀

٦٢٦٣۔ صحيح بخاري: (٣٧٨٧).
٦٢٦٤۔ صحيح بخاري: (٤٠٧٨).
٦٢٦٥۔ صحيح بخاري: (٤٠٢٢).

تَسْمِیَةُ مَنْ سُمِّیَ مِنْ اَهْلِ الْبَدْرِ فِی الْجَامِعِ لِلْبُخَارِیِّ

جنگ بدر میں شریک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی جنہیں امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''صحیح البخاری'' میں اہلِ بدر کے نام سے موسوم کیا ہے۔

((اَلنَّبِیُّ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الْهَاشِمِیُّ، عَبْدُاللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ اَبُوْبَكْرِ الصِّدِّیْقُ الْقُرَشِیُّ، عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الْعَدَوِیُّ، عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ الْقُرَشِیُّ خَلَّفَهُ النَّبِیُّ ﷺ عَلٰی ابْنَتِهٖ رُقَیَّةَ وَضَرَبَ لَهٗ بِسَهْمِهٖ۔ عَلِیُّ بْنُ طَالِبٍ الْهَاشِمِیُّ، اِیَاسُ بْنُ بُكَیْرٍ بِلَالُ بْنُ رِبَاحٍ مَوْلٰی اَبِیْ بَكْرِ الصَّدِیْقِ، حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ الْهَاشِمِیُّ، حَاطِبُ بْنُ اَبِیْ بَلْتَعَةَ حَلِیْفٌ لِقُرَیْشٍ، اَبُوْ حُذَیْفَةَ بْنُ عُتْبَةَ بْنِ رَبِیْعَةَ الْقُرَشِیُّ۔ حَارِثَةُ بْنُ الرَّبِیْعِ الْاَنْصَارِیُّ، قُتِلَ یَوْمَ بَدْرٍ، وَهُوَ حَارِثَةُ بْنُ سُرَاقَةَ، كَانَ فِی النَّظَّارَةِ۔ خُبَیْبُ بْنُ عَدِیِّ نِالْاَنْصَارِیُّ، خُنَیْسُ بْنُ حُذَافَةَ السَّهْمِیُّ، رِفَاعَةُ بْنُ رَافِعٍ الْاَنْصَارِیُّ، رَفَاعَةُ بْنُ عَبْدِالْمُنْذِرِ اَبُوْ لُبَابَةَ الْاَنْصَارِیُّ، الزُّبَیْرُ بْنُ الْعَوَّامِ الْقُرَشِیُّ زَیْدُ بْنُ سَهْلٍ اَبُوْ طَلْحَةَ الْاَنْصَارِیُّ، اَبُوْ زَیْدٍ الْاَنْصَارِیُّ، سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ الزُّهْرِیُّ، سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ الْقُرَشِیُّ، سَعِیْدُ بْنُ زَیْدِ بْنِ عَمْرِو بْنُ نُفَیْلٍ الْقُرَشِیُّ٭ سَهْلُ بْنُ حُنَیْفٍ الْاَنْصَارِیُّ، ظُهَیْرُ بْنُ رَافِعٍ الْاَنْصَارِیُّ، وَاَخُوْهُ عَبْدُاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ الْهُذْلِیُّ،

ہمارے آخری نبی محمد بن عبداللہ ہاشمی، عبداللہ بن عثمان ابوبکر صدیق قریشی، عمر بن خطاب العدوی، عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم نبی ﷺ نے انہیں اپنی بیٹی رقیہ کی تیمارداری کے لیے پیچھا چھوڑا تھا لیکن غنیمت میں ان کا حصہ مقرر کیا تھا۔ علی بن ابی طالب ہاشمی رضی اللہ عنہ، ایاس بن بکیر رضی اللہ عنہ، بلال بن ریاح، یہ ابوبکر کے آزاد کردہ غلام تھے۔ حمزہ بن عبدالمطلب ہاشمی رضی اللہ عنہ حاطب بن ابی بلکہ رضی اللہ عنہ یہ قریش کے حلیف تھے، ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ قریشی رضی اللہ عنہ حارثہ بن ربیع انصاری۔ یہ بدر کے دن شہید ہوئے اور یہی حارثہ بن سراقہ ہیں یہ جاسوسی کرنے کے لیے بلند مقام پر کھڑے تھے، خبیب بن عدی انصاری رضی اللہ عنہ خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ، رفاعہ بن رافع انصاری رضی اللہ عنہ، ابوزید انصاری رضی اللہ عنہ رفاعہ بن عبدالمنذہ ابولبابہ انصاری رضی اللہ عنہ، زبیر بن عوام قرشی رضی اللہ عنہ، زید بن سہل اور طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ، سعد بن مالک زہری رضی اللہ عنہ، سعد بن خولہ قرشی رضی اللہ عنہ سعید بن زید بن نفیل قرشی رضی اللہ عنہ، سہیل بن حنیف انصاری، ظہیر بن رافع انصاری رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی عبداللہ بن مسعود ہزلی رضی اللہ عنہ، عبدالرحمٰن بن عوف زہری رضی اللہ عنہ، عبیدہ بن حارث قرشی رضی اللہ عنہ، عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ عنہ، عویم بن ساعدہ انصاری رضی اللہ عنہ، عتبان بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ، قتادہ بن نعمان انصاری رضی اللہ عنہ، معاذ بن عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ، یہ بنوعامر بن لوی کے خلیف تھے، عقبہ بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ، عامر بن ربیعہ عنزی رضی اللہ عنہ، عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ، معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہ اور اس کا بھائی مالک بن ربیعہ ابوسعید انصاری رضی اللہ عنہ، قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ، مسطح بن اثاثہ بن عباد بن مطلب رضی اللہ عنہ، مرارہ بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ، معنی بن عدی انصاری رضی اللہ عنہ، مقداد بن عمرو کندی رضی اللہ عنہ، یہ بنوزہرہ کے حلیف تھے، حلال بن

عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ الزُّهْرِيُّ، عُبَيْدَةُ بْنُ الْحَارِثِ الْقُرَشِيُّ، عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ الْاَنْصَارِيُّ، عَمْرُو بْنُ عَوْفٍ حَلِيْفُ بَنِيْ عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ، عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو الْاَنْصَارِيُّ، عُتْبَانُ بْنُ مَالِكٍ نِالْاَنْصَارِيُّ، قُدَامَةُ بْنُ مَظْعُوْنٍ، قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ الْاَنْصَارِيُّ۔ مِسْطَحُ بْنُ اَثَاثَةَ بْنِ عَبَّادِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مُنَافٍ۔ مُرَارَةُ بْنُ الرَّبِيْعِ الْاَنْصَارِيُّ۔ مَعْنُ بْنُ عَدِيٍّ الْاَنْصَارِيُّ۔ مِقْدَادُ بْنُ عَمْرٍو الْكِنْدِيُّ حَلِيْفُ بَنِيْ زُهْرَةَ۔ هِلَالُ بْنُ اُمَيَّةَ الْاَنْصَارِيُّ، رضی اللہ عنہم اجمعین۔))

امیہ انصاری۔

اس حدیث میں تمام بدری صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کے نام نہیں ہیں بلکہ چند مشہور اور کبار صحابہ کے اسمائے مبارک ہیں۔

توضیح: معلوم ہوا بدری صحابہ غیر بدری سے افضل ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مہاجرین کے لیے سال میں دس ہزار اور انصار کے لئے آٹھ ہزار اور ازواج مطہرات کے لئے سال ۲۴ ہزار مقرر کئے تھے یہ صحیح اسلامی خلافت راشدہ تھی اور ان کے بیت المال کا صحیح ترین مصرف تھا۔ (راز)

❀❀❀❀

بَابُ ذِكْرِ الْيَمَنِ وَالشَّامِ وَذِكْرِ أُوَيْسِ الْقَرْنِيِّ
یمن اور شام اور اویس قرنی رحمہ اللہ کے بارے میں

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

(٦٢٦٦) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((اِنَّ رَجُلًا يَأْتِيكُمْ مِنَ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهٗ: اُوَيْسٌ، لَا يَدَعُ بِالْيَمَنِ غَيْرَ اُمٍّ لَهٗ، قَدْ كَانَ بِهٖ بَيَاضٌ، فَدَعَا اللّٰهَ فَاَذْهَبَهٗ اِلَّا مَوْضِعَ الدِّيْنَارِ اَوِ الدِّرْهَمِ، فَمَنْ لَقِيَهٗ مِنْكُمْ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ.)) وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: ((اِنَّ خَيْرَ التَّابِعِيْنَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهٗ: اُوَيْسٌ، وَلَهٗ وَالِدَةٌ، وَكَانَ بِهٖ بَيَاضٌ، فَمُرُوْهُ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(٦٢٦٦) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یمن سے ایک شخص تمہارے پاس آئے گا۔ اسے اویس کہا جاتا ہوگا، وہ اپنی والدہ کے سوا کسی کو یمن میں چھوڑ کر نہیں آئے گا، اس کے جسم پر برص کے داغ ہوں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے جسم سے ایک دینار یا ایک درہم کے سوا تمام داغ دور کر دے گا۔ تم میں سے جو شخص اسے ملے تو اسے چاہیے کہ وہ اس سے تمہارے لیے مغفرت کی دعا (کی درخواست) کرے۔

ایک اور روایت میں ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ تابعین میں سے بہتر شخص وہ ہوگا جسے تابعی کہا جاتا ہوگا، اس کی والدہ ہوگی اور اس کے جسم پر برص کے داغ ہوں گے، پس تم اس سے گزارش کرنا کہ وہ تمہارے لیے مغفرت کی دعا کرے۔ (مسلم)

توضیح: ان کا نام اویس بن عامر ہے یا اویس بن ما کو یا اویس بن عمرو کنیت ابوعمرو تھی صفین کی جنگ میں مارے گئے اور قرنی منسوب ہے قرن کی طرف۔ بنی قرن ایک شاخ ہے اور یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں موجود تھے اور اسلام لا چکے تھے۔ لیکن آپ کی صحبت سے مشرف نہ ہوئے اس لئے تابعین میں ان کا شمار ہوتا ہے اور ان کا درجہ تمام تابعین سے افضل ہے۔ (نووی)

(٦٢٦٧) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: ((اَتَاكُمْ اَهْلُ الْيَمَنِ، هُوَ اَرَقُّ اَفْئِدَةً، وَاَلْيَنُ قُلُوْبًا، اَلْاِيْمَانُ يَمَانٍ، وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ، وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي اَصْحَابِ الْاِبِلِ، وَالسَّكِيْنَةُ وَالْوَقَارُ فِيْ اَهْلِ الْغَنَمِ.)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(٦٢٦٧) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے پاس ملک یمن سے لوگ آئے ہیں ان کے دل تمام آنے والوں سے نرم ہیں اور وہ خیر خواہی زیادہ قبول کرنے والے ہیں، ایمان یمن میں ہے اور اطاعت بھی یمنیوں کا شیوہ ہے، وہاں حکمت کے چشمے ہیں۔ فخر اور تکبر ان لوگوں میں ہوگا جو گھوڑے رکھیں گے اور علم اور وقار ان لوگوں میں ہوگا جو بھیڑ بکریاں رکھیں گے۔ (بخاری، مسلم)

٦٢٦٦۔ صحیح مسلم: (٢٢٣/ ٢٥٤٢).

٦٢٦٧۔ صحیح بخاری: (٤٣٨٨)۔ صحیح مسلم: (٨٦۔ ٨٤/ ٥٢).

(٦٢٦٨) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((رَأْسُ الْكُفْرِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ، وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِيْ اَهْلِ الْخَيْلِ وَالْاِبِلِ، وَالْفَدَّادِيْنَ اَهْلِ الْوَبَرِ وَالسَّكِيْنَةُ فِيْ اَهْلِ الْغَنَمِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۶۲۶۸) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کفر کا سرچشمہ مشرق کی جانب ہے۔ فخر اور تکبر ان لوگوں میں ہوگا۔ جو گھوڑے اور اونٹ رکھیں گے اور وہ زمیندار جو اونٹ کے بالوں کے خیموں میں رہتے ہوں گے، نرمی ان لوگوں میں ہوگی جو بکریاں رکھنے والے ہوں گے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: حدیث میں فدادین کا لفظ ہے اس کے معنوں میں اختلاف ہے ابوعمرو صیبانی نے کہا یہ فدا کی جمع ہے بتشدید دلا اور فداد گائے بیل کو کہتے ہیں جن سے کھیتی باری میں کام لیا جاتا ہے اس سے مراد کاشت کار اور زمیندار ملکی لوگ ہیں لیکن اوروں نے اس کا انکار کیا اور کہا فدادین فدید سے ہے جس کے معنی ہیں چلانا اور شور کرنا اور مار دوہی لوگ ہیں جو اونٹوں اور گھوڑوں اور کھیتوں میں چلایا کرتے اور حد درجہ کے بد خلق اور سکت ہوتے ہیں۔ ابوعبیدہ نے کہا فدادین سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے پاس بہت اونٹ ہیں دو سو سے لے کر ہزار تک۔ (نووی)

(٦٢٦٩) وَعَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدِ نِالْاَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((هٰهُنَا جَاءَتِ الْفِتَنُ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْجَفَاءُ وَغِلَظُ الْقُلُوْبِ فِيْ الْفَدَّادِيْنِ اَهْلِ الْوَبَرِ عِنْدَ اُصُوْلِ اَذْنَابِ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ، فِيْ رَبِيْعَةَ وَمُضَرَ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۶۲۶۹) ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فتنے مشرق کی طرف سے ظاہر ہوں گے، زبان کی تیزی اور دلوں کی قساوت ان لوگوں میں ہوگی، جو جنگل میں رہنے والے خیمہ نشین ہوں گے۔ جو ربیعہ اور مضر قبیلے میں اونٹوں اور بیلوں کی دموں کے پیچھے لگ رہے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

(٦٢٧٠) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((غِلَظُ الْقُلُوْبِ وَالْجَفَاءُ فِيْ الْمَشْرِقِ، وَالْاِيْمَانُ فِيْ اَهْلِ الْحِجَازِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۶۲۷۰) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قساوت قلبی اور زبان کی تیزی مشرق کے لوگوں میں ہوگی، نیز ایمان اہل حجاز میں ہوگا۔

توضیح: مدینے سے مشرق کی طرف معر کے کافر رہتے تھے جو نہایت سخت لوگ تھے اور نبی ﷺ کے پاس آنے والوں کو ستاتے تھے اور حجاز عرب کا ایک قطعہ ہے جس میں مکہ اور مدینہ اور طائف واقع ہیں۔

اس حدیث میں مشرق کی مذمت اور حجاز کی تعریف ہے اور یمن حجاز میں داخل ہے اور ہندوستان مشرق میں ہے اور یہ ایک گزشتہ زمانے کی حکایت ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے ہندوستان پر اپنا فضل کیا اور اس میں اسلام اور مسلمانوں کو پھیلایا اور ہند کے بہت سے لوگ اسلام سے مشرف ہوتے۔ اور یہ اللہ کا فضل ہے وہ جس کو چاہے دیتا ہے اور ہندوستان میں بہت بڑے بڑے علماء اور فضلاء گزرے ہیں، اور بہت سے محدث جو کتاب و سنت پر عمل کرتے تھے اور ہند کے رہنے والے وہ بعض بدعتی جو اس حدیث سے بات نکالتے ہیں کہ مشرق سے مراد نجد کے لوگ ہیں اور یہ حدیث نجد والوں پر صادق آتی ہے اور اس بنا پر تکفیر کرتے ہیں شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی بھی جو نجد سے نکل کر حجاز میں

٦٢٦٨۔ صحيح بخاري: (٣٣٠١)۔ صحيح مسلم: (٨٥/ ٥٢).

٦٢٦٩۔ صحيح بخاري: (٣٤٩٨)۔ صحيح مسلم: (٨١/ ٥١).

٦٢٧٠۔ صحيح مسلم: (٩٢/ ٥٣).

آ ئے تھے اور انہوں نے توحید کو پھیلایا تھا اور شرک کو مٹایا تھا تو یہ مبتدعین کا تعصب اور عناد ہے اور اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کفر کی چوٹی پورب میں ہے اور نجد کو خاص نہیں کیا اور مشرق عام ہے تمام ان ممالک کو شامل ہے جو مدینہ سے پورب کی جانب واقع ہیں۔

ہند ہو یا سندھ شیخ محمد بن عبدالوہاب عالم تھے مسلمان تھے مشرق بات کی دعوت دیا کرتے تھے، وہ کافر نہ تھے، اور نہ ہی اسلام سے خارج تھے۔ پھر وہ اس حدیث سے کیوں مراد ہونگے اس حال میں جبکہ بعض احادیث صحیحہ میں نجد والوں کی فضیلت موجود ہے۔ آپ ﷺ نے ایک شخص کے بارے میں جو نجد کا رہنے والا تھا فرمایا اس نے نجات پائی اگر وہ سچا ہے اور حدیث سے مراد وہی شخص ہے جو صفت کا ہو، یعنی سخت دل اور کافر ہو اور جس میں یہ صفت نہیں وہ حدیث میں داخل نہیں ہے، خواہ وہ مشرقی نجدی یا ہندی ہو یا مغربی اندلسی اور حدیث کا مفہوم یہی ہے۔

(٦٢٧١) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ شَامِنَا، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ یَمَنِنَا)) قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! وَفِیْ نَجْدِنَا۔؟ فَاَظُنُّهٗ قَالَ: فِی الثَّالِثَةِ: ((هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ، وَبِهَا یَطْلُعُ قَرْنُ الشَّیْطَانِ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

(٦٢٧١) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا اے اللہ! ہمارے شام میں ہمارے لیے برکت فرما، اے اللہ! ہمارے یمن میں ہمارے لیے برکت کر، صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ یہ بھی دعا کریں کہ اللہ ہمارے نجد میں بھی برکت عطا کرے (ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں) میرا خیال ہے آپ ﷺ نے تیسری دفعہ میں فرمایا مشرق میں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں سے شیطان کا سینگ نمودار ہوگا۔ (بخاری)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ...... دوسری فصل

(٦٢٧٢) عَنْ اَنَسٍ، عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہما، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَظَرَ قِبَلَ الْیَمَنِ، فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اَقْبِلْ بِقُلُوْبِهِمْ، وَبَارِكْ لَنَا فِیْ صَاعِنَا وَمُدِّنَا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

(٦٢٧٢) انس رضی اللہ عنہ، زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے یمن کی طرف دیکھا اور آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! ان کے دلوں کو ہماری طرف متوجہ فرما اور ہمارے لیے ہمارے صاع اور مد (دونوں پیمانوں) میں برکت عنایت فرما۔ (ترمذی)

(٦٢٧٣) وَعَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((طُوْبٰی لِلشَّامِ)) قُلْنَا: لِاَیِّ ذٰلِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: ((لِاَنَّ مَلَائِكَةَ الرَّحْمٰنِ بَاسِطَةٌ اَجْنِحَتَهَا عَلَیْهَا)) رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِیُّ.

(٦٢٧٣) زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: شام والوں کے لیے خوش خبری ہو، ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! کس سبب سے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیونکہ اللہ رحمان کے فرشتے اپنے پروں کو ان پر پھیلائے ہوئے ہیں۔ (مسند احمد و ترمذی)

(٦٢٧٤) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، قَالَ:

(٦٢٧٤) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

٦٢٧١۔ صحیح بخاری: (٧٠٩٥).

٦٢٧٢۔ ترمذی: (٣٩٣٤) اس کی سند حسن ہے۔

٦٢٧٣۔ مسند امام احمد: (٢١٩٤٢)۔ ترمذی: (٣٩٥٤) اس کی سند حسن ہے۔

٦٢٧٤۔ ترمذی: (٢٢١٧) اس کی سند صحیح ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَتَخْرُجُ نَارٌ مِنْ نَحْوِ حَضْرَ مَوْتَ، اَوْ مِنْ حَضْرَ مَوْتَ، تَحْشُرُ النَّاسَ قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: ((عَلَيْكُمْ بِالشَّامِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

عنقریب حضر موت کی طرف سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو جمع کرے گی۔ ہم نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! تو آپ ﷺ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم شام ہی میں رہنا۔ (ترمذی)

(٦٢٧٥) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہما، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّهَا سَتَكُوْنُ هِجْرَةٌ بَعْدَ هِجْرَةٍ، فَخِيَارُ النَّاسِ اِلٰى مُهَاجَرِ اِبْرَاهِيْمَ)) وَفِيْ رِوَايَةٍ: ((فَخِيَارُ اَهْلِ الْاَرْضِ اَلْزَمُهُمْ مُهَاجَرَ اِبْرَاهِيْمَ، وَيَبْقٰى فِي الْاَرْضِ شِرَارُ اَهْلِهَا، تَلْفِظُهُمْ اَرَضُوْهُمْ، تَقْذَرُهُمْ نَفْسُ اللّٰهِ، تَحْشُرُهُمُ النَّارُ مَعَ الْقِرَدَةِ وَالْخَنَازِيْرِ، تَبِيْتُ مَعَهُمْ اِذَا بَاتُوْا، وَتَقِيْلُ مَعَهُمْ اِذَا قَالُوْا)). رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

(٦٢٧٥) عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے فرمایا ہجرت کے بعد ہجرت ہو گی لوگوں میں سے بہترین وہ ہے جو ابراہیم کے ہجرت کرنے کی جگہ ہجرت کرے۔ ایک روایت میں ہے لوگوں میں سے بہترین وہ ہے جو ابراہیم کی ہجرت کی جگہ کو لازم پکڑے گا۔ زمین میں بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے ان کی زمینیں ان کو پھینک دیں گی اللہ کی ذات ان کو مکروہ رکھے گی آگ ان کو بندروں اور خنزیروں کے ساتھ اکٹھا کرے گی ان کے ساتھ رات گزارے گی جہاں وہ رات گزاریں گے اور جہاں وہ قیلولہ کریں گے ان کے ساتھ قیلولہ کرے گی۔ (ابوداؤد)

(٦٢٧٦) وَعَنِ ابْنِ حَوَالَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَيَصِيْرُ الْاَمْرُ اَنْ تَكُوْنُوْا جُنُوْدًا مُجَنَّدَةً، جُنْدٌ بِالشَّامِ، وَجُنْدٌ بِالْيَمَنِ، وَجُنْدٌ بِالْعِرَاقِ)) فَقَالَ ابْنُ حَوَالَةَ: خِرْلِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! اِنْ اَدْرَكْتُ ذٰلِكَ. فَقَالَ: ((عَلَيْكَ بِالشَّامِ، فَاِنَّهَا خِيْرَةُ اللّٰهِ مِنْ اَرْضِهٖ، يُجْتَبٰى اِلَيْهَا خِيْرَتُهٗ مِنْ عِبَادِهٖ، فَاَمَّا اِنْ اَبَيْتُمْ فَعَلَيْكُمْ بِيَمَنِكُمْ، وَاسْقُوْا مِنْ غُدُرِكُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ تَوَكَّلَ لِيْ بِالشَّامِ وَاَهْلِهٖ)). رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَاَبُوْدَاوٗدَ.

(٦٢٧٦) ابن حوالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا امر دین اس طرح ہو جائے گا کہ تم جمع کیے گئے لشکر ہو گے ایک لشکر شام میں ہو گا ایک لشکر یمن میں ایک لشکر عراق میں۔ ابن حوالہ نے کہا اے اللہ کے رسول میرے لیے پسند فرمائیں اگر میں اس وقت کو پالوں کس لشکر میں شامل ہوں۔ آپ نے فرمایا شام کو لازم پکڑ وہ اللہ کی پسندیدہ زمین ہے اپنے پسندیدہ بندے اس کی طرف جمع کرے گا اگر تم اس بات سے انکار کرو تو یمن کو لازم پکڑو وہاں کے تالابوں سے پانی پیو اللہ تعالیٰ شام اور اس کے رہنے والوں کے لیے متکفل بن چکا ہے۔ (احمد، ابوداؤد)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

(٦٢٧٧) وَعَنْ شُرَيْحِ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ: ذُكِرَ اَهْلُ

(٦٢٧٧) شریح بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل شام کا حضرت علی رضی اللہ عنہ

٦٢٧٥۔ سنن ابو داؤد: (٢٤٨٢) اس کی سند حسن ہے۔

٦٢٧٦۔ مسند امام احمد: (١٧١٣٠)۔ سنن ابو داؤد: (٢٤٨٣) اس کی سند حسن ہے۔

٦٢٧٧۔ مسند امام احمد: (٨٩٦) اس کی سند ضعیف ہے۔ اس میں انقطاع ہے۔

الشَّامِ عِنْدَ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ، وَقِيْلَ الْعَنْهُمْ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! قَالَ: لَا، اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: ((اَلْاَبْدَالُ يَكُوْنُوْنَ بِالشَّامِ، وَهُمْ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا، كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهٗ رَجُلًا، يُسْقٰى بِهِمُ الْغَيْثُ وَيُنْتَصَرُبِهِمْ عَلَى الْاَعْدَاءِ وَيُصْرَفُ عَنْ اَهْلِ الشَّامِ بِهِمُ الْعَذَابُ.))

کے پاس ذکر کیا گیا اور کہا گیا اے امیر المومنین ان پر لعنت کریں۔ آپ نے فرمایا نہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے ابدال شام میں ہوں گے اور وہ چالیس ہیں جب بھی ان میں سے کوئی آدمف فوت ہو جاتا ہے اس کی جگہ اور آدمی اللہ تعالیٰ بدل دیتا ہے ان کی برکت سے بارش برستی ہے ان کی دعاؤں سے دشمنوں پر فتح حاصل کی جاتی ہے اور اہل شام سے ان کی وجہ سے عذاب پھیر دیا جاتا ہے۔

(٦٢٧٨) وَعَنْ رَجُلٍ مِنَ الصَّحَابَةِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((سَتُفْتَحُ الشَّامُ، فَاِذَا خُيِّرْتُمُ الْمَنَازِلَ فِيْهَا، فَعَلَيْكُمْ بِمَدِيْنَةٍ يُقَالُ لَهَا: دِمَشْقُ، فَاِنَّهَا مَعْقِلُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنَ الْمَلَاحِمِ وَفُسْطَاطُهَا، مِنْهَا اَرْضٌ يُقَالُ لَهَا: الْغُوْطَةُ)). رَوَاهُمَا اَحْمَدُ.

(٦٢٧٨) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کے ایک صحابی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شام فتح کیا جائے گا جب تم کو اس کے مکانوں اور شہروں میں رہنے کا اختیار دیا جائے گا تم ایک شہر کو لازم پکڑنا جس کا نام دمشق ہے وہ مسلمانوں کے لیے لڑائیوں سے پناہ کی جگہ ہے اور ملک شام کا جامع ہے وہاں ایک زمین کا نام غوطہ ہے۔ (احمد)

(٦٢٧٩) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اَلْخِلَافَةُ بِالْمَدِيْنَةِ، وَالْمُلْكُ بِالشَّامِ.))

(٦٢٧٩) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خلافت مدینہ میں ہوگی اور بادشاہ شام میں۔

(٦٢٨٠) وَعَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((رَاَيْتُ عُمُوْدًا مِنْ نُوْرٍ، خَرَجَ مِنْ تَحْتِ رَاْسِيْ سَاطِعًا حَتّٰى اسْتَقَرَّ بِالشَّامِ)). رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

(٦٢٨٠) عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے سر سے نور کا ایک ستون اٹھتے ہوئے دیکھا ہے جو شام میں جا کر ٹھہر گیا ہے۔ (ان دونوں حدیثوں کو بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کیا ہے)

(٦٢٨١) وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((اِنَّ فُسْطَاطَ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَ الْمَلْحَمَةِ بِالْغُوْطَةِ، اِلٰى جَانِبِ مَدِيْنَةٍ يُقَالُ لَهَا: دِمَشْقُ مِنْ خَيْرِ مَدَائِنِ الشَّامِ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

(٦٢٨١) ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں کی اجتماع کی جگہ غوطہ میں روز جنگ ہے وہ ایک شہر کی جانب ہے جس کا نام دمشق ہے وہ سب شہروں سے بہتر ہے۔ (ابوداؤد)

(٦٢٨٢) وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَيَاْتِيْ مَلِكٌ مِنْ مُلُوْكِ الْعَجَمِ، فَيَظْهَرُ عَلَى الْمَدَائِنِ كُلِّهَا اِلَّا دِمَشْقَ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

(٦٢٨٢) عبدالرحمٰن بن سلیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا ایک عجمی بادشاہ آئے گا وہ سب شہروں پر غالب آ جائے گا سوا دمشق کے۔ (ابوداؤد)

٦٢٧٨۔ مسند امام احمد: (١٧٦٠٩) اس کی سند ضعیف ہے۔
٦٢٧٩۔ دلائل النبوۃ: (٦/ ٤٤٧) اس کی سند ضعیف ہے۔
٦٢٨٠۔ دلائل النبوۃ: (٦/ ٤٤٩) اس کی سند ضعیف ہے۔
٦٢٨١۔ سنن ابو داؤد: (٤٢٩٨) اس کی سند صحیح ہے۔
٦٢٨٢۔ سنن ابو داؤد: (٤٦٣٩) اس کی سند ضعیف ہے۔

بَابُ ثَوَابِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ
اس امت کے ثواب کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

(٦٢٨٣) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّمَا اَجَلُكُمْ فِيْ اَجَلِ مَنْ خَلَا مِنَ الْاُمَمِ مَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ اِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ، وَاِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى كَرَجُلٍ اِسْتَعْمَلَ عُمَّالًا فَقَالَ: مَنْ يَعْمَلُ اِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ، فَعَمِلَتِ الْيَهُوْدُ اِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ، ثُمَّ قَالَ: مَنْ يَعْمَلُ لِيْ مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ اِلٰى صَلَاةِ الْعَصْرِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ۔ ثُمَّ قَالَ: مَنْ يَعْمَلُ لِيْ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ اِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلٰى قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ؟ اَلَا فَاَنْتُمُ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ اِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ، اَلَا لَكُمُ الْاَجْرُ مَرَّتَيْنِ، فَغَضِبَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى فَقَالُوْا: نَحْنُ اَكْثَرُ عَمَلًا، وَاَقَلُّ عَطَاءً! قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: فَهَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ شَيْئًا؟ قَالُوْا: لَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: فَاِنَّهُ فَضْلِيْ، اُعْطِيْهِ مَنْ شِئْتُ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(٦٢٨٣) ابن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا دوسری امتوں کی مدت عمر نسبت جو گزر چکی ہیں تمہاری مدت عمر اس زمانہ کے مقدار سے جو عصر سے لے کر غروب آفتاب تک ہوتا ہے۔ تمہاری اور یہود و نصاریٰ کی مثال اس طرح پر ہے ایک آدمی نے کچھ لوگوں کو کام پر لگایا اور کہا آدھے دن تک کون میرا کام کرتا ہے میں اس کو ایک قیراط دوں گا۔ یہود نے ایک ایک قیراط پر نصف دن کام کیا پھر اس نے کہا نصف دن سے عصر کی نماز تک کون ایک ایک قیراط پر کام کرتا ہے۔ عیسائیوں نے نصف دن سے لے کر عصر تک ایک ایک قیراط پر کام کیا۔ پھر اس نے کہا عصر کی نماز سے لے کر مغرب تک کون ہے جو کام کرتا ہے اس کو دو قیراط ملیں گے۔ تم نماز عصر سے لے کر مغرب تک عمل کر رہے ہو۔ آگاہ رہو تمہارے لیے دوگنا ثواب ہے۔ یہود و نصاریٰ اس بات پر ناراض ہو گئے کہنے لگے ہم نے کام زیادہ کیا ہے اور ہم کو اجرت کم دی گئی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے تمہارے حق سے کچھ کم کیا ہے وہ کہنے لگے نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ میرا فضل ہے جس کو چاہتا ہوں دیتا ہوں۔ (بخاری)

(٦٢٨٤) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ مِنْ اَشَدِّ اُمَّتِيْ لِيْ حُبًّا نَاسٌ

(٦٢٨٤) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں سے میرے محبوب ترین لوگ وہ ہوں گے جو میرے بعد پیدا ہوں

٦٢٨٣ـ صحيح بخاري: (٣٤٥٩).

٦٢٨٤ـ صحيح مسلم: (١٢/ ٢٨٣٢).

يَكُوْنُوْنَ بَعْدِيْ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ رَآنِيْ بِاَهْلِهٖ وَمَالِهٖ .)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

وہ آرزو کریں گے کہ اپنے اہل وعیال اور مال ومنال کے بدلہ میں مجھے دیکھیں۔(مسلم)

(٦٢٨٥) وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: ((لَا يَزَالُ مِنْ اُمَّتِيْ اُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِاَمْرِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ .)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَذُكِرَ حَدِيْثُ اَنَسٍ ((اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ)) فِيْ كِتَابِ الْقِصَاصِ .

(٦٢٨٥) معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے میری امت میں سے ایک جماعت اللہ کے حکم کے ساتھ قائم رہے گی ان کی جو مدد چھوڑ دے گا یا ان کی مخالفت کرے گا ان کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ یہاں تک کہ اللہ کا امر آئے گا وہ اس حالت پر ہوں گے۔(بخاری ومسلم) انس رضی اللہ عنہ کی حدیث جس کے الفاظ ہیں: ان من عباد اللہ کتاب القصاص میں ذکر کی جا چکی ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ......دوسری فصل

(٦٢٨٦) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَثَلُ اُمَّتِيْ مَثَلُ الْمَطَرِ، لَا يُدْرٰى اَوَّلُهٗ خَيْرٌ اَمْ آخِرُهٗ .)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .

(٦٢٨٦) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کی مثال بارش کی مانند ہے یہ نہیں معلوم کیا جا سکتا کہ اس کا اول بہتر ہے یا آخر۔(ترمذی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ......تیسری فصل

(٦٢٨٧) عَنْ جَعْفَرٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهٖ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اَبْشِرُوْا وَاَبْشِرُوْا، اِنَّمَا مَثَلُ اُمَّتِيْ مَثَلُ الْغَيْثِ، لَا يُدْرٰى آخِرُهٗ خَيْرٌ اَمْ اَوَّلُهٗ؟ اَوْ كَحَدِيْقَةٍ اُطْعِمَ مِنْهَا فَوْجٌ عَامًا، ثُمَّ اُطْعِمَ مِنْهَا فَوْجٌ عَامًا، لَعَلَّ آخِرَهَا فَوْجًا اَنْ يَكُوْنَ اَعْرَضَهَا عَرْضًا وَاَعْمَقَهَا عُمْقًا، وَاَحْسَنَهَا حَسَنًا، كَيْفَ تَهْلِكُ اُمَّةٌ اَنَا اَوَّلُهَا وَالْمَهْدِيُّ وَسَطُهَا، وَالْمَسِيْحُ آخِرُهَا، وَلٰكِنْ بَيْنَ ذٰلِكَ فَيْجٌ اَعْوَجُ، لَيْسُوْا مِنِّيْ وَلَا اَنَا مِنْهُمْ)). رَوَاهُ رَزِيْنٌ .

(٦٢٨٧) حضرت جعفر اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم خوش ہو اور خوش خوہ میری امت کی مثال بارش کی مانند ہے یہ نہیں جانا جاتا اس کا اول بہتر ہے یا آخر یا اس کی مثال باغ کی مانند ہے اس سے ایک سال تک ایک فوج کھلائی گئی پھر ایک فوج ایک دوسرے سال کھلائی گئی شاید کہ جب دوسری فوج کھائے وہ بہت چوڑا اور بہت گہرا اور بہت اچھا بن جائے۔ وہ امت کیسے ہلاک ہو جس کے اول میں میں ہوں مہدی اس کے وسط میں اور مسیح اس کے آخر میں ہے لیکن اس کے درمیان ایک کج رو جماعت ہوگی ان کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور میرا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

(٦٢٨٨) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ اَبِيْهِ،

(٦٢٨٨) حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت

٦٢٨٥۔ صحیح بخاری: (٣٦٤١)۔ صحیح مسلم: (١٧٤/ ١٠٣٧).
٦٢٨٦۔ ترمذی: (٣٨٦٩) اس کی سند ضعیف ہے۔ اس میں حماد بن یحیٰ ضعیف راوی ہے۔
٦٢٨٧۔ اس حدیث کی سند نہیں ملی۔
٦٢٨٨۔ دلائل النبوۃ: (٦/ ٥٤٨) اس کی سند ضعیف ہے۔

عَنْ جَدِّهٖ، قَالَ: قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَیُّ الْخَلْقِ اَعْجَبُ اِلَیْکُم اِیْمَانًا؟)) قَالُوْا: الْمَلَائِکَۃُ۔ قَالَ: ((وَمَا لَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ وَهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ؟))۔ قَالُوْا: فَالنَّبِیُّوْنَ۔ قَالَ: ((وَمَا لَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ وَالْوَحْیُ یَنْزِلُ عَلَیْهِمْ؟)) قَالُوْا: فَنَحْنُ۔ قَالَ: ((وَمَا لَکُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ وَاَنَا بَیْنَ اَظْهُرِکُمْ؟)) قَالَ: فَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اَعْجَبَ الْخَلْقِ اِلَیَّ اِیْمَانًا لَقَوْمٌ یَکُوْنُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ یَجِدُوْنَ صُحُفًا فِیْهَا کِتَابٌ یُؤْمِنُوْنَ بِمَا فِیْهَا .))

(رزین) کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کونسی مخلوق تمہاری طرف ایمان کے لحاظ سے زیادہ پسندیدہ ہے انہوں نے کہا فرشتے آپ نے فرمایا اوران کے لیے کیا ہے وہ ایمان نہ لائیں جبکہ وہ اپنے رب کے پاس ہیں انہوں نے کہا پیغمبر آپ نے فرمایا ان کو کیا ہے وہ ایمان نہ لائیں جبکہ ان پر وحی نازل کی جاتی ہے انہوں نے کہا پس ہم آپ نے فرمایا اور تمہارے لیے کیا ہے کہ تم ایمان نہ لاؤ جبکہ میں تم میں موجود ہوں۔ راوی نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مخلوق میں سے میرے نزدیک پسندیدہ ایمان ان لوگوں کا ہے جو میرے بعد پیدا ہوں گے مصحف پر ایمان لائیں گے اس میں کتاب ہوگی اس میں جو کچھ ہے اس کے ساتھ ایمان لائیں گے۔

(٦٢٨٩) وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْعَلَاءِ الْحَضْرَمِیِّ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ مَنْ سَمِعَ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ: ((اِنَّهٗ سَیَکُوْنُ فِیْ آخِرِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ قَوْمٌ لَهُمْ مِثْلُ اَجْرِ اَوَّلِهِمْ، یَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ، وَیُقَاتِلُوْنَ اَهْلَ الْفِتَنِ .)) رَوَاهُمَا الْبَیْهَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ .

(٦٢٨٩) عبدالرحمٰن بن علا حضرمی سے روایت ہے کہ مجھ کو نبی ﷺ کے ایک صحابی نے حدیث بیان کی آپ نے فرمایا اس امت کے آخر میں ایک جماعت ہوگی اس کو پہلے لوگوں کا سا اجر و ثواب ہوگا نیکی کا وہ حکم دیں گے برائی سے روکیں گے خلاف شرع کام کرنے والوں (اہل فتنہ) سے لڑائی کریں گے۔ (بیہقی، دلائل النبوۃ)

(٦٢٩٠) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ ؓ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((طُوْبٰی لِمَنْ رَآنِیْ وَآمَنَ بِیْ، وَطُوْبٰی سَبْعَ مَرَّاتٍ لِمَنْ لَمْ یَرَنِیْ وَآمَنَ بِیْ .)) رَوَاهُ اَحْمَدُ .

(٦٢٩٠) ابوامامہ ؓ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے مجھ کو دیکھا ہے اس کے لیے مبارک اور خوشی ہو اور جس شخص نے مجھ کو نہیں دیکھا لیکن مجھ پر ایمان لایا تو اس کے لیے سات بار مبارک اور خوشی ہو۔ (احمد)

(٦٢٩١) وَعَنْ اَبِیْ مُحَیْرِیْزٍ، قَالَ: قُلْتُ لِاَبِیْ جُمُعَةَ ؓ رَجُلٍ مِنَ الصَّحَابَةِ: حَدِّثْنَا حَدِیْثًا سَمِعْتَهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ قَالَ: نَعَمْ اُحَدِّثُکُمْ حَدِیْثًا جَیِّدًا، تَغَدَّیْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَنَا اَبُوْ عُبَیْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ، فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! اَحَدٌ خَیْرٌ مِنَّا؟ اَسْلَمْنَا، وَجَاهَدْنَا مَعَكَ۔ قَالَ: ((نَعَمْ، قَوْمٌ یَکُوْنُوْنَ

(٦٢٩١) محیریز ؓ سے روایت ہے میں نے ابو جمعہ ؓ سے کہا جو کہ ایک صحابی ہیں ہم کو ایک حدیث بیان کرو جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے انہوں نے کہا ہاں میں تم کو ایک عمدہ حدیث بیان کرتا ہوں ہم نے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دن کا کھانا کھایا ہمارے ساتھ ابو عبیدہ بن جراح ؓ بھی تھے انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول ہم سے بڑھ کر بھی کوئی بہتر ہوسکتا ہے ہم اسلام لائے آپ کے ساتھ مل کر جہاد کیا آپ نے فرمایا ہاں وہ لوگ جو تمہارے بعد پیدا ہوں گے میرے ساتھ ایمان لائیں گے اور

٦٢٨٩۔ دلائل النبوۃ: (٦/ ٥١٣) اس کی سند ضعیف ہے۔
٦٢٩٠۔ مسند امام احمد: (٢٢٤٩٠) اس کی سند ضعیف ہے۔
٦٢٩١۔ مسند امام احمد: (١٧١٠٢)۔ سنن الدارمی: (٢٧٤٧) اس کی سند حسن ہے۔

مِنْ بَعْدِكُمْ يُؤْمِنُوْنَ بِيْ وَلَمْ يَرَوْنِيْ.)) رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَالدَّارِمِيُّ. وَرَوٰى رَزِيْنٌ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ مِنْ قَوْلِهٖ: قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَحَدٌ خَيْرٌ مِنَّا اِلٰى...... آخِرِهٖ.

انہوں نے مجھ کو دیکھا نہیں۔ (دارمی، احمد)
زرین نے ابوعبیدہ سے اس کے قول یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَحَدٌ خَيْرٌ منا تک نقل کیا ہے۔

(٦٢٩٢) وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ اَبِيْهِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا فَسَدَ اَهْلُ الشَّامِ فَلَا خَيْرَ فِيْكُمْ. وَلَا يَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ اُمَّتِيْ مَنْصُوْرِيْنَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ)) قَالَ ابْنُ الْمَدِيْنِيِّ: هُمْ اَصْحَابُ الْحَدِيْثِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

(٦٢٩٢) معاویہ رضی اللہ عنہ بن قرہ سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب شام کے رہنے والے تباہ ہو جائیں تم میں کوئی بھلائی نہ ہوگی۔ میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ مدد کیے گئے ہوں گے ان کی مدد جو شخص چھوڑ دے گا ان کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے ابن مدینی نے کہا اس سے مراد محدثین ہیں۔ (ترمذی)

(٦٢٩٣) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ عَنْ اُمَّتِيْ الْخَطَاَ وَالنِّسْيَانَ وَمَا اسْتُكْرِهُوْا عَلَيْهِ)). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ وَالْبَيْهَقِيُّ.

(٦٢٩٣) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ میری امت سے خطا اور نسیان اور جس کام کے کرنے میں ان پر زبردستی کی جائے معاف کر دیا ہے۔ (بیہقی، ابن ماجہ)

(٦٢٩٤) وَعَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهٖ رضی اللہ عنہ، اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِيْ قَوْلِهٖ، تَعَالٰى: ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾ قَالَ: ((اَنْتُمْ تُتِمُّوْنَ سَبْعِيْنَ اُمَّةً، اَنْتُمْ خَيْرُهَا وَاَكْرَمُهَا عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَهْ، وَالدَّارِمِيُّ، وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

(٦٢٩٤) بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ سے سنا آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے متعلق كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تم ستر امتوں کو پورا کرتے ہو تم اللہ تعالیٰ کے ہاں ان سب میں سے بہتر اور گرامی قدر ہو۔ اس کو ترمذی ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا ہے۔ ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث حسن ہے۔

❀❀❀❀

٦٢٩٢۔ ترمذی: (٢١٩٢) اس کی سند صحیح ہے۔
٦٢٩٣۔ سنن ابن ماجه: (٢٠٤٣)۔ سنن کبری امام بیهقی: (٧/ ٣٥٦) اس کی سند صحیح ہے۔
٦٢٩٤۔ ترمذی: (٣٠٠١)۔ سنن ابن ماجه: (٤٢٨٨)۔ سنن الدارمی: (٢٧٦٣) اس کی سند حسن ہے۔